مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

جلد اوّل

اسلامی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد اوّل

(دفتر اوّل - دوم)

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: ـــــــــــ مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ : ـــــــــــ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم : ـــــــــــ قاضی سجاد حسین

ناشر: ـــــــــــ اسلامی کتب خانہ

طابع: ـــــــــــ ممتاز احمد

مطبع ـــــــــــ رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ـــــــــــ قرآن ھاؤس

سرورق، سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات

مقدمہ از صفحہ ۷ تا ۳۳ — قطعہ تاریخ صفحہ ۳۴

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
بشنو از نے الخ	۳۵	درتحریض متابعت ولی مرشد	۷۷	منازعت کردن امراء در ولی عہدی	۱۰۳
حکایت بادشاہ و عاشق شدن او	۳۹	بیان حسد وزیر	۷۹	تعظیم مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۶
ظاہر شدن عجز حکیماں از معالجۂ کنیزک	۴۱	فہم کردن حاذقان نصاری مکر وزیر	۷۹	حکایت بادشاہ جہود دیگر	۱۰۷
درخواست توفیق از خداوند	۴۳	پیغام شاہ پنہانی	۸۱	آتش افروختن بادشاہ جہود	۱۰۹
ملاقات بادشاہ با آں ولی	۴۵	بیان دوازدہ امیر سبط از نصاری	۸۱	آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل	۱۱۱
بُردن بادشاہ آں طبیب را بر سر بیمار	۴۶	تخلیط وزیر در احکام انجیل	۸۲	انداختن مردماں خویش را در آتش	۱۱۳
خلوت طلبیدن آں ولی از بادشاہ	۵۰	بیان آنکہ اختلاف در صورت روش ست	۸۵	کژ ماندن دہان	۱۱۴
دریافتن آں ولی رنج کنیزک	۵۴	در بیان خسارت وزیر	۸۷	عتاب کردن آں بادشاہ جہود	۱۱۵
فرستادن بادشاہ رسولان سمرقند	۵۴	مکر کردن وزیر	۸۹	جواب دادن آتش	۱۱۶
در بیان آنکہ کشتن و زہر دادن زرگر را	۵۸	دفع کردن وزیر مُریدان خود را	۹۱	قصۂ باد در عہد ہودؑ	۱۱۷
حکایت بقال و طوطی	۶۰	مکرر کردن مریدان با وزیر	۹۲	طنز و انکار کردن بادشاہ جہود	۱۱۹
فرق میان محقق و مدعی	۶۶	جواب گفتن وزیر کہ خلوت نشکنم	۹۳	برجستن آتش بجہل گبر	۱۱۹
داستان آں بادشاہ جہود	۶۷	لابہ کردن مریداں مر وزیر را	۹۴	بیان توکل و ترک جہد	۱۲۱
حکایت وزیر بادشاہ و مکر او	۶۸	نومید کردن وزیر مریداں را	۹۸	جواب شیر نخچیران را	۱۲۲
تلبیس اندیشیدن وزیر با نصاری	۷۰	ولی عہد ساختن وزیر ہر یک امیر	۹۸	ترجیح نخچیران توکل را	۱۲۲
قبول کردن نصاری مکر وزیر را	۷۰	کشتن وزیر خویش را	۹۹	ترجیح نہادن شیر جہد را	۱۲۳
جمع آمدن نصاری	۷۲	طلب کردن امت عیسیٰ کہ ولیعہد کدام است	۱۰۰	ترجیح نہادن نخچیراں توکل را	۱۲۳
در تمثیل عارف و حال او	۷۴	در بیان آنکہ جملہ پیغمبراں حق اند	۱۰۱	دیگر بار بیان کردن شیر جہد را	۱۲۴
سوال کردن خلیفہ بغداد و لیلیٰ	۷۶	در بیان کلموا الناس علی قدر عقولہم	۱۰۲	باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل را	۱۲۶

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
نگریستن عزرائیل	۱۲۷	پرسیدن شیر از سبب پاواپس کشیدن	۱۵۹	رجوع بحکایت خواجہ تاجر	۲۰۶
باز ترجیح نہادن شیر جہد را	۱۲۸	نظر کردن شیر در چاہ	۱۶۰	افگندن خواجہ طوطی مردہ را	۲۰۷
مقرر شدن ترجیح جہد	۱۳۰	مژدہ بردن خرگوش	۱۶۳	وداع کردن خواجہ را	۲۰۸
انکار کردن نخچیراں بر خرگوش	۱۳۱	جمع شدن نخچیران	۱۶۵	مضرت تعظیم خلق	۲۰۹
جواب گفتن خرگوش نخچیران را	۱۳۲	پند دادن خرگوش نخچیران را	۱۶۶	تفسیر ماشاء اللہ کان	۲۱۱
اعتراض نخچیران	۱۳۲	تفسیر رجعنا من الجهاد الاصغر	۱۶۷	تفسیر قول سنائی	۲۱۴
باز جواب دادن خرگوش	۱۳۲	آمدن رسول قیصر روم	۱۶۹	داستان پیر چنگی	۲۱۵
ذکر دانش خرگوش	۱۳۴	یافتن رسول امیر المومنین عمرؓ را	۱۷۱	بیان حدیث من کان للہ	۲۱۷
باز جستن نخچیران از خرگوش	۱۳۵	بیدار شدن امیر المومنین سخن گفتن عمرؓ	۱۷۲	در بیان حدیث ان لربکم	۲۱۹
پوشیدہ داشتن خرگوش	۱۳۶	سوال کردن از امیر المومنین	۱۷۳	سوال فرمودن عائشہؓ از حضرت	۲۲۴
قصہ مکر خرگوش با شیر	۱۳۶	اضافت کردن آدم آں زلت را بخویش	۱۷۶	تفسیر بیت سنائی	۲۲۷
زیافت تاویل مگس	۱۳۹	تمثیل	۱۷۸	در معنی حدیث اغتنموا برد الربیع	۲۲۸
قصہ مگس اندیشہ کردن در حقیقت دریا	۱۳۹	تفسیر هو معكم	۱۷۹	پرسیدن صدیقہؓ از مصطفیٰ	۲۳۰
رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش	۱۴۰	سوال کردن رسول روم از عمرؓ	۱۸۰	بقیہ قصہ مرد پیر چنگی	۲۳۱
ہم در بیان مکر خرگوش	۱۴۲	بیان من اراد ان یجلس مع اللہ	۱۸۱	در خواب گفتن ہاتف بہ عمرؓ	۲۳۳
رسیدن خرگوش بہ شیر	۱۴۵	قصہ بازرگاں	۱۸۳	نالیدن استوانہ حنانہ	۲۳۵
عذر گفتن خرگوش	۱۴۶	قصہ اجنحہ طیور	۱۸۵	اظہار معجزہ محمد مصطفیٰ	۲۳۸
جواب گفتن شیر خرگوش را	۱۴۸	دیدن خواجہ طوطیان ہندوستان را	۱۸۶	بقیہ قصہ مطرب چنگی	۲۳۹
قصہ ہدہد سلیمان	۱۵۰	تفسیر قول شیخ فرید الدینؒ	۱۸۸	گردانیدن عمرؓ نظر او را از مقام گریہ	۲۴۲
طعنہ زدن زاغ	۱۵۲	تعظیم ساحراں مر موسیٰ را	۱۸۹	تفسیر دعاء آں دو فرشتہ	۲۴۵
جواب گفتن ہدہد	۱۵۲	باز گفتن بازرگاں با طوطی	۱۹۲	قربان کردن سرداران عرب	۲۴۶
قصہ آدم علیہ السلام	۱۵۳	شنیدن آں طوطی حرکات طوطیاں	۱۹۵	قصہ آں خلیفہ کہ در کرم حاتم گذشتہ بود	۲۴۷
پاواپس کشیدن خرگوش	۱۵۶	تفسیر حلیم سنائی	۲۰۱	قصہ اعرابی درویش	۲۴۷

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
مغرور شدن مریدان	۲۴۹	سپردن عرب ہدیہ را	۳۰۱	بقیہ قصہ ہاروت و ماروت	۳۵۰
نادر افتد اکہ مریدے	۲۵۱	حکایت ماجرائے نحوی	۳۰۳	بعیادت رفتن کر	۳۵۱
صبر فرمودن اعرابی زن خود	۲۵۱	قبول کردن خلیفہ ہدیہ را	۳۰۴	اول کسیکہ در مقابل نص قیاس کرد	۳۵۴
نصیحت کردن زن شوہر را	۲۵۴	در شرف وصفت پیر	۳۱۱	در بیان آنکہ حال خود و مستی خود	۳۵۷
نصیحت کردن مرد زن را	۲۵۶	وصیت کردن رسول خدا	۳۱۴	مرے کردن رومیاں و چینیاں	۳۶۰
در بیان آنکہ جنبیدن ہر کس	۲۵۸	قصہ کبودی زدن قزوینی	۳۱۷	پرسیدن پیغمبرؐ زید را	۳۶۳
مراعات کردن زن شوہر را	۲۶۱	رفتن گرگ و روباہ	۳۱۹	جواب زیدؓ	۳۶۵
در بیان ایں خبر انھن یغلبن	۲۶۵	امتحان کردن شیر گرگ را	۳۲۲	متہم کردن غلاماں	۳۷۰
تسلیم کردن مرد خود را	۲۶۵	قصہ آنکہ در یارے بکوفت	۳۲۳	بقیہ قصہ زید	۳۷۲
در بیان آنکہ موسیٰ و فرعون ہر دو مسخر اند	۲۶۶	پشیماں شدن آں گوئندہ	۳۲۴	حکایت	۳۷۳
سبب حرمان اشقیاء	۲۶۹	خواندن آں یار یار خود را	۳۲۵	گفتن پیغمبرؐ مر زید را	۳۷۶
حقیر و بے خصم دیدن دیدہا حس	۲۷۲	رو در کشیدن	۳۲۶	رجوع بحکایت زید	۳۷۸
در معنی آیت مرج البحرین	۲۷۷	ادب کردن شیر گرگ را	۳۲۸	آتش افتادن در شہر	۳۸۲
در بیان آمد آنچہ ولی کند	۲۸۱	حکایت در فضیلت آخر زمانیاں	۳۲۹	قصہ خیو انداختن	۳۸۳
مخلص ماجرائے عرب	۲۸۲	تہدید کردن نوحؑ	۳۲۹	سوال کردن از امیر المومنینؓ	۳۸۷
دل نہادن مرد عرب	۲۸۵	نشاندن بادشاہاں صوفیاں را	۳۳۲	جواب دادن امیر المومنینؓ	۳۸۹
تعیین کردن زن طریق طلب روزی	۲۸۸	آشنائے کہ از سفر بدیدن یوسف آمد	۳۳۳	گفتن حضرت رسالتؐ بگوش رکابدار	۳۹۴
ہدیہ بردن عرب سبوئے آب	۲۹۰	طلب کردن یوسف ارمغان	۳۳۴	تعجب کردن آدمؑ	۳۹۸
در ممدوح گفتن عرب سبوئے آب	۲۹۱	گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را	۳۳۶	باز گشتن بحکایت امیر المومنینؓ	۴۰۰
در بیان آنکہ گدا عاشق کرم ست	۲۹۳	مرتد شدن کتب وحی	۳۳۹	افتادن رکابدار و پائے امیر المومنینؓ	۴۰۲
فرق میان آنکہ درویش ست بخدا	۲۹۴	دعا کردن بلعم باعور	۳۴۵	فتح طلبیدن پیغمبرؐ	۴۰۳
پیش آمدن نقیباں	۲۹۷	اعتماد کردن ہاروت و ماروت	۳۴۸	گفتن امیر المومنینؓ با قرین خود	۴۰۶
در بیان آنکہ عاشق دنیا	۲۹۹			خاتمہ	۴۰۷

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پڑھی نہ فارسی آئی۔ لیکن ہندوستان میں عروج فارسی کی کتابوں کی اشاعت کا کام قدرت نے اس ہیچمداں سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم ورواج کے تابوت میں آخری کیل ٹھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستان سعدیؒ کو سہل الحصول بنا کر شائع کیا جائے اس پر اردو میں کچھ حواشی لکھے اور اس کو شائع کر دیا۔ اس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمت بندھائی تو بوستان سعدی پر بھی طبع آزمائی شروع کر دی اور اردو کے حاشیہ کے ساتھ اس کو بھی شائع کر دیا۔ پھر مطالبہ شروع ہوا کہ ہر دو کتب کو مستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی ہوا، ان چاروں کتابوں کی پیہم اشاعت نے کام کے مزید اسباب و وسائل جمع کر دیئے اور عزم پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے مکاتب میں مروج فارسی کتب آسان حواشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کر دیا جائے مالا بدمنہ وشائع کی، اخلاق محسنی مترجم شائع کی اور پھر گلزار دبستان کریما، حمد باری اور پند نامہ بھی شائع کر دیا۔ رب العزت کا کرم ہے کہ اب ان کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مکاتب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے۔ گزشتہ سالوں میں دیوان حافظ کو مترجم اور محشی کیا اور اس کو بھی شائع کر دیا۔ اس کی مقبولیت وہم وخیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہل علم اور تعلیمی حلقوں سے اس کی اس قدر داد ملی کہ مثنوی مولانا رومؒ پر کام کرنے اور اس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مثنوی کی ضخامت کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ ابتداءً صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیق خداوندی شامل حال رہی تو بقیہ دفتر بھی ایک ایک کر کے شائع کر دیئے جائیں گے۔ تقریباً سال بھر گذرتا ہے کہ میں اس دفتر اول کے ترجمہ اور حواشی لکھ کر فارغ ہو گیا۔ لیکن کتابت کی دشواریاں اشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اب جبکہ کتابت کی نگرانی اور تصحیح کی مصروفیت کے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چند سطور بطور مقدمہ کے پیش خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب کی اہمیت اور مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مقدمہ میں سیر حاصل بحثیں کی جائیں۔ لیکن اپنی صلاحیت کی قلت اور وقت کی اضاعت کی کثرت شاید یہ تمنا پوری نہ کرنے دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

نام ونسب:

محمد نام جلال الدین لقب، اور شہرت مولانائے روم کے عنوان سے ہے۔ نسب کا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ محمد صرف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے ہمنام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب بہاؤ الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤ الدین بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دور سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤ الدین کے حلقہ بگوشوں میں تھا۔ اور امام فخر الدین رازی کی معیت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ شیخ کی مقبولیت عامہ جب حد سے بڑھی تو اس پر اور امام فخر الدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی۔ شیخ نے اس کو محسوس کیا اور ۶۱۰ھ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار شیخ بہاؤ الدین سے نیشاپور میں ملے اس وقت مولانائے روم کی تقریباً ۶ سال کی عمر تھی مولانا پر بچپن ہی سے سعادت مندی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ

صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤ الدین سے فرمایا۔ ''ان صاحبزادے کے جوہر قابل سے غفلت نہ برتیے گا۔'' اور اپنی مثنوی اسرار نامہ مولانا کو پڑھنے کے لئے عنایت کی شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زنجان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رخ کیا لارندہ کے دوران قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۸ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دوران قیام میں مولانا کی شہرت شاہ روم علاؤ الدین کیقباد تک پہنچ چکی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤ الدین کیقباد نے درخواست کی تو شیخ قونیہ میں اس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیہ زندگی قونیہ ہی میں گذار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانائے روم کی ولادت ۶۰۴ھ میں بلخ میں ہوئی تھی تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤ الدین نے طے کرا دیئے تھے اور پھر اپنے مرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علماء میں سے تھے مولانا کا معلم اور اتالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم وفنون انہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۶۲۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداء حلب کے مدرسہ علاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخ حلبی سے تلمذ کیا۔

مولانائے رومؒ اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔ فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو پوری دستگاہ حاصل تھی۔ دوران طالبعلمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماء وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ مثنوی میں مولانا نے ان کا تذکرہ اپنے پیر ہی کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا اور شمس تبریز:

مولانا کی زندگی کا دوسرا دور شمس تبریز کی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریز کی ملاقات کا واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ معرض خفا میں ہے۔ جواہر مضیہ کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے۔ کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آ پہنچے اور کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام گھر بار اور شان وشوکت کو خیر باد کہا اور صحرا نوردی شروع کر دی۔ ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مولانا کے مرید چونکہ مولانا کی اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہہ کر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اس کو گرما آؤ، شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے اور ایک دن

جبکہ مولانا نہایت تزک و احتشام سے ایک راستہ سے گذر رہے تھے۔ شمس تبریز نے مولانا سے سر راہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور دریافت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباع شریعت شمس تبریز نے کہا، یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد علم و مجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچادے اور پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا۔

علم کز تو ترانہ بستاند　　جہل زاں علم بہ بود بسیار
جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے　　اُس علم سے جہل بہت بہتر ہے

ان جملوں سے مولانا اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آ گئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمہیں ان کتابوں سے کیا غرض اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میاں درویش تم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں۔ جن میں نادر نکتے تھے اور اب ان کا ملنا محال ہے۔ اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خشک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھ دیں۔ مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحب قال ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک حلوہ فروش مولانا کی درگاہ میں آیا۔ مولانا نے بھی اس کے حلوہ کی ایک قاش خرید کر کھائی جس سے مولانا کے احوال یکسر بدل گئے بے اختیار اٹھے اور گھر بار چھوڑ کر نکل گئے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو زبان پر اشعار جاری ہو جاتے۔ یہی اشعار ہیں جو بصورت مثنوی آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام واقعات سے وہ واقعہ قرین عقل ہے جو سپہ سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سپہ سالار مولانا کے خاص مرید ہیں۔ اور تقریباً چالیس سال تک مولانا کے فیض صحبت سے مستفیض ہوتے رہے ہیں لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاؤ الدین کیا بزرگ کے خاندان سے تھے۔ جو کہ اسمٰعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انہوں نے آبائی مذہب ترک کر دیا تھا۔ علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد بابا کمال الدین کے مرید ہو گئے تھے۔ تاجرانہ حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے، کمر بند بن کر اپنا گزارہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے دعا کی کہ کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا متحمل ہو سکے۔ غیبی اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائے گا۔ شمس تبریز قونیہ پہنچ کر برنج فروشوں کے سرائے میں مقیم ہو گئے وہاں ایک اونچا چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد اور امراء کا مجمع ہو جایا کرتا تھا شمس تبریز بھی اس مجمع میں جا بیٹھتے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز سے آنکھیں چار ہوئیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسطامی کے بارے میں مشہور ہے۔ تمام عمر انہوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا ان کا اتباع سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے۔ کہ بایزید فرماتے تھے سبحانی اعظم شانی، اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالت شان کے فرماتے ہیں۔ میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دعا مانگتا ہوں۔ اب ان دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزید بسطامی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازل تقرب میں ایک مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے ان کی

زبان سے اس طرح کے الفاظ نکل جاتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو نیچے کی منزل اس قدر پست نظر آتی تھی کہ اس پر استغفار کرتے تھے۔

سپہ سالار کے بیان کے مطابق اس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چالیس روز تک چلہ کش رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین زرکوب کے علاوہ حجرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد مولانا کے احوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے محترز تھے۔ اب اس کے بغیر ان کو چین نہ آتا تھا۔ مسند تدریس اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحہ کے لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس سے اہل شہر میں شمس تبریز کے خلاف شورش بپا ہوئی اور شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے اس جدائی میں نہایت رقت آمیز اشعار کہنے شروع کر دیئے اس پر اہل شہر اور مولانا کے مریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز کو واپس لایا جائے۔ چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کی قیادت میں ایک قافلہ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی خدمت میں پیش کیا۔ شمس تبریز متاثر ہوئے اور قافلہ کے ساتھ قونیہ واپس آ گئے اور تقریباً دو سال قونیہ میں رہے اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤ الدین چلپی سے آزردہ خاطر ہو کر غائب ہو گئے اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ صاحبان کا بیان ہے کہ علاؤ الدین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ:

شمس تبریزی جو مولانائے روم کے پیر ہیں ان کے کچھ حالات ہم نے سپردِ قلم کر دیئے مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوا خود وفات پائی یا شہید کئے گئے۔ اس بارے میں ہم مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے ان کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے۔ وہ یقیناً اس شمس تبریز کی نہیں ہے جو مولانائے روم کے پیر تھے اس لئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے۔ اور ہندوستان میں جو صاحب مدفون ہیں۔ یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ جو منشی محمد الدین فوق نے حالات شمس تبریز" نامی کتاب میں نظام المشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

''حضرت شمس (مولانائے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا۔ مجھ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گذرے ہیں۔ جن کا مزار ملتان میں ہے۔ عوام ملتانی شمس تبریزی کو ہی حضرت مولانائے روم کا مرشد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مورخین کو غالباً اسی روایت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتانی شمس تبریز کو تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔ ان کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے اضلاع سندھ و پنجاب میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات و کاٹھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے

پنجاب چلے آئے اور یہاں اپنا مشن جاری کیا۔ سندھ اور بمبئی میں جس قدر آغا خانی خوجے ہیں۔ وہ سب صدر الدین کی کوشش سے مسلمان ہو کر آغا خانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اول اول تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود مختار ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور مظہر ذات مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شاہی جماعت میں کم از کم پندرہ بیس لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے ہیں۔ جن کا لقب مومن ہے۔ باقی گپتی یعنی پوشیدہ ہیں۔ اور ان کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں۔ اور ان میں سے تین امام شاہی میں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی۔ پیرانہ میں ان کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور گدی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔ جو بظاہر ہندو ہے اور بباطن امام شاہی۔ اس مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے اور جماعت سے عشر اور نذر و نیاز وصول کرنے کے لئے دورے کرتے رہتے ہیں۔ مہنت پیر امام الدین کی اولاد میں اس عشر اور نذر و نیاز میں سے معقول حصہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی خانقاہ میں جنیئو کی درگاہ بنی ہوئی ہے۔ یعنی جو گپتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا جنیئو اس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو مومن کا لقب مل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا مزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور سناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو شمسی ہندو کا لقب دیا۔ شمسی ہندو براہ راست آغا خاں کے معتقد بنائے گئے ہیں۔ اور چالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تین لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے۔ ملتانی شمس تبریزی نے کن طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلایا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں پر ان کی نسبت مشہور ہیں۔ ان کے لکھنے کو ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ بالفعل یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے۔

صلاح الدین زرکوب:

شمس تبریز کی جدائی کے بعد مولانا پر سکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس اضطراب میں پابجولاں رہتے تھے۔ ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دوکان کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر ان کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا ہیں۔ کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بغلگیر ہو گئے۔ مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

یکے گنجے پدید ازیں دکان زرکوبی		زہے صورت زہے معنیٰ زہے خوبی زہے خوبی
اس زرکوبی کی دوکان سے ایک خزانہ مل گیا		عجب صورت عجب معنیٰ عجب خوبی عجب خوبی

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حالت میں ظہر سے عصر تک اسی وجدی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اس کے بعد صلاح

الدین نے اپنی ساری دکان لٹادی اور مولانا کے ساتھ ہوئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحب حال بزرگ تھے۔ سید برہان الدین محقق سے بیعت تھے۔ اور اس طرح پر مولانا کے ہم استاد تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نو برس تک ان صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۶۲ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مرید خاص حضرت حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم اور ہمراز بنالیا اور مولانا کو ان سے اس درجہ تعلق خاطر پیدا ہوا کہ ان کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے جیسا کہ کوئی اپنے مرشد و پیر کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا کے وضو خانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔ اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر جا کر وضو کر کے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں۔ جو مولانا کے مثنوی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں۔ اور مولانا نے ہر دفتر میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت واحترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بہت شدت کا زلزلہ آیا۔ تقریباً چالیس روز تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ اہل شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ اور انشاء اللہ کامیاب ہو گی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز ہوا۔ ہر چند اطباء نے معالجہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سودمند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے تربیت یافتہ تھے اور روم وشام میں مرجع انام تھے، مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر بیقرار ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ مولانا نے سنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب اور محبوب میں صرف ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اٹھ جائے اور نور، نور میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپسیں ہے۔ چنانچہ یکشنبہ کے دن ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ کو مغرب کے وقت مولانا ہر مذہب وملت کے لاکھوں انسانوں کو روتا ہوا چھوڑ کر عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

مولانا اور فرقہ مولویہ:

مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دس دس اور بیس بیس دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے۔ نماز کا وقت آتا تو فوراً قبلہ رخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نماز میں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سپہ سالار اکثر عشاء کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے۔ اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے۔ خود مولانا نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہو گیا ہے، امام کون ہے

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سرمائی شدت کی وجہ سے آنسو جم کر یخ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پر شکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے یکبارگی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور رقص کرنے لگتے تھے۔ کبھی خاموشی سے کسی ویرانے کی طرف نکل کھڑے ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مریدوں کو ملتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کئی کئی دن مدہوشی کی حالت میں گذر جاتے تھے۔ راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا اوقات وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سماع کی مجلسوں میں اکثر اپنے کپڑے اتار کر قوالوں کی نذر کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سکری حالت کے افعال عام مریدوں کے لیے شمع راہ نہیں بنتے ہیں۔ اور نہ وہ قابل اتباع ہوتے ہیں۔ لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ یا جلالیہ کہلاتا ہے۔ اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سکری حالت کا اتباع کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں۔ اور خاص قسم کا رقص ان کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اس کے احکام سے دور اور ان سے نابلد رہتے ہیں شاہ بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصہ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے اور ہندوستان کا فرقہ قلندر یہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف:

فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے ہیں۔ معین الدین پروانہ، رکن الدین قلیج ارسلان شاہ قونیہ کے حاجب تھے اور دربار کے سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ان کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند امراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو امراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ گئے۔ معین الدین کے دل میں خیال آیا کہ امراء اسلام تو اولوالامر ہیں۔ اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اثناء میں فرمانے لگے۔ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی، شیخ ابو الحسن خرقانی کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھ کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے۔ حسن میمندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم آیا ہے اور سلطان تو الوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے تو ابھی اطیعوا اللہ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اطیعوا الرسول میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ سن کر معین الدین اور تمام امراء روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مد ظلہ نے اس کو دریافت کیا اور اس کی ترتیب و تہذیب کر کے ۱۹۲۸ھ میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں ۱۹۲۰ء میں ان کی نظر سے اس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ گذرا پھر ۱۹۲۳ء میں حیدر آباد دکن میں انہیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانہ آصفیہ کا تھا۔ مقابلہ کرنے پر کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر انہوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ بھیجا وہاں اس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو مل گئی جس کی انہوں نے اشاعت کی۔ اس کے بعد پھر اس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظر عام پر آ گیا۔

دیوان:

عوام اس کو شمس تبریزی کا دیوان سمجھتے ہیں۔ حتی کہ لوح پر دیوان شمس تبریزی لکھ دیتے ہیں۔ مغالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریزی کا نام ڈال دیا ہے۔ لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان ہے۔ اس میں پچاس ہزار اشعار ہیں۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریزی کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اکثر شعراء نے اس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں۔ اور مقطع میں تصریح کی ہے کہ یہ

غزل کے جواب میں ہے علی حزیں کہتے ہیں۔

این جواب غزل مرشد رم ست کہ گفت
من بوئے تو خوشم نافہ تا تار مگیر

دوسرا مصرع مولانا کا ہے پورشعر اس دیوان میں موجود ہے۔

من مگوئے تو خوشم خانۂ من ویراں کن
من بوئے تو خوشم نافہ تا تار مگیر

مثنوی:

مولانا کی اسی کتاب نے مولانا کو حیات جاوداں عطا کی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور ہردلعزیزی اس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اس کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶۲ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر نا تمام چھوڑ دیا تھا۔ اور فرمادیا تھا۔

باقی این گفتہ آید بے زباں　　دردل ہر کس کو دارد نور جاں
جس شخص کی جان میں نور ہو گا　　اس مثنوی کا بقیہ حصہ اس کے دل میں خود بخود آ جائے گا

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے ارباب علم وفضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر ہفتم لکھا ہے۔ ہمارے علم میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم ہے۔ جو اسی بحر اور طرز میں منظوم کیا گیا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفتر ششم مکمل کر کے دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنی تو دو والا ہیں۔ اصطلاح میں اس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے۔ جس کے ہر شعر میں دو دو قافیے ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں مولانا کی اس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں عالم معنی اور احوال باطن کے اسرار و معارف کا تذکرہ ہے۔ مسائل تصوف اور اسرار و معارف کے بیان میں سلطان ابو سعید ابوالخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ لکھا جو تصوف کی پہلی منظوم کتاب ہے۔ خواجہ فرید الدین عطار نے تصوف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں۔ جن میں منطق الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن اب اس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مرید حسام الدین چلپی ہے۔ چنانچہ مولانا نے دفتر اول کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دفتر اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس حادثہ سے حسام الدین اس درجہ متاثر ہوئے کہ دو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اس عرصہ میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام رک گیا۔ پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مدے ایں مثنوی تاخیر شد　　مہلتے بایست تا خوں شیر شد
ایک مدت تک مثنوی لکھتے ہیں تاخیر ہو گئی　　کچھ وقت چاہیے تا کہ خون سے دودھ بنے

چوں ضیاء الحق حسام الدین عناں باز گردانید زاوجِ آسماں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے آسمان کی بلندی سے باگ موڑی

چوں بمعراج حقائق رفتہ بود
بے بہارش غنچہ ہا نشگفتہ بود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوتے تھے
ان کی بہار کے بغیر غنچہ نہ کھلا تھا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیار ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا کیونکہ تین مرتبہ وضو میں اعضاء دھونا سنت ہے

چوتھے دفتر کا آغاز ایا تو کہا

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی کہ گزشت از مہٗ نبورت مثنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے جس کے نور کی وجہ سے مثنوی چاند سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے

پانچواں دفتر اس طرح سے شروع کیا۔

شہ حسام الدین کہ نور انجم ست طالب آغاز سفر پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں پانچویں کتاب کی ابتداء کے طالب ہیں

چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

اے حیات دل حسام الدیں بسے میل میجوشد بقسم ساد سے
اے دل کی زندگی حسام الدین چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت سیلان ہوگیا ہے

جیسا کہ اوپر گذرا تحقیق یہی ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔ شیخ اسماعیل قیصری کو یہ ساتواں دفتر ۸۱۴ھ میں دستیاب ہوا اور انہوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہل علم نے اس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں فرید دولت پاینده فقرت برمزید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدیں تیری دولت ہمیشہ رہے تیرے فقر میں اضافہ ہو

چونکہ از چرخ ششم کر دی گذر برتراز چرخ ہفتم کن سفر
جب کہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

مثنوث کی شہرت اور مقبولیت:

ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی۔ وہ ایرانی کتب میں سے کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ شاہ

نامہ فردوسی، گلستانِ سعدی، دیوانِ حافظ، مثنوی مولانا روم ان میں سے بھی مثنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مثنوی کی طرف توجہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ کی۔ اس مثنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں۔ کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ مولانا شبلی نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی، ولی محمد، مولانا عبدالعلی بحر العلوم اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۳۴۴ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں تحریر فرمائی اور اس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری کی شرح بصورتِ حواشی شائع ہوئی اور کلید مثنوی کے نام سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز مراۃ المثنوی از جناب تلمذ حسین صاحب اور تشبیہات رومی اور حکمت رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم بھی قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

مثنوی پڑھنے والوں کے لئے چند مفید باتیں:

موسیقی سے متعلق بعض اہل دل اس نظریہ پر پہنچے ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روح اپنی ماہیت اور ماہیت حیات وکائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے۔ اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزو عبادت تک شمار ہوتی ہے اور اس کو غذائے روح قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علماء نے بہت بحثیں کی ہیں۔ اور جواز وعدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے۔ وہ سماع راست کو جائز اور سماع ناراست کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماع راست ہر کس چیر نیست	طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست
صحیح سماع پر ہر شخص قادر نہیں ہے	انجیر ہر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماع راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سننے والا عالی جذبات کا حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشو و نما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اس قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ ابھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لے جائے۔ مولانا نے مثنوی بانسری کے بیان سے شروع کی ہے اور بانسری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں۔ وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ بانسری کا تعلق روحانیت اور الوہیت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلم ہے، چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بانسری کا تصور اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بانسری کی تشبیہ سے روح کی ماہیت اور اس کے جذبات کو دلنشین اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح بانسری کے دلسوز نغمے اس بناء پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے۔ اور اس کے نغموں کا سوز و گداز نیستاں سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح روحِ انسانی چونکہ روح الارواح، ہستی مطلق سے جدا ہو کر اس عالم شہود میں آئی ہے لہٰذا اس کا اضطراب اور بے چینی بھی اسی بنیاد پر ہے اور جب تک وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اس کو سکون حاصل نہ ہو گا وہ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کی منتظر ہے۔ اور جب تک اس کو یہ پیغام نہ مل جائے گا۔ اس کو سکون اور چین

نصیب نہ ہوگا اور وہ بانسری کی طرح اپنے دردِ فراق کا اظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری مثنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

وحدت الوجود، وحدت الشہود:

لا الہ الا اللہ کے معنی اہل ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت صرف اسی کی ہونی چاہیے۔ اس ذاتِ واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش شرک ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک لا الہ الا اللہ کے معنی لاموجود الا اللہ کے ہیں، یعنی عالم وجود میں صرف ذاتِ واحد موجود ہے اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف کرنا شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکنات اور وجود کائنات کی وجود مطلق وجودِ باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیا، وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ وجود مطلق ایک ہی ہے جو وجوب، امکان، قدیم، حادث، مجرد، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے۔ لیکن ہر مظہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے۔ اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے طاہر پر طہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کچھ احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے　　اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو تو زندیق ہے

مولانا بحر العلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام موجودات عین ذاتِ حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذاتِ حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور یہ عالم امکاں نیست و نابود ہو جائے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ صوفیاء کے نزدیک وجود سے مراد مصدری نہیں معنیٰ ہیں۔ کیونکہ وہ خارج ہیں موجود نہیں ہیں، معقولات ثانیہ میں سے ہیں جس کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے ان کی مراد مابہ الموجودیت ہے، حضرت حق جل مجدہ اپنے وجود اور ممکنات کے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی ذات ہی خود اس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود کی بھی اس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا مابہ الموجودیت کیا ہے؟ ان کے وجود سے ارادۂ الٰہی کا تعلق ہے اور یہ ارادہ اللہ کی صفت ذاتی ہے جس کا مقتضی صرف اس کی ذات ہے لہٰذا ممکنات کا مابہا الموجودیت ذاتِ حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود معنیٰ مابہا الموجودیت کہنا بالکل حق اور درست ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا کہ پہلے وحدت الوجود کے معنیٰ سمجھ لو پھر حقیقت حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنی یہ ہیں کہ وجود حقیقی (بمعنی مابہ الموجودیت نہ کہ معنی مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر، عرض میں عرض ہے اور اس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہے۔ جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں۔ ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ اس وجود حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا ایک جداگانہ حکم ہے اور شرع

شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض کو واجب العصیان بعض کو حلال بعض کو حرام بعض کو پاک بعض کو ناپاک قرار دیتی ہے۔ کوتاہ بین سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے کہ بلکہ شئوں اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیئ شھید O الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شئ محیط۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف عالم میں دکھائیں گے۔ ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ قرآن حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں۔ سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے صوفیا کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے قائلوں کی باتوں کو سکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفس الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا صرف سورج کا وجود سمجھتا ہے۔ اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں موجود و منور ہوتے ہیں تو یہ لوگ حس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں۔ وہ وحدت الشہود ہے ان دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے قائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجود واجب اور وجود ممکن کے قائل نہیں ہیں، اور وحدت الشہود کے قائل وجود ممکنات کے بھی قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے مدعی وجود حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسّی اور اس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخنے گوئی بہ رمز	گفت موج و کف و گرداب ہمانا دریاست
میں نے کہا وحدت اور کثرت کی بات اشارہ میں کہہ دے	اس نے کہا موجیں اور جھاگ اور بھنور، دریا ہی ہیں
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر	یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں (غالب)

اور وحدت الشہود کے قائل وجود حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبیہ اصل اور اس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الوجود الشہود کو چند در چند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گانوں کے چودھری کا قصہ نقل کر کے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور پن بیچنے کی حکایت میں بھی اسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلکوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدت وجودی مرتبہ ذات میں درست ہے اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہٰذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو "رود کوثر" کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی کچھ باتیں سناتے ہیں تا کہ مسئلہ

کی پوری تشریح اور توضیح ہو جائے وہ فرماتے ہیں حضرت مجدد سرہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفۂ وحدت الوجود، بے شک اس کے اخذ و قبول میں مختلف منازل اور مراتب تھے۔ بعض انتہا پسند صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب قریب دائرہ اسلام سے باہر آ جاتے تھے اور کئی دوسرے اسے فقط اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام مانع ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک جداگانہ فلسفہ مدون ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الشہود تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی تثنیۃ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود فلسفے ذات باری اور مخلوقات و ممکنات کے تعلقات کو بیان کرتے ہیں۔ اور ان دونوں فلسفوں کو توحید عینی اور توحید ظلی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ تذکرہ غوثیہ میں دونوں فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھایا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اس نور کا باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر اسم وصف فعل جو عالم ظاہر میں ہے۔ ان سب کی اصل وہی وصف باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدت صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیات حق ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خلق الاَشْیَاءَ وَهُوَ عَیْنُهَا اور اس اعتباری کثرت کا وجود اسی حقیقی وحدت سے ہے۔ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ یہ وحدت الوجود کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔ وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا ظہور، واحد مطلق کی ذات وصفات کا ظل وعکس ہے۔ جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل وعکس واحد مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر احمد حسین نظام جنگ بہادر نے اپنی کتاب فلسفہ فقراء میں ان دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایاں کیا ہے:۔

وحدت الوجود	(هُوَ الْكُلُّ)	وحدت الشہود	هُوَ الْهَادِیْ
نظریہ	ہمہ اوست	نظریہ	ہمہ از وست
رجحان تصوف	سکون کی طرف مائل	رجحان تصوف	جوش کی طرف مائل میں اس کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے
	میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں) وصل		عشق
اعتقاد۔	میں کون؟ انا الْحَقُّ	اعتقاد	میں کون؟ انا عَبْدُهٗ (عاشق)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی دقت طلب ہیں اسی لئے شریعت نے ان مباحث میں پڑنے سے روکا ہے اور ذات و صفات کے مسائل کو نصوص پر محمول کر کے خارج از بحث قرار دیا ہے۔ اس بحث میں مولانا رومی کا کیا رجحان ہے اور وہ کون سے گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا کے پڑھنے والوں کو (اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد ہر کہ اورا منظرست کایں فغان ایں سرے ہم زاں سرست
صاحب نظر جانتا ہے کہ اس جانب کی آہ و زاری اس جانب ہی ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ
سب کچھ معشوق ہی ہے عاشق ایک پردہ ہے

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ صرف ذاتِ واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک اعتباری چیز ہے۔

گر ہزاران اندیک کس بیش نیست　　جز خیالات عدد اندیش نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے　　کثرت اور تعدد محض خیالی ہے
بحر وحدانیست جفت وزوج نیست　　گوہر وما ہیتش غیر موج نیست
صرف وحدانیت کا سمندر ہے، جفت اور جوڑا کچھ نہیں　　اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے
نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ　　لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے　　لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجود حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے۔ انسان کی اس بھینگی آنکھ نے ہی اس کو مشرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں۔ کہ مولانا وحدت الوجود کے داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں۔ وہ جبر واختیار کی بحثوں میں جبر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور جبریہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

ہر آں کس راکہ مذہب غیر جبرست　　نبی فرمود کو مانند گبرست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے　　نبی نے فرما دیا ہے وہ مجوسی ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جابجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سعی، شکر نعمت قدرت بود　　جبر تو انکار آں نعمت بود
کوشش، قدرت نے نعمت کا شکریہ ہے　　جبرا اس نعمت کا کفر ہے
شکر نعمت نعمتت افزوں کند　　کفر نعمت از کفت بیروں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے　　کفر، نعمت سے محروم کر دیتا ہے

جبر تو خفتن بود در رہ مخسپ
تانہ بینی آں درو درگہ مخسپ

تیرا جبر سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو　　جب تک اس در اور دربار کو نہ دیکھ لے نہ سو
جبر خفتن درمیانِ رہزناں　　مرغ بے ہنگام کے یابد اماں
جبر ڈاکوؤں میں سو جانا ہے　　بے وقت کا مرغا کب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیا کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جدوجہد

کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ تعطل اور بیکاری اور دینوی جہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور تصوف مسائل زندگی سے ایک راہ فرار ہے۔

لیکن مولانا جدو جہد اور سعی و عمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اور کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
سو جانے سے سعی لا حاصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ شیر کی زبانی فرمایا ہے۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام ہست جبری بودن ایں جا طمع خام
ایک ایک پڑی کوٹھے کی طرف چڑھنا چاہیے اس جگہ جبری بننا بیکار لالچ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ ان کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفران نعمت ہے۔

پائے داری چوں کنی خدرا تو لنگ دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ
تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو تو لنگڑا کیوں بناتا ہے؟ تیرے ہاتھ ہیں پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد بے زباں معلوم شد او را مراد
آقا نے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا اس کا مقصد بغیر کہے معلوم ہو گیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدۂ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی درکار کن کار کن پس تکیہ برجبار کن
اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر کام کر پھر اللہ پر توکل کر

گفت آرے ار توکل رہبرست ایں سبب ہم سنتِ پیغمبرست
اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنما ہے سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر بآواز بلند
برتوکل زانوے اشتر بہ بند
پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا توکل کے ساتھ اونٹ کا پیر باندھ

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو
''کمانے والا اللہ کا دوست ہے'' کا اشارہ سن توکل کی وجہ سے اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کر

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست تا حبیب حق شوی ایں بہترست
کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملہ میں بہت بہتر ہے تاکہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدو جہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصان خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعی ابرار و جہادِ مومناں تا بدیں ساعت ز آغاز جہاں
نیکوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد دنیا کی ابتداء سے اب تک

حق تعالیٰ جہد شاں راراست کرد آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
اللہ نے ان کی کوشش اور تمام گرم و سرد کو صحیح قرار دیا

جہد و عمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر سر دھنتا ہے۔

بزیر کنگرۂ کبریاش مردانند فرشتہ صیدو پیمبر شکار ویزداں گیر
اس کی کبریائی کے کنگرہ کے زیر سایہ وہ انسان بھی ہیں فرشتہ اور پیغمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو قابو میں کر لینے والے ہیں۔

اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔

در دشت جنون من جبرئیل زبوں صیدے یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ
میرے جنون کے میدان میں جبرئیل معمولی شکار ہیں اے ہمت مردانہ خدا کو قابو میں کر لے

ان حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔

جبر و قدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورت جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوارترین امر ہے۔ اس مسئلہ کی بنیاد دراصل اس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ یا انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حکماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ افعال بھی اللہ کی تخلیق میں انسان کو ان کے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ تمہارا چاہنا کچھ نہیں بجز اس کے کہ اللہ چاہے۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق اور امر صرف اللہ کا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ ہونے والی باتوں پر قلم تقدیر (لکھ کر) خشک ہو چکا ہے۔ اَلْقَلْبُ بَيْنَ اِصْبَعَيِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ انسانی قلب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اس کو اس طرف مائل کر دیتا ہے۔ اب ان دلائل کے پیش نظر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان مجبور محض ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں انسان کے افعال کے حان و قبح کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اور افعال پر جزا و سزا کا ترتب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھ میں رعشہ کی اضطراری حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اچھا یا برا کہنا بالکل غیر معقول ہے، انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت، حکماء کے اس گروہ کو جبریہ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیر ازلی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیر خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور اہرمن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خالص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنیاد پر اس فرقہ کو مجوس ہذہ الامۃ قرار دیا گیا ہے۔

عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش و ارادہ یا نفرت و اجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوت ارادی یا قوت

اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تحریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک درمیانی صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی برائی، بھلائی یا جزا، وسزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا رومؒ نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے ایک جگہ تو جبریہ اور قدریہ دونوں کو غلط لکھا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبر مطلق، اختیار مطلق کی بہ نسبت بالکل بداہت کے خلاف ہے۔ بداہۃً نظر آتا ہے۔ کہ انسان اپنے افعال میں صاحب اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھویں کو موجود مانتا ہے اور آگ جو اس کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھویں کے ہوتے ہوئے اس دھویں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ اب فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے۔ مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیاء اور علماء جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ پر دلائل قائم کئے ہیں۔ اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی ونقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ لیکن مولانا روم کا رجحان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ ما شاء اللّٰہ کانَ و مالم یشا لم یکنْ کے بارے میں مولانا نے فرمایا۔ یہ حدیث جدوجہد کی ترغیب کے لئے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے" جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جدوجہد کرنی چاہیے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ بغیر جدوجہد کے ہمیں حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ نجات اور حصول مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

جفّ القلمُ بما هوَ کائنٌ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بالکل سچ ہے لیکن اس کے یہ معنیٰ کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ صحیح نہیں ہیں۔ یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی وبدی یکساں نہیں ہیں۔ یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو زبانی اس کا انکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو بھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر مار دے تو اس پر اس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اس نے غیر مختار سمجھا ہے۔ اور اس شخص کو اس نے صاحب اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتا بھی اس بات کو سمجھتا ہے۔ کتا پتھر کو نہیں کاٹتا ہے۔ جو پتھر پھینک کر اس کے مارے گا۔ اس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال وافعال سے اختیار کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں۔ اپنے کسی فعل پر خود نادم ہوتے ہیں۔ اور کسی فعل پر خوش یہ اس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحب اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو فاعل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذاتیات میں سے ہے۔ وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہا کا آلہ بننے کی وجہ سے اس کا جبر سلب نہیں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کا فاعل مانا جائے اور انسان اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہو تب بھی اس کا اختیار باقی رہے گا۔ انسانی اختیار مسلوب نہ ہوگا۔ اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے۔ تو بھی خود یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کفر کافر کا فعل اختیاری ہے ورنہ کافر، کافر نہیں۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے ان کا صدر انسان سے ہوتا ہے۔ اللہ کے خالق ہونے کی وجہ بسا اوقات افعالِ عبادت کی نسبت اللہ کی طرف کردی جاتی ہے ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد الجمع کا مقام ہے۔ جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہو جاتی ہے اور اس کا وجود مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینہ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال وصفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے۔ اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے۔

مثنوی اور فلسفی مسائل:

مولانا کا مقصد مثنوی میں اگر چہ فلسفی مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل بیان فرما دیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تجاذبِ اجسام:

کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور اسی تجاذب اور کشش پر نظام کائنات قائم ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے۔ جس کی تفاصیل نیوٹن نے کیں اور یہ نظریہ اس کی طرف منسوب کیا گیا جبکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرما دیا تھا۔

جملہ اجزاء جہاں زاں حکم پیش ۔ جفت جفت و عاشقاں جفتِ خویش
دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں ۔ اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے
آسماں گویدُ زمیں را مرحبا ۔ باتوام چوں آہن و آہن ربا
آسمانُ زمین کو خوش آمدید کہتا ہے ۔ کہ میری تیری مثال لوہے اور مقناطیس کی سی ہے

فرمایا کہ اجرامِ فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں معلق ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مقناطیس کا ایک گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کر دیا جائے تو وہ معلق ہو کر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذب سما ۔ از جہات شش بماند اندر ہوا
اس حکیم نے اس سے کہا کہ آسمان کی وجہ ۔ شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضا میں معلق ہے
چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ ۔ درمیاں ماند آہنے آو یختہ
جس طرح کو مقناطیس کا گنبد ہو ۔ اور اس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا لٹکا ہو

تجاذب ذرّات:

اب یہ بات مسلمات میں سمجھ لی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرّات سے ہے اور ان ذرات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرات میں کشش اور تجاذب یکساں نہیں ہے۔ بعض اجسام کے ذرّات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور لکڑی۔ اس مسئلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا:

میلِ ہر جزئی بجزئی می نہد ز اتحادِ ہر دو تولیدے جہد

ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوتی ہے

ان اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جو اجزاء ہیں وہ جمادی ہیں۔ لیکن ان میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا فقدان ہو جائے

تجدّدِ امثال:

مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجدّد امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اس کی جگہ لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اس تبدیل کا احساس نہیں ہوتا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا باقی ہے۔ جدید تحقیقات اس مسئلہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ مولانا نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اسی لئے آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک ساعت کی ہے۔

ہر نفس نو مے شود دنیا و ما بے خبر ازنو شدن اندر بقا

ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے ہم اس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچو جوئے نو نومی رسد مستمرے می نماید در جسد

زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے بدن میں مسلسل نظر آتی ہے

شاخِ آتش را بجنبانی بساز در نظر آتش نماید بس دراز

جلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لحہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مستقل اور مستمر محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے۔ لیکن تم اسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقاء:

دنیا کی موجودات کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، اب ان میں یہ بحث ہے کہ کیا یہ چاروں قسمیں ابتداء تخلیق سے اسی طرح سے ہوئی ہیں۔ یا ابتداء تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اس نے ترقی اور ارتقاء کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کرے۔ نبات بنی پھر ترقی کرے حیوان بنی اور پھر ترقی کر کے انسان بن گئی۔ یہ آخری نظریہ ڈارون کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈارون سے بہت پہلے اسی ارتقاء کے قائل تھے اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں۔

آمدہ اوّل بہ اقلیم جماد	وز جمادی در نباتی او فتاد
انسان شروع میں جماد تھا	جماد سے نبات بنا
سالہا اندر نباتی عمر کرد	وز نباتی یاد نادرید از نبرد
سالوں نبات رہا	لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں ہے
وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد	نامدش حال نباتی ہیچ یاد
نبات سے جب حیوان بنا	نباتی حالت اس کو یاد نہیں
جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں	خاصہ دروقت بہار ضیمراں
ہاں سوائے اس میلان کے جو اس کو نباتات کی طرف ہے	خصوصاً موسم بہار میں ضیمران کے کھلنے کے وقت
ہمچو میل کودکاں با مادراں	سرِ میل خود نہ داند درلباں
جس طرح کا بچوں کا ماؤں کی طرف میلان ہوتا ہے	شیر خوارگی کے زمانہ میں پسلاجَ راز نہیں جانتا
باز ازحیواں سو انسانیش	میکشد آں خالقے کہ دانیش
پھر حیوان سے انسان کی جانب	اس کو وہ خدا لے جاتا ہے جو اس کو جانتا ہے
ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت	تاشدا کنوں عاقل و دانا وزفت
اسی طرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف چلتا رہا	یہاں تک وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں۔ کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں۔ اس سے ترقی کر کے اس نے جسم نباتی اختیار کیا۔ پھر عالم نباتات سے وہ جسم حیوانی بنا اور جسم حیوانی سے اس نے جسم انسانی اختیار کیا اور موسم بہار میں گل و گلزار کی طرف اس کے میلان کو اس کے عالم نباتات سے عالم حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتا رہے ہیں۔

وجود کے مراتب:

وجود صرف مادی ہے یا اس کے مراتب ہیں اور اولی درجہ مادی وجود کا ہے نیز علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں۔ یا اس کے ماوراء بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ مادے کے قائل تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وجود کا مدار صرف مادے پر ہے اور مادی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصول علم کے بارے میں بھی لامحالہ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ظاہر

ہے کہ یہ گروہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کر سکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہو سکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ ان کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے۔ جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم وضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل وشعور پیدا کر دیتی ہے۔ جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ ناپید ہو جائے گا۔ اہل شرع اس نظریہ کو الحاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا روم نے بھی مثنوی میں جا بجا اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب وعلل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔ ویسے ہی علم اور اس کے ذرائع میں بھی ارتقا ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی طرح حیوانات کا شعور نباتی شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل وشعور کے مرتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اس کی نوع کے افراد میں بھی عقل وشعور میں۔ بے حد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی انسانوں کا شعور ہے۔ دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے۔ مولانا نے فرمایا انسان کے وجود کا ارتقاء اور اس کی عقل کا ارتقاء اس مرحلہ پر پہنچ کر بھی نہیں رکتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابلہ میں زیادہ کاشف اسرار ہے فرماتے ہیں۔

باز غیر از عقل و جانِ آدمی	ہست جانے در نبی دور ولی
عام انسان جان اور عقل کے علاوہ	نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام ونبی:

مولانا وحی والہام میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ اور الہامات نیز اس بصیرت کے لئے بھی جو عقل وحس سے ماوراء ہے وحی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ انسان سے حواس ظاہری کے علاوہ انسان میں حواس باطنی بھی ہیں جن سے ان باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواس ظاہری کے ادراک سے باہر ہیں۔

پنج حسے ہست جُزایں پنج حس	آں چو زرِّ سرخ وایں حسہا چومس
ان حواس خمسہ کے علاوہ اور حواس خمسہ ہیں	سونا جیسے ہیں اور یہ تانبا ہیں
آئینہ دل چوں شود صافی و پاک	نقشہا بینی بروں ازآب و خاک
دل کا آئینہ جب پاک وصاف ہو جاتا ہے	آب وخاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے
پس محلِ وحی گردد گوش جاں	وحی چہ بود گفتن از حس نہاں
پھر جان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے	وحی کیا ہے اسی پوشیدہ حس کی گفتگو

اس ادراک کو وحی کہئے یا الہام یہ عقل سے بالاتر حس باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء سے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہٰذا صوفیاء اس قسم کے انکشافات کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

صوفیاں را گوید او وحی دل　　در جہاں عامہ رُو پوشِ از پئے

اس کو صوفی دل کی وحی کہتے ہیں　　دنیا میں عوام سے چھپانے کے لئے

نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنی میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصلحین کے لئے بھی لفظ نبی بولتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے　　تا نبوت یابی تو از امتے

بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر　　تاکہ امت میں رہتے ہوئے تو نبوت پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنی ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحی انبیاء ست　　عقل و حس راسوئے بے سوز و کجاست

یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے　　عقل اور حس کو بے جہت چیز کا راستہ نہیں ملتا ہے

قابل تعلیم فہم ست ایں خرد　　لیک صاحب وحی تعلیمش دہد

اس عقل میں فہم و تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے　　لیکن صاحب وحی اس کو تعلیم دیتا ہے

جملہ حرفتہا یقیں از وحی بود　　اوّل اوّل عقل اورا بر فزود

یقیناً تمام ہنر ابتداء وحی کے ذریعہ معلوم ہوئے　　پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل محلِ وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی وقت کو متمثل کر کے پیش کرتا ہے کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ خود نبی کی قوتِ ملکوتی یہ تمثل اختیار کر لیتی ہے۔ جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اس کا قلب دوسرے کو متمثل کر کے پیش کر دیتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا جبرئیل جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وحی لاتے ہیں وہ ایک جبرئیلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور یہ قوت وہ صورت اختیار کر لیتی ہے جو عالم مثال میں اس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس حاضر ہوتی ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتی ہے۔ تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ نہ کسی دوسرے سے تو جو کچھ رسول دیکھتے ہیں۔ وہ انہیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روح انسانی کے عروج کے منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روح انسانی کا روحِ الٰہی سے غایت درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس　　ہست رب الناس را با جانِ ناس

اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے اتصال ہے　　جو قیاس اور بیان سے باہر ہے

اس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب لوح محفوظ بن جاتا ہے۔

لوح حافظ لوحِ محفوظے شود　　روحِ او از روح محفوظے شود

حافظ کا دل لوحِ محفوظ بن جاتا ہے　　اس کی روح خدا سے محفوظ ہوتی ہے

اس حالت میں الٰہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے ابھرتا ہے اور یہ احسن التقویم والا انسان جب روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

پس محل وحی گردد گوش جاں | وحی چہ بود گفتن از حس نہاں
روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے | وحی کیا ہے پوشیدہ حس کی گفتگو
گوشِ جان و چشم جاں جز ایں حس ست | گوش عقل و چشم ظن زاں مفلس ست
روح کے کان اور آنکھ ان حواس کے علاوہ ہیں | عقل کا کان اور ظن کی آنکھ ان سے محروم ہے
پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش | تا بگوشت آمداز گردوں خروش
وسوسوں کی روئی کان سے نکال | تاکہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی، نبی، جبرئیل اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کردیئے ہیں تاکہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور باب شرع کو ان میں رد و قبول کا حق ہے ان میں سے جو چیزیں ظاہر نصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کے لئے لائق قبول نہ ہوں گی۔ بزرگوں کے مکاشفات اسی وقت تک حجت ہیں جب تک کہ وہ اصول شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلاحیں:

صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی خطرہ نہ آنے دے۔ عبادت و ریاضت میں اصول شرع اور سنت رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہو جائے۔ اسرار کا اظہار کر دے خوارق اس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو قلندر اور رند بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنی پہلے معنی سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابوالوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابوالوقت وہ صاحب مقام صوفی کہلاتا ہے جو آدابِ شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضی کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ ابو الوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل وصورت میں تبدیل کر سکتی ہیں۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا ان میں ایک قطب ہوتا ہے۔

نقباء۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہیں جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اس برج کے نجوم وکواکب کی تاثیرات سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقباء کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجبیوں۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو رجب کے مہینہ میں اپنی جگہ مقیم رہتی ہے۔ باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے۔ رجب کے پہلے دن ان پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت نہیں دے سکتے ہیں۔ دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ ان کو پورے

سال کشف رہتا ہے۔ ان کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

عالم خلق یا عالم شہود۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالم مثال وہ عالم ہے جو عالم خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادہ نہیں ہے۔

عالم امر یا عالم روح۔ وہ عالم ہے جو عالم مثال سے بھی بالا ہے۔ اور وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بحق۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک و صاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں۔ اور ان کا اضطراب عشق وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے، ان کو سالک واصل بھی کہا جاتا ہے۔ اور سالک طالب وہ ہے جو ابھی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں منہمک نہ ہو، نجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہل ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح وتربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔

اہل تکوین۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح، دنیا کا انتظام، مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

لطائف ستہ۔ روح، نفس، قلب، سر، خفی، اخفی، سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر و شاغل بناتا ہے۔

صحو۔ وہ حالت ہے جس میں ظاہری و باطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

سکر۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک کے لئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اٹھ جائے۔

انبساط۔ بسط۔ وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل واردات غیبی کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔

انقباض، قبض۔ وہ کیفیت ہے جس میں واردات غیبی کے انقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹا دے اس کے بالمقابل اثبات ہے۔

بہشت بہشت۔ خلد، دارالسلام، دارالقرار جنت عدن، جنت الماوی، جنت النعیم، علیین، فردوس ہفت دوزخ، سقر، سعیر، لظی، حاطمہ، جحیم، جہنم، ہاویہ

من وسلوی۔ بنی اسرائیل کو تیہ کے میدان میں خدا کی جانب سے من جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلوی جو بٹیروں جیسے پرند تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔

علم احکام۔ وہ علم ہے جو قانون کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علم لدنی۔ وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلیہ سے استثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت کو بچے کے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عہد الست۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرت آدم کی ذریت سے اللہ تعالی نے فرمایا تھا۔ "الست بربکم" "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا۔ بلی" کیوں نہیں۔ اس

قول وقرار کو میثاقِ الست اور عہد الست کہا جاتا ہے۔

قصص:

اصحاب کہف۔ ان بزرگوں کی جماعت میں جو دقیانوس کے زمانہ میں پیغمبرِ وقت پر ایمان لائے تھے۔ اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے ان کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گذر گئے۔ اور وہ اسی خواب استراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جاگتے ہیں آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

ہاروت وماروت وزہرہ۔ مشہور ہے۔ کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، ہاروت وماروت جو دو فرشتے تھے وہ اس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں ان دونوں کو بابل کے ایک کنوئیں میں الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور زہرہ اس اسم اعظم کے ذریعہ جو اس نے ان فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے۔ جس کو وہاں مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔

حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ یہود کا من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہاروت وماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ جس سے نیک وبد کی آزمائش مقصود تھی۔

اَصحابُ الاُخدُود ۔ سورہ بروج میں ہے۔ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے۔ جو آگ کی تھیں جس میں ایندھن تھا جبکہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بدسلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھتے تھے حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اس کے راستہ میں ایک خدارسیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اس راہب سے مانوس ہو گیا اور اس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا اس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں۔ اس نے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ سے اس لڑکے کی شہرت ہوئی۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ ان واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا۔ تو وہ بہت برہم ہوا اس لئے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا اور اس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ اس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا۔ تب اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو بِسْمِ اللهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور ان مومنوں کو آگ میں جلوایا۔

لَيْلَةُ التَّعْرِيس ۔ آخری شب کے پڑاؤ والی رات، ۷ ہجری میں غزوہ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القریٰ اور تیماء کا رخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضور اور صحابہ کرام رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑاؤ

ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سوئیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو اور پھر آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ مولانا نے اپنے اشعار میں اس نیند کو استغراقی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان اور انگوٹھی مشہور ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا جو پوشیدہ طور پر بت پرست تھی۔ اس کی پاداش میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی جس کے اثر سے ان کی حکومت جن وانس پر قائم تھی وہ ایک صخر نامی یا سدیو نامی جن نے چرالی اور وہ اس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمان کے تخت پر قابض ہو گیا۔ اور حضرت سلیمان روپوش ہو گئے۔ اپنی روپوشی کی حالت میں وہ ایک مچھیرے کے گھر کے کام پر لگ گئے۔ مچھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی ان سے کر دی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اس کو مچھلی نے نگل لیا۔ وہ مچھلی شکار ہو کر اس مچھیرے کے گھر آ گئی۔ مچھلی کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرت سلیمان نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اس کی تاثیر سے دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نبی پر کسی شیطان یا جن کا اس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ یہ محض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمت انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہٰذا یہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

مثنوی کی احادیث اور تفسیر:

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلید مثنوی میں فرمایا ہے۔ کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں۔ جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور محدثین کے نزدیک ان کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تو ان بزرگوں کے اس نقل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی حدیث کا اطلاق کر دیا ہے اسی طرح ان بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بناء پر ان کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں پر حسن ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ ان کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرز عمل بہت سخت ہے اسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے۔ نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا

چاہئے۔ اور مثنوی کا مطالعہ تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہئے۔ اور تصوف کے مسائل ہی میں اس کو شمع راہ بنانا چاہیے۔ مولانا کی بیان کردہ احادیث وتفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گذارش:

ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کر دیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کر لی اور پھر بھی بعض بحثیں تشنۂ تکمیل رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں ان مصنفین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اس مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ جو مصنفین بقید حیات ہیں۔ خدا ان کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے اور جو اس جہان فانی سے چلے گئے ہیں۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور اپنی اس کتاب کے ناظرین سے استدعاء اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر سے فراموش نہ فرمادیں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں۔

کلید مثنوی از مولانا اشرف علی تھانوی
مفتاح العلوم از مولانا نذیر صاحب عرشی
مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور
ملفوظات رومی از عبدالرشید صاحب تبسم
حکمت رومی وتشبیہات رومی از خلیفہ عبدالحکیم
سوانح مولانا روم از مولانا شبلی
نقد اقبال از میکش اکبرآبادی
رسالہ از سپہ سالار
مراۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب
رود کوثر از شیخ اکرام

یہ ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں ان بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنہوں نے دوران کار میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زادلطفہ نے پورا مقدمہ حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مثنوی کے اشعار کے مطالب فہمی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔ عزیز مولانا مکرم احمد امام مسجد فتحپوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کتابت کی تصحیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔ نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔ فَلِلّٰہِ الشُّکْرُ

سجاد حسین
۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

⊙ ⊙ ⊙ ⊙ ⊙

قطعہ تاریخ

از جناب قمر سنبھلی

۱۹۷۴ء

سیدی سجاد حسین اے عالمِ شیریں سخن
آپ کے زورِ قلم سے زندہ ہیں کچھ علم و فن
اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں بے دست و پا
قند پارس سے ہیں لذت یاب اربابِ وطن
یوں تو ہے یہ ہر زباں کے لفظ و معنیٰ کی امیں
فارسی سے ہے مگر اردو چمن اندر چمن
جملہ تصنیفات سعدی کے تراجم حاشیئے
جامہ، اردو سے دی دیوانِ حافظ کو پھبن
اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سالِ طبع
مثنوی روم کا ہے خوب اردو پیرہن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنواز[1] نے چوں حکایت می کند — وز جدائیہا شکایت می کند

بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے — وز جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے

کز نیستاں تامرا ببریدہ اند — از نفرم مردوزن نالیدہ اند

کہ جب سے مجھے بنسلی سے کاٹا ہے — میرے نالہ سے مرد، عورت (سب) روتے ہیں

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرح دردِ اشتیاق

میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو — تا کہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں

ہر کسے کو دُور ماند از اصل خویش — باز جوید روزگارِ وصل[2] خویش

جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے — وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے

من بہر جمعیتے نالاں شدم — جُفت خوشحالان و بدحالاں شدم

میں ہر مجمع میں روئی — خوش اوقات اور بد احوال لوگوں کے ساتھ ہی

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من — وز درونِ من نہ جُست اسرار[3] من

ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا — اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی

سِرِّ من از نالہ من دُور نیست — لیک چشم و گوش را آں نور نیست

میرا راز، میرے نالہ سے دور نہیں ہے — لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

---

[1] نے۔ بانسری۔ کز کہ از، یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر بانسری کا بیان ہیں۔ نیستاں۔ بانس، جنگل۔ نفیر۔ آہ و زاری، فریاد۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔ شرح۔ تفصیل۔ اشتیاق شوق، عشق۔

[2] وصل خویش۔ روح، عالم ارواح میں بانسری، بنسلی میں لوٹنے کی مشتاق ہے۔ خوشحالاں۔ جو لوگ اپنی حالت سدھارے ہوئے ہیں۔ بدحالاں۔ وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے لولگائی ہے۔

[3] اسرار۔ سِرّ کی جمع بمعنی راز۔ سِرِّ من یعنی میرے نالہ کو سن کر چھپے ہوئے غم کو سمجھ سکتا ہے۔ آں نور وہ نور باطنی جس سے میرا راز دیکھا اور سن سکے۔

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست ۔۔۔ لیک کس را دید جاں دستور[1] نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے ۔۔۔ لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے

آتش ست ایں بانگِ نائے و نیست باد ۔۔۔ ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے ۔۔۔ جس میں یہ آگ نہ ہو، وہ نیست (و نابود) ہو

آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد ۔۔۔ جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے ۔۔۔ عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے

نے حریفِ ہر کہ از یارے بُرید ۔۔۔ پردہا اش پردہائے ما درید
بانسری اس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہو ۔۔۔ اس کے راگوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیئے

ہمچو نے زہرے و تریاقے[2] کہ دید ۔۔۔ ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟ ۔۔۔ بانسری جیسا ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

نے حدیث راہِ پُرخوں می کند ۔۔۔ قصہ ہائے عشقِ مجنوں می کند
بانسری، خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے ۔۔۔ مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے ۔۔۔ یک دہاں پنہان ست در لبہائے وے
بانسری کی طرح گویا ہم دو منہ رکھتے ہیں ۔۔۔ ایک منہ اس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما ۔۔۔ ہائے وہوئے در فگندہ در سما
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے ۔۔۔ آسمان میں شور و غل مچائے ہوئے ہے

لیک داند ہر کہ او را منظر ست ۔۔۔ کایں فغانِ[3] ایں سرے ہم زاں سر ست
لیکن جسے آنکھ میسر ہے وہ جانتا ہے ۔۔۔ کہ اس سرے کی آہ و فریاد اس ہی جانب کی ہے

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست ۔۔۔ ہائے وہوئے روح از ہیہائے اوست
اس بانسری کی آواز اسی کی پھونکوں کی وجہ سے ۔۔۔ روح کا شور و غل مچائے ہوئے ہے

محرمِ ایں ہوش جز بیہوش نیست ۔۔۔ مر زباں را مشتری چوں گوش نیست
اس ہوش کا راز داں بیہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے ۔۔۔ زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے

گر نبودے نالۂ نے را ثمر ۔۔۔ نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا ۔۔۔ بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی

در غمِ ما روز ہا بیگاہ شد ۔۔۔ روز ہا با سوز ہا ہمراہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے ۔۔۔ بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے

---

۱ دستور نیست۔ بدن روح کا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ نیست باد۔ بے عشق انسان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوزِ عشق ہے اور شراب میں جوشِ عشق۔ حریف۔ ہم پیشہ، دوست، دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ۔ راگ، حجاب۔ زہر ہے۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔

۲ تریاق۔ تریاک، وہ دوا جو زہر کو زائل کر دیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ، بات۔ راہِ پُرخوں۔ خطرناک راستہ۔ مجنوں۔ قیس عامری (عرب کے مشہور عاشق) کا لقب ہے۔ دو دہاں۔ بانسری کا ایک منہ بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے اس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے دراصل وہ بانسری بجانے والے ہی کی ہے اسی طرح ہمارے جملہ کام مشیت ایزدی کی وجہ سے ہیں۔

۳ ایں فغاں۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہو رہی ہے وہ اس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ دمدمہ۔ نقارہ کی آواز۔ دم۔ پھونک۔ ہائے وہو۔ شور و غل۔ ہیہا۔ ہے کی جمع ہے جو تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ محرم۔ ساز داں، ہوش۔ دانائی۔ مر۔ بمعنی خاص زائد بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مشتری۔ خریدار۔ ثمر۔ پھل، نتیجہ۔ شکر۔ یعنی عشق کی مٹھاس۔ در غم۔ غمِ فراق کا زمانہ بیکار گزرتا ہے اور سوائے سوزشوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روزہا[1] گر رفت گو رو باک نیست　　تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست
دن اگر گزر یں تو کہہ دو گزر یں، پروانہیں ہے　　اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہ!

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد　　ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
جو مچھلی کے علاوہ ہے اس کے پانی سے سیر ہوا　　جو بے روزی ہے اس کا وقت ضائع ہوا

د　بدحال پختہ ہیچ خام　　پس سخن کوتاہ باید والسلام
کوئی ناقص، کامل ہ　اں نہیں معلوم کر سکتا　　پس بات مختصر چاہئے والسلام

بادہ[2] در جوشش گدائے جوش ماست　　چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
شراب جو　میں ہما　جوش کی محتاج ہے　　آسمان، گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو　　قالب از ما ہست شد نے ما ازو
شراب، ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اس سے　　جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

بر سماع راست ہر کس چیر نیست　　طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے　　انجیر، ہر حقیر پرندکی خوراک نہیں ہے

بند بگسل باش آزاد اے پسر　　چند باشی بندِ سیم و بندِ زر
اے بیٹا! قید کو توڑ آزاد ہو جا　　سونے چاندی کا قیدی کب تک رہے گا؟

گر بریزی بحر را در کوزۂ　　چند گنجد قسمتِ یک روزۂ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے　　کتنا آئے گا؟ ایک دن کا حصہ

کوزۂ چشم حریصاں پُر نشد　　تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا　　جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتی سے نہ بھرا

ہر کرا[3] جامہ ز عشقے چاک شد　　او ز حرص و عیب کلّی پاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا　　وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیبِ جملہ علّتہائے ما
خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق!　　اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب

اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا!　　اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

جسم خاک از عشق بر افلاک شد　　کوہ در رقص آمد و چالاک شد
خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا　　پہاڑ، ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

[1] روزہا۔ محبوب اگر باقی ہے تو ایام فراق کی بربادی کی کوئی پروا نہیں۔ ماہی۔ مچھلی۔ مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ دیر شدن۔ ضائع ہونا۔ در نیابد۔ کامل عاشق کے احوال، ناقص نہیں سمجھ سکتا، کمل عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

[2] بادہ۔ شراب میں وہ جوش کہاں جو عشق صادق میں ہے آسمان کی سیر و گردش مشہور ہے لیکن عاشق صادق کی سیر اس سے بدرجہا زیادہ ہے جو سماع۔ عاشق اپنے منازل کی سیر کی باتیں عوام کو سنائے تو وہ ان کے تحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بند بگسل۔ عشق میں کمال کی رو یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ کی قید و بند سے آزاد ہو جائے۔ گر بریزی۔ دنیا کی حرص و ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ صدف۔ سیپ، بارش کا ایک قطرہ لے کر منہ بند کر لیتا ہے تب اس میں موتی بنتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ جذبۂ عشق سے ہی نفسانی رذائل دور ہوتے ہیں۔ شاد باش۔ جنون عشق سے بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام نفسانی رذائل کا معالج ہے، تکبر اور حبِّ جاہ کی بیماری اسی سے جاتی ہے، وہی ان امراض کا افلاطون اور جالینوس ہے۔ افلاطون۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کا مشہور حکیم ہے۔ جالینوس روم اور مصر کا مشہور حکیم ہے جس کا مشہور شاگرد بقراط ہے۔ جسم خاک۔ آنحضور اور حضرت عیسیٰ کو آسمانی معراج عشق سے حاصل ہوئی۔ کوہ۔ یعنی کوہ طور کا لرزنا تجلی عشق کی وجہ سے تھا۔

عشق جان طور آمد عاشقا طور مست و خرّ مُوسیٰ صَعِقا

اے عاشق! عشق طور کی جان بنا طور مست بنا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے

سِرِ پنہان ست اندر زیر و بم فاش اگر گوگویم جہاں برہم زنم

زیروبم میں راز چھپا ہوا ہے صاف صاف بیان کردوں تو دنیا کو درہم برہم کردوں

آنچہ نے می گوید اندر ایں دو باب گر بگویم من جہاں گردد خراب

ان دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے اگر میں بیان کر دوں دُنیا تباہ ہو جائے

بالبِ و مسارِ خودگر جُفتمے ہمچو نے من گفتنیہا گُفتمے

اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

ہر کہ اُوازہم زبانے شد جدا بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا

جو شخص دوست سے جدا ہوا بے سہارا بنا، خواہ سو سہارے رکھے

چونکہ گل رفت و گلستاں درگزشت نشنوی زیں پس زبلبل ۲ سرگزشت

جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا اس کے بعد تو بُلبل کی سرگزشت نہ سنیگا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب بوئے گل را از کہ جویم از گلاب

جب پھول ختم ہوا اور باغ ویران ہو گیا پھول کی خوشبو کس میں تلاش کروں (عرق) گلاب میں

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ

تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

چوں نہ باشد عشق را پروائے اُو اُو چو مُرغے ماند بے پر، وائے اُو

جب عشق کو اس کی پروا نہ ہو وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے اس پرافسوس ہے

پرّ و بالِ ما کمندِ ۳ عشق اُوست مُوکشانش می کند تا کوئے دوست

ہمارے بال و پر اس کے عشق کی کمند ہیں اس کے بال کھینچتی ہوئی اس کو دوست کے کوچہ تک کھینچ لے جاتی ہے

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس چوں نہ باشد نورِ یارم ہم نفس

میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو

نورِ اُو در یمن و یُسر و تحت و فوق برسر و برگردنم چوں تاج و طوق

اس کا نور دائیں بائیں۔ نیچے اوپر ہے تاج اور طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

عشق خواہد کایں سخن بیروں رود آئینہ ات غماز نبود چوں بود

عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو تیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیوں کر ہو

---

۱ زیروبم۔ نیچا اونچا سُر بانسری کے سروں میں وحدۃ الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر مسئلہ کو واضح کیا جائے گا تو عوام نہ سمجھیں گے۔ اور گڑ بڑ پھیلے گی۔ دو باب یعنی زیروبم۔ ومسار یار دوست۔ چشمے۔ جفت جوڑے نوا۔ سازو سامان۔

۲ سرگذشت۔ بلبل، موسم بہار میں اپنے چہچوں میں اپنے عشق کی داستان سناتی ہے۔ موسم خزاں موسم فراق ہے اس میں خاموش ہو جاتی ہے۔ از گلاب۔ فراق میں بوئے یار ہی تسلی کا سبب ہوتی ہے۔ جملہ خدا کا ایک ہی وجود ہے جو تمام کائنات میں موجود ہے، ممکن کا وجود اس کا محض ایک پردہ ہے۔ چوں نہ باشد، رحمت خداوندی جبکہ بندہ کے شامل حال نہ ہو تو وہ بندہ بے بال و پر کا پرندہ ہے۔

۳ کمند۔ وہ رسی جس سے شکار پھانسا جاتا ہے۔ یعنی اس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ من چہ۔ جب تک نور خداوندی شامل حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق خواہد۔ عشق خداوندی کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اس کی تجلی ہو لیکن زنگ آلود دل تجلی کو قبول نہیں کرتا۔ غماز وہ آئینہ جس میں عکس پڑتا ہو۔

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست　　زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟　　اس لئے کہ زنگ اس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

آئینہ کز ازنگ و آلایش جداست　　پُر شعاع نورِ خورشید خداست
وہ آئینہ جو زنگ اور میل سے دور ہے　　وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں سے بھرا ہے

رو، تو زنگار از رخ اُو پاک کن　　بعد ازاں آں نور را ادراک کن
جا، اس کے رخ سے زنگ کو صاف کر　　اس کے بعد اس نور کو حاصل کر

ایں حقیقت راشنو از گوشِ دل　　تا بروں آئی بکلّی ز آب و گل
اس حقیقت کو دل کے کان سے سن　　تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل نکل آئے

فہم گر دارید جاں را رہ دہید　　بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو　　اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

حکایت عاشق شدنِ بادشاہ بر کنیزک و خریدن اُو

حکایت۔ بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اس کا لونڈی کو

آں کنیزک راو بیمار شدن کنیزک و در مان بیماری اُو

خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اس کی بیماری کا علاج

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں　　خود حقیقت نقدِ حال ماست آں
اے دوستو! اس قصہ کو سنو　　وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

نقدِ ۲ حالِ خویش را گر لے بریم　　ہم ز دنیا ہم زعُقبیٰ بر خوریم
اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں　　ہم دنیا سے بھی اور عقبیٰ سے بھی پھل کھائیں

بود شاہے در زمانے پیش ازیں　　مُلک شام ۳ دُنیا بودش و ہم مُلک دیں
اب سے پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا　　(جس کی حکومت ملک دنیا پر بھی تھی اور مُلک دین پر بھی

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار　　با خواصِ خویش از بہرِ شکار
اتفاقاً! ایک دن بادشاہ سوار ہوا　　اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

بہرِ صیدے می شد اُو بر کوہ و دشت　　ناگہاں در دام عشق اُو صید گشت
پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کے لئے پھر رہا تھا　　اچانک وہ عشق کے جال میں شکار ہو گیا

یک کنیزک دید اُو بر شاہ راہ　　شد غلام آں کنیزک جانِ شاہ
اس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی　　بادشاہ کی جان اس لونڈی کی غلام بن گئی

۱ آئینہ رز زنگ۔ مصفّٰی قلب پر تجلیات رب کا ظہور ہوتا ہے۔ آب و گل۔ یعنی مادی جسم۔ فہم گر دارید انسان کو پہلے روح کی تربیت کرنی چاہئے۔ اس کے بعد راہِ عشق پر گامزن ہو۔
۲ نقد حال۔ فی الحال۔ یعنی ہمیں روح کے امراض کے ازالہ کے لئے ایک ایسے ہی طبیب کی ضرورت ہے جیسا کہ لونڈی کا معالج تھا۔ برخوریم۔ بر پھل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں گے تو دنیا اور آخرت کے فائدہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔
۳ مُلک دنیا۔ یعنی وہ دنیا کی دولت کا مالک تھا اور نیک اعمال بھی تھا۔ خواص خاصہ کی جمع خدمتگار، نوکر چاکر۔ صید شکار۔ صید شدن۔ عاشق ہو جانا۔ شاہراہ۔ عام راستہ۔

مُرغِ جانش در قفس چوں در طپید　　داد مال و آں کنیزک را خرید
اس کی جان کا پرندہ جب پنجرے میں تڑپا　　مال دیا اور اس لونڈی کو خرید لیا

چوں خریدا اُورا و برخور۱دار شد　　آں کنیزک از قضا بیمار شد
جب اس نے اس کو خرید لیا اور کامیاب ہو گیا　　وہ لو[illegible] سے بیمار ہو گئی

آں یکے خر داشت پالانش نہ بود　　یافت پالاں گرگ خر را در ربود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اس کا پالان نہ تھا　　اس نے پالان پا لیا تو، گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست　　آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
اس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا　　جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست　　گفت جانِ ہر دو در دستِ شماست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کیا　　کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

جانِ من سہل ست و جانِ جانم اوست　　دردمند و خستہ ام درمانم اوست
میری جان معمولی ہے میری جان کی جان وہ ہے　　میں دکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مرا　　بُرد گنجِ دُرّ و مرجانِ مرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا　　وہ میرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے گیا

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم　　فہم گرد۲ آریم و انبازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے　　خوب غور کریں گے اور مل کر کریں گے

ہر یکے از ما مسیحِ عالم ست　　ہر الم را در کفِ ما مرہم ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے　　ہمارے پاس ہر درد کا مرہم ہے

گر خدا خواہد نہ گفتند از بطر　　پس خدا بنمود شاں عجزِ بشر
تکبر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا　　تو خدا نے انسان کی مجبوری ان پر واضح کر دی

ترکِ ۳ استثنا مرادم قسوتے ست　　نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد سنگ دلی ہے　　یہ بھی نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت　　جانِ اُو جانِ استثنا ست جُفت
بہت سے لوگوں نے انشاءاللہ کہے بغیر بات کہی ہے　　(لیکن) ان کی جان، انشاءاللہ کی روح کے ساتھ ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا　　گشت رنج افزون و حاجت ناروا
جس قدر بھی انہوں نے علاج اور دوا کی　　مرض بڑھا اور مقصد نا حاصل رہا

۱ برخوردار شدن۔ فائدہ اٹھانا۔ پالان۔ وہ گدا جو گدھے کی کمر پر بیٹھنے کے لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن۔ اچک لینا یعنی اس دنیا میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی، بادشاہ نے لونڈی خرید لی لیکن اس کی بیماری کی وجہ سے اس سے لطف اندوز نہ ہو سکا۔ ہر دو۔ معشوق کی موت عاشق کی موت ہے۔ سہل آسان، ناچیز۔ درمان ہونگا۔

۲ گرد آوردن جمع کرنا، انباری۔ شرکت یعنی باہمی مشورے سے علاج کریں گے۔ مسیح حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا کہ ان کے پھونک کے مارنے سے مریض اچھا ہو جاتا تھا۔ عالم۔ جہان الم۔ درد۔ خدا خواہد انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔ بطر۔ تکبر عجز۔ کمزوری، بے بسی۔

۳ استثنا، انشاء اللہ کہنا، یعنی محض زبان سے انشاء اللہ کہنا کوئی خاص معنی نہیں رکھتا دل میں یہ یقین ہونا چاہیئے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر دل کا یہ عقیدہ پختہ ہے تو زبان، سے نہ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رنج۔ مرض۔ تکلیف، ناروا۔ یعنی مقصد پورا نہ ہوا۔

آں کنیزک از مرض چوں ۱موئے شد	چشم شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد
وہ لونڈی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہو گئی	بادشاہ کی آنکھ، خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہو گئی
چوں قضا آید طبیب اَبلہ شود	آں دوا در نفعِ خود گمرہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے	وہ دوا اپنا نفع پہنچانے میں گمراہ ہو جاتی ہے
از قضا سرکنگبیں صفرا فزود	روغنِ بادام خشکی مے نمود
تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا	روغن بادام خشکی بڑھاتا تھا
از ہلیلہ ۲ قبض شد اطلاق رفت	آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ہیڑ سے قبض ہو گیا، دست ختم ہوئے	پانی، مٹی کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا
سستی ۳ دل شد فزون و خواب کم	سوزشِ چشم و دل پُر درد و غم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہو گئی	آنکھوں میں جلن اور دل درد و غم سے بھر گیا
شربت و ادویہ و اسباب اُو	از طبیباں بُرد یکسر آب رُو
شربت اور دواؤں اور اس کے اسباب نے	طبیبوں کی آبرو بالکل ختم کر دی

عاجز شدن طبیباں از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن بر باد شاہ و رُو آوردن اُو بدرگاہ بادشاہ حقیقی

طبیبوں کا علاج سے عاجز آجانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا اور حقیقی بادشاہ کی طرف اس کا رخ کرنا

شہ چوں عجزِ آں طبیباں را بدید	پابرہنہ جانب مسجد دوید
بادشاہ نے جب طبیبوں کی بے بسی دیکھی	ننگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا
رفت در مسجد سوئے محراب شد	سجدہ گاہ از اشکِ شاہ پُر آب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا	بادشاہ کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ تر ہو گئی
چوں بخویش آمد ز غرقابِ فنا	خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے نکل کر آپے میں آیا	مدح و ثنا میں خوب زبان کھولی
کاے کمینہ بخششت مُلکِ جہاں	من چگویم چوں تو می دانی نہاں
اے وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے	میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے
حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر	پیشِ لطفِ عامِ تو باشد ہدر
ہمارا اور ان طبیبوں کا حال سب کا سب	تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

۱ موئے۔ بال۔ جوئے۔ نہر۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گمرہ۔ منزل مقصود کے خلاف چلنے والا یعنی دوا نے اپنا فائدہ نہ دیا۔ سرکنگبیں سرکہ اور انگبیں بمعنی شہد سے مل کر بنتا ہے اسی کو سکنجبین بھی کہتے ہیں۔ صفرا بدن کی ایک خلط ہے۔ سکنجبین کا خاصہ صفرا کو کم کرنا ہے لیکن اس نے اور بڑھا دیا۔ روغن بادام تری پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس نے خشکی پیدا کر دی۔

۲ ہلیلہ۔ ہیڑ۔ یہ قبض کشا ہے لیکن اس نے قبض پیدا کر دیا اور سہولت قضاء حاجت ہونی بند ہو گئی۔ نفت۔ مٹی کے تیل کی طرح کا ایک مادہ ہے جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔

۳ سستی دل یعنی طبیبوں کے علاج سے امراض میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسباب۔ یعنی مرض کی تشخیص بخویش آمدن۔ ہوش میں آنا۔ غرقاب۔ پانی کی گہرائی۔ فنا۔ محویت، بے خودی کمینہ ادنیٰ۔ ہدر بیکار۔

اے ہمیشہ حاجتِ مارا پناہ — بارِ۱ دیگر ما غلط کردیم راہ

اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے — راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے

لیک گفتی گرچہ می دانم سرت — زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت

لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں — تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کردے

چوں برآورد از میانِ جاں خروش — اندر آمد بحرِ بخشائیش بجوش

جب اس نے تہِ دل سے فریاد کی — اس کی بخشش کا دریا جوش میں آ گیا

درمیانِ گریہ خوابش در ربود — دید در خواب اُو کہ پیرے رُو نمود

روتے روتے اس کو نیند آ گئی — اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوئے

گفت اے شہ مژدہ۲ حاجاتت رواست — گر غریبے آمدت فردا۔ زماست

بولے اے بادشاہ بشارت ہے تیری حاجتیں پوری ہوئیں — اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف سے ہے

چونکہ آید اُو حکیم حاذق ست — صادقش داں کو امین و صادق ست

جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے — اس کو سچا جاننا وہ سچا اور امانتدار ہے

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں — در مزاجش قدرتِ حق را ببیں

اس کے علاج میں پورا جادو دیکھنا — اس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا

خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد — گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد

وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا — لونڈی کا غلام، بادشاہ بن گیا

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد — آفتاب از شرق اختر سوز شد

جب وعدہ کا وقت آ گیا اور دن ہو گیا — سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرنے والا ہو گیا

بود اندر منظرہ ۳ شہ منتظر — تا ببیند آنچہ بنمودند سر

بادشاہ جھروکہ میں منتظر تھا — تاکہ اس بھید کو دیکھ لے جو اس پر ظاہر کیا ہے

دید شخصے کاملے پُر مایۂ — آفتابے درمیانِ سایۂ

اس نے ایک شخص، کامل، پر ہنر دیکھا — جو اندھیرے میں سورج تھا

می رسید از دور مانندِ ہلال — نیست بود و ہست بر شکلِ خیال

دور سے، چاند جیسا آرہا تھا — معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح

نیست وش باشد خیال اندر جہاں — تو جہانے بر خیالے بیں رواں

دنیا میں خیال، معدوم کی طرح ہوتا ہے — تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

۱ بار دیگر۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ طبیبوں پر بھروسہ کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ علام الغیوب کو حال سنا رہا ہوں۔ لیک۔ خدا نے فرمایا ''اُدعُونِی اَستَجِب لَکُم'' مجھ سے دعا مانگو میں پوری کروں گا۔ رُو نمودن۔ ظاہر ہونا۔

۲ مژدہ۔ خوشخبری۔ حاجات حاجت کی جمع۔ غریب۔ اجنبی، مسافر، زماست۔ یعنی وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ حاذق۔ ماہر، تجربہ کار۔ کو۔ کہ اُو۔ سحرِ مطلق۔ مکمل جادو۔ گشتہ مملوک۔ لونڈی کے غم میں غلاموں کی طرح مجبور محض تھا۔ اب یہ خوشخبری سن کر شاہوں کی طرح غم سے آزاد ہو گیا۔ وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت۔ اختر سوز سورج کے نکلنے سے تارے روپوش ہو جاتے ہیں۔

۳ منظرہ۔ دریچہ، جھروکہ منتظر انتظار کرنے والا۔ سر۔ راز، بھید۔ مایہ۔ پونجی۔ پُر مایہ یعنی معرفت کے علوم سے بھرا ہوا۔ ہلال چونکہ وہ شخص عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نحیف و لاغر تھا یا وہ عید کے چاند کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی موجود ہوتا ہے۔ کبھی معدوم وش۔ مانند۔ جہانے۔ دنیا، وجود بھی محض خیالی ہے۔

بر خیالے صلح شان و جنگِ شاں　　وز خیالے فخر شان و ننگِ ایشاں
ان کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوتی ہے　　ان کا فخر اور ذلت خیال ہی سے ہے

آں خیالاتے کہ دام اولیاءست　　عکسِ مہ رویانِ بستان خداست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے جال ہیں　　خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

آں خیالے راشہ در خواب دید　　در رُخِ مہماں ہمی آمد پدید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا　　مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نورِ حق ظاہر بُود اندر ولی　　نیک بیں باشی اگر اہل دلی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے　　اگر تو صاحب دل ہے، اچھی طرح دیکھ لے گا

آں ولی حق چو پیدا شد ز دور　　از سراپایش ہمی می ریخت نور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا　　اس کے سراپا سے نور برستا تھا

شہ بجائے حاجباں[۲] در پیش رفت　　پیشِ آں مہمانِ غیب خویش رفت
بادشاہ، دربانوں کی بجائے آگے بڑھا　　اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

ضیفِ غیبی راچو استقبال کرد　　چوں شکر گوئی کہ پیوست اُو بوَرد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا　　گویا شکر، گلاب کی پتی سے پیوستہ ہوئی

ہر دو بحری آشنا آموختہ　　ہر دو جاں بیدوختن بردوختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھے ہوئے　　دونوں جانیں بلا سئے، سلی ہوئی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب　　آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا　　ایک مست دوسرا شراب

گفت معشوقم تو بُودستی نہ آں　　لیک کار از کار خیزد در جہاں
اس نے کہا، میرا معشوق تو تھا نہ وہ　　لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

اے[۳] مرا تو مصطفیٰؐ من چوں عمرؓ　　از برائے خدمت بندم کمر
اے! تو میرا مصطفیٰؐ ہے میں عمرؓ کی طرح ہوں　　تیری خدمتگاری کے لئے میں کمر بستہ ہوں

درخواستنِ توفیق رعایت ادب و وخامتِ بے ادبی

رعایت ادب کی خواہش اور بے ادبی کی نحوست

از خدا جوئیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں　　بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا

---

[۱] ننگ۔ ذلت۔ خیالات اولیا، اللہ کے خیالات علوم باری کا پرتو ہیں۔ لہٰذا وہ قائم اور ثابت ہیں۔ نورِ حق۔ اللہ کے ولی کو نور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اہل دلی۔ بادشاہ بھی اہل دل تھا لہٰذا اس نے پہچان لیا۔

[۲] حاجبان۔ حاجب کی جمع، دربان، ضیف مہمان۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ بحری۔ سمندری آشنا۔ تیراکی۔ ہر دو۔ یعنی دونوں ایک جان دو قالب ہو گئے۔ آں یکے دونوں کے اتحاد کا بیان ہے۔ کار از کار۔ لونڈی کا عشق اس غیبی مہمان کی ملاقات کا سبب بنا۔

[۳] اے مرا۔ یعنی میں تیرا ایسا ہی خدمت گار ہوں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ توفیق ادب مشہور ہے۔ با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ وخامت۔ نحوست۔ بے ادب گنہگار، عالم کی تباہی کا سبب ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا
بلکہ آتش در ہمہ آفاق۱ زد
بلکہ اس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

مائدہ از آسماں درمی رسید
خوان، آسمان سے پہنچتا تھا
بے شرا و بیع و بے گفت و شنید
بغیر خریدے اور بیچے، اور بغیر کہے سنے

درمیانِ شد خوان و ناں از آسماں
موسیٰ کی قوم میں سے چند اشخاص
بے ادب گفتند کو سیر و عدس
بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

منقطع۲ شد خوان و ناں از آسماں
آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی
ماند رنج زرع و بیل و داسماں
کھیتی اور کدال اور درانتی کا غم باقی رہ گیا

باز عیسیٰ چوں شفاعت کرد حق
پھر عیسیٰ نے جب سفارش کی، اللہ نے
خواں فرستاد و غنیمت بر طبق
خوان اور طباق میں مال غنیمت بھیجا

مائدہ از آسماں شد عائدہ
خوان آسمان سے لوٹنے والا ہوا
چونکہ گفت اَنزِل عَلَینا مائدہ
چونکہ اس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند
پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا
چوں گدایاں زلہ ہا برداشتند
فقیروں کی طرح بچا کھچا اٹھا رکھا

کرد عیسیٰ لابہ۳ ایشاں را کہ ایں
عیسیٰ نے ان کی خوشامد کی کہ یہ
دائم ست و گم نہ گردد از زمیں
مستقل ہے، اور زمین سے غایب نہ ہو گا

بدگمانی کردن و حرص آوری
بدگمانی اور لالچ کرنا
کفر باشد پیش خوان مہتری
شاہی دستر خوان پر ناشکری ہوتی ہے

زاں گدارویان نادیدہ زآز
ان فقیر صورت، لالچ کے ندیدوں کی وجہ سے
آں درِ رحمت برایشاں شد فراز
وہ رحمت کا دروازہ ان پر بند ہو گیا

نان و خواں از آسماں شد منقطع
آسمان سے من و سلویٰ بند ہو گیا
بعد ازاں زاں خواں نشد کس مُنتفع
اس کے بعد اس دسترخوان سے کوئی فائدہ مند نہ ہوا

ابر ناید از پے منع زکات
زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ابر نہیں آتا ہے
وز زنا افتد وبا اندر جہات
اور زنا کاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے

ہرچہ آید بر تو از ظلمات غم
تجھ پر جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں
آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

۱ آفاق۔ افق کی جمع ہے آسمان کا کنارہ مراد تمام عالم ہے۔ مائدہ۔ دستر خوان، شراء خریداری بیع۔ فروخت۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور۔ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کے پاس قدرتی طریقہ پر من جو ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا پہنچتا تھا۔ لیکن انہوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کی خواہش کرنی شروع کر دی۔

۲ منقطع۔ بند۔ زرع کھیتی۔ بیل۔ پھاوڑا، کدال داسماں۔ درانتی۔ شفاعت۔ سفارش۔ غنیمت۔ یعنی من و سلویٰ طبق۔ طباق، بعض حضرات نے طبق بمعنی مطابقت کر کے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے خوان اور مال غنیمت بھیجا۔ حضرت عیسیٰ کی سفارش کے مطابق طبق زمین کے معنی میں بھی آتا ہے اگر یہ معنی مراد ہوں تو ترجمہ ہوگا خوان اور مال غنیمت زمین پر بھیجا۔ انزل علینا۔ حضرت عیسیٰ کی دعا ہے۔ زلہ۔ بچا ہوا کھانا۔

۳ لابہ۔ خوشامد۔ دائم ہمیشہ باقی رہنے والا۔ در رحمت۔ یعنی مائدہ کا اترنا فراز۔ کھلنا، بند ہونا، ابر نایہ۔ انسانی گناہوں سے خدا کی رحمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ بے باکی انسان کی بے ادبی مصائب کا سبب بنتی ہے۔

ہر کہ بے باکی کند در راہِ دوست ۱ رہزنِ مرداں شد و نامرد اُوست
جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے

از ادب پر نور گشت ست ایں فلک وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
یہ آسمان ادب سے پُر نور بنا اور ادب سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے

بد ز گستاخی کسوفِ آفتاب شد عزازیلے زِ جرأت ردِّ باب
سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے تھا شیطان گستاخی کی وجہ سے مردود بارگاہ ہوا

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ۲ گردد اندر وادیِ حیرت غریق
(سلوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے

حالِ شاہ و میہماں بر گو تمام زانکہ پایانے ندارد ایں کلام
بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ اس لئے کہ اس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی کہ در خوابش

اس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اس نے خواب میں دیکھا تھا

دیدہ بو دو بشارت بقدوم او دادہ شد

اور اس کی تشریف آوری کی اس کو خبر دی گئی تھی

شہ چو پیشِ میہمانِ خویش رفت شاہ بُو د ولیک بس درویش رفت
بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا بادشاہ تھا، لیکن مکمل فقیر بن کے گیا

دست بکشا د و کنار انش گرفت ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ہاتھ پھیلائے، اور اس سے معانقہ کیا عشق کی طرح اس کو دل اور جان میں لیا

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت وز مقام و راہ پُرسیدن گرفت
اس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا

پُرس پُرساں میکشیدش تا بہ صدر گفت گنجے یافتم اَمّا بہ صبر
پوچھتے پوچھتے اس کو صدر تک لے جا رہا تھا بولا، مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت ۳ میوۂ شیریں دہد پُر منفعت
صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر میٹھا، اور مفید پھل دیتا ہے

گفت اے نورِ حق و دفعِ حرج معنی الصبر مفتاح الفرج
اسے کہا، اے اللہ کے نور اور تنگی کو دور کرنے والے "صبر کشادگی کی کنجی ہے" کے مصداق!

۱ ہر کہ۔ احکام خداوندی میں بے باکی، دوسروں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایں فلک۔ آسمان نے اطاعت کی، چاند اور سورج سے منور ہوا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر اطاعت کی، معصوم اور پاک قرار دئے گئے۔ گستاخی بدکاروں کو ڈرانے کے لئے سورج گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی، مردود ہو گیا۔

۲ طریق۔ مدارج تصوف طے کرنے کا راستہ۔ ایں کلام یعنی ادب کی فضیلتیں اور بے ادبی کی برائیں۔ کناراں۔ کنار کی جمع بمعنی بغل اش سے دونوں مصرعوں میں مہمان مراد ہے۔ مقام۔ مہماں سے وطن اور راستہ کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج یعنی طبیب الٰہی۔

۳ عاقبت۔ انجام کار۔ منفعت۔ فائدہ۔ سعدی نے کہا ہے صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد۔ دفع بمعنی دافع حرج۔ تنگی مفتاح کنجی۔ فرج۔ کشادگی

اے لقاءِ تو جوابِ ہر سوال — مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

اے! تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے — بے شک تجھ سے مشکل حل ہوتی ہے

ترجمانِ ہر چہ مارا دردل ست — دستگیرِ ہر چہ پایش در گِل ست

جو کچھ ہمارے دل میں ہے تو اس کا ترجمان ہے — جس کا پیر دلدل میں پھنسا ہے تو اس کا مددگار ہے

مَرحبا یا مُجتبیٰ یا مُرتضیٰ — اِنْ تَغِبْ جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا

خوش آمدید! اے پسندیدہ! اے برگزیدہ! — اگر تو غایب ہوا موت آجائے گی۔ فضا تنگ ہو جائیگی

اَنْتَ مَوْلَی الْقَوْمِ مَنْ لَّا یَشْتَھِیْ — قَدْ رَدٰی کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ

تو قوم کا آقا ہے، جو تجھے نہیں چاہتا — وہ بے شک ہلاک ہوا، یقیناً وہ ہرگز نہ رکا

چوں گذشت آں مجلس وخوانِ کرم — دست اُو بگرفت و بُرد اندر حرم

جب وہ مجلس اور خوان کرم ختم ہوا — اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لے گیا

بُردنِ بادشاہ طبیب غیبی رابر سرِ بیمار

بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

قصۂ رنجور و رنجوری بخواند — بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند

بیمار، اور مرض کا حال سنایا — اس کے بعد اس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

رنگِ رُو و نبض و قارورہ بدید — ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

اس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور ... دیکھا — اس کی علامتیں اور اسباب بھی سنے

گفت ہر دارُو کہ ایشاں کردہ اند — آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

اس نے کہا، جو دوا انہوں نے ... — وہ تعمیر نہیں ہے انہوں نے ویران کیا ہے

بے خبر بودند از حالِ درون — استعیذ اللہ مما یفترون

وہ، اندرونی حالت سے لاعلم تھے — جو انہوں نے غلط بیانی کی ہے اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں

دید رنج و کشف شد بروے نہفت [3] — لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

اس نے مرض دیکھا اور راز اس پر کھل گیا — لیکن اسے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

رنجش از صفرا و از سودا نہ بود — بوئے ہر ہیزم پدید آید زدُود

اس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا — لکڑی کی بو، دھویں سے ظاہر ہو جاتی ہے

دید از زاریش کو زارِ دل ست — تن خوش ست و او گرفتارِ دل ست

اس کی بیماری سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کا بیمار ہے — بدن ٹھیک ہے اور وہ دل (کی بیماری) میں گرفتار ہے

---

۱ لقاء ملاقات۔ بے قیل وقال۔ بلا گفتگو، لاکلام، بے شک ترجمان مطلب بیان کرنے والا۔ پا در گِل عاجز، بے بس۔ مرحبا خوش آمدید کے معنی میں ہے آنے والے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ مجتبیٰ منتخب مرتضیٰ۔ پسندیدہ فضا کا ہمزہ محذوف ہے، بمعنی کھلا میدان۔ مولیٰ۔ آقا کلا یہ قرآن پاک میں ابو جہل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹیں گے اور جہنم میں داخل کردیں گے۔ اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام بے حد خطرناک ہے۔

۲ خوانِ کرم۔ مہمانی کا کھانا حرم۔ محلسرائے، زنان خانہ رنجور۔ مریض۔ رنجوری۔ مرض۔ قصہ بخواند۔ حال سنایا۔ قارورہ۔ یعنی وہ شیشی جس میں پیشاب جمع کر کے طبیب کو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر سکے۔ عمارت آباد کرنا ویران کردن اجاڑنا۔ یعنی طبیبوں کے علاج سے مریض کی بربادی ہوئی ہے۔ مما یفترون۔ ان کی غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض کو مرض بتا رہے تھے۔ کشف شدن ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳ نہفت۔ پوشیدہ۔ نگفت۔ چونکہ طبیب کو ابھی پورا اطمینان نہ ہوا تھا۔ صفرا و سودا انسان کی ان چار خلطوں میں سے دو ہیں جنسے انسانی بدن بنا ہے۔ جن کے گھٹنے اور بڑھنے سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہیزم جلانے کی لکڑی۔ زاری ۔ رونا، لاغری۔ زار۔ بیمار

عاشقی پیداست از زاری ۱ دل — نیست بیماری چو بیماری دل
دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے — دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

علت عاشق ز علتہا جداست — عشق اُصطُرلاب اسرار خداست
عاشق کی بیماری، بیماریوں سے جدا ہے — عشق، خدا کے بھیدوں کا اصطرلاب ہے

عاشقی گرزیں سر وگرزاں سرست — عاقبت ما را بداں شہ رہبرست
عاشقی خواہ ادھر کی خواہ اُدھر کی ہے — بالآخر، اس شاہ تک ہماری راہ نما ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں — چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں
میں عشق کی تشریح اور بیان جو کچھ کرتا ہوں — جب عشق میں پڑتا ہوں اس سے شرمندہ ہوتا ہوں

گرچہ تفسیر زباں روشنگرست — لیک عشق بے زبان روشن‌ترست
اگرچہ زباں کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے — لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چوں ۲ قلم اندر نوشتن می شتافت — چوں بعشق آمد قلم برخود شگافت
جب قلم لکھنے میں مصروف تھا — جب عشق پر پہنچا خود قلم چر گیا

چوں سخن در وصف ایں حالت رسید — ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید
جب اس حالت کے بیان کی بات آئی — قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت — شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت
عقل اس کی شرح میں مٹی میں پھنسے گدھے کی طرح سوگئی — عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وے رو متاب
آفتاب کی دلیل، خود آفتاب بنا — اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اس سے منہ نہ موڑ

از وے ار سایہ نشانے می دہد — شمس ہر دم نور جانے می دہد
سایہ، اگر اس کا پتہ دیتا ہے — سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر ۳ — چوں برآید شمس انشق القمر
سایہ، قصہ گوئی کی طرح تجھے سلاتا ہے — سورج جب نکلتا ہے چاند شق ہو جاتا ہے

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست — شمس جاں باقیست کورا امس نیست
دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے — روح کا سورج باقی ہے، جس کے لیے کل گزشتہ نہیں ہے

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — مثل اُو ہم میتواں تصویر کرد
سورج، اگرچہ خارج میں ایک ہی ہے — اس جیسا بھی تصور کیا جا سکتا ہے

---

۱ زاری دل۔ دل کی بیماری عشق کی علامت ہے یعنی طبیب سمجھ گیا کہ لونڈی مرض عشق میں مبتلا ہے۔ علت مرض اصطرلاب ہے۔ ایک آلہ ہے جس سے ستاروں کی گردش آفتاب کی بلندی معلوم کی جاتی ہے۔ سر جانب ایں سر یعنی عشق مجازی، آں سر۔ یعنی عشق حقیقی، عشق مجازی، عشق حقیقی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مولانا جامی نے فرمایا ہے شعر
متاب از عشق رو گرچہ مجازی ست
ہر چہ۔ عشق کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ گرچہ اقبال نے کہا ہے
شعر
نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲ چوں قلم۔ عشق ایک ذوقی چیز ہے اس کا بیان نہ زبان سے ممکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت عشق و عاشقی کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں خود عشق میں مبتلا ہو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے۔ آفتاب آمد۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود ان کا وجود ہوتا ہے عشق اور آفتاب ایسی چیزوں میں سے ہیں۔
ار۔ اگر شمس یعنی ذات حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان سایہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دنیاوی چیزوں میں ہر چیز کی ضد سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ ذات حق کی پہچان اس نور سے ہوتی جس کا پرتو روح انسانی پر پڑتا ہے۔

۳ سمر۔ قصہ گوئی القمر۔ چاند یہاں ممکنات کا وجود مراد ہے۔ شمس جان۔ ذات حق کے لئے دوام و بقا ہے۔ امس۔ کل گزشتہ یعنی ذات حق زمانہ سے منزہ ہے۔

لیک آں شمسیکہ ۱شد مستش اثیر — نبودش در ذہن و در خارج نظیر
لیکن وہ سورج جس سے عالم بالا مست ہے — اس کی ذہن اور خارج میں کوئی مثال نہیں ہے

در تصور ذات اُو را گنج کو — تا در آید در تصور مثل اُو
تصور میں اس کی ذات کی گنجائش کہاں ہے — کہ تصور میں اس کی مثال اس کے

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق ست — آفتاب ست و زِ انوارِ حق ست
شمس تبریزی جو مکمل نور ہے — سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

چوں حدیث روئے شمس الدیں رسید — شمسِ چارم آسماں سر در کشید
جب شمس الدین کے چہرہ کی بات آ گئی — چوتھے آسمان کے سورج نے منہ چھپا لیا

واجب آمد چونکہ بُردم نام اُو — شرح ۲ کردن رمزے از انعام اُو
(اب) جبکہ میں نے ان کا نام لیا ہے تو ضروری ہو گیا — ان کے انعام کی تھوڑی سی شرح کرنا

ایں نفس جاں دامنم برتافتہ ست — بوئے پیراہان یوسف یافتہ ست
اس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے — اس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

کز برائے حق صحبت سالہا — باز گو حالے ازاں خوش حالہا
برسوں کی صحبت کا حق ادا کرنے کے لئے — ان خوش احوال کا کچھ حال بیان کر

تا زمین و آسماں خنداں شود — عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود
تاکہ زمین اور آسمان خوش ہو جائیں — عقل، روح اور آنکھیں سو گنا ہو جائیں

گفتم ۳ اے دور اوفتادہ از حبیب — ہمچو بیمار یکہ دور ست از طبیب
میں نے کہا اے دوست سے دور پڑی ہوئی — اس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا — کَلَّتْ اَفْھَا فِیْ وَلَا اُحْصِیْ ثَنَا
مجھے مجبور نہ کر میں فنا میں ہوں — اس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقْ — اِنْ تَکَلَّفْ اَوْ تَصَلَّفْ لَا یَلِیْقْ
مدہوش جو بات بھی ہے — خواہ تکلف کرے یا دراز بیانی مناسب نہیں ہے

ہر چہ می گوید موافق چوں نبود — چو تکلف نیک نالائق نمود
جو کچھ وہ کہتا ہے چونکہ وہ مناسب نہیں ہوتا — اور تکلف کی وجہ سے بہت نامناسب نظر آتا ہے

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آں یار یکہ آں را یار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے — اس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں ہے

۱ شمس یعنی کائناتی سورج اگرچہ ایک ہے لیکن اس جیسا متصور ہو سکتا ہے۔ مست۔ فریفتہ۔ اثیر۔ بمعنی بلند و عالی۔ نظیر۔ مثال۔ گنج۔ گنجائش کو کجا۔ تا در آید۔ جبکہ شمس حقیقی کی ذات کا تصور ناممکن ہے تو اس کے مثل کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ شمس تبریزی مولانا رومی کے پیر ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کر لیجئے۔ حدیث ، بات، تذکرہ۔ سر درکشیدن۔ منہ چھپا لینا۔ چارم۔ چہارم، چوتھا۔ سورج کو چوتھے آسمان میں مانا جاتا ہے۔

۲ شرح کردن۔ بیان کرنا۔ رمز۔ اشارہ، تھوڑا سا بیان۔ نفس فا کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے بمعنی سانس، لمحہ، وقت۔ دامن برتافتن۔ دامن سمیٹنا، تیار ہونا۔ پیراہان۔ پیرہن، حضرت [illegible] کو اپنے بیٹے یوسفؑ کے لباس کی خوشبو آ [illegible] وہ بے خود ہو گئے تھے۔ تا زمین۔ پیر نے جو اسرار تصوف بتائے ہیں، ان کے ذکر سے عالم میں خوشی کی لہر دوڑ جائیگی۔

۳ گفتم میں نے اپنی روح سے کہا تو اپنے محبوب شمس تبریزی سے دور پڑی ہے، گویا مریض طبیب سے دور ہے۔ لا تکلفنی مجھے تکلیف نہ دے۔ فنا۔ مستی۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ۔ لا احصی۔ میں شمار نہیں کر سکتا۔ ثنا۔ تعریف۔ غیر المفیق۔ مدہوش۔ تصلف۔ لاف زنی کرنا۔ نالائق۔ مدہوش اگر اپنے ممدوح کی تعریف کرے گا، تو وہ نامناسب ہوگی۔ یار۔ دوسرے مصرع میں دوبار لفظ یار آیا ہے اوّل کے معنی محبوب جس سے مراد ذات حق ہے دوسرے کے معنی مثل اور شریک کے ہیں۔

خود۱ ثنا گفتن ز من ترک ثناست — کایں دلیل ہستی و ہستی خطاست

میرا تعریف کرنا ہی خود تعریف نہ کرنا ہے — اس لئے کہ یہ وجود کی دلیل ہے اور وجود غلط ہے

شرح ایں ہجران وایں خونِ جگر — ایں زماں بگزار تا وقتِ دگر

اس فراق اور خونِ جگر کی تفصیل — اب دوسرے وقت کے لئے چھوڑ

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ — فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

اس نے کہا مجھے کھلا میں بھوکی ہوں — جلدی کر کیونکہ وقت تیز تلوار ہے

صوفی ابن۲ الوقت باشد اے رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے — کل کا حوالہ دینا طریق (سلوک) کے مناسب نہیں ہے

صوفی ابن الحال باشد در مثال — گرچہ ہر دو فارغ انداز ماہ وسال

مثلاً صوفی ابن الحال ہوتا ہے — اگرچہ دونوں مہینہ اور سال سے بے نیاز ہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی — نقد را از نسیہ خیزد نیستی

شاید تو خود صوفی نہیں ہے — نقد کی اُدھار سے تباہی ہوتی ہے

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِّ یار — خود تو در ضمنِ حکایت گوش دار

میں نے اس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے — البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سن لے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں — گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز — دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول — باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول

کھلم کھلا، بے پروا اور بے خیانت کے بات کہہ دے — اے بکواسی! (الجھی ہوئی باتیں کر کے) مجھے نہ ستا

باز گو اسرار و رمز۳ مرسلیں — آشکارا بہ کہ پنہاں ذکر دیں

رسولوں کے راز اور اشارے بتا — دین کا ذکر کھلم کھلا بہتر ہے نہ کہ پوشیدہ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من — می نگنجم با صنم در پیرہن

پردہ اٹھا دے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں — محبوب کے ساتھ پیرہن میں نہیں سما سکتی

گفتم ار عریاں شود او در عیاں — نے تو مانی نے کنارہ نے میاں

میں نے کہا، اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہوگا — نہ تو رہیگی، نہ کنارہ، نہ وسط

آرزو می خواہ لیک اندازہ خواہ — بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ

مراد مانگ، لیکن اندازہ کے مطابق مانگ — گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کو برداشت نہیں کر سکتا

---

۱ خود زائد ہے۔ ترک ثنا چونکہ کما حقہ تعریف نہیں کر سکتا ہوں۔ ہستی خطا میں مقام فنا میں ہوں جب اپنی ہستی باقی نہیں رہتی ہے۔ اہل ہجر مراد مسئلہ وحدۃ الوجود ہے جو اہل اللہ کا سرمایہ عشق ہے، سالک اپنے ہر مقام کو ہجر سمجھتا ہے اس لئے کہ سیر کی کوئی حد نہیں ہے۔ جائع۔ بھوکا۔ اعتجل۔ جلدی کر۔ سیف قاطع۔ تیز تلوار۔ وقت کو تیز تلوار اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی جلد تلوار کی طرح گزر جاتا ہے۔ اطعمنی۔ پورا جملہ روح کا قول ہے۔ صوفی۔ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی نفسانی خواہش نہ آنے دے۔

۲ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اپنے احوال سے مغلوب ہو جائے۔ راز کو ظاہر کرنے لگے اور اضطراری طور پر اس سے کرامات کا ظہور ہونے لگے۔ ایسے صوفی کو رند اور قلندر بھی کہا جاتا ہے۔ نیز ابن الوقت اس صوف کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو واردات قلبی پر فوراً عمل کرے۔ اور ابو الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے جس کو اپنے احوال پر قابو ہے اسرار کو ضبط کرے کوئی کرامت ظاہر نہ ہونے دے۔ فردا گفتن۔ یعنی آج کی بات کو کل پر ٹالنا ہر دو۔ یعنی صوفی اور اس کا حال یعنی قلبی واردات مگر۔ شاید۔ نسیہ۔ ادھار۔ نیستی بربادی۔ ضمن درمیان۔ حدیث دیگراں شعر، جو اہل دل زخشق افسانہ گویندہ حدیث بلبل و پروانہ گویند۔

۳ رمز۔ اشارہ۔ مرسلین۔ مرسل کی جمع بمعنی رسول۔ اسرار آمرسلین۔ یعنی وحدۃ الوجود کا راز تمام انبیاء نے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی ہے۔ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صفات کمال سے متصف صرف ایک وجود باری ہی

آفتابے[۱] کز وے ایں عالم فروخت　　اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے　　اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے

تا نگر دو خوں دلِ جانِ جہاں　　لب بدوز و دیدہ بر بند ایں زماں
تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو　　اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو　　بیش ازیں از شمس تبریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر　　اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر

ایں ندارد آخر آغاز گو　　رو تمام ایں حکایت باز گو
اس بات کا اختتام نہیں ہے شروع سے بات کہہ　　جا اس تمام قصے کو پھر بیان کر

خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ آں کنیزک جہت دریافت مرض کنیزک

لونڈی کا مرض معلوم کرنے کے لئے طبیب کا بادشاہ سے لونڈی کے ساتھ تنہائی چاہنا

چوں حکیم ازیں سخن آگاہ شد　　وز دروں ہمداستانِ شاہ شد
طبیب، جب اس بات سے باخبر ہو گیا　　اور اندر سے بادشاہ کا راز دار ہو گیا

گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را　　دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
بولا، اے بادشاہ! گھر کو خالی کر دے　　اپنے اور غیر کو ہٹا دے

کس[۲] ندارد گوش در دہلیز ہا　　تا پرسم از کنیزک چیز ہا
دہلیزوں میں کوئی کان نہ لگائے　　تاکہ میں کنیز سے کچھ باتیں پوچھوں

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں　　تا بخواند بر کنیزک اُفسوں
بادشاہ نے گھر خالی کر دیا اور باہر چلا گیا　　تاکہ وہ کنیز پر منتر پڑھے

خانہ خالی کرد و یک دیار نے　　جُز طبیب و جُز ہماں بیمار نے
گھر خالی کر دیا اور کوئی گھر والا نہ رہا　　سوائے طبیب، اور سوائے بیمار کے کوئی نہ رہا

نرم[۳] نرمک گفت شہر تو کجاست　　کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
آہستگی و نرمی سے (طبیب نے) کہا تیرا شہر کہاں ہے؟　　کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جداگانہ ہے

وندراں شہر از قرابت کیستت　　خویش و پیوستگی با چیستت
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟　　اپنایت اور تعلق کس سے ہے؟

دست بر نبضش نہاد و یک بیک　　باز می پُرسید از جَور فلک
ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک　　آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا

ہے۔ برہنہ گو۔ یعنی دوسروں کی حکایتوں کے ضمن میں نہیں۔ پاصنم۔ محبوب کا پیرہن بھی حقیقی وصال سے مانع ہے۔ گفتم۔ یعنی میں نے روح سے کہا کہ اگر اس راز کو بالکل کھولا گیا تو تو درہم برہم ہو جائیگی۔ برنتابد۔ برداشت نہیں کر سکتا۔

(صفحہ ہذا)

۱ آفتابے۔ یعنی حدود سے بڑھ کر وصال وبال بن جاتا ہے۔ اکبرالہ آبادی نے کہا ہے۔ شعر

پروانے نے شمع سے پٹنا چاہا
سیلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے
شمس کے انوار کی تاب نہیں تو
معنوی شمس کی کیا تاب ہو گی۔

دروں۔ باطن۔ ہمداستاں ہم راز، ہمکلام خلوتی۔ جس میں تنہائی ہو۔

۲ کس ندارد۔ راز عشق تنہائی میں ہی پوچھا جا سکتا تھا۔ فسوں۔ منتر، یعنی عشق کا جادو۔ دیار گھر میں رہنے والا۔

۳ نرمک۔ کاف تصغیر کا ہے علاج۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں اسی لئے علاج بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ جور۔ ظلم

چوں کسے راخار در پایش خلد ۔۔۔ پائے خود را بر سرِ انو نہد
جب کسی کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے ۔۔۔ اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

از سرِ سوزن ہمی جوید سرش [۱] ۔۔۔ ور نیابد می کند بالب تَرش
اس کا سرا سوئی کی نوک سے تلاش کرتا ہے ۔۔۔ اور اگر نہیں ملتا تو اسے لب سے تر کرتا ہے

خار در پا شد چنیں دشوار یاب ۔۔۔ خار در دل چوں بود گوئی جواب
پیر کا کانٹا پانا جب اس قدر دشوار ہے ۔۔۔ دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

خارِ دل راگر بدیدے ہر خسے ۔۔۔ کے غمانرا دست بودے بر کسے
دل کا کانٹا اگر ہر شخص دیکھ سکتا ۔۔۔ تو غموں کو کسی پر کب قابو ہوتا؟

کس بزیرِ دُمِ خر خارے نہد ۔۔۔ خر نداند دفعِ آں برمی جہد
کوئی گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھ دیتا ہے ۔۔۔ گدھا اس کو نکالنا نہیں جانتا، کودتا ہے

خرز بہرِ دفعِ خار از سوز و درد ۔۔۔ جُفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
سوزش اور درد کی وجہ سے گدھے نے کانٹے کو دور کرنے کے لئے ۔۔۔ دولتیاں پھینکیں اور سو جگہ زخم کر لئے

آں لگدے کے دفعِ خارِ اُو کند ۔۔۔ حاذقے باید کہ برمرکز تند
وہ دولتی اس کا کانٹا کہاں نکال سکتی ہے؟ ۔۔۔ ایک ماہر چاہیے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

بر [۲] جہد واں خار محکم تر کند ۔۔۔ عاقلے باید کہ خارے بر کند
وہ گدھا کودتا ہے اور اس کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے ۔۔۔ کوئی عقلمند چاہیے جو کانٹے کو نکالے

آں حکیم خارچیں استاد بود ۔۔۔ دست میزد جا بجا می آزمود
وہ کانٹا نکالنے والا طبیب، استاد تھا ۔۔۔ جا بجا ہاتھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

زاں کنیزک بر طریقِ راستاں ۔۔۔ باز می پرسید حالِ پاستاں
اس لونڈی سے بچوں کی طرح ۔۔۔ گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

با حکیم اُو راز ہا می گفت فاش ۔۔۔ از مقام و خواجگان و شہرتاش [۳]
طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی ۔۔۔ مقام، اور آقاؤں اور بستی والوں کے متعلق

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش ۔۔۔ سوئے نبض و جنبشش میداشت ہوش
وہ اس کی قصہ گوئی پر کان لگائے تھا ۔۔۔ نبض اور اس کی حرکات پر پوری طرح متوجہ تھا

تا کہ نبض از نام کہ گردد جہاں ۔۔۔ اُو بود مقصودِ جانش در جہاں
تا کہ (یہ جان لے کہ) کس نام پر اس کی نبض پھڑکتی ہے ۔۔۔ دنیا میں اس کا جانی محبوب وہی ہو گا

---

[۱] سرش۔ کانٹے کا سرا، وادہ جوب، صدف جواب یہی ہے۔ کہ مرضِ عشق کو سمجھ لینا، آسان کام نہیں ہے خس۔ بہ کمینہ، اصف۔ غمان خلاف قیاس غم کی جمع ہے۔ جہیدن کودنا۔ جھلنا بجفتہ مدافتین۔ رسیاں پھینکنا۔ لگد۔ حاذق ماہر تجربہ کار۔ مرکز نشانہ تیزی۔ اردگرد گھومنا

[۲] برجہد اس مصرعہ میں بعض شارحین نے کند کو فتح کاف کندن بمعنی کھودو مضارع قرار دیا ہے اس صورت میں برجہد کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے جو ہمیں مناسب نہیں معلوم ہوا ہم نے دوسرے شارحین کی طرح کند کو کاف کے پیش کے ساتھ کردن کا مضارع قرار دے کر ترجمہ کیا ہے۔ اس صورت میں برجہد کا فاعل گدھا ہو گا۔ آں حکیم۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے۔ کہ دل کی بیماریوں کا علاج رہبر کامل ہی کر سکتا ہے۔ فاش کھلم کھلا۔ خواجگان۔ خواجہ کی جمع بمعنی مالک۔ آقا۔

[۳] شہرتاش ہم شہر یعنی ایک شہر تاش کہلائیں گے۔ جستن جیم کے فتحہ سے کودنا جہاں رجیم کے زیر کے ساتھ، کودنے والا۔ جہاں دنیا جیم کے ضمہ سے۔

دوستانِ شہر خود را بر شُمُرد | بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد
(پہلے) اس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا | اس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش | در کدامیں شہر بودستی تو بیش ۱
(طبیب نے) کہا جب تو اپنے شہر سے نکلی | زیادہ کس شہر میں رہی تھی

نامِ شہرے گفت وزاں ہم در گزشت | رنگِ رُو و نبضِ اُو دیگر نہ گشت
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی | چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

خواجگان و شہر ہا ایک بیک | باز گفت از جای و از نان و نمک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کر کے | نام بتایا پھر مقام اور کھانے پینے کا ذکر کیا

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد | نے رگش جُنبید و نے رُخ گشت زرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا | نہ اُس کی نبض پھڑکی ، نہ چہرہ زرد پڑا

نبضِ اُو بر حالِ خود بُد بے گزند | تا بپرسید از سمرقندِ چو قند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی | یہاں تک کہ (طبیب نے) شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آہِ سردے بر کشید اُو ماہرو | آب از چشمش رواں شد ہمچو جُو
اس چاند سے مکھڑے والی نے ٹھنڈی آہ بھری | نہر کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

گفت بازرگاں ۲ مرا آنجا آورید | خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید
بولی، مجھے ایک تاجر وہاں لایا | اُس شہر میں ایک مالدار سنار نے مجھے خرید لیا

در بر خود داشت شش ماہ و فروخت | چوں بگفت ایں ز آتشِ غم بر فروخت
اُس نے چھ مہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا | جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اٹھی

نبض جست و روئے سُرخش زرد شد | کز سمرقندی زرگر فرد شد
نبض پھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا | اس لئے کہ سمرقندی سنار سے جدا ہو گئی

چوں زِ رنجور آں حکیم ایں راز یافت | اصلِ آں درد و بلا را باز یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز پا لیا | اس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

گفت کوئے اُو کدام است و گزر ۳ | اُو سرِ پل گفت و کوئے غاتفر
اس (طبیب نے) کہا اس کوچہ اور راستہ کونسا ہے؟ | اُس (لونڈی) نے کہا (راستہ) سرِ پل اور کوچہ غاتفر ہے

گفت آنگہ آں حکیمِ باصواب | آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
تب اس راستباز، حکیم نے کہا | اُس لونڈی سے کہ تو تکلیف سے نجات پا گئی

۱ بیش۔ زیادہ بعض نسخوں میں لفظ پیش ہے جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ دیگر گشتن متغیر ہونا۔ بُد بود کا مخفف ہے۔ سمرقند۔ ترکستان کا مشہور تاریخی شہر ہے۔

۲ بازرگاں۔ سوداگر فرد شدن۔ اکیلا ہو جانا۔ یافت۔ طبیب، نبض اور چہرے سے فوراً سمجھ گیا کہ لونڈی اس سنار کے عشق میں مبتلا ہے۔ باز یافتن۔ حاصل کرنا۔

۳ گزر۔ گزرگاہ راستہ غاتفر۔ سمرقند کے ایک محلّے کا نام ہے۔ باصواب۔ صائب الرائے۔ رستن راء کے فتحہ سے، چھوٹنا نجات پانا۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود — در علاجت سحرہا خواہم نمود
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد — تیرے علاج میں جادو دکھاؤں گا

شاد باش وایمن و فارغ کہ من — آں کنم با تو کہ باراں۱ با چمن
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں — تیرے ساتھ وہ کچھ کروں گا جو بارش چمن سے کرتی ہے

من غم تو میخورم تو غم مخور — بر تو من مُشفق ترم از صد پدر
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر — سو باپوں سے بڑھکر میں تجھ پر مہربان ہوں

ہاں وہاں ایں راز را با کس مگوی — گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
خبردار! خبردار یہ راز کسی نے کہنا — اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے

تا توانی پیش کس مکشائے راز — بر کسے ایں در مکن زنہار باز
حتی الامکان کسی پر راز نہ کھولنا — ہرگز کسی پر یہ دروازہ نہ کھولنا

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود — آں مرادت زودتر حاصل شود
جب تیرا رازوں میں چھپا ہو گا — تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہو جائیگی

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت — زود گردد با مرادِ خویش جُفت
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز چھپایا — بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا

دانہ۲ چوں اندر زمیں پنہاں شود — بعد ازاں سر سبزی بُستاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے — اس کے بعد باغ کی سرسبزی (کا سبب) بنتا ہے

زرّ و نقرہ گر نہ بودندے نہاں — پرورش کے یافتندے زیر کاں
سونا اور چاندی اگر چھپے نہ ہوتے — تو کان میں پرورش کیسے پاتے

وعدہا و لطفہائے آں حکیم — کرد آں رنجور را ایمن زبیم
اُس طبیب کے وعدوں اور مہربانیوں نے — اس بیمار کو خوف سے مطمئن کر دیا

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر — وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں۔ — (اور) جھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں

وعدۂ اہلِ کرم گنج۳ رواں — وعدہء نا اہل شد رنج رواں
اہل کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے — (اور) نا اہل کا وعدہ عذاب جان ہے

وعدہ باید وفا کردن تمام — ورنخواہی کرد باشی سرد و خام
وعدوں کو پورا کرنا چاہئے — اور اگر تو پورا نہ کرے گا، تو سرد اور خام بنے گا

۱ باراں با چمن۔ جس طرح بارش چمن کو شاداب اور پر رونق بنا دیتی ہے اسی طرح میں تجھے ہرا بھرا کردوں گا۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ چونکہ راز ظاہر ہو جانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع مل جاتا ہے اور کامیابی دشوار ہو جاتی ہے۔

۲ دانہ۔ زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز و شاداب ہو کر ابھرتا ہے زرودا اس شعر اور پہلے شعر سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے۔ تاسہ۔ اندیشہ بے قراری۔

۳ گنج رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام بھی ہے۔ سرد و خام جھوٹے وعدے کرنے والا سردوں اور خام کار ہوتا ہے۔

وعده کردن راوفا باشد بجاں　　تا بہ بینی در قیامت فیض آں
وعدہ کو جان (ودل) سے پورا کرنا ضروری ہے　　تاکہ قیامت میں تو اس کا فیض دیکھے

دریافتن آں طبیب الٰہی رنج کنیزک راو بہ شاہ وانمودن
اُس طبیب الٰہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کر لینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت　　صورتِ رنج کنیزک باز یافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کر لیا　　(اور) لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد　　شاہ رازاں شمۂ[1] آگاہ کرد
اُس کے بعد وہ اٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا　　بادشاہ کو اس سے تھوڑا سا آگاہ کر دیا

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست　　درچنیں غم موجب تاخیر چیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟　　اس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را　　حاضر آریم از پئے ایں درد را
اس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو　　اس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

قاصدے بفرست کاخبارش[2] کند　　طالب ایں فضل و ایثارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے　　(اور) اُس کو اس انعام اور بخشش کا طلب گار بنائے

مردِ زرگر را بخواں زاں شہرِ دُور　　بار وخِلعت بدہ اورا غُرور
سنار کو اس دور شہر سے بلا کے　　نقد اور خلعت سے اس کو لالچ دے

تا شود محبوبِ تو خوشدل بدو　　گردد آساں ایں ہمہ مُشکل بدو
تاکہ تیری محبوبہ اس کی بدولت خوش ہو جائے　　اور اس کے ذریعہ یہ سب مشکل آسان ہو جائے

چوں بہ بیند سیم و زر آں بے نوا　　بہر زر گردد زخان[3] و ماں جُدا
جب وہ تنگدست چاندی اور سونا دیکھے گا　　تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائے گا

زر خرد راوالہ و شیدا کند　　خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
سونا، عقل کو دیوانہ بنا دیتا ہے　　خصوصاً مُفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک　　مرد عاقل باید اُورا نیک نیک
سونا، اگرچہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن　　اس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

فرستادن بادشاہ رسولاں بسمر قند درطلب آں زرگر
بادشاہ کا ایلچیوں کو سمر قند روانہ کرنا، اس سنار کی تلاش میں

[1] شمہ۔ بفتح شین، تھوڑا سا حصہ، طبیب الٰہی نے لونڈی کے عشق کا پورا قصہ سنایا تاکہ بادشاہ کو غیرت نہ آجائے

[2] اخبار۔ مصدر ہے، خبر دینا۔ فضل۔ بزرگی، بخشش۔ ایثار۔ اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو فائدہ پہنچانا۔ خلعت خا کے کسرہ کے ساتھ، وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو بطور انعام دے۔ غرور، غین کے ضمہ کے ساتھ، دھوکا۔ بے نوا، تنگدست

[3] خان و ماں۔ گھر بار، والہ۔ عاشق، فریفتہ۔ شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ خوش۔ بہت خوب۔

چونکہ سلطاں از حکیم آنرا شنید — پندِ اُورا از دل و جاں برگزید
جب بادشاہ نے طبیب سے وہ بات سنی — دل و جان سے اس کی نصیحت کو قبول کیا

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم — ہرچہ گوئی آنچناں کن آں کنم
اس (بادشاہ) نے کہا تیرے فیصلے کے مطابق حکم — جو تو کہیگا کہ ایسا کر میں ویسا ہی کروں گا

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول — حاذقان[1] و کافیان و بس عدول
پھر ایک دو قاصد اس طرف روانہ کئے — جو ماہر، کار گزار اور بہت نیک تھے

تا سمرقند آمدند آں دو امیر — پیشِ آں زرگر ز شاہنشاہ بشیر
وہ دونوں سردار سمرقند میں آئے — اُس سُنار کے پاس بادشاہ کی طرف سے خوشخبری لے کر

کاے لطیف[2] استاد کامل معرفت — فاش اندر شہرہا از تو صفت
کہ اے نازک کام کرنے والے استاد پوری شناخت والے! — شہروں میں تیری خوبی پھیلی ہوئی ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری — اختیارت کرد زیرا مہتری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھڑنے کے لئے — تجھے چنا ہے کیونکہ تو (زرگری میں) سردار ہے

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم — چوں بیائی خاص باشی و ندیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے — (اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشیں ہو گا

مرد مال و خلعت بسیار دید — غرّہ شد از شہر و فرزنداں بُرید
مرد نے جب بہت سا مال اور جوڑا خلعت دیکھا — تو فریفتہ ہوگیا (اور) شہر اور اولاد سے جدا ہوگیا

اندر آمد شادماں در راہ مرد — بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر پڑ گیا — (اس سے) بے خبر کہ بادشاہ نے اس کی جان کا ارادہ کیا ہے

اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت — خونبہائے خویش را خلعت شناخت
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا — (اور) اپنے خون کے عوض کو شاہی جوڑا سمجھا

اے[3] شدہ اندر سفر با صد رضا — خود بپائے خویش تا سوء القضا
افسوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا — اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف روانہ ہوا ہے

در خیالش مُلک و عزّ و سروری — گفت عزرائیل رَو، آرے بری
اُس کے خیال میں تو حکومت و عزت اور سرداری تھی — ملک الموت نے کہا کہ جاہاں سب چیزیں تو حاصل کرے گا

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب — اندر آوردش بہ پیشِ شہ طبیب
جب وہ مسافر راستہ طے کر کے آ پہنچا — تو طبیب اس کو بادشاہ کے سامنے لایا

---

[1] حاذق۔ ماہر۔ کافی۔ کام میں کفایت کرنے والا کار گزار۔ عدول۔ وہ شخص جس کی گواہی معتبر ہو۔

[2] لطیف۔ مہربان۔ باریک کام کرنے والا۔ فاش۔ مشہور۔ صفت۔ تعریف۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اکنون، اب۔ زیرا۔ از ایں راہ۔ مہتر۔ بڑا، سردار۔ خلعت۔ شاہی جوڑا۔ ندیم۔ ہمنشین، مصاحب۔ غرہ۔ غین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، فریفتہ ہونا۔ اسپ تازی۔ عربی گھوڑا جو عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے۔ خونبہا، دیت، وہ مال جو مقتول کے بدلے میں مقتول کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

[3] اے۔ بعض شارحین نے منادیٰ، مخاطب کو بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ کیا ہے تمنا، رضامندی۔ سوء القضاء بری موت۔ ملک۔ بادشاہی۔ عز کہ عزت۔ آرے حرف ایجاب ہے یعنی ملک الموت نے استہزاء کہا ہے چیز ہاں تجھے ضرور ملینگی۔ غریب۔ مسافر، اجنبی۔

پیش شاہنشاہ بُردش خوش بناز　　تابسوز د بر سر شمع[1] طراز
اس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا　　تاکہ اس کو طراز کی شمع کے سر پر جلا دے

شاہ دید اُورا و بس تعظیم کرد　　مخزنِ زر رابد و تسلیم کرد
بادشاہ نے اس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی　　(اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کر دیا

پس بفرمودش کہ بر ساز د ز زر　　از سوار و طوق و خلخال و کمر
پھر اس کو حکم دیا کہ سونے سے بنائے　　کنگن اور طوق اور پاؤں زیب اور پٹکا

ہم ز انواع اوانی بیعدد　　کانچناں در بزم شاہنشہ سزد
نیز برتنوں کی قسمیں، ان گنت　　جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

زر گرفت آں مرد و شد مشغول کار　　بے خبر از حالتِ ایں کار زار
اس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا　　وہ اس خراب کام کی حالت سے بے خبر (تھا)

پس حکیمش گفت کاے سلطاں مہ　　آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ
پھر طبیب نے اس سے کہا اے بڑے بادشاہ!　　وہ لونڈی اس سردار (سنار) کو دے دے

تا کنیزک در وصالش خوش شود　　آبِ وصلش دفعِ ایں آتش[2] شود
تاکہ لونڈی اس کے وصل سے خوش ہو جائے　　اور اس کے وصل کا پانی اس آگ کا دافع ہو

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را　　جُفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را
بادشاہ نے وہ چاند سے مکھڑے اس کو بخش دی　　ان دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کر دیا

مدتِ ششماہ میرا ندند کام　　تا بصحت آمد آں دختر تمام
چھ مہینے کی (مدت) تک انہوں نے مقصد برآری کی　　یہانتک کہ اس لڑکی کو پوری صحت ہو گئی

بعد از اں از بہر اُو شربت بساخت　　تا بخورد و پیش دختر می گداخت
اس کے بعد اس (طبیب) نے اس کے لئے شربت بنایا　　جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے گھلتا تھا

چوں ز رنجوری جمالِ اُو نماند　　جانِ دختر در وبالِ اُو نماند
جب مرض کی وجہ سے اس کا حسن نہ رہا　　تو لڑکی کی جان اس کے وبال میں نہ رہی

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد　　اندک اندک در دلِ اُو سرد[3] شد
چونکہ، بدصورت اور ناگوارا اور زرد رو ہو گیا　　آہستہ آہستہ اس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہو گیا

عشقہائے کز پئے رنگے بود　　عشق نبود عاقبت ننگے بود
وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے　　عشق نہیں ہوتا، انجام کا ذلت و رسوائی ہوتی ہے

---

[1] شمع۔ موم بتی یہاں مراد لونڈی ہے۔ گلزار۔ ملک چین کا ایک حسن خیز شہر ہے۔ مخزن۔ خزانہ بدہ۔ باد تسلیم سپرد کرنا سوار۔ سین کے کسرہ کے ساتھ، ہاتھ کا کنگن۔ طوق۔ گلے کا زیور خلخال پاؤں زیب۔ کمر۔ پٹکا، کمر کی پیٹی۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ اوانی۔ آنیہ کی جمع، برتن۔ ضد۔ خوبیہ۔ یعنی سنار

[2] آتش۔ تاء پر کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہیں۔ جُفت کردن۔ نکاح کر دینا۔ صحبت جوئے۔ وصل چاہنے والا۔ کام۔ مقصد بساخت۔ یعنی طبیب نے زرگر کے لئے ایک زہر آلود شربت تیار کیا جس کو پی کر وہ گھلنے لگا۔ گداختن۔ گھلنا، پگھلنا، رنجوری۔ مرض۔ وبال۔ مصیبت مراد عشق ہے

[3] سرد شد۔ چا عشق نہ تھا۔ محض صورت پرستی تھی، صورت بگڑنے سے عشق زائل ہو گیا۔ ننگ۔ شرم عار

کاشکے^۱ آں ننگ بودے یکسری تا نرفتے بروے آں بد داوری
کاش وہ عار (عشق حسن ظاہری) پائیدار ہوتا تاکہ اس پر یہ ظلم نہ ہوتا

خوں دوید از چشم ہمچوں جوئے او دشمنِ جان وے آمد روئے او
اس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا (اور) اس کا چہرہ اس کی جان کا دشمن بنا

دشمنِ طاؤس آمد پرّ او اے بسا شہ رابکشتہ فرّ او
مور کے دشمن اس کے پر ہوئے (اور) بہت سے شاہوں کو ان کی شان و شوکت نے مارا

چونکہ زرگر از مرض بد حال شد در گدازش شخص او چوں نال شد
جب سنار مرض سے بد حال ہو گیا (اور) اس کا جسم پگھل کر قلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا

گفت من آں آہوم کز ناف من ریخت آں صیاد خونِ صاف من
اس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے اس صیاد نے میرا صاف خون بہا دیا

اے من آں روباہ صحراء کز کمیں سر بُرید ندم برائے پوستیں^۲
اے (مخاطب) میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں کہ گھات میں بیٹھ کر پوستین کے لئے انہوں نے میرا میرا سر کاٹ لیا

اے من آں پیلے کہ زخمِ پلیباں ریخت خونم از برائے استخواں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پلیبان کے زخم نے ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا

آنکہ کشتستم پے مادون من می نداند کہ نخسپد خون من
جس نے مجھے مجھ سے کم تر کی خاطر مار ڈالا اس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا

بر من ست امروز فردا بروے ست خون چوں من کس چنیں ضائع کے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اس پر ہے مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائیگاں کیسے ہو سکتا ہے

گرچہ^۳ دیوار افگند سایہ دراز باز گردد سوئے او آں سایہ باز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے لیکن وہ سایہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے

ایں جہاں کوہ ست و فعل ماندا سوئے ما آید ندا ہا را صدا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے

ایں بگفت و رفت دردم زیر خاک آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک
یہ کہا اور فوراً زیر زمین چلا گیا وہ لونڈی درد و غم سے نجات پا گئی

زانکہ عشق مُردگاں پایندہ نیست چونکہ مردہ سوئے ما آیندہ نیست
اس لئے کہ مردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے اس لئے کہ مردہ ہماری طرف واپس آنے والا نہیں ہے

---

۱ کاشکے۔ حرفِ تمنا ہے۔ یکسری۔ پائیدار۔ داوری حکومت، انصاف۔ بدداوری۔ نا انصافی، ظلم۔ یعنی عشق مجازی میں بھی اگر پائیداری ہوتی تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔ روئے او۔ یعنی اس زرگر کی خوبصورتی اس کی ہلاکت کا سبب بنی۔ گدازش حاصل مصدر ہے گداختن کا، پگھلنا، لاغر ہونا۔ نال۔ قلم کے بیچ کا ریشہ۔ گفت۔ اگلے چار شعر زرگر کا مقولہ ہیں۔ کز ناف من۔ ختن کے ہرن اس لئے مارے جاتے ہیں کہ ان کے ناف میں سے مشک نکلتا ہے۔ کمین۔ کسی کی گھات میں بیٹھنا۔

۲ پوستین۔ لومڑی کی کھال سے پوستین بنایا جاتا ہے۔ استخوان۔ ہاتھی دانت کی طرح ہاتھی کی ہڈی بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مادون کمتر زرگر نے بادشاہ کو کمتر اس لئے کہا کہ وہ کنیزک کا معشوق تھا اور بادشاہ ناکام عاشق۔ نخسپد۔ یعنی میرے خون کا بدلہ لیا جائیگا خون رائیگاں نہ جائیگا۔

۳ گرچہ دیوار۔ مولانا نے جزاء عمل کو دو مثالوں سے سمجھایا گیا ہے۔ کہ گنہگار کا عمل بصورت جزاء اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ندا۔ پکارنا۔ آواز دینا۔ صدا۔ گونج جو پہاڑ یا کنوئیں میں انسان کی آواز کے بعد سنائی دیتی ہے۔ دردم۔ فوراً اسی وقت مردگاں۔ یعنی فانی اشیاء کا قائم نہیں رہتا

عشق ۱ از زندہ در رواں و در بصر — ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر
زندہ کا عشق روح اور آنکھ (باطن و ظاہر) میں — ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے

عشق آں زندہ گزیں کو باقی ست — وز شراب جانفزایت ساقی ست
اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے — اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا — یافتند از عشق او کار و کیا
اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے — اس کے عشق سے عز و شرف پایا

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست — بر کریماں کارہا دشوار نیست
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اس بادشاہ تک نہیں ہے — کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے

در بیانِ آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل

اس بیان میں کہ سنار کو مارنا خدائی اشارہ پر تھا، نہ کہ کسی بُرے خیال سے

کشتن آں مرد بر دست حکیم — نے پئے امید بود و نے ز بیم
اس مرد کا، طبیب کے ہاتھ سے ہلاک ہونا — نہ کسی امید کی بنا پر تھا، نہ کسی خوف سے

او نکشتش از برائے طبع شاہ — تا نیامد امر و ۲ الہام از الٰہ
اس نے بادشاہ کی خاطر سے اسے قتل نہیں کیا — جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم اور الہام نہ آیا

آں پسر را کش خضر ببرید حلق — سرّ آں را در نیابد عام خلق
وہ لڑکا خضر نے جس کا گلا کاٹا تھا — اس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب — ہر چہ فرماید بود عین صواب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور خطاب پاتا ہے — وہ جو کچھ کہتا ہے بالکل درست ہوتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست — نائب ست و دست او دست خداست
جو جان عطا کرتا ہے اگر قتل بھی کرے تو جائز ہے — وہ (اللہ کا) قائم مقام ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

ہمچو ۳ اسمٰعیل پیشش سر بنہ — شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
حضرت اسمٰعیل کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے — اور ہنسی خوشی اس کی تلوار سے قتل ہو جا

تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہمچو جان پاک احمدؐ با احد
تاکہ تیری روح ہمیشہ خوش رہے — جس طرح کہ احمد (مجتبیٰ) کی روح پاک اللہ کے ساتھ

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند — کہ بدست خویش خوباں شاں کشند
عاشق خوشی کا جام اس وقت پیتے ہیں — جبکہ معشوق اپنے ہاتھ سے ان کو قتل کرتے ہیں

---

۱ زندہ یعنی خدائے حی و قیوم۔ گزیں۔ اختیار کر۔ صیغہ امر ہے گزیدن مصدر سے۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ روح کو قوت دینے والا۔ کیا خداوند کارفرما۔ کار و کیا یافتند یعنی عز و شرف پایا۔ شہ شاہ کا مخفف ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ بر کریماں یعنی حق تعالیٰ کریم و کارساز ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کامیاب و باریابی مرحمت فرمائیگا۔ نے پئے۔ یعنی طبیب کا زرگر کو ہلاک کرنا بادشاہ سے لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا۔

۲ امر۔ حکم۔ الہام۔ جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ الہ۔ معبود، اللہ تعالیٰ۔ خضر حضرت خضر علیہ السلام کو جنہوں نے ایک بچہ کو قتل کیا تھا قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی مصلحت یہ تھی کہ بچہ کافر ہوتا اور اس کے کفر کی وجہ سے والدین کے ایمان کو خطرہ تھا۔ نائب قائمقام یعنی جو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اس کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے۔

۳ ہمچو اسمٰعیل حضرت اسمٰعیل سے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے تمہاری قربانی دوں تو فوراً حضرت اسمٰعیل نے سر اطاعت زمین پر رکھ دیا۔ احمد با احد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم و رضا کی بنا پر مقام قرب حاصل ہوا۔

شاہ۱ آں خوں از پئے شہوت نکرد — تو رہا کن بد گمانی و نبرد
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا — تو (اس معاملہ میں) بدگمانی اور جھگڑے کو چھوڑ دے

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی — در صفا غش کے ہلد پالودگی
تو نے یہ گمان کیا کہ وہ خواہش نفسانی سے ملوث تھا — (لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا — تا برآرد کورہ از نقرہ جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے — کہ بھٹی چاندی سے میل کو نکال دے

بہر آنست امتحان نیک و بد — تا بجوشد، بر سر آرد زر زبد۲
کھرے اور کھوٹے کا امتحان اس لئے ہے — تاکہ وہ جوش میں آئے اور سونا اپنا میل اوپر لے آئے

بگذر از ظن خطا اے بد گماں — ان بعض الظن اثم را نخواں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے — "بے شک بعض گمان گناہ ہیں" کو پڑھ

گر نبودش کار ز الہام الٰہ — او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
اگر اس کا کام خدا کے الہام سے نہ ہوتا — تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا، بادشاہ نہ ہوتا

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا — نیک کرد او لیک نیک بد نما
وہ شہوت اور حرص و ہوس سے پاک تھا — اس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر برا

گر خضر در بحر کشتی را شکست — صد درستی در شکستِ خضر ہست
اگرچہ خضر نے سمندر میں کشتی توڑ دی — (لیکن) خضر کے توڑنے میں سو درستیاں تھیں

وہم موسیٰ باہمہ نور و ہنر — شد ازاں محجوب۳ تو بے پر مپر
باوجود تمام نور و ہنر کے موسیٰ کا خیال — اس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پری نہ اڑا

آں گل سرخ است تو خونش مخواں — مست عقل ست او تو مجنونش مداں
وہ سرخ پھول ہے تو اس کو خون نہ کہہ — وہ عقل سے مست ہے تو اس کو دیوانہ نہ سمجھ

گر بُدے خونِ مسلماں کام او — کافر گر بُردمے من نام او
اگر مسلمان کا خون بہانا اس کا مقصود ہوتا — تو میں کافر ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا

می بلرزد عرش از مدح شقی — گرد دز مدحش متقی
بدبخت (اور سنگدل) کی تعریف سے عرش لرزتا ہے — اور اس کی تعریف سے پرہیزگار بدگماں ہو جاتا ہے

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود — خاص بود و خاصۂ اللہ بود
وہ بادشاہ تھا، اور بہت باخبر بادشاہ تھا — وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

۱ شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو قتل کرانا اشارہ خداوندی سے تھا۔ غش۔ کھوٹ۔ ہلد۔ حاصل مصدر ہے ہلیدن سے چھوڑنا۔ پالودگی۔ صفائی۔ جفا۔ جیم کے ضمہ کے ساتھ سونے اور چاندی کا میل۔ کورہ۔ بھٹی، جس میں چیزوں کو پگھلایا اور تپایا جاتا ہے۔

۲ زبد جھاگ، یعنی جس طرح سونا بھٹی میں جا کر نکھرتا ہے اسی طرح انسان کے نفسانی رذائل ریاضت سے دور ہوتے ہیں۔ ظن خطا۔ بدگمانی، اثم گناہ درانندہ۔ پھاڑنے والا۔ نیک بدنما۔ بباطن نیک اور بظاہر برا۔ خضر۔ خضر کے کشتی توڑنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے جو بظاہر بری بات تھی لیکن اس میں مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔

۳ محجوب پردے میں آیا ہوا یعنی حضرت موسیٰ باایں ہمہ نور و ہنر اس مصلحت تک نہ پہنچ سکے جو حضرت خضر کے پیش نظر تھی۔ آں گل اشارہ بادشاہ کی طرف ہے بدے۔ بودے کا مخفف ہے کام۔ مقصد و غرض۔ شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ آگاہ یعنی عارف باللہ۔

آں کسے راکش[1] چنیں شاہے کُشد — سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے — اس کو تخت اور بہترین مرتبہ عنایت فرماتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد — آنچہ درو ہمت نیاید آں دہد
وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے — (بلکہ) اتنا دیتا ہے کہ جو تیرے خیال میں بھی نہیں آسکتا

قہر خاصے از برائے لطفِ عام — شرع می دارد روا بگذار گام
عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر — شریعت جائز رکھتی ہے قدم آگے بڑھا

گر ندیدے سُودِ اُو در قہرِ اُو — کے شدے آں لطفِ مُطلق قہر جُو
اگر (اللہ تعالیٰ) اس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا — تو وہ سراپا لطف و کرم قہر کیوں کرتا

طفل می لرزد زنیش احتجام[2] — مادرِ مشفق دراں غم شاد کام
بچنے لگانے کی تکلیف سے بچہ کو لرزتا ہے — (لیکن اس کی) مہربان ماں اس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

تو قیاس از خویش می گیری ولیک — دُور دُور اُفتادۂ بنگر تو نیک
تو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن — تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

پیشتر آتا بگویم قصہ — بو کہ یابی از بیانم حصہ
میرے قریب آ، تاکہ تجھے ایک قصہ سناؤں — ہوسکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصہ حاصل کرلے

حکایت مرد بقال[3] وطوطی و روغن ریختن طوطی در دُکان

ایک بنئے اور طوطی کا قصہ اور طوطی کا دُکان کے اندر تیل بہانا

بود بقالے مر اُورا طوطیٔ — خوشنوا و سبز و گویا طوطیٔ
ایک بنیا تھا اور اس کی ایک طوطی تھی — جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

بردُکاں بودے نگہبانِ دُکاں — نکتہ گفتے باہمہ سوداگراں
(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی — اور تمام سوداگروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در خطابِ آدمی ناطق بُدے — در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
وہ آدمیوں سے خطاب کرنے میں ان جیسی باتیں کرتی — اور طوطیوں کے ساتھ تو انکی میں ماہر تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود — در دُکاں طوطی نگہبانی نمود
مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا — طوطی دُکان کی حفاظت کر رہی تھی

گربۂ برجست ناگہ در دُکاں — بہر موشے، طوطیک از بیم جاں
اچانک ایک بلی دکان میں کودی — ایک چوہے کے لئے اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

---

[1] کش۔ کہ اش کا مخفف ہے قہر خاصے۔ یعنی اس زرگر کا قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو عام مصلحت اور مفاد کے پیشِ نظر کسی ایک پر ظلم جائز ہے۔ ندیدے۔ یعنی زرگر کے قتل ہی میں زرگر کا فائدہ تھا۔

[2] احتجام۔ بچنے لگوانا یعنی خونِ فاسد جسم سے نکالنے کے لئے عملِ جراحی کرنا۔ مشفق۔ ہمدرد، مہربان۔ تو قیاس الخ۔ یعنی اللہ کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر۔ بو کہ۔ یعنی شاید کہ ممکن ہے۔

[3] بقال۔ سبزی فروش کو کہتے تھے۔ پھر بنئے کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔ ناطق۔ قوت گویائی رکھنے والا۔ حاذق۔ ماہر، زیرک و چالاک۔ جستن۔ جیم کے فتح کے ساتھ، کودنا۔ طوطیک۔ کاف تصغیر کا ہے۔

جست از صدرِ دکاں سوئے گریخت
بھاگنے کے لئے دکان کی بیچ میں کودی
شیشہ ہائے روغنِ گل رابریخت
(اور) روغن گل کی شیشیاں بہا دیں

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا
بردُکاں بنشست فارغ[۱] شادو خوش
(اور) خوش خوش اطمینان سے دُکان پر بیٹھ گیا

دید پُر روغن دکان و جامہ چرب
(لیکن) دُکان کو تیل سے پر اور کپڑوں کو چکنا دیکھ کر
بر سرش زد، گشت طوطی کل زضرب
اُس کے سر پر ایسی مار لگائی کہ طوطی گنجی ہو گئی

روز کے چندے سخن کوتاہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی
مردِ بقال از ندامت آہ کرد
بنیے نے ندامت و افسوس سے آہ کی

ریش بر می کند و می گفت اے دریغ
(وہ اپنی) داڑھی کو نوچ اور کہتا تھا ہائے افسوس
کافتابِ نعمتم شد زیرِ میغ
میری نعمت کا سورج بدلی میں آ گیا

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں
اُس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے
کہ زدم من بر سرِ آں خوش زباں
جب میں نے اس خوش زبان (طوطی) کے سر پر ضرب ماری تھی

ہدیہ ہا می داد ہر درویش[۲] را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا
تا بیابد نُطقِ مُرغ خویش را
تا کہ اپنی طوطی کی گویائی کو پالے

بعدِ سہ روز و سہ شب حیران و زار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و بد حال
بردُکاں بنشستہ بُد نومیدوار
مایوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا

با ہزاراں غصہ و غم گشتہ جُفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا
کائے عجب ایں مُرغ کے آید بگفت
ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟

می نمود آں را ہر گوں شگفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اس پرندہ کو دکھاتا تھا
وز[۳] تعجب لب بدنداں می گرفت
اور پھر تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا

دمبدم می گفت با اُو ہر سخن
ہر وقت اس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا
تا کہ باشد کاند آید در سخن
کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے

بر اُمیدِ آنکہ مرغ آید بگفت
اس امید پر کہ پرندہ بول پڑے
چشم اُورا با صُوری کرد جُفت
(مختلف قسم کی) تصویریں اسے دکھاتا

ناگہانی جولقی می گذشت
اتفاقاً ایک گدڑی پوش ادھر سے گزر رہا تھا
باسرِ بے مو چو پشت طاس و طشت
جس کا سر پرات و طشت کی پشت کی طرح (بالوں سے) صاف تھا

---

۱ فارغ۔ یعنی بے فکر کل گنجا کنجا جس کے سر پر بال نہ ہوں۔ ضرب، چوٹ، مارنا۔ کاف۔ زائد ہے۔ ریش۔ داڑھی کندن۔ اکھاڑنا۔ کھودنا۔ نوچنا۔ میغ۔ ابر۔

۲ درویش۔ دال کے فتح کے ساتھ، بمعنی فقیر، بھکاری اور دال کے ضمہ کے ساتھ اولیاء اللہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ نطق گویائی مرغ۔ پرندہ مراد طوطی ہے۔ زار۔ عاجز و خوار و ذلیل نومیدوار۔ مایوس غمگین۔ شگفت۔ عجیب اور انوکھی، شاید وہ ایسی چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔

۳ وز تعجب۔ اور جب وہ اس پر بھی نہ بولتی تھی تو تعجب سے ہونٹ کاٹتا تھا۔ گفت۔ گفتگو۔ صور۔ صورت کی جمع، یعنی شاید تصویریں دیکھ کر بول پڑے۔ جولقی۔ گدڑی پوش فقیر۔ طاس۔ بڑا تھال۔ طشت۔ تھال۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں
طوطی (اس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی

بانگ بر درویش زد چوں عاقلاں
اُس کو پکارا اور عقلمندوں کی طرح (سوال کیا)

کز چہ اے کل باکلاں آمیختی
اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں شامل ہوا؟!

تو مگر از شیشہ روغن ریختی
شاید تو نے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را
اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے

کو چو خود پنداشت صاحب دلق را [1]
کہ اس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس کر

گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے

شیر آں باشد کہ مرد اوی را خورد
شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے

شیر آں باشد کہ مردم را درد
اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے

جملہ عالم زیں [2] سبب گمراہ شد
اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا

کم کسے زابدال حق آگاہ شد
بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا

اَشقیاء را دیدۂ بینا نہ بُود
بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
اچھا، اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

ہمسری با انبیاء برداشتند
(انہوں نے) نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کردیا

اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
اور اولیا کو اپنا جیسا سمجھ لیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں

ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ہم اور وہ سونے اور کھانے کے پابند ہیں

ایں نہ دانستند ایشاں [3] از عمیٰ
اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے

ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ
کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے

ہر دو گوں زنبور خوردند از یک محل
دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا

لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
لیکن اس سے ڈنک اور اس سے شہد بنا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب
دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس اور پانی کھایا پیا

زیں یکے سرگیں شد و زاں مُشکِ ناب
اس ایک کا گوبر بنا اور دوسرے کا خالص مشک

ہر دو نے خوردند از یک آبخور
دونوں نرسلوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا

آں یکے خالی و آں پُر از شکر
لیکن ایک کھوکھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی ہے

---

[1] دلق۔ گدڑی۔

[2] زیں سبب۔ غلطی کرنے کی وجہ سے۔ ابدال۔ اولیا، اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں۔ اشقیاء۔ شقی کی جمع بمعنی بدبخت۔ گفتہ۔ یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں۔ اینک۔ این اسم اشارہ کاف تصغیر کا ہے۔

[3] عمیٰ۔ اندھاپن۔ کفر۔ گمراہی۔ منتہیٰ۔ انتہا۔ گوں۔ گونہ، قسم۔ زنبور۔ بھڑ، شہد کی مکھی۔ محل۔ جگہ۔ نیش۔ ڈنک۔ عسل۔ شہد۔ سرگین۔ گوبر۔ مینگنی۔ ناب۔ خالص

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

اس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں (لیکن) ان میں ستر سالہ راہ کا فرق دکھائی دیتا ہے

ایں خورد[1] گردد پلیدی زو جُدا — واں خورد گردد ہمہ نور خدا

یہ کھاتا ہے تو نجاست اس سے نکلتی ہے اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد — واں خورد زاید ہمہ نور اَحد

یہ کھاتا ہے تو سراسر بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے اور وہ کھاتا ہے تو سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں زمین پاک واں شورست وبد — ایں فرشتہ پاک واں دیوست ودد

یہ پاک زمین ہے اور وہ شور اور خراب یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ بھوت اور درندہ

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست — آب تلخ وآب شیریں راصفات است

دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں ٹھیک ہے نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب — اُو شناسد آب خوش از شورہ آب

سوائے صاحب ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہے، سمجھ لے کہ وہی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طُعوم — شہد رانا خوردہ کے داند زموم

صاحب ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا جس نے شہد نہ چکھا وہ شہد اور موم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

سحر را با معجزہ کردہ قیاس — ہر دو را بر مکر پندارد اساس[2]

جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے دونوں کی بنیاد مکر و فریب پر سمجھتا ہے

ساحراں با موسیٰ از استیزہ را — بر گرفتہ چوں عصائے اُو عَصا

جادوگروں نے موسیٰ سے لڑائی کے لئے ان کی لاٹھی جیسی لاٹھی اٹھائی

زیں عصا[3] تا آں عصا فرقیست ژرف — زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف

(لیکن) اس لاٹھی اور اس لاٹھی میں گہرا فرق ہے اس کام میں اور اس کام میں بڑا فاصلہ ہے

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا — رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا

اس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے اس کام میں اللہ کی رحمت شامل حال ہے

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع — آفتے آمد درونِ سینہ طبع

کافر لوگ جھگڑا کرنے میں بندر کی خصلت رکھتے ہیں (اور ان کی یہ خصلت) سینہ میں چھپی ہوئی ایک آفت ہے

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم — آں کند کز مرد بیند و مبدم

جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کرتا ہے جو انسان سے پے در پے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

[1] ایں خورد بہر حال بزرگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ بہت کی چیزوں کے کام یکساں ہیں لیکن نتائج جداگانہ ہیں۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دد درندہ۔ میٹھا اور کھاری پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔ بیاب یافتن سے امر کا صیغہ۔ صاحب ذوق جو چکھ کر ذائقوں میں فرق کر سکے۔ ناخوردہ۔ جس شخص نے کبھی شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

[2] اساس۔ بنیاد ساحراں جادوگر۔ استیزہ۔ جھگڑا۔ از۔ زیادہ ہے دوسرے نسخے میں از استیزہا" ہے۔ اس میں از زیادہ نہ ہوگا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگاف۔ حیرتناک۔ عجیب۔

[3] عصا۔ لاٹھی۔ قفا۔ گدی۔ پیچھے وفا۔ وعدہ پورا کرنا، دوستی مرے۔ مراء کا املا ہے۔ جھگڑا کرنا۔ بوزینہ۔ بندر طبع طبیعت۔ دم بدم بندر انسان کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر اس کی نقل اتارتا ہے۔

اُوگماں بُردہ کہ من کردم چو اُو
اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا
فرق را کے بیند آں استیزہ جو
وہ لڑاکا فرق کو کب دیکھتا ہے؟

ایں کند از امر و آں بہر ستیز
یہ (مومن) اللہ کے حکم سے کرتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑے کے لئے
بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز
جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

آں منافق با موافق در نماز
وہ منافق مومن کے ساتھ نماز میں
از پے استیزہ آید نے نیاز
مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ کہ نیاز مندی کے لئے

در نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں
با منافق مُومناں در بُرد و مات
مومن، منافق کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

مُومناں را بُرد باشد عاقبت
انجام کار مومنوں کی جیت ہو گی
بر منافق مات اندر آخرت
آخرت میں منافق کو ہار ہو گی

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند
اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں
لیک باہم مروزی و رازی اند
لیکن یہ دونوں مرو اور رے کے باشندوں کی طرح (باہم مختلف) ہیں

ہر یکے سوئے مقامِ خود رود
ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے
ہر یکے بر وفقِ نامِ خود رود
ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

مُومنش ۲ خوانیش جانش خوش شود
تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے
ور منافق، تند و پُر آتش شود
اور اگر منافق کہے تو مشتعل اور آگ سے بھر جاتا ہے

نامِ آں محبوب از ذاتِ وے ست
اس کا نام اس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے
نامِ ایں مبغوض ز آفاتِ وے ست
اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے موجبِ بغض و عداوت ہے

میم و واؤ و میم و نوں تشریف نیست
میم اور واؤ اور میم اور نون میں کوئی شرافت نہیں
لفظِ مُومن جز پئے تعریف نیست
لفظ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

گر منافق ۳ خوانیش ایں نامِ دُوں
اگر اس کو منافق کہے تو یہ ذلیل نام
ہمچو کژدم می خلد در اندروں
بچھو (کے ڈنک) کی طرح اس کے دل میں چبھتا ہے

گر نہ آں نام اشتقاقِ دوزخ ست
اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بنا ہے
پس چرا در وے مذاقِ دوزخ ست
پھر اس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

زشتیِ ایں نام بد از حرف نیست
برے نام کی برائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے
تلخیِ آں آبِ بحر از ظرف نیست
اور اس سمندری پانی کی کڑواہٹ برتن کی وجہ سے نہیں ہے

---

۱ فرق۔ اصل اور نقل کے فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ آں منافق۔ منافق مومن کی نماز میں شریک ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد عبادت نہیں ہے۔ بلکہ فساد ہے۔ برد۔ جیت۔ مات۔ ہار مقام۔ جائے قیام۔ وفق۔ موافق مطابق

۲ مومن۔ مومن کو مومن کہو تو وہ خوش ہوتا ہے منافق کو منافق کہو تو وہ چڑتا ہے۔ نام آں۔ لفظ مومن میں مومن کی ذات کی شرافت سے شرافت آئی منافق کے برے حرکات کی وجہ سے یہ لفظ مبغوض بنا۔ مروزی۔ مرو کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا باشندہ مرو خراساں میں ہے اور رے عراق میں، ان دونوں ملکوں میں بہت فاصلہ ہے۔ میم۔ یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر حروف ہیں۔ ان میں کوئی ذاتی شرافت نہیں ہے۔ دوسرے اسماء جس طرح مسمی کی شناخت اور پہچان کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہے اب اس میں شرافت، مومن کے اوصاف کی وجہ سے آئی ہے۔ جو اس کے معنی ہیں۔

۳ منافق۔ اس کے الفاظ میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنی کی وجہ سے ہے۔ دوزخ منافق کے معنی ہیں وہ اوصاف ملحوظ ہیں جو اس کو دوزخ میں لے جائیں گے۔ کسی پانی کا شور ہونا برتن کی وجہ سے نہیں ہوتا اسی طرح لفظ معنی کا برتن ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنیٰ چو آب　　بحرِ[۱] معنیٰ عندہ ام الکتاب

حروف برتن ہیں اور ان میں معنیٰ پانی کی طرح ہیں　　معنیٰ کا سمندر وہ ہے جس کے پاس ام الکتاب ہے

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں　　درمیاں شاں برزخ لا یبغیاں

میٹھا اور شور دریا ساتھ ساتھ رواں ہیں　　اور ان کے درمیاں ایک آڑ ہے یا ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں

دانکہ ایں ہر دو ز یک اصلے رواں　　در گذر زیں ہر دو رو تا اصل آں

جان لے کہ یہ دونوں ایک ہی اصل سے رواں ہیں　　دونوں سے گزر کر ان کی اصل تک پہنچ جا

زر قلب و زر نیکو در عیار　　بے محک ہر گز ندارد اعتبار

کھوٹا سونا اور کھرا سونا پرکھنے میں　　بغیر کسوٹی کے ہرگز قابل اعتبار نہیں

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک　　مر یقیں را باز داند اُو ز شک

خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے　　بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

آنچہ گفت استفتِ[۲] قلبک مصطفیٰؐ　　آں کسے داند کہ پُر بُود از وفا

وہ جو مصطفیٰ نے اپنے دل سے فتویٰ پوچھ فرمایا ہے　　اس کو وہی جانتا ہے جو وفاداری سے پُر ہے

در دہانِ زندہ خاشاک ار جہد　　آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد

زندہ کے منہ میں اگر تنکا گر جائے　　تو اس کو چین اسی وقت آتا ہے جب اس کو باہر نکال دے

در ہزاراں لقمہ یک خاشاک خورد　　چوں در آمد حسِ زندہ پے بُبرد

ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا　　جب آیا تو زندہ کی حس نے اس کا پتہ لگا لیا

حسِ دنیا نردبانِ ایں جہاں　　حسِ عقبیٰ نردبانِ آسماں

دنیا کا احساس، اس جہاں کی سیڑھی ہے　　اور آخرت کا احساس آسمان کی سیڑھی ہے

صحت ایں حس بجوئید از طبیب　　صحت آں حس بجو بید از حبیب[۳]

اس حس کی تندرستی طبیب سے معلوم کرو　　اور اس حس کی تندرستی محبوب سے معلوم کرو

صحت ایں حس ز معموری تن　　صحت آں حس ز تخریب بدن

اس حس کی تندرستی بدن کی تندرستی سے ہے　　اور اس حس کی تندرستی بدن کی شکستگی سے ہے

شاہ جاں مر جسم را ویراں کند　　بعد ویرانیش آباداں کند

روح کا بادشاہ، جسم کو ویران کرتا ہے　　اور اس کی ویرانی کے بعد اس کو آباد کرتا ہے

اے خنک جانیکہ در عشق مآل　　بذل کرد اُو خانماں و مُلک و مال

بڑی مبارک ہے وہ جان، جس نے عاقبت کی فکر میں　　(اپنا) گھر بار اور ملک و مال خرچ کر ڈالا

---

۱ بحرِ معنیٰ۔ تمام اوصاف اور معانی کا منبع حضرت حق کی ذات ہے جس کے پاس ام الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے۔ بحرِ تلخ ذاتِ باری۔ متضاد صفات کی حامل ہے دو ہر صفت کا مظہر دوسری صفت کے مظہر سے ممتاز ہے۔ اصل۔ صفت رحمت اور صفت قہر کا سرچشمہ ذاتِ واحد ہے اور سالک کا مقصد و منتہیٰ ذاتِ وحدہ لاشریک ہے۔ زر۔ سونا۔ قلب۔ کھوٹا عیار۔ پرکھنا۔ محک۔ کسوٹی۔ زر قلب۔ نیکی، بدی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ محک۔ مومن کے دل میں یہ کسوٹی پیدا ہوتی ہے

۲ استفت۔ مفتی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں دل سے فتویٰ لے لو یہ انہی لوگوں کے لئے حکم ہے جن کے قلوب میں وہ کسوٹی پیدا ہو چکی ہے۔ عوام مفتی کے فتوے پر عمل کریں گے۔ خاشاک تنکا، گھاس پھوس جہد۔ جہن کا فعل مضارع ہے بے بُردن۔ سراغ لگا لینا نردبان۔ سیڑھی۔ عقبیٰ۔ آخرت، دین۔ نردبان آسمان یعنی جس طرح حس ظاہری دنیاوی ترقی کا باعث ہے اسی طرح اگر کسی کی باطنی حس بیدار ہے اور مکروہات اور گناہوں سے بچتا ہے اس کو اخروی ترقی اور معراج حاصل ہوتی ہے۔

۳ حبیب۔ یعنی محبوب خدا جو شیخ کامل ہو۔ معموری آباد، آراستگی۔ تخریب۔ تباہی، شکستگی۔ بدن۔ جب ریاضتوں کے ذریعہ انسان بدن کو گھلاتا ہے تو اس کی باطنی حس بیدار ہوتی ہے۔ خنک۔ خوش ہر د

کرد ویراں خانہ بہر گنج زر[1] وزہماں گنجش کند معمور تر

سونے کے خزانہ کے لئے اس نے اپنے گھر کو ویران کیا اور اسی خزانہ سے پھر اس کو بہت زیادہ آباد کر دیتا ہے

آب رابُبر ید و جُو را پاک کرد بعد ازاں در جُو رواں کرد آبخورد

اس نے پانی کو بند کیا اور نہر کو پاک کیا پھر اس نے نہر میں پینے کا پانی چھوڑ دیا ہے

پوست رابشگافت پیکانرا کشید پوست نو بعد ازانش بردمید

کھال میں شگاف کیا، تیر کو کھینچا اس کے بعد نئی کھال اس سے پیدا ہو گئی

قلعہ ویراں کرد و از کافر ستد بعد ازاں برساختش صد برج و سد

اس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے اس کے بعد اس پر سینکڑوں برج اور فصیلیں بنا دیں ہیں

کار بیچوں را کہ کیفیت نہد اینکہ گفتم از ضرورت می جہد

یکتا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے؟ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے بضرورت کہا ہے

گہ چنیں[2] بنماید و گہ ضد ایں جز کہ حیرانی نباشد کار دیں

کبھی یوں جلوہ آرا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے

کاملاں کز سر تحقیق آگہند بیخود و حیران و مست و والہ اند

اہل کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں بے خود، حیران اور مست اور سرگرداں ہیں

نے چنیں حیراں کہ پشتش سوئے اوست بل چنیں حیراں و مست و والہ اند

نہ ایسے حیران کہ ان کی پشت اس کی طرف ہو بلکہ ایسے حیران کہ ان کا چہرہ اس کے سامنے ہے

آں[3] یکے را روئے اُو شد سوئے دوست ویں یکے را روئے اُو خود روئے اوست

اس ایک کا رخ دوست کی جانب ہوا اور اس ایک کا اپنا رخ خود دوست کا رخ ہے

روئے ہر یک می نگر میدار پاس بُو کہ گردی تو ز خدمت بُو شناس

ہر ایک کے رُخ کو دیکھ اور ادب کر ہوسکتا ہے کہ تو خدمت سے صاحب معرفت بن جائے

دیدن دانا، عبادت ایں بود فتح ابواب سعادت ایں بود

عالم کو دیکھنا بھی ایک عبادت ہوتی ہے اُس نے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں

فرق درمیان محقق و مُدّعی و محق و مُبطل

صاحب تحقیق اور ڈینگیں مارنے والے اور حق گو اور جھوٹے کے درمیان فرق

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نشاید داد دست

چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ پکڑانا چاہئے

---

[1] گنج۔ زر۔ یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بُریدن پانی بند کرنا۔ آبخور۔ گھاٹ، پانی ستدن۔ لینا۔ سد۔ دیوار، فصیل۔ قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر روح کے ذریعہ اس کی تجدید کی جاتی ہے کار بے چوں۔ خدائے یکتا سے تقرب حاصل کرنے کا بقدر ضرورت بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کی پوری کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

[2] گہ چنیں۔ تجلیات رب گونا گوں ہیں سالک ان میں حیران رہتا ہے۔ کاملاں۔ جو راز حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں۔ حیراں حیرانی دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محویت پیدا کرتی ہے۔

[3] آں یکے حیرانی کی محویت دو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب متمائز ہوتے ہیں۔ دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روئے ہریک۔ دونوں قسم کے حیراں مقربین بارگاہ الٰہی ہیں جن کی خدمت باعث عرفان الٰہی ہے۔ دیدن۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو جو عبادت قرار دیا ہے۔ اس سے ایسے ہی بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو باعث سعادت ہے۔ چوں۔ بیعت کے لئے شیخ کامل کی جستجو کرنی چاہیے۔ مکاروں اور نقالوں سے بچنا چاہیے۔

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ۔۔۔ تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس لئے نکالتا ہے ۔۔۔ تا کہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

بشنود[1] آں مرغ بانگِ جنس خویش ۔۔۔ از ہوا آید بیابد دام و نیش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے ۔۔۔ (اور) فضا سے اترتا ہے تو جال اور ڈنک پاتا ہے

حرفِ درویشاں بُدزدد مردِ دوں ۔۔۔ تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
کمینہ آدمی فقراء کے کلمات چرا لیتا ہے ۔۔۔ تا کہ کسی بھولے بھالے پر وہ منتر پڑھے

کارِ مرداں روشنی و گرمی ست ۔۔۔ کارِ دوناں حیلہ و بیشرمی ست
مردوں کا کام روشنی اور گرمی (پہنچانا) ہے ۔۔۔ (اور) کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے

شیر پشمیں از برائے گد کنند ۔۔۔ بو مسیلم را لقب احمد کنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں ۔۔۔ مسیلمہ (کذاب) کو احمد کا لقب دیتے ہیں

بومسیلم را لقب کذاب[2] ماند ۔۔۔ مر محمد را اولو الالباب ماند
مسیلمہ کا لقب "کذاب" رہا ۔۔۔ (اور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا "صاحب عقل" رہا

آں شراب حق ختامش مُشکناب ۔۔۔ بادہ را ختمش بود گندو عذاب
وہ حق کی شراب ہے جس کی مہر خالص مشک کی ہے ۔۔۔ (اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے

داستان آں بادشاہ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب
اُس یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز ۔۔۔ دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا ۔۔۔ حضرت عیسیٰؑ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنے والا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت[3] آنِ او ۔۔۔ جانِ موسیٰؑ اُو و موسیٰؑ جانِ اُو
حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ تھا اور اس (بادشاہ) کی حکومت تھی ۔۔۔ (لیکن) وہ حضرت موسیٰؑ کی جان اور حضرت موسیٰؑ اس کی جان تھے

شاہِ احول کرد در راہ خدا ۔۔۔ آں دو دمساز خدائی را جُدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستہ میں ۔۔۔ اُن دونوں (حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ) دوستوں کو جدا کر دیا

گفت اُستاد احولے را کاندر آ ۔۔۔ رو بروں آر از وثاق آں شیشہ را
ایک استاد نے بھینگے سے کہا اندر آ ۔۔۔ جا گھر میں سے وہ بوتل لے آ

چوں درون خانہ احول رفت زود ۔۔۔ شیشہ پیشِ چشم اُو دومی نمود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا ۔۔۔ ایک بوتل اس کی نگاہ میں دو نظر آئیں

---

1. بشنود۔ مکار درویشوں کا روپ بھر کر خلق اللہ کو پھانستے ہیں۔ مردوں یعنی مکار پیر۔ مرداں یعنی کامل بزرگ۔ روشنی نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی گرمی۔ شیر۔ پشمین گداگر اون کا مصنوعی شیر بنا کر اپنی لکڑی پر آویزاں کر لیتے تھے۔ گد۔ گداگری ۔ بومسلیم بوزیادہ ہے۔ اصل مسیلمہ ہے ہا کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔ اس نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے مریدوں کی طاقت سے حکومت قائم کر لی تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا۔
2. کذاب۔ بہت جھوٹا۔ اولو۔ ذو کی جمع بمعنی صاحب الباب۔ لب کی جمع بمعنی عقل۔ آں۔ یعنی آنحضور ختام۔ شراب کا ڈھکنا جس کو سربمہر کر دیتے تھے۔ مشکناب۔ خالص مشک بادہ۔ شراب، مسیلمہ مراد ہے۔ گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔ گداز۔ گداختن سے بنا ہے بمعنی جلا دینا فنا کر دینا۔
3. نوبت۔ باری۔ یعنی حکومت اُس بادشاہ کی تھی۔ آن۔ وقت، زمانہ احول۔ بھینگا، ایک کو دو دیکھنے والا۔ وثاق گھر۔ شیشہ۔ بوتل دومی نمود بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

گفت احول زاں دو شیشہ تا کدام — پیش تو آرم بکن شرحش[۱] اتمام
بھینگے نے کہا اُن دو بوتلوں میں سے کون سی — تمہارے پاس لاؤں، خوب کھول کر بتاؤ

گفت استاد آں دو شیشہ نیست رو — احولی بگذار و افزوں بیں مشو
استاد نے کہا دو بوتلیں نہیں ہیں، چل — بھینگا پن چھوڑ اور زیادہ دیکھنے والا نہ بن

گفت اے استا مرا طعنہ مزن — گفت استا زاں دو یک را بر شکن
اس نے کہا، اے استاد مجھے طعنہ نہ دیجئے — استاد نے کہا، تو دونوں میں سے ایک کو توڑ ڈال

چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان و خشم
جب اس نے ایک توڑی نگاہ سے دونوں غائب ہو گئیں — انسان محبت اور غصہ سے (بھی) بھینگا بن جاتا ہے

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود — چوں شکست اُو شیشہ را دیگر نبود
بوتل ایک تھی لیکن اس کی دو نظر آئیں — جب اس نے بوتل توڑ دی تو دوسری موجود تھی

خشم و شہوت[۲] مرد را احول کند — ز استقامت روح را مُبدل کند
غصہ اور شہوت انسان کو بھینگا بنا دیتے ہیں — (اور) روح کو راست روی سے پھیر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
جب غرض آئی تو ہنر پوشیدہ ہوا — اور دل کے سینکڑوں پردے آنکھ پر پڑ گئے

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلوم زار
جب قاضی دل میں رشوت طے کرے — تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کر سکے گا!

شاہ از حقدِ جہودانہ چناں — گشت احول کالاماں یارب اماں
بادشاہ یہودیت کے کینہ سے ایسا — بھینگا بن گیا کہ الاماں والحفیظ

صد ہزاراں مُومن مظلوم کُشت — کہ[۳] پناہ ہم دین موسیٰ را و پشت
لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے — کہ میں موسیٰ کے دین کی پشت و پناہ ہوں

حکایت وزیر بادشاہ مکر اُو در تفریق ترسایاں
بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے مکر و فریب

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ — کو بر آب انکر بر بستے گرہ
اُس بادشاہ کا ایک مکار اور رہزن وزیر تھا — جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

گفت ترسایاں پناہ جاں کنند — دین خود راز ملک پنہاں کنندہ
اُس نے کہا نصرانی اپنی جان کی (اس طرح) حفاظت کریں گے — کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپائیں گے

---

۱ شرح۔ تفصیل۔ احولی۔ بھینگا پن۔ افزوں۔ زیادہ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ بر شکن۔ بر زیادہ ہے۔ میلاں۔ محبت، طرفداری خشم۔ غصہ، ناراضگی۔ یعنی محبت اور غصہ میں بھی اصل حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔

۲ شہوت خواہش۔ قرار۔ یعنی جب قاضی رشوت لینے کی ٹھان لے تو اس کے ذہن میں ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

۳ کہ۔ میں کاف بیانیہ ہے اس کی ہا کا تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رہزن۔ ڈاکو، یہاں عیار اور چالاک مراد ہے۔ عشوہ۔ دھوکہ۔ کو کہ اور ترسایاں۔ ترسا کی جمع جو عیسائی اور آتش پرست کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں عیسائی کے معنیٰ میں ہے۔

با ملک گفت اے شہ اسرار جُو ‎ ‎ کم کُش ایشانرو دست از خوں بشو
بادشاہ سے کہا، اے طالب اسرار بادشاہ! ‎ ‎ اُن کو قتل نہ کر اور ان کو خونریزی چھوڑ دے

کم کُش ایشانرا کہ کُشتن سود نیست ‎ ‎ دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست
ان کو قتل نہ کر، کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے ‎ ‎ مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مُشک اور اگر نہیں ہے

سِرِّ پنہاں ست اندر صد غلاف ‎ ‎ ظاہرش با تست و باطن بر خلاف
وہ سو غلافوں میں چھپا ہوا راز ہے ‎ ‎ اُس کا ظاہر تیرے ساتھ ہے اور باطن برخلاف ہے

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست ‎ ‎ چارۂ ایں مکر وایں تزویر چیست
بادشاہ نے اس سے کہا، تو بتا کیا تدبیر ہے؟ ‎ ‎ اور اس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

تا نماند در جہاں نصرانئیے ‎ ‎ نے ہویدا دین و نے پنہانئیے
(میں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے ‎ ‎ نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

گفت اے شہ گوش و دستم را ببر ‎ ‎ بینیم بشگاف و لب از حکم مر
اس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹ دے ‎ ‎ اور کڑوے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

بعد ازاں در زیر دار آور مرا ‎ ‎ تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
اس کے بعد مجھے سوئی کے نیچے لے آ ‎ ‎ یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر [۲] منادی گاہ کن ایں کار تو ‎ ‎ بر سر راہے کہ باشد چار سُو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر ‎ ‎ (اور) اس راستہ پر کہ جو چوراہا ہو

آنگہم از خود بران تا شہر دور ‎ ‎ تا دراندازم درایشاں صد فتور
اس وقت مجھے اپنے پاس سے کسی دور شہر میں نکال دے ‎ ‎ تاکہ میں ان میں سو فتور ڈال دوں

چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر ‎ ‎ کار ایشاں سر بسر شوریدہ [۳] گیر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے گی ‎ ‎ تو ان کا کام بالکل ابتر ہو جائے گا

درمیان شاں فتنہ و شور افگنم ‎ ‎ کاہرمن حیراں بماند در فنم
ان میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کر دونگا ‎ ‎ کہ شیطان بھی میرے فن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں ‎ ‎ آں نمی آید کنوں اندر بیاں
جو (برتاؤ) میں عیسائیوں سے کروں گا ‎ ‎ اس وقت وہ بیان (بھی) نہیں ہو سکتا

چوں شمارندم امیں و راز داں ‎ ‎ دام دیگر گوں نہم در پیش شاں
جب وہ مجھے امانت دار اور راز دار سمجھ لیں گے (تو میں) ‎ ‎ ان کے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

[۱] کم۔ کبھی کمی کے معنی میں آتا ہے کبھی نفی کے معنی دیتا ہے۔ یہاں نفی کے معنی میں ہے۔ دست از چیزے شستن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ مُشک میم کے کسرہ اور ضمہ سے پڑھا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہے۔ تزویر۔ حیلہ۔ مکرو فریب۔ ہویدا۔ ظاہر۔ پنہاں۔ پوشیدہ مر۔ کڑوا۔ دار۔ سولی۔ شفاعت گر سفارشی۔

[۲] منادی گاہ۔ وہ جگہ جہاں اعلان عام کیا جاتا ہے۔ چارسو۔ چوک چوراہا۔ بِراں۔ راندن سے امر کا صیغہ ہے۔ دین پذیر۔ دین کی بات قبول کرنے والا۔

[۳] شوریدہ۔ پریشان وخراب۔ اہرمن۔ ایرانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ خدا جو خالق شر ہے۔ ہم اس کا ترجمہ شیطان کرتے ہیں۔ امین۔ امانتدار رازداں۔ بھیدی۔ دگرگوں۔ دوسری طرح

از حیل بفریبم ایشاں راہمہ　　واندر ایشاں افگنم صد دمدمہ[۱]

اُن سب کو حیلوں سے فریب دوں گا　　اور ان میں سینکڑوں مکر اور فریب پھیلا دونگا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن　　بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن

یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون　　زمین پر بہائیں گے، بات مختصر ہوئی

تلبیس اندیشیدن وزیر بانصاریٰ و مکر او

وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

پس بگویم من بسر نصرانیم　　اے خدائے راز داں میدانیم

پھر میں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں　　اے راز داں خدا! تو مجھے جانتا ہے

شاہ واقف گشت از ایمان من　　وز تعصب کرد قصد جان من

بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہو گیا　　(اور) اس نے تعصب کی وجہ سے میری جان لینے کا تہیہ کرلیا

خواستم تا دیں زشہ پنہاں کنم　　آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم

میں نے چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں　　اور جو اس کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کردوں

شاہ بُوئے بُرد از اسرار من　　متہم[۲] شد پیش شہ گفتارِ من

بادشاہ نے میرے رازوں کی بُو پا لی　　(اور) میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہو گئی

گفت گفت تو چو در ناں سوزن ست　　از دلِ من تا دلِ تو روزن ست

اس نے کہا، تیری گفتگو روٹی میں سوئی کی طرح ہے　　(اور) میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو　　حال دیدم کے نیوشم قالِ تو

میں نے اس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے　　(جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سنوں؟

گر نبودے جانِ عیسیٰؑ چارہ ام　　او جہودانہ بکر دے پارہ ام

اگر حضرت عیسیٰؑ کی روح میری مددگار نہ ہوتی　　تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے کردیتا

بہر[۳] عیسیٰؑ سر ببازم جان دہم　　صد ہزاراں منتش بر خود نہم

حضرت عیسیٰؑ کے لئے میں جان اور سردوں　　ان کے لاکھوں احسان جان پر سمجھوں

جاں دریغم نیست از عیسیٰؑ ولیک　　واقفم بر علم دینش نیک نیک

حضرت عیسیٰؑ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے لیکن　　میں ان کے دین سے خوب خوب واقف ہوں

حیف می آید مرا کاں دین پاک　　درمیان جاہلاں گردد ہلاک

مجھے اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ پاک دین　　جاہلوں میں پہنچ کر تباہ و برباد ہو

---

[۱] دمدمہ۔ مکر و فریب۔ حیل۔ حیلہ کی جمع ہے۔ بسر نصرانیم۔ یعنی بظاہر یہودی پوشیدہ عیسائی ہوں۔ اے خدا۔ یعنی خدا کی قسم کھا کر کہوں گا۔ تعصب اپنے کی بیجا حمایت۔ دین۔ یعنی عیسائیت۔ دین او۔ یعنی یہودیت۔

[۲] متہم۔ تہمت زدہ۔ گفت۔ پہلا گفت فعل ماضی۔ دوسرا گفت حاصل مصدر ہے۔ روزن۔ کھڑکی روشن دل۔ یعنی میں تیرے دل کی بات سے واقف ہوں۔ نیوشیدن۔ سننا۔ قال بات گفتگو۔ جہودانہ یعنی وہ تعصب جو یہودیوں میں ہے۔ پارہ ٹکڑا۔

[۳] بہر عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے لئے جان اور سر دینے کی تمنا ہے، اگر یہ سعادت مجھے مل جائے تو ہزار احسان مانوں حیف۔ یعنی جینے کی تمنا اس لئے کہ دین عیسیٰ کی حفاظت اور تبلیغ کردوں۔

شکر یزداں را و عیسیٰ را کہ ما
اللہ، اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم
گشتہ ایم ایں دینِ حق را رہنما
اس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

از جہودی[۱] و ز جوداں رستہ ایم
یہودیت، اور یہودیوں سے ہم چھوٹ گئے ہیں
بُز نارے میاں رابستہ ایم
جب سے کہ ہم نے زنار سے اپنی کمر کس لی ہے

دور دور عیسیٰ ست اے مرد ماں
اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰ ہی کا عہد ہے
بشنوید اسرار کیشِ اُو بجاں
اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بیدین و ظالم بس عدوست
یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے
می نہ داند ہیچ دشمن راز دوست
دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرتا

ایں نسق می گفت با نصرانیاں
وہ عیسائیوں سے اس طرح کی باتیں کہتا تھا
لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں
لیکن اس کا دل بادشاہ کا گرویدہ تھا

گفت شہ را کائے شہنشہ صبر کن
بادشاہ سے کہا، جہاں پناہ! ذرا صبر کریں
تا من ایشاں را کنم[۲] از بیخ و بُن
تاکہ میں ان کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دوں

چوں شمار ندم امین و مقتدا
جب وہ مجھے امانتدار اور پیشوا سمجھ لیں گے
سر نہندم جملہ جو یند اہتدا
میرے سامنے سب سر جھکا دینگے اور رہنمائی چاہینگے

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد
جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا
از دلش اندیشہ را کُلّی ببرد
تو اس کے دل سے فکر کو بالکل دور کر دیا

کرد با وے شاہ آں کاریکہ گفت
بادشاہ نے اس کے ساتھ وہی کام کیا جو اس نے کہا
خلق حیراں ماند زاں راز نہفت
(اور) اس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

کرد رسوائیش میانِ انجمن
بادشاہ نے اس کو بھری انجمن میں رسوا کیا
تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن
یہاں تک کہ مرد اور عورت اس کے حال سے واقف ہو گئے

راند اُو را جانب نصرانیاں
اُس کی عیسائیوں کی جانب بھگا دیا
کرد در دعوت[۳] شروع اُو بعد ازاں
اس کے بعد اس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

چوں چناں دیدند ترسایانش زار
عیسائیوں نے جب اس کو ایسا عاجز بدحال دیکھا
می شدند اند رغم اُو اشکبار
تو وہ اس کی حالت زار پر رو پڑے

حال عالم ایں چنیں ست اے پسر
اے لڑکے! دنیا کا حال یہی ہے
از حسد میخیز دا نیہا سر بسر
اور یہ سب باتیں حسد سے پیدا ہوئی ہیں

---

۱ جہودی۔ یہودیت۔ جہودی بادشاہ کے متعلقین یہودی زنار۔ جنیو، وہ دھاگا جس میں عیسائی اپنی گردن میں صلیب ڈالتے ہیں۔ دور۔ عہد، زمانہ یعنی اس وقت لوگ حضرت عیسیٰ کی شریعت کے مکلف ہیں۔ کیش۔ دین، مذہب۔ می نہ داند دشمنی میں اندھا ہے نسق طرز، اسلوب یعنی جو باتیں عیسائیوں سے کہیگا وہ بادشاہ کو سنائیں۔ کشاں۔ مائل

۲ کنم۔ کاف کے فتحہ سے، کندن اکھاڑنا۔ بن۔ جڑ، بنیاد۔ مقتدا۔ جس کی پیروی کی جائے۔ اہتداء۔ ہدایت حاصل کرنا۔ شمرداس نے گنا، شمار کیا۔ کلی۔ بالکل گفت۔ یعنی بادشاہ نے اس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان کاٹ کر عیسائیوں کے علاقہ میں نکلوا دیا۔

۳ دعوت یعنی دین کی تبلیغ زار۔ عاجز، بدحال۔ اشکبار۔ آنسو بہانے والا۔ حال یعنی حسد یہ سب کراتا ہے۔ جو وزیر عیسائیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔

جمع آمدن نصاریٰ با وزیر وراز گفتن او باایشاں

وزیر کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا ان سے راز کہنا

صد ہزاراں مردِ ترسا سوئے اُو — اندک اندک جمع شد در کوئے او
لاکھوں عیسائی اس کی حمایت میں — تھوڑے تھوڑے اس کے کوچہ میں جمع ہو گئے

اُو بیاں می کرد با ایشاں براز — سِرِّ انگلیون وزُنّار و نماز
وہ ان سے راز داری کے ساتھ بیان کرتا تھا — انجیل اور رشتہ صلیب اور نماز کے اسرار

اوبیاں می کرد با ایشاں فصیح — دائماً اقوال و افعال مسیح
وہ ان سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا — ہمیشہ حضرت مسیحؑ کے اقوال اور افعال

اُو بظاہر واعظ احکام بود — لیک در باطن صفیر و دام بود
وہ بظاہر (دین کے) حکموں کا واعظ تھا — لیکن بباطن سیٹی اور جال (والا معاملہ) تھا

بہرِ ایں ۲ معنی صحابہ از رسول — مُلتمس بودند مکرِ نفسِ غول
اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے — نفسانی بھوت کے مکر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے

کو چہ آمیزد ز اغراض نہاں — در عبادتہا و در اخلاص جاں
کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر خود غرضیاں ملا دیتا ہے — عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

فضل طاعت را نجستندے ازو — عیب باطن را بجستندے کہ کو
ان سے عبادت کی فضیلتیں نہ تلاش کرتے — (بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمایئے

مُو بمو و ذرّہ ذرّہ مکرِ نفس — میشنا سیدند چوں گل از کرفس
نفس کی مکاری کا بال بال اور ذرہ ذرہ — وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کرفس سے جدا کیا جا سکتا ہے

گفت زاں فصلے حذیفہ با حسن — تابداں شد وعظ و تذکیرش حسن
اس کا کچھ حصہ حضرت حذیفہ نے حضرت حسن کو بتایا — جس سے انکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

موشگافاں ۳ صحابہ جملہ شاں — خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں
تمام نکتہ شناس صحابہ — اس وعظ اور بیان سے حیران رہ جاتے تھے

دل بدو دادند ترسایاں تمام — خود چہ باشد قوتِ تقلیدِ عام
تمام عیسائیوں نے اس کو دل دیدیا — عام تقلید کی قوت (بھی) کیا ہوتی ہے

در درونِ سینہ مہرش کاشتند — نائب عیسیٰش می پنداشتند
انہوں نے اپنے سینوں میں اس کی محبت کا بیج بولیا — وہ اس کو حضرت عیسیٰ کا نائب سمجھ رہے تھے

۱؎ ترسا۔ عیسائی۔ انگلیون انجیل کو کہتے ہیں۔ زنار یعنی اس صلیب کا دھاگا جو عیسائی گلے میں لٹکاتے ہیں۔ احکام۔ عیسوی مذہب کے احکام۔ صفیر۔ وہ آواز جو شکاری جانوروں کو پھنسانے کے لئے نکالتا ہے۔

۲؎ ایں معنی۔ شیطانی مکرو فریب۔ غول۔ شیطان چھلاوہ کو۔ کہ او۔ اغراض نفسانی خواہشیں۔ کرفس ایک تیز بدبودار گھاس ہے۔ حذیفہؓ ابن الیمان مشہور صحابی ہیں، جن کو دین کے اسرار حضورؐ سے بہت حاصل ہوئے تھے۔ حسن۔ حسن بصری مراد ہیں۔ اگرچہ یہ حضرت حذیفہؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو بالواسطہ حضرت حذیفہؓ کے علوم پہنچے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ حسن بصری کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا ہے۔

۳؎ موشگاف۔ نکتہ شناس، محقق خیرہ حیران۔ دل کسے دادن۔ عاشق ہونا، منعقد ہونا۔ تقلید۔ بلا دلیل کسی کی پیروی کرنا۔ دجال۔ ایک جھوٹے کا نام ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوگا۔ بہت سے لوگ اس کی شعبدہ بازی سے معتقد ہو کر اس کے پیرو بن جائیں گے۔

او بسر دجال یک[1] چشم لعیں
اے خدا فریادرس نعم المعیں
وہ خفیہ طور پر ملعون کانا دجال ہے
اے خدا، اچھے مددگار ہماری فریاد سن

صد ہزاراں دام و دانہ ست اے خدا
ما چو مرغانِ حریص و بے نوا
اے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں
اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

دمبدم پا بستۂ دام نوایم
ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں
اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ بن جائیں

می رہانی ہر دمے مارا و باز
سوئے دامے می رویم اے بے نیاز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر
ہم کسی جال کی طرف چل دیتے ہیں اے بے نیاز!

ما دریں انبانِ گندم می کنیم
گندم جمع آمدہ گم می کنیم
ہم اس بورے میں گیہوں بھرتے ہیں
جمع شدہ گیہوں کو گم کر دیتے ہیں

می نیندیشیم آخر ما بہوش
کایں خلل در گندمست از مکر موش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں
تو گیہوں میں یہ کمی چوہے کی مکاری سے ہے

موش تا انبان ما حفرہ زدہ ست
از فنش انبارِ ما ویراں شدہ ست
چوہے نے ہمارے بورے میں سوراخ کر لیا ہے
اس کے مکر سے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے

اول[2] اے جاں دفع شر موش کن
وانگہ اندر جمع گندم جوش کن
اے عزیز! پہلے چوہے کی شرارت کو دفع کر
پھر گیہوں جمع کرنے کی کوشش کر

بشنو از اخبار آں صدر الصدور
لَا صَلوٰۃَ (تم) اِلَّا بِالْحُضُوْرِ
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے
کہ کوئی نماز بغیر حضور قلب کے مکمل نہیں ہوتی

گر نہ موشے دزد در انبان ماست
گندم اعمالِ چل سالہ کجاست
اگر کوئی چوہا ہمارے بورے میں چور نہیں ہے
تو چالیس سال اعمال کے گیہوں کہاں ہیں؟

ریزہ ریزہ صدق ہر روز چرا
جمع می ناید دریں انبار ما
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں
ہمارے اس انبار میں جمع نہیں ہوتا ہے؟

بس[3] ستارہ آتش از آہن جہید
ویں دل شوریدہ پذرفت و کشید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں
اور اس دیوانہ دل نے ان کو قبول اور جذب کیا

لیک در ظلمت یکے دزدِ نہاں
مے نہد انگشت بر استارگاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں
چنگاریوں پر انگلی دھر دیتا ہے

---

۱ یک چشم۔ کانا دجال کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون نعم المعین۔ اچھا مددگار۔ سیمرغ۔ کہا جاتا ہے۔ کوئی نادر الوجود پرندہ ہے جو وہ قاف میں رہتا ہے اس کے پروں میں تیس رنگ ہوتے ہیں۔ انبان تھیلا، بورا۔ حفرہ۔ گڑھا۔ سوراخ

۲ اول۔ یعنی انسان کو پہلے شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنی چاہیے اس کے بعد عبادت کا ذخیرہ کرے۔ الصلوٰۃ یعنی نماز جب ہی مکمل ہوتی جب دل میں شیطانی وسوسہ کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ عموماً چالیس سال عمر جوانی کی ہوتی ہے جس میں انسان باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

۳ ستارہ آتش۔ آگ کی چنگاری۔ جہیدن۔ نکلنا شوریدہ دیوانہ۔ دزد نہاں یعنی شیطان ان شراروں کو بجھا دیتا ہے۔ جو عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔

میکشد استار گانرا یک بیک — تا کہ نفروزد چراغے بر فلک
چنگاریوں کو فوراً بجھا دیتا ہے — تا کہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو

چوں عنایاتت شود باما مقیم ۱ — کے بود بیمے زاں دُزد لئیم
جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائینگی — تو اس کمینہ چور کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم — چوں تو باما ئی نبا شد ہیچ غم
اگر ہر قدم پر ہزاروں جال ہوں — جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دام تن ارواح را — می رہانی می کنی الواح را
روحوں کو بدن کے جال سے ہر شب — تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے

می رہند ارواح ہر شب زیں قفس — فارغاں بے حاکم و محکوم کس
روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے چھوٹ جاتی ہیں — فارغ البال بغیر افسری اور ماتحتی کے

شب ز زنداں بے خبر زندانیاں — شب ز دولت بے خبر سلطانیاں
(جس طرح) رات کو قیدی، قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں — (اور) رات کو کارکنان، سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں

نے غم و اندیشۂ سُود و زیاں — نے خیال ایں فلان و آں فلاں
نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فکر — نہ اس فلانے اور اس فلانے کا خیال

حال عارف ایں بُود بیخواب ہم — گفت یزداں ہم رُقود زیں ۲ مرم
خداشناس کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے — خدا نے فرمایا ہے "وہ سوئے ہوئے ہیں" اس سے نہ بھاگ

خفتہ از احوال دنیا روز و شب — چوں قلم در پنجۂ تقلیب رب
وہ دن رات دنیا کے احوال سے غافل ہوتا ہے — خدا کے دست تصرف میں قلم کی طرح ہے

آنکہ اُو پنجہ نہ بیند در رقم — فعل پندارد بہ جنبش از قلم
(وہ شخص) جو لکھنے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا — وہ قلم کی حرکت کو اسی کا فعل سمجھتا ہے

تمثیل مرد عارف و تفسیر اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
مرد عارف کی مثال اور "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے" کی تفسیر

شمۂ زیں حال عارف وانمود — خلق را ہم خواب حسی در ربود
عارف کے حال کا کچھ حصہ اللہ نے واضح کر دیا ہے — کہ لوگوں کو حسی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

رفتہ در صحرا ۳ بے چوں جان شاں — روح شاں آسودہ و ابدان شاں
ان کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے — ان کی روح اور ان کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

---

۱ مقیم۔ قائم شامل حال بامائی۔ تو ہمارے ساتھ ہے۔ الواح۔ لوح کی جمع بمعنی تختہ یعنی جس طرح خدا روحوں کو آزاد کر دیتا ہے اسی طرح ہمیں شیطانی وسوسے سے آزاد کر دے۔ فارغاں۔ ہر طرح کی تکالیف سے آزاد۔ عارف۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہوگئی ہو۔

۲ ہم رقود وہ سوئے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اصحاب کہف بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لے آئے تھے۔ بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ مرم۔ یعنی اصحاب کہف کے بارے میں اس عقیدہ سے گریز نہ کر۔ چوں قلم۔ اصل کاتب کا پنجہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے۔ قلم چلتا ہے شمہ۔ تھوڑا سا حصہ عارف وہ شخص جس کو خدا کی معرفت حاصل ہوگئی ہو۔

۳ صحرا بے چوں۔ اس سے مراد عالم مثال ہے جس کو عالم برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو عالم اجسام یا عالم شہادت کہا جاتا ہے۔ جو یہ عالم شہادت میں ہے وہ با کی مادہ ہے عالم مثال میں بھی ہے یہی عالم مثال مرنے کے بعد تا قیامت انسان کا مقام ہے۔ خواب میں یہی عالم مثال نظر آتا ہے اس سے ماورا ایک عالم ارواح ہے جو مادہ و کیفیت دونوں سے منزہ ہے۔

فارغاں از حرص واکباب[1] او حصص ۔ مُرغ و راز دام جستہ وز قفص
(یہ لوگ) حرص اور جھگاڑاور پریشانی سے فارغ ہوتے ہیں ۔ اس پرندہ کی طرح جو جال اور پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو

تُرک روز آخر چو باز ریں سپر ۔ ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سر
آخر جب دن کے سپاہی نے سنہری ڈھال لگا کر ۔ رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرایا

میل ہر جانے بسوئے تن بُود ۔ ہر تنے از روح آبستن بُود
ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے ۔ ہر بدن روح سے بار دار ہو جاتا ہے

از صفیرے باز دام اندر کشی ۔ جملہ را در دام درد آور کشی
سیٹی کے ذریعہ تو پھر جال بچھا دیتا ہے ۔ سب کو مصیبت کے جال میں پھانس دیتا ہے

چونکہ نور صبحدم سر برزند ۔ کرکس زرّین گردوں پر زند
جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے ۔ اور آسمان کا سنہری گدھ اڑنے لگتا ہے

فالق[2] الاصباح اسرافیل وار ۔ جملہ را در صورت آرد زاں دیار
صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح ۔ اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے

روحہائے منبسط را تن کند ۔ ہر تنے را باز آبستن کند
منتشر روحوں کو جسم میں لے آتا ہے ۔ ہر جسم کو پھر بار دار کر دیتا ہے

اسپ جاں را می کند عاری ززیں ۔ سِرِّ النوم اخ الموتؑ ست ایں
روح کے گھوڑے کو زین سے ننگا کر دیتا ہے ۔ نیند موت کی بہن ہے کا مطلب یہی ہے

لیک بہر آنکہ روز آیند باز ۔ برنہد بر پائے شاں بند دراز
لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں ۔ ان کے پیر میں لمبی رسی باندھ دیتا ہے

تا کہ روزش وا کشد زاں مرغزار[3] ۔ وز چراگاہ آردش در زیر بار
تا کہ اس سبزہ زار سے دن میں واپس لے آئے ۔ اور چراگاہ سے اس کو بوجھ کے نیچے لاتا ہے

کاش چوں اصحاب کہف آں روح را ۔ حفظ کر دے یا چو کشتی نوح را
کاش اصحاب کہف کی طرح اس روح کو ۔ محفوظ کر دیتا اس طرح جیسے کشتی نے نوح کی حفاظت کی

تا ازیں طوفانِ بیداری و ہوش ۔ وار ہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش
تا کہ بیداری اور ہوش کے اس طوفان سے ۔ چھوٹ جاتے یہ دل اور آنکھ اور کان

اے بسا اصحاب کہف اندر جہاں ۔ پہلوئے تو پیش تو ہست ایں زماں
اے (مخاطب) بہت سے اصحاب کہف دنیا کے اندر ۔ تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں

---

[1] کباب۔ کسی چیز پر اوندھا گرنا۔ حصص۔ بضمتین، دوڑنا، سر کے بالوں کا کم ہونا، جو فکر اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا، سپاہی۔ ہندو چور، غلام، ہندوستان کا رہنے والا۔ آبستن۔ حاملہ ہونا، بوجھل ہونا۔ صفیر۔ شکاری کی سیٹی جس سے شکار مائل ہو جاتا ہے۔ دام درد آور بیداری میں طرح طرح کے دردوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ سر برزدن۔ ظاہر ہونا۔ کرکس۔ گدھ۔ پرزدن۔ اڑنا۔

[2] فالق الاصباح صبح کو رات کی تاریکی سے نکالنے والا اسرافیل۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا۔ منبسط۔ آزاد۔ عاری۔ خالی، برہنہ زین۔ کاٹھ۔ سر۔ بھید نوم۔ نیند اخ بھائی برنہد۔ بر زیادہ ہے واکشید۔ زور یا حیلے کے ذریعہ کھینچنا۔

[3] مرغزار۔ چراگاہ۔ وز۔ واز۔ زیر بار۔ جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانے کے بعد لادا جاتا ہے۔ کشتی۔ حضرت نوح کی کشتی نے چند روز حفاظت کی۔ طوفان بیداری میں انسان طرح طرح کے مصائب اور افکار سے دو چار ہوتا ہے۔ بسا۔ اصحاب کہف کی طرح کے بہت سے اولیاء اس وقت بھی گرد و پیش میں موجود ہیں۔ لیکن ہمیں بصیرت حاصل نہیں کیا ان کو پہچان سکیں۔

یار با او، غار با او ہم سُرود — مُہر بر چشم ست و بر گوشت چہ سُود
یار اور غار (دونوں) ان کے ہمساز ہیں — لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے، کیا فائدہ

بازاداں[1] کز چیست ایں رُوپوشہا — ختم حق بر چشم ہا و گوش ہا
اب سمجھ لے کہ یہ حجابات کس لئے ہیں؟ — آنکھوں اور کانوں پر خدا کی مہر کس وجہ سے ہے؟

سوال کردن خلیفہ از لیلیٰ و جواب اُو
خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اُس کا جواب

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے — کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی
تو دوسرے حسینوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے — اُس نے کہا خاموش رہ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بے خطر بودے تُرا
اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی — (تو) تیرے لئے دونوں جہاں بے قدر ہوتے

باخودی تو لیک مجنوں بیخودست — در طریق عشق بیداری بَدست
تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے — عشق کی راہ میں بیداری بُری ہے

ہر کہ[2] بیدارست او در خواب تر — ہست بیداریش از خوابش بتر
جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے — اس کی بیداری، نیند سے بدتر ہے

ہر کہ در خواب ست بیداریش بہ — مستِ غفلت عین ہشیاریش بہ
جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے — غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جان ما — ہست بیداری چو در بندان ما
جب ہماری جاندا کے معاملہ میں بیدار نہ ہو — تو ہماری بیداری قید خانہ کی بیداری کی طرح ہے

جاں[3] ہمہ روز از لگدکوبِ خیال — وز زیان و سود واز خوفِ زوال
پورے دن جان، خیالات کی پامال — اور نقصان اور نفع اور زوال کے خوف سے

نے صفا میماندش نے لطف و فر — نے بسوئے آسماں راہِ سفر
نہ اس میں صفائی رہتی ہے نہ پاکیزگی اور قوت — نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

خفتہ آں باشد کہ او از ہر خیال — دارد امید و کند با اُو مقال
سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے — امید وابستہ کرے اور اس کے متعلق گفتگو کرے

---

[1] بازاداں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بے بصیرتی ہماری معصیت کاری کی وجہ سے ہے۔ کاں۔ کہ آں۔ غوری۔ دیوانہ، گمراہ مجنوں نیستی۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے لیلیٰ راز دریچہ چشم مجنوں بایستے نگریست خطر۔ قدر و منزلت۔ باخود ہوشیار۔ بے خود بیہوش۔ مجذوب ہے۔

[2] ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی کاروبار میں پھنس گیا ہے اور جاگ رہا ہے اس کی بیداری نیند سے بدتر ہے۔ بتر۔ بدتر خواب۔ خواب غفلت میں مبتلا لوگوں کا بیدار ہو جانا بہتر ہے۔ بحق۔ اللہ کے معاملہ میں بیدار رہنا چاہئے۔

[3] جاں دنیاوی دھندوں میں رُوح مکدر ہو جاتی ہے۔ اور اس کو عالم بالا کی سیر کا راستہ نہیں ملتا۔ جو خیال خیالوں میں دنیا میں آباد ہے بیدار غفلت کی نیند میں ہے۔ مقال۔ گفتگو

نے چنانکہ از خیال آید۱ بحال — آں خیالش گرد اُو را صد وبال

وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے — (بلکہ) اُس کا وہ خیال اس کے لئے سو وبال ہے

دیو را چوں حور بیند اُو بخواب — پس زشہوت ریزد اُو با دیو آب

وہ خواب میں شیطان کو حور دیکھتا ہے — پھر شہوت سے اس سے ہم بستری کرتا ہے

چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت — اُو بخویش آمد خیال از وے گریخت

جیسے ہی نسل کا بیج اس نے شور زمین میں ڈالا — وہ بیدار ہوا اور خیال اس سے روانہ ہوا

ضعیفِ سر بیند از آن و تن پلید — آہ ازاں نقش پدید ناپدید

اُس کی وجہ سے سر کی کمزوری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید — اُس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے

مُرغ۲ بر بالا پراں و سایہ اش — میدَوَد بر خاک پرّاں مُرغ وش

پرندہ اوپر اڑ رہا ہے اور اس کا سایہ — پرندہ کی طرح زمین پر اڑان کر رہا ہے

ابلہے صیّاد آں سایہ شود — میدود چندانکہ بے مایہ شود

بیوقوف اس سایہ کا شکاری بنتا ہے — اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے

بے خبر کاں عکس آں مُرغ ہواست — بے خبر کہ اصل آں سایہ کجاست

اس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرندہ کا عکس ہے — اور اس سے بے خبر ہے کہ اس سایہ کی اصل کہاں ہے

تیر اندازد بسوئے سایہ اُو — ترکشش خالی شود در جستجو

وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے — (اور) جستجو ہی میں اس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے

ترکش عمرش تہی شد عمر رفت — از دویدن در شکار سایہ تفت

اُس کی عمر کا ترکش خالی ہوا، عمر (برباد) گئی — سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل بھن گیا

سایہ۳ یزداں چو باشد دایہ اش — وار ہاند از خیال سایہ اش

جب اللہ کا سایہ اس کی دایہ ہو — تو اس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تخریض متابعت ولی مرشد

رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

سایۂ یزداں بُود بندہ خدا — مُردۂ ایں عالم و زندہ خدا

خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے — وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے

دامن اُو گیر زُوتر بے گماں — تا رہی از آفت آخر زماں

اُس کا دامن شک وشبہ کے بغیر جلد تھام لے — تا کہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے

---

۱ حالؔ۔ وجد کی وہ کیفیت جو سالکوں پر طاری ہوتی ہے۔ دیو۔ شیطان۔ آب۔ یعنی نطفہ، منی تخم نسل۔ نطفہ، منی۔ مخفف۔ سر بدخوابی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پدید ہونا پدید خواب میں جو ظاہر ہوا حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

۲ مرغ۔ واہی خیالات کے پیچھے بھاگنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اصل۔ یعنی پرندہ۔ ترکش۔ تیروں کا تھیلا۔ تفت۔ فعل ماضی تفتن بمعنی سوختن۔

۳ سایہ یزداں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دایہ۔ انا، مراد مرشد کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی خیالاتی دنیا۔ تخریض برانگیختہ کرنا۔ بندہ خدا۔ یعنی خدا کا خاص بندہ زوتر۔ زود تر کا مخفف ہے، بہت جلد

کیف مد الظل[1] نقش اولیاست
"کیف مد الظل" اولیاء کا وجود ہے
کو دلیل نور خورشید خداست
جو اللہ کے آفتاب کے نور کے رہنما ہیں

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل
اس وادی میں بغیر رہنما کے نہ چل
لا احب الافلیں گو چوں خلیل
خلیل اللہ کی طرح کہدے میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

روز سایہ آفتابے را بیاب
جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کر لے
دامن شہ شمس تبریزی بتاب
اور شاہ شمس تبریزی کا دامن تھام لے

رہ ندانی جانب ایں سور و عرس
اس جشن اور شادی کا اگر تجھے راستہ معلوم نہیں ہے
از ضیاء الحق حسام الدیں پرس
تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ لے

ور حسد[2] گیرد ترا در رہ گلو
اگر راستہ میں حسد تیرا گلا دبائے
در حسد ابلیس را باشد غلو
حسد میں شیطان کو غلو ہے

کو ز آدم ننگ دارد از حسد
اس لئے کہ وہ حسد کی وجہ سے آدم سے ذلت محسوس کرتا ہے
با سعادت جنگ دارد از حسد
اور حسد کی وجہ سے نیک بختی سے جنگ کرتا ہے

عقبۂ زیں صعب تر در راہ نیست
راستہ میں اس سے سخت گھاٹی نہیں ہے
اے خنک آں کش حسد ہمراہ نیست
وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے ساتھ حسد نہیں ہے

ایں جسد خانہ حسد آمد بداں
یہ جسم حسد کا گھر ہے، سمجھ لے
کز حسد آلودہ گردد خانداں
حسد میں پورا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے

خانماں[3] نہا از حسد گردد خراب
حسد سے گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں
باز شاہی از حسد گردد غراب
حسد کی وجہ سے شاہی باز (دل) کوا بن جاتا ہے

گر جسد خانہ حسد باشد ولیک
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہو سکتا ہے، لیکن
آں جسد را پاک کرد اللہ نیک
جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

یافت پاکی از جناب کبریا
اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پائی ہے
جسم پُراز کبر و پُر حقد و ریا
اس جسم نے جو کبر اور کینہ اور ریاکاری سے بھرا ہے

"طہرا بیتی" بیان پاکی ست
"تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو" پاکی کا بیان ہے
گنج نور ست ار طلسمش خاکی ست
نور کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا نقش مٹی کا ہے

چوں کنی بابے حسد مکر و حسد
جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور حسد کریگا
زاں حسد دل را سیاہیہا رسد
تو اس حسد سے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی

---

[1] کیف مد الظل۔ یہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اس میں فرمایا گیا ہے اے نبی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اس سایہ سے اولیاء اللہ کے وجود کی طرف اشارہ ہے۔ دلیل۔ یعنی مرشد کامل۔ لا احب الافلین۔ حضرت ابراہیم نے ستارے کی الوہیت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا تھا میں چھپ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا مراد دنیا کے ناپائیدار کے تعلقات ہیں۔ شمس تبریزی۔ مولانا رومی کے شیخ ہیں تفصیل حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔ سور سین کے ضمہ سے، مجلس شاہی جشن۔ ضیاء الحق حسام الدین شمس تبریزی سے بیعت تھے پھر مولانا سے مستفیض ہوئے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

[2] ور حسد۔ تو اس حسد کو شیطانی وسوسہ سمجھ اس لئے کہ شیطان کو حسد پیدا کر دینے میں غلو ہے۔ کو۔ کہ او شیطان نے حضرت آدم کی قدر و منزلت دیکھ کر حسد کیا اور یہ کہہ کر وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے، اس حسد کا اظہار کیا تو ہمیشہ کے لئے سعادت محروم ہو گیا۔ عقبہ۔ عین اور قاف کے زبر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی۔ صعب۔ دشوار، سخت حسد جسم۔ خاندان۔ یعنی تمام اعضاء انسانی

[3] خانماں۔ مخفف ہے خان و ماں کا گھر بار غراب کوا۔ باز پرندوں میں اشرف ہے خور دلیل پرندہ ہے۔ یافت جب انسان ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے یہ نفسانی عیوب زائل ہو جاتے ہیں۔

خاک شو مردانِ حق[1] را زیرِ پا   خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

خاصانِ خدا کے پیر کے نیچے خاک بن جا   ہماری طرح حسد پر مٹی ڈال

در بیانِ حسد کردن وزیر جہود

یہودی وزیر کے حسد کے بیان میں

آں وزیرک از حسد بودش نژاد   تا بباطل گوش و بینی باد داد

وہ کمینہ وزیر، حسد سے بنا تھا   اسی لئے اس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے

برامید آنکہ از نیشِ حسد   زہرِ او در جانِ مسکیناں[2] رسد

اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ   اس کا زہر مسکینوں کی جان پر پہنچ جائیگا

ہر کسے کو از حسد بینی کند   خویش را بے گوش و بے بینی کند

جو شخص، حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے   وہ اپنے آپ کو ہی کان اور بے ناک کا کر لیتا ہے

بینی آں باشد کہ او بوئے برد   بوئے او را جانبِ کوئے برد

ناک تو وہ ہے جو بو سونگھے   بو اس کی کوچہ کی طرف لے جائے

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود   بوئے آں بوئیست کاں دینی بود

جس میں بو کی صلاحیت نہیں وہ بے ناک کا ہوتا ہے   اور بو وہ بو ہے جو دین کی ہو

چونکہ بوئے برد و شکر آں نہ کرد   کفرِ نعمت آمد و بینیش خورد

اور جب بو سونگھی اور اس کا شکر نہ کیا   تو یہ کفرانِ نعمت ہوا اور (گویا) وہ اس کی ناک کو کھا گیا

شکر کن مر شاکراں را بندہ باش   پیشِ ایشاں مردہ[3] شو پایندہ باش

شکر اور شکر گزاروں کا غلام بن   ان کے سامنے مردہ بن اور عمر دوام حاصل کر

چوں وزیر از رہزنی جامہ مساز   خلق را تو بر میاور از نماز

وزیر کی طرح رہزنی کا سامان نہ کر   لوگوں کو نماز سے نہ روک

فہم کردن حاذقانِ نصاریٰ مکرِ وزیر را

ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصحِ دیں گشتہ آں کافر وزیر   کردہ اُو از مکر در لوزینہ سیر

وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا   اس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں لہسن ملا دیا

ہر کہ صاحبِ ذوق بود از گفتِ اُو   لذتے میدید و تلخی جُفتِ اُو

جو صاحبِ ذوق تھا وہ اس کی گفتگو سے   لذت محسوس کرتا اور اس کے ساتھ کڑواہٹ بھی

---

[1] مردانِ حق اولیاء اللہ خاک شو۔ فرمانبردار بن جا خاک بر سر کن۔ دفع کر۔ وزیرک۔ کاف تصغیر کا ہے نژاد۔ اصل۔ بباطل۔ ناحق باد رداد۔ برباد دادہ۔

[2] مسکیناں۔ یعنی عیسائی بینی کندن۔ انکار کرنا۔ بے گوش۔ یعنی اپنے آپ کو بہرا بناتا ہے۔ کوئے یعنی راہ خدا بوئے۔ بردن پہچاننا، سراغ لگا لینا۔ کفرِ نعمت۔ احسان فراموشی یعنی ولی کامل کو پہچان کر فائدہ نہ اٹھانا کفرانِ نعمت ہے

[3] مردہ شو۔ مرید کو شیخ کے سامنے ایسے بن جانا چاہئے جیسا کہ مردہ غسال دینے والے کے لئے۔ از نماز۔ یعنی خدا کی یاد۔ صاحب ذوق۔ یعنی صاحب ذوق لوگ بیان کی لذت بھی محسوس کرتے تھے اور مکاری کی تی بھی محسوس کرتے تھے۔

نکتہ با میگفت او میختہ
دو ملے جلے نکتے بیان کرتا تھا
در گلاب و قند زہرے ریختہ
گلاب اور شکر میں زہر ملاتا تھا

ہاں![1] مشو مغرور زاں گفت نکو
خبردار! اس بھلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا
زانکہ باشد صد بدی در زیر او
اس لئے کہ اس کی تہ میں سو برائیاں ہوتی ہیں

ہر کہ باشد زشت گفتش زشت داں
جو شخص برا ہو، اس کی گفتگو بری سمجھ
ہر چہ گوید مردہ آنرا نیست جاں
جو بات مردہ کہے، اس میں جان نہیں ہے

گفت انساں پارۂ انساں بود
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے
پارہ از ناں یقیں ہم ناں بود
روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہوتا ہے

زاں علی فرمود نقل جاہلاں
اسی لئے حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات
بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اے فلاں، کوڑیوں پر سبزہ کی طرح ہے

بر چناں سبزہ ہر آنکھو بر نشست
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا
بر نجاست بیشکے بنشستہ است
وہ بیشک نجاست پر بیٹھا ہے

بایدش خود را بشستن از حدث[2]
اس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہیے
تا نمازِ فرض او نبود عبث
تاکہ اس کی فرض نماز بیکار نہ ہو جائے

ظاہرش میگفت در رہ چست شو
اس کا ظاہر کہتا تھا (معرفت کی) راہ میں چست ہو جا
واز اثر میگفت جاں را سست شو
اور اثر کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا سست ہو جا

ظاہر نقرہ سپید ست و منیر
چاندی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روشن ہے
دست و جامہ زاں سیہ گردد[3] چو قیر
ہاتھ اور کپڑے اس سے سیاہ ہو جاتے ہیں تارکول کی طرح

آتش ار چہ سرخ رواست از شرر
آگ اگرچہ چنگاریوں کی وجہ سے سرخ رو ہے
تو ز فعل او سیہ کاری نگر
لیکن تو اس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

برق اگرچہ نور آید در نظر
بجلی اگرچہ نگاہ کو نور دکھائی دیتی ہے
لیک ہست از خاصیت دزد بصر
لیکن خاصیت میں بینائی کو چرانے والی ہے

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود
صاحب ذوق اور باخبر آدمی کے علاوہ جو بھی تھا
گفت او در گردن او طوق بود
اس (وزیر) کی گفتگو اس کی گردن کا طوق تھی

مدتِ شش سال در ہجران شاہ
بادشاہ سے چھ سال دوری میں
شد وزیر اتباع عیسیٰ را پناہ
وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گیا

[1] ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔ زشت۔ یعنی برے کی بات بھی بری ہوتی ہے۔ نقل قول، بات۔ مزابل۔ مزبلہ کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔

[2] حدث۔ ناپاکی۔ عبث۔ باطل ظاہرش۔ بظاہر اگرچہ نصیحت کرتا تھا۔ لیکن تاثیر الٹی تھی۔ ظاہر نقرہ۔ یہ تینوں شعر اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی باطن کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔

[3] قیر۔ ایک قسم کا سیاہ روغن، تارکول، طوق لوہے کا حلقہ جو قیدیوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ گلے کا زیور۔ ہجراں۔ جدائی۔ اتباع۔ تابع کی جمع۔ پیروی کرنے والے۔ تابعدار

دین و دل راکل بدو بسپرد خلق　　　پیش امر و نہی اُومی مُرد اِخلق
لوگوں نے دین اور دل بالکل اس کے سپرد کر دیا　　　اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پُرتزویر
بادشاہ کا خفیہ پیغام مکار وزیر کے نام

درمیانِ شاہ واُو پیغام ہا　　　شاہ راپنہاں بدو آرام ہا
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات جاری تھے　　　بادشاہ کو خفیہ طور پر ان سے آرام واطمینان حاصل تھا

آخر الامراز برائے آں مراد　　　تادہد چوں خاک ایشاں راباد
بالآخر اس مقصد کے لیے　　　کہ ان کو خاک کی طرح برباد کر دے

پیش اُو بنوشت شہ کائے مقبلم　　　وقت آمد زود فارغ کن دِلم
اس کو بادشاہ نے لکھا کہ اے میرے اقبال مند　　　وقت آ گیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زانتظارم دیدۂ و دل بر رہ ست　　　زیں غم آزاد کن گر وقت ہست
انتظار میں میرے دیدہ دل راستہ پر لگے ہیں　　　اس غم سے مجھے نجات دے اگر موقع ہے

گفت اینک اندرراں کارم شہا　　　کافگنم دردین عیسیٰ فتنہا
اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں ابھی اسی کام میں لگا ہوں　　　کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں فتنے ڈالدوں

قومِ عیسیٰ رابد اندر دار و گیر　　　حاکم شاں دو امیرو دو امیر
عیسائوں کے انتظام میں　　　ان کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

ہر فریقے مرا میرے راتبع　　　بندہ گشتہ میر خود را از طمع
ہر فریق ایک امیر کے ماتحت تھا　　　جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

ایں دہ ودیں دوامیر وقوم شاں　　　گشتہ بندہ آں وزیر بدنشاں
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم　　　اُس بدنشاں وزیر کے غلام بن گئے

اعتماد ۲ جملہ برگفتارِ اُو　　　اقتدائے جملہ بر رفتار اُو
سب کو اس کی بات پر بھروسہ تھا　　　سب اس کی چال کے مقتدی تھے

پیشِ اُودروقت وساعت ہر امیر　　　جاں بدادے گر بُدو گفتے کہ میر
فوراً ہر امیر اس کے آگے　　　جان دیدیتا اگر وہ اس سے کہتا کہ مر جا

چوں زبوں کردآں جہودک ۳ جملہ را　　　فتنہ انگیخت از مکرو دَہا
جب اس کمینہ یہودی نے سب کو قابو میں کرلیا　　　مکر اور چالاکی سے فتنہ برپا کر دیا

---

۱ امی مرد خلق۔ یعنی اس کے احکام پر جان دینے لگے۔ آخر الامر۔ بالآخر مقبل۔ اقبال مند۔ بد۔ بود۔ دار و گیر۔ انتظام ۔ تبع۔ تابع۔ دہ امیرو دو امیر۔ یعنی دوازدہ سبط نصائے

۲ اعتماد۔ بھروسہ ۔ اقتدار پیروی۔ دروقت وساعت فوراً۔ میر۔ مردن کا امر ہے زبوں۔ عاجز بے چارہ۔

۳ جہودک۔ کمینہ یہودی دہا۔ چالاکی

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آں

انجیل کے حلقوں میں وزیر کا گڑ بڑ کرنا اور اس کی چالاکی

ساخت طوماؔرے بنام ہر یکے　　نقشؔ ہر طومار دیگر مسلکے

اُس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر تیار کی　　اور ہر تحریر کی عبادت دوسرے مسلک کی تھی

حکمہائے ہر یکے نوع دگر　　ایں خلاف آں زپایاں سربسر

ہر ایک کے احکام دوسری قسم کے　　یہ اوّل سے آخر تک اس کے بالکل خلاف

در یکے راہِ ریاضت راو جُوع　　رُکن توبہ کردہ شرط رجُوع

ایک میں ریاضت اور بھوکا رہنے کو　　توبہ کا رکن بنایا اور اللہ کی طرف رجوع کی شرط

در یکے گفتہ ریاضت سُود نیست　　اندریں رہ مخلصی جیز جُود نیست

ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں　　اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع وجُودِ تو　　شرک باشد از تو تا معبود تو

ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں　　اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

جُو توکل جُز کہ تسلیم ۲ تمام　　درغم وراحت ہمہ مکر ست ودام

توکل اور رضا کے علاوہ　　غم اور راحت میں سب چالاکی اور جال ہے

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست　　ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست

ایک میں کہا، کہ اطاعت ضروری ہے　　ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

در یکے گفتہ کہ امر ۳ ونہی ہاست　　بہر کردن نیست شرح عجز ماست

ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں　　کرنیکے لئے نہیں ہیں۔ ہمارے عجز کی تفصیل میں

تا کہ عجز و خود بہ بینیم اندراں　　قدرتِ حق رابدانیم آں زماں

تاکہ ہم ان میں عجز دیکھ لیں　　اُس وقت خدا کی قدرت کو پہچانیں

در یکے گفتا کہ عجز و خود مبیں　　کفر نعمت کردن ست آں عجز بیں

ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ　　خبردار! وہ عجز احسان فراموشی ہے

قدرتِ خود بیں کہ ایں قدرت از وست　　قدرت خود نعمت اُوداں کہ ہُوست

اپنی قدرت کو دیکھ یہ قدرت اسی کی دی ہوئی ہے　　اپنی قدرت کو اس کا انعام سمجھ کہ وہی وہ ہے

در یکے گفتہ مزیں دو در گزر　　بت بود ہرچہ بگنجد در نظر

ایک میں کہا ان دونوں سے گزر جا　　بُت ہوگا جو نظر میں سمائیگا (ان دونوں میں ہے)

---

۱ طومار۔ لمبی چوڑی تحریر۔ نقش۔ تحریر۔ ریاضت۔ یعنی عبادت میں محنت کرنا۔ جوع۔ بھوکا رہنا، فاقہ کشی۔ رجوع۔ لوٹنا۔ در یکے یعنی ریاضت سے کوئی فائدہ نہیں، سخاوت کرنا کافی ہے۔ شرک باشد۔ یعنی نجات دہندہ خدا ہے فاقہ کشی اور سخاوت کو ذریعہ نجات بنانا شرک ہے۔

۲ تسلیم۔ یعنی۔ عبادت و ریاضت ضروری ہے۔ توکل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا ذریعہ نجات ہے۔ خدمت یعنی عبادت و اطاعت۔ تہمت است یعنی محض توکل کو ذریعہ نجات سمجھنا نبی پر تہمت کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

۳ امر ونہی۔ یعنی جس قدر خدائی احکام ہیں وہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ بندہ کو اس کا عجز تسلیم کرانے کے لئے ہیں ان پر عمل ناممکن ہے لہٰذا بندہ اپنے آپ کو عاجز تسلیم کرے گا۔ یہ جبر کی تعلیم ہے عجز و خود مبیں۔ اپنے آپ کو مجبور محض نہ سمجھو ورنہ خدا کی عطا کردہ نعمت قدرت کا کفر ہو گا۔ انسان کی قدرت خدا کا عطیہ ہے، لہٰذا انسان قادر ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ دو یعنی جبر اور اختیار کی بحث میں پڑنا اللہ سے بخوب ہوتا ہے۔

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت　　بگذرد دو زہر چہ اندر فکرتت
ایک میں کہا، کہ تیرا عجز اور قدرت　　اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے (خود بخود) گزر جائیگا

از ہوائے خویش در ہر ملتے　　گشتہ ہر قومے اسیر ذلتے
ہر مذہب میں اپنی خواہش نفسانی ہے　　ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوئی ہے

در یکے گفتہ مکش ایں شمع را　　کایں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں کہا (عقل کی) اس شمع کو نہ بجھا　　اس لئے کہ یہ غور و فکر شمع محفل ہے

از نظر چوں بگذری واز خیال　　کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
خیال اور غور و فکر کو جب تو چھوڑ دے گا　　تو گویا تو نے وصال کی شمع کو آدھی رات میں بجھا دیا

در یکے گفتہ بکش باکے مدار　　تا عوض بینی یکے با صد ہزار
ایک میں کہا، بجھا دے، پرواہ نہ کر　　تا کہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

کہ زکشتن ۲ شمع جاں افزوں شود　　لیلیت از صبر تو مجنوں شود
اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھیگی　　تیرے صبر کی وجہ سے تیری لیلیٰ مجنوں کی طرح ہو جائیگی

ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش　　بیش آمد پیش اُو دنیا ز پیش
جس نے اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا　　اس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آتی ہے

در یکے گفتہ کہ آنچت داد حق　　بر تو شیریں کرد در ایجاد حق
ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے　　وہ آفرینش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

بر تو آساں کرد و خوش آنرا بگر　　خویشتن را در میفگن در زحیر
تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اس کو لے لے　　اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

در یکے گفتہ کہ بگذر زان خود　　کاں قبول ۳ طبع تو ردست و بد
ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دستکش ہو جا　　اس لئے کہ تیری مرغوب طبع چیز مردود اور بری ہے

راہہائے مختلف آساں شدست　　ہر یکے را ملتے چوں جاں شدست
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں　　ہر ایک کے لئے ایک مذہب جان کی طرح بن گیا ہے

گر میسر کردن حق رہ بُدے　　ہر جہود و گبر ازو آگہ بُدے
اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا　　ہر یہودی اور آتش پرست اس سے واقف ہوتا

در یکے گفتہ میسر آں بود　　کہ حیات دل غذائے جاں بود
ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے　　جو دل کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

۱ بگذرد۔ یعنی جبر و قدر کی بحثیں اور جو کچھ انسانی افکار ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے لہٰذا ان کو ترک کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہوا۔ نفسانی خواہش۔ یعنی ان بحثوں کا ترک بھی نفسانی خواہش ہے جو گمراہی کا سبب ہے۔ ایں شمع۔ شمع سے مراد عقل اور غور و فکر ہے۔ یعنی مذہبی احکام اور عقائد عقلی ہیں انسان کو اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔ بکش یعنی دینی معاملوں میں عقل کو دخل نہ دے اور دیوانگی اختیار کر۔

۲ کہ زکشتن شمع۔ یعنی دیوانگی اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب بن جائے گا۔ ترک دنیا۔ عقل کو بالائے طاق رکھ کر جو دنیا کو چھوڑیگا دنیا اور زیادہ اس کو ملے گی۔ داد حق۔ خدا نے ازل میں جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے وہ مل کر رہیگا اس کے لئے کیوں سعی کرتا ہے اور کیوں حلال و حرام کی بحثیں پیدا کرتا ہے آنچت۔ مخفف ہے آنچہ ترا کا ایجاد۔ کسی چیز کو پیدا کرنا۔ خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر پیچش، پیچ و تاب۔ آن ملکیت۔

۳ قبول۔ مقبول۔ رد۔ نامنظور مردود۔ بد یعنی جس چیز کی طرف دل راغب ہو وہ بری اور مردود ہے اس کو اختیار نہ کر۔ راہہا۔ اپنی پسند کی چیز اختیار کرنے سے ہی یہ اختلاف مذاہب پیدا ہوا ہے جو فساد کا سبب بن رہا ہے۔ لہٰذا پسندیدگی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ میسر۔ آسان یعنی آسان چیز بھی درست ہے جس سے دل زندہ ہوتا ہے اور روح کے لئے وہ غذا ہے۔

ہر چہ ذوق طبع باشد چوں گذشت ؎۱ — بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کِشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے جب گزر جاتی ہے — تو شورزمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی ہے

جُز پشیمانی نباشد ریع اُو — جُز خسارت بیش نارد بیع اُو
اس کی پیداوار شرمندگی کے سوا نہیں ہوتی — اور اس کی بیع کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا

آں میسر بنود اندر عاقبت — نام اُو باشد معسر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی — اور آخر میں اس کا نام دشوار ہوتا ہے

تو معسر از میسر باز داں — عاقبت بنگر جمال این و آں
تو دشوار اور آسان کے فرق کو سمجھ — اس اور اس کے حسن سے نتیجہ پر نظر رکھ

در یکے گفتہ کہ استادے ؎۲ طلب — عاقبت بینی نیابی در حسب
ایک میں کہا، کسی استاد کی طلب کر — (محض) ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل نہیں ہو سکتی

عاقبت دیدند ہرگوں ملتے — لا جرم گشتند اسیرِ زلتے
(بغیر استاد) جس قوم نے انجام کو معلوم کیا — لا محالہ لغزش میں گرفتار ہوئی

عاقبت دیدن نباشد دست باف — ورنہ کے بودے ز دینہا اختلاف
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے — ورنہ مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا

در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی — زانکہ استاد اشناسا ہم توئی
ایک میں کہا، استاد بھی تو ہی ہے — اس لئے کہ استاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے

مرد باش و سخرۂ ؎۳ مرداں مشو — رو سر خود گیر و سرگرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا بیگاری نہ بن — جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو

چشم برسرت بدار و از خلاف — دور شو تا یابی از حق ائتلاف
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلاف سے — بھاگ، تا کہ تو اللہ کا وصال پالے

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست — ہر کہ او دو بیند احول مردکے ست
ایک میں کہا، یہ سب (کائنات) ایک (ذات) ہے — جو دو سمجھے وہ کمینہ بھینگا ہے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود — اینکہ اندیشد مگر مجنوں بود
ایک میں کہا کہ سو ایک کیسے ہو سکتا ہے — جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو

ہر یکے قولے ست ضد یکدگر — چوں یکے باشد بگو زہر و شکر
ہر ایک قول دوسرے کی ضد ہے — بتا، زہر اور شکر ایک کیسے ہو سکتے ہیں

؎۱ ذوق۔ طبع۔ آسان اور مزاج کے موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے عاقبت۔ انجام کار۔ میسر آسان۔ معسر دشوار گزار عاقبت۔ یعنی آسان کام شروع میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے دشوار ہے۔ ریع کھیتی کا محصول پیداوار تو معسر۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔ عاقبت۔ انجام بنی۔ حسب ماء اور سین کے فتح سے۔ ذاتی خوبیاں۔ شخصی کمالات

؎۲ استاد۔ یعنی شیخ طریقت ہرگوں۔ ہر نوع۔ لا جرم۔ ضرور۔ زلت۔ لغزش خطا دست باف۔ ہاتھ کا کام، آسان کام۔ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ یعنی تو خود استاد ہے کسی شیخ کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ جو شیخ کو شناخت کر سکتا ہے وہ خود آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

؎۳ سخرہ۔ بیگاری۔ سر خود گیر اپنی فکر کر۔ سرگرداں۔ حیران سر باطن، ذاتی رائے۔ ائتلاف۔ اتحاد، وصال ایں جملہ۔ وجود صرف واحد ہے جو تمام کائنات میں جاری اور ساری ہے۔ صد۔ یعنی کروڑوں کائنات ایک وجود کب بن سکتی ہیں۔ زہر و شکر۔ یعنی ان باتوں میں ایسا ہی اختلاف تھا جیسے زہر اور شکر میں۔

در اِ معانی اختلاف و دو صُور — روز و شب ہیں خار و گل سنگ و گوہر
معنوں اور صورتوں میں اختلاف — دن اور رات، کانٹے اور پھول، پتھر اور موتی (کا سا اختلاف) تھا

تا ز زہر واز شکر در نگذری — کے تو از گلزارِ وحدت بُو بری
جب تک تو زہر اور شکر سے نہ گزرے گا — وحدت کے چمن کے خوشبو کب سونگھے گا؟

وحدت اندر وحدت ست ایں مثنوی — از سمک رو تا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے — اے معنیٰ کے طالب! مچھلی سے سماک تک چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف در صورتِ روش ست نہ در حقیقت راہ

اس بیان میں کہ رفتار کی صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

زیں نمط زیں نوع ۲ دہ طومار و دو — بر نوشت آں دینِ عیسیٰ را عدو
اس انداز اور اس قسم کے بارہ لمبے خطوط — اس (حضرت) عیسیٰ کے دین کے دشمن نے لکھے

اُو ز یک رنگیِ عیسیٰ بُو نداشت — وز مزاجِ خمِ عیسیٰ خو نداشت
اس کو حضرت عیسیٰ کی یکرنگی کی خوشبو نہ پہنچی تھی — اور نہ حضرت عیسیٰ کے خم کے مزاج کی عادت رکھتا تھا

جامۂ صد رنگ ازاں خمِ صفا — سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا
اس صفائی کے خم سے صد رنگے کپڑے — نور کی طرح سادہ اور یکرنگ ہو جاتے تھے

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثالِ ماہی وآبِ زلال
ایسی یکرنگی نہیں جس سے طبیعت اکتا جائے — بلکہ اس کی مثال، مچھلی اور صاف پانی کی ہے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست — ماہیاں را با پیوست جنگہاست
اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگ ہیں — لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے

کیست ماہی چیست دریا در مثل ۳ — تا بداں مانَد خدا عزوجل
کون ہے مچھلی، کیا ہے دریا، مثال دینے میں — کہ اُس سے خدائے عزوجل مشابہ ہو

صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آں دریائے جُود
موجودات میں سے لاکھوں دریا اور مچھلیاں — اس بحر سخاوت کے سامنے سر بسجود ہیں

چند بارانِ عطا باراں شدہ — تا بداں آں بحر دُر افشاں شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں — یہانتک کہ ان سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا

چند خورشید کرم افروختہ — تا کہ ابر و بحر جود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے — تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

اور معانی۔ یعنی ان طوماروں کے الفاظ و معانی میں سب سے زیادہ اختلاف تھا۔ تاز زہر یعنی جب تک مختلف مظاہر سے گزر کر ذات واحد تک نہ پہنچیگا تکمیل نہ ہوگی سمک۔ مچھلی۔ ایک فرضی عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے اس مچھلی کی پشت پر ایک بیل ہے اس بیل کے سینگوں پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔ سماک دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک دو ستارے ہیں۔ جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک رامح کہتے ہیں وحدت یعنی اس مثنوی میں وحدت الوجود ہی کا بیان ہے جس کے ذریعہ زمین سے آسمانوں تک کی سیر کی جاتی ہے۔

نمط۔ روش، طرز

۲ نوع۔ قسم۔ عدو۔ یعنی مکار وزیر۔ یکرنگی، ایک رنگ کا ہونا۔ بو۔ سراغ علامت خم عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کا مٹکا مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ رنگریزی کا کام کرتے تھے رنگ کا ایک مٹکا تھا جس میں سے ہر رنگ کا کپڑا رنگ کر نکالدیتے تھے۔

جامہ صد رنگ۔ یعنی مذہبی اختلاف خم صفا۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی تعلیما۔ ضیا۔ نور خیزد۔ پیدا شود۔ ملال۔ اکتا جانا۔ آب زلال۔ صاف پانی یعنی یکرنگی ایسی نہ تھی جس سے انسان اکتائے بلکہ اس کی مثال دریا کی یک رنگی کی سی ہے جس سے مچھلی کبھی نہیں۔ اکتاتی خشکی کوئی زمین کالی ہے کوئی لال کہیں رہتا ہے کہیں کچھ۔ کیست۔ کون ہے۔ چیست۔ کیا ہے۔

۳ مثل۔ میم اور ثاء کے فتحہ کے ساتھ مثال مانَد مشابہ۔ عز وہ غالب ہوا جل۔ وہ بزرگ ہوا۔ باراں بارش۔

چند خورشید کرم تاباں شدہ
کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے
تابداں آں ذرہ سرگرداں شدہ
تب ان سے وہ ذرہ چکر کاٹنے والا بنا

پرتو ذاتش زدہ بر ماء و طین
مٹی اور پانی پر اس کی ذات کی روشنی پڑی
تا شدہ دانہ پذیرا پرندہ زمیں[1]
تب زمین دانے کو قبول کرنے والی بنی

خاک امین و ہر چہ در وے کاشتی
زمین امانتدار اور جو کچھ تو نے اس میں بویا
بے خیانت جنس آں برداشتی
بغیر کسی خیانت کے اس کی جنس کو اٹھایا

ایں امانت زاں عنایت یافتست
(زمین نے) یہ امانداری اس کی مہربانی سے پائی ہے
کافتاب عدل بروئے تافتست
کیونکہ اس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

تا نشانِ حق نیاید نو بہار
جب تک موسم بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا
خاک سبزہ را نسازد آشکار
مٹی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

آں جوادے کو جمادے را بداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دئے
ایں خبرہا ویں امانت ویں سداد
یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ روی

آں[2] جماد از لطف چوں جاں میشود
وہ جماد، مہربانی سے جان کی طرح ہو جاتا ہے
زمہر از قہر پنہاں میشود
سخت جاڑا خوف سے چھپ جاتا ہے

آں جمادے گشت از فضلش لطیف
وہ جمادات اس کی مہربانی سے لطیف ہو گئی
کل شیٔ من ظریف ہو ظریف
جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

ہر جمادے را کند فضلش خبیر
اس کا کرم ہر جماد کو باخبر بنا دیتا ہے
عاقلاں را کردہ قہر او ضریر
اور اس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

جان و دل را طاقت ایں جوش نیست
جان اور دل میں اس جوش کی طاقت نہیں ہے
با کہ گویم در جہاں یک گوش نیست
کس سے کہوں؟ دنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا[3] گوشے بُد از وے چشم گشت
جہاں کہیں کان تھا اس جوش کی وجہ سے آنکھ بنگیا
ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ یشب بن گیا

کیمیا سازے ست چہ بُود کیمیا
وہ کیمیا ساز ہے، کیمیا کیا ہوتی ہے؟
معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
معجزہ وعنایت کرنے والا ہے، سیمیا کیا ہوتی ہے

ایں ثنا گفتن ز من ترک ثناست
میرا یہ تعریف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے
کایں دلیل ہستی و ہستی خطا بست
اس نے سیدھے جو کی دلیل سے وجود کا احساس ملتی ہے

[1] دانہ پرندہ۔ پانی اور مٹی پر اس کا کرم ہی زمین کی صلاحیت کا سبب ہے پرتو۔ روشنی۔ ماء۔ پانی طین۔ مٹی عدل انصاف نشان۔ فرمان، حکم۔ ستر بھید، چھپی ہوئی چیز۔ جواد سخی۔ جماد۔ پتھر وغیرہ سداد۔ سین کے کسرہ سے درستی، سچائی، راستی

[2] آں جماد۔ جمادات اگرچہ بے جان ہیں لیکن عنایت خداوندی سے جان داروں کا سا کام کرنے لگتے ہیں۔ زمہریر۔ سخت جاڑا۔ ظریف خوش طبع۔ فضل کرم مہربانی۔ خبیر۔ باخبر آگاہ قہر۔ غضب، جلال۔ ضریر نابینا۔ ایں جوش۔ قدرت کے کمالات بیان کرتے ہوئے دل میں جو جوش پیدا ہوتا ہے اس کی تاب نہیں ہے۔

[3] ہر کجا اس جوش سے شنیدہ دیدہ ہو گیا۔ سنگ دل بھی نور سے معمور ہو کر سنگ یشب بنگیا۔ یشم۔ ایک قسم کا قیمتی۔ نورانی پتھر ہے اسی کو سنگ یشب کہتے ہیں۔ کیمیا وہ فن جس سے قلعی تانبے وغیرہ کو چاندی، سونا بنا دیا جاتا ہے۔ سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

پیش ہست او ببايد نیست بود[1] 　 چیست ہستی پیش او کور و کبود

اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہئے 　 ہستی کیا ہوتی ہے؟ اس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے

گر نبودے کو راز و بگداختے 　 گرمی خورشید را بشناختے

اگر اندھی نہ ہوتی اس سے پگھل جاتی 　 آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

ور نبودے او کبودار تعزیت 　 کے فسردے ہمچو یخ ایں ناحیت

اگر وہ (ہستی) تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش نہ ہوتی 　 تو اس جانب (دنیا) برف کی طرح کیوں ٹھٹھرتی

بیانِ خسارت وزیر دریں خدعہ و مکر

اس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر 　 پنجہ میزد با قدیم و ناگزیر[2]

وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا 　 جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا

ناگزیر جملگاں حی قدیر 　 لا یزال ولم یزل فرد و بصیر

جو سب کے لئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے 　 ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم 　 صد چو عالم ہست گرداند بدم

ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے 　 اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند 　 چونکہ چشمت را بخود بینا کند

اس عالم جیسے سو عالم ایک نظر میں پیدا کر دے 　 جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملہ میں بینا کر دے

گر جہاں پیشت بزرگ و بے بنست[3] 　 پیش قدرت ذرہ میداں کہ نیست

اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا اور وسیع ہے 　 سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے

ایں جہاں خود حبس جانہائے شماست 　 ہیں رو ویدا آنسو کہ صحرائے خداست

یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے 　 خبردار! اس جانب دوڑو جو خدا کا میدان ہے

ایں جہاں محدود آں خود بیحدست 　 نقش و صورت پیش آں معنی سدست

یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے 　 نقش اور صورت اس معنی کے سامنے آڑ ہیں

صد ہزاراں نیزہ فرعون را 　 در شکست آں موسیٰ با یک عصا

فرعون کے لاکھوں نیزے 　 موسیٰ نے ایک لاٹھی سے توڑ دے

صد ہزاراں طب جالینوس بود 　 پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود

جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں 　 (حضرت) عیسیٰ اور ان کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں

---

[1] ہست او حضرت حق کی ذات کے سامنے ممکن ہونے کے باوجود عدم ہے اپنے وجود کا احساس مشاہدہ کا حجاب ہے جس نے آنکھوں کو اندھا اور محرومی کی وجہ سے سیاہ پوش بنا رکھا ہے۔ خورشید آفتاب حق کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے تعزیت۔ ماتم پرسی۔ فسردن۔ ٹھٹھرنا یخ۔ برف ناحیت۔ طرف، کنارہ

[2] ناگزیر۔ ضروری، واجب الوجود۔ جملگاں۔ جملہ کی جمع۔ حی۔ زندہ لایزال جو ہمیشہ رہیگا۔ لم یزل جو ہمیشہ سے ہے بصیر بینا۔ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے باچناں۔ وہ وزیر اس ذات سے پنجہ کشی کر رہا ہے تھا جو قادر مطلق ہے ہست۔ موجود بخود بینا کند۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی معرفت عطا فرمادے۔

[3] بے بن۔ وسیع و کشادہ حبس۔ قید خانہ۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ صحرا۔ جنگل مراد عالم بالا ہے۔ سد دیوار آنسو یعنی عالم بالا نقش و صورت۔ یعنی عالم سفلی عالم علوی کے لئے سد راہ ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰ کا ہمعصر تھا۔ افسوس۔ نکمیل۔ مذاق

صد ہزاراں دفتر اشعار بود — پیش حرفِ اُمّیش آں عار بود
اشعار کے لاکھوں دیوان تھے — جو اس کے اُمّی (محمد) کے کلام کے سامنے موجبِ ننگ تھے

باچناں غالِ خداوندے کسے — چوں نمیرد گر نباشد اُو خسے
ایسے غالب خدا کے آگے کوئی — کیسے نہ مرے اگر وہ کمینہ نہیں ہے!

بس دل چوں کوہ را انگیخت او — مرغِ زیرک بادو پا آویخت اُو
پہاڑ جیسے بہت سے دلوں کو اس نے اکھاڑ دیا — چالاک پرندے کو دو پیروں کے ہوتے ہوئے بھی اوندھا لٹکا دیا

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — جز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ
عقل اور طبیعت کو تیز کر لینا راہ نہیں ہے — شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کی دستگیری نہیں کرتا

اے بسا گنج آگنانِ گنج گاوٗ — کاں خیال اندیش را شد ریش گاوٗ
اے (مخاطب) بہت سے گنج گاؤ جیسے خزانے جمع کرنے والے — عقلمندوں کے لئے سامانِ تمسخر بن گئے

گاوٗ کہ بود تا تو ریشِ اُو شوی — خاک کہ بُود تا حشیشِ اُو شوی
بیل کیا چیز ہے؟ کہ تو اس کی ڈاڑھی بنے — خاک کیا ہے؟ کہ تو اس کی گھاس بنے

زرّ و نقرہ چیست تا مفتوں شوی — چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو اس کا عاشق بنے — صورت کیا ہے؟ کہ تو ایسا پاگل بنے

ایں سرا و باغ تو زندانِ تست — ملک و مالِ تو بلائے جانِ تست
یہ محل اور باغ تیرا قید خانہ ہے — تیرا ملک اور مال تیری جان کے لئے مصیبت ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد — آیتِ تصویرِ شاں را نسخ کرد
جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا — ان کی صورت کی پہچان کو مٹا دیا

چوں زنے از کارِ بد شد روئے زرد — مسخ کرد اُو را خدا و زہرہ کرد
جب عورت بدکاری کی وجہ سے زرد رو ہوئی — اس کو خدا نے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود — آب و گِل گشتن نہ مسخ ست اے عنود
عورت کو زہرہ بنا دینا تو مسخ تھا — کیا پانی اور مٹی ہو جانا مسخ نہیں ہے۔ اے سرکش!

روح می بُردت سوئے عرشِ بریں — سوئے آب و گِل شدی در اسفلیں
روح تو تجھے عرشِ بریں کی طرف لیجاتی (لیکن) — تو پانی اور مٹی کی طرف نچلے درجوں میں آ گیا

خویش را تو مسخ کردی زیں سفول — باوجودِ کہ بُد آں رشکِ عقول
تو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا — حالانکہ وہ جو عقولِ عشرہ کے لئے باعثِ رشک تھا

ا؎ حرف یعنی کلام اللہ۔ امی۔ ام یعنی ماں کی طرف منسوب ہے وہ بچہ جو سایہ داری سے محروم ہو کر صرف ماں کے زیرِ سایہ پلا ہوا اور علوم مروجہ نہ حاصل کر سکا ہو۔ آنحضورؐ کو بھی امی کہا جاتا ہے چوں نمیرد۔ اپنے آپ کو فانی نہ سمجھے۔ مرغ زیرک۔ چالاک پرندہ مراد فلسفی ہے۔ فہم و خاطر یعنی فلاسفہ اور حکماء محض عقل کے زور پر معرفت حاصل کر لیں۔ ممکن نہیں ہے اللہ عجز و نیاز سے ہی دستگیری فرماتا ہے گنج آگناں۔ خزانہ بھرنے والے گنج گاؤ۔ مشہور خزانہ جو جمشید کے زمانہ تھا بہرام کے زمانہ میں ایک کاشتکار کے ہاتھ آیا تھا، اس میں گائے بیل کے طلائی بت بھی تھے اس لئے اس کا نام گنج گاؤ پڑ گیا تھا۔ خیال اندیش فلسفی۔

۲؎ ریش گاؤ۔ بیل کی ڈاڑھی، اس سے احمق، بیوقوف مراد ہوتا ہے حشیش۔ گھاس مفتون۔ فریفتہ۔ مجنون دیوانہ، عاشق سرا و باغ دنیاوی چیزیں۔ راہِ طریقت کی رکاوٹیں ہیں۔ کار بد برا کام زنا زہرہ ایک ستارے کا نام ہے عوام میں مشہور ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی ہاروت و ماروت دو فرشتوں نے اس سے زنا کر لیا اس سزا میں وہ دونوں فرشتے چاہ بابل میں الٹے لٹکا دیے اور زہرہ عورت نے ان دونوں سے جو اسم اعظم سیکھا تھا اس کے ذریعہ آسمان پر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا اس سارے قصے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے یہ محض افسانہ ہے۔

۳؎ آب و گل

پس تبر ازیں مسخ کردن چوں بود — پیش آں مسخ ایں بغایت دوں بود
اس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہو گا؟ — بلکہ اس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

اسپ ہمت سوئے اختر تاختی — آدم مسجود را نشناختی
تو نے ہمت کا گھوڑا ستاروں کی طرف تو دوڑایا — لیکن مسجود آدم کو تو نے پہچانا

آخر آدم زادہء اے ناخلف — چند پنداری تو پستی را شرف
اے ناخلف! آخر تو آدم کی اولاد ہے — ذلت کو شرافت کب تک سمجھے گا؟

چند گوئی من بگیرم عالمے — ایں جہاں را پُر کنم از خود ہمے
کب تک کہیگا؟ میں تمام دنیا کو فتح کروں گا — اور اس دنیا کو اپنے سے بھر دوں گا

گر جہاں پُر برف گردد سر بسر — تاب خور بگدازدش از یک نظر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے — سورج کی گرمی ایک نظر میں اس کو پگھلا دے

وزر۲ اُو و دِ زر چوں اُو صد ہزار — نیست گرداند خدا از یک شرار
اس (وزیر) کے بوجھ اور اس جیسے لاکھوں کے بوجھ کو — خدا ایک چنگاری سے نیست و نابود کر دے

عین آں تخییل را حکمت کند — عین آں زہراب را شربت شرار
بعینہٖ ان خیالات کو دانائی بنا دے — اور اس زہریلے پانی کو شربت بنا دے

در خرابی گنجہا پنہاں کند — خار را گل جسمہا را جاں کند
ویرانہ میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے — کانٹے کو پھول اور جسموں کو جان بنا دیتا ہے

آں گماں انگیز را سازد یقیں — مہر و ہا روید از اسباب کیں
وہ گمان پیدا کرنے والی بات کو یقین بنا دیتا ہے — اور کینہ کے اسباب سے محبتیں اگا دیتا ہے

پرورد در آتش ابراہیم را — ایمنی روح سازد بیم را
حضرت ابراہیم کو آگ میں پالدیتا ہے — اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے

از سبب۳ سازیش من سودائیم — وز سبب سوزیش سوفسطائیم
اس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں — اور اس کی سبب سوزی سے میں سوفسطائی ہوں

در سبب سازیش سرگرداں شدم — در سبب سوزیش ہم حیراں شدم
اس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں — اس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شورا فگندن در قوم
وزیر کا مکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شورش پیدا کر دینا

---

۱ بتر۔ بدتر۔ آں مسخ صوری مسخ ایں مسخ۔ معنوی مسخ دوں۔ کم تر خراب اختر ستارہ مسجود جس کو سجدہ کیا جائے۔ آدم زادہ آدم خلف۔ نیک فرزند ناخلف۔ بد فرزند شرف بزرگی، بلندی تاب۔ تپش۔ خور۔ سورج

۲ وزر۔ بوجھ، گناہ نیست۔ معدوم۔ یعنی خدا کی بخشش سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ تخییل خیالی بات وہمی علوم حکمت دانائی کی بات زہر آب زہر ملا پانی خراب۔ ویرانہ در آتش حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ باغ بن گئی۔

۳ سبب سازی۔ سبب بنانا۔ علت و معلول کا سلسلہ قائم کرنا یعنی ایک وجود کو کسی دوسرے وجود پر موقوف رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلا علت کوئی کام کرنا سوفسطائی۔ حکماء کا ایک گروہ ہے جو کسی حقیقت کو موجود نہیں مانتا، ہر شے کے وجود کو وہمی اور خیالی مانتا ہے۔

چوں وزیر ماکرِ ا بد اعتقاد | دین عیسیٰ رابدل کرداز فساد
جب مکار، بد اعتقاد وزیر نے | حضرت عیسیٰ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

مکرِ دیگر آں وزیراز خود بہ بست | وعظ را بگذشت در خلوت نشست
دوسرا مکر اس وزیر نے اختیار کیا | وعظ کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

در مریداں در فگنداز شوق سوز | بود در خلوت چہل پنجاہ روز
مریدوں میں شوق کی سوزش ڈالدی | چالیس پچاس روز تک تنہائی میں رہا

خلق دیوانہ شد نداز شوق اُو | از فراق حال وقال وذوق اُو
اس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے | حال اور گفتگو اور اس کے ذوق کی جدائی سے

لابہ و زاری ہمی کردند واُو | از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ | مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کبڑا ہو گیا تھا

گفتہ ایشاں بے تو مارا نیست نور | بےعصا کش چوں بود احوال کور ۲
انہوں نے کہا تیرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے | لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر نابینا کا حال کیا ہوگا؟

از سر اکرام واز بہر خدا | بیش ازیں از خود مکن مارا جدا
از راہ مہربانی اور خدا کے لئے | اس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

ماچو طفلانیم و مارا دایہ تو | برسر ماگستراں سایہ تو
ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے | وہی سایہ تو ہمارے اوپر ڈالدے

گفت جانم از محباں دور نیست | لیک بیروں آمدن دستور نیست
اس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے | لیکن باہر آنے کا میرے لئے حکم نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند | واں مُریداں در ضراعت آمدند
وہ امیر سفارش کے لئے آئے | اور وہ مرید عاجزی کرنے لگے

کانچہ بدبختی ست مارا اے کریم | از دل ودیں ماندہ مابے تو یتیم
کہ اے بزرگ! یہ ہماری کیسی بدبختی ہے | ہم دل اور دین سے تیرے بغیر محروم رہ گئے

تو بہانہ می کُن یو مازِ درد | میزنیم از سوزِ دل دمِ مہا سرد
تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے | دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

مابگفتار خوشت خو کر دہ ایم | ماز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ہمیں تیری میٹھی باتوں کی عادت ہوگئی ہے | ہم نے تیری دانائی کا دودھ پیا ہے

۱ ماکر۔ مکر کرنے والا۔ حال حالت مستی۔ قال گفتگو ذوق۔ وجدان، روحانی احساس۔ لابہ۔ خوشامد زاری۔ عاجزی۔ دولو۔ کبڑا۔ گتی، دوہرا۔
عصا کش۔ یعنی اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔
۲ کور نابینا دایہ۔ دودھ پلانیوالی عورت ماما۔
۳ دستور حکم، اجازت، طریقہ۔ امیراں بارہ سردار ضراعت۔ عاجزی، خوشامد کریم۔ بزرگ۔ یتیم۔ بے باپ کا بچہ محروم دمہائے سرد۔ ٹھنڈے سانس خو۔ عادت۔ شیر۔ دودھ حکمت۔ دانائی خوردہ۔ نوشیدہ

اللہ اللہ ایں جفا باما مکن　　لطف کن امروز را فردا مکن
خدا کے لئے یہ ظلم ہم پر نہ کر　　مہربانی کر، اور آج کو کل پر نہ ٹال

می دہد دل[1] امر ترا کیں بیدلاں　　بے تو گردن آخر از بے حاصلاں
کیا تیرا دل اس کی اجازت دیتا ہے کہ یہ بیدل　　تیرے بغیر محروموں میں شامل ہو جائیں؟

جملہ در خشکی چو ماہی می طپند　　آب را بکشاز جو بردار بند
سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں　　پانی کھول دے اور نہر سے بند اٹھا دے

ایکہ چوں تو در زمانہ نیست کس　　اللہ اللہ خلق را فریاد رس
اے وہ کہ دنیا میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے!　　خدا کے لئے لوگوں کی فریاد سن لے

دفع کردن وزیر مُریدان و اتباع خودرا
وزیر کا اپنے مریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

گفت ہاں اے سخرگان گفتگو　　وعظ و گفتار و زبان و گوش جُو
اُس نے کہا، خبردار! اے گفتگو کے پابندو!　　وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کرنیوالو!

پُنبہ اندر گوش حس دوں کنید　　بند حس از چشم خود بیروں کنید
حسی کان کے اندر روئی ٹھونس لو　　اپنی آنکھ سے ظاہری رکاوٹ دور کرو

پُنبہ آں گوش سر گوش سرست　　تا نگردد ایں کرآں باطن کرست
باطنی کان کی روئی، سر کا کان ہے　　جب تک یہ بہرا نہ ہو باطن بہرا ہے

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید　　تا خطاب ارجعی[2] رابشنوید
بے حس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ　　تاکہ ارجعی کے خطاب کو سنو

تا بگفت گوئے بیداری دری　　تو زگفت خواب کے بوئے بری
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے　　تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کرسکتا ہے

سیر بیرونی ست فعل و قول ما　　سیر باطن ہست بالائے سما
ہمارا فعل اور قول بیرونی سیر ہے　　باطنی سیر آسمانوں پر ہے

حس خشکی دید کز خشکی بزاد　　موسیٰ جان پائے بردریا نہاد
حس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی　　جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد　　سیر جاں پادردل دریا نہاد
خشک جسم کی سیر خشکی پر ہوئی ہے　　جان کی سیر نے دریا کے دل پر قدم رکھ دیا ہے

[1] دل دادن۔ آمادہ کرنا۔ بیدل۔ عاشق۔ بے حاصل محروم۔ طپیدن۔ طپیدن، تڑپنا، جلنا۔ ہاں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ سخرگان۔ سخرہ کی جمع ہے تابع۔ پنبہ روئی۔ گوش حس ظاہری کان، دوں۔ کمینہ، چشم۔ یعنی قلبی بینائی۔ گوش سر باطنی کان۔ گوش سر۔ ظاہری کان، یعنی جب تک ظاہری کان کھلے ہوئے ہیں، باطنی کان کام نہیں کرتے ہیں۔

[2] ارجعی۔ تو لوٹ آ، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف خود خوش ہوتی اور اس کو خوش کرتی لوٹ جا حس یعنی حس ظاہری، چونکہ مٹی سے بنا ہے لہٰذا اس کی سیرگاہ بھی عالم آب وگل ہے۔ روح، ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے، اس کی سیر بھی ملاءِ اعلیٰ میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ پیدائش کے بعد دریائے نیل میں بہا دیے گئے تھے۔ دریا۔ یعنی عالم آخرت

چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت — گاہ کوہ وگاہ صحراء گاہ دشت
چونکہ عمر خشکی کے راستہ میں کٹی ہے — کبھی پہاڑ، کبھی جنگل اور کبھی میدان میں

آبِ حیواں را کجا خواہی تو یافت — موجِ دریا را کجا خواہی شگافت
تو آبِ حیات کو کب پا سکے گا؟ — دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟

موجِ خاکی فہم ووہم وفکرِ ماست — موجِ آبی محو[1] سکر است وفنا ست
خاکی موج ہماری سمجھ، ہمارا وہم اور ہماری سوچ ہے — آبی موج محویت اور سکر اور فنا ہے

تا دریں سکری ازاں سکری[2] تو دُور — تا ازیں مستی ازاں جامے نفور
جب تک تو اس سکر میں ہے اس سکر سے دور ہے — جب تک تو اس سے مست ہے اس جام سے نفرت کرنے والا ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار — مدتے خاموش خوکن ہوشدار
ظاہری گفتگو، غبار کی مانند ہے — کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال ہوش میں آ

مکرر عرض کر دن مریداں کہ خلوت رابشکن
مریدوں کا مکر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑیئے

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جُو — ایں فریب وایں جفا باما مگو
سب نے کہا، اے حکیم، خلل انداز — یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا

ما اسیرانیم تا کے ایں فریب — بیدل وجانیم تا کے ایں عقیب[3]
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟ — ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غصہ کب تک؟

چوں پذیرفتی تو ما را زِ ابتدا — مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا
تو نے جب ہمیں ابتداء سے قبول کر لیا ہے — اسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر

ضُعف و عجز و فقرِ ما دانستۂ — دردِ ما را ہم دوا دانستۂ
تو نے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے — ہمارے درد کی دوا بھی تو نے جان لی ہے

چار پارا قدرِ طاقت بارنہ — بر ضعیفاں قدرِ قوت کارنہ
چوپائے پر، طاقت کے مطابق بوجھ لاد — کمزوروں پر بقدر قوت کام ڈال

دانہ ہر مرغ اندازہ ویست — طعمہ ہر مرغ انجیرے کے ست
ہر پرندہ کا دانہ اس کے اندازے کے مطابق ہے — ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب ہے

طفل را گرناں دہی بر جائے شیر — طفلِ مسکیں را ازاں ناں مردہ گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے — مسکین بچہ کو اس روٹی سے مردہ سمجھ

---

[1] محو۔ مٹا دینا، تصوف کی اصطلاح میں فنا فی الذات کو کہتے ہیں جس کے مقابل اثابت ہے۔ سکر مستی تصوف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں انوار غیبی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل کیفیت صحو ہے۔

[2] سکر۔ یعنی انوار غیبی کے غلبہ کی کیفیت۔ جام۔ یعنی جام معرفت نفوز متفر۔ غبار یعنی حجاب قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرت کلام دل میں قساوت پیدا کرتا ہے۔ رخنہ جو چونکہ ہماری تباہی کو پسند کر رہا ہے اسیر محبت کا قیدی۔

[3] عقیب۔ عتاب کا امالہ ہے۔ غصہ ناراضی۔ چوں وضعداری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بنایا ہے تو خادم بنائے رکھے۔ دانستہ یعنی تجھے معلوم ہے کہ ہماری دوا تیرا قرب ہے۔ چار پا یعنی ہمارے ساتھ اب وہ برتاؤ نہ کر جو ہمارے لئے نا قابل برداشت ہے دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔

چونکہ دند نہا بر آرد بعد ازاں — خود بخود گردد دلش جویائے ناں
جب وہ دانت نکال لے گا — تو اس کا دل خود بخود روٹی تلاش کریگا

مرغِ[1] نارستہ چوں پراں شود — لقمۂ ہر گربہ دراں شود
جس پرندے کے پر نہ نکلے ہوں جب وہ اڑے گا — ہر درندہ بلی کا لقمہ بن جائے گا

چوں برآرد پر بپرد اُو بخود — بے تکلف بے صفیرِ نیک و بد
جب پر نکال لیگا، وہ خود بخود اڑیگا — اچھی، بری سیٹی کے بغیر، بلا تکلف

دیو را نطق تو خامش می کند — گوش ما را گفت تو ہُش می کند
تیری گفتگو، شیطان کی چپ کر دیتی ہے — تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کر دیتی ہے

گوش ما ہوش ست چوں گویا توئی — خشک ما بحر ست چوں دریا توئی
جب تو گویا ہوتا ہے ہمارے کان (ہمہ تن) ہوش ہوتے ہیں — چونکہ تو دریا ہے، ہمارا خشک بھی سمندر ہے

با تو ما را خاک بہتر از فلک — اے سماک[2] از تو منور تا سمک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان سے بہتر ہے — اے وہ ذات کہ تجھ جیسے سماک سے سمک تک روشن ہے

بے تو ما را بر فلک تاریکی ست — با تو اے ماہ ایں زمین تاری کے ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پر اندھیرا ہے — اے چاند تیرے ہوتے ہوئے زمین کب اندھیری ہے؟

با مہ روئے تو شب تاری کے ست — روز را بے نورِ تو تاریکی ست
تیرے چہرے کے چاند کے ہوتے ہوئے رات کب تاریک ہے؟ — دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

با تو بر خاک از فلک بُردیم دست — بر سما ما بے تو چوں خاکیم پست
تیرے ذریعہ زمین پہ رہتے ہوئے ہم آسمان پر سبقت لیگئے — تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی زمین کی طرح پست ہیں

صورت رفعت بود افلاک را — معنیٔ رفعت روان پاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے — پاک، روح کو معنوی بلندی حاصل ہے

صورتِ رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنیٰ اسمہاست
جسموں کی ظاہری بلندی ہے — جسم، معنی کے سامنے (محض) نام ہیں

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن — لا تقنطنا فقد طال الحزن
اللہ ہم پر ایک نظر ڈالدے — ہمیں مایوس نہ کر غم دراز ہو گیا

جواب گفتن وزیر کہ خلوت رانمی شکنم

وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑوں گا

---

[1] مرغ۔ تو ہمارے لئے بمنزلہ پروں کے ہے، تیرے بغیر ہماری ہلاکت ہے۔ دیو۔ شیطان۔ نطق گویائی ہش۔ ہوش کا مخفف ہے یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ اور ہمارا ہوش تیری صحبت اور گفتگو پر موقوف ہے

[2] سماک۔ ستارہ کا نام ہے۔ سمک مچھلی۔ تاریکی اندھیرا۔ تاری۔ اندھیرا بردیم دست۔ دست بردن غالب آنا، سبق لے جانا۔ سما۔ آسمان۔ صورت رفعت ظاہری بلندی، معنی رفعت حقیقی بلندی

گفت جحتہائے خود کوتہ کنید | پندرا ادر جان و در دل رہ کنید
اس نے کہا اپنی محبتوں کو مختصر کرو | جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو

گر امینم متہم بنود امین | گر بگویم آسماں را من زمیں
اگر میں امانتدار ہوں تو امین متہم نہیں ہوتا ہے | خواہ میں آسمان کو زمین کہوں

گر کمالم باکمال انکار چیست | ور نیم ایں زحمت و آزار چیست
اگر میں کامل ہوں تو کمال کے ہوتے ہوئے انکار کیا جائے | اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت اور تکلیف کیوں ہے؟

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں | زانکہ مشغولم باحوال دروں
میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا | اس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردن مریداں در خلوت وزیر باردگر
وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دوبارہ خوشامد کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست | گفت ما چوں گفتۂ اغیار نیست
سب نے کہا اے وزیر! انکار نہیں ہے | ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے

اشک دیدہ است از فراق تو رواں | آہ آہ ست از میان جاں رواں
تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہہ رہے ہیں | جان سے آہ آہ نکل رہی ہے

طفل ۲ بادایہ استیزد ولیک | گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک
بچہ دایہ سے نہیں لڑتا لیکن | وہ روتا ہے اگرچہ اچھا برا نہیں جانتا ہے

ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی | زاری از ما نے تو زاری میکنی
ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو مضراب مارتا ہے | رونا ہمارا نہیں ہے تو روتا ہے

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات | بُرد و مات ما زست اے خوش صفات
ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں | اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے

ما کہ باشیم اے تو ما را جان جاں | تا کہ ما باشیم با تو درمیاں
اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان ہے ہم کیا ہوتے ہیں؟ | تیرے ہوتے ہوئے درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما | تو وجودِ مطلقِ فانی نما
ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں | تو فانی نما، وجودِ مطلق ہے

۱ پندرا۔ یعنی نصیحت کو دل و جان سے قبول کرلو۔ متہم۔ تہمت زدہ گفت گفتگو گفتہ۔ کہا ہوا۔ اغیار غیر کی جمع یعنی ہماری یہ باتیں اپنوں کی باتیں ہیں جو آپ کے کمال کے انکار کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اشک اگر کمال کا انکار ہوتا تو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی۔

۲ طفل یعنی بچہ اپنی اندرونی تکلیف سے روتا ہے ماں کو ستانا مقصود نہیں ہوتا اس لئے ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے۔ ما چو چنگیم۔ یہاں سے مولانا کا اپنا بیان شروع ہو گیا ہے، اس کا تعلق وزیر کے مریدوں سے نہیں ہے۔ نائے۔ بانسری۔ نوا۔ آواز۔ صدا۔ گونج آواز بازگشت۔

۳ شطرنج۔ مشہور کھیل ہے بُرد و مات۔ ہار جیت۔ تا کہ باشیم۔ تیرے وجود کے بالمقابل ہمارا وجود معدوم ہے۔ فانی نما۔ یعنی ممکن کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں۔ صرف نظر آتا ہے لہٰذا وہ ہستی نما عدم ہے اور واجب کا وجود حقیقی ہے جو نظر نہیں آتا لہٰذا وہ وجودِ مطلق فانی ہے۔

ما ہمہ شیران ولے شیرِ علَم
ہم سب شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر

حملۂ شان از باد باشد دمبدم
جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

حملہ اشاں[۱] پیدا و ناپیداست باد
ان کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے

آنکہ ناپیداست ہرگز گم مباد
وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی (دل سے) گم نہ ہو

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تُست
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا سے ہے

ہستیِ ما جملہ از ایجادِ تُست
ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

لذّتِ ہستی نمودی نیست را
تو نے معدوم کو وجود کی لذّت چکھائی

عاشق خود کردہ بودی نیست را
تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنایا تھا

لذّتِ انعامِ خودرا وامگیر
اپنے انعام کی لذّت کو واپس نہ لے

نقل خمرو جامِ خودرا وامگیر
شراب کی نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جُست و جُو کُند
اور اگر تو لے لے کون ہے جو جستجو کر سکے؟

نقش با نقاش چوں نیرو کُند
نقش، نقاش کے ساتھ کیا زور آزمائی کرے؟

منگر اندر ما مکن در ما نظر
ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر

اندرا کرام و سخائے خود نگر
اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

ما نبود[۲] یم و تقاضا مان نبود
نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا

لطفِ تو نا گفتہ ما می شنوُد
تیری مہربانی ہماری ان کہی سنتی تھی

نقش باشد پیش نقاش و قلم
نقش، نقاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے

عاجز و بستہ چو کودک در شکم
عاجز اور مجبور جس طرح بچہ پیٹ میں

پیش قدرت خلق جملہ بارگہ
قدرت کے سامنے، عالم کی تمام مخلوقات

عاجزاں چوں پیشِ سوزن[۳] کارگہ
عاجز ہیں، جس طرح سوئی کے سامنے کڑھائی کا کپڑا

گاہ نقش دیو گہ آدم کُند
کبھی شیطان کا، کبھی آدم کا نقش بناتا ہے

گاہ نقش شادی و گہ غم کُند
کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش کھینچتا ہے

دست نے تا دست جنباند بدفع
کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کا ہاتھ ہلائے

نطق نے تا دم زند از ضرّ و نفع
گویائی نہیں جو نفع اور نقصان پر دم مارے

تو ز قرآں باز خوان تفسیرِ بیت
تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے

گفت ایزد ما رمیتَ اِذ رمیتَ
اللہ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا

---

۱ حملہ شاں۔ جھنڈا ہوا سے ہلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیر حملہ آور ہے۔ لذّتِ ہستی۔ ہم معدوم تھے تو نے وجود کا مزا چکھایا ازل میں ہم سے عہد الست لے کر ہم کو شیدا بنا دیا۔ وا۔ باز، واپس۔ نقل۔ وہ میوہ یا نمکین وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ نقش۔ ممکنات، واجب کا نقش و نگار ہیں۔

۲ ما نبودیم۔ ہمارا وجود بھی نعمت ہے جو بلا مانگے ملی۔ اور ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ عاجز و بستہ۔ اگر خدا اپنی نعمتیں ہم سے چھین لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ بارگہ۔ عالم، دنیا۔ سوزن۔ سوئی۔

۳ کارگہ۔ وہ کپڑا جس پر نقاش بیل بوٹے کاڑھتا ہے۔ دست۔ ہاتھ، طاقت دفع۔ روکنا، دھکیلنا۔ نطق۔ قوتِ گویائی۔ ضرر۔ نقصان۔ بیت۔ یعنی ان اشعار کی تفسیر۔ ما رمیت۔ غزوہ بدر میں آنحضور نے ایک مٹھی کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے وہ بدحواس ہو کر شکست کھا گئے۔

گر بپرّ انیم تیر آن کے زماست　　ماکمان (۱) و تیراندازش خداست

اگر ہم تیر چلائیں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟　　ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے

این نہ جبر این معنی جباری ست　　ذکر جبّاری برائے زاری ست

جو جبر نہیں ہے، یہ جباری کے معنی ہیں　　جباری کا ذکر (انسان کا) عجز ظاہر کرنے کے لئے ہے

زاریِ ماشد دلیلِ اضطرار ۲　　خجلت ماشد دلیلِ اختیار

ہمارا عجز، اضطرار کی دلیل ہے　　ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے

گر نبودے اختیار ایں شرم چیست؟　　ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست؟

اگر اختیار نہ ہوتا، تو یہ شرم کیا ہے؟　　اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح جوئی کیا ہے؟

زجر اُستاداں بشاگرداں چراست؟　　خاطر از تدبیرہا گرداں چراست؟

استادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟　　تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟

ور تو گوئی غافل ست از جبر اُو　　ماہِ حق پنہاں کند در ابرِ اُو

اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے　　اللہ کا چاند اس کو اپنے ابر میں چھپا دیتا ہے

ہست این را خوش (۳) جواب ار بشنوی　　بگذری از کفر و بر دیں بگروی

اگر تو سنے تو اس کا (بھی) اچھا جواب ہے　　تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر مائل ہو جائیگا

حسرت و زاری کہ در بیماری ست　　وقت بیماری ہمہ بیداری ست

حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے　　بیماری کا وقت پوری بیداری ہے

آں زماں کہ میشوی بیمار تو　　میکُنی از جُرم استغفار تو

جس وقت تو بیمار ہوتا ہے　　تو گناہ سے توبہ کرتا ہے

می نماید بر تو زشتی گُنہ　　میکُنی نیت کہ باز آیم برہ

تیرے اوپر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے　　تو ارادہ کرتا ہے کہ راہِ راست پر لوٹ آؤں گا

عہد و پیماں میکُنی کہ بعد ازیں　　جُز کہ طاعت نبودم کار گزیں

تو عہد اور پیماں کرتا ہے کہ اس کے بعد　　عبادت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا　　می بہ بخشد ہوش و بیداری تُرا

لہٰذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری　　تجھے ہوش اور بیداری بخشی ہے

پس بداں ایں اصل را اے اصل جُو　　ہر کرا درد ست اُو بُرد ست بُو

اے راز کے طالب! اس حقیقت کو سمجھ لے　　جس میں درد ہے اس کو پتہ مل گیا ہے

---

۱ ماکمان۔ ہم محض ایک آلہ ہیں اصل فاعل خدا کی ذات ہے۔ جبر۔ زبردستی، فرقہ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے، اسے بالکل اختیار نہیں ہے، اہل سنت کے نزدیک انسان کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار خدا کے اختیار کے تابع ہے۔ جباری۔ زبردستی دباؤ۔ زاری۔ ضعف۔ ناتوانی۔ برائے۔ یعنی اللہ کی جباری سے انسان کا مجبور محض ہونا لازم نہیں آتا۔

۲ اضطرار۔ مجبوری۔ خجلت۔ شرمندگی۔ یعنی انسان میں جبر اور اختیار ملا جلا ہے لہٰذا وہ مضطر بھی ہے اور مختار بھی۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم صلح جوئی۔ شرم چیست اگر انسان مجبور محض ہوتا ہے۔ تو اپنے گناہوں پر کیوں شرماتا۔ زجر۔ جھڑکی خاطر طبیعت، دل۔ گرداں پریشان۔ چراست۔ یعنی اگر شاگرد مجبور محض ہوتا تو استاد اس کو کیوں جھڑکتا گرداں مدبروں کا تدبیریں کرنا بھی جبر کے منافی ہے ور۔ یعنی اگر یہ اعتراض ہو کہ مدبروں کی سرگردانی اور اُستاد کا جھڑکنا اس بنیاد پر ہے کہ ان کو جبر کا احساس نہیں۔

۳ خوش جواب اس کا بہت اچھا جواب ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے بگروی۔ گرویدن کا فعل مضارع ہے بمعنی مائل ہونا۔ جھکنا۔ بیداری۔ غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ استغفار۔ استغفر اللہ پڑھنا۔ یعنی اے اللہ ہمیں معاف کر دے۔ راہ ہدایت کا راستہ۔ ہوش۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے جبر و اختیار کا صحیح ہوش بیماری کے وقت ہو جاتا ہے۔ اصل۔ قاعدہ کلیۂ۔ بو۔ خوشبو

هر کہ اُو بیدارتر پُر دردتر　هر کہ اُو آگاه تر رُخ زردتر

جو زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پُر درد ہے　جو زیادہ باخبر ہے اس کا چہرہ زیادہ زرد ہے

گر ز جبرش آگہی زاریت کو　جنبش زنجیر جباریت کو

اگر تو اس کے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے　تیری مجبوری کی زنجیر کی جھنکار کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند　چوب اشکستہ عمادی چوں کند

زنجیر سے جکڑا ہوا، سخاوت کیسے کر سکتا ہے؟　ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بن سکتی ہے؟

کے اسیر حبس ۲ آزادی کند　کے گرفتارِ بلا شادی کند

قید خانہ کا قیدی، آزادی کب منا سکتا ہے؟　مصیبت میں گرفتار، خوشی کب منا سکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند　بر تو سرہنگانِ شہ بنشستہ اند

اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پیر باندھ دیئے ہیں　تجھ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں

پس تو سرہنگی مکن با عاجزاں　زانکہ نبود طبع و خوئ عاجزاں

لہذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن　اس لئے کہ یہ عاجزوں کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی ہے

چوں تو جبر اُو نمی بینی مگو　ور ہمی بینی نشانِ دید کو

جب تو اس کا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہ ہو　اور تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟

اندراں کاریکہ میل ستت بداں　قدرتِ خود را ہمی بینی عیاں

جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اُس میں　تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندراں کاریکہ میلت نیست وخواست　اندراں جبری شوی کیں از خداست

جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے　اس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے

اَنبیا ۳ در کار دنیا جبری اند　کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند

انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں　کافر، آخرت کے کام میں جبری ہیں

اَنبیارا کارِ عقبیٰ اختیار　کافراں را کارِ دنیا اِختیار

انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیاری ہیں　کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیاری ہیں

زانکہ ہر مُرغے بسوئے جنس خویش　میرود اُو در پس و جاں پیش پیش

کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف　پیچھے پیچھے جاتا ہے اور جان آگے آگے

کافراں چوں جنس سجیں آمدند　سجنِ دنیا را خوش آئین آمدند

کافر چونکہ سجین کی جنس کے ہیں　دنیا کی قید خانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

---

۱ رُخ زرد۔ چہرے کی زردی خوف کی علامت ہے۔ گر۔ اگر اللہ کی طرف سے جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور نہیں تو جبر کی آواز ہونی چاہئے۔ رادی۔ سخاوت، راد۔ سخی اسیر۔ قیدی۔

۲ حبس۔ قید خانہ سرہنگ۔ سپاہی۔ سرہنگی سپاہیانہ جبر و تشدد زانکہ۔ مجبور دوسروں پر جبر نہیں کر سکتا اور انسان دوسروں پر جبر و ظلم کرتا ہے۔ خواست۔ خواہش جبری۔ مجبور کیں کہ ایں از خداست۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ حسب منشا کاموں میں اپنا اختیار سمجھتا ہے اور جو کام نہ کرنا چاہے اُس میں اپنے آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔

۳ اَنبیاء۔ دنیاوی کاموں میں ترک اسباب کرتے ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں اختیار۔ انبیاء، آخرت کے کاموں کو اختیاری سمجھتے ہیں اور کافر دنیا کے کاموں کو۔ ہر مرغے۔ پرندہ اس قدر خوشی سے جاتا ہے کہ خود تو پیچھے ہو جاتا ہے اور اُس کی جان اس سے بھی آگے ہوتی ہے۔ سجین۔ وہ جگہ جہاں کفار کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

انبیاء چوں جنسِ علیّیں ابُدند — سوئے علیّیں بجان و دل شدند
انبیاء چونکہ علیین کی جنس کے تھے — اس لئے وہ دل وجان سے علیین کی طرف متوجہ ہوئے

اے خدا بنما تو جاں را آن مقام — کاندرو بے حرف میروید کلام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے! — جہاں بلا حرفوں کے کلام بنتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما — باز گوئیم آں تمامی قصہ را
اس بات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ہم — پھر اس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردنِ وزیر مُریداں را در نقضِ خلوت

وزیر کا مریدوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

آں وزیرا اندروں آواز داد — کاے مریداں از من ایں معلوم باد
اُس وزیر نے اندر سے آواز دی — اے مریدو! میری جانب سے یہ معلوم رہے

کہ مرا عیسیٰ چنیں پیغام کرد — کز ہمہ یاران و خویشاں باش فرد
کہ مجھے حضرت عیسیٰ نے ایسا پیغام دیا ہے — کہ تمام دوستوں اور اپنوں سے اکیلے رہو

روئے در دیوار کن تنہا نشیں — وز وجودِ خویش ہم خلوت گزیں
گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ — اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد ازیں دستوری گفتار نیست — بعد ازیں با گفتگویم کار نیست
اس کے بعد بات چیت کا حکم نہیں ہے — اس کے بعد بات چیت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے

اُلوداع اے دوستاں من مُردہ ام — رخت بر چارم فلک بر بُردہ ام
اے دوستو! رخصت، میں مردہ ہوں — سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

تا بزیرِ چرخِ ناری[2] چوں حَطب — می نسوزم در عنا و در عَطب
تاکہ میں آگ کے کرہ کے نیچے، ایندھن کی طرح — مشقت اور محنت میں نہ جلوں

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازین — بر فرازِ آسمانِ چارمین
اس کے بعد حضرت عیسیٰ کے پہلو میں بیٹھوں گا — چوتھے آسمان کی بلندی پر

ولی عہد ساختنِ وزیر ہر یک امیر جُدا جُدا

ولی عہد بنانا وزیر کا ہر سردار کو علیحدہ علیحدہ

وانگہانے آں امیراں را بخواند — یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
تب اُن امیروں کو بلایا — اور ایک ایک کرکے تنہائی میں ہر ایک سے بات کی

1 علیّین۔ نیکوں کا رجسٹر، جنت کا ایک مقام۔ جان را یعنی روح کو وہ مقام عنایت فرما دے۔ جہاں بلا قال و قیل مکاشفہ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ چارم چہارم، حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر زندہ سلامت ہیں۔

2 چرخِ ناری۔ آگ کا کرہ جو ہوا کے کرہ سے اوپر ہے۔ حطب۔ ایندھن عنا۔ مشقت۔ عطب ہلاکت۔ عیسیٰ حضرت عیسیٰ چرخِ چہارم پر ہیں فراز۔ وسعت۔ حرف راندن بات کرنا۔

گفت ہریک رابدینِ عیسوی — نائب[1] حق وخلیفہ من توئی

ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں — اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے

واں امیرانِ دِگر اَتباعِ تو — کرد عیسیٰ جُملہ را اَشیاعِ تو

اور دوسرے امیر، تیرے تابع ہیں — حضرت عیسیٰ نے سب کو تیرا پیرو بنا دیا ہے

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر — یا بکُش یا خود ہمیدارش اَسیر

جو امیر سرکشی کرے اس کو گرفتار کر لے — یا مار ڈال یا اس کو اپنا قیدی بنا لے

لیک تامن زندہ ام ایں رامگو — تامیرم این ریاست رامجو

لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا — جب تک میں مر نہ جاؤں اس سرداری کی کوشش نہ کرنا

تامیرم من تو ایں پیدامکُن — دعویِ شاہی واستیلاء مکُن

جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا — بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا

اینک ایں طومار واحکام مسیح — یک بیک برخواں تو برامت فصیح

اب یہ دفتر اور حضرت مسیح کے احکام — ایک ایک کرکے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھدے

ہر امیرے راچنیں گفت اُوجدا — نیست نائب جز تو در دین خدا

ہر امیر سے علیحدہ علیحدہ ایسا ہی کہا — کہ خدا کے دین میں تیرا سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد اُو یک یک عزیز[2] — ہر چہ اُورا گفت ایں را گفت نیز

ہر ایک کو اس نے ایک ایک کرکے معزز بنایا — جو [illegible] سے کہا اس سے بھی کہا

ہر یکے را اُو یکے طومار داد — ہر یکے ضدِ دگر بدُ المُراد

ہر ایک کو اس نے ایک دفتر دیدیا — اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا

متنِ آں طومار ہابُد مختلف — ہمچو شکلِ حرفہا با تا الف

ان دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں — جیسا کہ الف با، تا، کے حروف

حُکمِ ایں طومار ضدِ حُکمِ آں — پیش ازیں کردیم ایں ضدرا بیاں

اس دفتر کا حکم اس دفتر کے خلاف تھا — اور اس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں

ضد ہم دیگر زپایاں تابسر — شرح دادستیم ایں را اے پسر

سر سے پیر تک ایک دوسرے کی ضد — اے صاحبزادے، ہم اس کی تفصیل بتا چکے ہیں

[1] نائب۔ قائم مقام۔ خلیفہ۔ جانشین۔ اتباع تابع کی جمع، پیرو۔ اشیاع شیعہ کی جمع، طرفدار۔ کشد گردن۔ سرکشی کرے۔ اسیر قیدی۔ ریاست حکومت۔ پید ظاہر استیلا غلبہ۔

[2] عزیز۔ معزز، باعزت الف حروف تہجی میں سے ہر ایک کی شکل جدا ہے۔ اے پسر گزشتہ مضامین میں اس کی تشریح کردی گئی ہے۔

کُشتن وزیر خود را در خلوت از مُریداں

مریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

بعد ازاں چل روز دیگر در بہ بست
خویش را کشت از وجودِ خود برست
اس کے بعد پھر چالیس روز دروازہ بند رکھا
اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے چھٹکارا پایا

چونکہ خلق از مرگِ اُو آگاہ شد
بر سرِ گورش قیامت[۱] گاہ شد
جب لوگ اس کی موت سے آگاہ ہوئے
تو اس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

خلق چندان جمع شد بر گورِ اُو
مُو کنان جامہ داران در شورِ اُو
اس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے
بال نوچتے ہوئے، کپڑے پھاڑتے ہوئے اس کے غم میں

کاں عدد را ہم خداداند شمرد
از عرب وز ترک وز رومی و کُرد
ان کی تعداد کو خدا ہی گننا جانتا ہے
عرب اور ترک اور رومی اور کرد (سب ہی ان میں شامل تھے)

خاکِ اُو کردند بر سر ہائے خویش
دردِ اُو دیدند درمانہائے خویش
اس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی
اور اپنا علاج اس کے درد کو سمجھا

آں خلائق بر سرِ گورش مہے
کردہ خوں را از دو چشم چو[۲] رہے
ان لوگوں نے ایک مہینہ تک اس کی قبر پر
اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

جُملہ از دردِ فراقش در فغان
ہم شہاں وہم کہان وہم مہان
اس کی جدائی کے درد سے سب آہ وزاری میں تھے
بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردن امتِ عیسیٰ کہ ولیعہد از شما کدام ست

حضرت عیسیٰ کی امت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے، ولی کون ہے؟

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان
از امیران کیست بر جائش نشان
ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بزرگو!
سرداروں میں سے اس کا قائم مقام کون ہے

تا بجائے اُو شناسیمش امام
تا کہ کارِ ما ازو گردد تمام
تاکہ اس کی جگہ ہم اس کو امام سمجھیں
تاکہ ہمارا کام اس کے ذریعہ مکمل ہو

سر ہمہ بر اختیارِ اُو نہیم
دست[۳] بر دامان و دستِ اُو زنیم
ہم سب اس کے حکم کی اطاعت کریں
اور اس کے دامن اور ہاتھ کو پکڑ لیں

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ
چارہ نبود بر مقامش از چراغ
جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دے گیا
تو اس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار
نائبے باید ازو مان یادگار
جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا
تو ہمیں اس کا قائم مقام اس کی یادگار چاہئے

---

۱ قیامت گاہ۔ میدان حشر۔ مُو۔ بال کناں کندن، کھودنا، اکھاڑنا درآن دریدن، پھاڑنا کرد۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ ایک قوم ہے درد۔ تکلیف۔ درماں علاج۔ مہے۔ ایک مہینہ

۲ راہ کردن۔ جاری کرنا کہاں۔ کہ کی جمع، کم رتبہ چھوٹا۔ مہاں۔ مہ کی جمع، بزرگ، بڑا۔ ولی عہد، کسی حاکم کے بعد حاکم ہونے والا۔

۳ دست بر داماں زدن۔ سہارا پکڑنا۔ دست بردست زدن۔ بیعت کرنا۔ خورشید۔ یعنی وزیر۔ چارہ۔ علاج تدبیر چراغ سورج کے ڈوبنے پر چراغ جلانا پڑتا ہے۔ ماں۔ ہمارا۔

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب | بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
جب فصل گل ختم ہو گئی اور چمن تباہ ہو گیا | تو پھول کی خوشبو کس سے طلب کریں؟ گلاب سے

حق تعالیٰ چوں نیاید در عیاں | نائب حقند این پیغمبران
چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے | یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نے[1] غلط گفتم کہ نائب یا منوب | گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں | اور اگر ان کو دو سمجھو گے تو برا ہوگا، اچھا نہ ہوگا

نے دو باشد تا توئی صورت پرست | پیش او یک گشت کز صورت برست
نہیں وہ دو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے | جو ظاہر بینی سے گزرا اس کے لئے ایک ہیں

چوں بصورت بنگری چشمت دو است | تو بنورش درنگر کاں یک تو است
جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دو آنکھیں ہیں | تو ان کے اس نور کو دیکھ کر وہ ایک ہی ہے

لا جرم چوں بر یکے افتد بصر | آں یکے بینی دو ناید در نظر
لا محالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے | تو اس کو تو ایک ہی دیکھے گا، دو نظر نہ آئیں گی

نور ہر دو چشم نتواں فرق کرد | چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد
دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جا سکتا | جب انسان ان کے نور پر نظر ڈالے

در بیانِ آنکہ جملہ پیغمبراں برحق باشند کہ لانفرق بین احد من رسلہ

(اس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اس لئے کہ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" (فرمایا گیا ہے))

دہ[2] چراغ ار حاضر آری در مکاں | ہر یکے باشد بصورت غیر آں
اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے | تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہوگا

فرق نتواں کرد نور ہر یکے | چوں بنورش روئے آری بیشکے
ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جا سکے گا | بیشک جب تو اس کے نور کی طرف رخ کرے گا

اُطْلُبِ الْمَعْنٰی مِنَ الْفُرْقَانِ وَقُلْ | لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اٰحَادِ الرُّسُلْ
اس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ | کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری | صد نماید یک شود چوں بفشری
اگر تو سو سیب اور سو بہی گنے | تو سو نظر آئیں گے لیکن جب ان کو نچوڑے گا تو ایک ہو جائیں گے

در معانی قسمت و اعداد نیست | در معانی تجزیہ و افراد نیست
معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے | تجزیہ اور اکائیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

---

[1] نے۔ پہلی بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے پیغمبر کو نائب کہہ دیا ہے۔ نے۔ نہیں، یعنی دونوں جداگانہ بھی ہیں۔ صورت پرست۔ ظاہر پرست۔ صورت پرست جو ظاہر بینی سے نکلا۔ چشمت۔ یعنی آنکھیں دو ہیں لیکن ان کی روشنی میں وحدت ہے۔ لا جرم، یقیناً، دونوں آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر آتی ہے۔

[2] دہ چراغ۔ دس چراغ بظاہر دس ہیں۔ لیکن سب کی روشنی میں وحدت ہے۔ وقل۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں" در معانی۔ تعداد الفاظ میں ہے اور معنی میں وحدت ہے اور اصل چیز معنی ہیں۔

اتحاد یار بایاران خوش ست　　پائے معنیٰ گیر صورت سرکش ست
یار کا یاروں سے اتحاد بہتر ہے　　معنیٰ کا اتباع کر۔ ظاہر تو سرکش ہے

صورت[1] سرکش گدازان کن برنج　　تا بہ بینی زیر آں وحدت چو گنج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے پگھلا دے　　تاکہ تو اس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھ لے

ور تو نگدازی عنایت ہائے او　　ہم گدازد اے دلم مولائے او
اور اگر تو نہ پگھلا سکے تو اس کی مہربانیاں　　بھی پگھلا دینگی اے (مخاطب) میرا دل اس کا غلام ہے

او نماید ہم بدلہا خویش را　　او بدوزد خرقۂ درویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کر دیتا ہے　　اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے

منبسط بودیم و یک گوہر ہمہ　　بے سر و بے پا بدیم آں[2] سر ہمہ
ہم بسیط اور بالکل ایک جوہر تھے　　ہم بے سر و پا تھے اور وہ ہم سب کا سردار و سربی تھا

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب　　بے کدر بودیم و صافی ہمچو آب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے　　ہم میں گدلا پن نہ تھا اور پانی کی طرح صاف تھے

چوں بصورت آمد آں نور سرہ　　شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ
جب اس خالص نور نے صورت اختیار کی　　تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متعدد بنگیا

کنگرہ[3] ویراں کنید از منجنیق　　تا رود فرق از میان ایں فریق
گوپھن کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھا دو　　تاکہ اس فریق سے فرق مٹ جائے

در بیان آنکہ انبیاء علیہم السّلام گفتند کلّموا النّاس علیٰ قدرِ عقولھم زیراکہ بخہند انند انکار کنند وایشاں رازیاں دارو
اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو" اس لئے کہ جس کو وہ نہ سمجھیں گے، انکار کر دینگے اور ان کا نقصان ہو گا

قال علیہ السّلام اُمرنا اَن نُنزل النّاس منازلھم
آنحضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں"

شرح ایں را گفتمے من از مرے　　لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
اس راز کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا　　لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ کھا جائے

نکتہا چوں تیغ الماس ست تیز　　گر نداری تو سپر واپس گریز
نکتے، تیز تلوار کی طرح تیز ہیں　　اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے واپس بھاگ جا

[1] صورت سرکش۔ یعنی ظاہر پرستی، محنت اور ریاضت کے ذریعہ ختم کر دے۔ وحدت نظر آنے لگیگی۔ ور۔ اگر تیری ریاضت بھی کام نہ کریگی تو اللہ کی مہربانیاں اس منزل پر پہنچا دینگی۔ او۔ قلب مومن، مظہر ذات خداوندی ہے، اپنے جمال سے درویش کے ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے۔

[2] آں سر عالم ارواح میں سب ایک بسیط جوہر تھے اعضا بھی نہ تھے چوں بصورت۔ جب اس خالص نور کا مظہر کائنات بنی تو اس میں تعدد پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ سورج کی بسیط روشنی مختلف کنگروں پر پڑ کر تعدد کو قبول کر لیتی ہے۔

[3] کنگرہ۔ ریاضت کے ذریعہ مختلف مظاہر سے قطع نظر کر لینے کی طاقت پیدا کر دیتا کہ یہ تعدد اور فرق مٹ جائے۔ مرے۔ مرا کا امالہ ہے۔ لڑنا جھگڑنا۔ تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

پیش ایں الماس بے اسپر امیا — کز بُریدن تیغ رانبود حیا
اس تیز تلوار کے سامنے سپر کے بغیر مت آ — اس لئے کہ تلوار کاٹنے سے نہیں شرماتی

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف — تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کرلی ہے — تاکہ کوئی الٹا پڑھنے والا، الٹا نہ پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستاں — از وفا داری جمع دوستاں
ہم قصہ کے اختتام پر آگئے — دوستوں کے مجمع کی وفاداری کی وجہ سے

کز پس ۲ ایں پیشوا بر خاستند — بر مُقامش نایبے میخواستند
کہ وہ جو اس پیشوا کے بعد اٹھے — اس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

مُنازعت کردن اُمراء بایک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت — پیش آں قوم وفا اندیش رفت
ان سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا — اور اس وفا اندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائب آنمرد منم — نائبِ عیسیٰؑ منم اندر زمن
بولا، اب اس مرد کا میں قائم مقام ہوں — اور زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کا نائب میں ہوں

اینک ایں طومار بُرہانِ من ست — کایں نیابت بعد ازو آنِ من ست
اب! یہ دفتر میری دلیل ہے — کہ یہ قائم مقامی اس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیر دیگر آمد از کمیں — دعوی او در خلافت بُد ہمیں
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا — اور قائم مقامی میں اس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل اُو نیز طومارے نمود — تا بر آمد ہر دو را خشم و جُحود
اس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا — یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آگئی

آں امیرانِ دگر یک یک قطار — بر کشیدہ تیغہائے آبدار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہو کر — تیز تلواریں سونت لیں

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست — در ہم افتادند چوں پیلان مست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا — اور یہ سب مست ہاتھیوں کی طرح باہم گتھ گئے

ہر امیرے داشت خیل بیکراں — تیغہا را بر کشید نداز میاں
ہر امیر کے پاس ان گنت لشکر تھا — اور انہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

---

۱ اسپر ۔ ڈھال ۔ کژ خواں، خواں، جو غلط مطلب سمجھے۔
۲ پس ایں پیشوا ۔ وزیر ۔ مرنے کے بعد۔
وفا اندیش ۔ وفادار برہان دلیل
آن من ۔ میری ملکیت ۔ جحود ۔ ایک دوسرے کی بات کا انکار
بیکراں ۔ لاتعداد

صد ہزاران مردِ ترسا[1] کشتہ شد　　تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد
لاکھوں عیسائی مارے گئے　　یہاں تک کہ ان کے کٹے ہوئے سروں سے پشتہ بن گیا

خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست　　کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست
دائیں، بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا　　پہاڑ در پہاڑ ہوا میں غبار اڑا

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود　　آفت سرہائے ایشاں گشتہ بود
فتنوں کے بیج جو اس نے بوئے تھے　　وہ ان کے سروں کے لئے آفت بن گئے

جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت　　بعد کشتن روحِ پاک و نغز داشت
اخروٹ ٹوٹے، اور جس میں گری تھی　　مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا

کشتن و مُردن کہ بر نقشِ تن ست　　چوں انار و جوز را اشکستن ست
مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے　　انار اور اخروٹ توڑنے کی طرح ہے

آنچہ شیرین ست آں شد یار دانگ　　وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر بانگ
جو میٹھا ہے وہ قیمتی بنا　　اور جو گلا سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے

آنچہ پُر مغز ست چوں مشک ست پاک　　وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر خاک
جو گری سے بھرا ہے، مشک کی طرح پاک ہے　　جو گلا سڑا ہے وہ سوائے خاک کے کچھ نہیں ہے

آنچہ با معنیٰ[2] ست خوش پیدا شود　　وانچہ بےمعنیٰ ست خود رسوا شود
جو پُر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے　　اور جو بے حقیقت ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے

رَو بمعنیٰ کوش اے صورت پرست　　زانکہ معنیٰ بر تنِ صورت پرست
اے صورت کے پجاری جا معنیٰ کی کوشش کر　　اس لئے کہ معنیٰ ظاہر کے جسم کے لئے پر ہیں

ہمنشینِ اہلِ معنیٰ باش تا　　ہم عطایابی و ہم باشی فتی
اہلِ باطن کا ہمنشین بن تاکہ　　انعام بھی پائے اور مرد بھی بنے

جانِ بےمعنی دریں تن بےخلاف　　ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف
اس بدن میں بے معنی جان، یقیناً　　غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے

تا غلاف[3] اندر بُود با قیمت ست　　چوں بروں شد سوختن را آلت ست
جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے　　جب باہر نکلی جلانے کی چیز ہے

تیغ چوبیں را مبر در کار زار　　بنگر اوّل تا نگردد کار زار
میدانِ جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا　　پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

[1] ترسا۔ عیسائی کوہ کوہ۔ یعنی بارے کے پہاڑ ہوا میں اڑنے لگے۔ جوز۔ اخروٹ۔ نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب بانگ۔ آواز یعنی خراب اخروٹ میں سے کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

[2] معنیٰ حقیقت، باطنی و بیاں۔ پَر جسم کی پرواز باطنی خوبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اہلِ معنیٰ یعنی اولیاء اللہ۔ فتی۔ نوجوان، عارف باللہ جانِ بےمعنی وہ روح جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔

[3] تا غلاف۔ زندگی میں کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن ہے۔ کارزار میدان جنگ، خراب کام یعنی میدان حشر میں وہی روح کام کی ثابت ہوگی۔ جو فضائل سے پر ہوگی

گر بُوَد چوبیں بُرو دیگر طلب
اگر وہ لکڑی کی ہے، جا دوسری لے
ور بُوَد الماس پیش آ با طرب
اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سامنے آ

تیغ[1] در زرّاد خانہ اولیاست
تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے
دیدنِ ایشاں شمارا کیمیاست
ان کا دیدار تمہارے لئے کیمیا ہے

جُملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں
تمام سمجھداروں نے یہی کہا ہے
ہست دانا رَحمۃٌ لِلعٰلمین
کہ عقل مند دونوں جہاں کے لئے رحمت ہے

گر انارے میخری خنداں بخر
اگر تو انار خریدے، کھلا ہوا خرید
تا دہد خندہ ز دانہ اُو خبر
تا کہ کھلا ہونا اس کے دانہ کی بابت بتا دے

اے مُبارک خندہ اش کو از دہاں
اس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے
مینماید دِل چو دُرّ از دُرجِ جاں
جو موتی جیسا صاف اور اندرِ دل جان کی ڈبیہ سے دکھاتا ہے

نامُبارک خندۂ آں لالہ بُوَد
منحوس ہنسی اس گل لالہ کی تھی
کز دہانِ اُو سوادِ دِل نمود
جس کے منہ سے اس کے دل کی سیاہی ظاہر ہوگئی

نار[2] خنداں باغ را خنداں کند
مسکراتا انار، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے
صحبتِ مَرداںت از مرداں کند
مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں سے بنا دیگی

یک زمانے صحبتے با اولیاء
تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمنشینی
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
سو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

گر تو سنگِ خارہ و مَرمَر شوی
اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہو
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
جب صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں
پاک لوگوں کی محبت جان میں بٹھائے
دل مدہ الّا بمہرِ دل خوشاں
خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

کوئے[3] نومیدی مَرو کامیدہاست
مایوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امیدیں ہیں
سوئے تاریکی مَرو خورشید ہاست
اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج ہیں

دل تُرا در کوئے اہلِ دل کشد
دل تجھے اہل دل کے کوچہ کی طرف کھینچتا ہے
تن تُرا در حبس آب و گِل کشد
اور جسم تجھے پانی مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچتا ہے

ہیں غذائے دِل بدہ از ہمدلے
ہاں! کسی دل والے سے لے کر دل کو خوراک دے
رو بجُو اقبال را از مُقبلے
جا! کسی نصیب والے سے نصیب تلاش

[1] تیغ۔ اگر اپنی روح کو آبدار تلوار کی طرح قیمتی بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو وہ اکسیر ہے۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ انار۔ یعنی شیخ طریقت۔ اس کو بناؤ جس میں آثار نبوت نمایاں ہوں اور اس کا دل موتی کی طرح مصفّیٰ ہو۔

[2] نار۔ انار کا مخفف ہے۔ مرداں یعنی اولیاء اللہ۔ یک زمانے بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ "بہتر از صد سال بودن در بقا" ہے۔ جس کا ترجمہ ہے سو سال تقوے میں گزارنے سے بہتر ہے۔ سنگ خارہ ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔ مرمر۔ ایک قسم کا سفید پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان کو اولیاء اللہ کی محبت کا شیدائی ہونا چاہیئے۔

[3] کوئے نا اُمیدی۔ یعنی شیخ کامل کے وجود سے انسان کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ خورشید ہا۔ یعنی اولیاء اللہ۔ اہلِ دل۔ اہل باطن، اولیاء اللہ آب و گل۔ یعنی مادی لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان کی طبیعت کے مختلف تقاضے ہیں۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ ہمدل۔ وہ شخص جس سے دل لگے۔ مقبل اقبال مند

دست ازن در ذیلِ صاحب دولتے ۔۔۔ تاز افضالش بیابی رفعتے

کسی دولت والے کا دامن تھام لے ۔۔۔ تاکہ اس کی بزرگی سے تو بلندی پا لے

صحبتِ صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبتِ طالح ترا طالح کند

نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی ۔۔۔ بدبخت کی صحبت تجھے بدبخت بنائے گی

نعتِ تعظیمِ مصطفیٰ کہ در انجیل بود

آنحضورؐ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

بود در انجیل نامِ مصطفیٰ ۔۔۔ آن سرِ پیغمبران بحرِ صفا

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا ۔۔۔ جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

بود ذکرِ حلیہ[۲] ہا دشکلِ او ۔۔۔ بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ او

ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا ۔۔۔ ان کے جہاد اور روزے اور کھانے کا ذکر تھا

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب ۔۔۔ چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے ۔۔۔ جب اس نام اور خطاب پر پہنچے

بوسہ دادندے برآں نامِ شریف ۔۔۔ رُو نہادندے بداں وصفِ لطیف

اس متبرک نام کو بوسہ دیتے ۔۔۔ اس پاک تعریف پر منہ رکھدیتے

اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ ۔۔۔ ایمن از فتنہ بُد ند از شکوہ

اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے ۔۔۔ وہ خوف و خطر سے بے خوف تھا

ایمن از شرِّ امیران و وزیر ۔۔۔ در پناہِ نامِ احمد مستجیر[۳]

سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن ۔۔۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد ۔۔۔ نورِ احمد ناصر آمد یار شد

ان کی نسل بھی زیادہ ہو گئی ۔۔۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں ۔۔۔ نامِ احمد داشتندے مُستہاں

لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ ۔۔۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

مُستہان و خوار گشتند از فِتن ۔۔۔ از وزیرِ شوم رائے شوم فن

وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے ۔۔۔ بد رائے اور بدکار وزیر کے

مُستہان و خوار گشتند آں فریق ۔۔۔ گشتہ محروم از خود شرطِ طریق

وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا ۔۔۔ اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

۱ دست زدن۔ پکڑ لینا۔ ذیل۔ دامن۔ افضال۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، بزرگی، فضل و کرم۔ رِفعت۔ راء کے کسرہ کے ساتھ بلندی۔ صالح نیک۔ طالح بدبخت۔
۲ حُلیہ۔ حاء کے ضمہ سے۔ صورت، خلقت، غزوہ، جنگ، وہ جنگ جس میں آنحضور نے شرکت کی۔ صوم۔ روزہ۔ اکل۔ کھانا۔ طائفہ۔ جماعت، گروہ۔ نام شریف۔ آنحضور کا نام نامی۔ ایمن۔ مامون۔ مطمئن۔ شکوہ خوف و دبدبہ۔
۳ مستجیر پناہ پکڑنے والا۔ ناصر۔ مددگار۔ مستہان۔ ذلیل، بےقدر۔ فتن۔ فتنہ کی جمع۔ شوم۔ منحوس۔ فن ہنر، پیسہ از خود۔ یعنی فتنوں میں مارے گئے۔ شرط طریق۔ یعنی دین اور مذہب کے آداب۔

ہم ا[1]خبط دین شاں و حکمِ شاں | از پئے طومار ہائے کژبیاں
ان کا مذہب اور ان کا قانون بھی تہ و بالا ہو گیا | کج بیان دفتروں کی وجہ سے

نام احمدؐ چوں چنیں یاری کند | تا کہ نورش چوں مددگاری کند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے | تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نام احمدؐ چوں حصارے شد حصیں | تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا | تو اس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی

حکایت بادشاہِ جہودِ دیگر کہ در ہلاک دین عیسٰی جہدمی کرد
ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسٰی کے دین کی تباہی کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریز درماں ناپذیر | کاندر افتاد از بلائے آں وزیر
اس ناقابل علاج خونریزی کے بعد | جو اس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جہود | در ہلاکِ قومِ عیسٰی رُو نمود
اس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ | حضرت عیسٰی کی قوم کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہوا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج | سورہ برخواں [2]والسماءِ ذاتِ البروج
اگر تو اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے | تو سورہ والسماء ذات البروج کو پڑھ لے

سنّتِ [3] بد کز شہِ اوّل بزاد | ایں شہِ دیگر قدم بروے نہاد
برا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا | اس دوسرے بادشاہ نے اس پر قدم رکھا

ہر کہ او بنہاد ناخوش سنّتے | سوئے او نفریں رَوَد ہر ساعتے
جس کسی نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا | اس کی جانب ہر وقت لعنت جاتی ہے

زانکہ ہر چہ ایں کند زانگوں ستم | زاؤلیں جوید خدا بے بیش و کم
اس لئے کہ جو کچھ یہ اس طرح کا یہ ظلم کریگا | بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے باز پرس کریگا

نیکواں رفتند و سنّتہا بماند | وز لئیماں ظلم و لعنتہا بماند
نیک لوگ گزر گئے اور ان کے طریقے رہ گئے | اور کمینوں سے ظلم اور لعنتیں (باقی) رہ گئیں

تا قیامت ہر کہ جنسِ آں بداں | در وجود آید بُود رویش بداں
قیامت تک ان بروں کی جنس سے جو | وجود میں آتا ہے اس کا رخ ان کی طرف ہوتا ہے

رگ رگ است ایں آبِ شیرین و آبِ شور | در خلائق میرود تا نفخِ صور
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے | جو لوگوں میں صور پھونکے جانے تک جاری رہیگا

---

[1] مخبط۔ الٹ پلٹ، تہ و بالا۔ کژ۔ کج، حصار قلعہ، حصین، مضبوط روح الامین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ امت کے بردبر، اور امانتدار ہیں، حضرت عیسٰی حضرت جبرئیل۔ جہد کوشش۔ خروج۔ بغاوت، فتنہ وفساد۔

[2] البروج۔ سورہ بروج کی آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

[3] سنّت بد۔ جو کوئی بری رسم جاری کرتا ہے۔ تو قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں گے وہ بھی ان کی برائی میں شریک سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ ایجاد کرنیوالے کو قیامت تک عمل کرنیوالوں کی نیکیوں میں شریک سمجھا جائیگا۔
آب شیریں۔ یعنی خوبیاں۔ آب شور۔ یعنی برائیاں۔ نفخ صور۔ یعنی اسرافیل فرشتہ کا بوق بجانا جو قیامت کے قریب ہوگا۔

نیکواں راہست میراث از خوشاب ۔ آنچہ میراث ست اَوْرَثْنَا الْکِتَاب
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے ۔ جو "اورثنا الکتا" کی میراث ہے

شد نیازِ طالباں ار بنگری ۔ شُعلہا از گوہرِ پیغمبری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی ۔ پیغمبری جوہر کے شعلے ہیں

شعلہ ہا با گوہراں گرداں بُوَد ۔ شُعلہ آں جانب رود ہم کاں بُوَد
شعلے، جواہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں ۔ انوار اس جانب جاتے ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں

نور روزن گرد خانہ می دَوَد ۔ زانکہ خُور بُرجے بہ بُرجے می رَوَد
روشندان کی روشنی گھر کے چاروں طرف دوڑتی ہے ۔ جیسے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے

ہرکرا با اخترے پیوستگیست ۔ مرُ ورا با اخترِ خود ہم تگی ست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے ۔ اس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ ہے

طالعش گر زہرہ[۲] باشد در طرب ۔ میلِ کُلّی دار دو عشق و طلب
اگر اس کا پچھتہ زہرہ ہو گا تو عیش و طرب ۔ اور عشق و طلب میں پورا میلان رکھے گا

ور بود مرّیخی خوں ریز خو ۔ جنگ و بہتاں و خصومت جوید او
اور اگر وہ مریخ جیسی خونریز عادت والا ہے ۔ تو وہ لڑائی بہتان اور جھگڑے کی جستجو کریگا

اختراں نند از ورائے اختراں ۔ کاحتراق و نحس نبُود اندراں
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں ۔ ان میں جلانے کا میلان اور نحوست نہیں ہے

سائراں در آسمان نہائے دگر ۔ غیر ایں ہفت آسمانِ مُشتہر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں ۔ ان مشہور سات آسمانوں کے علاوہ

راسخاں در تابِ انوارِ خدا ۔ نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
(وہ ستارے) خدائے انوار کی گرمی میں ثابت قدم ہیں ۔ نہ باہم جڑے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہیں

ہر کہ باشد طالعِ اوزاں نجوم ۔ نفسِ او کفار سوز د در[۳] رجوم
جس شخص کا پچھتہ ان ستاروں سے ہو گا ۔ اس کا نفس کفار کو رجوم کے وقت جلا دیگا

خشم مرّیخی نباشد خشم او ۔ مُنقلب رو غالب و مغلوب خو
اس کا غصہ مریخی غصہ نہیں ہو گا ۔ وہ سر جھکا کر چلنے والا، غالب اور مغلوب عادت والا ہے

نورِ غالب ایمن از کسف و غسق ۔ درمیانِ اِصبعینِ نورِ حق
وہ غالب آنیوالا نور ہے، گہن اور اندھیرے سے محفوظ ۔ اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

---

[۱] نیکواں۔ نیکوں کی جمع۔ خوشاب میٹھا پانی۔ الکتاب۔ قرآن پاک میں مذکور ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے انتخاب کیا" تو اس آیت میں جس میں میراث کا ذکر ہے یہی اخلاق حسنہ اور عبادات صالحہ مراد ہیں۔ شعلہا۔ یعنی انوار نبوت۔ گوہران۔ یعنی اولیاء اللہ کاں بود جہاں اولیاء اللہ ہوں گے وہاں ہی انوار نبوت ہونگے۔
نور روزن۔ ازل سے آفتاب نبوت مختلف انبیاء پر منعکس ہوتا رہا تو انبیاء کو روشنی ایک ہی جگہ سے حاصل ہوئی اسی لئے اصول دین میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی وابستگی۔ ہم تگی۔ مل کر دوڑنا۔

[۲] زہرہ۔ سیارہ کا نام ہے اس سے جس کو مناسبت ہوتی ہے اس آدمی کا عشق و محبت کی طرف میلان ہوتا ہے۔ مریخ ستارہ کا نام ہے جس کے اثرات جنگ جوئی اور خونریزی مانے گئے ہیں سیاروں کے لامحالہ اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ستاروں کی تاثیرات بعضہ اللہ مانی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں ان کو موثر حقیقی ماننا کفر ہے۔ اختراند۔ یعنی اولیاء اللہ ایسے ستارے ہیں۔ جن کی تاثیر میں خیر ہی خیر ہے۔ سائران۔ اولیاء اللہ کی سیران ساتوں آسمانوں سے وراالوراء راسخاں۔ اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ نے فلکی ستاروں میں باہمی اتصال اور جدائی سے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ ان سے بری ہیں۔

[۳] رجوم۔ رجم کی (باقی صفحہ پر)

حق فشانداں نور را بر جانہا　مُقبلاں برداشتہ داما نہا

اللہ تعالیٰ نے اس نور کو روحوں پر نچھاور فرمایا　جس سے نصیبہ ور اپنے دامن بھرے ہوئے ہیں

واں ا نثارِ نور ہر کو یافتہ　روئے از غیرِ خُدا برتافتہ

جس نے اس نور کا نچھاور پا لیا　اس نے منہ خدا کے غیر سے موڑ لیا

ہر کرا دامانِ عشقے نابُدہ　زاں نثارِ نور بے بہرہ شدہ

جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا　وہ اس نور کے نچھار سے بے حصہ ..

جزو ہارا رو یہا سوئے کل ست　بُلبلاں را عشق با روئے گُل ست

اجزاء کے رخ، کل کی طرف ہیں　بلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے

گاؤ را رنگ از بروں مَرد را　از دروں جو رنگ سُرخ و زرد را

بیل کا رنگ باہر ہے اور انسان کا　اندر سے ڈھونڈ، سرخ اور زرد رنگ

رنگہائے نیک از خُمِ صفاست　رنگِ زشتاں از سیاہ۲ آبہ جُفاست

نیک لوگوں کے رنگ صفا کے مٹکے سے ہیں　اور بروں کے رنگ، میل کچیل کے سیاہ پانی سے ہیں

صِبْغَۃُ اللہ نام آں رنگِ لطیف　لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگِ کثیف

صبغۃ اللہ اس پاک رنگ کا نام ہے　لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے

آنچہ از دریا بدریا می رود　از ہماں جا کاید آنجا می رَود

جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے　جس جگہ سے آتا ہے اسی جگہ جاتا ہے

از سَرِ کہ سَیلہائے تیز رو　وز تنِ ماجانِ عشق آمیز رو

پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب　اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان دوڑتی ہوتی ہے

آتش افروختنِ بادشاہ وبُت نہادن پہلوی آتش کہ

بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس بت رکھنا کہ

ہر کہ ایں بُت راسجود کنداز آتش رہائی یابد

جو بت کو سجدہ کرے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جُہودِ سگ بہ بیں چہ رائے کرد　پہلوئے آتش بُتے برپائے کرد

دیکھو! اس یہودی کتے نے کیا تدبیر کی　آگ کے پاس ایک بت کھڑا کر دیا

کانکہ ایں بُت را سجود آرد برست　ور نیارد در دلِ آتش نشست

کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا چھوٹ جائیگا　اور اگر نہیں کریگا آگ میں بھسم ہو جائیگا

جمع وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے فلکی ستاروں سے قدرت کا یہ کام ہے۔ کہ جب شیاطین غیبی باتیں اچکنے کے لئے آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ستارے ان پر پھینک کر مارے جاتے ہیں جس کے وہ لگتے ہیں وہ جل بھن جاتا ہے اولیاء اللہ بھی نفس امارہ اور کافروں کے لئے رجوم ہیں۔ غالب یعنی اللہ کی مدد سے وہ غالب ہیں لیکن منکر الامر انہی کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ کسف۔ ستارہ کا بے نور ہو جانا۔ گہن۔ غسق۔ رات کی تاریکی اصبعین۔ اصبع کا تثنیہ ہے انگلی۔

(صفحہ ہذا)

۱ نثار۔ روپیہ پیسہ جو کسی پر صدقہ کر کے نچھاور کر دیا جائے زرد و سرخ جانوروں کا رنگ کھال سے دیکھا جاتا ہے انسانی رنگ سے مراد باطنی اوصاف ہیں۔ خُم۔ مٹکا۔

۲ سیاہ آب۔ کالا پانی۔ جُفا۔ جیم کے ضمہ سے، میل کچیل، جیم کے فتحہ سے، ظلم و زیادتی۔

۳ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ قرآن پاک میں ہے صِبْغَۃَ اللہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ صِبْغَۃً اللہ کا رنگ، اور کون ہے اللہ سے زیادہ اچھا از روئے رنگ کے "از دریا" سمندر کا پانی بخارات بن کر بادل میں تبدیل ہوتا ہے اور پھر برس کر اسی سمندر میں واپس ہو جاتا ہے۔ برپا کرد۔ کھڑا کر دیا۔

چوں سزائے آں بُت نفس ۱ او نداد ‍ ‍ ‍ از بُت نفسش بُتے دیگر بزاد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی ‍ ‍ ‍ اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہو گیا

مادر بُتہا بُت نفس شماست ‍ ‍ ‍ زانکہ آں بُت مار و ایں بت اژدہاست
تمہارا نفس تمام بتوں کی ماں ہے ‍ ‍ ‍ کیونکہ وہ بت سانپ اور یہ بت اژدہا ہے

آہن و سنگ ست نفس و بُت شرار ‍ ‍ ‍ آں شرار از آب می گیرد قرار
نفس، لوہا اور پتھر ہے اور بت، چنگاری ‍ ‍ ‍ چنگاری، پانی سے بجھ جاتی ہے

سنگ و آہن زاب کے ساکن شود ‍ ‍ ‍ آدمی با ایں دو کے ایمن شود
(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں ‍ ‍ ‍ آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کب مطمئن ہو سکتا ہے؟

سنگ و آہن در دروں دارند نار ‍ ‍ ‍ آب را بر نار شاں نبود گزار
پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں ‍ ‍ ‍ پانی کا ان کی آگ پر گزر نہیں ہے

زاب چوں نار بروں کشتہ شود ‍ ‍ ‍ در درون سنگ و آہن کے رود
پانی سے باہر کی آگ بجھ جاتی ہے ‍ ‍ ‍ (وہ پانی) پتھر اور لوہے کے اندر کب جا سکے گا؟

سنگ و آہن چشمہ نارند و دود ‍ ‍ ‍ قطرہ ہا شاں کفر و ترسا و جہود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں ‍ ‍ ‍ کفر اور عیسائیت اور یہودیت اس کے قطرے ہیں

بُت سیہ آبست در کوزہ نہاں ‍ ‍ ‍ نفس مر آب سیہ را چشمہ داں
بت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے ‍ ‍ ‍ نفس کو اس سیاہ پانی کا چشمہ سمجھو

آں بُت ۲ منحوت چوں سیل سیاہ ‍ ‍ ‍ نفس بُت گر چشمۂ بر شاہراہ
وہ تراشا ہوا بت کالا سیلاب ہے ‍ ‍ ‍ بت ساز نفس شارع عام پر چشمہ ہے

بُت درون کوزہ چوں آب کدر ‍ ‍ ‍ نفس شومت چشمۂ آں اے مُصر
بت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے ‍ ‍ ‍ تیرا بدبخت نفس اسکا چشمہ ہے، اے کج بحث!

صد سبو را بشکند یک پارہ سنگ ‍ ‍ ‍ واب چشمہ میزہاند بے درنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا سو گھڑے توڑ دیتا ہے ‍ ‍ ‍ اور چشمہ کا پانی فوراً اس کو اچھال دیتا ہے

آب خم و کوزہ گر فانی شود ‍ ‍ ‍ آب چشمہ تازہ و باقی بود
مٹکے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے ‍ ‍ ‍ چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

بُت شکستن سہل باشد نیک سہل ‍ ‍ ‍ سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
بت توڑنا، آسان اور بہت آسان ہوتا ہے ‍ ‍ ‍ نفس کے معاملہ کو آسان سمجھنا نادانی ہی نادانی ہے

---

۱ نفس۔ اصل بت انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر ٹکراتا ہے تو چنگاری نکلتی ہے، چنگاری کو بجھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنے کا مادہ ہے اس کو نہیں بجھایا جا سکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بت فنا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن نفس کی وہ قوت جو بت پیدا کرتی ہے اس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

۲ بت کی مثال اس سیاہ پانی کی ہے جس کا سرچشمہ نفس انسانی ہے۔ صد سبو۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جا سکتے ہیں۔ لیکن چشمہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

صورتِ نفس ار بجوئی اے پسر
اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی جستجو ہے
قصۂ[1] دوزخ بخواں باہفت در
تو سات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

ہر نفس مکرے و در ہر مکر زاں
(اس نفس کے) ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس کے ہر
غرق صد فرعون بافرعونیاں
سو فرعون، فرعونیوں کے ساتھ غرق ہیں

در خدائے موسیٰ[2] و موسیٰ گریز
موسیٰ کے خدا، اور موسیٰ کی طرف بھاگ
آبِ ایمان راز فرعونی مریز
فرعونیت سے ایمان کی آبروریزی نہ کر

دست را اندر اَحد واحمد بزن
احد اور احمد سے تعلق پیدا کر
اے برادر وارہ از بوجہلِ تن
اے بھائی! جسم کے ابوجہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردنِ بادشاہ جہود زنے رابا طفل و انداختنِ او طفل را در آتش و بسخن آمدن طفل درمیانِ آتش

یہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا بچہ کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

یک زنے با طفل آورد آں جہود
وہ یہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا
پیشِ آں بُت وآتش اندر شعلہ بود
بت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

گفت اے زن پیش ایں بُت سجدہ کن
بولا، اے عورت! اس بت کے سامنے سجدہ کر
ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
ورنہ لا کلام تو آگ میں جلے گی

بود آں زن پاک دین و مومنہ
وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی
سجدہ آں بُت نہ کرد آں مُوقنہ[3]
اس یقین والی نے بت کو سجدہ نہ کیا

طفل از و بستید در آتش فگند
اس نے اس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا
زن بترسید و دل از ایماں بکند
عورت ڈری اور دل کو ایمان سے ہٹایا

خواست تا اُو سجدہ آرد پیش بُت
اس نے چاہا کہ وہ بت کے سامنے سجدہ کرے
بانگ زد آں طفل کہ اِنّی لَم اَمُت
بچہ چیخا کہ میں مرا نہیں

اندر آمادر کہ من اینجا خوشم
اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں
گرچہ در صورت میانِ آتشم
اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ حجیب
آگ نظر بندی کے لئے ایک پردہ ہے
رحمتست ایں سر برآوردہ ز جیب
(ورنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رونما ہے

---

[1] قصۂ دوزخ۔ دوزخ کے جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل نفس خبیث ہی سے اعمال ہیں تو گویا نفس کی مکمل تصویر دوزخ ہے۔ ہر نفس۔ نفس ہر سانس میں ایک مکر کرتا ہے جس میں سینکڑوں فرعونی شخصیتیں غرق رہتی ہیں۔

[2] موسیٰ۔ فرعون کی مناسبت سے حضرت موسیٰ کا ذکر ہے اَحد۔ خدا اور رسول کا اتباع ہی ذریعہ نجات ہے۔ ابوجہل کا راستہ ہلاکت کا ہے۔ شعلہ زن۔ لپٹیں مارنے والی بے سخن۔ لامحالہ، لاکلام۔

[3] مُوقنہ۔ مومنہ۔ بستید ماضی ہے ستیدن کا، لینا۔ فگند۔ آگ میں ڈالدیا۔ دل از چیزے برکندن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ چشم بند۔ نظر بندی، نظر فریبی۔ حجیب۔ حجاب کا امالہ ہے، پردہ۔ ز جیب سر بر آوردن ظاہر ہونا۔

اندر آمادر ببیں بُرہانِ حق
ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ
تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
تاکہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے

اندر آ و آب بیں آتش امثال[1]
اندر آ اور آگ کی صورت کا، پانی دیکھ
از جہانے کاتش ست آبش مثال
اس دنیا سے جس کا پانی بھی آگ جیسا ہے

اندر آ اسرارِ ابراہیمؑ بیں
اندر آ حضرت ابراہیم کے راز دیکھ
کو در آتش یافت ورد و یاسمیں
جس نے آگ میں گلاب اور چنبیلی کے پھول پائے

مرگ می دیدم گہے زادن زتو
تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آ رہی تھی
سخت خوفم بود افتادن زتو
تجھ میں سے نکل پڑنے کا مجھے بہت ڈر تھا

چوں[2] بزادم رستم از زندانِ تنگ
جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا
در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ
اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں (آ گیا)

ایں جہاں را چوں رحم دیدم کنوں
اب میں اس دنیا کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں
چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں
جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا

اندریں آتش بدیدم عالمے
میں نے اس آگ میں وہ دنیا دیکھی
ذرہ ذرہ اندرو عیسیٰ دمے
جس میں ایک ایک ذرہ عیسیٰ کے دم کی طرح ہے

نک جہانے نیست[3] شکلے ہست ذات
اب ایک دنیا ہے بظاہر معدوم دراصل موجود
واں جہانے ہست شکلے بے ثبات
اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے

اندر آ مادر بحقِ مادری
ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ
بیں کہ ایں آذر ندارد آذری
دیکھ یہ آگ، آگ کی تاثیر نہیں رکھتی ہے

اندر آمادر کہ اقبال آمدست
ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آ گئی ہے
اندر آمادر مدہ دولت زدست
ماں! اندر آ دولت کی ہاتھ سے نہ دے

قدرت آں سگ بدیدی اندر آ
تو نے اس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ
تا بہ بینی قدرت و لطفِ خدا
تاکہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے

من زرحمت میکشایم پائے تو
میں محبت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں
کز طرب خود نیستم پروائے تو
(ورنہ) خوشی کی وجہ سے مجھے تیری پروا نہیں ہے

اندر آ و دیگراں راہم بخواں
اندر آ جا، اور دوسروں کو بھی بلا لے
کاندر آتش شاہ بنہاد ست خواں
کیونکہ آگ میں شاہ نے دستر خوان بچھا دیا ہے

---

[1] آتش مثال۔ طاعات بظاہر ناگوار ہیں لیکن ان کا نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ بظاہر میٹھا ہے، درحقیقت بہت تلخ ہے۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ یاسمین۔ چنبیلی کا پھول۔ زن۔ زتو۔ رحم مادر کی زندگی پسند تھی، پیدا ہونے سے خوف لگتا تھا۔

[2] چوں بزادم۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔ ایں جہاں۔ جیسا کہ پہلے رحم مادر کو اچھا سمجھتا تھا اور دنیا کو برا لیکن پھر دنیا اچھی لگنے لگی اسی طرح دنیا کو چھوڑ کر آگ میں آنے کو برا سمجھا۔ لیکن آگ میں آنے کے بعد تنیا بر لگنے لگ۔ دمے۔ آگ کو مہلک سمجھتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اس کے ذرہ ذرہ میں دم مسیحائی ہے۔ نک۔ اینک۔ اب۔

[3] نیست شکل صورتاً معدوم۔ ہست ذات۔ حقیقۃً۔ موجود بے ثبات بے قیام۔ آذر۔ آگ آذری۔ آگ کی تاثیر۔ اقبال۔ سعادت۔ پائے تو دنیا کے پنجے سے باہر نکال رہا ہوں۔ طرب۔ خوشی مستی۔ شاہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار
اندر ایں آتش کہ دارد صد بہار
اے لوگو! سب کے سب پروانوں کی طرح اندر آ جاؤ
اس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ
غیر عذبِ[۱] دیں عذاب ست آں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ
دین کے میٹھے پانی کے علاوہ سب عذاب ہے

اندر آئید و بہ بینید ایں چنیں
سَر دگشتہ آتشِ گرم ہمیں
اندر آ جاؤ اور دیکھو کہ کس طرح
یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب
اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آ جاؤ
اے مجسم عتاب، اندر آ جاؤ

اندر آئید اندریں بحرِ عمیق[۲]
تا کہ گردد روح صافی و رقیق
اس گہرے سمندر میں، اندر آ جاؤ
تا کہ روح، صاف اور لطیف بن جائے

مادرش انداخت خود را نزدِ اُو
دستِ او بگرفت طفلِ مہر جُو
اس کی ماں نے اپنے آپ کو اس کے پاس پھینک دیا
محبت کے جویاں بچے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

اندر آمد مادرِ آں طفلِ خورد
اندر آتش گوئے دولت را بُبرد
اس چھوٹے بچے کی ماں اندر آ گئی
آگ میں اس نے دولت کی بازی جیت لی

مادرش ہم زاں نَسَق گفتن گرفت
دُرِّ[۳] وصفِ لُطفِ حق سُفتن گرفت
اس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا
اللہ کی مہربانی کے موتیوں کو پرونا شروع کر دیا

بانگ میزد درمیانِ آں گروہ
پُر ہمی شد جانِ خَلقاں از شکوہ
اس جماعت میں وہ پکار رہی تھی
لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی

نعرہ میزد خلق را کاے مردماں
اندر آتش بنگرید ایں بوستاں
اس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو!
آگ کے اندر اس باغ کو دیکھو

انداختنِ مردماں خود را در آتش از سرِ ذوق
ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

خلق خود را بعد زاں بیخویشتن
میفگندند اندر آتش مَرد و زن
اس کے بعد بے خود ہو کر لوگ اپنے آپ کو
مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے

بے مُوَکّل بے کشش از عشقِ دوست
زانکہ شیریں کردنِ ہر تلخ از دوست
دوست کے عشق کی وجہ سے کسی کے بلانے اور کشش کے بغیر
اس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کرنا اس کی ہی جانب سے ہے

۱ عذب۔ شیریں پانی، مِیَن۔ میم اور یاء کے کسرہ کے ساتھ، بزرگ تر۔ مست و خراب۔ جو دنیا کی لذتوں میں مست اور برباد ہیں۔ عین۔ عتاب۔ سخت معتوب۔ بحر سمندر

۲ عمیق۔ گہرا۔ رقیق۔ باریک، لطیف، گوے بردن۔ گیند لیجانا، بازی جیت لینا۔ نسق۔ طرز، ترتیب۔

۳ دُر۔ موتی۔ سفتن۔ پرونا۔ جان پُر شدن۔ جوش میں آنا بہادری پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔ خلق کی جمع۔ مخلوق۔ شکوہ عظمت، دبدبہ، بوستاں باغ بےخویشتن۔ از خود رفتہ مُوَکّل وہ شخص جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو۔

تا چناں شد کاں عوانان[1] خلق را | منع میکردند کاتش در میا
یہاں تک ہوا کہ وہ سپاہی لوگوں کو | منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آؤ

آں یہودی شد سیہ رُو و خجل | شد پشیماں زیں سبب بیمار دل
وہ یہودی سیہ رُو اور شرمندہ ہو گیا | دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند | در فنائے جسم صادق تر شدند
کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہو گئے | جسم کو فنا کرنے میں اور سچے ہو گئے

مکر شیطاں ہم درو پیچید شکر | دیو خود را ہم سیہ رُو دید شکر
شکر ہے، شیطان کا مکر اسی کو چمٹ گیا | شکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا منہ دیکھا

آنچہ میمالید بر روئے کساں | جمع شد در چہرہ آں ناکساں[2]
(وہ سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا | ان کمینوں کے چہروں پر اکٹھی ہو گئی

آنکہ می درّید جامۂ خلق چست | شد دریدہ آنِ اُو زیشاں درست
جو تیزی سے لوگوں کی جامہ دری کرتا تھا | اس کا جامہ چاک ہو گیا ان کا درست ہو گیا

کژ ماندن دہانِ آں شخص کہ نامِ پیغمبر را بہ تسخُّر بُرد
اس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے آنحضور کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند | نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند
جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا | احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن | اے تُرا الطاف و علم من لدُن
واپس آیا کہ اے محمد معاف کر دیجئے | اے (حضرت) آپ کو مہربانیاں اور علم لدنی حاصل ہے

من تُرا افسوس[3] می کردم ز جہل | من بُدم افسوس را منسوب و اہل
میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑایا | (حالانکہ) تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد | میلش اندر طعنۂ پاکاں بَرد
جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے | اس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے

وَر خدا خواہد کہ پوشد عیب کس | کم زند در عیب معیوباں نفس
اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے | تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند | میلِ مارا جانب زاری کند
جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے | تو ہمیں انکساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

---

[1] عوانان۔ عین کا فتحہ، واؤ کی تشدید، سخت گیر۔ مکر شیطان۔ مولانا فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے شیطان خود اپنے جال میں پھنس گیا۔

[2] ناکس۔ بے وجود کمینے کو ماندن۔ ٹیڑھا ہو جانا۔ جس طرح یہ یہودی بادشاہ اپنے کام سے خود ذلیل ہوا اسی طرح آنحضور کا مذاق اڑانیوالا ذلیل ہوا۔ تسخر۔ تمسخر۔ علم لدنی۔ وہ علم جو براہ راست خدا سے بدون کسی استاد کے واسطہ کے حاصل ہوا ہو۔

[3] افسوس۔ استہزاء، تمسخر۔ اہل۔ قابل۔ صاحب نفس زدن۔ سانس لینا، بات کرنا۔ یاری۔ مدد۔

اے خُنک چشمیکہ اُوگریانِ اُوست ۔۔۔ وے ہُمایوں دل کہ اُو بریانِ اُوست
بڑی مبارک ہے، وہ آنکھ جو اس کے لئے روتی ہے ۔۔۔ اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اس کے لئے جل بھن رہا ہے

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست ۔۔۔ مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست
ہر رونے کے بعد بالآخر ہنسی ہے ۔۔۔ انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بُوَد ۔۔۔ ہر کجا اشکِ رواں رحمت۲ شود
جہاں کہیں آب رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے ۔۔۔ جہاں کہیں اشک رواں ہو رحمت ہوتی ہے

باش چوں دولاب نالاں چشمِ تر ۔۔۔ تاز صحنِ جانت بَر روید خضر
رہٹ کی طرح نالاں اور گریاں رہ ۔۔۔ تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ اُگے

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد ۔۔۔ چوں ز جرأت توبہ کرد آں رُوئے زرد
سید الکونین نے رحم فرمایا، معاف کر دیا ۔۔۔ جب اس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی

رحم خواہی رحم کن براشکبار ۔۔۔ رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر
تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر ۔۔۔ تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

عتاب کردنِ جہود آتش را کہ چرا نمی سوزد وجوابِ اُو

یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اس کا جواب

رُو بآتش کردِ شہ کائے تند خُو ۔۔۔ آں جہاں سوزِ طبیعی خوت کو
بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ اے بدمزاج ۔۔۔ تیری دنیا کو جلانیوالی فطری عادت کہاں ہے؟

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیت ۔۔۔ یا ز بختِ ما دگر شد نیّت
تو جلاتی کیوں نہیں، تیری خاصیت کہاں گئی؟ ۔۔۔ یا ہمارے نصیب سے تیری نیت بدل گئی

می نہ بخشائی تو بر آتش پَرست ۔۔۔ آنکہ نپَرستد ترا چوں اُو بَرست
تو آگ کے پوجنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے ۔۔۔ جو تجھے نہیں پوجتا وہ کیوں بچ گیا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی ۔۔۔ چوں نسوزی چیست قادر نیستی
اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے ۔۔۔ کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو قادر نہیں ہے؟

چشم بند ست اے عجب یا ہوش۳ بند ۔۔۔ چوں نسوزاند چنیں شُعلہ بلند
ہائے تعجب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی ۔۔۔ ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

جادوئے کردت کسے یا سیمیات ۔۔۔ یا خلافِ طبع تو از بخت ماست
کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے یا طلسم ۔۔۔ یا تیرا طبیعت کے خلاف (کام) ہمارے نصیب کی وجہ سے ہے

---

۱ گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف سے۔ بریاں۔ یعنی اللہ کی محبت میں۔ آخر خندہ۔ ہر سختی کے بعد راحت ہوتی ہے۔ آخر بین۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔

۲ رحمت۔ اللہ کے خوف سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ خضر۔ سبزہ۔ سید۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زرد۔ شرمندہ، نادم خوت۔ خوئے تو۔ کو۔ کجا می نہ بخشائی۔ تو اپنے پجاریوں کو بھی نہیں بخشتی تو نے ان کو جو کہ تجھے پوجتے نہیں کیوں نہیں جلایا۔ چشم بند۔ نظر بندی

۳ ہوش بند۔ جس سے انسان کے حواس گم ہو جائیں سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ موہوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا دیتا ہے۔

گفت آتش من ہمانم آتشم
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں
اندر آ تا تو ببینی تابشم ۱
اندر آجا، تاکہ تو میری گرمی دیکھے

طبع من دیگر نگشت و عنصرم
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے
تیغ حقم ہم بدستوری برم
میں خدا کی تلوار ہوں اجازت ہی سے کاٹتی ہوں

بر درِ خرگہ سگانِ ترکمال
ترکمانوں کے کتے، خیمہ کے دروازہ پر
چاپلوسی کردہ پیش میہمان
مہمان کے آگے خوشامد کرتے ہیں

ور بخرگہ بگذرد بیگانہ رو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گذرتا ہے
حملہ بیند از سگاں شیرانہ او
تو وہ کتوں سے شیر دل جیسا حملہ دیکھتا ہے

من زسگ کم نیستم در بندگی
میں غلامی میں، کتے سے کم نہیں ہوں
کم زترکے نیست حق در زندگی
اللہ تعالیٰ زندہ ہونے میں کسی ترک سے کم نہیں ہے

آتش طبعت اگر غمگین کند
اگر تیرے، مزاج کی گرمی غمگین کرتی ہے
سوزش از امرِ ملیکِ دیں کند
دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے

آتش طبعت اگر شادی دہد
اگر تیرے مزاج کی گرمی خوشی دیتی ہے
اندرو شادی ملیکِ دیں نہد
دین کا مالک، اس میں رکھدیتا ہے

چونکہ غم بینی تو استغفار ۲ کن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر
غم بامرِ خالق آمد کارکن
غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے

چوں بخواہد عینِ غم شادی شود
جب وہ چاہتا ہے عین غم، خوشی بن جاتا ہے
عینِ بندِ پائے آزادی شود
خود بیڑی، آزادی بن جاتی ہے

بادو خاک و آب و آتش بندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں
بامن و تو مردہ باحق زندہ اند
میرے اور تیرے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ ہیں

پیش حق آتش ہمیشہ در قیام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے
ہمچو عاشق روز و شب بیجاں مدام
عاشق کی طرح بے جان، دن اور رات مسلسل

سنگ بر آہن زنی آتش جہد
تو لوہے پر پتھر، مارےگا آگ نکلے گی
ہم بامرِ حق قدم بیروں نہد
وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے

آہن و سنگ از ستم برہم مزن
ظلم کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا
کایں دو میزایند ہمچو مرد و زن
اس لئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچے دیتے ہیں

۱ تابش۔ تپش۔ عنصر۔ اصل مادہ۔ دستوری۔ حکم، اجازت۔ برم۔ با کا ضمہ بریدن کا فعل مضارع متکلم ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔ ترکماں۔ ترکوں کی ایک قوم ہے، ڈاکو۔ آتش طبعت جس طرح ظاہری آگ خدا کے حکم کی پابند ہے اسی طرح باطنی آگ بھی خدا کے حکم کی پابند ہے۔ ملیک۔ مالک۔ دین۔ بدلہ، جزاء۔

۲ استغفار۔ توبہ، غم کا سبب گناہ ہے۔ عین غم۔ خدا اسباب کی تاثیرات بدل دیتا ہے۔ باد، جس قدر عناصر ہیں خدا کے حکم کے پابند ہیں اور اس کے احکام کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے۔ آتش۔ آگ اللہ کے احکام کی منتظر رہتی ہے۔ قدم بیروں نہادن۔ پیدا ہونا۔

سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک　　تو ببالاتر[1] نگر اے مردِ نیک
پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لیکن　　اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

کیں سبب را آں سبب آورد پیش　　بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش
اس لئے کہ اس سبب کو اس سبب نے پیدا کیا ہے　　کوئی سبب بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

ایں سبب را آں سبب عامل کند　　باز گاہے بے بَرد عاطل کند
اس سبب کو وہ سبب عمل کرنیوالا بناتا ہے　　پھر کبھی بے پر، اور معطل بنا دیتا ہے

واں سببہا کانبیا را رہبرست　　آں سببہا زیں سببہا برترست
وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں　　وہ اسباب، ان اسباب سے بالا تر ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقلِ ما　　واں سببہا راست محرم انبیا
اس سبب سے ہماری عقل واقف ہے　　اور ان اسباب کو انبیاء جانتے ہیں

ایں سبب چہ بُوَد بتازی گو رَسَن　　اندریں چہ ایں رَسَن آمد بفن
یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہدے رسی　　اس کنوئیں میں یہ رسی تدبیر سے آئی ہے

گردشِ[2] چرخ ایں رسن را علت ست　　چرخ گرداں را ندیدن زلّت ست
گھڑی کی گردش، اسی رسی کی علت ہے　　گھڑی گھمانے والے کو نہ دیکھنا غلطی ہے

ایں رسنہائے سببہا در جہاں　　ہاں وہاں زیں چرخ سرگرداں مداں
دنیا میں ان اسباب کی رسیوں کو　　ہرگز ہرگز اس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی وجہ سے نہ جاننا

تا نمانی صفر و سر گرداں چو چرخ　　تا نہ سوزی تو ز بے مغزی چو مرخ[3]
تاکہ تو خالی اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے　　اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

باد و آتش میشوند از امرِ حق　　ہر دو سرمست آمدند از خمرِ حق
ہوا، اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں　　اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

آبِ حلم و آتشِ خشم اے پسر　　ہم ز حق بینی چو بکشائی نظر
اے بیٹا، بردباری کا پانی اور غصہ کی آگ　　بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھیگا اگر آنکھ کھولیگا

گر نبودے واقف از حق جانِ باد　　فرق کے کردے میانِ قومِ عاد
ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوتی　　قوم عاد (کے نیک و بد) میں کب فرق کرتی؟

قصۂ ہلاک کردنِ باد قوم ہُود علیہ السّلام را

ہوا کا ہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

---

[1] ببالاتر نگر۔ حقیقۃً اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے یعنی اسباب میں تاثیرات وہی پیدا کرتا ہے۔ آں سبب۔ اللہ تعالیٰ۔ عقل ما۔ عوام کی نگاہ اسباب ظاہری پر رہتی ہے، انبیاء کی نظر مسبب الاسباب پر رہتی ہے۔ رسن۔ ڈول کے کھینچنے کا سبب ظاہر رسی ہے لیکن حقیقی سبب رسی کو کھینچنے والا ہے۔ چہ۔ چاہ، کنواں۔

[2] گردش چرخ۔ فلاسفہ آسمان کو مسبب الاسباب مانتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اسباب بمنزلہ رسی کے ہیں اور آسمان بمنزلہ گھیری ہے اور اصل سبب گھیری کو گھمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ چرخ۔ فلاسفہ فلک الافلاک کی گردش کو سبب حقیقی قرار دیتے ہیں۔ صفر۔ خالی۔

[3] مرخ۔ ایک درخت ہے جس سے آگ نکالتے ہیں۔ میشوند۔ وجود میں آتے ہیں۔ خمر۔ یعنی شراب محبت۔ عاد۔ ایک قوم کا نام ہے جس میں حضرت ہود کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ان پر ہوا کو مسلط کیا گیا جس نے ان میں سے کافروں کو ہلاک کر دیا۔

هُود گردِ مُومناں خطّے کشید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہود نے خط کھینچ دیا
نرم میشد باد کانجا میرسید
جب ہوا اس جگہ پہنچتی، نرم پڑ جاتی

ہر کہ بیروں بُود زاں خط جملہ را
جو اس خط کے باہر تھا، سب کو
پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی

ہمچنیں شیبان[1] راعی می کشید
اسی طرح (حضرت) شیبان چرواہے کھینچ دیتے تھے
گرد برگرد رمہ خطّے پدید
ریوڑ کے چاروں طرف نمایاں خط

چوں بجمعہ میشد او وقتِ نماز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے
تا نیارد گرگ آں جا تُرکتاز
تاکہ اس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے

ہیچ گرگے در نرفتے اندراں
اس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا
گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں
کوئی بکری بھی اس علامت سے باہر نہ نکلتی

بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند
بھیڑیے کی حرص اور بکری کی حرص کی ہوا
دائرہ مُردِ خدا را بُود بند
(اس) مرد خدا کے دائرہ میں بند تھی

ہمچنیں بادِ اجل باعارفاں
اسی طرح اولیاء اللہ پر موت کی ہوا
نرم و خوش ہمچو نسیم بُوستاں
باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے

آتش ابراہیم را دنداں نزد
آگ نے (حضرت) ابراہیم کو تکلیف نہیں پہنچائی
چوں گُزیدہ حق بُود چونش گزد
جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہنچاتے!

آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے
باغیاں را بُردہ تا قعرِ[2] زمیں
سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے

موجِ دریا چوں بامرِ حق بتاخت
دریا کی موج چونکہ خدا کے حکم سے اٹھی
اہلِ موسیٰ را ز قبطی واشناخت
موسیٰ والوں کو قبطی سے پہچان لیا

خاکِ قاروں را چو فرماں در رسید
قارون کی زمین کو جب حکم پہنچا
با زر و تختش بقعرِ خود کشید
اس کو دولت اور تخت کے ساتھ اپنی گہرائی میں کھینچ لیا

آب و گلِ چوں از دمِ عیسیٰ چرید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک کو چکھا
بال و پر بکشاد مُرغے شد پدید
بال اور پر کھولے اور پرندہ بن گیا

از دہانت چوں برآید حمدِ حق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے
مُرغِ جنت سازدش ربُّ الفلق
صبح کا رب اس کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے

---

[1] شیبان۔ ایک ولی کا نام ہے۔ راعی۔ چرواہا۔ رمہ۔ ریوڑ۔ پدید۔ ظاہر، نمایاں۔ نشاں۔ یعنی وہ خط جو شیبان نے کھینچا تھا۔ باد۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں ہوا کے تابع فرمان ہونے کا ذکر تھا اس جگہ پر لفظ باد ہی استعمال کیا ہے۔ یعنی بھیڑیے کو دائرہ میں داخل ہونے اور بکریوں کو دائرے سے نکلنے کی حرص تھی۔ اجل۔ اولیاء اللہ پر موت کے بہتر آثار طاری ہوتے ہیں۔

[2] قعر۔ گہرائی، یہاں دوزخ۔ مراد ہے۔ دریا فرعون نے حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا تو دریائے نیل کی موجوں نے اس کو اور اس کی قوم قبطیوں کو غرق کر دیا۔ قارون۔ حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی بہت مالدار تھا۔ حضرت موسیٰ کو اس نے بہت ستایا تو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ دمِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے چمگادڑ جیسی شکل کا ایک پرندہ گارے سے بنایا اور اس پر دم کیا تو وہ اڑنے لگا۔

ہست تسبیحت ۱؎ بجائے آب و گل　مُرغ جنت شد ز نفخ صدق دل

تیرا سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی اور مٹی کے ہے　دل کی سچائی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بنا

کوہِ طور از نورِ موسیٰ شد برقص　صوفیِ کامل شد و رَست اُو ز نقص

کوہِ طور (حضرت) موسیٰ کے نور سے رقص میں آ گیا　با کمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہو گیا

چہ عجب ۲؎ گر کوہ صوفی شد عزیز　جسمِ موسیٰ از کلوخے بود نیز

اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہو گیا تو کیا تعجب ہے　حضرت موسیٰ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود نصیحت ناصحاں را

یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

ایں عجائب دید آں شاہ جہود　جُز کہ طنز و جُز کہ انکارش نبود

(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب دیکھے　سوائے طنز اور سوائے انکار کے اس سے کچھ نہ ہوا

ناصحاں گفتند از حد مگذراں　مرکبِ استیزہ را چنداں مراں

نصیحت کرنیوالوں نے کہا، حد سے نہ گزر　جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا

بگذر از کُشتن مکُن ایں فعلِ بد　بعد ازیں آتش مزن در جانِ خود

قتل کرنا چھوڑ دے، یہ برا کام نہ کر　اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا

ناصحاں را دست بست و بند کرد　ظلم را پیوند در پیوند کرد

اس نے نصیحت کرنیوالوں کے ہاتھ باندھے اور قید کر دیا　ظلم کو پیوند در پیوند کر دیا

بانگ آمد کار چوں اینجا رسید　پائے دار اے سگ کہ قہرِ ما رسید

جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی　اے کتے! ٹھہر ہمارا قہر آ پہنچا ہے

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت　حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت

اس کے بعد آگ چالیس گز ابھری　گھیرا ڈالا اور ان یہودیوں کو جلا دیا

اصلِ ایشاں بود ز آتش ز ابتدا　سوئے اصلِ خویش رفتند انتہا

ان کی اصل شروع ہی سے آگ تھی　بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے

ہم ز آتش ۳؎ زادہ بودند آں فریق　جُزوہا را سوئے کُل باشد طریق

وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے　اور اجزاء کا کل کی طرف راستہ ہوتا ہے

ہم ز آتش زادہ بودند آں خساں　حرف میراندند از نارِ دُخاں

وہ کمینے آگ سے پیدا ہوئے تھے　آگ اور دھوئیں کی بات کرتے تھے

۱؎ تسبیحت۔ تمہارا سبحان اللہ کہنا بمنزلہ گارے کے پرندہ کے ہے اور صدق دل سے کہنا بمنزلہ دم عیسیٰ کے ہے۔ کوہ طور۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے اور ان کے لئے تجلی رب رونما ہوئی تو طور پہاڑ کو وجد آ گیا اور اس میں صفت انسانی یعنی حرکت وجدی پیدا ہو گئی۔ اور اس کا نقص جمادیت ختم ہو گیا۔

۲؎ چہ عجب۔ حضرت موسیٰ سرخیل صوفیاء بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اگر مٹی کا پہاڑ صوفی بنتا تو کیا تعجب ہے۔ ناصحاں ناصح کی جمع۔ نصیحت کرنیوالا۔ استیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا در جان خود۔ چونکہ یہ ظلم جہنم میں جلنے کا سبب بنیگا۔

۳؎ ز آتش۔ یہ بھی شیاطین تھے اور شیطان آگ سے بنا ہے۔ انتہا، جبکہ آگ لے بنے تھے آگ میں چلے گئے خس۔ کمینہ۔ حرف راندن بات کرنا۔ دخان۔ دال کے ضمہ کے ساتھ، دھواں

برجستن آتش

آتشے بودند مؤمن سوز و بس — سوخت خود آتش مر ایشاں را چو خس

وہ محض مومن سوز، آگ تھے — آگ نے خود ان کو تنکے کی طرح جلا دیا

آنکہ او بودست اُمّ الہاویہ — ہاویہ آمد مر اُورا زاویہ

جو شخص ہاویہ (دوزخ) کی جڑ ہے — ہاویہ ہی اس کا گوشہ بنی

مادرِ فرزند جویائے وے ست — اصلہا مر فرعہا را در پے ست

بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے — جڑیں، شاخوں کے درپے ہیں

آب اندر حوض گر زندانی ست — باد نشفش میکند کارکانی ست

پانی اگرچہ حوض میں بند ہے — ہوا اس کو جذب کرتی ہے کیونکہ وہ عنصری ہے

مے رہاندش برد تا معدنش — اندک اندک تا نہ بینی بردنش

(ہوا اس کو) رہائی دیتی ہے اور اس کے معدن تک لیجاتی ہے — تھوڑا، تھوڑا تا کہ تم اس کے لیجانے کو نہ دیکھو

ویں نفس جانہائے مارا ہمچناں — اندک اندک دُزدد از حبسِ جہاں

اسی طرح یہ سانس ہماری جانوں کو — دنیا کے قید خانہ سے تھوڑا تھوڑا چراتا ہے

تا الیہ یصعد اطیاب الکلم — صاعدًا منّا الی حیث علم

یہانتک کہ پاک کلمات اس اللہ کی طرف چڑھتے ہیں — ہماری طرف سے اس جگہ تک چڑھتے ہیں جس کو وہ جانتا ہے

ترتقی انفاسنا بالاتقاء — متحفا منّا الی دار البقاء

پرہیز گاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں — ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دار البقاء تک

ثم یاتینا مکافات المقال — ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال

پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے — اس کا دوگنا ذوالجلال کی رحمت سے

ثم یلجئنا ۳ الی امثالہا — کی ینال العبد مما نالہا

پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے ان جیسوں پر — تاکہ بندہ حاصل کرے وہی جوان سے حاصل کر چکا ہے

ھکذا تعرج وتنزل دائما — ذا فلا زالت علیہ قائما

اسی طرح وہ چڑھتے اور اترتے ہیں ہمیشہ — یہ، تو وہ اس پر ہمیشہ قائم ہیں

پارسی گوئیم یعنی ایں کشش — زانطرف آمد کہ آمد ایں چشش

ہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ کشش — اس طرف سے آئی ہے کہ جس طرف سے یہ ذوق آیا ہے

چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است — کانطرف یکروز ذوقے راندہ است

ہر قوم کی نظر اس طرف رہتی ہے — کہ جس طرف ایک دن کوئی مزا حاصل کیا ہے

لے خس۔ تنکا۔ ہاویہ دوزخ کے طبقے کا نام ہے۔ یہ قرآن پاک کی آیت اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَہ کا اقتباس ہے۔ یعنی جس کے نیک اعمال ہلکے ہیں اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ زاویہ۔ کونہ، گوشہ۔ مادر۔ کفار کی ماں جہنم ہے لہٰذا انکو طلب کریگی۔ زندانی، قیدی۔ نشف۔ چوسنا۔ خشک کر دینا۔ کارکانی ست، کہ ارکانی است، ارکان چاروں عنصروں کو کہا جاتا ہے۔ یعنی پانی بھی عنصر ہے اور ہوا بھی لہٰذا ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ معدن۔ کان، یہاں پانی کا کرہ مراد ہے۔

جانہا۔ چونکہ روح عالم بالا کی چیز ہے تو سانس کی ہوا اس کو رفتہ رفتہ اس کے اصل مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

ع اطیاب طیب کی جمع ہے۔ پاکیزہ۔ الکلم۔ کاف کا فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ کلمۃ کی جمع یعنی کلماتِ طیبات کا بھی اصل مقام ملا اعلیٰ ہے لہٰذا وہ اپنے مقام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ انفاس۔ نفس نون اور فاء کے فتحہ کے ساتھ کی جمع ہے، سانس۔ متحف۔ وہ چیز جو تحفہ میں پیش کی جائے۔ دار البقاء۔ آخرت۔ مکافات بدلہ، معاوضہ۔ مقال۔ گفتگو کلمات طیبات مراد ہیں۔ ضعف ضاد کے کسرہ کے ساتھ، دوگنا۔ ذی الجلال مقرب حق۔ یلجئنا الجاء سے بنا ہے مجبور کرنا مونث کی ضمیر میں مکافات کی طرف لوٹتی ہیں۔ تعرج کلمات طیبات پر ہے تنزل۔ خدا کی رحمت اترتی ہے۔ علیہ۔ یعنی عروج و نزول۔ چشش۔ چشیدن کا حاصل مصدر ہے۔ چکھنا۔ یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھنچتا ہے۔

ذوقِ جنس از جنسِ خود باشد یقیں ذوقِ جزو از کلِّ خود باشد ببیں
یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے دیکھو جز کا ذوق اپنے کل سے ہوتا ہے

یا مگر آں ۱ قابلِ جنسے بوَد چوں بدو پیوست جنسِ اُو شوَد
یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کرنیوالی ہے جب اس جنس سے ملے اسی جنس کی ہو جائے

ہمچو آب و ناں کہ جنسِ ما نبُود گشت جنسِ ما واندر ما فزود
جیسے پانی اور روٹی ہماری جنس کا نہ تھا ہماری جنس بن گیا اور ہم میں اضافہ کر دیا

نقشِ جنسیت ندارد آب و ناں زا عتبارِ آخر آنرا جنس داں
پانی اور روٹی جنسیت کی صورت نہیں رکھتے لیکن انجام کے اعتبار سے ان کو جنس سمجھو

ور بغیرِ جنس باشد ذوقِ ما آں ۲ مگر مانند باشد جنس را
اور اگر غیر جنس سے ہمارا ذوق ہوگا وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

آنکہ مانندست باشد عاریت عاریت باقی نماند عاقبت
جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے انجام کار عارضی چیز باقی نہیں رہتی

مُرغ را گر ذوق آید از صفیر چونکہ جنسِ خود نیابد شد نفیر
پرندہ کو اگر سیٹی سے لطف آتا ہے جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

تشنہ را گر ذوق زید از سَراب چوں رسد در وے گریزد جوید آب
پیاسے کو، اگر سراب سے ذوق آتا ہے جب اس میں پہنچتا ہے بھاگتا ہے پانی کی جستجو کرتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب لیک آں رُسوا شود در دارِ ضَرب
مفلس اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں لیکن وہ ٹکسال میں جا کر بے قدر ہو جاتا ہے

تا زَر اندو دیت از رہ نفگنَد تا خیالِ کژ تُرا چہ نفگنَد
خبردار کوئی ملمع ساز تجھے راستہ سے نہ بھٹکا دے خبردار کج خیالی تجھے کنوئیں میں نہ گرا دے

از کلیلہ باز جو آں قصہ را واندراں قصہ طلب کن حصہ را
اس قصہ کو کلیلہ دمنہ میں تلاش کر اور اس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

در کلیلہ ۳ خواندہ باشی لیک آں قشرِ افسانہ بُود نے مغزِ جاں
تو نے کلیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ چھلکا اور افسانہ تھا نہ کہ جان کا مغز

قصہٴ نخچیراں و بیانِ توکلّ و ترکِ جہد کردن

شکار کے جانوروں کا قصہ اور توکل اور کوشش ترک کر دینے کا بیان

---

۱ یا مگر۔ دراصل تو ہر ایک کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے اور کبھی اس چیز سے بھی ذوق ہوتا ہے جو فی الحال تو ہم جنس نہیں ہے، لیکن بعد میں ہم جنس بنجاتی ہے۔ جیسے روٹی پانی کہ وہ انسان کی جنس میں سے نہیں ہے لیکن انسانی بدن میں جا کر انسان کا جزو بنجاتی ہے۔

۲ آں مگر۔ کبھی ذوق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس تو نہیں ہے لیکن ہم جنس سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ ذوق بہت عارضی ہے۔ مرغ۔ پرندہ شکاری کی سیٹی کی طرف اس وجہ سے کھنچتا ہے کہ وہ اس کے ہم جنس پرندہ کی آواز سے مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن فوراً ہی حقیقت کھلنے پر بھاگتا ہے۔ سراب۔ چمکتا ہوا ریت جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ زر قلب کھوٹا سونا۔ دار ضرب ٹکسال۔ تا۔ یہاں سے مولانا کا قول شروع ہوتا ہے۔ کژ۔ کج۔

۳ کلیلہ دمنہ۔ مشہور کتاب ہے۔ کلیلہ اور دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جنکی زبانی بہت نصیحت آمیز قصے کہانیاں نقل کی گئی ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی پھر اس کا فارسی ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ ہارون الرشید نے فارسی سے عربی میں منتقل کرائی اب اس کے سنسکرت اور فارسی کے نسخے مفقود میں عربی نسخے سے یہ کتاب دنیا کی مشہور زبانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ قشر چھلکا۔ افسانہ کہانی۔ جہد جیم کا فتحہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ کوشش محنت

طائفۂ [۱] نخچیر در وادی خوش — بود شاں با شیر دائم کشمکش
شکار کے جانوروں کی ایک ٹکڑی، عمدہ وادی میں — ان کی شیر کے ساتھ مستقل کشمکش رہتی تھی

بسکہ آں شیر از کمیں در می بود — آں چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجاتا ہے — وہ چراگاہ سب کے لئے ناگوار ہو گئی تھی

حیلہ کردند آمدند ایشاں بہ شیر — کز وظیفہ ماتُرا دادیم سیر
انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے — کہ تجھے ہم نے پیٹ بھر کر خوراک دینا منظور کیا ہے

جز وظیفہ درپئے صیدے میا — تانگردد تلخ برما ایں گیا
راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ آ — تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑوی نہ بنے

جوابِ شیر نخچیراں راو بیان خاصیت جہد
شیر کا شکار کو جواب دینا اور کوشش کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر — مکر ہا دیدم بسے از زید و بکر
اس نے کہا، ہاں اگر میں وفاداری دیکھوں نہ مکاری — زید و بکر کے میں نے بہت مکر دیکھے ہیں

من ہلاکِ [۲] قول و فعل مردمم — من گزیدہ زخمِ مار و کژدمم
میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں — میں سانپ اور بچھو کا زخم خوردہ ہوں

نفس ہر دم از درونم در کمیں — از ہمہ مردم بتر در مکر و کیں
میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے — مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے

گوشِ من لایُلدَغ المومن شنید — قولِ پیغمبر بجان و دل گزید
میرے کان نے لا یلدغ المومن سنا ہے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو جان و دل سے اختیار کر لیا ہے

باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را بر جہد و اکتساب [۳]
شکاروں کا کوشش اور کمانے پر توکل کو پھر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے امیر باخبر — الحذر دع لیس یُغنی عن قدر
سب نے کہا اے باخبر سردار! — احتیاط کو چھوڑ وہ تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی ہے

در حذر شوریدن شور و شر ست — رو توکل کن توکل بہتر ست
بچاؤ میں، شور و شر کا برانگیختہ ہونا ہے — جا، توکل کر، توکل بہتر ہے

با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز — تانگیرد ہم قضا با تو ستیز
اے تند و تیز! خدائی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر — تاکہ خدائی فیصلہ تجھ سے برسر پیکار نہ ہو

---

[۱] طائفہ۔ جماعت، گروہ، وادی خوش۔ سرسبز میدان۔ نخچیر۔ شکار کرنا، شکارگاہ، شکار کیا ہوا جانور، وہ جانور جس کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ کش مکش۔ صیغہ امر و نہی کا مجموعہ ہے جیسے کوکھو، کھینچا تانی۔ بسکہ۔ چونکہ۔ کمیں۔ گھات کی جگہ چرا۔ جیم فارسی کے فتحہ کے ساتھ، چریدن سے چراگاہ حیلہ۔ تدبیر، مکر وظیفہ۔ روزینہ، راتب۔ سیر۔ پیٹ بھر کھانا۔ گھاس آرے۔ مجھے منظور ہے، ہاں زید و بکر۔ یعنی عام انسان۔

[۲] ہلاک۔ برباد، مرُدم۔ لوگ۔ گزیدہ ڈسا ہوا۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ ٹیڑھی دم والا۔ بچھو۔ نفس۔ یہاں سے مولانا نے نفس امّارہ کے مکر کا ذکر شروع کیا ہے۔ لا یلدغ المومن۔ حدیث ہے لَا یُلدَغُ المُؤمِنُ مِن جُحرٍ واحِدٍ مرّتین مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

[۳] اکتساب۔ کمانا۔ الحذر پرہیز، بچاؤ، چوکنا رہنا۔ احتیاط دع۔ امر کا صیغہ ودع دعا سے چھوڑنا قدر۔ تقدیر، قضائے الٰہی۔ شوریدن۔ برانگیختہ ہونا۔ فتنہ بپا ہونا۔ شر۔ برائی۔ تدبیر اور دیگر اسباب کو جو کوثر حقیقی سمجھتے ہیں وہ زندیق سمجھے جاتے ہیں۔ مقابلہ کرنا ستیزہ۔ جنگ و جدل

مُردہ[۱] باید بود پیشِ حُکمِ حق   تا نیاید زحمت از رَبُّ الفلق

اللہ کے حکم کے سامنے مردہ ہو جانا چاہئے   تاکہ رب الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و تسلیم

شیر کا پھر کوشش کو توکل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آرے گر توکل رہبر ست   ایں سبب ہم سنت پیغمبر ست

اس نے کہا، بیشک اگرچہ توکل راہ نما ہے   یہ سبب (اختیار کرنا) بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبرؐ بآواز بلند   بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند

پیغمبر نے بلند آواز سے کہا ہے   توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

رَمزِ اَلکاسِب[۲] حَبیبُ اللہ شنو   از توکل در سبب کاہل مشو

الکاسب حبیب اللہ کا نکتہ سنو   توکل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سُست نہ ہو

در توکل کسب و جہد اولیٰ تر ست   تا حبیبِ حق شوی ایں بہتر ست

توکل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے   تاکہ تو اللہ کا محبوب بن جائے، یہ بہتر ہے

رو توکل کن تو با کسب اے عَمو   جہد می کن کسب می کن مُو بمو

اے چچا! جامع کوشش کے توکل کر   کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

جہد کن جدّے نما تا وا رَہی[۳]   گر تو از جہدش بمانی ابلہی

کوشش کر، تن دہی کر تاکہ نجات پائے   اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو بیوقوف ہے

باز ترجیح نخچیراں توکل را از جہد و کسب

پر شکاروں کا توکل کو کوشش اور کمائی پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضُعفِ خلق   لقمہ تزویراں بر قدرِ حلق

قوم نے اس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے   اور اس کو بقدر حلق فریب کا لقمہ سمجھ

پس بدانکہ کسبہا از ضُعف خاست   در توکل تکیہ بر غیرے خطاست

پس جان لے کہ کوشش ضعف کی وجہ سے پیدا ہوئیں   توکل میں غیر سے بھروسہ غلط ہے

نیست کسبے از توکل خوب تر   چیست از تسلیم خود محبوب تر

کوئی کوشش، توکل سے بہتر نہیں ہے   رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

بس گریزند از بلا سوئے بلا   بس جہند از مار سوئے اژدہا

بہت لوگ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کی طرف بھاگتے ہیں   بہت لوگ سانپ سے اژدھے کی طرف کودتے ہیں

---

۱ مُردہ بودن۔ یعنی سر تسلیم خم کرنا۔ زحمت۔ صدمہ، مار پیٹ، عذاب۔ ربُّ الفلق صبح کی سفیدی پیدا کرنیوالا، اللہ تعالیٰ۔ سبب۔ اسباب کو اختیار کرنا" آنحضور کی سنت ہے۔ بآواز بلند۔ علی الاعلان۔ زانوئے اُشتر آنحضور نے فرمایا ہے اعقل وتوکل اونٹ کے رسی باندھ اور خدا پر بھروسہ کر، یعنی حفاظت کے جو اسباب ہیں وہ بھی اختیار کر۔

۲ الکاسبُ حبیب اللہ کسب کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے۔ یہ مشہور مقولہ ہے کاہل۔ سست یعنی انسان کو اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کرنی چاہیے۔ در توکل۔ انسان کا محنت کرنا اور اسباب دنیوی اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ عمو۔ چچا، بزرگ۔ مو بہ مو۔ سر بسر پوری طرح جد۔ جیم کے کسرہ سے، کوشش ہے۔

۳ وا۔ جد ا۔ رہی رہیدن کا فعل مضارع، چھوٹنا۔ ابلہ، بیوقوف۔ خلق۔ مخلوق، تزویر۔ مکرو فریب ضعف۔ یعنی انسان کو کسب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ اس کے عقیدے میں کمزوری آ گئی ہے خدا پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ تکیہ۔ بھروسہ تسلیم۔ خدا کے حکم پر سر جھکا دینا۔

حیلہ[1] کرد انسان و حیلش دام بود — آنکہ جاں پنداشت خوں آشام بود
انسان نے تدبیر کی اور اس کی تدبیر جال تھی — جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود — حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود
(اس نے) دروازہ بند کرلیا اور دشمن گھر ہی میں تھا — فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی

صد ہزاراں طفل کشت آں کینہ کش — وانکہ او می جست اندر خانہ اش
اس کینہ والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے — اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اس کے گھر میں تھا

دیدۂ[2] ما چوں بسے علت دروست — رو فنا کن دید خود در دیدِ دوست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خرابیاں ہیں — جا، اپنی صوابدید کو دوست کی صوابدید میں فنا کردے

دیدِ ما را دیدِ او نِعمَ العِوَض — ہست اندر دیدِ او کُلّی غرض
اس کی صوابدید یہ ہماری صوابدید کا بہترین بدل ہے — اس کی صوابدید میں تمام مقاصد موجود ہیں

طفل تا گیرا و تا پویا نہ بود — مرکبش جز گردن بابا نہ بود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا — بابا کی گردن کے علاوہ اس کی سواری نہ تھی

چوں فضولی کرد و دست و پا نمود — در عنا افتاد و در کور و کبود
جب اس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پیر نکالے — تو مشقت و مصیبت اور اندھیرے میں پھنس گیا

جانہائے خلق پیش از دست و پا — می پرید نداز وفا اندر صفا
لوگوں کی روحیں، ہاتھ پیر سے پہلے — کمال کی وجہ سے عالم غیب میں پرواز کرتی تھیں

چوں بامر[3] اہبطوا بندی شدند — حبسِ خشم و حرص و خورسندی شدند
جب اہبطوا کے حکم سے قیدی بن گئیں — غصہ اور حرص اور خوشی میں گرفتار ہو گئیں

ما عیالِ حضرتیم و شیر خواہ — گفت اَلخَلقُ عِیالٌ لِلّٰہ
ہم اللہ کے عیال، اور شیر خوار ہیں — (خدا نے) فرمایا ہے مخلوق اللہ کی عیال ہے

آنکہ او از آسماں باراں دہد — ہم تواند کو برحمت ناں دہد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے — یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دیدے

دیگر باربیان کردنِ شیر ترجیح جہد بر توکل
شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترجیح دینا

گفت شیر آرے ولے رَبُّ العِباد — نردبانے پیش پائے ما نہاد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے — ہمارے پیروں کے پاس سیڑھی رکھدی ہے

---

[1] حیلہ۔ تدبیر۔ دام۔ جال خون آشام۔ خونخوار فرعون یہ لقب ہے نام ولید بن مصعب ہے یہ مصر کا ظالم بادشاہ گذرا ہے کاہنوں نے اس کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کا لڑکا تمہاری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا، اس بناء پر اس نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرانا شروع کردیا۔ حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ نے پیدائش کے بعد دریائے نیل میں ڈالدیا۔ جو بالآخر فرعون کے گھر پہنچ گئے۔ اور وہیں ان کی پرورش ہوئی اور وہی اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے۔

[2] دید۔ نظر، صوابدید علت۔ بیمار، نقص۔ نعم العوض۔ اچھا بدلہ گیرا۔ گیرندہ پکڑنیوالا۔ پویا۔ دوڑنے والا، مرکب سواری۔ بابا۔ باپ۔ فضولی۔ غیر ضروری بات، بیہودگی۔ عنا۔ مشقت کور یعنی اندھا پن کبود۔ کالا تاریک جانہائے روحیں عالم ازل میں بغیر ہاتھ پیر کے اڑتی پھرتی تھیں۔ صفا۔ عالم بالا چونکہ وہ مادہ سے صاف ہے۔

[3] اہبطوا۔ نیچے اترو، حضرت آدم و حوا اور شیطان کو گندم خوری کے بعد حکم ہوا تھا کہ سرزمین پر اترو۔ عیال۔ بال بچے کنبہ جولوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں۔ آرے۔ ہاں۔ ولے۔ لیکن رب العباد بندوں کا پروردگار۔ نردبان۔ سیڑھی، زینہ۔

پایہ پایہ[۱] رفت باید سوئے بام
کوٹھے پر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے

ہست جبری بودن اینجا طمعِ خام
اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

پائے داری چوں کُنی خود را تو لنگ
تو پیر رکھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بناتا ہے؟

دست داری چوں کُنی پنہاں تو چنگ
تو ہاتھ رکھتا ہے، پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد
آقا نے جب غلام کو بیلچہ تھما دیا

بے زباں معلوم شد اُو را مُراد
بغیر کچھ کہے اس کا مقصد معلوم ہو گیا

دست ہمچوں بیل اشارتہائے اوست
بیلچہ کی طرح، ہاتھ اس کے اشارے ہیں

آخر اندیشی عبارتہائے اوست
جس کا مطلب انجام بینی ہے

چوں اشارتہاش را بر[۲] جاں نہی
جب تو اس کے اشاروں کو دل پر جمائے گا

در وفائے آں اشارت جاں دہی
اور ان اشاروں کو پورا کرنے میں جان دیدے گا

پس اشارتہاش اسرارت دہد
تب اس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے

بار بردار دز تو، کارت دہد
تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

حاملی محمول گرداند ترا
تو بار بردار ہے تو تجھے سوار کردے گا

قابلی مقبول گرداند ترا
تو (حکم کو) ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنا دیگا

قابل[۳] امرِ وی قابل شوی
تو اس کے حکم قبول کرنیوالا ہے (دیدار کے) قابل ہوجائیگا

وصل جوئی بعد ازاں واصل شوی
تو وصل کا طالب ہے اس کے بعد وصال والا بن جائیگا

سعی شُکرِ نعمت قدرت بُود
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے

جبرِ تو انکار آں نعمت بُوَد
اور تیرا جبری ہونا اس نعمت کا انکار ہے

شُکر نعمت نعمتت افزوں کُند
نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائیگا

کُفرِ نعمت از کفت بیروں کُند
اور نعمت کا کفر (اس کو) تیرے قبضہ سے نکالدیگا

جبرِ تو خُفتن بوَد در رہ مُخسپ
اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سو جانا ہے راستہ میں نہ سو

تا نہ بینی آں درود رگہ مُخسپ
جب تک اس در اور درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

ہاں مُخسپ اے جبریِ بے اعتبار
اے بے بھروسہ جبری! ہرگز نہ سونا

جز بزیرِ آں درختِ میوہ دار
اس میوہ دار درخت کے نیچے کے سوا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد
تاکہ ہوا ہر لحظہ شاخ کو ہلائے

بر سرت دائم بریزد نُقل وزاد
(اور) ہمیشہ تیرے لئے نقل وتوشہ مہیا کرتی رہے

۱؎ پایہ پایہ۔ درجہ بدرجہ۔ بام۔ کوٹھا، بالاخانہ۔ جبری۔ مجبور۔ لنگ۔ لنگڑا۔ چنگ۔ چنگل، پنجہ۔ خواجہ، مالک آقا۔ بندہ غلام، نوکر۔ بیل۔ بیلچہ، بے زبان۔ بغیر کہے ہوئے۔ مراد آقا کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھود جب خدا نے یہ اعضاء دئے ہیں تو اشارہ ہے کہ ہاتھ پیر کو کام میں لا۔

۲؎ بر جاں نہی۔ تو دل پر نقش کریگا۔ وفا۔ پورا کرنا۔ اسرارت۔ یعنی جب تم محنت اور ریاضت کرو گے تو مجاہدہ سے کشف شہود ہوگا۔ حامل۔ بوجھ اٹھانیوالا۔ محمول۔ لدا ہوا یعنی اب تو تم پر اعمال کا بار ہوگا کل کو یہی اعمال باعث راحت ہوں گے۔

۳؎ قابل۔ قبول کرنیوالا۔ مقبول۔ یعنی مقبول بارگاہ امروئی۔ یعنی امروے ہستی قدرت۔ اختیار، جبر۔ مجبور ہونا بے بسی، بے اختیاری، دَر و درگہ۔ یعنی جب تو جناب باری میں پہنچ جائے، اور تجھے مشاہدہ حق میسر ہو جائے۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ جبری وہ شخص جو عقیدہ جبر کا قائل ہو، انسان کو مجبور محض سمجھتا ہو۔ بے اعتبار" اپنے منافع کے لئے تو بھاگا پھرتا ہے اور عبادات وطاعات میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے درخت یعنی وصول الی اللہ کا درخت۔ افشاں۔ جھاڑنا۔ نقل۔ وہ چیزیں جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ زاد و توشہ۔

جبر خفتن درمیان رہزنا۱ ناں | مُرغ بے ہنگام کے یابد اماں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے | بے وقت اذان دینے والا مرغ کب بچتا ہے؟

ور اشارتہاش را بینی زنی | مُرد پنداری وچوں بنی زنی
اگر اس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا | تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے اور جب غور کریگا تو عورت ہے

آں قدر عقلے کہ داری گم شود | سَر کہ عقل از وے بپرّد دُم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ گم ہو جائیگی | جس سر سے عقل اڑ جائے وہ دم بن جاتا ہے

زانکہ بے شُکری بُود شوم وشُنار | می بردنا شُکر را در قعرِ نار
چونکہ ناشکری، منحوس اور نا مبارک ہوتی ہے | ناشکرے کو جہنم کے گڑھے میں لیجاتی ہے

گر توکل میکنی درکار۲ کُن | کسب کن پس تکیہ بر جبّار کُن
اگر تو توکل کرتا ہے کاروبار میں کر | کما، اور پھر اللہ پر بھروسہ کر

تکیہ بر جبّار کُن تا وارہی | ورنہ اُفتی در بلا و گمرہی
خدا پر بھروسہ کرتا کہ نجات پائے | ورنہ مصیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل رابر جُہد
شکاروں کا توکل کو کوشش پر پھر ترجیح دینا

جُملہ باوے بانگ ہا برداشتند | کاں حریصاں کیں سبَبہا کاشتند
سب اس پر چیخ پڑے | کہ ان حریصوں نے یہ اسباب بوئے ہیں

صد ہزار اندر ہزاراں مرد و زن | پس چرا محروم ماند اندر زمن
لاکھوں، لاکھ مرد اور عورت | زمانہ میں کیوں محروم رہے؟

صد ہزاراں قرن۳ ز آغازِ جہاں | ہمچو اژدر ہا کشادہ صد دہاں
ابتداء آفرینش سے لاکھوں صدیاں | اژدھوں کی طرح سینکڑوں منہ کھولے ہوئے

مکرہا کردند آں دانا گروہ | کہ زبُن برکندہ شد زاں مکر کوہ
ان عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں | کہ ان کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑ سے اکھڑ گیا

کردہ مکر و حیلہ آں قوم خبیث | گر ز ما باور نداری ایں حدیث
اس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی | اگر ہماری اس بات پر تجھے یقین نہیں آتا

کرد وصفِ مکرشاں ذوالجلال | لِتَزُوْلَ مِنْہُ اَقْلَالُ الْجِبَالْ
اللہ نے ان کے مکر کا بیان فرمایا ہے | اس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

۱ رہزناں۔ یعنی شیاطین مُرغ جو مرغ بے وقت اذان دیتا تھا۔ اس کو ذبح کر لیا جاتا تھا یعنی ذوَن۔ ناک چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے۔ عقلے۔ قوت عقلیہ کو اگر کام میں نہ لایا جائے گا وہ بیکار ہو جائے گی۔ دُم یعنی بدترین عضو۔ شوم منحوس شُنار شین کے ضمہ کے ساتھ، نا مبارک قعر۔ گہرائی۔ نار۔ آگ یعنی نعمت کا کفران عذاب کا سبب ہے۔

۲ کار۔ یعنی کام میں لگ کر توکل کرنا چاہئے۔ جبّار اللہ تعالیٰ۔۔۔۔ تکیہ خدا پر بھروسہ ضروری ہے ورنہ انسان مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حریصاں یعنی حریص انسان اسباب اختیار کرنا مفید ہوتا تو لاکھوں انسان جنہوں نے اسباب اختیار کئے محروم کیوں ہوئے

۳ قرن۔ صدی۔ صد ہزاراں، لاکھوں، اژدہا۔ اژدھے، پیٹ بھرنے پر اژدہا سو جاتا ہے ورنہ زبان لٹکائے پھرتا ہے۔ زبن۔ اس مصرع میں قوم عاد کی سنگتراشی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آئندہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے مکر و حیلہ۔ فریب، مکاری خبیث۔ ناپاک، بداعتقاد مراد وہی لوگ ہیں جو اسباب کو حقیقی موثر مانتے ہیں۔ وصف۔ بیان تعریف اقلال قلۃ کی جمع پہاڑ کی چوٹی۔ جبال جبل کی جمع، پہاڑ۔

جُز کہ آں قسمت کہ رفت اندر ازل　　روئے نمود از سگال[۱] و از عمل

سوائے اس حصہ کے جو ازل میں مقرر ہوا ہے　　غور و فکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

جُملہ افتادند از تدبیر و کار　　ماند کار و حکمہائے کردگار

سب تدبیر اور کام سے عاجز آگئے　　اللہ کا کام اور اس کے احکام باقی رہے

کسب جُز نامے مداں اے نامدار　　جہد جزو ہمے مپندار اے عیار

اے نامدار! کوشش کو برائے نام سمجھ　　اے ہوشیار کوشش کو وہم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نگریستنِ عزرائیل علیہ السلام بر مردے و گریختنِ اُو در سرائے سلیمان علیہ السلام و تقریرِ ترجیحِ توکل بر جہد و کوشش

عزرائیل علیہ السلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اس کا سلیمان علیہ السلام کے گھر کی طرف بھاگنا اور توکل کی مشقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

سادہ مردے چاشتگاہے در رسید　　در سَرا عدلِ سلیمانی در دوید

ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا　　اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا

رُویش از غم زرد و ہر دو لب کبود[۲]　　پس سلیماں گفت اے خواجہ چہ بُود

غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے　　حضرت سلیمان نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت عزرائیلؑ در من ایں چنیں　　یک نظر انداخت پر از خشم و کیں

اس نے کہا، عزرائیل (علیہ السلام) نے مجھ پر ایسی　　ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت ہین اکنوں چہ میخواہی بخواہ　　گفت فرما باد را اے جاں پناہ

انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر　　اس نے کہا، اے جاں پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

تا مرا زینجا بہندستاں بَرَد　　بُو کہ بندہ کاں طرف شد جاں بَرَد[۳]

تاکہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لیجائے　　ہوسکتا ہے، بندہ اس طرف چلا جائے تو جان بچالے

پس سلیماں کرد بر باد ایں برات　　بُرد باد اُو را بسوئے سومنات

تو حضرت سلیمان نے ہوا کو یہ حکم دیا　　ہوا اس کو سومنات کی طرف لے گئی

باد را فرمود تا اُو را شتاب　　بُرد سوئے خاکِ ہندوستان بر آب

ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اس کو　　پانی پر (سفر) کر کے ہندوستان کی سرزمین کی طرف لے گئی

تک ز درویشی گریزانند خلق　　لقمۂ حرص و امل زانند خلق

اب! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں　　اس لئے لوگ حرص اور خواہش کا لقمہ ہیں

---

۱ سگال۔ غور و فکر، سوچ عمل، کسب، کاروبار، افتادند رہ گئے، عاجز آگئے۔ کردگار کام کا مالک، اللہ تعالیٰ سادہ بھولا بھالا چاشتگاہ ایک پہر دن چڑھے کا وقت سرائے عدل، عدالت، محکمہ، سلیمان، نبی جو حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں جن کو نبوت کے ساتھ دنیا کی عظیم الشان سلطنت بھی ملی تھی، انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی حکمراں تھے۔

۲ کبود۔ نیلا۔ خواجہ مالک آقا، بزرگ۔ عزرائیل ملک الموت۔ کین۔ کینہ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ باد ہوا بھی حضرت سلیمان کے تابع تھی۔ بو، بود ہوسکتا ہے ممکن ہے۔

۳ جاں بَرَد، بچ جائے، زندہ رہے۔ برات تحریری حکم، شاہی حکم سومنات علاقہ گجرات کا ایک شہر ہے جس کا مندر دنیا میں مشہور ہے۔ جس کو سلطان محمود نے منہدم کر دیا تھا اور اب حکومت ہند نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ تک۔ اینک کا مخفف ہے، اب۔ گریزیدن۔ بھاگنا، بچنا، آرزو رزانند۔ ازاں اند۔

ترسِ[1] درویشی مثالِ آں ہراس　　حرص و کوشش را تو ہندوستاں شناس
افلاس کا ڈر، اس خوف کی مثال ہے　　حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

روزِ دیگر وقتِ دیوان و لقا　　شہ سلیماں گفت عزرائیل را
دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت　　حضرت سلیمان نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا

کاں مسلماں را بخشم از چہ سبب　　بنگریدی باز گوا ے پیکِ رب
اس مسلمان کو غصہ سے کس وجہ سے　　تو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! بتا

اے عجب ایں کردہ باشی بہرِ آں　　تا شود آوارہ اُو از خانماں
تعجب ہے! یہ تو نے اس لئے کیا　　تاکہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

گفتش اے شاہِ جہانِ[2] بے زوال　　فہم کژ کردو نمود اُو را خیال
حضرت عزرائیل نے ان سے کہا کہ اے لازوال جہان کے بادشاہ　　اس نے غلط سمجھا اور اس کو خیال نے غصہ دکھایا

کہ مرا فرمود حق کامروز ہاں　　جانِ اُو را تو بہندوستاں ستاں
اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی　　اس کی جان ہندوستان میں نکال لے

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم　　در تفکر رفتہ سرگرداں شدم
میں نے اس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا　　میں فکر میں ڈوب کر پریشان ہوا

از عجب گفتم گر اُو را صد پرست　　اُو بہندوستاں شدن دور اندرست
تعجب ہے میں نے کہا کہ اگر اس کے سو پر ہوں　　اس کا ہندوستان پہنچنا دور از قیاس ہے

چوں بامرِ حق بہندوستاں شدم　　دیدمش آنجا و جانش بستدم
میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہنچا　　میں نے اس کو وہاں دیکھا اور اس کی جان نکال لی

تو ہمہ کارِ جہاں را ہم چنیں　　کن قیاس و چشم بکشا و ببیں
(اے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر　　قیاس کر لے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ[3] بگریزیم از خود ایں محال　　از کہ برتابیم از حق ایں وبال
ہم کس سے بھاگیں؟ اپنے آپ سے؟ یہ ناممکن ہے　　ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو تباہی ہے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و فوائدِ جہد بیان کردن

شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے سے بیان کرنا

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببیں　　جہد ہائے انبیا و مرسلیں
شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ　　انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

[1] ترس۔ یعنی افلاس کے ڈر سے لوگ توکل کو ترک کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے ہیں جیسا کہ وہ شخص وہاں سے ہندوستان کی طرف بھاگا لیکن وہاں بھی نہ بچا۔ دیوان و لقا یعنی دربار عام جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔

[2] جہان بے زوال۔ عالم آخرت، حضرت سلیمان نبی بھی تھے، لہٰذا ان کو شاہ آخرت کہا ہے۔ کژ۔ ٹیڑھا۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ ستان۔ ستاندن کا امر ہے، لینا۔ صد پر۔ یعنی اگر اس شخص کے سو پر بھی لگ جائیں گے۔

[3] از کہ۔ تقدیر سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ خود انسان اپنے آپ سے بھاگے جو ناممکن ہے۔ انبیاؤ مرسلین رسولوں اور نبیوں نے بھی اسباب دنیوی اختیار کئے ہیں۔ اور جد و جہد کی ہے۔

سَعیِ اَبرارِ ۱ و جہادِ مُومناں
نیکوں کی کوشش، مومنوں کا جہاد

تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
ابتدا، آفرینش سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں راراست کرد
اللہ نے ان کی کوشش درست کر دی

آنچہ دید نداز جفا و گرم و سَرد
جو کچھ انہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

حیلہ ہاشاں جُملہ حال آمد لطیف
بہر حال انکی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں

کُلّ شَیءٍ مِنْ ظَرِیْفٍ ھُوَ ظَرِیْفٌ
بھلے کی ہر شے بھلی ہوتی ہے

دامہاشاں مُرغِ گردونی گرفت
ان کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے

نقصہا ۲ شاں جُملہ افزونی گرفت
ان کی تمام کمیوں نے، ترقیاں حاصل کرلیں

جُہد میکن تا توانی اے کیا
اے عقلمند! جس قدر بھی ہو سکے کوشش کر

در طریقِ انبیاؤ اولیاء
انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

با قضا پنجہ زدن نبُوْد جہاد
جہاد، تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ نہیں ہے

زانکہ ایں راہم قضا برمانہاد
اس لئے کہ یہ بھی تقدیرِ الٰہی نے ہم پر دکھا ہے

کافرم من گرزیاں کردست کس
میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو

دررہِ ایمان وطاعت یک نَفَس
ایمان اور اطاعت کے راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی

سَر شکستہ نیست ہمیں سَر رامبند
(تیرا) سر پھٹا ہوا نہیں ہے، خبردار سر کو نہ باندھ

یک دوروزے جہد کن باقی بخند
ایک دو روز کوشش کر لے پھر آرام اٹھا

بدمحالے ۳ جُست کو دنیا بجُست
جس نے دنیا کی جستجو کی اس نے باطل کی جستجو کی

نیک حالے جُست کو عقبیٰ بجست
جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکر ہا در کارِ دنیا باردست
دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے

مکر ہا در ترکِ دنیا واردست
دنیا چھوڑنے میں تدبیر کرنا منقول ہے

مکر آں باشد کہ زنداں حُفرہ کرد
تدبیر یہ ہے کہ قید خانہ میں، سرنگ لگادی

آنکہ حُفرہ بست ایں مکریست سَرد
جس نے سرنگ بند کر دی یہ غلط تدبیر ہے

ایں جہاں زندان و مازندانیاں
یہ دنیا قید خانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں

حُفرہ کن زندان وخود اوارہاں
قید خانہ میں سرنگ لگادے اور اپنے آپ کو چھڑالے

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
دنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا

نے قماش ونقرہ وفرزندان وزن
نہ کہ سازو سامان اور چاندی اور بچے، بیوی

۱ ابرار۔ بر کی جمع ہے نیک آدمی راست کرد۔ ان کو غلبہ دیا اور طرح طرح سے ان کی مدد کی۔ حیلہ۔ تدبیر، جُملہ حال، بہر حال لطیف۔ پاکیزہ ظریف، نیک، بھلا خوش طبع، دام، جال۔ گردونی۔ آسمانی۔
۲ نقص۔ کمی۔ افزونی زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔ دانا، پہلوان، بادشاہ قضا۔ انسان کی کوشش بھی تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی دیر۔ سر شکستہ۔ معذور تو معذور ہے لیکن تندرست معذور نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔
۳ محال۔ باطل ناممکن بارد۔ ٹھنڈا بے اثر۔ وارد قرآن وحدیث میں منقول ہے۔ مکر، قیدی کی رہائی کی یہ تدبیر ہے کہ وہ قید خانہ میں سرنگ لگا کر نکل بھاگے، دنیا مومن کا قید خانہ ہے، بدن۔ بودن۔ قماش۔ سازو سامان۔ نقرہ، چاندی۔

مال راکز بہرِ دیں باشی حمول ۱ — نعم مال" صالح" خواندش رسول

وہ مال دین کے لئے تو جس کا باربردار ہو — اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اچھا مال فرمایا ہے

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست — آب اندر زیرِ کشتی پشتی ست

کشتی میں پانی بھرنا، کشتی کی تباہی ہے — کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

چونکہ مال و مُلک را از دل براند — زاں سلیماں خویش جز مسکیں نخواند

چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکالدیا تھا — اس لئے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے آپ کو مسکین کے علاوہ کچھ نہ کہا

کوزۂ سربستہ اندر آبِ زفت — از دلِ پُر باد فوق آب رفت

سر بندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا — اور ہوا سے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے پانی پر تیرا

بادِ درویشی چو در باطن بُود — بر سرِ آبِ جہاں ساکن بُود

جب دل میں فقیری کی ہوا بھری ہو گی — دنیا کے پانی کے اوپر پر سکون ہو گا

آب نتواند مر ورا غوطہ داد — کش دل از ۲ نفخِ الٰہی گشت شاد

پانی اس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے — کیونکہ اس کا دل خدائی پھونک سے مسرور ہو گیا ہے

گرچہ جملۂ ایں جہاں ملکِ وے ست — مُلک در چشمِ دلِ او لاشی ست

خواہ یہ تمام دنیا اس کی ملک ہو — سلطنت اس کے دل کی نگاہ میں ہیچ ہے

پس دہانِ دل ببند و مُہر کُن — پُر کنش از بادگیرِ مِن لَدُن

پس دل کا دہانہ بند کر، اور مہر لگا — من لدن کے دریچہ سے اس کو بھر لے

جُہد حق ست و دوا حق ست و درد — مُنکر اندر نفیِ جُہدش جُہد کرد

کوشش حق ہے، اور دوا کرنا حق ہے اور درد حق ہے — منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

کسب کُن سعیِ نما و جُہد کُن — تا بدانی سِرِّ علمِ مِن لَدُن

کما، کوشش کر، اور جدوجہد کر — تاکہ تو علم من لدن کا راز سمجھ لے

گرچہ ۳ ایں جملہ جہاں پُر جُہد شد — جُہد کے در کامِ جاہل شہد شد

اگرچہ یہ تمام دنیا جدوجہد سے پُر ہو رہی ہے — جاہل کے منہ میں جدوجہد کب شیریں ہوتی ہے

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

کوشش کی توکل پر ترجیح ثابت ہو جانا

زیں نمط بسیار بُرہان گفت شیر — کز جواب آں جبریاں گشتند سیر

شیر نے اس طریقہ پر بہت سے دلائل بیان کئے — جن کے جواب سے وہ جبر کے قائل خاموش ہو گئے

---

۱ حمول۔ باربردار، بوجھ اٹھانیوالا۔ آب اندر اندر زیادہ ہے۔ پُشتی۔ مدد، سہارا، براند، دور کر دیا، مسکین، غریب، خاکسار، رفت۔ موٹا، بخت، فوق۔ اوپر۔ باطن۔ اندر، قلب۔ ساکن۔ ٹھہرا ہوا۔ کش۔ کہ اُس۔

۲ نفخ۔ پھونک۔ دے یعنی وہ ش۔ ص جس کے قلب میں درویشی ہے لاشی۔ ناچیز۔ بادگیر۔ روشندان، دریچہ۔ من لدن۔ پاس سے، یعنی وہ علم جو۔ خدا کی جانب سے براہ راست حاصل ہو جس کو علم لدنی کہا جاتا ہے۔ منکر جدوجہد کا منکر اس انکار میں خود جدوجہد کرتا ہے۔ لدن۔ علم لدنی وہ علم ہے جو براہ راست جناب باری سے حاصل ہو جیسا کہ آیت وعلمناہ من لدنا علما میں فرمایا گیا ہے اور اس کو ہم نے اپنے پاس علم دیا"۔

۳ گرچہ۔ یعنی تمام دنیا عالم اسباب ہے لیکن جاہل یعنی اس عقیدہ پر یقین نہ رکھنے والا اس کو نہیں سمجھتا ہے۔ نمط۔ طرز، طریقہ، برہان۔ دلیل جبریان۔ یعنی وہ جانور جو جبر کے قائل تھے۔ سیر۔ پیٹ بھرا، خاموش

روبہ[1] و خرگوش و آہو و شغال　　جبر را بگذاشتند و قیل و قال
لومڑی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے　　جبر (کے عقیدے) کو اور بحث بحثی کو چھوڑ دیا

عہد ہا کردند با شیرِ ژیاں　　کاں دریں بیعت نیفتد در زیاں
غضبناک شیر سے انہوں نے عہد کئے　　کہ اس قول، قرار میں وہ نقصان میں نہ رہیگا

قِسمِ ہر روزش بیاید بے ضرر　　حاجتش نبُود تقاضائے دِگر
ہر روز اس کو حصہ بے ضرر پہنچیگا　　اس کو دوبارہ تقاضا کرنیکی حاجت نہ ہوگی

عہد چوں بستند و رفتند آں زماں　　سوئے مَرعیٰ ایمن از شیرِ ژیاں
جب انہوں نے عہد کرلیا اس وقت وہ روانہ ہوئے　　چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے مطمئن ہو کر

جُملہ بنشستند یکجا آں وُحوش[2]　　اوفتادہ درمیان جُملہ جوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہو کر بیٹھے　　سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے تدبیر و رائے می زدند　　ہر کسے در خونِ ہر یک می شدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا　　ہر ایک دوسرے کے خون کے درپے ہوتا تھا

عاقبت شد اتفاقِ جملہ شاں　　تا بیاید قرعہ اندر میاں
بالآخر ان سب کا اتفاق ہو گیا　　تاکہ درمیان میں قرعہ اندازی ہو

قرعہ بر ہر کو زند اُو طُعمہ است　　بے سخن شیرِ ژیان را لُقمہ است
جس پر قرعہ نکلے وہ خوراک ہے　　بلا عذر وہ تند شیر کا لقمہ ہے

ہم بریں کردند آں جُملہ قرار　　قرعہ آمد سَربسَر را اِختیار
سب نے اس پر اتفاق کر لیا　　قرعہ، سب کو پسند آ گیا

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز　　سوئے آں شیر اُو دویدے ہمچو یوز
ہر روز جس پر قرعہ نکلا　　وہ چیتے کی طرح اس شیر کی طرف دوڑ جاتا ہے

انکار کردن نخچیراں بر خرگوش در تاخیر رفتن بر شیر

خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکاروں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد ایں ساغر بدور　　بانگ زد خرگوش کا خر چند جور
جب یہ ساغر دور میں خرگوش کے پاس آیا　　تو خرگوش چیخا آخر ظلم کب تک؟

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ما　　جاں فدا کردیم در عہد و وفا
قوم نے اس سے کہا اتنی مرتبہ ہم نے　　عہد اور وفا کی خاطر قربان کی ہے

[1] رُوبہ۔ لومڑی۔ آہو۔ ہرن۔ شغال۔ گیدڑ۔ قیل و قال۔ گفتگو بحث مباحثہ۔ ژیاں۔ غضبناک بیعت، عہد قرار معاملہ زیاں نقصان۔ قِسم۔ حصہ۔ بے ضرر۔ بلا تکلیف مرعیٰ۔ چراگاہ۔

[2] وُحوش۔ وحشی کی جمع الجمع جنگلی جانور عاقبت۔ انجام کار۔ قرعہ۔ پانسہ۔ طُعمہ۔ خوراک۔ روز روز۔ روز بروز۔ یوز۔ چیتا۔ ساغر جام شراب۔ دور۔ چکر بانگ۔ آواز۔

تو مجو بد نامیِ ما اے عَنود[۱] | تا نرنجد شیر رو تو زود زود
اے جھگڑالو! تو ہماری بدنامی نہ چاہ | تا کہ شیر خفا نہیں ہو، جلد جلد جا

جواب گفتن خرگوش نخچیراں را و مُہلت خواستن
خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مہلت چاہنا

گفت اے یاراں مرا مُہلت دہید | تا بمکرم از بلا ایمن شوید
اس نے کہا اے یارو! مجھے مہلت دو | تا کہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے بے خوف ہو جاؤ

تا اماں یابد زِ مکرم جانِ تاں | ماند ایں میراث فرزندانِ تاں
میری تدبیر سے تمہاری جان امان پالے | یہ (جنگل) تمہاری اولاد کی میراث بنا رہے

ہر پیمبر اُمتاں را در جہاں | ہمچنیں تا مخلصی میخواند شاں
ہر پیغمبر، امتیوں کو دنیا میں | اسی طرح ان کو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے

کز فلک راہِ بروں[۲] شو دیدہ بُود | در نظر چوں مردُمک پیچیدہ بُود
اس لئے کہ وہ آسمان سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ چکے تھے | وہ نگاہ میں پتلی کی طرح پوشیدہ تھے

مَردمش چوں مُردمک دیدند خُرد | در بزرگی مردُمک کس رہ نبرد
انسانوں نے پتلی کی طرح ان کو چھوٹا سمجھا | پتلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ نہ چلا

اعتراضِ نخچیراں بر سخنِ خرگوش
شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کہ اے خرگوش[۳] دار | خویش را اندازہ خرگوش دار
قوم نے اس سے کہا اے گدھے سن | اپنے آپ کو خرگوش کے رتبے میں رکھ

ہیں چہ لاف ست ایں کہ از تو مہتراں | در نیاوردند اندر خاطر آں
خبردار! یہ کیا بکواس ہے کہ تجھ سے بڑے | دل میں بھی یہ نہیں لائے

معجبی یا خود قضا ماں در پے ست | ورنہ ایں دم لائق چوں تو کے ست
تو خود پسند ہے، یا ہماری قضا ہمارے در پے ہے | ورنہ یہ دعویٰ تجھ جیسے کے کب مناسب ہے

گفت اے یاراں حقم الہام داد | مَر ضعیفے را قوی رائے فتاد
اس نے کہا اے دوستو! مجھے خدا نے الہام کیا ہے | ایک کمزور کی سمجھ میں مضبوط رائے آ گئی ہے

آنچہ حق آموخت مرزنبور را | آں نباشد شیر را و گور را
اللہ نے جو کچھ شہد کی مکھی کو سکھا دیا ہے | وہ شیر اور گور خر کو میسر نہیں ہے

۱۔ عنود۔ جھگڑالو۔ ضدی مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ ایمن بے خوف میراث۔ ورثہ، ترکہ۔ ہر پیمبر۔ یعنی میں جس طرح نجات کی کوشش کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی امت کی نجات کی کوشش کی ہے۔

۲۔ بیرون شو۔ باہر نکلنے والا۔ مردمک۔ آنکھ کی پتلی پیچیدہ۔ ملا جلا، الجھا ہوا، چھپا ہوا، خرد۔ چھوٹا، پتلی ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ہے کہ بحر و بر کو اپنے اندر سے لیتی ہے یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ گدھا، بیوقوف۔

۳۔ گوشدار۔ سن۔ لاف۔ گپ۔ ہیں۔ نہتراں۔ بزرگ خاطر۔ حسب۔ معجب۔ خود پسند۔ متکبر فضائل موت۔ دم۔ دعویٰ الہام یعنی اشارہ۔ قناد۔ یعنی زنبور۔ شہد کی مکھی۔ گور خر جنگلی گدھا۔

خانہا سازد پُر از حلوائے ۱ تَر — حق بروآں علم را بکشود در

وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے — اللہ نے اس علم کا دروازہ اس پر کھولدیا ہے

آنچہ حق آموخت کرمِ پیلہ را — ہیچ پیلے داند آنگوں حیلہ را؟

جو کچھ اللہ نے ریشم کے کیڑے کو سکھا دیا ہے — اس طرح کی تدبیر کوئی ہاتھی جانتا ہے؟

آدمِ خاکی زحق آموخت علم — تا بہفتم آسماں افروخت علم

مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا — علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

نام و ناموسِ ملک را در شکست — کوری آنکس کہ باحق در شک ست

فرشتوں کی عزت، و آبرو کو شکست دیدی — اس شخص کے اندھے پن نے جو اللہ کے معاملہ میں شک کرتا ہے

زاہدِ ششصد ۲ ہزاراں سالہ را — پوز بندے ساخت آں گوسالہ را

چھ لاکھ برس کے زاہد کے — مچکا چڑھا دیا، اس بچھڑے کے

تا نتاند شیرِ علمِ دیں کشید — تا نگردد گردِ آں قصرِ مشید

تاکہ علم دین کا دودھ نہ پی سکے — تاکہ اس مضبوط قلعہ کے چکر نہ کاٹے

علمہائے اہلِ حس شد پوزبند — تا نگیرد شیرا زاں علمِ بلند

اہلِ حس کے علوم، مچکا بن گئے — تاکہ وہ اعلیٰ علم کے دودھ کو نہ پی سکیں

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد — کاں بدریا ہا و گردوں ہا نداد

قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا — جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا

چند صورت آخر اے صورت پرست — جانِ بے معنیت از صورت نرَست

اے صورت کے پجاری! آخر صورت (پرستی) کب تک؟ — تیری بے معنی جان نے صورت سے رہائی نہ پائی

اَحمد ۳ و بوجہل دُر بت خانہ رفت — زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوجہل بت خانے میں گئے — ان کے جانے اور اس کے جانے میں گہرا فرق ہے

ایں درآید سَر نہند آں رُا بتاں — واں درآید سَر نہد چوں اُمتاں

یہ اندر آتے ہیں تو بت ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں — وہ اندر آتا ہے تو پجاریوں کی طرح ماتھا ٹیکتا ہے

نقش بر دیوار مثلِ آدم ست — بنگر اندر صورتِ اُو چہ کم ست

دیوار کی تصویر آدمی جیسی ہے — غور کر اس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟

جاں کم ست آں صورت بیتاب را — رَو بجو آں گوہرِ نایاب را

اس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے — جا، اس نایاب گوہر کو تلاش کر

۱ حلوۂ تر۔ نرم و لذیذ حلوہ، یہاں شہد مراد ہے کرمِ پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ پیل۔ ہاتھی۔ آنگوں۔ اس قسم کا حیلہ۔ تدبیر نام و ناموس۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کیا حضرت آدمؑ کے علم کی وجہ سے پھر ان کو آدمؑ کی خلافت تسلیم کرنی پڑی۔

۲ ششصد ہزاراں چھ لاکھ مشہور ہے کہ شیطان نے ملعون ہونے سے قبل۔ چھ لاکھ سال عبادت کی تھی۔ پوزبند وہ جالی جو گائے کے بچے کے منہ پر چڑھا دی جاتی ہے تاکہ وہ بےوقت گائے کا دودھ نہ پی سکے۔ گوسالہ بچھڑا۔ یہاں شیطان مراد ہے۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ قصر۔ محل۔ مشید، چونہ گچ لگا ہوا، مضبوط۔ اہل حس، وہ عقلا، جو مشاہدہ ہی کو دلیل وجود مانتے ہیں۔ اور باطنی دوسری علوم کے مخالف ہیں۔ قطرہ دل امانت الٰہی کا بار آسمانوں، زمینوں، اور پہاڑوں نے برداشت کرنے سے انکار کردیا صرف انسان کا قلب اس کا متحمل ہوا۔

۳ احمد یعنی۔ آنحضورؐ اور ابوجہل کی صورت تو یکساں ہی تھی لیکن باطنی اوصاف اور معنویت کا کتنا بڑا فرق تھا، آنحضورؐ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے تو بت اوندھے منہ گرے۔ نقش۔ یہ دوسری مثال ہے جس کے ذریعہ باطنی اوصاف کے فرق کو سمجھایا ہے بیتاب۔ بے طاقت۔ صورت۔ تصویر۔ نایاب۔ جو ہاتھ نہ لگے۔

شد سرِ شیرانِ عالم جملہ پست | چوں سگِ اصحاب[1] را دادند دست
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا | جب (قضاوقدر) نے اصحاب کہف کے کتے کو غلبہ دیدیا

چہ زیانستش ازاں نقشِ نفور | چونکہ جانش غرق شد در بحرِ نور
اس قابل نفرت صورت سے اس کو کیا نقصان ہے | جبکہ اس کی روح نور کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے

وصفِ صورت نیست اندر خامہا | عالم و عادل بود در نامہا
قلموں میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے | خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے

عالم و عادل ہمہ معنیٰ ست وبس | کش نیابی در مکانِ پیش و پس
عالم اور عادل سب معنی ہیں فقط | جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

میزند بر تن ز سوئے لامکاں[2] | می نگنجد در فلک خورشیدِ جاں
یہ لامکاں سے جسم پر وارد ہوتے ہیں | جان کا سورج، آسمان میں نہیں سما سکتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہوش دار | گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
واضح ہو، یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے | خرگوش کے قصہ کی طرف کان لگائے رکھو

گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر | کیں سخن را در نیابد گوشِ خر
گدھے کے کان فروخت کر دے دوسرے کان خرید لے | اس لئے کہ اس بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکرِ دانشِ خرگوش و بیانِ فضیلت و منافعِ دانش

خرگوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفعوں کا بیان

رَو تو روبہ بازیِ خرگوش بیں | مکر و شیر اندازیِ خرگوش بیں
چل، خرگوش کی چالاکی دیکھ | خرگوش کا مکر اور شیر کو پچھاڑنا، دیکھ

خاتمِ[3] مُلکِ سلیمان ست علم | جملہ عالم صورت و جان ست علم
علم حضرت سلیمان کے ملک کی انگوٹھی ہے | تمام دنیا صورت اور علم جان ہے

آدمی را زیں ہنر بیچارہ گشت | خلقِ دریاہا و خلقِ کوہ و دشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے خشکی و تری کی | پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق

زو پلنگ و شیر ترساں ہمچو موش | زو شدہ پنہاں بدشت و کہ وحوش
اس سے تیندوا اور شیر بھی، چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں | اس سے وحشی جانور، جنگل اور پہاڑ میں چھپ گئے

زو پری و دیو ساحلہا گرفت | ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت
اس سے پری اور دیو نے سمندر کا کنارہ پکڑا | ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنا لی

[1] اصحاب۔ یعنی اصحاب کہف۔ اس شعر میں بھی معنوی اوصاف کی بنیاد پر فوقیت کو سمجھایا ہے۔ زیاں۔ نقصان۔ نقش ظاہری صورت۔ نفور۔ قابل نفرت۔ وصف صورت یعنی ظاہری حسن قابل تحریر نہیں ہے۔ انسان کی باطنی خوبیوں کو تحریر میں لایا جاتا ہے۔ کش۔ کہ اش یعنی یہ معنوی خوبیاں مکان و زمان کے ساتھ مقید نہیں ہوتی ہیں۔

[2] لامکاں۔ عالم قدس یعنی ان باطنی خوبیوں کا نزول عالم قدس سے ہوتا ہے۔ خورشید جان روح کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ پایاں۔ خاتمہ انتہا۔ گوش دار۔ کان لگاؤ۔ ہوشدار ہوش رکھ، خوب سمجھ۔ خر گدھا، بیوقوف۔ بخر خریدن کا امر ہے۔ روبہ بازی مکر و فریب ہیں۔ دیدن سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر اندازی شیر کو مغلوب کرنا۔

[3] خاتم، انگوٹھی۔ مہ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان کے پاس انگوٹھی تھی جس کی وجہ سے تمام عالم ان کے لئے مسخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔ انسان علم ہی کی بدولت بحر و بر پر حکمران ہے۔ پلنگ تیندوا چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ زو۔ از او۔ ساحل، سمندر کا کنارہ۔

آدمی را دشمن پنہاں بے ست — آدمئی با حذرِ[1] عاقل کسے ست
آدمی کے پیچھے ہوئے دشمن بہت ہیں — محتاط آدمی، سمجھدار انسان ہے

خلقِ خوب و زشت ہست از ما نہاں — میزند بر دل بہر دم کوبِ شاں
اچھی اور بری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے — ان کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بہرِ غُسل ار در روی در جوئبار — بر تو آسیبے زند در آب خار
تو اگر نہر میں غسل کے لئے جائے گا — تو کانٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہنچائے گا

گرچہ پنہاں خار در آب ست پست — چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست
اگرچہ کانٹا پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے — چونکہ تیرے چبھا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

خارِ خارِ حِسّ ہا و وسوسہ — از ہزاراں کس بُوَد نے یک کسہ
حواس اور وسوسہ کے کانٹے — ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی (جانب سے)

باش[2] تا حِسہائے تو مُبدّل شود — تا بہ بینی شاں و مُشکل حل شود
ٹھہر تاکہ تیرے حواس تبدیل ہو جائیں — تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا سخنہائے کیاں رد کردۂ — تا کیاں را سَرورِ خود کردۂ
تاکہ (معلوم ہوجائے) کن ہستیوں کی باتوں کو تو نے رد کیا ہے — اور کن کو تو نے اپنا سردار بنایا ہے؟

باز جُستن نخچیراں سِرّ و اندیشہ خرگوش را
پھر شکاروں کا خرگوش کی تدبیر اور راز کو معلوم کرنا

بعد ازاں گفتند کاے خرگوشِ چُست — در میاں نہ آنچہ در ادراکِ تست
پھر انہوں نے کہا اے چالاک خرگوش! — سامنے رکھدے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

اے کہ با شیرے تو در پیچیدۂ — باز گو رائے کہ اندیشیدۂ
اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے — بتا، تو نے کیا تدبیر سوچی ہے؟

مشورت ادراک و ہشیاری دہد — عقلہا[3] مر عقل را یاری دہد
مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے — عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن — مشورت کالمُستشار مؤتمن
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اے رائے زنی کرنے والے! — مشورہ کر لے اس لئے کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے

قولِ پیغمبر بجاں باید شنود — باز گو تا چیست مقصودِ تو زود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو دل و جان سے سننا چاہئے — تو جلدی بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

---

[1] حذر۔ بچنا، پرہیز کرنا، احتیاط۔ خلق خوب۔ اچھی مخلوق، فرشتے۔ زشت۔ برا، یعنی شیاطین۔ کوب۔ چوٹ، صدمہ۔ اوپر کے اشعار میں انسان کے غلبہ کو بتایا گیا تھا۔ اب یہ سمجھایا ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ کے پُرخطر اور شیاطین کے مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ جوئبار۔ نہر۔ آسیب۔ صدمہ۔ پست۔ نیچے والی۔ بعض چیزیں نظروں سے غائب ہیں لیکن ان کے اثرات سے انکا وجود معلوم ہو جاتا ہے۔ خار خار لفظوں کی تکرار کثرت کے معنی دیتی ہے۔

[2] باش۔ یعنی ریاضت اور مجاہدہ سے حواس باطنی پیدا ہوتے ہیں تو نظروں سے غائب چیزیں مشاہدہ میں آجاتی ہیں۔ کیاں۔ کیا کی جمع، بزرگ، دانا۔ کیاں۔ استفہام جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ سرور۔ سردار کا ے کہ اے چُست۔ چالاک۔ نہ۔ نہادن سے امر کا صیغہ ہے، ادراک۔ عقل۔ سمجھ۔

[3] عقلہا۔ یعنی مشورہ دینے والوں کی عقلیں۔ عقل۔ یعنی مشورہ لینے والے کی عقل۔ یاری۔ مدد بکن۔ مفعول دوسرے مصرع میں مشورت ہے۔ المستشار۔ جس سے مشورہ لیا جائے۔ مؤتمن۔ جس کے پاس امانت رکھی جائے۔

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیراں
خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت ۔۔۔ جُفت[1] طاق آید گہے گہ طاق جُفت
اس نے کہا ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا ۔۔۔ کبھی جفت، طاق آتا ہے کبھی طاق جفت آتا ہے

از صفا گر دم زنی با آئینہ ۔۔۔ تیرہ گردد زود با ما آئینہ
اگر تو آئینہ پر پھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے ۔۔۔ وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

در بیانِ ایں سہ کم جُنباں لبت ۔۔۔ از ذہاب[2] و از ذہب و ز مذہبت
ان تین چیزوں کے بیان میں لب کشائی نہ کر ۔۔۔ سفر اور سونا اور اپنی منزل مقصود کے بارے میں

کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو ۔۔۔ در کمینت ایستد چوں داند او
اس لئے کہ ان تینوں کے مخالف اور دشمن بہت ہیں ۔۔۔ تیری گھات میں رہیگا جب وہ جان جائیگا

ور برانی با یکے گوئی اَلْوَدَاع ۔۔۔ کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الْاِثْنَیْن شَاع
اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو ۔۔۔ ہر راز جو دو (لب) سے گزرا مشہور ہوا

گر دو سہ پرندہ را بندی بہم ۔۔۔ بر زمیں مانند محبوس از الم
اگر تو دو تین پرندوں کو اس میں باندھ دے ۔۔۔ تکلیف کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

مشورت[3] دارند سرپوشیدہ خوب ۔۔۔ در کنایت با غلط افگن مشوب
چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں ۔۔۔ کنایہ جو غلطی میں مبتلا کرنے والی بات سے مخلوط ہو

مشورت کردے پیمبر بستہ سَر ۔۔۔ گفت ایشانش جواب و بے خبر
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سربستہ مشورہ کرتے ۔۔۔ اور وہ ان کو بے خبری میں جواب دیدیتے

در مثالے بستہ گفتے رائے را ۔۔۔ تا نداند خصم از سر پائے را
رائے کو کسی مثال سے وابستہ کر کے فرما دیتے ۔۔۔ تاکہ مخالف سر، پیر نہ سمجھ سکے

اُو جوابِ خویش بگرفتے ازو ۔۔۔ وز سوالش می نبردے غیر بو
وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے ۔۔۔ ان کے سوال کی غیر کو بو بھی نہ لگتی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد ۔۔۔ سوئے خرگوشِ دلاور تا چہ کرد
اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ ۔۔۔ بہادر خرگوش کی جانب کہ اس نے کیا کیا!

قصہ مکر کردنِ خرگوش با شیر و بسر بُردن
خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور انجام کو پہنچنے کا قصہ

[1] جُفت۔ جوڑ۔ طاق۔ اکیلا، بعض کھیلوں میں ہار جیت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے۔ وہ جوڑ نکلتی ہے یا بے جوڑ، یعنی انسان جیتنے کی آرزو کرتا ہے اور ہار نیکا پانسا آجاتا ہے۔ الصّفا۔ آئینہ صاف چیز ہے۔ لیکن اس پر اگر پھونک ماردیجائے تو دھندلا ہو جاتا ہے، اسی طرح دوست کا سینہ صاف ہوتا ہے، اگر اس سے راز کہدیا جاتا ہے تو اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔ جو اکثر مفید نہیں ہوتے۔

[2] ذہاب۔ سفر۔ ذہب سونا، یعنی مال و دولت مذہب۔ اس سے منزل مراد ہے، جہاں انسان جارہا ہے، دین مراد لینا مناسب نہیں ہے۔ الوداع رخصت کرنا، یعنی اگر تم نے اپنا راز کسی ایک سے بھی کہدیا تو اس کو الوداع کہدو اب وہ راز، راز نہیں رہیگا۔ الاثنین۔ دونوں ہونٹ مراد ہیں۔ پرندہ۔ راز کی مثال پرندہ کی سی ہے اگر بندھے پڑے رہینگے تو ٹھہر ینگے۔

[3] مشورت۔ مشورہ ایسے طور پر کرو جس میں دوسرے پر بات نہ کھلے وہ مغالطہ میں پڑا رہے اور تمہیں مشورہ بھی مل جائے۔ مشوب ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح بات کا پتہ نہ لگتا تھا۔ اور مشورہ بھی ہو جاتا تھا۔ درمثالے۔ کوئی مثال دیکر مشورہ کر لیتے تھے۔ باز گرد۔ واپس چل۔ دلاور۔ بہادر۔

حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت مکر اندیشید با خود طاق و جفت
الحاصل، اس خرگوش نے اپنی رائے نہ بتائی جوڑ توڑ کر کے خود تدبیر سوچ لی

با وحوش از نیک و بد نکشاد راز سرِّ خود با جانِ خود میراند باز
وحشی جانوروں پر اچھے برے کا راز نہ کھولا اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

ساعتے[1] تاخیر کرد اندر شدن بعد ازاں شد پیشِ شیرِ پنجہ زن
جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی اس کے بعد پنجہ زن شیر کے سامنے گیا

زاں سبب کاندر شدن اُو ماند دیر خاک را میکند و میغرید شیر
اس سبب سے کہ جانے میں دیر تک توقف کیا شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرا رہا تھا

گفت من گفتم کہ عہدِ آں خساں خام باشد خام زشت و زونارساں
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ ان کمینوں کا عہد کچا ہو گا اور برا اور نا مکمل ہو گا

دَمدمہ ایشاں مرا[2] از خر فگند چند بفریبد مرا ایں دہر چند
ان کے مکر نے مجھے مار ڈالا یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا؟

سخت در ماند امیرِ سُست ریش چوں نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش
بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگا دیکھے نہ پچھا

راہ ہموار ست وزیرش دامہا قحطِ معنیٰ درمیانِ نامہا
راستہ صاف ہے اور اس کے نیچے جال ہیں لفظوں میں معنی کا قحط ہے

لفظہا[3] و نامہا چوں دامہاست لفظِ شیریں ریگ آبِ عمرِ ماست
لفظ اور نام جالوں کی طرح ہیں میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

عمر چوں آب ست وقت اُو را چو جُو خُلقِ باطن ریگ جوئے عمرِ تو
عمر پانی کی طرح ہے اس کے لئے وقت بمنزلہ نہر کے ہے باطنی اخلاق، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

آں یکے ریگے کہ جُوشد آب ازو سخت کمیاب ست رو آنرا بجو
وہ ریت جس سے پانی اُبلے بہت کمیاب ہے، جا، اس کو تلاش کر

ہست آں ریگ اے پسر مردِ خدا کو بحق پیوست واز خود شد جدا
اے بیٹا، وہ ریت مرد خدا ہے جو اللہ سے جڑا اور اپنے سے جدا ہوا

آبِ عذبِ دیں ہمی جُوشد ازو طالباں را زاں حیات ست و نمو
دین کا میٹھا پانی اس سے اُبلتا ہے طلبگاروں کی اس سے زندگی اور نشوونما ہے

[1] ساعت۔ گھنٹہ۔ تھوڑی دیر۔ شدن۔ جانا۔ پنجہ زن پنجہ مارنے والا۔ وا۔ جدا، اکثر کسی فعل کے ساتھ ملا کر مستعمل ہوتا ہے۔ میکند۔ کندن کھودنا، غریدن، غرانا، دہاڑنا۔ خساں۔ یعنی شکاری جانور، خام کچا۔ زشت۔ برا۔ نارساں، ناتمام۔ دمدمہ مکر و فریب۔

[2] از خر افگندن۔ دور کر دینا ہلاک کر دینا۔ چند۔ تا چند، کب تک۔ دہر۔ زمانہ۔ مراد اہل زمانہ ہیں۔ درماندن۔ عاجز رہنا۔ سست ریش۔ بیوقوف۔ احمقی۔ حماقت۔ ہموار۔ صاف، برابر۔ دام۔ جال۔ قحط۔ کال۔

[3] لفظہا۔ یعنی جھوٹے پیروں کے بڑے بڑے القاب بہت میٹھے ہیں لیکن یہ مرید کی زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ جو۔ نہر۔ خلق باطن۔ یعنی شیخ کے باطنی احوال۔ ریگے۔ شیخ کامل کی تلاش کر۔ مرد خدا۔ شیخ رسیدہ۔ عذب۔ شیریں۔ حیات۔ زندگی۔ نمو۔ بڑھنا۔

غیرِ مردِ حق ۱؎ چو ریگِ خشک داں ۔۔۔ کاب عمرت را خورد اُو ہر زماں
جو مردِ خدا نہیں اس کو خشک ریت سمجھ ۔۔۔ جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے

طالبِ حکمت شو از مردِ حکیم ۔۔۔ تا ازو گردی تو بینا و علیم
مردِ دانا سے، دانائی کا طالب بن ۔۔۔ تاکہ تو اس سے صاحبِ بصیرت اور عالم ہے

مَنبعِ حکمت شود حکمت طلب ۔۔۔ فارغ آید اُو ز تحصیل و سبب
دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بن جاتا ہے ۔۔۔ وہ تحصیلِ علم اور سبب (ظاہری) سے بے نیاز ہو جاتا ہے

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود ۔۔۔ عقلِ اُو از روح محظوظے ۲؎ شود
حافظ کی لوح، لوحِ محفوظ بنجاتی ہے ۔۔۔ اس کی عقل روح سے بہرہ یاب ہو جاتی ہے

چوں معلّم بود عقلش زابتدا ۔۔۔ بعد ازاں شد عقل شاگردے ورا
عقل، شروع میں جو اس کی استاد تھی ۔۔۔ اس کے بعد عقل اس کی شاگرد بن گئی

عقل چوں جبریل گوید احمدا ۔۔۔ گر یکے گامے نہم سوزد مَرا
جبرئیل (علیہ السلام) کی طرح عقل کہتی ہے اے احمد! ۔۔۔ اگر ایک قدم بڑھاؤں (تو) تجلی مجھے جلا دے گی

تو مَرا بگذار زیں پس پیش راں ۔۔۔ حدِ من ایں بود اے سلطانِ جہاں
مجھے پیچھے چھوڑ دیجئے اور آپ آگے جائیے ۔۔۔ اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی

ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر ۔۔۔ اُو ہمی داند کہ گیرد پائے جبر
جو شخص سستی کی وجہ سے بے شکر اور بے صبر رہا ۔۔۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے جبر کا پایہ تھاما ہے

ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد ۔۔۔ تا ہماں رنجوریش در گور کرد
جس نے جبر اختیار کیا اس نے خود کو بیمار بنا لیا ۔۔۔ یہانتک کہ اس کو اسی بیماری نے قبر میں پہنچا دیا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ ۳؎ ۔۔۔ رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مذاق کی بیماری ۔۔۔ مرض پیدا کردیتی ہے یہانتک کہ مریض چراغ کی طرح بجھ جاتا ہے

جبر چہ بُود بستنِ اشکستہ را ۔۔۔ یا بہ پیوستن رگِ بگسستہ را
جبر کیا ہے؟ ٹوٹے ہوئے کو باندھنا ۔۔۔ یا ٹوٹی رگ کو جوڑنا

چوں دریں رہ پائے خود نشکستۂ ۔۔۔ بر کہ میخندی چہ پا را بستۂ
جب تو نے اس راہ میں اپنے پیر کو نہیں توڑا ہے ۔۔۔ کس پر ہنستا ہے، پاؤں کو کیوں باندھا ہے؟

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست ۔۔۔ در رسید اُو را بُراق و بر نشست
جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیر کو توڑا ۔۔۔ اس کے لئے بُراق پہنچا اور وہ سوار ہوا

۱؎ غیر مردِ حق۔ یعنی مکار پیر وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد کر رہا ہے۔ مردِ حکیم۔ شیخ کامل۔ منبع۔ شیخ۔ کامل کی تربیت سے مرید، علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ بنجاتا ہے۔ اس کو مدرسہ میں جانے اور اسباب تحصیل علم اختیار کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔ لوح۔ تختی۔ حافظ۔ حفظ کرنیوالا۔
لوحِ محفوظ۔ وہ غیبی دفتر جس میں اللہ کی قدرت کے تمام احوال جو گزر گئے یا آنیوالے ہیں درج ہیں۔ رُوح۔ جان۔ روح۔ الہام۔
۲؎ محظوظ۔ حصہ پانے والا۔ شاگرد۔ یعنی جب اسرارِ الٰہی حاصل ہو جاتے ہیں تو عقل ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ گام۔ قدم۔ معراج میں حضرت جبرئیل نے آنحضور سے کہا تھا۔ اگر یکسر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم کاہلی۔ یعنی اپنی کوتاہی اور بے عملی کو جبر سمجھتا ہے۔ رنجور۔ بیمار۔ یعنی کاہلی کو جبر سمجھنا ایسی بیماری ہے جو اس کو در گور کردیگی۔
۳؎ لاغ ہنسی مذاق۔ رنج۔ مرض۔ جبر۔ لغت میں ٹوٹنے کو جوڑنے کے معنی میں ہے اسی لئے جبیرہ وہ پٹی کہلاتی ہے جو ٹوٹی ہڈی پر جوڑنیکے لئے باندھی جاتی ہے۔ لہٰذا پہلے طلب میں پیر توڑو۔ اس کے بعد جبر۔ عقیدہ اختیار کرو۔ اشکستہ۔ الف زائد ہے۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی، یعنی مجاہدہ کے بعد جذب الٰہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حاملِ [۱] دیں بود اُو محمول شد — قابلِ فرماں بُد اُو مقبول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھانیوالا تھا (اب) سوار بن گیا — اللہ کے فرمان کو قبول کرنیوالا تھا، مقبول (بارگاہ) ہو گیا

تا کنوں فرماں پذیرفتے زشاہ — بعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ
اب تک بادشاہ کا فرمان مانتا تھا — اس کے بعد سپاہیوں کا فرماں روا ہو گیا

تا کنوں اختر اثر کردے درو — بعد ازاں باشد امیر اختر اُو
اب تک ستارہ اس میں اثر کرتا تھا — اس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

گر ترا اِشکال آید در نظر — پس تو شک داری در انشق القمر
اگر تجھ کو اس میں اشکال نظر آتا ہے — تو تو انشق القمر میں شک رکھتا ہے

تازہ کُن ایماں نہ از گفتِ زباں — اے ہَوا را تازہ کردہ در نہاں
ایمان کو تازہ کر لے، نہ صرف زبانی — اے وہ شخص جس نے اپنے اندر خواہش کو تازہ کیا ہے

تا ہَوا تازہ است ایماں تازہ نیست — چوں ہَوا اُجز قفلِ [۲] آں دروازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے، ایمان نہیں ہے — خواہش کے علاوہ اس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

کردۂ تاویل حرفِ بکر را — خویش را تاویل کن نے ذکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے — اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

فکرِ تو تاویل کردہ ذکرِ [۳] را — ذِکر را مان و بگرداں فکر را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے — قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے فکر میں تبدیلی کر

بر ہَوا تاویلِ قرآں میکنی — پست و کژ شد از تو معنیٔ سنی
خواہش کے مطابق تو قرآن کی تاویل کرتا ہے — تیری وجہ سے روشن معنیٰ پست اور کج ہو گئے ہیں

مگس	رکیک	تاویل	زیافت،
مکھی [illegible] کی	رکیک	تاویل کا	بودا پن

مانَد احوالت بداں طُرفہ مگس — کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
تیرے احوال اس عجیب مکھی کی طرح ہیں — جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

از خودی سَرمست گشتہ بے شراب — ذرّۂ خود را شمردہ آفتاب
جو بغیر پئے۔ تکبر کی وجہ سے مست ہو گئی تھی — جس نے اپنے ذرہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

وصفِ بازاں را شنیدہ در زماں — گفتہ من عنقائے وقتم بیگماں
اس کے زمانہ میں بازوں کی تعریف سنی تھی — بولی بے شک میں اپنے وقت کا عنقا ہوں

---

[۱] حامل۔ یعنی وہ مثنوی دین کے احکام کا حامل تھا۔ اب جذبِ الٰہی، وصول الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔ [illegible] فرمانبرداری کے بعد فرماں روائی کا مقام ملتا ہے۔ [illegible]

[۲] [illegible] خاص مراد [illegible] شیطانوں کے تصرف سے محفوظ ہے۔

[۳] ذکر۔ قرآن مجید۔ مان۔ صیغہ امر ہے ماندن بمعنی لغا شتن کا۔ گرداں۔ پھیر [illegible] نو۔ کج ہونا۔ سنی۔ روشن۔ ماندن۔ مانستن کا مضارع ہے۔ مشابہ ہونا۔ طرفہ۔ عجیب۔ نادر۔ خودی۔ خود پسندی تکبر۔ بازاں۔ باز کی جمع۔ عنقا۔ عین کے فتحہ کے ساتھ کوہِ قاف کا خوبصورت پرندہ تھا جواب معدوم ہو گیا ہے۔ معدوم کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ قصد مگس و اندیشہ کردن

آں مگس بر برگِ کاہ و بولِ خر — ہمچو کشتی باں ہمی افراشت ۱سر
وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر — ملاح کی طرح شیخی بگھارتی تھی

گفت من کشتیِ دریا خواندہ ام — مدّتے در فکرِ آں می ماندہ ام
بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا ہے — ایک مدت تک میں اس کی فکر میں رہی ہوں

اینک ایں دریا و ایں کشتی و من — مردِ کشتیباں و اہلِ رائے و فن
یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں — کشتی بان اور صاحب تدبیر و فن ہوں

بر سرِ دریا ہمی راند او عَمَد — مینمودش انیقدر بیروں زحد
دریا پر وہ چپو چلا رہی تھی — اور وہ اس کو لا محدود نظر آتا تھا

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو — آں نظر کو بیند آں را راست ۲ کو
اس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا — اس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اس کو صحیح طور پر دیکھتی

عالمش چنداں بود کش بینش ست — چشم چندیں بحرِ ہم چندینش ست
اُس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جسقدر اس کی نگاہ ہے — جتنی اس کی آنکھ ہے، اتنا ہی اس کا دریا ہے

صاحب تاویلِ باطل چوں مگس — وہم اُو بولِ خر و تصویرِ خس
باطل تاویل کرنیوالا، مکھی کی طرح ہے — اس کا خیال گدھے کا پیشاب اور تنکے کی صورت ہے

گر مگس تاویل بگذارد برائے — آں مگس را بخت گرداند ہمائے
اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑ دے — تو نصیبہ اس مکھی کو ہما بنا دے

آں مگس نبود کش ایں غیرت ۳ بود — روحِ اُو نے درخورِ صورت بود
وہ مکھی نہیں ہے، جس میں یہ غیرت ہو (کہ باطل تاویل نہ کرے) — اس کی روح اس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

ہمچو آں خرگوش کو بر شیر زد — رُوحِ اُو کے بود اندر خوردِ قد
اس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا — اُس کی روح قد کے مطابق کب تھی؟

رنجیدنِ شیر از دیر آمدنِ خرگوش
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سرِ تیزی و خشم — کز رہِ گوشم عدو بربست چشم
شیر، تندی اور غصہ سے کہہ رہا تھا — دشمن نے میرے کان کے راستہ سے آنکھیں بند کر دیں

مکرہائے جبریانم بستہ کرد — تیغِ چوبین شاں تنم را خستہ کرد
جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کر دیا — ان کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کر دیا

---

۱ سر فراشتن۔ شیخی بگھارنا۔ خواندہ ام۔ یعنی کتابوں میں ذکر پڑھا ہے۔ عمد۔ چپو، یعنی وہ لکڑی جس کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی ہے، چمیں۔ پیشاب، پاخانہ یہاں پیشاب مراد ہے۔

۲ راست۔ ٹھیک۔ بینش۔ نگاہ۔ چندیں۔ اتنی سی۔ تاویل باطل۔ غلط معنی، یعنی زیغ میں مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں ان کے خیالات گدھے کے پیشاب اور تنکے کی طرح ہیں اور وہ خود بھی ایسے ہیں۔ ہما۔ ایک پرندہ ہے جو بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، مشہور ہے کہ جس کے سر پر سے وہ گزر جائے بادشاہ ہو جاتا ہے۔

۳ غیرت۔ یعنی دین کی ایسی غیرت ہو کہ تاویل باطل نہ کرے۔ روح او۔ یعنی اس کی روح بلند ہوتی ہے، خواہ صورت اور علم ظاہری۔ اتنا بلند نہ ہو۔ ہمچو۔ خرگوش کا قد تو چھوٹا تھا، لیکن اس کی روح بلند تھی۔ کز رہ گوشم۔ یعنی دشمن نے ایسی باتیں سنائیں کہ میں عقل کا اندھا ہو گیا۔ جبریاں۔ جبر کا قائل، مراد شکاری جانور ہیں، چوبیں لکڑی کی، جانوروں کے دلائل کو لکڑی کی تلوار قرار دیا ہے۔

زیں سپس۱ من نشنوم آں دمدمہ | بانگ دیوان ست و غولاں آں ہمہ
اس کے بعد میں اس مکر کو نہ سنوں گا | وہ سب شیطانوں اور بھوتوں کی آواز ہے

بردراں اے دل تو ایشاں رامایست | پوست شاں برکن کہ غیر پوست نیست
اے دل! تو ان کو پھاڑ ڈال، نہ رک | ان کی چمڑی ادھیڑ دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ | چوں زرہ بر آب کش نبود درنگ
چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگا رنگ باتیں | جیسے پانی کی زرہ کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی

ایں سخن چوں پوست معنی مغز داں | ایں سخن چوں نقش معنی ہمچو جاں
یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنی کو مغز سمجھ | یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنی جان کی طرح ہیں

پوست باشد مغز بد را عیب پوش | مغز نیکو راز غیرت غیب پوش
چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے | اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے غائب رکھ کر پوشیدہ رکھنے والا ہوتا ہے

چوں ز بادست قلم دفتر ز آب | ہر چہ بنویسی فنا گردد شتاب۲
جب تیرا قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا | تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا

نقش آب ست ار وفا خواہی ازاں | باز گردی دست ہائے خود گزاں
وہ نقش برآب ہے اگر تو اس سے وفا چاہیگا | اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہوا (پشیمان) واپس لوٹیگا

باد در مردم ہوا و آرزوست | چوں ہوا بگذاشتی پیغام ہوست
انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے | جب تو نے خواہش کو ترک کیا (بس یہی) اللہ کا پیغام ہے

خوش بود پیغامہائے کردگار | کو ز سر تا پائے باشد پائدار
خدا کے پیغام مبارک ہوتے ہیں | جو سر سے پیر تک پائیدار ہوتے ہیں

خطبہ شاہاں بگردد واں کیا۳ | جز کیا و خطبہ ہائے انبیا
بادشاہوں کے خطبے اور ان کی سرداری بدل جاتی ہے | بخلاف نبیوں کے قصوں اور سرداری کے

زانکہ بوش بادشاہاں از ہواست | بارنامہ انبیا با کبریاست
اس لئے کہ بادشاہوں کی کروفر خواہش نفسانی سے ہے | انبیاء کی عزت خدا کی جانب سے ہے

از درمہا نام شاہاں برکنند | نام احمد تا قیامت میزنند
بادشاہوں کے نام، سکوں سے مٹا دیتے ہیں | احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام قیامت تک منقش کرتے رہیں گے

نام احمد نام جملہ انبیاست | چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام تمام انبیاء کا نام ہے | جب سو آئے تو نوے بھی ہمارے سامنے ہے

---

۱ سپس۔ بعد، پیچھے۔ دیواں دیو کی جمع ہے۔ غول۔ چھلاوا۔ بردراں۔ بر زیادہ ہے دراں، درانیدن بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ پوست کھال، چھلکا۔ زرہ یعنی وہ لہریں جو بشکل زرہ پانی پر پیدا ہوتی ہیں ان کا بقا چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پوست۔ چھلکا عیب کو چھپاتا ہے اور عمدہ مغز کو نظروں سے پوشیدہ رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

۲ شتاب۔ جلدی، یعنی نقش برآب جلد فنا ہو جاتا ہے۔ نقش برآب ناپائیدار چیز۔ گزاں۔ گزیدن بمعنی کاٹنا سے بنا ہے۔ ہوا خواہش نفسانی۔ ہو۔ باری تعالیٰ کی ذات کا اسم ہے۔ خوش۔ اچھا۔ کردگار۔ کرنیوالا، کام کا مالک۔

۳ کیا۔ پہلوان اس شعر میں بمعنی ملکیت اور سرداری بولا گیا ہے۔ بوش۔ باء کے فتحہ کے ساتھ کروفر، شان و شوکت۔ بارنامہ۔ تجمل، تفاخر۔ کبریا۔ اللہ تعالیٰ۔ برکنند۔ نکال ڈالتے ہیں۔ میزنند۔ منقش کرتے ہیں۔ صد سو۔ نود۔ نون اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ ننانویں یعنی آنحضور انبیاء کا مجموعہ ہیں لہٰذا جیسا کہ سو کے ضمن میں ننانوے کا عدد موجود ہے اسی طرح آنحضور کے نام میں تمام انبیاء کا نام آ جاتا ہے۔

این سخن پایاں ندارد اے پسر | قصۂ خرگوش گو و شیرِ نر
اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے | خرگوش اور نر شیر کا قصہ سنا

ہم دربیان مکر خرگوش و تاخیر اُو در رفتن پیش شیر
یہ بیان بھی خرگوش کی چالاکی اور اس کا شیر کے سامنے دیر سے جانیکا ہے

در شدن ۱ خرگوش بس تاخیر کرد | مکر را با خویشتن تقریر کرد
خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی | اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

در رہ آمد بعد تاخیرِ دراز | تا بگوشِ شیر گوید یک دو راز
بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا | تاکہ شیر کے کان میں ایک دو راز کہے

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل | تا چہ با پہناست این دریائے عقل
دیکھ! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں | دیکھ! یہ عقل کا دریا کسقدر وسیع ہے

بحرِ بے پایاں ۲ بُوَد عقلِ بشر | بحر را غوّاص باید اے پسر
انسان کی عقل لا محدود سمندر ہے | اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیے

صورتِ ما اندریں بحرِ عذاب | مید ود چوں کاسہا بر روئے آب
ہماری صورتیں اس شیریں سمندر میں | اس طرح دوڑ رہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر پیالے

تا نشد پُر بر سرِ دریاست طشت | چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے | جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

عقل پنہان ست و ظاہر عالمے | صورتِ ما موج یا از وے نمے
عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے | ہماری صورت موج یا اس کی نمی ہے

ہر چہ صورت می وسیلت سازدش | زاں وسیلت بحر دور اندازدش
جو موجود (متعین) ہے صورت اس کو وسیلہ بنا لیتی ہے | اس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اس کو دور پھینک دیتا ہے

تا نہ بیند دل، دہندہ راز را | تا نہ بیند تیر، دور ۳ انداز را
جب تک دل، راز عطا کرنیوالے کو نہ دیکھ لے | جب تک کہ تیر دور سے پھینکنے والے کو نہ دیکھ لے

اسپ خود را یاوہ داند وز ستیز | می دواند اسپ خود در راہ تیز
اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ سے | اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

اسپ خود را یاوہ داند آں جواد | واسپ خود اُو را کشاں کردہ چو باد
وہ جوانمرد، اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے | اور گھوڑا اس کو ہوا کی طرح اڑائے لئے جا رہا ہے

۱ شدن۔ ہونا، جانا۔ تاخیر۔ دیر لگانا۔ تقریر۔ بیان کرنا، ثابت کرنا۔ تا کلمہ تنبیہ ہے۔ چہ تعجب کے لئے ہے۔ عقل۔ یعنی وہ قوت شعور جو حیوانات میں بھی ہے۔ بحر۔ سمندر۔

۲ بے پایاں۔ لامحدود۔ غواص۔ غوطہ خور۔ صورت یعنی جسم انسانی۔ عذاب۔ شیریں۔ بحر عذاب سے مراد دریائے عقل روح ہے۔ تانشد پر۔ جب تک اجسام روحانیت سے پر نہیں ہوتے ہیں۔ ان پر مادیت کا غلبہ رہتا ہے۔ عقل۔ دریائے عقل اگرچہ نظروں سے غائب ہے۔ لیکن جسم اس کی ایک موج ہے۔ ہر چہ۔ مظاہر پرست جو تعینات کو وسیلہ بناتے ہیں دریائے وحدت سے دور جا پڑتے ہیں۔ دہندہ راز۔ رہنمائے کامل۔

۳ دورانداز۔ دور پھینکنے والا۔ یاوہ۔ بیہودہ، آوارہ، گم۔ ستیز۔ جنگ، جھگڑا۔ اسپ خود را۔ یعنی جب تک انسان کو روح کا مشاہدہ اور اس سے توسل حاصل نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح غیر موجود ہے تو اس کی مثال اس شہسوار کی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھ رہا ہو۔ جواد۔ سخی۔

دُر فغاں و جستجو آں خیرہ‌سر[1]
وہ حیران فریاد اور جستجو میں ہے
ہر طرف پُرسان و جویاں دربدر
ہر جانب پوچھنے والا اور دربدر تلاش کرنیوالا ہے

کانکہ دُزدید اسپ مارا کو و کیست
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چرایا ہے کہاں ہے کون ہے؟
ایں کہ زیرِ رانِ تست ایخواجہ چیست
اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

آرے ایں سپ است لیک آں اسپ کو
ہاں، یہ گھوڑا ہے لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟
باخود آ اے شہسوارِ اسپ جو
اے گھوڑے کی جستجو کرنیوالے شہسوار ہوش میں آ

وصفہا را مستمع گوید براز
سننے والا، اس کی نشانیاں چپکے سے بتاتا ہے
تا شناسد مردِ اسپ خویش باز
تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو پھر پہچان لے

جاں ز پیدائی و نزدیکی ست گم
جان، نمایاں اور قریب ہونیکی وجہ سے گم ہے
چوں شود پُر آب و لب خشکے[2] چو خم
جس طرح مٹکا پانی سے بھرا ہو اور کنارے خشک ہوں

در درونِ خود بیفزا درد را
اپنے اندر درد کو بڑھا
تا بہ بینی سبز و سرخ و زرد را
تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

کے بہ بینی سرخ و سبز و بُور را
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو کب دیکھ سکیگا؟
تا نہ بینی پیش ازیں سہ نور را
جب تک ان تین سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لیگا

لیک چوں در رنگ گم شد ہوشِ تو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں
شد ز نور آں رنگہا رُوپوشِ تو
تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے روپوش بنگئے ہیں

چونکہ شب آں رنگہا مستور[3] بُود
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے
پس بدیدی دیدِ رنگ از نور بُود
لہٰذا تو نے دیکھ لیا رنگ کا دیکھنا نور کی وجہ سے تھا

نیست دیدِ رنگ بے نورِ بروں
رنگ کا دیکھنا، بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا
ہم چنیں رنگِ خیالِ اندروں
یہی حال اندرونی خیال کے رنگ کا ہے

ایں بروں از آفتاب و از سُہاست
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور سہا کی وجہ سے ہے
واں دروں از عکسِ انوارِ عُلاست
وہ باطنی روشنی عالم بالا کے انوار کے عکس سے ہے

نورِ نورِ چشم خود نورِ دل ست
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے
نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل ست
بینائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

باز نورِ نورِ دل نورِ خداست
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے
کو ز نورِ عقل و حس پاک و جداست
جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

---

[1] خیرہ‌سر۔ بدمزاج، حیران کو۔ کجا۔ کیست۔ کہ است آرے ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اسقدر غافل ہے کہ اس کی علامتیں بیان کردینے کے بعد بھی اس کو نہیں پہچانتا مستمع سننے والا۔ پیدائی ظاہر ہونا۔

[2] خُم۔ مٹکا۔ یعنی روح، انتہائی نزدیکی اور ظہور کی وجہ سے مخفی ہو گئی ہے۔ کسی چیز کا انتہائی بدیہی ہونا اس کے مخفی ہونے کا سبب بنجاتا ہے اس لئے کہ ہر چیز اپنی انتہاء کو پہنچ کر اپنی ضد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جیسے کہ خوشی کی زیادتی رونے کا سبب بنجاتی ہے۔ سبز و سرخ۔ صوفیاء کے نزدیک لطائف غیب مختلف رنگوں کے ہیں۔ بُور۔ گلابی سرخ مائل بسیاہی۔ نور تو باطن جب تک پیدا نہ ہوگا، لطائف غیبیہ کے رنگ نظر نہ آئیں گے۔ ہوش۔ عقل۔ رُوپوش۔ نقاب، حجاب۔

[3] مستور۔ پوشیدہ۔ نیست۔ ظاہری رنگ دن کی روشنی کے بغیر نظر نہیں آتے، اسی طرح باطنی رنگ بغیر باطنی نور کے نظر نہیں آتے۔ بروں ظاہری روشنی آفتاب اور سہا ستارے کی وجہ سے ہے اور نور باطنی عالم بالا کے انوار کا عکس ہے۔ نور۔ یعنی بصارت چشم، بصیرت قلبی کا فیض ہے۔ باز۔ یعنی بصیرت قلبی خدا کے نور کا فیض ہے، جو عقل و حس سے ایک جدا چیز ہے۔

شب نہ بُد¹ نور و ندیدی رنگ را
رات کو نور تھا اور تو نے رنگ نہ دیکھا
پس بضد نور پیدا شد ترا
پس ضد (شب کی تاریکی) کی وجہ سے وہ نور نمایاں ہو گیا

شب ندیدی رنگ کاں بے نور بود
رات کو تو نے رنگ نہ دیکھا کیونکہ وہ بے نور تھی
رنگ چہ بوَد مُہرہٗ کور و کبود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک اندھا، نیلا منکا

کہ نظر بر نور بُود آنگہ برنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر
ضد بضد پیدا بُود چوں روم و زنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے واضح ہوتا ہے جیسے رومی اور حبشی

دیدنِ نور ست آنگہ دید رنگ
پہلے نور کا نظر آنا ہے پھر رنگ کا دیکھنا
ویں بضد نور دانی بے درنگ
(اور) اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھتا ہے

پس بضد² نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا
ضد ضد را می نماید در صدور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کر دیتی ہے

رنج و غم را حق پے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لئے پیدا فرمایا ہے
تا بدیں ضد خوشدلی آید پدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے

پس نہانیہا بضد پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں
چونکہ حق را نیست ضد پنہاں بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے

نورِ حق را نیست ضدے در وجود
اللہ کے نور کی بھی ضد وجود میں نہیں ہے
تا بضد اُو را تواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اس کو پہچانا جا سکے

لا جرم اَبصارُنا لا تُدرِکُہٗ
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں
وَھُوَ یُدرِک بیں از موسیٰ و کُہ
اور وہ ادراک کر لیتا ہے حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

صورت از³ معنیٰ چوں شیر از بیشہ داں
صورت کی نسبت معنی سے ایسی ہے جیسے شیر کی نسبت کچھار سے
یا چو آوازِ و سخن ز اندیشہ داں
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے

ایں سخن و آواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوئی
تو ندانی بحرِ اندیشہ کجاست
تجھے یہ معلوم بھی نہیں کہ خیال کا سمندر کہاں ہے؟

لیک چوں موجِ سخن دیدی لطیف
لیکن جب تو نے بات کی موج کو پاکیزہ پایا
بحر دانی کہ ہم باشد شریف
اس کے سمندر کے متعلق بھی تو نے سمجھا کہ وہ بھی شاندار ہو گا

چوں ز دانش موجِ اندیشہ بتاخت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی
از سخن و آوازِ اُو صورت بساخت
اس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کر لی

¹ نہ بُد۔ نہ بُود۔ ضد مخالف، مقابل۔ پیدا ظاہر، نمایاں۔ یعنی نور کا احساس ہمیں اس کی ضدرات کی وجہ سے ہوا۔ مہرہ منکا۔ ہار کا دانہ۔ کور۔ اندھا کبود۔ نیلا، سیاہ رنگ۔ یعنی نور کے بدون کوئی رنگ نظر نہیں آتا۔

² ضد۔ مشہور مقولہ ہے۔ چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ رنج۔ خوشی کی وضاحت رنج و غم کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور ضد نہیں ہے لہٰذا وہ نگاہوں سے مخفی ہے۔ لا جرم۔ لا محالہ یقیناً۔ اَبصار۔ بصر کی جمع بینائی۔ ادراک۔ کسی چیز کی حقیقت معلوم کر لینا، کسی چیز کا احاطہ کر لینا۔ وکہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے کی خواہش کی تو فرمایا گیا کہ تم دیکھ نہیں سکتے ذرا سی تجلی دکھائی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو گئے۔

³ صورت۔ صورت اور معنی کی نسبت ایسی ہے جیسا کہ شیر اور اس کی کچھار یا آواز اور خیالات کی ظاہر ہے کہ کچھار اور خیال ایک پائیدار چیز ہے اس کی نسبت سے شیر اور آواز جلد فنا ہونیوالی چیزیں ہیں۔ لطیف۔ پاکیزہ نازک۔ شریف۔ بزرگ، شاندار

از سخن[۱] صورت بزاد و باز مُرد
موج خود را باز اندر بحر بُرد
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی
موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں لے گئی

صورت از بے صورتے آمد برُون
باز شد کہ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُون
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی
پھر لوٹ گئی کہ ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
مصطفیٰ فرمودہ دُنیا ساعتے ست
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک گھڑی (وقت) ہے

فکرِ ما تیرے ست از ہُو در ہَوا
در ہوا کے پاید آید تا خدا
ہمارا خیال ایک تیر ہے، جو اللہ کی جانب سے ہوا میں ہے
ہوا میں کب تک ٹھہرے؟ خدا کی طرف لوٹتا ہے

ہر نفس[۲] نُو می شود دنیا و ما
بے خبر از نُو شدن اندر بقا
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے اور ہم
زندگی میں اس کے نئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچوں جوئے نو نو میرسد
مُستمرے می نماید در جسد
نہر کی طرح تیری تیری عمر نئی نئی آتی رہتی ہے
جو جسم میں لگاتار نظر آتی ہے

آں ز تیزی مستمر شکل آمد ست
چوں شرر کش تیز جُنبانی بدست
تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل بنی ہے
اس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز گھمائے

شاخِ آتش[۳] از بجنبانی بساز
در نظر آتش نماید بس دراز
اگر تو جلتی لکڑی کو کوشش سے گھمائے
تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی

ایں درازی مُدّت از تیزیِ صُنع
مینماید سُرعت انگیزیِ صُنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقاء کا طول
اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے

طالبِ ایں سِرّ اگر علاّمہ ایست
نک حُسام الدیں کہ سامی نامہ ایست
اس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے
اب حسام الدین ہے، جو متبرک کتاب ہے

وصف او از شرح مستغنی بُوَد
رَو حکایت گو کہ بے گہ میشود
اس کی تعریف شرح سے بے نیاز ہے
چل قصہ بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدنِ خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے
خرگوش کا شیر کے پاس پہنچنا اور شیر کا اس پر غصہ کرنا

شیر اندر آتش و در خشم و شور
دید کاں خرگوش می آید ز دور
شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں
دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آ رہا ہے

۱؎ از سخن۔ آواز نکلتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے جس طرح دریا کی موج اٹھتی ہے اور پھر دریا میں فنا ہو جاتی ہے۔ صورت یعنی کلام اور آواز۔ بے صورت۔ یعنی خیال۔ اور عقل۔ انا الیہ۔ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے، رجعت۔ واپسی، دوبارہ زندہ ہونا۔ ساعت۔ گھڑی، وقت کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے یعنی اس دنیا میں تجدد امثال ہوتا ہے ہر آن ایک چیز فنا ہوتی ہے اور اس جیسی ہی اس کے قائم مقام بنجاتی ہے۔ ہو۔ اسم ذات باری ہے اس کو بعض صاحبان نے اسم اعظم بھی قرار دیا ہے۔

۲؎ ہر نفس صرف آواز اور کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں تجدد امثال ہو رہا ہے۔ جُو۔ نہر۔ مستمر۔ لگاتار، مسلسل دائم۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جسد۔ جسم، بدن۔ نو نیا، یعنی نہر کا پانی ہر آن بدل رہا ہے لیکن نظر میں ایک ہی پانی ہے اسی طرح عمر کی حالت ہے۔ شرر چنگاری، شعلہ۔ کش۔ کہ اس۔ جنبانی۔ جنبانیدن۔ ہلانا کا مضارع مخاطب ہے۔

۳؎ شاخ آتش۔ جلتی لکڑی بساز۔ بناوٹ کوشش ایک انگارے کو تیزی سے گھماؤ گے تو وہ شعلہ جوالہ نظر آئیگا درازی مدت۔ زندگی کی طوالت۔ صنع پیدا کرنا۔ ایجاد کرنا۔ علامہ۔ بڑا عالم۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے۔ سامی بزرگ۔ نامہ کتاب۔ حسام الدین۔ ضیاء الحق۔ مولانا رومی کے خلیفہ اعظم میں مثنوی لکھنے کے محرک بھی ہو گئے ہیں مستغنی بے نیاز۔ بیگہ۔ بے وقت

میدود بے دہشت و گستاخ او　　خشمگین و تند تیز و ترش رُو
بے خوف، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے　　غضبناک، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[۱] آمدن تہمت بود　　وز دلیری دفع ہر ریبت بود
اس لئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہے　　اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید او پیشتر نزدیک صف　　بانگ بر زد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا　　شیر چیخا کہ ہاں اے نا خلف!

من کہ گاواں راز ہم بدریدہ ام　　من کہ گوشِ شیرِ نر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے　　میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[۲] خرگوشے چہ باشد گو چنیں　　امرِ ما را افگند اُو بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح　　وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خواب و غفلتِ خرگوش کن　　غرۂ ایں شیر اے خرگوش کن
غفلت اور خوابِ خرگوش چھوڑ دے　　اے گدھے! اس شیر کی گرج سن

عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن
تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش الاماں عذر ریم ہست　　گر دہد عفو خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے　　اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی　　تو خداوندی و شاہ و من رہی
کہ تو اجازت دے تو میں کہوں　　تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذر اے قصور[۳] ابلہاں　　ایں زماں آیند در پیشِ شہاں
اس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمترین! کیا عذر ہے!　　بادشاہوں کے سامنے اس وقت آتے ہیں؟

مرغِ بے وقتی سرت باید برید　　عذرِ احمق را نمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہئے　　احمق کے عذر کو نہ سننا چاہئے

عذرِ احمق بدتر از جرمش بود　　عذرِ ناداں زہرِ ہر دانش شود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے　　نا سمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عذرت اے خرگوش از دانش تہی　　من کہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خرگوش! تیرا عذر　　میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذر) سناتا ہے

---

۱ شکستہ۔ بدحال، انکسار۔ تہمت۔ الزام۔ ریبت۔ شک و شبہ۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ نا خلف۔ وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہ ہو۔

۲ نیم۔ آدھا، ناچیز، ناقص، خواب خرگوش، پچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرہ۔ گرج۔ خر۔ گدھا۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ الاماں۔ جان بخشی۔ عذریم میرا عذر۔ دست دادن۔ دستگیری کرنا۔ دستوری۔ اجازت۔ رہی۔ چلام، خادم۔

۳ قصور ابلہاں۔ بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر مرغ بے وقت۔ مرغ بے ہنگام وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے کہ تا کہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش گوش۔ خر از دانش تہی۔ عقل سے خالی، بے عقل

گفت اے شہ ناکسے[1] را کس شمار — عذر استم دیدگاں را گوش دار

اس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لائق سمجھ کر — مظلوموں کا عذر سن لے

خاص از بہرِ زکوٰۃ جاہِ خود — گمرہے را تو مراں از راہِ خود

خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں — ایک گمراہ کو اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بحر کو آبے بہر جُوئی دہد — ہر خسے را بر سَر و رُو[2] می نہد

وہ دریا جو ہر نہر کو پانی دیتا ہے — اور ہر تنکے کو سر اور منہ پر رکھتا ہے

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم — از کرم دریا نگردد بیش و کم

اس کرم کی وجہ سے دریا کم نہ ہوگا — کرم کی وجہ سے، دریا کا کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے

گفت دارم من کرم بر جائے اُو — جامۂ ہر کس بُرم بالائے اُو

اس نے کہا میں اس کے موقع پر کرم کرتا ہوں — ہر شخص کا کپڑا اس کے قد کے مطابق تراشا ہوں

گفت بشنو گر نباشد جائے لُطف — سَر نہادم پیش اژدرہائے عنُف

اس نے کہا سن لے، اگر مہربانی کا موقع نہ ہوگا — میں سختی کے اژدھے کے سامنے سر دھرتا ہوں

من بوقتِ چاشت در راہ آمدم — با رفیقِ خود سوئے شاہ آمدم

میں چاشت کے وقت راستہ پر پڑا — اپنے ساتھی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا

با من از بہرِ تو خرگوشے دگر — جُفت و ہمرہ کردہ بودند آں نفر

تیرے لئے، میرے ساتھ ایک دوسرا خرگوش — اس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد — قصدِ ہر دو ہمرہِ آئندہ کرد

راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا — (بلکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف جھپٹا

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم — خواجہ[3] تاشانِ کہ آں در گہیم

میں نے اس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں — ہم دونوں اس درگاہ کے ادنیٰ حاضر باش ہیں

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار — پیش من تو نامِ ہر ناکس میار

اس نے کہا، شہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر — میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے

ہم ترا و ہم شہت را بردرم — گر تو با یارت بگردی از بَرم

تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی پھاڑ ڈالوں گا — اگر تو اپنے ساتھی کے ساتھ میرے سامنے سے گیا

گفتمش بگذار تا بارِ دگر — روئے شہ بینم، بَرم از تو خبر

میں نے اس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار — بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر دوں

---

۱ ناکس۔ نالائق۔ استم، ستم، ظلم بالف زیادہ ہے۔ استم دیدگاں۔ مظلوم لوگ۔ جاہ رتبہ۔ گمراہ۔ یعنی خرگوش۔ بحر دریا، سمندر جو۔ نہر۔ خس۔ تنکا، کمینہ

۲ بر سرو رُو نہادن۔ عزت کرنا۔ کرم۔ احسان بر جا۔ موقع پر۔ بُرم۔ بُریدن۔ بمعنی قطع کرنا، سے ہے۔ اژدہا۔ جمع اژدہا۔ عُنف۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، سختی، درشتی چاشت۔ ایک پہر دن چڑھے۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی۔ شاہ یعنی شیر جُفت۔ جوڑا، جوڑی دار نفر۔ جماعت، مراد شکاری جانور ہیں۔ بندہ غلام یعنی خرگوش۔

۳ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے اگر چند نوکر ہوں تو ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ ناکس۔ نالائق۔ بردرم۔ بر زیادہ ہے درم دریدن کا واحد متکلم ہے۔ گردی۔ گردیدن سے مخاطب کا صیغہ ہے۔

گفت ہمرہ را گرِ ونہ[1] پیشِ من — ورنہ قربانی تو اندر کیشِ من

اس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھ دے — ورنہ تو میرے مذہب میں قربان ہے

لابہ کردیمش بسے سُودے نہ کرد — یارِ من بستد مُرا بگذاشت فرد

میں نے اس کی بہت خوشامد کی، فائدہ نہ دیا — میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا

ماند آں ہمرہ گرو در پیشِ اُو — خوں رواں شد از دلِ بیہوشِ اُو

وہ ساتھی اس کے پاس گروی رہ گیا — اس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا

یارم از زفتی[2] سہ چنداں بُد کہ من — ہم بُلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن

میرا یار میرے اعتبار سے تگنا تھا — پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اور بدن میں بھی

بعد ازیں زاں شیر آں رہ بَستہ شد — حالِ ما ایں بود با تو گفتہ شد

اس کے بعد اس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا — ہمارا حال یہ تھا تجھ سے کہدیا گیا

از وظیفہ بعد ازیں امید بُر — حق ہمی گویم ترا الحقُّ مُر

اس کے بعد روزینے سے امید منقطع کر لے — تجھ سے سچ کہتا ہوں سچی بات کڑوی ہوتی ہے

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن — ہیں بیا و دفع آں بیباک کن

اگر تجھے روزینہ چاہئے تو راستہ صاف کر دے — ہاں آ اور اس بے شرم کو دفع کر دے

جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن با اُو

شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اس کے ساتھ روانہ ہونا

گفت بسم اللہ بیا تا اُو کجاست — پیش رو شو گر ہمی گوئی تو راست

اس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھوں وہ کہاں ہے — اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل

تا سزائے اُو و صد[3] چوں اُو دہم — ور دروغ ست ایں سزائے تو دہم

تاکہ اس کو (بلکہ) اس جیسے سو کو سزا دوں — اور اگر یہ جھوٹ ہے، تجھے سزا دوں

اندر آمد چوں قلاوُزے بہ پیش — تا بَرَد اُو را بسوئے دامِ خویش

وہ رہبر کی طرح آگے آیا — تاکہ اس کو اپنے جال کی جانب لے جائے

سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود — چاہِ مُغ را دامِ جانش کردہ بود

ایک کنوئیں کی جانب جس کا اس نے پہلے پتہ لگا لیا تھا — گہرے کنوئیں کو اس کی جان کا جال بنا رکھا تھا

میشدند ایں ہر دو تا نزدیک چاہ — اینت خرگوشے چو آب زیرِ کاہ

دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے — واہ واہ خرگوش، گویا گھاس کے نیچے کا پانی ہے

---

[1] گرِو۔ گروی۔ کیش۔ مذہب، دین۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ فرد۔ اکیلا۔ ہمرہ۔ یعنی دوسرا خرگوش، زفتی۔ فربہی۔ موٹاپن۔

[2] چنداں تگنا۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ گفت۔ کہ ترا۔ وظیفہ۔ روزینہ الحق مر سچی بات کڑوی ہے۔ بیباک۔ بے پروا۔

[3] صد۔ سو۔ دروغ۔ جھوٹ، قلاوُز۔ بدرقہ، رہبر، پیشرو۔ تا۔ سبب ہے۔ دام۔ جال۔ مُغ۔ میم کے فتحہ کے ساتھ، گہرا۔ اینت۔ الف کے کسرہ اور نون غنہ کے ساتھ، واہ واہ۔ آب زیرکاہ۔ مکر اور دھوکے میں ضرب المثال ہے، ناواقف آدمی اس کو گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور ڈوب جاتا ہے۔

آب کاہے راز ہاموں[۱] می بُرد — آب کوہے راعجب چوں میبرد
پانی ایک تنکے کو جنگل سے بہالیجاتا ہے — تعجب ہے پانی ایک پہاڑ کو کس طرح بہائے لئے جارہا ہے

دامِ مکرِ اُو کمندِ شیر بود — طرفہ خرگوشے کہ شیرے رار بود
اس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا — عجب خرگوش تھا کہ شیر کو اچک لے گیا

موسیٰ فرعون راتا رُودِ نیل — میکشد بالشکر و جمع ثقیل
ایک موسیٰ فرعون کو دریائے نیل تک — لشکر اور بھاری مجمع کے ساتھ لیجا رہے ہیں

پشّہ نمرود[۲] را با نیم پر — میشگافد میر ودتا مغزِ سَر
مچھر، آدھے پر کے ساتھ نمرود کو — شگاف دیتا ہے اور سر کے بھیجے تک جاتا ہے

حال آں کو قولِ دشمن را شنود — بیں جزائے آنکہ شد یارِ حسود
(یہ ہے) اس کی حالت جس نے دشمن کی بات سنی — دیکھ، اس کی سزا جو دشمن کا دوست بنا

حالِ فرعونے کہ ہاماں را شنود — حالِ نمرودیکہ شیطاں راستود
یہی حال اس فرعون کا ہے جس نے ہامان کی شنوائی کی — اور یہی حال اس نمرود کا ہے جس نے شیطان کی تعریف کی

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت — دام داں گرچہ زدانہ گویدت
دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے — جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ کہے

گر ترا قندے دہد آں زہر داں — گر بتو لُطفے کند آں قہر داں
اگر تجھے شکر دے، اس کو زہر سمجھ — اگر تجھ پر مہربانی کرے اس کو قہر سمجھ

چوں قضا آید نہ بینی[۳] غیر پوست — دشمناں را باز نشناسی ز دوست
جب قضا آتی ہے چھلکے کے علاوہ تو کچھ نہ دیکھے گا — دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کر سکے گا

چوں چنیں شد ابتہال آغاز کن — نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن
جب ایسا ہو گڑگڑانا شروع کردے — زاری اور تسبیح اور روزے کا سامان کر

نالہ میکُن کاے تو علّامُ الغُیوب — زیرِ سنگِ مکرِ بد مارا مکوب
رو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے — ہمیں برے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل

یا کریم العَفو ستّارَ العُیوب — انتقام از ما مکش اندر ذُنُوب
اے معافی کے داتا عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والے — گناہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

آنچہ در کون ست ز اشیا ہر چہ ہست — وانُما جانرا بہر حالت کہ ہست
موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں — دل اس حالت میں ظاہر کردے جس پردہ میں ہیں

---

[۱] ہاموں۔ جنگل۔ کوہ۔ یعنی شیر۔ موسیٰ۔ یعنی خرگوش۔ فرعون۔ یعنی شیر، ولید بن مصعب جو فرعون کے لقب سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ کے تعاقب میں نیل میں غرق ہو گیا تھا۔ جمع۔ مجمع۔ ثقیل۔ بھاری

[۲] نمرود۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے۔ جو بابل عراق، کے علاقہ کا حاکم تھا اور خدائی کا مدعی تھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ خدا نے اس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، مچھر اس کے دماغ میں گھس گیا، جو اس کی موت کا سبب بنا۔ حَسُود۔ حسد کرنیوالا۔ ہامان۔ فرعون مصر کے وزیر کا نام جس نے گمراہ کیا تھا۔ ستود۔ نمرود شیطان کا مداح اور اس کا پجاری تھا۔ دام داں۔ یعنی اس کی بات کو الٹا سمجھ قند، شکر۔ لطف مہربانی۔

[۳] غیر پوست یعنی انسان اصل معاملہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ابتہال۔ گڑ گڑانا۔ ساز کن۔ سامان کر۔ علام الغیوب۔ غیب کی باتوں کا جاننے والا۔ مکوب۔ کوفتن، کوٹنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کریم۔ جوانمرد، سخی، گناہ بخشنے والا۔ ذنوب۔ ذنب کی جمع ہے، گناہ۔ کون۔ دنیا جہان۔ وانما۔ کشادہ ظاہر نما نمودن۔ رکھنا سے امر کا صیغہ ہے۔

گر سگی[1] کردیم اے شیر آفریں　　شیر رامگمار برمازیں کمیں
اے شیر کو پیدا کرنے والے! اگرچہ ہم نے کتاپن کیا ہے　　اس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلط نہ کر

آب خوش را صورتِ آتش مده　　اندر آتش صورت آبی مَنِہ
اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر　　آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ

از شرابِ قہر چوں مستی دہی　　نیستہارا صورت ہستی دہی
قہر کی شراب سے جب تو مست کر دیتا ہے　　معدوم چیزوں کو موجودگی صورت دیدیتا ہے

چیست مستی[2] بندِ چشم از دیدِ چشم　　تانماید سنگ گوہر یشم یشم
مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بند ہونا　　یہانتک کہ پتھر، موتی اور اون، یشب نظر آئے

چیست مستی حسہا مبدل شدن　　چوب گز اندر نظر صندل شدن
مستی کیا ہے؟ حسوں کا بدل جانا　　جھاؤ کی لکڑی کا نگاہ میں صندل ہو جانا

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد و بیان آنکہ چوں قضا آید چشمہا بستہ شود

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بیان کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

چوں سلیمان را سرا پردہ زدند　　جملہ مرغانش نجدمت آمدند
جب حضرت سلیمانؑ کا خیمہ لگایا گیا　　تمام پرندے خدمت میں حاضر ہوئے

ہمزبان و محرم خود یافتند　　پیش او یک یک بجان بشتافتند
اُن کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا　　ایک ایک کر کے دل وجان سے ان کے سامنے دوڑائے

جملہ مرغاں ترک کردہ چیک[3] چیک　　با سلیمان گشتہ افصح من اخیک
تمام پرندوں نے چیں چیں چھوڑ کر　　حضرت سلیمانؑ کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ فصیح ہو گئے

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست　　مرد با نامحرماں چوں بندی ست
ہمزبانی، قرابت اور رشتہ داری ہے　　انسان، نامحرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے

اے بسا ہندو ترک ہمزباں　　اے بسا دو ترک چوں بیگانگاں
اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور ترک ہمزبان (محرم ہیں)　　اے (مخاطب) دو ترک بیگانوں کی طرح ہیں

پس زبانِ محرمی خود دیگر ست　　ہم دلی از ہم زبانی بہتر ست
محرمی کی زبان دوسری ہے　　ہم دلی، ہم زبانی سے بہتر ہے

غیرِ نطق و غیرِ ایماء و سجل　　صد ہزاراں ترجماں خیزد زدل
بغیر بولے اور بغیر اشارے اور لکھنے کے　　دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہو جاتے ہیں

---

[1] سگی۔ کتاپن۔ مگمار۔ گماشتن بمعنی مقرر کرنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کمین۔ گھات کی جگہ۔ آب خوش یعنی جو حقیقت ہے وہ ہم پر واضح کر دے۔ نفس کی خواہش کی وجہ سے ہم مضر چیز کو مفید نہ سمجھیں۔ مستی۔ دیوانگی نیستہا۔ غیر موجود چیزیں ہستی۔ وجود، موجودگی۔

[2] بندِ چشم۔ بستگی چشم۔ پشم۔ اون۔ یشم۔ سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے جس کو عربی میں یشب کہتے ہیں۔ گز۔ جھاؤ، کپڑا وغیرہ ناپنے کا آلہ۔ سلیمان مشہور نبی ہیں۔ جن کی حکومت جن و انس پر تھی اور وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ سراپردہ خیمہ۔ محرم۔ میم اور راء کا فتحہ ہے، واقف کار، رازدار۔

[3] چیک چیک۔ پرندوں کا چہچہانا۔ افصح زیادہ خوش گفتار۔ من اخیک۔ تیرے بھائی سے۔ خویش۔ قرابت۔ پیوندی رشتہ داری۔ بندی قیدی، گرفتار۔ ہندو۔ ہندوستانی۔ ترک۔ ترکستان۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا جو خوش رنگ ہوتا ہے۔ محرمی ہمراز ہونا۔ ہمدلی، قلبی یگانگت۔ نطق، گویائی ایماء، اشارہ۔ سجل سین اور جیم کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ، تحریر، کتاب، صحیفہ۔

جملہ مُرغاں ہر یکے اَسرارِ خود　　از ہنر و از دانش و از کارِ خود
تمام پرندوں میں سے ایک اپنے راز　　ہنر اور عقل اور اپنے کام

باسلیماں یک بیک وامی نمود　　از برائے عَرضہ خود رامی ستود
(حضرت) سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کرکے ظاہر کررہا تھا　　پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا

از تکبرّ نے واز ہستیِ خویش　　بہرِ آں تارہ دہداُورابہ پیش
نہ تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے　　اس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں

چوں بیاید بُردۂ راخواجہ　　عَرضہ دار داز ہُنر دیباجہٗ
جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے　　وہ ہنر کا رخسار پیش کرتا ہے

چونکہ دار داز خریداریش ننگ ۲　　خود کند بیمار و کر و شَل و لنگ
جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے　　اپنے آپ کو بیمار اور بہرا اور لولا اور لنگڑا بنالیتا ہے

نوبتِ ہُد ہُد رسید و پیشہ اش　　واں بیانِ صَنعت و اندیشہ اش
ہُد ہُد اور اس کے پیشے کی باری آئی　　تو اس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا

گفت اے شہ یک ہُنر کاں کہترست　　باز گویم گفت کوتہ بہترست
اس نے کہا اے شاہ! ایک ہنر جو چھوٹا ہے　　کہتا ہوں، مختصر بات بہتر ہے

گفت بر گوتا کدام ست آں ہُنر　　گفت من آنگہ کہ باشم اوجِ بَر
انہوں نے کہا، کہہ وہ ہنر کونسا ہے؟　　اس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں

بنگرم از اَوج ۳ با چشمِ یقین　　می بہ بینم آب در قعرِ زمیں
بلندی سے یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں　　زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں

تا کجایست و چہ عُمقستش چہ رنگ　　از چہ میجوشد زخا کے یا زسنگ
کہ کہاں ہے اس کی کتنی گہرائی ہے کیا رنگ ہے؟　　کس چیز میں سے ابل رہا ہے مٹی سے یا پتھر سے؟

اے سلیماں بہرِ لشکر گاہ را　　درسفر میدار ایں آگاہ را
اے سلیمان! فوجی کیمپ کے لئے　　سفر میں اس باخبر کو ساتھ رکھ

پس سلیمانؑ گفت ماراشو رفیق　　در بیاباں ہائے بے آب اے شفیق
پس (حضرت) سلیمانؑ نے کہا، ہمارا سفر کا ساتھی بنجا　　اے مہربان! بے آب جنگلوں میں

تابیابی بہرِ لشکر آب را　　درسفر سقاشوی اَصحاب را
تاکہ تو لشکر کے لئے پانی دریافت کرے　　ساتھیوں کے لئے، سفر میں سقا بنجائے

۱ ہُنر ار۔ سِرکی جمع، راز کارِ خود پیشہ۔ عرضہ۔ عین کے فتح کے ساتھ، پیش کرنا۔ ہستی۔ خودی، غرور، بُردہ غلام۔ خواجہ مالک آقا۔ دیباچہ چہرہ، رخسار، کتاب کا شروع۔

۲ ننگ۔ شرم، ذلت، کر۔ بہرا۔ شَل۔ لنجا جس کے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے ہوں۔ لنگ۔ لنگڑا۔ ہُد ہُد۔ کھٹ کھٹ بڑھیا، صَنعت ہنر کاریگری، اندیشہ خیالات۔ کوتہ۔ کوتاہ مختصر۔

۳ اوج۔ بلندی۔ قعر۔ گہرائی۔ عمیق۔ گہرا۔ لشکرگاہ۔ فوجی کیمپ۔ آگاہ واقف، تجربہ کار۔ رفیق سفر کا ساتھی، ساتھی، شفیق، مہربان۔ سقا۔ پانی پلانیوالا۔ اصحاب۔ یعنی لشکر والے۔

همرہِ ما باشی وہم پیشوا تا کُنی تو آب پیدا بہرِ ما
ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن تاکہ تو ہمارے لئے پانی مہیا کر دے

باش ہمراہِ من اندر روز و شب تا نہ بیند از عطش[1] لشکر تعب
دن رات ہمارے ساتھ رہ تاکہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

بعد ازاں ہُد ہُد بدو ہمراہ بود زانکہ از آبِ نہاں آگاہ بود
اُس کے بعد ہُد ہُد ان کے ساتھ تھا اس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

طعنہ زدن زاغ در دعوی ہُد ہُد
کوے کا ہُد ہُد کے دعوے میں طعنہ زنی کرنا

زاغ چوں بشنود آمد از حسد با سلیمانؑ گفت کو کژ گفت و بد
جب کوے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا (حضرت) سلیمان سے کہا کہ اس نے غلط اور غیر مناسب کہا ہے

از ادب نہ بُود بہ پیشِ شہ مقال خاصہ خود لاف دروغین[2] و محال
بادشاہ کے سامنے بات کرنا خلاف ادب ہے خصوصاً جھوٹی شیخی اور ناممکن (بات)

گر مر اُو را ایں نظر بودے مُدام چوں ندیدے زیرِ مشتِ خاک دام
اگر اس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی ایک مٹھی مٹی کے نیچے جال کیوں نہ دیکھ لیتا

چوں گرفتار آمدے در دام اُو چوں قفس اندر شدے ناکام اُو
جال میں وہ کیوں پھنستا ناکام ہو کر وہ کیوں پنجرے میں ہوتا

پس سلیمانؑ گفت کاے ہُد ہُد رواست کز تو در اوّل قدح ایں دُرد خاست
پھر حضرت سلیمان نے کہا اے ہد ہد کیا مناسب ہے؟ تیرے پہلے ہی پیالے میں یہ تلچھٹ نکلے

چوں نمائی مست خویش اے خوردہ دوغ پیشِ من لافے زنی آنگہ دروغ
اے چھاچھ پئے ہوئے اپنے آپ کو مست کیوں دکھاتا ہے میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

جواب گفتن ہُد ہُد مر سلیمانؑ را در یں طعنہ
اس طعنہ کے بارے میں ہد ہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

گفت اے شہ برمنِ عُور و گدا قولِ دشمن مشنوا ز بہرِ خدا
اُس نے کہا، اے شاہ! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سن

گر بُطلان ست دعویٰ کردنم من نہادم سَر بِبُرّاز گردنم
اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے میں نے سر رکھ دیا (اس کو) گردن سے قطع کر دے

---

[1] عطش۔ پیاس۔ تعب۔ رنج، تھکن۔ بدو۔ اصل میں باد تھا۔ الف کو دال سے بدل لیا جاتا ہے۔ زاغ کوا۔ کو۔ کہ او۔ کژ۔ کج، غلط مقال۔ گفتگو۔ خود زیادہ ہے۔ لاف۔ گپ، شیخی کی بات۔

[2] دروغین۔ دروغ، جھوٹ یا اور نون نسبت کا ہے جیسے زریں بلوریں میں ہے۔ محال۔ ناممکن، باطل۔ مدام۔ ہمیشہ دام جال۔ قفس پنجرا۔ قدح قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، پیالہ۔ دُرد۔ دال کے ضمہ کے ساتھ تلچھٹ۔ گاد۔ دوغ۔ مکھن نکالا ہوا دودھ، چھاچھ۔ لاف گپ۔ دروغ جھوٹ عور۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، ننگا۔ سر نہادن۔ سر رکھنا، اطاعت کرنا۔

زاغ گو حکمِ ۱ خدارا منکر ست — گر ہزاراں عقل دارد کافر ست
کوا جو کہ خدا کی قضا کا منکر ہے — اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں — جائے گند و شہوتی چوں کافراں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو — تو گندگی اور شہوت کا مقام ہے، شرمگاہ کی طرح

من بینم دام را اندر ہوا — گر نپوشد چشم عقلم را قضا
میں ہوا میں سے جال کو دیکھتا ہوں — اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کر دے

چوں قضا آید شود دانش بخواب — مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے — چاند کالا ہو جاتا ہے، سورج گرہن ہو جاتا ہے

از قضا ایں تعبیہ ۲ کے نادر ست — از قضا داں کو قضا را منکر ست
قضا سے یہ چھپانا کب نئی بات ہے؟ — یہ بھی قضا سے سمجھ کہ وہ قضا کا منکر ہے

قصہ آدم علیہ السلام و بستن قضا نظرِ اُورا از مراعات

حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور قضا کا ان کی آنکھ کو بند کر دینا صاف ممانعت کی نگاہ داشت ہے

صریحِ نہی و ترکِ نہی و تاویل

اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

بو البشر کو علم الاسماء بگ ست — صد ہزاراں علمش اندر ہر رگ ست
انسانوں کا باپ جو علم الاسماء کا سردار ہے — جس کی ہر رگ میں لاکھوں علم ہیں

اسمِ ہر چیزے چناں کاں چیز ہست — تا بپایاں جانِ اُورا داد دست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے — آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

ہر لقب کو داد آں مبدّل نشد — آنکہ چستش خواند اُو کاہل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا — جس کو اس نے چست کہا وہ سست نہ ہوا

ہر کرا اُو مقبل ۳ و آزاد خواند — اُو عزیز و خرم و دلشاد ماند
جس کو اس نے با اقبال اور آزاد کہا — وہ باعزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخر مومن ست اول بدید — ہر کہ آخر کافر اُورا شد پدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا — جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر بیں بُود اُو مومن ست — ہر کہ آخر بیں بُود او بیدن ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے — جو چراگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

---

۱ حکم۔ یعنی کو التقدیر اور قضاء الٰہی کا انکار کنندہ ہے۔ کافر۔ اللہ کی قضاو قدر کا منکر کافر ہے کاف۔ یعنی کفر عقیدوں میں سے ایک کا ماننے والا بھی کافر ہے۔ کاف ران۔ شرمگاہ۔ خواب شدن۔ سو جانا۔ گرفتن آفتاب۔ سورج کا گرہن میں آ جانا۔

۲ تعبیہ۔ آراستہ کرنا، چھپا دینا۔ نادر۔ عجیب، انوکھا۔ ابو البشر انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام۔ بگ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، بہادر پایاں۔ انجام، خاتمہ، دست دادن۔ حاصل ہونا۔ ہر لقب۔ حضرت آدم کو صرف ناموں کی تعلیم نہیں دیگئی تھی بلکہ ان خواہش کی حقیقتیں بتادی گئیں تھیں تو جس چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام نے دیا اس میں تبدیلی نہ آئی۔ مقبل۔

۳ با اقبال۔ خوش نصیب۔ عزیز۔ باعزت مدبر کہ۔ ایمان اور کفر کا مدار انسان کے آخری احوال پر ہے۔ آخر بین۔ آخرت کی طرف نظر رکھنے والا۔ آخر چوپایوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔ بیدن بے دین کا مخفف ہے۔

اسمِ ہر چیزے تو از دانا شنو　رمزِ اُو سرِّ عَلَّم الاسماء شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سن　علم الاسماء کا اشارہ اور راز سن

اسمِ ہر چیزے برِ ما ظاہرش　اسمِ ہر چیزے برِ خالق سِرش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر پر ہے　اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے باطن پر ہے

نزدِ موسیٰ نامِ چوبش بُد عصا　نزدِ خالق بود نامش اژدہا
موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک انکی لکڑی کا نام عصا تھا　اللہ کے نزدیک اس کا نام اژدہا تھا

بُد عُمر را نام اینجا بُت پرست　لیک مومن بود نامش دَر الَست
اس جگہ عمر کا نام بت پرست تھا　لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا

آنکہ بُد نزدیک ما نامش مَنی　پیشِ حق ایں نقش بُد کہ با منی
وہ جس کا نام ہمارے نزدیک منی تھا　اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جیسا کہ تو میرے سامنے ہے

صورتے بُد ایں مَنی اندر عدم　پیشِ حق موجود نے بیش و نہ کم
عدم میں یہ منی ایک صورت تھی　جو خدا کے سامنے بغیر کمی بیشی کے موجود تھی

حاصل آں آمد حقیقت نامِ ما　پیشِ حضرت کاں بود ۲ انجامِ ما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا　جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا

مَرد را بر عاقبت نامے نہند　نے براں کو عاریت نامے نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں　نہ اس پر جو چند روزے کے لئے رکھتے ہیں

چشمِ آدمؑ کو بنورِ پاک دید　جانو سِرِّ نامہا گشتش پدید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے پاک نور کے ذریعہ دیکھا　ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا

چوں مَلک انوارِ حق بروے بیافت　در سجود افتادہ در خدمت شتافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار ان پر پائے　سربسجود ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے

چوں ملائک نورِ حق دیدند ازو　جُملہ افتادند در سجدہ برو
جب فرشتوں نے ان سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا　سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے

مدحِ ایں آدم کہ نامش می برم　گر ستایم تا قیامت قاصرم
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں ان کی تعریف سے　اگر میں قیامت تک مدح کروں تو قاصر رہوں

ایں ہمہ دانست وچوں آمد قضا　دانشِ یک نَہی شد بروخطا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی　ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

۱ رمز۔ اشارہ۔ سِر۔ راز۔ بر ما۔ انسان کسی چیز کے ظاہر کو دیکھ کر اس کا نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کے اعتبار سے اس کا نام لیتا ہے۔ چوبش۔ حضرت موسیٰ کا عصا بظاہر لکڑی تھا۔ لیکن حقیقت میں سانپ تھا۔ یوم الست۔ یوم میثاق، وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا سب سے اقرار کرایا تھا۔ منی۔ انسان کا نطفہ انجام کے اعتبار سے انسانی صورت اختیار کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں منی یہی صورت اختیار کئے ہوئے موجود ہے۔

۲ انجام۔ یعنی جو جس چیز کا انجام ہے اس اعتبار سے اللہ کے یہاں اس کا نام ہے عاقبت۔ انجام، خاتمہ۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ چون ملک۔ ملک کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے یعنی ملک در سجود افتاد۔

۳ آدم۔ یعنی ان کی تعریف قیامت تک ممکن نہیں ہے دانش۔ عقل۔ قضا حکم الٰہی، فیصلہ خداوندی نہی۔ ممانعت، حکم امتناعی۔

کاے عجب نہی از پئے تحریم[۱] بود
تعجب ہے! ممانعت حرام ہونے کی وجہ سے بھی
یا بتاویلے بُدو توہیم بود
یا کسی تاویل کی وجہ سے تھی اور وہم میں ڈالنا تھا

دردلش تاویل چوں ترجیح یافت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل کرلی
طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
طبیعت، حیرانی میں گیہوں کی طرف دوڑ پڑی

باغباں را خار چوں در پائے رفت
جب باغباں کے پیر میں کانٹا چبھ گیا
دُزد فرصت یافت کالا بُرد تفت
چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا

چوں ز حیرت رُست باز آمد براہ
جب حیرت سے انہیں چھٹکارا ملا، راستہ پر آئے
دیدہ بُردہ دُزد رخت از کارگاہ
دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و آہ
"ہمارے رب ہم نے ظلم کیا" کہا اور آہ کی
یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا

ایں قضا ابرے بُود خورشید پوش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے
شیر و اژدرہا بود زو ہمچو موش
اس سے شیر اور اژدہا، چوہے کی طرح بنجاتا ہے

من اگر دامے نہ بینم گاہِ حُکم
اگر میں قضا کے وقت جال نہیں دیکھتا ہوں
من نہ تنہا جاہلم در راہِ حُکم
میں ہی تنہا قضا کے راستہ میں بے خبر نہیں ہوں

اے خُنک[۲] آں کو نکوکاری کند
اے (مخاطب) قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو نیکی کرے
زور را بگذارد و زاری کند
زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے

گر قضا پوشید سیہ ہمچوں شبت
اگر قضا سیاہ بنکر تجھے رات کی طرح ڈھانپ لے
ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی

گر قضا صد بار قصدِ جاں کند
اگر قضا سو بار تیری جان لینا چاہے
ہم قضا جانت دہد درماں کند
قضا ہی تیری جاں بخشی کرے گی، علاج کریگی

ایں قضا صد بار اگر راہت زند
یہ قضا اگر سو بار تجھے لوٹتی ہے
بر فرازِ چرخ خرگا[۳]ہت زند
آسمان کی چھت پر تیرا خیمہ گاڑتی ہے

از کرم داں اینکہ می ترساندت
کرم سمجھ یہ کہ قضا تجھے ڈراتی ہے
تا بمُلکِ ایمنی بنشاندت
تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھا دے

چوں بتر ساند ترا آگہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہو جاتا ہے
ورنہ تر ساند ترا گمرہ شوی
اگر تجھے نہ ڈرائے تو گمراہ ہو جائے

---

۱ تحریم۔ حرام قرار دینا۔ تاویل۔ کلام کو ظاہری مفہوم سے پھیر کر کسی معنی پر محمول کرنا جس کا احتمال صحیح ہو۔ توہیم۔ وہم دلانا۔ ترجیح یافت۔ حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت صرف وقتی تھی۔ کالا۔ سامان تفت۔ گرم فرصت۔ موقع پانا۔ یعنی جس طرح پیر میں کانٹا چبھنے پر چور کو موقع مل جاتا ہے اسی طرح حضرت آدمؑ کی حیرانی نے شیطان کو موقع دیدیا۔ براہ۔ یعنی حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت تحریم کی وجہ سے تھی۔
دُزد۔ چور۔ کارگاہ کارخانہ ربنا انا ظلمنا۔ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا یہ دعا آخر تک حضرت آدمؑ نے پڑھی تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا و قدر۔ چمکدار کو بے نور اور بہادروں کو بزدل بنادیتی ہے۔

۲ خُنک۔ یعنی قضا۔ خداوندی اے خنک۔ اوپر بند کی تقریر تھی اب مولانا کا مقولہ شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر سے مصائب آئیں تو اس کی تدبیر دعا و استغفار ہے۔ درماں۔ علاج۔

۳ خرگاہ۔ خیمہ کرم داں۔ اللہ کی جانب سے مصائب تنبیہات ہیں، تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہو جائے ورنہ امن و اطمینان کی زندگی بسا اوقات غفلت کا سبب بنجاتی ہے۔

این سخن پایاں ۱ ندارد گشت دیر — گوش کن تو قصہ خرگوش و شیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہو گئی — شیر اور خرگوش کا قصہ سن

پائے واپس کشیدنِ خرگوش از شیر چوں نزدیک چاہ آمد
کنویں کے پاس آ کر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد — پُر غضب پُر کینہ و بدخواہ شد
شیر جب خرگوش کے ساتھ ہو گیا — غضبناک، کینہ سے پُر اور دشمن ہو رہا تھا

بود پیشا پیش خرگوش دلیر — ناگہاں پارا کشید از پیش شیر
بہادر خرگوش اس کے آگے تھا — اچانک، شیر کے آگے سے پیچھے کو ہٹا

چونکہ نزدِ چاہ آمد شیر دید — کز رہ آں خرگوش ماند و پا کشید
جب شیر کنویں کے پاس پہنچا، دیکھا — کہ خرگوش پیچھے رہ گیا اور ہٹ گیا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا — پائے را واپس مکش پیش اندر آ
اس (شیر) نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹا؟ — پیچھے کو نہ ہٹ، آگے آ

گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت — جانِ من لرزید و دِل از جائے رفت
اس نے کہا، خرگوش کہاں ہیں میرے ہاتھ پیر ختم ہو گئے — روح کانپ رہی ہے دل دھڑک رہا ہے

رنگِ رویم را نمی بینی چو زر — ز اندروں خود میدہد رنگم خبر
میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا — میرا رنگ اندرونی حالت کی خبر دے رہا ہے

حق چو سیما را مُعرِّف ۲ خواندہ است — چشمِ عارف سوئے سیما ماندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانیوالا فرمایا ہے — پہچاننے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے

رنگ و بُو غمّاز آمد چوں جرس — از فرس آگہ کند بانگ فرس
رنگ اور بو، گھڑیال کی طرح چغلخور ہے — گھوڑے کی آواز گھوڑے کی خبر دیدیتی ہے

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر — تا بدانی بانگِ خر از بانگِ دَر
ہر چیز کی آواز اس کی خبر دیدیتی ہے — گدھے کی آواز کو دروازے کی آواز سے جدا سمجھ

گفت ۳ پیغمبر بہ تمییز کساں — مَرءٌ مَخفِیٌّ لَدٰی طَیِّ اللِّسان
انسانوں کے پہچاننے کے سلسلہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — انسان زبان بند رکھنے کے وقت پوشیدہ ہے

رنگِ رُو از حالِ دل دارد نشاں — رحم کن مہرِ من در دِل نشاں
چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے — مجھ پر رحم کر، دل میں میری محبت بٹھا

۱ پایان۔ خاتمہ، انجام۔ پُر غضب۔ یعنی خرگوش کے بتائے ہوئے دوسرے شیر پر غضبناک ہو رہا تھا۔ پا کشیدن۔ پیچھے ہٹنا۔ ٹھہرنا۔ پیشا پیش، الف زیادہ ہے۔ کو۔ کجا۔ کہاں۔ دست و پا رفتن، بدحواس ہو جانا۔ از جائے رفتن۔ گھبرا جانا۔ سیما۔ نشان، علامت، پیشانی۔

۲ معرّف۔ بتانیوالا۔ عارف پہچاننے والا، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تعرفہم بسیماہم تو ان کو پیشانی سے پہچانتا ہے۔ غمّاز۔ اشارہ کرنیوالا۔ چغلخور جرس۔ گھڑیال۔ در دروازہ۔ بعض نسخوں میں زر ہے جو زرہ بمعنی چیونٹی کی جمع ہے۔

۳ گفت۔ حدیث ہے۔ المرء مخبوء فی لسانہ لا فی طیلسانہ انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے چادر میں نہیں۔ دردل۔ یعنی دردل خود۔ نشاں۔ علامت نشاندن بمعنی بٹھانا سے امر کا صیغہ ہے۔

رنگِ ۱روئے سُرخ دارد بانگِ شُکر — رنگِ روئے زرد دارد صبر و نُکر

سرخ چہرے کی رنگت، شکر کی صدا رکھتی ہے — زرد چہرے کی رنگت صبر اور تکلیف (کی علامت) رکھتی ہے

درمن آمد انچہ دروے گشت مات — آدمی و جانور جامد نبات

مجھ میں وہ چیز آگئی جس میں مات کھا گئے — انسان اور جانور، جمادات اور نباتات

درمن آمد آنکہ دست و پا بُرد — رنگِ رُو وقوت و سیما بُرد

مجھ میں وہ چیز آگئی، جو حواس باختہ کر دیتی ہے — چہرے کا رنگ اور طاقت اور نشانی ختم کر دیتی ہے

آنکہ در ہر چہ در آید بشکند — ہر درخت از بیخ و بُن اُو بر کند

مجھ میں وہ چیز آگئی جو جس چیز میں آجائے اس کو شکستہ کردے — درخت کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دے

ایں خود اجزایند کلیات ازو — زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو

یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں اس کی وجہ سے — رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بُو بگاڑے ہوئے ہیں

تاجہاں گہ صابرست و گہ شکور — بوستاں گہ حلّہ پوشد گاہ عُور

یہاں تک کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکرگزار — باغ کبھی جوڑا پہنتا ہے، کبھی ننگا ہے

آفتابے کو بر آید نارگوں — ساعتے دیگر شود اُو سرنگوں

سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے — دوسرے وقت وہ اوندھا ہو جاتا ہے

اختران تافتہ بر چار۲ طاق — لحظہ لحظہ مُبتلائے احتراق

چارگوشہ خیمہ (آسمان) پر چمکنے والے یہ ستارے — دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں

ماہ کو افزود ز اختر در جمال — شد زرنجِ دِق اُو ہمچوں ہلال

چاند جو حسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے — دق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے

ایں زمین با سکون و با ادب — اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب

یہ پُر سکون اور با ادب زمین — زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کر دیتا ہے

اے بسا کہ زیں بلائے مُردہ ریگ۳ — گشتہ است اندر جہاں اُو خوردہ ریگ

اے (مخاطب) بہت سے پہاڑ اس ذلیل مصیبت سے — دنیا میں وہ باریک ریت بنے ہیں

ایں ہوا با روح آمد مُقترن — چوں قضا آید وبا گشت و عُفن

یہ ہوا، جو روح سے وابستہ ہے — جب قضا آتی ہے تو وبا اور گندی بن جاتی ہے

آبِ خوش کو روح را ہمشیرہ شد — در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد

خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے — لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہو گیا

۱ رنگ۔ چہرے کی سرخی سے دل کی شکر گزاری کا پتہ چلتا ہے اور چہرے کی زردی دل کی تکلیف کی علامت ہے۔ بانگ، آواز۔ نکر۔ عذاب، تکلیف۔ مات۔ شکست خوردہ۔ جامد۔ جمادات یعنی اینٹ پتھر وغیرہ۔ نبات۔ یعنی نباتات اگنے والی چیزیں درخت گھاس وغیرہ۔ سیما۔ علامت آنکہ۔ یعنی موت کا تصور اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق کلیات۔ یعنی بڑی مخلوقات جیسے آسمان، زمین، صابر صبر کرنیوالا شکور شکر کرنے والا حلہ۔ پوشاک شاہانہ لباس۔ عور۔ برہنہ نار۔ آگ۔ سرنگوں۔ اوندھا یعنی غروب کے وقت۔

۲ چار طاق۔ ایک قسم کا چار گوشہ خیمہ۔ احتراق جل جانا، اہل نجوم کی اصطلاح میں کسی ستارے کا سورج کے برج میں آکر اپنی شعاعوں کو کھو دینا۔ ماہ۔ چاند چودھویں رات میں مکمل ہوتا ہے۔ پھر بشکل ہلال ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ دق زدہ مریض ایں زمین۔ زمین ساکن اور باادب ہے زلزلہ میں ایسی ہو جاتی ہے جیسے جاڑے بخار میں مبتلا مریض ہو۔ کہ کوہ کا مخفف ہے۔ پہاڑ

۳ مردہ ریگ۔ مردے کا مال، ناچیز، خوردہ۔ باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدار زندگی ہے، قضا آتی ہے تو یہی موت اور وباء عام کا سبب بنجاتی ہے۔ مقترن۔ ملنے والا نزدیک۔ وبا۔ پھیلنے والا عام مرض۔ عفن۔ متعفن۔ سڑا ہوا بدبودار۔ ہمشیرہ۔ بھائی بہن۔ دو بچے جنہوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ غدیر۔ حوض، تالاب۔ تیرہ۔ گدلا، مکدر۔

آتشے گو باد دارد در بروت[۱] — ہم یکے بادے بر و خواند تموت
آگ جو نہایت سرکش اور مغرور ہے — یکا یک اس پر ہوا "تو مرنے" پڑھ دیتی ہے

خاک گو شد مایۂ گل در بہار — ناگہاں بادے بر آرد زو دمار
مٹی جو موسم بہار میں پھولوں کا سرمایا ہے — اچانک ہوا اس کو تباہ کر دیتی ہے

حالِ دریا ز اضطراب و جوشِ او — فہم کن تبدیلہائے ہوشِ او
دریا کا حال اس کے اضطراب و جوش ہے — سمجھ لے، یہی اس کے ہوش کی تبدیلی ہے

چرخ سرگرداں کہ اندر جستجو ست — حالِ او چوں حالِ فرزندانِ اوست
سرگرداں آسماں جو جستجو میں ہے — اس کی حالت اس کے فرزندوں جیسی ہے

گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج — اندر و از سعد و نحسے فوج فوج
کبھی حضیض اور کبھی اوسط کبھی اوج — اس میں فوج در فوج سعد اور نحس ہیں

گہ شرف[۲] گاہے صعود و گہ فرح — گہ و بال و گہ ہبوط و گہ ترح
کبھی شرف کبھی صعود اور کبھی فرح — کبھی وبال اور کبھی ہبوط اور کبھی ترح

از خودت اے جزو ز کلہا مختلط — فہم می کن حالتِ ہر منبسط
اپنے سے، اے جزو جو کل سے ملا جلا ہے — ہر مفرد کی حالت کو سمجھ لے

چوں نصیب مہتراں[۳] درد ست و رنج — کہتراں را کے تواند بود گنج
جب بڑوں کا حصہ درد اور رنج ہے — تو چھوٹوں کو کب خزانہ مل سکتا ہے

چونکہ کلیات را رنج ست و درد — جزو ایشاں چوں نباشد روے زرد
جب کلیات کو رنج اور درد ہے — تو ان کا جزو کیوں زرد چہرہ نہ ہوگا

خاصہ جزوے کو ز اضداد ست جمع — ز آب و خاک و آتش و باد ست جمع
خصوصاً وہ جزو جو اضداد کا مجموعہ ہے — پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے

ایں عجب نبود کہ میش از گرگ جست — ایں عجب کہ میش دل در گرگ بست
یہ تعجب کی بات نہ ہوگی کہ بھیڑ بھیڑیئے سے چھوٹ بھاگی — یہ تعجب ہے کہ بھیڑ نے بھیڑیئے سے دل لگا لیا

زندگانی آشتیِ ضدہاست — مرگ آں کاندر میانشاں جنگ خاست
زندگی، مخالف چیزوں کا باہمی تعلق ہے — موت یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی

صلحِ اضداد ست ایں عمرِ جہاں — جنگِ اضداد ست عمرِ جاوداں
اس دنیا کی زندگی، مخالف چیزوں کی صلح ہے — مخالف چیزوں کی لڑائی، ابدی زندگی ہے

---

۱ بروت۔ مونچھ، باد در بروت داشتن، مغرور ہونا، اس سرکش آگ کو ہوا کا ایک جھونکا بجھا دیتا ہے۔ دمار۔ ہلاکت، تباہی، اضطراب۔ دریا۔ دریا کا موجیں مارنا۔ تبدیل ہوش۔ حواس باختگی۔ فرزنداں یعنی عناصر اربعہ۔ آگ پانی ہوا، مٹی اور موالید ثلاثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات، جن کے تغیرات کا بیان ہو چکا ہے۔ حضیض۔ ساتوں سیارے ایک دائرہ پر حرکت کرتے ہیں، اس دائرہ کا مرکز فلک الافلاک کے مرکز سے اوپر ہے، اس دائرہ پر ایک نقطہ فلک الافلاک کے مرکز سے بہت قریب ہے اس کو حضیض کہتے ہیں اور ایک نقطہ بہت زیادہ بعید ہے اس کو اوج کہتے ہیں۔ اور اس دائرہ کے محیط پر دو نقطے ہیں جن کا فاصلہ فلک الافلاک کے مرکز سے یکساں ہے جن کو اوس کہتے ہیں، مولانا نے انھی کو میانہ کہا ہے۔ سعد، سعادت، نیک بختی، نحس نحوست، بدبختی۔

۲ شرف۔ شرافت۔ ہر ستارے کا ایک اصل برج ہے کہ ستارہ حرکت کرتا ہوا جب اس برج میں داخل ہوتا ہے تو وہ برج اس کا خانہ شرف کہلاتا ہے آفتاب کے لئے برج حمل خانہ شرف ہے۔ اس کے مقابل وبال ہے۔ یعنی ستارے کا خانہ شرف چھوڑ کر انتہائی دوری یعنی ساتویں برج میں داخل ہو جانا آفتاب کا برج دلو میں پہنچنا وبال کہلائے گا۔ صعود۔ اوپر چڑھنا اس کی ضد ہبوط ہے۔ نیچے اترنا کسی ستارے کا برج شرف سے نکل کر بالمقابل برج میں آ جانا۔ مثلاً آفتاب۔ کا برج میزان میں آ جانا فرح خوشی، ہر ستارے کا ایک خاص خانہ خانہ فرح کہلاتا ہے مثلاً عطارد کے لئے حمل کو خانہ فرح قرار دیا گیا ہے۔ ترح۔ رنج۔ (باقی صفحہ)

زندگانی ۱ آشتیِ دشمناں — مرگ وارفتن باصلِ خویش داں
زندگی، دشمنوں کی صلح ہے — موت کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا سمجھو

صلحِ دشمن وار باشد عاریت — دل بسوئے جنگ تازد عاقبت
دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے — بالآخرلڑائی کی طرف ان کے دل دوڑتے ہیں

روز کے چنداز برائے مصلحت — باہمند اندر وفا و مرحمت
چند دن کے لئے از راہ مصلحت — وفا اور محبت میں لے جلے ہیں

عاقبت ہریک بجوہر باز گشت — ہر یکے با جنسِ خود انباز گشت
بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا — ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

لطفِ باری ایں پلنگ ورنگ را — الف دادو برد زیشاں جنگ را
خدا کی مہربانی ہے کہ اس تیندوے اور پہاڑی بکرے کو — محبت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کردی

لطفِ حق ایں شیر او گور ۲ را — الف دادست ایں دوضد را در وفا
اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گورخر — دو مخالفوں کو وفاداری میں الفت عطا کردی

چوں جہاں رنجور و زندانی بود — چہ عجب رنجور گر فانی بود
جب دنیا بیمار اور قیدی ہو — تو کیا تعجب ہے اگر بیمار فانی ہو

پرسیدنِ شیر سببِ پائے واپس کشیدن خرگوش راو جوابِ او
شیر کا خرگوش سے رکنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب

خواند بر شیر اوازیں رو پندہا — گفت من پس ماندہ ام زیں بندہا
اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں — بولا میں ان رکاوٹوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں

شیر گفتش تو ز اسبابِ مرض — ایں سبب گو خاص کا نیستم غرض
شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے — خاص سبب بتا کہ میرا مقصد یہ ہے

پائے را واپس کشیدی تو چرا — میدہی بازیچۂ واہی مرا
تو پیچھے کیوں ہٹا — (کیا) تو مجھے سست اور بیہودہ دھوکا دے رہا ہے

گفت آں شیر اندریں چہ ساکن ست — اندریں قلعہ ز آفات ایمن ست
خرگوش نے کہا وہ شیر اس کنویں میں مقیم ہے — وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے

یارِ من بستاندہ از من چاہ برد — بر گرفتش ازرہ و بے راہ برد
میرے دوست (خرگوش) کو مجھ سے الگ کرکے کنویں میں لے گیا — راستہ چلتے اس کو پکڑ لیا اور غلط راستہ پر لے گیا

کسی ستارے کا خانہ فرح کو چھوڑ کر ساتویں خانہ میں پہنچ جانا جیسا کہ عطارد کا میزان میں پہنچنا۔ مختلط۔ ملا جلا۔ مرکب۔ منبسط۔ بسیط، مفرد۔ مجرد۔ یعنی انسان عناصر اربعہ کا جزو ہے اور عناصر اربعہ جو کلیات ہیں یہ ان سے مل کر بنا ہے۔

۳ مہتراں۔ یعنی عناصر اربعہ جنکے تغیرات کا ذکر آچکا ہے۔ کہتراں یعنی وہ چیزیں جو ان سے بنی ہیں۔ منجم۔ خزاں خوشی روئے زرد۔ یعنی تغیر کی وجہ سے۔ میش۔ بھیڑ گرگ۔ بھیڑیا۔

(صفحہ ہذا)

۱ زندگانی۔ شعر۔
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انھی اجزاء کا پریشاں ہونا

آشتی۔ صلح، دوستی عمر جاوداں۔ ابدی زندگی، آخرت کی زندگی۔ صلح، حقیقی دشمنوں کی صلح بالکل عارضی ہو گی وہ پھر دشمنی پر اتر آئیں گے روز کے۔ کاف تصغیر کا ہے۔ باہمند۔ باہم اند عاقبت۔ بالآخر۔ جوہر اصل۔ انباز۔ شریک پلنگ، تیندوا۔ رنگ پہاڑی بکرا۔ الف ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، الفت محبت گور۔

۲ گورخر۔ فانی فنا ہونیوالا۔ بند۔ قید خیال، حیلہ، بازیچہ۔ دھوکا چالاکی۔ واہی ست، فضول۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے، کنواں۔ ایمن۔ مطمئن بے راہ۔ غلط جو راستہ صحیح نہ ہو

قعرِ چہ[1] بگزید ہر کو عاقل ست — زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
جو سمجھدار ہے اس نے کنویں (جیسی گہرائی اختیار کر لی) — اس لئے کہ تنہائی میں دل کی صفائیاں ہیں

ظلمتِ چہ بہ کہ ظلمت ہائے خلق — سر نہ برد آں کس کہ گیرد پائے خلق
مخلوق کی سیہ کاریوں سے کنویں کا اندھیرا بہتر ہے — جو شخص لوگوں کے پاؤں پکڑے سر نہیں بچا سکتا

گفت پیش آ زخم او را قاہر ست — تو ببیں کاں شیر در چہ حاضر ست
اس نے کہا، آگے آ میرا اس پر زخم لگانا قہر ڈھانے والا ہے — تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے

گفت من سوزیدہ ام زاں آتشی — تو مگر اندر بر خویشم کشی
اس نے کہا، میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں — ہاں، اگر تو مجھے اپنی بغل میں لے لے

تا بہ پشتِ تو من اے کانِ[2] کرم — چشم بکشایم بچہ در بنگرم
تاکہ اے کرم کی کان! تیری مدد سے — میں آنکھ کھولوں، کنویں میں دیکھوں

من بہ پشتِ تو توانم آمدن — کہ نگہدارم دراں چہ بے رسن
میں تیری مدد سے (آگے) آسکتا ہوں — تاکہ بلا رسی کے اس کنویں میں نگاہ ڈالوں

نظر کردن شیر در چاہ و دیدنِ عکس خود را و عکس آں خرگوش

شیر کا کنویں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید — در پناہِ شیر تا چہ می دوید
جب شیر نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا — شیر کی حفاظت میں وہ کنویں تک دوڑا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب — اندر آب از شیر و اُو در تافت تاب
جب انہوں نے کنویں کے پانی میں دیکھا — پانی میں، شیر اور اس کی جھلک دکھائی دی

شیرِ عکسِ خویش دید از آب تفت — شکلِ شیر و در برش خرگوش زفت
شیر نے گرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا — شیر کی شکل اور اس کی بغل میں موٹا خرگوش

چونکہ خصم خویش را در آب دید — مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا — اس کو چھوڑ دیا، اور کنویں میں دوڑ گیا

در فتاد اندر چہے کو کندہ[3] بود — زانکہ ظلمہ بر سرش آئندہ بود
اس کنویں میں جا گرا جو اس نے کھودا تھا — کیونکہ ظلم اس کے سر پڑنے والا تھا

چاہِ مظلم گشت ظلمِ ظالماں — ایں چنیں گفتند جملہ عالماں
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا — تمام عالموں نے یہی کہا ہے

---

[1] قعر۔ گہرائی یعنی گوشۂ تنہائی میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، لہٰذا یہ عقلمندی کا کام ہے، انسانوں سے زیادہ اختلاط کرنے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت کا سبب ہے اور غافل ہلاک ہو جاتا ہے۔ زخم چوٹ، حملہ۔ قاہر۔ غالب زبردست کاں۔ کہ آں سوزیدہ۔ سوختہ۔ آتشی آتش مزاج۔ بر۔ بغل گود پشت۔ مدد، اعانت۔

[2] کانِ کرم۔ بخشش کی کان۔ بچہ۔ در چاہ۔ تانم۔ توانم، در تافت۔ چمکا۔ تاب۔ چمک، عکس او۔ یعنی خرگوش۔ دید۔ دیکھا، سمجھا۔ تفت۔ گرم۔ زفت۔ فربہ، موٹا۔

[3] کندہ بود۔ کھودا تھا۔ شیر نے کنواں تو نہ کھودا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے مظالم کی وجہ سے گرا تو "چاہ کن را چاہ در پیش" کے اعتبار سے گویا اس نے ہی کھودا تھا۔ مظلم تاریک۔ ظلم ظالماں ظالموں کے ظلم کا نتیجہ ان کے لئے اندھا کنواں ہوتا ہے۔

ہر کہ ظالم تر چہش[۱] با ہولِ تر عدل فرمودست بدتر را بتر

جو زیادہ ظالم ہے، اس کا کنواں زیادہ خوفناک ہے انصاف نے فرمایا ہے بدتر کو بدتر

ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی از برائے خویش دامے می تنی

اے وہ کہ تو ظلم کر کے کنواں کھودتا ہے خود اپنے لئے جال تنتا ہے

بر ضعیفاں گر تو ظلمے میکنی داں کہ اندر قعرِ چاہِ بے بُنی

اگر تو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے سمجھ لے کہ تو اتھاہ کنویں کی گہرائی میں ہے

گردِ خود چوں کرمِ پیلہ بر متن بہرِ خود چہ میکنی اندازہ کُن

ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف نہ تن تو اپنے لئے کنواں کھود رہا ہے، اندازے سے کھود

مر ضعیفاں را تو بے خصمے مداں از نُبے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہ بخواں

تو کمزوروں کو بے حمایتی نہ سمجھ قرآن سے اذا جاء نصر اللہ کو پڑھ لے

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید تک جزا[۲] طیرًا ابابیلت رسید

اگر تو ہاتھی ہے تیرا مد مقابل تجھ سے بھاگ گیا (دیکھ) طیرًا ابابیل کی سزا تیرے پاس پہنچ گئی ہے

گر ضعیفے در زمیں خواہد اماں غلغل افتد در سپاہِ آسماں

اگر کوئی کمزور زمین میں امان کا خواہاں ہوتا ہے آسمان کے سپاہیوں میں شور مچ جاتا ہے

گر بدندانش گزی پُر خوں کُنی دردِ دندانت بگیرد چوں کُنی

اگر تو اسے دانتوں سے کاٹ کر لہولہان کر دیگا تجھے دانتوں کا درد آ پکڑیگا تو تو کیا کریگا

شیر خود را دید در چہ[۳] وز غلو خویش را نشناخت آندم از عدو

شیر نے اپنے آپ کو کنویں میں دیکھا اور غلو کی وجہ سے اپنی ذات اور دشمن میں اس وقت امتیاز نہ کر سکا

عکس خود را او عدوِ خویش دید لا جرم بر خویش شمشیرے کشید

اُس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا لا محالہ اپنے اوپر تلوار سونت لی

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں

اے ظالم! ظلم (کی صفت) جو لوگوں میں دیکھتا ہے اے فلاں! وہ اکثر تیری ہی خصلت ان میں ہوتی ہے

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو از نفاق و ظلم و بد مستیٔ تو

ان میں تیری ہستی نمایاں ہو رہی ہے تیرے نفاق اور تیرے ظلم اور تیری بد مستی ہے

آں توئی واں زخم بر خود میزنی بر خود آں دم تارِ لعنت می تنی

وہ تو ہی ہے اور وہ زخم تو اپنے آپ پر لگا رہا ہے اور تو اس وقت اپنے اوپر لعنت کے تار تن رہا ہے

---

۱ چہش۔ چاہ او۔ تر بدتر۔ بی تنی۔ تو تنتا ہے قعر۔ گہرائی۔ بے بن۔ بے تھاہ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ اندازہ کن۔ اندازے سے کھود۔ خصم۔ دشمن، یہاں حمایتی مراد ہے۔ نبے۔ نون کے ضمہ باء کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ، قرآن مجید مراد ہے اذا جاء نصر اللہ۔ جب اللہ کی مدد آئی، یہ سورۃ نصر کی آیت ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مظلوموں کے لیے ایک وقت وہ آیگا جب فوج در فوج ہوں گے اور ظالموں کو ظلم کا بدلہ چکھا دیں گے۔ پیلی۔ پیل، ہاتھی یا خطاب کی ہے۔ رمید۔ بھاگ گیا۔ تک۔ اینک۔ دیکھ۔

۲ طیر ابابیل۔ سورۃ فیل میں مذکور ہے کہ ابرہہ نامی بادشاہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر مع لشکر کے مکہ پر حملہ آور ہوا جس کا اہل مکہ تو مقابلہ نہ کر سکے خدا نے پرندوں کی ایک جماعت بھیجی جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ ان کنکریوں کے ذریعے لشکر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہ آسمان۔ آسمانی فرشتے مظلوم کی مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ گزی گزیدن کاٹنا کا صیغہ مخاطب ہے۔ بگیرد۔ عارض کردو پکڑیگا۔

۳ چہ چاہ کا مخفف ہے کنواں وز۔ از غلو۔ زیادتی، حد سے تجاوز کرنا۔ خویش اپنے عکس پر حملہ کرتا ہے۔ خود اپنے اوپر حملہ کرتا ہے اے بسا۔ یعنی اکثر اوقات انسان دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے حالانکہ وہ خود اس کا عکس ہے جو دوسرے میں دیکھ رہا ہے۔ فقد۔ دوسروں میں نفاق ظلم اور تکبر جو نظر آتا ہے در اصل وہ خود اس کی صفات ہیں، جو دوسرے میں منعکس ہو رہی ہیں۔

درخودِ۱ ایں بدرانمی بنی عیاں
تو اس بدی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے
ورنہ دشمن بودۂ خود را بجاں
ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے

حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد
اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے
ہمچوں آں شیرے کہ برخود حملہ کرد
اُس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا

چوں بقعرِ خوئے خود اندر رسی
جب تو اپنی عادت کی گہرائی پر پہنچے گا
پس بدانی کز تو بُود آں ناکسی
پھر تو جانے گا کہ وہ نالائقی تیری ہی تھی

شیر را در قعر پیدا شد کہ بود
شیر کو گہرائی میں جا کر معلوم ہوا کہ
نقشِ اُو آں کش دگر کس می نمود
وہ اس کا اپنا ہی عکس تھا جو دوسرے کا نظر آ رہا تھا

ہر کہ دندانِ ضعیفے میکند
جو کسی کمزور پر ظلم کرتا ہے
کارِ آں شیرِ غلط بیں میکند
وہ اس غلط بیں شیر کا کام کرتا ہے

اے بدیدہ خالِ بد بر روئے عم
اے چچا کے چہرے پر، بدنما، تل دیکھنے والے!
عکسِ خالِ تُست آں از عم مرم
وہ تیرے تل کا عکس ہے، چچا سے نفرت نہ کر

مومناں آئینہ یکدیگراند
مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے
ایں ۲ خبر را از پیمبر آوَرند
یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیان کی ہے

پیشِ چشمت داشتی شیشہ کبُود
تو نے اپنی آنکھوں پر اندھا چشمہ لگایا ہے
زاں سبب عالم کبودت می نمُود
اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آ رہی ہے

گر نہ کوری ایں کبودی داں زخویش
اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے سمجھ
خویش را بد گو مگو کس را تو پیش
اپنے آپ کو برا کہہ، آئندہ کسی کو برا نہ کہہ

مومن ار ینظر ۳ بنورِ اللہ نبود
اگر مومن "ینظر بنور اللہ" نہیں تھا
عیبِ مومن را برہنہ چوں نمود
تو اس نے مومن کا عیب صاف کیسے بتا دیا

چونکہ تو ینظر بنار اللہ بدی
چونکہ تو ینظر بنار اللہ تھا
نیکوئی راندیدی از بدی
(اس لئے) نیکی کو بدی سے پہچان سکا

اندک اندک آب بر آتش بزن
آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھڑک
تا شود نار تو نور اے بو الحَزَن
اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے

تو بزن یا ربنا آبِ طہور
اے ہمارے رب تو پاک پانی چھڑک
تا شود ایں نارِ عالم جملہ نور
تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

---

۱ درخود۔ اپنے عیب تمہیں نظر نہیں آ رہے ہیں، ورنہ خود اپنے جانی دشمن ہوتے۔ سادہ مرد۔ بیوقوف۔ قعر۔ گہرائی ناکسی۔ نالائقی، کوتاہی، گناہ پیدا، ظاہر۔ دنداں کندن۔ دانت اکھاڑنا، تکلیف پہنچانا۔ خال۔ تل۔ علم۔ چچا۔ مرم۔ رمیدن، بھاگنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

۲ خبر۔ حدیث، حدیث شریف ہے "المومن مراۃ المومن" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی جس طرح ایک شخص آئینہ میں دیکھ کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں مسلم ہیں لوگوں کو چاہئے کہ ان کے حالات دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ پہلے اشعار میں غلط نکتہ چینیوں کا بیان تھا کہ ان کو اپنے عیوب دوسروں میں نظر آتے ہیں۔ کبود۔ کالا، تاریک یعنی اگر تمہاری آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے تو تم المومن مرآۃ المومن سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔

۳ ینظر بنور اللہ۔ وہ دیکھتا ہے خدا کے نور کے ذریعہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے تمہارے سارے عیوب تاڑ لیگا۔ ینظر بنار اللہ اللہ کی آگ کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ آگ سے مراد صفات نفسانیہ ہیں۔ بدی۔ بودی بو الحزن۔ غم کا باپ، غمگین۔ آب یعنی کسی بزرگ کی صحبت کا فیضان۔ آب زدن۔ پانی چھڑکنا۔ طہور۔ پاک کر دینے والا۔

کوہ و دریا جملہ در فرمان تست — آب و آتش اے خداوند آنِ تست
پہاڑ اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں — اے خدا! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے

گر تو خواہی آتش آبِ خوش شود — ور نخواہی آب ہم آتش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے — اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے

بے طلب تو ایں طلب ماں دادہ — بیشمار و عدّ عطا بنہادہ
بغیر مانگے تو نے ہمیں مرادیں دی ہیں — ان گنت اور بے شمار تو نے انعام فرمائے ہیں

با طلب چوں ندہی اے حیِّ ودود — کز تو آمد جملگی جو د و وجود
اے حی و ودود! تو مانگنے پر کیوں نہ دیگا؟ — جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے

در عدم کے بود مارا خود طلب — بے سبب کردی عطا ہائے عجب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا — تو نے بغیر مانگے عجب نعمتیں عطا فرمائیں

جان و ناں داری و عمرِ جاوداں — سائر نعمت کہ ناید در بیاں
جان، رزق اور ابدی زندگی، عطا فرمائی — اور باقی نعمتیں جنکا بیان نا ممکن ہے

بے شمار و حد عطا ہا دادہٗ — بابِ رحمت برہمہ بکشادہٗ
تو نے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں — تو نے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے

ایں طلب در ما ہم از ایجادِ تست — رستن از بیداد یارب دادِ تست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی ایجاد ہے — اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے

بے طلب ہم میدہی گنجِ نہاں — رائیگاں بخشیدہٗ جان جہاں
تو بغیر مانگے پوشیدہ خزانے دیدیتا ہے — تو نے دنیا کو جان مفت بخشی ہے

ھٰکَذَا اَنْعِمْ اِلٰی دَارِ السَّلَام — بِالنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْاَنَام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرماتا رہ — سرورِ کائنات نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں

مژدہ بُردن خرگوش سوئے نخچیراں کہ شیر در چاہ افتادہ

خرگوش کا شکاروں کے پاس خوشخبری لے جانا کہ شیر کنویں میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت — سوئے نخچیراں رواں شد تا بدشت
خرگوش جب رہائی سے خوش ہوا — جنگل میں شکاروں کی طرف روانہ ہوا

شیر را چوں دید محوِ ظلمِ خویش — سوئے قومِ خود دوید او پیش پیش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا — بہت تیز اپنی قوم کی طرف بھاگا

---

۱ آن۔ ملکیت۔ آتش۔ یعنی تکلیف کے اسباب آب۔ یعنی راحت کے اسباب۔

۲ طلب۔ درخواست ماں۔ ہمارا۔ عد۔ شمار۔ حی۔ زندہ۔ وَدُود۔ دوست رکھنے والا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ جاوداں۔ ابدی سائر۔ بقیہ۔ ناید۔ نیاید

۳ ایجاد وجود میں لانا۔ داد۔ انصاف، بخشش بیداد ظلم، رائیگاں مفت، بلا عوض۔ دارالسلام جنت۔ انام۔ مخلوق، کائنات

شیر راچوں دید گشتہ ظلمِ خود
میدوید او شادمان ۱ و بارشد

جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلاک ہوتا دیکھ لیا
وہ خوش خوش، سیدھے راستہ دوڑ رہا تھا

شیر راچوں دید درچہ گشتہ زار
چرخ میزد شادماں تا مرغزار

جب اس نے شیر کی بُری حالت میں کنویں کے اندر دیکھ لیا
تو چراگاہ میں خوشی سے قلا بازیاں کھاتا تھا

دست میزد چوں رہید از دستِ مرگ
سبز و رقصاں در ہوا چوں شاخ و برگ

جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا
جس طرح شاخ اور پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوتے ہیں

شاخ و برگ از حبسِ خاک آزاد شد
سَر بر آورد و حریفِ باد شد

شاخ اور پتے مٹی کی قید سے آزاد ہوئے
تو سر ابھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

برگہاں چوں شاخ رابشگافتند
تا بالائے درخت اشتافتند

پتوں نے جب شاخ کو چیرا
یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

بازبانِ شَطْاَہٗ شُکر خدا
می سراید ہر بر و برگے جدا

"شطاہ" کی زبان سے خدا کا شکر
ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے

بے زباں ہر بار و برگ و شاخہا
می ستاید شکر و تسبیح خدا

ہر پھل اور پتا اور شاخیں بغیر زبان کے
شکر و خدا کی تسبیح کا راگ گاتے ہیں

کہ پرورد اصل ما را ذوالعطاء ۲
تا درخت اِستَغلَظ آمد فاستوی

عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی
یہانتک کہ درخت موٹا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

جانہائے بستہ اندر آب و گِل
چوں رہند از آب و گلہا شاد دل

پانی اور مٹی میں مقید جانیں
جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا کیجاتی ہیں

در ہوائے عشقِ حق رقصاں شدند
ہمچو قرصِ بدر بے نقصاں شدند

اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں
چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان ہو جاتی ہیں

جسم ۳ شاں در رقص و جانہا خود مپرس
وانکہ گرد جان از انہا خود مپرس

انکے جسم رقص کرتے ہیں جانوں کے متعلق تو نہ پوچھ
اور جو (جسم) جان بنجاتے ہیں ان کے بارے میں بھی نہ پوچھ

شیر را خرگوش در زنداں نشاند
ننگ شیرے کو ز خرگوشے بماند

شیر کو خرگوش نے قید خانہ میں ڈال دیا
شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک خرگوش سے عاجز ہو گیا

در چنیں ننگی وانگہ اے عجب
فخر دیں خواہی کہ گویندت لقب

تو ایسے ہی ننگ میں (مبتلا) ہے اور پھر تعجب ہے
تو چاہتا ہے کہ تجھے فخر دیں کا لقب دیں

---

۱ شادماں۔ خوش۔ زخنہ۔ راء کے ضمہ اور شین کے سکون اور راء کے فتحہ کے ساتھ دونوں طریقہ پر صحیح ہے، راستی، سچائی، ہدایت۔ زار۔ خراب۔ چرخ زدن۔ قلا بازیاں کھانا۔ دست زدن۔ تالیاں بجانا۔ در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ و برگ سے ہے۔ حبس، قید۔ حریف۔ مقابل، ساتھی۔ بر سر آوردن۔ ظاہر ہونا۔ پھوٹ نکلنا۔ اشتافتند۔ الف زیادہ ہے۔ شطاہ۔ سبز شاخ جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہے۔ بر۔ پھل۔ تسبیح کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

۲ ذوالعطاء، عطا والا۔ اللہ کی صفت ہے۔ استغلظ موٹا ہوا۔ استوی سیدھا ہوا۔ یہ قرآن پاک کی آیت فاستغلظ واستوی کی طرف اشارہ ہے، یعنی خدا کی قدرت سے ایک چھوٹے بیج سے پودا نکلتا ہے پھر وہ موٹا ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بستہ۔ مقید۔ آب و گل۔ جسم عنصری قرص۔ ٹکیا۔ بدر۔ چودھویں رات کا مکمل چاند۔ یعنی جس طرح نباتات زمین کی قید سے نکل کر لہلہاتی ہیں اسی طرح نیک لوگوں کی روحیں جسم عنصری کی قید سے آزاد ہو کر خوشی میں رقص کرتی ہیں۔

۳ جسم شاں۔ نیک لوگوں کے جسم بھی برے اخلاق سے صفائی کے بعد رقص کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کا تو پوچھنا کیا کہ کس قدر کرتی ہے وانکہ۔ وہ لوگ جو جسم روح بنجاتے ہیں اور زندگی میں علائق جسمانی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ انکا تو کیا ہی پوچھنا ہے۔ ننگ جو شیر خرگوش سے مات کھا جائے اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے، ننگی تو شیر ہے اور تیرا نفس خرگوش اگر تو اس سے مار کھا گیا تو یہی ننگ اور ذلت تیرے لئے ہے فخر دین ممکن ہے اس سے امام فخر الدین رازی مراد ہوں۔

اے تو شیری در تگ[1] ایں چاہ دہر — نفس چوں خرگوش خوں ریزد بقہر

اے (غافل) تو زمانہ کے اس کنویں کی گہرائی میں شیر کی طرح ہے — تیرا نفس خرگوش کی طرح ہے، جو قہر سے تیرا خون بہاتا ہے

نفسِ خرگوشت بصحراء در چرا — تو بقعرِ ایں چہ چونِ و چرا

تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چرنے میں مشغول ہے — اور تو چوں چرا کے اس کنویں کی گہرائی میں ہے

سوئے نخچیراں دوید آں شیر گیر — کا بشروا یا قوم اذ جاء البشیر

وہ شیر کو پھانسنے والا، شکاروں کی طرف دوڑا — کہ اے قوم خوشخبری حاصل کرو جبکہ خوشخبری دینے والا آ گیا

مژدہ مژدہ اے گروہِ عیش ساز — کاں سگ دوزخ بدوزخ رفت باز

مبارک، مبارک اے عیش منانیوالے گروہ — وہ دوزخ کا کتا پھر دوزخ میں چلا گیا

مژدہ مژدہ کاں عدوے جانہا — کند قہر خالقش دندانہا

مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن — اللہ کے قہر نے اس کے دانت توڑ دے

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ — او فتاد از عدل و لطفِ بادشاہ

مبارک، مبارک کہ تقدیر سے ظالم کنویں میں — گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت — ہمچو خس جاروب مرگش ہم بروفت

وہ جس نے پنجے سے بہت سے سر توڑ ڈالے — موت کی جھاڑو نے اس کو بھی کوڑے کی طرح جھاڑ دیا

آنکہ[2] جز ظلمش دگر کارے نبود — آہِ مظلومش گرفت و کوفت زود

جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا — مظلوم کی آہ نے اس کو پکڑ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

گردنش بشکست و مغزش بردرید — جانِ ما از قیدِ محنت وارہید

اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز پھاڑ دیا — ہماری جان مشقت کی قید سے رہائی پا گئی

گم شد و نابود شد از فضلِ حق — بر مہم دشمن، شمارا شد سبق

اللہ کی مہربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا — اور عظیم دشمن سے تمہیں سبق مل گیا

جمع شدن نخچیراں نزدِ خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا

شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

جمع گشتند آں زماں جملہ وحوش — شاد و خنداں از طرب در ذوق و جوش

اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے — ذوق و جوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

حلقہ کردند او چو شمع درمیاں — سجدہ کردندش ہمہ صحرائیاں

انہوں نے حلقہ کر لیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں تھا — اور تمام صحرائی جانوروں نے اس کی تعظیم کی

[1] تگ۔ کنویں کی تلی۔ چرا۔ چرنا۔ چون و چرا۔ سوال جواب، شک و شبہ۔ دندان کندن۔ تکلیف پہنچانا۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ۔

[2] جز۔ سوا۔ زود جلد ہے۔ زیادہ ہے۔ قید محنت۔ شیر کی وجہ سے جس مشقتوں میں ہم جکڑے ہوئے تھے۔ وحوش۔ یعنی جنگلی جانور۔ طرب مستی۔ صحرائیاں۔ جنگلی جانور۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری
تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے

یا تو عزرائیل ۱ شیرانِ نری
یا تو نر شیروں کا ملک الموت ہے

ہر چہ ہستی جانِ ما قربانِ تُست
تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان تجھ پر قربان ہے

دستبُرد دست و بازویت درست
تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

راند حق ایں آب را در جوئے تو
اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا

آفریں بر دست و بر بازوئے تو
تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

باز گوتا قصہ درمانہا شود
پھر کہو تا کہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بنجائے

باز گوتا مرہم جانہا شود
پھر کہو تا کہ جانوں کا مرہم بن جائے

باز گوتا چوں سگالیدی بمکر
یہ تو کہو کہ تو نے یہ تدبیر کس طرح سوچی

آں عواں را چوں بمالیدی بمکر
اس ظالم کو چالاکی سے تونے کیسے پامال کیا

باز گو کز ظلمِ آں استم ۲ نما
پھر کہو، کیونکہ اس ظالم کے ظلم سے

صد ہزاراں زخم دارد جانِ ما
ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

باز گو آں قصہ کاں شادی فزاست
پھر سنا، کیونکہ وہ قصہ خوشی بڑھانیوالا ہے

روحِ ما را قوت و دل را جانفزاست
ہماری روح کے لئے غذا اوروں کے لئے جان کو بڑھانے والا ہے

گفت تائیدِ خدا بود اے مہاں
اس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی

ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں
ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا

نورِ دل مُر دست و پا راز ور داد
دل کے نور نے ہاتھ اور پیر کو طاقت دیدی

پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مُردنِ خصم شاد مشوید
خرگوش کا شکاروں کو نصیحت کرنا کہ دشمن کے مرنے پر خوش نہو

از برِ حق میرسد تفضیل ہا
فضیلتیں اللہ کی جانب سے ملتی ہیں

باز ہم از حق رسد تبدیل ہا
پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں

جملہ فضلِ اوست دانید ایں چنیں
یہ سمجھو کہ سب اس کا فضل ہے

سجدہ اش از جان و دل آرید ہیں
ہاں، جان اور دل سے اس کا سجدہ بجا لاؤ

حق ۳ بدور نوبت ایں تائید را
باری باری سے اللہ تعالیٰ نے یہ تائید

مینماید اہلِ ظن و دید را
دکھا دیتا ہے اہلِ گمان اور اہلِ مشاہدہ کو

---

۱ عزرائیل۔ ملک الموت دستبُرد۔ غلبہ۔ آر در جود۔ دولت، حکومت، کامیابی سے کنایہ ہے۔ سگالیدن سوچنا۔ مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ عواں۔ ظالم۔ مالیدن۔ پامال کرنا، ملیامیٹ کرنا۔

۲ استم۔ الف زیادہ ہے قوت۔ روزی۔ غذا۔ تائید۔ مدد۔ مہاں۔ مہ کی جمع، سردار۔ خرگوشے یا تحقیر کی ہے۔ از برِ حق۔ عزت، ذلت سب من جانب اللہ ہے اور دنیا کی کسی حالت کو قرار نہیں ہے۔

۳ دور۔ چکر، باری۔ نوبت۔ باری۔ اہلِ ظن۔ ناقص لوگ جو مشاہدہ کے درجہ کو نہیں پہنچے اہلِ دید۔ وہ کاملین جو مقام مشاہدہ تک پہنچا چکے ہیں۔

ہیں بمُلکِ[1] نوبتی شادی مکُن — اے تو بستہ نوبت آزادی مکُن
خبردار! باری والی سلطنت پر خوش نہو — اے مخاطب تو باری سے وابستہ ہے (اظہار) آزادی نہ کر

آنکہ مُلکش برتر از نوبت تنند — برتر از ہفت انجمش نوبت زنند
جس کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں — اس کا نقارہ سات ستاروں سے اوپر بجاتے ہیں

برتر از نوبت مُلوکِ باقیند — دورِ دائم رو جہارا ساقیند
باری سے بلند، وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں — جو دائمی دور کے ساتھ روح کے ساقی ہیں

چوں بنوبت می دہند ایں دولت — از چہ شد پُر باد آخر سَبلَت
جب تجھے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں — تو کس وجہ سے تیری موچھوں میں ہوا بھری؟

تَرکِ ایں شُرب را بگوئی یکدو روز — تر کُنی اندر شرابِ خُلد پوز
ایک دو روز اگر تو اس شراب کو چھوڑ دے — جنت کی شراب سے منہ تر کرے

یکدو روزے چہ کہ دُنیا ساعتے ست — ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے ست
ایک دو روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے — جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ راحت میں ہے

معنیِ التَّرکُ رَاحَۃٌ[2] گوش کُن — بعد ازاں جامِ بقا را نوش کُن
"چھوڑنا راحت ہے" کا مطلب سمجھ لے — اس کے بعد بقا کا پیالہ پی

باسگاں بگذار ایں مُردار را — خُرد بشکن شیشہ پندار را
اس مردار کو کتوں کے لئے چھوڑ دے — غرور کے شیشے کو چوڑا چورا کر دے

تفسیر "رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ"

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں" کی تفسیر

اے شہاں کُشتیم ما خصمِ بروں[3] — ماند خصمے زاں بتر د اندروں
اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا — لیکن اس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچارہ گیا

کُشتنِ ایں کارِ عقل و ہوش نیست — شیرِ باطن سخرۂ خرگوش نیست
اس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے — باطن کا شیر خرگوش کے قابو کا نہیں ہے

دوزخ ست ایں نفس دوزخ اژدہاست — کو بدریا ہا نگردد کم و کاست
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ اژدہا ہے — کہ وہ دریاؤں سے بھی کم نہیں ہوتا

ہفت دریا را در آشامد ہنوز — کم نہ گردد سوزشِ آں خلق سوز
سات سمندروں کو پی لے، پھر بھی — اس مخلوق سوز کی جلن کم نہو

---

[1] بمُلکِ نوبت۔ وہ سلطنت جو باری باری خاندانوں اور افراد میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نُوبت۔ زَنَند۔ نقارہ بجاتے ہیں۔ انجم۔ نجم کی جمع ہے ستارہ ساقی اند۔ یعنی انبیروح کو محبت الٰہی کی شراب سے سیراب کرتے رہتے ہیں۔ سبلت۔ پہلے تینوں حرفوں پر فتحہ ہے فارسی والے باء کو ساکن کر دیتے ہیں۔ سبلت پر باد شدن۔ موچھوں میں ہوا بھرنا کبر و غرور سے کنایہ ہے۔ شُرب۔ یعنی شراب پینا۔ پوز۔ منہ۔ یکدو روز۔ یعنی دنیاوی زندگی میں ساعت۔ گھڑی۔

[2] راحت۔ مشہور مقولہ ہے "اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَتَرْکُھَا رَاحَۃٌ" دنیا ایک گھڑی ہے اس کا چھوڑنا راحت ہے۔ باسگاں مشہور مقولہ ہے ہے" الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب دنیا ایک مردار جانور ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔ جہاد اصغر یعنی کافر سے جہاد کرنا۔ الجہاد الاکبر۔ یعنی نفس امارہ سے جہاد کرنا۔

[3] بُرُوں۔ یعنی ظاہری دشمن خصم اندروں۔ نفس امارہ جو باطن میں ہے۔ سخرہ بیگار۔ بد بیا۔ یعنی اس اژدھے کی پیاس سات سمندر پی جانے سے بھی نہ بجھےگی۔ ہفت دریا۔ یعنی کل مخلوق۔ آشامیدن۔ پینا۔

سنگہا ۱ و کافرانِ سنگدل
پتھر اور سنگدل کافر
اندر آیند اندر و خوار و خجل
اس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے

ہم نگردد ساکن از چندیں غذا
اسقدر خوراک سے بھی اس کو سکون نہوگا
تاز حق آید مرا اُورا ایں ندا
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو یہ ندا آئیگی

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز
تیرا خوب پیٹ بھر گیا وہ کہے گی ابھی نہیں
اینت آتش اینت تابش اینت سوز
زہے آگ، زہے تابش، زہے جلن

عالمے را لقمہ کرد و درکشید
اُس نے دنیا بھر کو لقمہ بنایا اور نگل گئی
معدہ اش نعرہ زناں ہل من مزید
اُس کا معدہ نعرہ لگا رہا ہے کیا کچھ اور ہے

حق قدم بروے نہد از لامکاں
اللہ تعالیٰ اس پر لامکاں سے قدم رکھ دیگا
آنگہ اُو ساکن شود از کُن فکاں
اُس وقت "وہ کُن فکان" سے ساکن ہو جائیگی

چونکہ جُزو دوزخ ست ایں نفسِ ما
چونکہ ہمارا یہ نفس دوزخ کا حصہ ہے
طبعِ کُل دارد ہمیشہ جُزو ۲ ہا
اور اجزاء ہمیشہ کل کی طبیعت رکھتے ہیں

ایں قدم حق را بُود کورا کُشد
یہ اللہ تعالیٰ ہی کا قدم ہوگا جو اس کی پیاس بجھائے گا
غیر حق کو کہ کمانِ او کشد
سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو اس کی کمان کو کھینچے

درکماں ننہند اِلّا تیر راست
کمان میں سیدھا تیر ہی رکھتے ہیں
ایں کماں را باژگوں کژ تیرہاست
اس کمان کے اُلٹے ٹیڑھے تیر ہیں

راست شو چوں تیر وارہ از کماں
تیر کی طرح سیدھا ہو جا، کمان سے چھوٹ جا
کز کماں ہر راست بجہد بیگماں
اس لئے کہ کمان سے یقیناً ہر سیدھا تیر چھوٹ جاتا ہے

چونکہ واگشتم زپیکارِ بروں
چونکہ میں ظاہری جنگ سے فارغ ہو گیا ہوں
روئے آوردم بہ پیکارِ دروں
باطنی جنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

قد رجعنا من جہادِ الاصغریم
ہم "واپس ہوئے چھوٹے جہاد سے" کے مصداق ہیں
با نبی اندر جہادِ اکبریم
نبی کے سہارے جہاد اکبر میں (لگے) ہیں

قوتے خواہم ز حق دریا ۳ شگاف
خدا تعالیٰ سے سمندر کو چاک کر دینے والی قوت چاہتا ہوں
تا بسوزن بر کنم ایں کوہِ قاف
تاکہ اس کوہ قاف کو سوئی سے اکھاڑ دوں

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند
وہ شیر (بننا) آسان سمجھ جو کہ صفیں پھاڑ دے
شیر آنست آں کہ خود را بشکند
شیر وہی ہے جو خود کو شکست دیدے

---

۱ سنگہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ "وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" جہنم کی خوراک انسان اور پتھر ہوں گے۔ سیر گشتی۔ قرآن پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ جہنم سے دریافت فرمائیں گے۔ "هَلِ امْتَلَأْتِ" "کیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ کہیگی "هَلْ مِن مَّزِيدٍ" "کیا کچھ اور ہے۔ حق قدم حدیث میں آیا ہے کہ جہنم کا پیٹ نہ بھریگا تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھدیں گے اس پر وہ کہیگی کافی ہے کافی ہے کُن فکان۔ ہو جا وہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں ہے "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ" اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

۲ جُزو ہا۔ یعنی نفس کی پیاس بھی محض رب کی تجلی سے بجھ سکتی ہے۔ راست۔ سیدھا۔ باژگوں واژگوں۔ الٹا۔ کژ۔ ٹیڑھا۔ کژ کماں۔ کمان سے ٹیڑھا تیر نہیں چلتا سیدھا تیر خوب چلتا ہے۔ با نبی۔ نبی کے سہارے یعنی ان کی سنت کی پیروی کر کے بعض نسخوں میں با بتے ہے۔ یعنی نفس کے بت کے ساتھ جہاد اکبر کر رہے ہیں۔

۳ شگافتن پھاڑنا۔ بر کنم میں کھود لوں۔ کوہ قاف۔ بلندی اور عظمت میں مشہور تھا۔ تا بسوزن۔ انسان کی اپنی قوت سوئی جیسی ہے اور نفس بمنزلہ کوہ قاف کے ہے تو سوئی سے کوہ قاف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

تا شود شیر خدا از عونِ اُو | وَارہد از نفس و از فرعونِ ۱ اُو
تاکہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بن جائے | نفس اور اُس کے فرعون سے نجات پائے

آمدن رسُولِ قیصرِ روم بنزدِ عمر رضی اللہ عنہ برسالت
قیصر روم کے ایلچی کا پیغام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیانِ ایں شنو یک قصہ | تا بَری از سِرِّ گفتم حصہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے | تاکہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پالے

بر عمرؓ آمد ز قیصر یک رسول | در مدینہ از بیابانِ نغول
قیصر کا ایک ایلچی (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا | دور دراز جنگل سے، مدینہ میں

گفت کو قصرِ خلیفہ اے حشم | تا مَن اسپ و رخت را آنجا کشم
بولا! اے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے؟ | تاکہ میں گھوڑا اور سامان وہاں لے جاؤں

قوم گفتندش کہ اُورا قصر نیست | مر عمرؓ را قصر جانِ روشنے ست
لوگوں نے کہا، ان کا کوئی محل نہیں ہے | عمرؓ کا محل تو ان کی روشن جان ہے

گرچہ از میری وُرا آوازہ ایست | ہمچو دُرویشاں مَراورا کازہ ایست
گرچہ ان کی سرداری کی شہرت ہے | لیکن فقیروں جیسی ان کی جھونپڑی ہے

اے برادر چوں بہ بینی قصرِ اُو | چونکہ در چشمِ دلت رُستست مُو
اے بھائی! تو اس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟ | جبکہ تیرے دل کی آنکھ میں پڑوال اگا ہے

چشمِ دل از مُوئے ۲ علت پاک آر | وانگہاں دیدارِ قصرش چشم دار
دل کی آنکھ کو پڑوال سے صاف کر لے | پھر اس کے محل کے دیکھنے کی امید کر

ہر کرا ہست از ہوسہا جانِ پاک | زود بیند حضرت و ایوانِ پاک
جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے | وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیگا

چوں محمد پاک شد از نار و دود | ہر کجا رُو کرد وَجْہُ اللہ بود
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگ اور دھوئیں سے پاک ہوگئے | جس طرف بھی رخ کیا خدا کی ذات تھی

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را | کے بہ بینی ثَم وَجْہُ اللہ را
جبکہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے | اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

ہر کرا باشد ز سینہ فتح ۳ باب | اُو ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے | وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھے گا

---

۱ فرعون۔ انسان کا نفس پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کا فرعون پر غلبہ۔ اسی مناسبت سے دریا شگاف قوت کی دعا کی ہے۔ بس۔ یعنی نفس پر غلبہ۔ قیصر شاہان روم کا لقب ہے۔ نغول عمیق، دراز۔ قصر۔ محل ایوان۔ حشم۔ نوکر چاکر، عوام۔ رخت۔ سامان کشم۔ برم۔ میری۔ سرداری۔ ورا۔ اُورا۔ آوازہ۔ شہرہ۔ کازہ۔ جھونپڑیا۔

۲ مُوئے علت۔ بیماری کا بال، یعنی آنکھ میں جو پڑوال پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت دربار، کچہری ایوان محل قلعہ، نار، آگ یعنی خواہشات نفسانی۔ دود۔ دھواں یعنی خواہشات نفسانی کے اثرات۔ وجہُ اللہ اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات یہ قرآن پاک کی آیت اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللہ ''تم جدھر کو رخ کرو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے'' کی طرف اشارہ ہے۔

۳ فتح۔ کشائش۔ باب۔ دروازہ۔ حق اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ دوسری چیزوں کی عظمت ختم کر دیتا ہے۔ جیسے ستارے چاند کے مشاہدہ کے وقت بے وقعت ہو جاتے ہیں۔

حق پدید ست از میانِ دیگراں ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں
دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے جیسا کہ ستاروں میں چاند

دو ۱ سرِ انگشت بردو چشم نہ ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ
دو انگلیوں کے سرے دونوں آنکھوں پر رکھ انصاف کر، دنیا کا تجھے کچھ نظر آتا ہے

ورنہ بینی ایں جہاں معدوم نیست عیب جز انگشت نفس شوم نیست
اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے منحوس نفس کی انگلی کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے

تو ز چشم انگشت رابردار ہیں وانگہانے ہر چہ میخواہی ببیں
خبردار! آنکھ سے انگلی ہٹا لے پھر تو جو کچھ چاہتا ہے، دیکھ

نوح راگفتند امت کو ثواب گفت اُو ز انسوئے وَاسْتَغْشَوْا ثِیَاب
"امت نے نوح (علیہ السلام) سے کہا ثواب کہاں اس نے کہا واستغشوا ثیابہم کے اس طرف ہے

رُو و ۲ سَر در جامہا پیچیدہ اید لا جرم با دیدہ و نا دیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہے لا محالہ آنکھ والے ہو کر (بھی) نابینا بنے ہو

آدمی دید ست باقی پوست ست دید آنست آنکہ دیدِ دوست ست
آدمی تو بینائی ہے، باقی کھال ہے دید تو دراصل محبوب کی دید ہے

چونکہ دیدِ دوست نہ بُوَد کور بہ دوست کو باقی نباشد دور بہ
جبکہ دوست کا دیدار نہو اندھا ہونا اچھا ہے جو دوست باقی رہنے والا نہو اس کا دور ہونا اچھا ہے

چوں رسولِ روم ایں الفاظ تر در سماع آورد، شد مشتاق تر
جب روم کے ایلچی نے یہ تر و تازہ لفظ سنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا

دیدہ رابر جُستنِ ۳ عُمرؓ گذاشت رخت راو اسپ راضائع گذاشت
آنکھیں حضرت عمرؓ کے ڈھونڈنے پر لگا دیں سامان اور گھوڑے کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دیا

ہر طرف اندر پئے آں مردِ کار میشدے پرسانِ اُو دیوانہ وار
اُس مرد کار کی تلاش میں ہر طرف دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا

کایں چنیں مَردے بُوَد اندر جہاں وز جہاں مانندِ جاں باشد نہاں
کہ ایسا آدمی بھی دنیا میں ہو گا جو جان کی طرح دنیا سے پوشیدہ ہو

جُست اُو را تاش چوں بندہ بُوَد لاجَرَم جوئندہ یابندہ بُوَد
ان کو ڈھونڈا تاکہ انکا غلام جیسا ہو جائے لا محالہ تلاش کرنیوالا، پالنے والا ہوتا ہے

۱ دوسرِ انگشت۔ اگر کوئی شخص آنکھیں بند کرلے تو دنیا کی کوئی چیز اس کو نظر نہ آئے گی لیکن چیزیں معدوم نہیں ہیں اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدہ حق نہوگا لیکن وہ موجود ہے اِسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ۔ انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھانپ لئے۔ قرآن پاک میں یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان کی دعوت پر انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے تاکہ نہ ان کی بات سن سکیں نہ ان کو دیکھ سکیں حضرت نوح کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے ثواب کہاں نظر آئیگا۔

۲ رُو۔ منہ۔ جامہ۔ کپڑا۔ لا جرم۔ لا محالہ۔ دیدہ آنکھ۔ آدمی۔ یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی محبوب حقیقی سے متعلق ہو۔ کور بہ۔ یعنی اس آدمی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیدار نہ کرے اور قابل محبت فانی کائنات نہیں ہے۔ تر۔ پر مغز و تازہ۔

۳ عُمرؓ۔ صحیح تلفظ عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورت شعری کی وجہ سے میم مشدد کر دیا گیا ہے۔ ضائع۔ گم بے حفاظت۔ جاں۔ روح کے فضائل معنوی ہیں تو وہ ادراک سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے فضائل۔ تاش۔ تاکہ اُورا۔

یافتنِ رسُولِ قیصرِ روم عمرؓ راخفتہ در زیرِ درختِ خُرما
قیصرِ روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

دید اعرابی[1] زنے اُورا دخیل　　گفت عمرؓ نک بزیرآں نُخیل
ایک بدو عورت نے اس کو اجنبی دیکھ کر　　کہا یہ عمرؓ اس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ خرما بُن زخلقاں اُو جدا　　زیرِ سایہ خفتہ بیں سایہ خدا
کھجور کے درخت کے نیچے مخلوق سے جدا　　خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

آمد اُو آنجا وُاز دور ایستاد　　مرُ عمرؓ را دیدو درلرزہ فتاد
وہ اس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا　　(حضرت) عمرؓ کو دیکھا اور کپکپی میں مبتلا ہو گیا

ہیبتے زاں خُفتہ آمد بر رسول　　حالتے خوش کرد بر جانش نزول
ایلچی پر اس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہو گئی　　ایک اچھی حالت اس کی جان پر نازل ہو گئی

مہر و ہیبت ہست ضد یک دگر　　ایں دو ضد را جمع دید اندر جگر
محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں　　ان دو ضدوں کو اس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

گفت با خود من شہانرا دیدہ ام　　پیشِ سلطاناں خوش وبگزیدہ[2] ام
اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے　　میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن و برگزیدہ رہتا ہوں

از شہانم ہیبت و ترسے نبُود　　ہیبت ایں مَرد ہوشم در ربُود
بادشاہوں کی مجھ پر کوئی ہیبت اور خوف نہ تھا　　اس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دیئے

رفتہ ام در بیشہ شیر و پلنگ　　روئے من زایشاں نگردایند رنگ
میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں　　میرے چہرے کا ان سے رنگ نہیں بدلا

بس شدم من در مصاف و کارزار　　ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں　　شیر کی طرح، جبکہ کام سخت ہو

بس کہ خوردم بس زدم زخم گراں　　دل قوی تر بودہ ام از دیگراں
بہت سے بھاری زخم کھائے اور بہت سے لگائے　　اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

بے سَلاح ایں مردِ خفتہ بر زمیں　　من بہفت[3] اندام لرزاں چیست ایں
یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سویا پڑا ہے　　میں ساتوں، اعضا سے لرز رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست　　ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست
یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے　　اس گدڑی پوش انسان کی ہیبت نہیں ہے

---

[1] اعرابی۔ بدو۔ دخیل۔ اجنبی۔ خرما بُن۔ کھجور کا درخت۔ خلقاں۔ خلق کی جمع، مخلوق۔ سایہ خدا منصف حاکم خدا کا سایہ ہے نزول یعنی ایلچی کے دل میں ایک عجیب خوشکن کیفیت پیدا ہوگئی۔ مہر۔ یعنی ایلچی کے دل میں حضرت عمر کی محبت بھی پیدا ہوئی اور خوف بھی۔ با خود۔ اپنے دل میں۔

[2] بگزیدہ۔ برگزیدہ۔ بیشہ۔ درندے کے رہنے کی جھاڑ۔ پلنگ۔ تیندوا۔ مصاف۔ صف بندی کی جگہ، کارزار۔ کام کی جگہ۔ کارزار۔ کام کی جگہ۔ زار۔ خراب سلاح۔ ہتھیار۔

[3] ہفت اندام۔ سات اعضاء سر۔ سینہ۔ پشت دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں دلق۔ گدڑی۔ صاحب دلق کملی والا فقیر۔

ہر کہ ۱ ترسید از حق و تقویٰ گزید ترسد از وے جن و انس ہر کہ دید
جو اللہ (تعالیٰ) سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا اس سے جن اور انسان اور جو بھی اس کو دیکھے ڈرتا

اندریں فکرت بحرمت دست بست بعد یک ساعت عمرؓ از جائے جست
اسی فکر میں وہ ادب سے دست بستہ ہوا ایک گھڑی بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اٹھے

کرد خدمت مر عمرؓ را او سلام گفت پیغمبرؐ سلام آنگہ کلام
اس نے (حضرت) عمرؓ کی تعظیم کی اور سلام کیا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے پہلے سلام پھر کلام

پس علیکش گفت و اُو را پیش خواند ایمنش کردو بنزدِ خود نشاند
پھر (حضرت عمرؓ نے) اس کو وعلیک کہا اور آگے بلایا اس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند مردِ دل ترسندہ را ساکن کنند
جو ڈرتا ہے اس کو مطمئن کرتے ہیں جس کا دل ڈرے اس کو تسکین دیتے ہیں

لا تخافوا ہست نُزلِ خائفاں ہست درخور از برائے خائف آں
ڈرنے والوں کی مہمانی کا کھانا "نہ ڈرو" ہے اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس درس چہ دہی نیست اُو محتاجِ درس
جس کو ڈر نہ ہو اس کو "نہ ڈر" تو کیسے کہے گا؟ سبق کیا سمجھاتا ہے وہ سبق کا ضرورتمند نہیں ہے

خاطر ۲ ویرانش را آباد کرد آں دل از جارفتہ را دلشاد کرد
اس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا اس گھبرائے ہوئے کو خوش کر دیا

سخن گفتن عمرؓ با رسولِ قیصر روم و سوالِ رسولِ قیصرِ روم با عمرؓ
حضرت عمرؓ کا قیصر روم کے ایلچی سے بات کرنا اور روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق در صفاتِ پاکِ حق نِعم الرفیق
اس کے بعد انہوں نے اس سے باریک باتیں کیں اللہ پاک کی صفات کے بارے میں جو بہترین رفیق ہے

وز نوازشہائے حق ابدال را تابداند اُو مقام و حال را
اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بارے میں تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے

حال چوں ۳ جلوہ ست زاں زیبا عروس ویں مقام آں خلوت آمد با عروس
حال، گویا اس حسین دلہن کا جلوہ ہے اور مقام، دلہن کے ساتھ خلوت ہے

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز وقتِ خلوت نیست جز شاہِ عزیز
جلوہ تو شاہ اور شاہ کے غلام (بھی) دیکھتے ہیں لیکن خلوت کے وقت باعزت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا ہے

---

۱ ہر کہ۔ شعر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
جست۔ یعنی سو کر اٹھے۔ خدمت۔ ادب، تعظیم۔ پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ السَّلامُ قَبلَ الکَلامِ سلام، بات چیت سے پہلے ہے علیک۔ یعنی وعلیکم السلام ہر کہ۔ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اس کو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر کسی چیز کا اس کو خوف نہیں رہتا ہے۔ نُزل۔ مہمانی کا کھانا۔ درخور۔ لائق۔ خائف۔ خوفزدہ

۲ خاطر ویران۔ شکستہ دل۔ دل از جارفتہ۔ گھبرایا ہوا۔ دقیق۔ باریک۔ نعم الرفیق۔ اچھا ساتھی۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک مخصوص جماعت ہے یہاں مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں۔ مقام۔ وہ باطنی کیفیت ہے جو شریعت پر عمل کرنے اور کسب وریاضت سے حاصل ہوتی ہے حال۔ قلبی کیفیت ہے جو بلا کسب کے پیدا ہوتی ہے جیسے شوق استغراق چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔ المقامات مکاسب والاحوال مواہب یعنی مقامات، کسب سے حاصل کیے جاتے ہیں اور احوال خدا کی دین ہیں۔

۳ جلوہ۔ نمائش۔ حسن۔ ناز و کرشمہ دکھانا۔ زیبا۔ خوبصورت۔ عروس۔ دلہن۔ دولھا۔ مقام۔ ایک مستقل کیفیت ہے لہٰذا اس کو دلہن کے ساتھ خلوت سے تشبیہ دے ہے اور حال ایک زوال پذیر کیفیت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو جلوہ قرار دیا ہے۔

جلوہ کرد عام و خاصاں را عُروس | خلوت اندر شاہ باشد با عُروس

دُلہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے | دُلہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے

ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں | نادِرست اہلِ مقام اندر میاں

صوفیوں میں اہلِ حال بہت ہیں | اُن میں صاحبِ مقام کم ہیں

از منازلہائے جانش یاد داد | وز سفر ہائے روانش یاد داد

اُس کو جان کی منزلیں بتلائیں | اور اُس کو روح کے سفر یاد دلائے

وز زمانے کز زماں خالی بُدست | وز مقامِ قُدس کا جلالی شدست

اُس زمانہ کی یاد دلائی جو (قید) زماں سے خالی تھا | اور اُس مقامِ قُدس کی جو جلالی ہے

وز ہوائے کاندرو سیمرغِ رُوح | پیش ازیں دیدست پروازِ فتُوح

اور اس ہوا کی جس میں روح کے سیمرغ نے | اس سے پہلے خوشی کی پرواز دیکھی ہے

ہر یکے پروازش از آفاق بیش | وز امید و نہمتِ مشتاق بیش

اُس کی ہر ایک پرواز عالم سے بڑھی ہوئی تھی | مشتاق کی امید اور قصد سے بڑھی ہوئی تھی

چوں ۲ عمرؓ اغیار رُو را یار یافت | جانِ اُو را طالبِ اَسرار یافت

جب (حضرت) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو یار پایا | اور اس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا

شیخ کامل بود و طالبِ مشتہی | مَردِ چابک بود و مَرکب درگہی

شیخ کامل تھا، اور طالب پُر شوق | سوار ہوشیار تھا اور سواری تیار

دید آں مُرشد کہ او ارشاد داشت | تخمِ پاک اندر زمینِ پاک کاشت

مرشد نے دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے | پاک بیج پاک زمین میں بو دیا

مَرد گفتش کاے امیر المومنین | جاں ز بالا چوں درآمد بر زمیں

(اُس) شخص نے اُن سے کہا، اے امیر المومنین | روح (عالم) بالا سے زمین پر کیوں آگئی؟

مُرغِ بے اندازہ چوں شد در قفس | گفت حق بر جاں فسوں خواند و قصص ۳

لا تعداد پرندے پنجرے میں کیسے آگئے | اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح پر افسوں اور افسانے پڑھے

بر عدمہا کاں ندارد چشم و گوش | چوں فسوں خواند ہمی آید بجوش

وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے | جب وہ ان پر افسوں پڑھتا ہے وہ جوش میں آجاتے ہیں

از فسونِ اُو عدمہا زود زود | خوش معلّق میزند سوئے وجود

اُس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد | وجود کی جانب قلا بازیاں کھاتی ہیں

---

۱ جلوہ۔ یعنی اہلِ حال کے آثار ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو جاتے ہیں، صاحبِ مقام کی کیفیت عوام سے پوشیدہ رہتی ہے۔ منازلہائے۔ روح کی منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے مجرد تھی۔ پھر عالمِ مثال میں آئی پھر عالمِ خلق یعنی ناسوت میں آئی اس کے بعد جسم سے جدا ہو کر عالمِ برزخ میں جائیگی پھر حشر میں اس جسم سے متعلق ہو جائے گی۔ وز زماں۔ زمانہ مخلوق اور حادث ہے۔ اس سے پہلے ایک ایسی حالت تھی جو زمانہ سے خالی تھی۔ مقامِ قدس۔ عالمِ جبروت یعنی مرتبہ صفاتِ الٰہیہ۔ فتوح کشائش۔ نہمت، شوق آفاق۔ اطرافِ عالم نہمت۔ خواہش، حرص

۲ چوں عمر۔ یہ شرط ہے جزاء تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے مشتہی شائق چابک۔ چالاک۔ درگہی۔ درگاہ میں حاضر۔ ارشاد کا مگاری، صلاحیت۔ مرد۔ یعنی ایلچی۔ امیر المومنین ایمان والوں کے سردار یعنی حضرت عمرؓ بالا۔ یعنی عالمِ امر۔ زمین۔ یعنی عالمِ خلق۔ بے اندازہ۔ روح مادہ پاک ہے۔ لہٰذا اس کو بے مقدار کہا ہے قفس۔ پنجرا، یعنی جسمِ انسانی فسون افسون۔

۳ قصص۔ قصہ کی جمع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو کلمہ "کن" ہو جا فرما دیا جواب کا مطلب یہ ہے کہ روح کا عالمِ خلق میں آنا۔ اس کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ عدمہا یعنی معدوم۔ چیزیں معلق وزن۔ قلابازی کھانا اچھلنا کودنا۔ سوال کردن رسول از امیر المومنین۔

باز بر موجود افسونے چو خواند — زود اُورا در عدم دوا سپہ[1] راند

پھر جب موجود پر اُس نے افسوں پڑھا — جلد اُس کو عدم میں تیز دوڑا دیا

گفت با جسم آیتے تا جاں شد اُو — گفت با خورشید تا رخشاں شد اُو

جسم کو کوئی آیت سنا دی تو وہ جان بنگیا — سورج سے کہا، تو وہ چمکدار ہو گیا

باز در گوشش دمد نکتہ مخُوف — در رُخِ خورشید اُفتد صد کُسوف

پھر اس کے کان میں کوئی خوفناک نکتہ پھونک دیا — تو سورج کے رخ میں سو گرہن آ گئے

گفت در گوشِ گل و خنداں کرد — گفت با لعلِ خوش و تابانش کرد

پھول کے کان میں کچھ کہا، اُس کو شگفتہ کر دیا — خوبصورت لعل سے کچھ کہا اور اُس کو چمکدار بنا دیا

تا بگوشِ خاک حق چہ خواندہ است — کُو مُراقب گشت و خامش ماندہ است

(معلوم نہیں) زمین کے کان میں کیا پھونک دیا ہے؟ — کہ وہ منتظر اور خاموش ہو گئی ہے

تا بگوشِ ابر آں گویا چہ خواند — کُو چو مشک از دیدۂ خود آب راند

(یہ معلوم کہاں) بولنے والے نے ابر کے کان میں کیا کہا ہے؟ — کہ اُسے مشک کی طرح اس آنکھ سے پانی بہا دیا

در تردّد ہر کہ اُو آشفتہ است — حق بگوشِ اُو مُعمّا گفتہ است

جو شخص تردد میں پریشان ہے — اللہ تعالیٰ نے اس کے کان میں کوئی معما کہا ہے

تا کند محبوسش اندر دو گماں — آں کنم کُو گفت یا خود ضدِّ آں

تاکہ اس کو دوگمانوں میں مبتلا کر دے — وہ کروں جو (فلاں نے) کہا یا اس کی ضد

ہم زحق ترجیح[2] یابد یک طرف — زاں دو یک را برگزیند زاں کنف

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جانب کا رجحان پایا ہے — اُس طرف سے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے

گر نخواہی در تردد ہوشِ جاں — کم فشار ایں پنبہ اندر گوشِ جاں

اگر تو جان کے ہوش کو تردد میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا ہے — اس روئی کو جان کے کان میں نہ ٹھونس

پنبہ وسواس بیروں کن زگوش — تا بگوشت[3] آید از گردوں خروش

وسوسہ کی روئی کو کان سے نکال دے — تاکہ آسمان سے آواز تیرے کان میں آئے

تا کُنی فہم آں معما ہاش را — تا کُنی اِدراک رمز و فاش را؟

تاکہ تو اس کے ان معموں کو سمجھ لے — تاکہ تو واضح بات اور اشاروں کا ادراک کر سکے

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں — وحی چہ بُود گفتنِ از حسِ نہاں

پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے — وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی گفتگو ہے

---

۱ دواسپہ۔ تیز رفتار، جو باری باری دو گھوڑوں سے سفر کریگا جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ جسم۔ جسم کا زندہ ہونا اور سورج کا چمکنا اس کے حکم سے ہے۔ کسُوف۔ گرہن، حدیث میں ہے کہ چاند اور سورج کا گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی آیتیں یعنی علامتیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مراقب مراقبہ کرنیوالا، منتظر، گردن جھکانے والا۔ گویا۔ گفتن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ تردد۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ کر سکنا۔ مُعمّا۔ اندھا بنایا ہوا، چھپایا ہوا، وہ کلام جس کا مطلب پوشیدہ کر دیا گیا ہو۔ محبوس۔ پابند قیدی۔ کُو۔ کہ اُو۔

۲ ترجیح۔ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا۔ طرف۔ شق، فریق، جانب۔ کنف۔ کنارہ، طرف۔ ہوشِ جاں۔ روحانی زندگی۔ وسواس۔ یعنی مشاغل دنیوی۔

۳ تا بگوشت۔ یعنی انسان جب دنیاوی مشاغل چھوڑ دیتا ہے۔ اس کو ملاءِ اعلیٰ سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ وحی۔ اس سے مراد الہام ہے جو غیر نبی کی بھی ہوتا ہے۔

گوشِ جان و چشمِ جاں جز ایں حس ست ۱　　گوشِ عقل و چشمِ ظن زیں مفلس ست
جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں　　عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس سے خالی ہے

لفظِ جبرم عشق را بے صبر کرد　　وانکہ عاشق نیست حبسِ جبر کرد
جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے قرار کر دیا　　جو عاشق نہیں ہے اس کو جبر کا قیدی بنا دیا

ایں معیت باحق ست و جبر نیست　　ایں تجلیِ مہ ست ایں ابر نیست
یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے اور جبر نہیں ہے　　یہ چاند کی تجلی ہے، ابر نہیں ہے

ور بُوَد ایں جبر جبرِ عامہ نیست　　جبرِ آں امارہ خود کامہ نیست
اگر یہ جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے　　خود غرض (نفس) امارہ کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناسند اے پسر　　کہ خدا بکشاد شاں در دل بصر
اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں　　جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

غیب و آئندہ بر ایشاں گشت فاش　　ذکرِ ماضی پیشِ ایشاں گشت لاش
غیب اور آنیوالی چیزیں ان پر منکشف ہو گئی ہیں　　گزشتہ کی یاد تو ان کے لئے کچھ بھی نہیں

اختیار و جبرِ ایشاں دیگر ست ۲　　قطرہا اندر صدفہا گوہر ست
ان کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے　　صدفوں میں قطرے گوہر ہیں

ہست بیروں قطرۂ خرد و بزرگ　　در صدف دُرہائے خورد ست و سترگ
باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں　　لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے موتی ہیں

طبعِ نافِ آہوست آں قوم را　　از بروں خوں و ز دروں شاں مُشکہا
اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے　　باہر خون ہے اور ان کے اندر مشک ہے

تو مگو کیں ۳ نافہ بیروں خوں بُوَد　　چوں بُوَد در ناف تا مُشکے چوں شود
تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے　　جب ناف میں جاتا ہے مشک کیوں بنجاتا ہے

تو مگو کایں مس بروں بُد محتقر　　در دلِ اکسیر چوں گشت ست زر
تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناچیز تھا　　اکسیر کے دل میں پہنچ کر سونا کیسے بنگیا؟

اختیار و جبر در تو بُد خیال　　چوں در ایشاں رفت شد نورِ جلال
اختیار اور جبر تجھ میں ایک خیال تھا　　جب ان میں پہنچا تو نورِ جلال بن گیا

نان چوں در سفرہ است او باشد جماد　　در تنِ مردم شود اُو روحِ شاد
روٹی جب تک دسترخوان میں ہے وہ بے روح ہے　　انسان کے جسم میں پہنچ کر وہ بشاش روح بنجاتی ہے

---

۱ گوشِ جاں۔ روح کے کان اور آنکھ۔ جسم کے کان اور آنکھ کے علاوہ ہیں نیز وہ عقل کے کان اور گمان کی آنکھ سے بھی جداگانہ ہیں۔ جبرم۔ یعنی جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مطلق اختیار صرف ذاتِ باری کو حاصل ہے تو میرے عشق میں اور اضافہ ہو گیا جو عبادت اور ریاضت کے اضافہ کا متقاضی ہے۔ جو لوگ عشق سے خالی ہیں وہ جبر کے معنی مجبورِ محض کے لیکر عبادات کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ معیت با حق۔ جب ذاتِ باری سے تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ اس کو ہی متصرفِ حقیقی سمجھتا ہے لیکن اس کو جبر کہنا غلطی ہے۔ عامہ۔ عام لوگ۔ امارہ۔ یعنی وہ نفس جو برائی پر آمادہ کرتا ہے جیسا ہے۔ خود کامہ۔ خود غرض۔ نیست۔ یعنی اگر کوئی اللہ کے کامل اختیار کو جبر کے ساتھ تعبیر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آئندہ۔ مستقبل۔ فاش۔ ظاہر۔ لاش۔ لاشی غیر موجود۔

۲ دیگر ست۔ عارفین کا جبر مزید عشق و اطاعت کا سبب ہے عوام کو جو جبر کے معنی لیتے ہیں وہ شرعی احکام کے معطل ہو جانیکا باعث ہے۔ قطرہا۔ جبر محمود اور جبر مذموم کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ پہلی مثال پانی کے قطروں کی ہے کہ وہ صدف سے باہر معمولی قطرات ہیں صدف میں پہنچ کر قیمتی موتی بنجاتے ہیں۔ اسی طرح عارفین میں جبر کی کیفیت موجبِ خیر ہے۔ سترگ۔ موٹا۔

۳ تو مگو۔ دوسری مثال نافہ کی ہے کہ وہ باہر خون ہے ہرن کی ناف میں پہنچ کر مشک بنجاتا ہے۔ مس۔ تیسری مثال تانبے کی ہے جو اکسیر میں داخل ہو کر خالص سونا بنجاتا ہے۔ بد خیال۔ عوام میں جبر کے معنی محض ایک خیال ہیں عارفین میں پہنچ کر نور بنجاتا ہے۔ نان۔ چوتھی مثال روٹی کی ہے دسترخوان میں وہ ایک بے جان چیز ہے انسانی بدن میں پہنچ کر وہ روح بنجاتی ہے۔

در دِل سُفرہ ۱؎ نگشتہ مستحیل ... مستحیلش جاں کند از سلسبیل
دستر خوان میں وہ متغیر نہیں ہوتی ہے ... روح اُس کو سلسبیل کے ذریعہ متغیر کرتی ہے

قوتِ جان ست ایں اے راست خواں ... تا چہ باشد قوتِ آں جانِ جاں
اے سچی بات پڑھنے والے! یہ روح کی طاقت ہے ... تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟

نان ست قوتِ تن ولیکن درنگر ... تا چہ قوتِ جانش باشد اے پسر
اے بیٹا! روٹی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر ... اس کی روح کی غذا کیا ہو گی؟

گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں ... می شگافد کوہ را با بحر و کاں
آدمی جو گوشت کا ٹکڑا ہے، جان کے زور سے ... پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے

زورِ جانِ کوہکن شقِّ الحجر ... زورِ جانِ جاں در انشق القمر
کوہکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا ... جان کی جان کا زور انشق القمر میں ہے

گر کشاید دِل سرِ انبان راز ... جاں بسوئے عرش سازد ترکتاز
اگر دل راز کے تھیلے کا منہ کھولدے ... جان، عرش کی جانب دوڑ جائے

گر زباں گوید ز اسرارِ نہاں ... آتش ۲؎ افروزد بسوزد ایں جہاں
اگر زبان چھپے راز کہدے ... آگ لگا دے (اور) اس جہان کو جلا دے

اضافت کردن آدم علیہ السّلام زلّت خود را بخویش کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا

حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا

واضافت کردن ابلیس بحق تعالیٰ کہ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِیْ

اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب مجھے تو نے کیوں گمراہ کیا

فعلِ حق و فعلِ ما ہر دو ببیں ... فعلِ ما را ہست دال پیداست ایں
اللہ کے فعل اور ہمارے فعل دونوں کو دیکھ ... ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ ظاہر ہے

گر نباشد فعلِ خلق اندر میاں ... پس مگو کس را چرا کردی چناں
اگر مخلوق کا فعل موجود نہو ... تو کسی کو نہ کہہ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

خلقِ حق افعالِ ما را موجدست ... فعلِ ما آثارِ خلقِ ایزدست
اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی موجد ہے ... ہمارے فعل اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں

لیک ہست ایں فعلِ ما مختار ۳؎ ما ... زو جزا گہ مارِ ما گہ یارِ ما
لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے ... اس کی جزا کبھی ہمارے سانپ ہے کبھی ہمارا دوست ہے

۱؎ سُفرہ۔ دستر خوان۔ مستحیل۔ متغیر ہو جانیوالا۔ جاں۔ روح حیوانی۔ سلسبیل۔ جنت کا چشمہ ہے۔ یہاں بدن کی قوت محللہ مراد ہے جانِ جاں روحِ انسانی، کیونکہ وہ روح حیوانی جسم سے متعلق ہے۔ ناں۔ روٹی روح حیوانی کی غذا ہے روح انسانی کی غذا علوم و معارف ہیں کوہکن۔ پہاڑ کھودنے والا، فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا جس نے شیریں سے وصال کے شوق میں پہاڑ کھود ڈالا تھا لیکن نامراد مرا۔ انشق القمر۔ چاند پھٹ گیا، آنحضورؐ کے معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے کہ روح انسانی کی طاقت یہ کام کر ڈالتی ہے۔ انبان۔ تھیلا۔ ترکتاز۔ لوٹ مار۔

۲؎ آتش افروزد۔ پوشیدہ اسرار کے بیان کو عوام نہ سمجھیں گے تو عالم کے فساد کا سبب بنجائے گا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا قرآن پاک میں یہ حضرت آدم کا قول نقل کیا گیا ہے اس میں انہوں نے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کیا۔ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِیْ اے رب تو نے مجھے کس سبب سے گمراہ کیا یہ قرآن نے شیطان کا قول نقل کیا ہے اس میں شیطان نے گمراہ کرنیکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

۳؎ مختار۔ پسند کرنیوالا پسندیدہ۔ مار۔ سانپ یعنی جزا بصورت عذاب ہوگی۔ یار۔ دوست۔ یعنی جزاء ہمارے لئے پسندیدہ ہوگی۔

زانکہ ناطق حرف بیند یا غرض　　کے شود یک دم محیطِ دو غَرض
اسلئے کہ بولنے والا یا حرفوں کو دیکھتا ہے، یا مطلب کو　　ایکدم دو حالتوں پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے؟

گر بمعنیٰ رفت شد غافل ز حرف　　پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف
اگر معنیٰ کی طرف گیا، حروف سے غافل ہوا　　کوئی آنکھ ایکدم آگے اور پیچھے نہیں دیکھ سکتی

آں زماں کہ پیش بینی آں زماں　　تو پس خود کے بہ بینی این بداں
جس وقت تو آگے دیکھتا ہے، اس وقت　　تو اپنے پیچھے کب دیکھ سکتا ہے، یہ سمجھ لے

چوں محیطِ حرف و معنیٰ نیست جاں　　چوں بُود جان خالقِ ایں ہر دو آں
جب ایک جانؒ حروف اور معنیٰ پر حاوی نہیں ہو سکتی ہے　　تو جان دونوں کی خالق کیسے ہو سکتی ہے؟

حق محیطِ جملہ آمد اے پسر　　وا ندارد کارش از کارِ دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے　　اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا ہے

گفتِ ایزد جانِ ما را مست کرد　　چوں نداند آنکہ را خود ہست کرد
اللہ کے قول نے ہماری جان کو مست کر دیا　　جس کو اس نے پیدا کیا ہے وہ اس کو کیوں نہ جانیگا؟

گفتِ شیطاں کہ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ　　کرد فعلِ خود نہاں دیو دنی
شیطان نے کہا کہ مجھے کیوں گمراہ کیا؟　　کمینے شیطان نے اپنے فعل کو چھپا لیا

گفت آدم کہ ظَلَمْنَا نَفْسَنَا　　او ز فعلِ خود نبُد غافل چو ما
آدم (علیہ السلام) نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا　　وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

در گنہ اُو از ادب پنہانش کرد　　زاں گنہ بر خود زدن اُو بر بخورد
انہوں نے گناہ کے معاملہ میں ادب کی وجہ سے اللہ کے فعل کو چھپایا　　اپنے اوپر گناہ لے لینے سے انہوں نے پھل کھایا

بعدِ توبہ گفتش اے آدم نہ من　　آفریدم در تو آں جرم و محن
توبہ کے بعد اسے کہا اے آدم! کیا میں نے نہیں　　پیدا کیا تھا تجھ میں وہ جرم اور مصیبتیں

نے کہ تقدیر و قضائے من بُداں　　چوں بوقتِ عذر کردی آں نہاں
کیا وہ میری تقدیر اور قضا نہ تھی؟　　تو نے عذر کے وقت اس کو کیوں چھپایا؟

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم　　گفت من ہم پاسِ آنت داشتم
حضرت آدم نے کہا میں ڈرا، ادب کو نہ چھوڑا　　(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں نے بھی تیرے لئے اس کا لحاظ رکھا

ہر کہ آرد حُرمت اُو حرمت بَرد　　ہر کہ آرد قند لوزینہ خورَد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے　　جو شخص شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے

۱ زانکہ۔ لانہ۔ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق نہیں ہے بلکہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اسلئے کہ خالق کا اپنی مخلوق پر علمی احاطہ ضروری ہے ورنہ وہ اس کو کیسے پیدا کر سکیگا اور انسان کو اپنے افعال کا ہر طرح سے علم ہو ایسا نہیں ہے لہٰذا انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ناطق۔ بولنے والا۔ غرض۔ مطلب، مفہوم۔ یکدم۔ ایک آن میں۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا، گھیر لینے والا۔ عرض۔ حالت۔ طرف۔ آنکھ۔ ہر دو آں۔ یعنی حروف اور مطلب۔ وا ندارد "لا یشغلہ شان عن شان" اللہ تعالیٰ کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں بناتی ہے۔ گفت۔ قول یعنی کلمہ کن وغیرہ۔ شیطان۔ دنی۔ کمینہ۔ فعل خود۔ یعنی اپنے کسب کو۔

۲ آدم۔ حضرت آدم نے ظلم کی اپنی طرف نسبت کسب کے اعتبار سے کی ورنہ اس کا خلق اللہ کی طرف منسوب تھا جس کو اوباذ کر نہیں کیا۔

شعر۔
گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من است

بر خود زدن۔ اپنے اوپر لگا لینا، اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ بر خوردن۔ پھل پانا، نتیجہ حاصل کرنا۔ آفریدم۔ میں نے پیدا کیا۔ محن۔ محنت کی جمع ہے یعنی احکام کی پابندی میں جو مشقتیں ہیں۔

۳ نبدان۔ بود آن۔ یعنی آدم کا گندم کھا لینا۔ نہاں۔ یعنی تو نے عذر کے تحت یہ کیوں نہیں کہا کہ تقدیر کے مطابق میں نے گندم کھایا ہے۔ ترسیدم یعنی بے ادبی سے۔ گفت یعنی خدا نے فرمایا ہے۔ بمانے تو کے معنی میں ہے۔ حُرمت۔ عزت۔ احترام۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوہ۔

طیبات ۱؎ از بہر کہ للطیبین　　یار را خوش کن مرنجاں و ببیں
پاک چیزیں کس کے لئے ہیں پاک لوگوں کے لئے　　دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

تمثیل

یک مثال اے دل پئے فرقے بیار　　تابدانی جبر را از اختیار
اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا　　تاکہ تو جبر کو اختیار سے جدا سمجھ سکے

دست کو لرزاں بُوَد از ارتعاش　　وانکہ دستے راتو لرزانی زجاش
وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے　　اور وہ ہاتھ جس کو تو جگہ سے ہلا رہا ہے

ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس　　لیک نتواں کرد ایں با آں قیاس
دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ　　لیکن اس کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے

زاں پشیمانی کہ لرزانیدیش　　چوں پشیماں نیست مردِ مرتعش
اس سے تو شرمندہ ہے جس کو تو نے ہلایا ہے　　رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے؟

مرتعش را کے پشیماں دیدۂ　　بر چنیں جبرے چہ بر چسپیدۂ
رعشہ والے کو تو نے کب شرمندہ دیکھا ہے؟　　اس قسم کے جبر کو تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

بحث عقل است ایں چہ عقل آں حیلہ گر　　تا ضعیفے ۲؎ رہ برد آنجا مگر
یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ گر ہے　　شاید کوئی کمزور (اس کے ذریعہ) اس مقام تک پہنچ جائے

بحثِ عقلی گر دُرو مرجاں بُوَد　　آں دگر باشد کہ بحثِ جاں بُوَد
عقلی بحث، خواہ موتی اور مونگا ہو　　روحانی بحث دوسری ہی چیز ہے

بحث جاں اندر مقامے دیگرست　　بادۂ جاں را قوامے دیگرست
روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے　　روحانی شراب کا قوام ہی دوسرا ہے

آں زماں کہ بحثِ عقل ساز بُوَد　　ایں عمرؓ با بُو الحکم ہمراز بُود
جس زمانہ میں عقلی بحث مہیا تھی　　یہ (حضرت) عمرؓ ابوجہل کے ساتھ ہمراز تھے

چوں عمرؓ از عقل آمد سوئے جاں　　بُو ۳؎ الحکم بُوجہل شد در بحث آں
عمر جب عقل سے روح کی طرف آئے　　انکی بحث میں بو الحکم ابو جہل بن گیا

سوئے عقل و سوئے حس او کامل ست　　گرچہ خود نسبت بجاں او جاہل ست
عقل اور حواس کے اعتبار سے وہ پورا ہے　　اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

۱؎ طیبات۔ پاک چیزیں پاک عورتیں۔ طیبین۔ پاک لوگ۔ یار۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ فرقے۔ یعنی جبر اور اختیار میں امتیاز کرنے کے لئے۔ ارتعاش۔ لرزہ رعشہ کا مرض۔ از جاش از جائش۔ از جائے او۔ ہر دو۔ ہاتھ کی دونوں قسم کی حرکت اللہ کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے ایک جبری ہے ایک اختیار ہے۔ مرتعش حرکت اضطراری کی وجہ سے انسان کبھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، اختیاری ناشائستہ حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔ بحث یعنی جبر و اختیار کا فرق سمجھانے کے لئے جو ہم نے پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث ہے۔ لیکن عقل بچاری خود کیا چیز ہے جو اس کی بحث قابل قدر ہو۔ یہ تو محض عوام روحانیت سے خالی لوگوں کے لئے ایک دلونمائی کی تدبیر ہے۔

۲؎ ضعیف۔ یعنی وہ لوگ جنکو دینی علوم حاصل نہیں ہیں۔ دُر۔ موتی۔ مرجان۔ مونگا۔ یعنی عقلی بحث خواہ کیسی حسین ہو روحانی بحث کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مقام۔ روحانی بحث کا مرتبہ وحی الہام۔ کا مرتبہ ہے۔ بادۂ شراب قوام۔ کسی چیز کے تحقیقی اجزاء ساز بُودن۔ سامان ہونا۔

۳؎ بُو الحکم عمرو بن ہشام کی پہلی کنیت ہے اس کے بعد اس کی کنیت ابو جہل مشہور ہوگئی رشتہ میں آنحضور کا چچا تھا لیکن دشمنی میں سب سے آگے تھا جنگ بدر میں مارا گیا سوئے عقل۔ ابو جہل کے عقل و حواس میں کوئی کمی نہ تھی لیکن روحانیت سے بالکل خالی تھا۔

بحثِ عقل و حس اثر داں یا سبب ۔۔۔ بحث جانی یا عجب یا بُو العَجَب

عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ ۔۔۔ روحانی، بحث یا عجیب ہے، یا اس سے بھی بڑھکر ہے

ضوءِ جاں آمد نماند اے مستضی ۔۔۔ لازم ۲ و ملزوم و نافی مقتضی

اے روشنی کے طالب! روح کا نور جب آیا ۔۔۔ لازم اور ملزوم اور نافی مقتضی نہ رہے

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست ۔۔۔ از عصا و از عصا کش فارغ ست

اسلئے کہ وہ بینا جس کی روشنی چمک رہی ہے ۔۔۔ لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

تفسیرِ آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وبیانِ آں

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" آیت کی تفسیر اور اُس کا بیان

بارِ دیگر ما بقصہ آمدیم ۔۔۔ ما ازیں قصہ بروں خود کے شدیم

ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں ۔۔۔ ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟

گر بجہل ۳ آئیم آں زندانِ اُوست ۔۔۔ وَر بعلم آئیم آں ایوانِ اُوست

اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اس کا قید خانہ ہے ۔۔۔ اگر علم سے بہرہ ور ہوں، وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آئیم مستانِ وئیم ۔۔۔ وَر بہ بیداری بدستانِ وئیم

اگر ہم سو جائیں تو ہم اُس کے مست ہیں ۔۔۔ اگر بیدار ہیں تو اُس کے داستاں گو ہیں

وَر بگرییم ابرِ پُرزرقِ وئیم ۔۔۔ وَر بخندیم آں زماں برقِ وئیم

اگر ہم روئیں تو اس کا صاف پانی بھرا ابر ہیں ۔۔۔ اگر ہم ہنسیں تو اس وقت ہم اس کی بجلی ہیں

وَر بخشم و جنگ عکسِ قہرِ اوست ۔۔۔ وَر بصلح و عذر عکسِ مہرِ اوست

اگر غصہ اور لڑائی میں ہیں تو اس کے قہر کے پرتو ہیں ۔۔۔ اگر صلح اور معذرت میں ہیں تو اس کی مہر کا پرتو ہیں

ما کہ ایم اندر جہان پیچ پیچ ۔۔۔ چوں اَلِف اُو خود کہ دارد ہیچ ہیچ

اس پیچ در پیچ دنیا میں ہم کیا ہیں؟ ۔۔۔ الف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے

چوں اَلِف گر تو مجردی شوی ۔۔۔ اندریں رَہ مردِ مُفردی شوی

اگر الف کی طرح تو خالی ہو جائے ۔۔۔ تو اس راستہ میں تو یگانہ انسان بنجائے

جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی ۔۔۔ دل ازیں دنیائے فانی بر کنی

کوشش کرتا کہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے ۔۔۔ اس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر ۔۔۔ از رسولِ روم بَرگو وز عمرؓ

اے بیٹا! اس بات کی انتہا نہیں ہے ۔۔۔ روم کے ایلچی اور حضرت عمرؓ کی بات کر

---

۱ اثر۔ یعنی اثر سے موثر پر استدلال جیسے دھویں سے آگ کے وجود پر استدلال جس کو دلیل انی کہتے ہیں۔ سبب۔ یعنی علت سے معلول کے وجود پر استدلال جس کو دلیل لمی کہتے ہیں۔ جیسے سورج کے نکلنے سے دن کے وجود پر استدلال عجب۔ عجیب۔ بو العجب۔ عجیب کا باپ یعنی بہت زیادہ تعجب خیز۔ مستضی روشنی حاصل کرنے والا۔

۲ لازم و ملزوم۔ یعنی لازم کے وجود سے ملزوم کے وجود پر یا ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود۔ استدلال۔ نافی مقتضی یعنی نافی کے وجود سے منفی کے وجود پر یا مقتضی کے وجود سے مقتضا کے وجود پر، استدلال بازغ۔ چمکنے والا۔ فارغ۔ یعنی عقلی بحث اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے، سا کے کو اس اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳ جہل۔ نادانی، یہ خدا کا قید خانہ ہے۔ علم۔ ی یعنی قرب الٰہی یہ اس کے دربار میں باریابی کا سبب ہے۔ دستان۔ داستان ابر۔ بادل زرق۔ صاف پانی۔ برق۔ بجلی۔ در خشم۔ غرضیکہ جملہ صفات انسانی اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔ الف۔ یعنی جو ہر چیز سے خالی ہے نہ اس پر نقطہ ہے نہ حرکت مجرد۔ خالی۔ مرد مفرد یگانہ انسان بے مثال۔

سوال کردنِ رسولِ روم از عمرؓ سبب ابتلائے اَرواح باایں آب وگلِ جسم

روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کے روحوں کے اس آب وگل کے جسم میں مبتلا ہونیکا سبب پوچھنا

از عمرؓ چوں آں رسول ایں راشنید ۱ روشنئ درویش آمد پدید
اس ایلچی نے (حضرت) عمرؓ سے جب یہ سنا اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی

محو شد پیشش سوال وہم جواب گشت فارغ از خطا واز صواب
سوال اور جواب بھی اس کے سامنے مٹ گیا صحیح اور غلط سے بے نیاز ہو گیا

اصل رادریافت بگذشت از فروغ بہرِ حکمت کرد در پرسش شروع
اس نے اصل معلوم کر لی فروع کو چھوڑ دیا حکمت کی بات پوچھنی شروع کر دی

باعمر گفت اُو چہ حکمت بُود وسرّ حبس ایں صافی دریں خاکِ کدر
(حضرت) عمرؓ سے بولا کیا حکمت اور کیا راز تھا؟ اس مصفی چیز کو اس مکدر مٹی میں قید کرنے کا

آبِ صافی در گلے پنہاں شدہ جانِ صافی بستۂ ابداں شدہ
صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے مصفی روح جسموں سے وابستہ ہو گئی

فائدہ فرما کہ ایں حکمت چہ بود مُرغ را اندر قفس کردن چہ سُود
فرمایئے یہ کیا حکمت تھی؟ پرندہ کو پنجرے میں بند کرنیکا کیا فائدہ ہے

گفت تو بحثے شگرفے می کُنی معنئ رابندِ حرفے می کُنی
حضرت عمرؓ نے کہا تو عجیب بحث کر رہا ہے معنی کو لفظوں میں قید کر رہا ہے

حبس ۲ کردی معنی آزاد را بندِ حرفے کردۂ تو بادرا
آزاد معنی کو تو نے قید کر دیا آواز کو بھی تو نے لفظوں کا پابند کر دیا

از برائے فائدہ ایں کردۂ تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
تو نے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد چوں نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد
جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے وہ اس کو کیوں نہ دیکھے گا جس کو ہم نے دیکھا ہے

صد ہزاراں فائدہ است وہر یکے صد ہزاراں پیشِ آں یک اندکے
لاکھوں فائدے ہیں اوران میں سے ایک کے سامنے لاکھوں فائدے کم ہیں

آں دمِ نُطقش کہ جانِ جانہاست چوں بُود خالی ز معنیٰ گوئے راست
اس کی گویائی کا انفاس جو جانوں کی جان ہے معنی سے کب خالی ہو گا؟ سچ کہنا

---

۱ اش راشنید۔ یعنی حضرت عمرؓ نے روح کے بارے میں جو تقریر کی تھی۔ محو شد۔ یعنی سوال جواب ختم ہو گئے اور اس کو شرح صدر ہو گیا۔ اصل یعنی اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اشیاء کے وجود کا اصل سبب کلمۂ کن ہے۔ فروع۔ یعنی اشیاء کے وجود کے جزوی اسباب۔ حکمت۔ یعنی اللہ کے افعال کی حکمتیں گفت۔ اس نے دریافت کیا کہ روح کو جو جسم میں مقید کرنے کی کیا حکمت ہے آب صافی یعنی روح گل یعنی انسانی جسم مرغ یعنی روح۔ قفس یعنی انسانی بدن، شگرف۔ شین کے کسرہ اور گاف کے فتحہ کے ساتھ، عجیب، عظیم۔

۲ حبس۔ قید کرنا۔ باد ہوا۔ یعنی آواز انسان معنی اور آواز جیسی آزاد چیز کو لفظوں میں مقید کرتا ہے تو اس میں لامحالہ کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات فائدوں کی خالق ہے اس کے افعال میں کوئی نہ کوئی فائدہ کیوں مضمر نہ ہوگا۔ صد ہزاراں۔ روح کو مقید کرنے میں لاکھوں فائدے ہیں اور اس میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے بڑھا ہوا ہے۔ دم نطقش یعنی کلمۂ کن۔ جان جانہا۔ تمام جانداروں کی جان کا اصلی سبب ہے۔ معنی۔ یعنی افادیت۔

آں دمِ نطقت ¹ کہ جزوِ جزوہاست　　فائدہ شد کل کل خالی چراست
تیری گویائی جو جزوں کا جزو ہے　　مفید ہوئی تو کل کا کل خالی کیوں ہے؟

تو کہ جزوی کارِ تو بافائدہ است　　پس چرا در طعنِ کل آری تو دست
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیرا کام بافائدہ ہے　　پھر تو کل پر طعنہ زنی کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟

گفت را گر فائدہ نبود مگو　　ور بود ہل اعتراض و شکر جو
بولنے میں اگر فائدہ نہ ہو تو نہ بول　　اگر ہو تو اعتراض چھوڑ دے اور شکریہ ادا کر

شکرِ حق چوں طوق ہر گردن بود　　نے جدال و رُو ترش کردن بود
اللہ کا شکر ہو گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے　　نہ کہ جھگڑا اور منہ بگاڑنا

گر ترش رو بودن آمد شکر و بس　　ہمچو سرکہ شکر گوئے نیست کس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے　　تو سرکہ کا سا شکر گذار کوئی نہیں ہے

سرکہ را گر راہ باید در جگر　　گو بشو سرکنگبیں اُواز شکر
اگر سرکہ کو جگر میں جانے کا راستہ چاہیے　　کہدو، شکر سے ملکر سکنجبیں بنے

معنی ² اندر شعر جز با خبط نیست　　چوں فلاسنگ ست آں را ضبط نیست
شعر میں معنی بیان کرنا بغیر گڑبڑ (ممکن) نہیں ہے　　جنگل کے پتھروں کی طرح بیان کا ضبط کرنا ممکن نہیں ہے

در بیان حدیث مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ

حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہلِ تصوف کے ساتھ بیٹھے" کا بیان

آں رسول اینجا رسید و شاہ شد　　والہِ اندر قدرت اللہ شد
وہ ایلچی اس جگہ پہنچ کر شاہ بنگیا　　اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہو گیا

آں رسول از خود بشد زیں یک دو جام　　نے رسالت یاد ماندش نے پیام
وہ ایلچی ان ایک دو جام سے بیخود ہو گیا　　نہ اس کو سفارت یاد رہی نہ پیغام

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت　　دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا　　دانہ جب کھیت میں پہنچا، کھیتی بنگیا

سیل چوں آمد بدریا محو گشت　　میغ ³ پیش تیغ شمسی ضحو گشت
سیلاب جب دریا میں جا پہنچا فنا ہو گیا　　ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بنگیا

چوں تعلق یافت ناں با بو البشر　　نانِ مردہ زندہ گشت و باخبر
روٹی کا تعلق جب (حضرت) آدمؑ سے ہوا　　مُردہ روٹی، زندہ اور باخبر ہو گئی

---

¹ دمِ نطقت۔ یعنی انسان کا کلام جو حادث ہے جب وہ فائدے سے خالی نہیں ہے تو کل کل۔ یعنی کلامِ قدیم کلِ کن فائدے سے کیسے خالی ہو سکتا ہے تو کہ جب انسان کا کام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے تو کل یعنی ذاتِ باری کے کام پر بے فائدہ ہونیکے طعنہ کا کیا موقع ہے۔ گفت۔ تیرا کلام جو تو نے سوال میں کیا ہے اگر مفید ہے تو مدعی ثابت ہو گیا۔ یعنی کلام باری بھی مفید ہوگا جیسا کہ اوپر کے اشعار میں بتایا گیا اور اگر یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے لہٰذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے کہ غیر مفید سوال کرنا درست نہیں ہے مفید سوال بھی بشکل اعتراض نہ ہونا چاہئے بلکہ شکر گزاری کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ شکرِ حق۔ انسانوں کا شکر گزار ہونا۔ اللہ کا شکر گزار ہونا ہے۔ نے جدال۔ لڑائی یا جھگڑے کے طریقہ پر سوالات کرنا شکر گزاری کا طریقہ نہیں ہے۔ سرکہ۔ اگر ترش روئی شکریہ کا طریقہ ہوتو پھر سرکہ سے زیادہ شکر گزار کون ہوگا۔ آز شکر۔ اگر جگر تک مقبولیت کی خواہش ہے تو سرکہ کو شکر میں ملا کر سکنجبین بناؤ

² معنی۔ اس موضوع کی وضاحت شعروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی شعر میں معنی توڑ پھوڑ کر سموئے جاتے ہیں۔ معنی ایک وسیع چیز ہے۔ حدیث یعنی اولیاء اللہ کا قول ہے۔ اینجا۔ قدرت الٰہی کی معرفت شاہ یعنی عارف باللہ دنیا ہے۔ یعنی۔ والہ حیران، دیوانہ۔ سیل۔ فیض صحبت کی ایک مثال ہے یعنی۔ سیلاب کا پانی دریا میں ملکر دریا بنجاتا ہے اسی طرح وہ ایلچی حضرت عمرؓ جیسے عارف باللہ کی صحبت میں عرف باللہ بنگیا۔ دانہ۔ یہ فیض صحبت کی دوسری مثال ہے۔

³ فیض صحبت کی تیسری مثال ہے باخبر۔ زندہ کا جزو زندہ اور باخبر کا جزو باخبر ہو گیا یہ چوتھی مثال۔

مُوم اوہیزم چوں فدائے نار شد ۔ ذاتِ ظلمانیِ اُو انوار شد

موم اور سوختہ لکڑی جب آگ پر قربان ہوئی ۔ اس کی تاریک ذات انوار بنگئی

سنگِ سُرمہ چونکہ شد در دیدگاں ۔ سنگِ بینائی شد اینجا دیدہ باں

سرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہنچا ۔ بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بنگیا

اے خُنک آں مرد کز خود رُستہ شُد ۔ درو جودِ زندۂ پیوستہ شُد

بہت ہی قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو خودی سے نکل گیا ۔ اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہوگیا

وائے آں زندہ کہ با مُردہ نشست ۔ مُردہ گشت و زندگی از وے بجست

افسوس ہے اس زندہ پر جو مردے کا ہم نشین ہوا ۔ مُردہ ہوگیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی

چوں تو در قرآنِ حق بگریختی ۔ بارَ وانِ انبیاء آمیختی

جب تو سچے قرآن کی پناہ میں آگیا ۔ انبیاء کی روح سے گھل مل گیا

ہست قرآں حالہائے انبیاء ۔ ماہیانِ بحرِ پاکِ کبریا

قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں ۔ جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں

ورنجوانی ونہ قرآں پذیر ۔ انبیاء[۲] و اولیاء را دیدہ گیر

اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنیوالا نہیں ہے ۔ انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ

وَر پذیرائی چو بَر خوانی قصص ۔ مُرغِ جانت تنگ آید در قفص

اگر تو عمل پیرا ہے، جب قصے پڑھے ۔ تو تیری جان کا پرند پنجرے میں تنگ ہوجائے

مُرغ کو اندر قفس زندانی ست ۔ می نجوید رَستن از نادانی ست

جو پرند پنجرے میں قیدی ہے ۔ چھٹکارا نہ چاہے تو نادانی ہے

روحہائے کز قفسہا رَستہ اند ۔ انبیاء[۳] و رہبر شائستہ اند

جو روحیں پنجروں سے آزاد ہوگئی ہیں ۔ انبیاء اور شائستہ مرشد ہیں

از بُروں آواز شاں آید بَریں ۔ کہ رہِ رَستن تُرا اینست ایں

باہر سے ان کی آواز اس طرح آتی ہے ۔ کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے

مابدیں رستیم زیں تنگیں قفص ۔ غیر ایں رہ نیست چارہ ایں قفص

ہم اس تنگ پنجرے سے اسی (راستہ) سے چھوٹے ہیں ۔ اس راستے کے سوا پنجرے سے چھٹکارے کی تدبیر نہیں ہے

خویش را رنجور سازو زار زار ۔ تا ترا بیروں کنند از اشتہار

اپنے آپ کو رنجور و زار و نزار بنا لے ۔ تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

---

[۱] مُوم۔ یہ بھی فیض صحبت سے تبدیلی کی ایک مثال ہے۔ سنگ سُرمہ۔ یعنی ناقص کامل کی صحبت سے کمال حاصل کرلیتا ہے۔ زندہ یعنی مردِ خدا اولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ یعنی وہ شخص جس میں صلاحیت تھی۔ مُردہ۔ یعنی مردہ دل، ناقص پیر۔ گریختن بھاگنا۔ در گریختن۔ پناہ پکڑنا۔ قرآن۔ یعنی اگر روئی کامل میسر نہ آئے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ قرآن پذیر۔ یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

[۲] انبیاء، اولیا۔ یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح انکی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے۔ اور محض زبانی تلاوت بھی مفید ہے۔ قفص۔ یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کردیگا۔ دنیا سے دل گھبرانے لگیگا۔ مرغ۔ روح کو آزاد کرنیکی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

[۳] انبیاء اور کامل مرشد کی روحیں قفس سے آزاد ہیں۔ بُروں۔ یعنی عالم بالا، ان بزرگوں کی روحیں عام انسانوں کو درسِ عبرت دے رہی ہیں اور روح کی آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ قفص۔ سین اور صاد دونوں سے صحیح ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ منکسر المزاج انسان کا کبرو غرور اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ ہے۔

کاشتہار[1] خلق بندِ محکم ست — در رہِ ایں از بندِ آہن کے کم ست
مخلوق میں شہرت، مضبوط بیڑی ہے — راہ میں یہ لوہے کی بیڑی سے کیا کم ہے

یک حکایت بشنوائے زیبا رفیق — تا بدانی شرطِ ایں بحرِ عمیق
اے اچھے ساتھی! ایک قصہ سن لے — تا کہ اس گہرے سمندر کی موافق ہوا کو تو سمجھ لے

بشنوا کنوں داستانے در مثال — تا شوی واقف بر اسرارِ مقال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے — تا کہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصہ باز رگاں کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام دادنِ طوطیِ محبوس بطوطیانِ ہندوستان

ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قیدی طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود باز رگانے اُورا طوطئے — در قفس محبوس زیبا طوطئے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی — ایک خوبصورت طوطی جو پنجرے میں قیدی تھی

چونکہ باز رگاں سفر را ساز کرد — سوئے ہندوستاں شدن آغاز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا — اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا

ہر غلام و ہر کنیزک[2] راز جُود — گفت بہر تو چہ آرم گوئے زود
ہر غلام اور لونڈی کو بطور بخشش کے — کہا، جلد بتا، تیرے لئے کیا لاؤں؟

ہر یکے ازوے مُرادے خواست کرد — جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد
ہر ایک نے اس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی — اس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغاں — کآرمت از خطہ ہندوستاں
اس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے — جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟

گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیاں — چوں بہ بینی کُن زحالِ من بیاں
اُس طوطی نے اس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں — جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا

کہ فلاں طوطی کہ مُشتاقِ شماست — از قضائے آسماں در حبسِ ماست
کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے — آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قید میں ہے

بر شما کرد اُو سلام و داد خواست — وز شما چارہ رہِ ارشاد خواست
اس نے تمہیں سلام کہا ہے انصاف کی درخواست کی ہے — اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہتی ہے

[1] اشتہار۔ مال و دولت کے ذریعہ شہرت طلبی۔ شرط سمندر کی ہوا جو جہاز کے موافق ہو۔ بحر عمیق۔ گہرا سمندر۔ اسرار سر کی جمع، راز۔ مقال، قول۔ بات، قصہ۔ پہلے سمجھایا گیا ہے کہ واصل بحق ہونیکا طریقہ فنا ہے، شہرت مانع بنتی ہے اس قصہ اور حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طوطی نے مردہ بنکر دوسری طوطی کو تعلیم اور قفس سے رہائی کا راستہ بتایا، مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی یہی تفسیر ہے، بازرگان۔ تاجر، سوداگر زیبا۔ خوبصورت۔

[2] کنیزک۔ لونڈی جود۔ سخاوت۔ نیک مرد یعنی سوداگر ارمغاں۔ تحفہ، سوغان۔ خطہ ملک، علاقہ حبس۔ قید۔ داد۔ انصاف۔ چارہ رہ۔ یعنی راہ نجات کی تدبیر۔ ارشاد رہنمائی۔

گفت میشاید کہ من در اشتیاق　　جاں دہم اینجا بمیرم در فراق
اس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں　　اس جگہ جان دیدوں اور فراق میں مر جاؤں

ایں روا باشد کہ من در بند سخت　　گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
کیا یہ جائز ہو گا کہ میں سخت قید میں ہوں　　اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

ایں چنیں باشد وفا اے دوستاں　　من دریں حبس و شما در بوستاں[1]
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے　　میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یاد آرید اے مہاں زیں مرغ زار　　یک صبوحے درمیانِ مرغزار
اے صاحبان! اس تباہ حال پرند کو یاد کر لو　　کسی صبح کو سبزہ زار میں

یاد آرید از محبتہائے ما　　حقِّ مجلسہا و صحبتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو　　ہماری ہمنشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)

یاد یاراں یار را میموں[2] بود　　خاصہ کاں لیلیٰ وایں مجنوں بود
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے　　خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو

اے حریفاں بابتِ موزونِ خود　　من قدح ہا می خورم از خونِ خود
اے دوستو (تم) اپنے حسین محبوب کے ساتھ جام نوش کر رہے ہو　　میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من　　گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
میری یاد میں ایک پیالہ شراب کا پی　　اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

یا بیادِ ایں فتادہ خاک بیز　　چونکہ خوردی جرعہ بر خاک ریز
یا اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں　　جب تو پئے، ایک گھونٹ زمین پر بہا دے

اے عجب آں عہد و آں سوگند کو　　وعدہ ہائے آں لب چوں قند کو
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں، کہاں گئیں؟　　اس شکر جیسے ہونٹ کے وعدہ کہاں گئے؟

گر فراق بندہ از بد بندگی ست　　چوں تو با بد بد کنی پس فرق چیست
اگر بندہ سے جدائی آسکی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے　　جب تو برے کیساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

اے بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ　　با[3] طرب تر از سماع بانگ چنگ
اے (خدا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے　　سارنگی کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

اے جفائے تو ز دولت خوب تر　　وانتقامِ تو ز جاں محبوب تر
اے (خدا) تیرا ظلم دنیا کی دولت سے بہتر ہے　　اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

---

[1] بوستاں۔ باغ۔ مہان۔ مہ کی جمع، سردار۔ صبوح۔ صبح کی شراب۔ مرغزار۔ چمن۔

[2] میموں۔ مبارک۔ خاصہ۔ یعنی خصوصاً جب عشق و محبت ایسا ہو جیسا لیلیٰ اور مجنوں میں تھا۔ قدح۔ پیالہ جام۔ سوگند قسم جرعہ۔ گھونٹ۔ فرق۔ چیست۔ عمر خیام نے کہا ہے۔ (شعر)

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس
فرق میان من و تو چیست بگو

[3] طرب۔ مستی۔ سماع۔ سننا۔ چنگ۔ سارنگی۔ انتقام۔ بدلہ لینا۔

نارِ تو این ست نورت چوں بود ۱ | ماتم ایں تا خود کہ سورت چوں بود
تیری آگ یہ ہے تو تیرا انور کیسا ہو گا؟ | تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی کیسی ہو گی؟

از حلاوتہا کہ دارد جورِ تو | وز لطافت کس نیابد غورِ تو
تیرا ظلم جو شیرینیاں رکھتا ہے | اور لطافت کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پا سکتا ہے

فی المثل جورت اگر عُریاں شود | گر جہان گریان بود خنداں شود
بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے | عالم اگر رو رہا ہو تو ہنسنے لگے

نالم و ترسم کہ اُو باور کند | وز ترحم جور را کمتر کند
میں روتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کر لے | اور رحم کھا کر ظلم کو گھٹا دے

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجدّ | اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد ۲
میں اس کے قہر اور مہربانی پر واقعۃً عاشق ہوں | تعجب ہے میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

عشق من بر مصدر ایں ہر دو شد | چوں نباشد عشق کز وے نیست بُد
میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے | عشق کیوں نہ ہو اس سے چارہ نہیں ہے

واللہ ار زیں خار در بُستاں شوم | ہمچو بلبل زیں سبب نالاں شوم
اللہ اگر اس خار سے (ہٹ کر) باغ میں چلا جاؤں | اس وجہ سے بلبل کی طرح نالہ کروں

ایں عجب بلبل کہ بکشاید دہاں | تا خورد اُو خار را با گلستاں
یہ عجب بلبل ہے کہ منہ پھیلائی ہے | تاکہ گلستاں کو مع کانٹے کے نگل لے

ایں نہ بلبل ایں نہنگ آتش ست | جملہ ناخوش ہا ز عشق اُو را خوش ست
یہ بلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا مگرمچھ ہے | عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اس کو گوارہ ہیں

عاشقِ کُل ست و خود کُل ست اُو | عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جو
وہ کل کا عاشق ہے اور وہ خود کل ہے | اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جویاں ہے

صفتِ اُولیِ اجنحہ ۳ طیورِ عقلِ الٰہی
عقول الٰہی کے پردار پرندوں کا ذکر

قصہ طوطی جاں زیں ساں بود | کو کسے کو محرم مرغاں بود
جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے | وہ کہاں ہے جو ان پرندوں کا محرم ہو

کو یکے مرغے ضعیفے بے گناہ | واندرونِ اُو سلیماں با سپاہ
جو کہ ایک پرند کمزور بے گناہ ہے | جس کے اندر (حضرت) سلیمان کے سپاہیوں کے ساتھ ہیں

---

۱ نار۔ یعنی ہے۔ نور۔ یعنی ثواب۔ ماتم۔ رنج۔ سور۔ مجلس سرور۔ شادی کی محفل۔ لطافت۔ باریکی۔ نزاکت غور۔ گہرائی۔ عریاں۔ منکشف، ننگا۔ ایک مومن کی تکالیف اس کے لئے کفارۂ سیات ہوتی ہے تو انجام کے اعتبار سے یہ مصائب خوشی کا سبب ہیں۔ باور کند۔ یقین کر لے کہ میرا رونا مصیبت کے ازالہ کے لئے ہے اور رحم کھا کر ستانا چھوڑ دے۔ جد۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ کوشش، واقعۃً۔

۲ ضد۔ مخالف۔ متباین مصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ یعنی ذات باری تعالیٰ جس سے قہر اور مہر کا صدور ہوتا ہے۔ خار۔ یعنی قہر ترین سبب یعنی قہر کے مہر میں تبدیل ہونے کی وجہ سے عجب بلبل۔ یعنی عاشق صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لذت ہے کل۔ یعنی ذات باری جو جامع الصفات ہے۔ عاشق خویش است۔ ہم اسی کل کے جزو ہیں۔ لہٰذا کل سے عشق گویا اپنے سے عشق ہے۔ عراقی نے کہا ہے۔ شعر

ظاہر و باطن توئی
طالب و مطلوب تو
وان دیگر قامیت
اندر ہر زبان اندختہ

۳ اجنحہ۔ جناح کی جمع۔ بازو، طائر کی جمع۔ پرند۔ عقول۔ یعنی مجرد روحیں۔ کو کجا۔ کہ اوہ محرم۔ راز دار مرغ۔ یعنی۔ روح جس کا جسم عنصری ریاضتوں سے کمزور ہو گیا ہے اور معصوم ہے اس میں حضرت سلیمانؑ اور ان کی لشکر کی قوت ہے۔

چوں بنالد زار بے شکر و گلہ　　افتد اندر ہفت گردوں غلغلہ

جب وہ بغیر شکر اور شکوے کے خوب روتا ہے　　تو ساتوں آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے

ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا　　یا ربے زو شصت لبیک از خدا

اس کے پاس ہر وقت سو پیام اور سو قاصد خدا کی جانب سے آتے ہیں　　اس کی طرف سے ایک یا رب ہوتا ہے خدا ساٹھ مرتبہ لبیک کہتا ہے

زلت او بہ ز طاعت پیشِ حق　　پیش کفرش۲ جملہ ایماں ہا خلق

اس کی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے　　اس کے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پرانے ہیں

ہر دمے او را یکے معراجِ خاص　　بر سرِ تاجش نہد حق تاجِ خاص

اس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے　　اس کے تاج پر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

صورتش بر خاک و جاں در لا مکاں　　لا مکانے فوقِ وہمِ سالکاں

اس کا جسم زمین پر ہے اور روح لا مکان میں ہے　　وہ لا مکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے

لا مکانے کہ در وہم آیدت　　ہر دمے در وے خیالے زایدت

وہ ایسا لا مکاں نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے　　ہر لحظہ اس کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو

بل مکان و لا مکاں در حکمِ او　　ہمچو در حکمِ بہشتی چار جو

بلکہ مکان اور لا مکان اس کے حکم میں ہیں　　جیسے بہشتی کے حکم میں چار نہریں

شرح ایں کوتہ کُن و رُخ زیں بتاب　　دم مزن و اللہ اعلم بالصواب

اس بات کی شرح مختصر کر دے اور اس سے رخ موڑ لے　　دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

باز میگردیم ازیں اے دوستاں　　سوئے مُرغ و تاجر ہندوستاں

اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں　　پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدنِ خواجہ در دشت طوطیاں را و پیغام رسانیدن

سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کا دیکھنا اور پیام پہنچانا

مرد بازرگاں پذیرفت ایں پیام　　کو رساند سوئے جنس۳ از وے سلام

سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا　　کہ وہ اس کے ہم جنس کو اس کا سلام پہنچا دیگا

چونکہ تا اقصائے ہندوستاں رسید　　در بیاباں طوطی چندے بدید

جب وہ ہندوستان کے حدود میں پہنچا　　اس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

مرکب استانید و پس آواز داد　　آں سلام و آں امانت باز داد

سواری روکی اور پھر آواز دی　　وہ سلام اور وہ امانت پہنچا دی

۱ نالد۔ یعنی جب اس کی روح درد فراق سے نالاں ہوتی ہے تو ملائکہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہر دمش اس کی روح سے اللہ تعالیٰ کے نامہ و پیام جاری رہتے ہیں وہ ایک بار یا رب کہتی ہے تو جناب باری کی طرف سے متعدد بار لبیک کی آواز آتی ہے۔ پیک۔ قاصد۔ شصت۔ ساٹھ۔ لبیک۔ میں حاضر ہوں۔ خدا کی طرف جب اس کی نسبت ہو تو دعا قبول کرنیکے معنی میں ہوگا۔ زلت۔ لغزش تو بہ اور استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب اور بڑھ جاتے ہیں۔ خَلَق۔ خاء اور لام کے فتحہ کے ساتھ، پرانا۔

۲ کفر۔ یعنی خلاف شریعت بات جیسے بعض اولیاء اللہ کا کلمہ سبحانی ما اعظم شانی میری ذات پاک ہے میری شان کس قدر بڑی ہے۔ معراج۔ یعنی درجات کی ترقی۔ صورت۔ جسم۔ لا مکاں۔ وہ جگہ جو مکان و زمان سے منزہ ہے۔ سالکاں۔ علماء ظاہر۔ چار جو۔ چار نہریں جو بہشت میں جنتیوں کے حکم کے تابع ہوں گی۔ پانی کی نہر۔ شہد کی نہر، دودھ کی نہر۔ شراب کی نہر۔

۳ سوئے جنس۔ یعنی دوسری طوطیں۔ اقصائے ہندوستان کی سرحد۔ مرکب سواری۔ امانت یعنی طوطی کا پیغام۔

طوطیٔ از طوطیاں لرزید و پس — اُوفتاد و زود بگسستش نفس

طوطیوں میں سے ایک طوطی کانپنے لگی اور پھر — گر پڑی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

شد پشیماں خواجہ ۱ از گفتِ خبر — گفت رفتم در ہلاکِ جانور

خبر پہنچانے سے خواجہ پریشان ہوا — اور بولا میں ایک جاندار کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر خویش ست با آں طوطیک — ایں مگر دو جسم بُود و روح یک

شاید یہ طوطی اس طوطی کی رشتہ دار ہے — شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے

ایں چرا کردم چرا دادم پیام — سوختم بیچارہ را زیں گفتِ خام

میں نے یہ کیوں کیا؟ کیوں پیغام پہنچایا؟ — اس فضول بات سے میں نے بیچاری کو جلا ڈالا

ایں زباں چوں سنگ و فم آہن وش ست — آنچہ بجہد از زباں چوں آتش ست

یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہا جیسا ہے — جو زبان سے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف — گہ ز روئے نقل و گہ از روئے لاف

خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا — کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے

زانکہ تاریکی ست ہر سو پنبہ زار — درمیانِ پنبہ چوں باشد شرار

کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے — شعلہ روئی میں کیسے رک سکتا ہے؟

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند — وز سخنہا عالمے را سوختند

وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لیں — اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

عالمے را یک سخن ویراں کند — روبہانِ مردہ را شیراں کند

ایک بات، جہان کو ویران کر دیتی ہے — مردہ لومڑیوں کو شیر بنا دیتی ہے

جانہا در اصل ۲ خود عیسیٰ دم اند — یکزماں زخم اند و دیگر مرہم اند

روحیں اپنی اصل میں (حضرت) عیسیٰ کا سا دم رکھتی ہیں — ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مرہم ہیں

گر حجاب از جانہا بر خاستے — گفت ہر جانے مسیح آساستے

اگر روحوں سے پردہ اٹھ جائے — تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

گر سخن خواہی کہ گوئی چوں شکر — صبر کن زیں حرص و ایں حلوا مخور

اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے — (تب بھی) اس حرص سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا

صبر ۳ باشد مشتہائے زیرکاں — ہست حلوا آرزوئے کودکاں

عقلمندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے — حلوا کھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

---

۱ خواجہ۔ یعنی سوداگر۔ سنگ پتھر۔ فم۔ منہ۔ گزاف۔ بیہودہ بات۔ لاف شیخی۔ تاریکی، یعنی دلوں کی تاریکی۔ پنبہ۔ روئی۔ شرار۔ یعنی اسرار توحید تاریک دل عوام کے سامنے بیان کرنا تباہی اور بربادی کا سبب ہے چشماں۔ یعنی وہ لوگ جو دل کے اندھے ہیں۔ اور مدعی ہیں غلط انداز سے اسرار کی باتیں کرکے عالم میں فساد برپا کرتے ہیں۔ روبہان۔ مردہ مردہ لومڑیاں تنزی صر۔ لوگ جو دین کی باتوں پر اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔

۲ اصل۔ فطرت۔ عیسیٰ دم۔ وہ لوگ جنکی پھونک میں وہ اثر ہو جو حضرت عیسیٰ کے دم کر دینے میں تھا کہ بیمار اچھے ہو جاتے تھے گفت۔ گفتار۔ بات آسا۔ مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی حجاب رفع کرنیکی ترکیب ہے حلوا۔ یعنی جسمانی لذت کی باتیں۔

۳ صبر۔ صاد کے فتحہ سے ضبط نفس، کسر خواہش اور صاد کے کسرہ سے بمعنی ایلو جو ایک کڑوی دوا ہے۔ مشتہی وہ چیز جسکوں دل چاہے۔

ہر کہ صبر آورد گردوں بر رود | ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود
جو صبر اختیار کر لیتا ہے آسمان سے بلند ہو جاتا ہے | جس نے حلوا کھایا وہ لوٹ جاتا ہے

تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ
شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ کے قول کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خوں میخور | کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگبیں باشد
اے عقلمند! تو صاحب دل ہے مٹی میں خون پے جا | اس لئے کہ صاحب دل اگر زہر کھاتا ہے وہ شہد بنجاتا ہے

صاحب دل را ندارد آں زیاں | گر خورد اُو زہر قاتل راعیاں
صاحب دل کو نقصان نہیں پہنچتا ہے | اگرچہ وہ صاف طور پر قاتل زہر کھائے

زانکہ صحت یافت وز پرہیز رست | طالب مسکیں میان تپ درست
اسلئے کہ صحتیاب ہو گیا ہے اور پرہیز سے نجات پا گیا ہے | اور مسکین طالب بخار میں مبتلا ہے

گفت پیغمبر کہ اے طالب جری | ہاں مکن با ہیچ مطلوبے مری
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ (اے گستاخ مرید) | کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر

گفت احمد گرنمی خواہی زلل | ہیں مکن با ہیچ مطلوبے جدل
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے | ہرگز کسی مرشد سے جھگڑا نہ کر

ورتو نمرودی ست آتش در مرو | رفت خواہی اوّل ابراہیم شو
اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا | اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیم بن

چوں نئی مساح نے دریائیے | در میفگن خویش از خود رائیے
جبکہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی | خود سری سے اپنے آپ کو دریا میں نہ ڈال

اُو ز قعر بحر گوہر آورد | از زیانہا سُود برسر آورد
وہ دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے | نقصانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود | ناقص ار زر برد خاکستر شود
کامل انسان اگر خاک لے لے سونا ہو جائے | ناقص اگر سونا لے لے خاک ہو جائے

دست ناقص دست شیطان و دست دیو | زانکہ اندر دام تلبیس ست و ریو
ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے | کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے

چوں قبول حق بُود آں مرد راست | دست اُو در کارہا دست خداست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لئے | کاموں میں اس کا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہے

---

۱ ہر کہ۔ صبر کرنیوالوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور لذائذ جسمانی سے انسان کے مراتب کا تنزل ہوتا ہے۔ تو صاحب نفسی۔ یعنی ناقص لوگوں کے لئے جو باتیں مضر ہیں درجہ کمال پر پہنچ کر مضر نہیں رہتی ہیں۔ آں۔ یعنی زہر۔ عیاں۔ برملا، کھلم کھلا۔ زانکہ۔ بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحت یاب ہونے پر وہ مضر نہیں رہتیں بلکہ مفید ہوتی ہی۔ طالب جو علم معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ مری۔ لڑائی جھگڑا۔ مطلوب۔ یعنی مرشد کامل احمد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کوئی حدیث نہیں ہے مفہوم ایک درجہ میں صحیح ہے۔ زلل۔ لغزش۔ جدل جھگڑا، بحث۔

۲ مطلوب۔ یعنی مرشد راہنما۔ نمرود وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈلوایا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بنگئی تھی یعنی نمرودی صفات ہیں تو آگ، آگ ہے اور اگر تم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کر لو تو تمہارے لئے آگ گلزار ہے۔

۳ سباح۔ تیراک۔ یعنی کسی کمالات۔ دریائی۔ دریا کا رہنے والا، یعنی جسمیں ویسی کمالات ہوں۔ از زیانہا۔ یعنی ناقص جو چیزیں اور باتیں مضر ہیں کامل ان سے نفع اٹھا لیتا ہے۔ ناقص۔ وہ پیر جو معرفت سے خالی ہے۔ تلبیس۔ دھوکہ دنیا۔ ریو۔ مکر۔ قبول۔ مقبول۔ مرد راست۔ راست مباز شیخ۔

جہل آید پیش اُو دانش شود — جہل شد علمیکہ در ناقص رود

اس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بنجاتا ہے — جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بنجاتا ہے

ہرچہ گیرد علّتی ۱ علّت شود — کفر گیرد کاملے ملّت شود

بیمار جو لیتا ہے، بیماری بنجاتی ہے — کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بنجاتا ہے

اے مرے کردہ پیادہ با سوار — سر نخواہی بُرد اکنوں پائے دار

اے پیدل! تو سوار سے لڑتا ہے — سنبھل کہ تو اب سر سالم نہ لیجائے گا

تعظیم کردنِ ساحراں موسیٰ راکہ اوّل تو عصا بینداز

جادوگروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعظیم کرنا کہ پہلے آپ لاٹھی ڈالئے

ساحراں در عہد فرعون لعیں — چوں مرے کردند با موسیٰ زکیں

ملعون فرعون کے زمانہ میں جادوگروں نے — کینہ وری کی وجہ سے جب (حضرت) موسیٰ سے جھگڑا کیا

لیک موسیٰ رامُقدّم داشتند — ساحراں اُورا مکرّم ۲ داشتند

لیکن (حضرت) موسیٰ کو آگے کیا — جادوگروں نے ان کو معزز مانا

زانکہ گفتندش کہ فرماں آنِ تُست — گرتو میخواہی عصا بفکن نُخست

اسلئے کہ انہوں نے انسے کہا کہ آپ صاحب فرمان ہیں — اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں

گفت نے اوّل شما اے ساحراں — افگنید آں مکر را اندر میاں

انہوں نے فرمایا اے جادوگرو نہیں پہلے تم — وہ شعبدہ دکھاؤ

ایں قدر تعظیم دیں شاں راخرید — وز مرِے آں دست وپاہاشاں بُرید

دین کی اسقدر تعظیم نے ہی انہیں خرید لیا — اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے

ساحراں چوں قدرِ اُو بشناختند — دست و پا در جرم آں در باختند

جادوگروں نے جب ان کا مرتبہ پہچان لیا — اس جرم میں ہاتھ اور پیر ہار بیٹھے

لقمہ ونکتہ ست کامل ۳ را حلال — تو نۂ کامل مخور، می باش لال

نوالہ اور نکتہ کامل کے لئے حلال ہے — تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، گونگا بنجا

تو چو گوشی اُو زباں نے جنس تو — گوشہا را حق بفرمود اَنصِتُوا

تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے — کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو

کودک اوّل چوں بزاید شیر نوش — مُدّتے خامُش بُود اُو جملہ گوش

بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے — ہمہ تن کان بنکر ایک مدت تک چپ رہتا ہے

---

۱ علّتی۔ بیمار۔ علت۔ بیماری۔ ملت۔ دین، شریعت۔ پیادہ پیدل، یعنی مرد ناقص۔ سوار۔ یعنی مرد کامل۔ پائے داشتن۔ ثابت قدم رہنا ساحر۔ جادوگر، شعبدہ باز۔ مرے۔ اماہ ہے مراء کا۔ جھگڑا مقابلہ، اختلاف مقدم۔ آگے۔

۲ مکرم۔ باعزت، معزز۔ آن۔ ملکیت۔ عصا۔ لاٹھی۔ مکر یعنی جادوگری، شعبدہ بازی ایں قدر۔ ساحروں نے حضرت موسیٰ کی تعظیم بھی کی اور انسے مقابلہ بھی کیا، تعظیم کے نتیجہ میں تو وہ خود مومن ہو گئے اور مقابلہ کی گستاخی کی وجہ سے انجام کار ان کے ہاتھ پیر کٹے۔ ساحراں۔ ساحر جب حضرت موسیٰ کے معتقد ہو گئے تو اپنی گستاخی کی بخوشی سزا بھگتنے پر آمادہ ہو گئے ورنہ کسی حیلہ سے فرعون سے نجات پا سکتے تھے۔

۳ کامل یعنی تکمیل مراتب کے بعد لذائذ کا استعمال اور تصوف کے باریک مسائل کا بیان جائز ہے۔ سالک کے لئے ترک لذائذ ضروری ہے اور اس کو مسائل تصوف پر کلام کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ لال۔ گونگا۔ تو ناقص، کا کام سننا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ کان کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے۔ او یعنی۔ مرد کامل۔ کودک۔ بچہ۔ ایک عرصہ تک سنتا ہے پھر بولتا ہے۔

مُدّتے می بایدش لَب دوختن ‏ ‏ از سخن گویاں سخن آموختن
اُس کو ایک مدت تک ہونٹ سینے چاہئیں ‏ ‏ بات کرنیوالوں سے بات سیکھنی چاہئے

تا نیا ۱ موزد نگوید صد یکے ‏ ‏ وَر بگوید حشو گوید بے شکے
جب تک سیکھ نہیں لیتا سو میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہے ‏ ‏ اگر بولتا ہے تو بلاشبہ بیکار بولتا ہے

وَرنباشد گوش تی تی می کند ‏ ‏ خویشتن را گنگِ گیتی می کند
اگر کان نہوں تو تی تی کرتا ہے ‏ ‏ اپنے کو تمام عمر کے لئے گونگا بنا لیتا ہے

کرِّ اصلی کش نبوْد آغاز گوش ‏ ‏ لال باشد کے کُند در نُطق جوش
مادر زاد بہرا جس کے شروع سے کان نہوں ‏ ‏ گونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کب کرتا ہے

زانکہ اوّل سمع ۲ باید نُطق را ‏ ‏ سوئے مَنطِق از رہِ سمع اندرا
اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہیے ‏ ‏ بولنے کی جانب سننے کے راستے سے اندر آ

اُدْخُلُوا الْاَبْیَاتَ مِنْ اَبْوَابِھَا ‏ ‏ وَاطْلُبُوْا الْاَرْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِھَا
گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو ‏ ‏ رزقوں کو ان کے ذرائع سے تلاش کرو

نُطق کاں موقوفِ راہِ سمع نیست ‏ ‏ جُز کہ نطقِ خالقِ بے طمع نیست
وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے ‏ ‏ بے نیاز، اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ نہیں ہے

مُبدِع ۳ است و تابعِ اُستاد نہ ‏ ‏ مُسنِدِ جملہ وُرا اِسناد نہ
وہ موجود ہے اور کسی استاد کے تابع نہیں ہے ‏ ‏ سب کو سہارا دینے والا ہے اس کو سہارے کی ضرورت نہیں ہے

باقیاں ہم در حرف ہم و در مقال ‏ ‏ تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال
باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں ‏ ‏ استاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

زیں سخن گر نیستی بیگانۂ ‏ ‏ دلق و اشکے گیر در ویرانۂ
اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے ‏ ‏ کسی ویرانے میں گدڑی اور اشکباری اختیار کر

زانکہ آدمؑ زاں عتاب از اشک رَست ‏ ‏ اشکِ تر باشد دَمِ توبہ پرست
اسلئے کہ آدم (علیہ السلام) اس عتاب سے آنسوں سے بچے ‏ ‏ اشکِ تر توبہ کرنے والے کیلئے ایک (موثر) تدبیر ہے

بہرِ گریہ آدمؑ آمد بر زمیں ‏ ‏ تا بوَد گریاں و نالاں و حزیں
آدم (علیہ السلام) رونے کے لئے زمین پر آئے ‏ ‏ تاکہ روئیں اور چلائیں اور غمگین ہوں

آدمؑ از فردوس و از بالائے ہفت ‏ ‏ پائے ماچاں از برائے عذر رَفت
آدم (علیہ السلام) جنت اور سات آسمانوں پر سے ‏ ‏ ایک پیر پرکن پکڑی کرتے ہوئے عذر کیلئے چلے

---

۱ تا نیامُوزد۔ بچہ جب تک تعلیم مکمل نہیں کر لیتا ہے اس وقت تک خاموشی سے سنتا ہے۔ اور اگر بولتا بھی ہے تو غلط سلط بول جاتا ہے۔ ورنباشد جو مادر زاد بہرا ہوتا ہے۔ وہ گونگا بھی ہوتا ہے اس کو بولنا نہیں آتا۔ تی تی۔ یعنی گونگے کی تتلاہٹ گنگ۔ گونگا۔ گیتی۔ زمانہ۔ مدت العمر۔ کرِ اصلی۔ مادر زاد بہرا۔ لال گونگا۔

۲ سمع۔ سننا۔ نُطق گویائی۔ منطِق بولی گفتگو۔ اندر آ یعنی تقاضائے فطرت یہی ہے کہ پہلے سنو اور جب خوب سیکھ جاؤ تب بولو۔ اُدخلو یعنی ہر کام کو اس کے طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔ نطق خدا کی گویائی سننے کی محتاج نہیں ہے، انسان کی گویائی لامحالہ سننے کے بعد ہے۔

۳ مُبدِع۔ ایجاد کرنیوالا تابع۔ پیروی کرنیوالا مُسنِد۔ سہارا دینے والا۔ اسناد، ٹیک، سہارا، حرف۔ حا کے کسرہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ حرفہ کی جمع ہے، پیشہ، دستکاری۔ دلق۔ باطن کی تکمیل کا یہ طریقہ ہے کہ گدڑی پہنکر ویرانے میں آہ و زاری کرو۔ عتاب غصہ۔ حضرت آدمؑ کو ان کی آہ و زاری اور اشکباری نے نجات دلائی تھی اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ پائے۔ ماچاں۔ فقراء میں ایک سزا کی نوعیت ہے جب کسی سے کوئی قصور ہو جاتا ہے تو اس کو ایک پیر پر جوتیوں میں کھڑا کیا جاتا ہے اور کان پکڑوائے جاتے ہیں۔

گر ز پشتِ آدمی وز صُلب اُو
اگر تو آدم (علیہ السلام) کی پشت اوران کی کمر سے ہے
در طلب می باش ہم در طلبِ ۱ اُو
جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

ز آتش دل و آب دیدہ نقل ساز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چبینا تیار کر
بُوستاں از ابر و خورشید ست تاز
باغ ابر اور آفتاب سے تازہ ہے

تو چہ دانی ذوق آب اے شیشہ دل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے
زانکہ ہمچوں خرشدی تو پا بہ گل
اس لئے کہ تو گدھے کی طرح دھنسا ہوا ہے

تو چہ دانی ذوقِ آب دیدگاں
تو آنکھوں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے
عاشق نانی تو چوں نادیدگاں
تو ندیدوں کی طرح روٹی کا عاشق ہے

گر تو ایں ۲ انباں زناں خالی کنی
اگر تو اس تھیلے کو روٹی سے خالی کر لے
پُرز گوہر ہائے اجلالی کنی
انوار کے موتیوں سے پر کر لے

طفلِ جاں از شیرِ شیطاں باز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دودھ سے روک
بعد از آنش با مَلک انباز کن
اس کے بعد اس کو فرشتوں کا ساتھی بنا لے

تا تو تاریک و ملول و تیرۂ
جب تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے
داں کہ با دیو لعیں ہمشیرۂ
سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

لقمۂ کاں نورِ افزود و کمال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے
آں بُوَد آوردہ از کسبِ حلال
وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

روغنے کاید چراغ ما کُشد
وہ تیل جو آتے ہی ہمارا چراغ بجھا دے
آب خوانش چوں چراغے را کُشد
چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہو

علم و حکمت زاید از لقمہ حلال
حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے
عشق و رقّت ۳ زاید از لقمہ حلال
عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے

چوں ز لقمہ تو حسد بینی دوام
جب تو دیکھے کہ لقمہ سے ہمیشہ حسد اور مکر
جہل و غفلت زاید آنرا داں حرام
جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اس کو حرام سمجھ

ہیچ گندم کاری و جو بر دہد
کبھی (ایسا ہوا ہے) کہ تو نے گیہوں بوئے اور جو پیدا ہوئے
دیدۂ اسپے کہ کرّہ خر دہد
تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ جنا ہو؟

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں
لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
لقمہ سمندر ہے اور اس کے موتی خیالات ہیں

---

۱ طلبؔ۔ جماعت تا کے ساتھ بھی مستعمل ہے صُلبؔ۔ پشت۔ نقل۔ چبینا۔ ابر۔ یعنی جس طرح باغ کا نشو ونما اور تازگی ابر کے پانی اور آفتاب کی گرمی سے ہے اسی طرح انسانی کی تر وتازگی آب دیدہ اور عشق کی گرمی سے ہے۔ گل۔ مٹی۔

۲ انباں۔ تھیلہ یعنی پیٹ۔ گوہر اجلالی۔ انوارِ معرفت۔ ملک۔ فرشتہ انباز۔ شریک۔ کسب حلال۔ جائز کمائی۔ روغنے۔ یعنی جو تیل تو چراغ بجھائے وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے

۳ رقّت۔ یعنی قلب کی نرمی۔ کاری۔ کاشتن۔ بمعنی بونا کا صیغہ واحد مخاطب ہے۔ بر۔ پھل۔ کرّہ۔ کاف کے ضمہ سے گھوڑے یا گدھے کا بچہ۔

زاید از لقمۂ[1] حلال اندر دہاں — میل خدمت عزم رفتن آں جہاں
منہ میں حلال لقمہ سے پیدا ہوتا ہے — عبادت کا رجحان (اور) اس جہاں (آخرت) میں جانے کا پختہ ارادہ

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور — در دل پاک تو و در دیدہ نور
اے سردار! حلال لقمہ سے حضوری پیدا ہوتی ہے — تیرے پاک دل اور آنکھوں میں نور (پیدا ہوتا ہے)

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا — بحث بازرگان و طوطی کن بپا
اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے — سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

بازگفتن بازرگاں طوطی آنچہ در ہندوستاں دیدہ بود
سوداگر کا پھر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

کرد بازرگاں تجارت را تمام — باز آمد سوئے منزل[2] شادکام
سوداگر نے تجارت مکمل کر لی — اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر غلامے را بیاورد ارمغاں — ہر کنیزک را بہ بخشید اونشاں
ہر غلام کے لئے سوغات لایا — اس نے ہر کنیز کو ایک نشانی دی

گفت طوطی ارمغانِ بندہ کو — آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو
طوطی بولی بندی کا تحفہ کہاں ہے؟ — جو تو نے دیکھا اور جو کہا وہ بھی بیان کر

گفت نے من خود[3] پشیمانم ازاں — دست خود خایاں و انگشتاں گزاں
وہ بولا نہیں میں اس سے خود شرمندہ ہوں — اپنے ہاتھ کو چبا رہا ہوں اور انگلیوں کو کاٹتا ہوں

کہ چرا پیغام خامے از گزاف — بردم از بیدانشی و از نشاف
کہ کیوں لغویت سے بیکار پیغام — میں لے گیا، بے عقلی اور غلطی سے؟

گفت اے خواجہ پشیمانی ز چیست — چیست ایں کیں خشم و غم را مقتضی سیت
اُس نے کہا اے خواجہ! کس بات سے شرمندگی ہے؟ — کونسی بات ہے جو غصہ اور غم کی متقاضی ہے

گفت، گفتم آں شکایتہائے تو — با گروہِ طوطیاں ہمتائے تو
اُس نے کہا میں نے تیری شکایتیں بتائیں — تیری ہم جنس طوطیوں کو

آں یکے طوطی ز دردت بوئے برد — زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد
ایک طوطی کو تیرے درد کا احساس ہوا — اس کا پتہ پھٹا کپکپائی اور مر گئی

من پشیماں گشتم ایں گفتن چہ بود — لیک چوں گفتم پشیمانی چہ سود
میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی — لیکن جب کہہ چکا تو شرمندگی سے کیا فائدہ؟

[1] لقمہ۔ یعنی انسان جس طرح کی غذا کھائیگا۔ ویسے ہی خیالات پیدا ہوں گے۔ خدمت۔ اطاعت۔ بندگی۔ مہ سردار حضور دل کی توجہ، محویت۔ کیا۔ بزرگ، بڑا۔

[2] منزل۔ وطن شادکام با مقصد خوش۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ نشان۔ علامت، نشانی۔

[3] پشیماں۔ شرمندہ خایاں۔ چباتا ہوا۔ گزاں کاٹتا ہوا۔ نشاف۔ بے عقلی غلطی کیں۔ کہ ایں مقتضی باعث، موجب ہمتا۔ برابر، ہم جنس بوئے بردن معلوم کر لینا۔ محسوس کرنا، زہرہ۔ زاء کے فتحہ کے ساتھ پتہ جگر۔

نکتۂ ۱ کاں جست ناگہ از زباں ہمچو تیرے داں کہ جست آں از کماں
جو بات اچانک زبان سے نکل گئی اس کو اس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جائے

وانگردد از رہ آں تیر اے پسر بند باید کرد سیلے را ز سر
اے بیٹا! وہ تیر راستہ سے واپس نہیں آ سکتا سیلاب کو ابتدا ہی سے بند کرنا چاہیے

چوں گذشت از سر جہانے را گرفت گر جہاں ویراں کند نبود شگفت
جب پانی سر سے گزر گیا اس نے دنیا کو گھیر لیا اگر دنیا کو ویران کر دے تو کوئی تعجب نہ ہوگا

فعل را در غیب اثر ہا زادنی ست واں موالیدش بحکم خلق نیست
غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونے والے ہیں اور اس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے نہیں ہیں

بے شریکے جملہ مخلوق خدا ست آں موالید ار چہ نسبت شاں بما ست
بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں تمام نتیجے اگرچہ انکی نسبت ہماری طرف ہے

زید پرانید تیرے سوئے عمر عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
زید نے عمرو کی طرف تیر چلایا اور اس کے تیر نے عمرو کو تیندوے کی طرح دبوچ لیا

مدتِ سالے ہمی زاید درد دردہا را آفریند حق نہ مرد
سال بھر درد ہوتا رہا دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

زیدِ رامی آندم ار مرد از وجل دردہا می زاید آنجا تا ۲ اجل
اگر تیر چلانے والا زید خوف سے اسی وقت مر گیا اس جگہ مرنے تک درد پیدا ہوتے رہیں گے

زاں موالید وجع چوں مرد اوٗ زید را ز اول سبب قتال گو
جب وہ درد کے ان نتیجوں سے مر گیا زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قاتل کہو

آں وجعہا را بدو منسوب دار گرچہ ہست آں جملہ صنع کردگار
ان دردوں کو اس کی طرف منسوب کر اگرچہ وہ سب اللہ کی کار فرمائی ہے

ہمچنیں کسب و دم و دام جماع آں موالید ست حق ار مستطاع
اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

بستہ درہائے موالید از سبب چوں پشیمان شد ولی از دست رب
سبب سے نتیجوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہوتا ہے

اولیاء ۳ را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز آرندش ز راہ
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے (کردہ) چھوٹے ہوئے تیر کو راستہ سے واپس لے آتے ہیں

۱ نکتۂ۔ بات۔ سیل۔ بہاؤ شگفت۔ عجب۔ فعل۔ یعنی ہر انسان کے عمل کا عالم غیب میں اثر و نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ زادنی۔ پیدا ہونے کے لائق موالید۔ مولود کی جمع ہے، نتیجہ۔ اثر بے شریک خدا کی صفت ہے۔ نمر تیندوا، فہد، ان دونوں شعروں میں خدا کے افعال کی بندوں کی طرف مجازاً منسوب کئے جانیکی مثال ذکر کی ہے۔ رامی۔ تیرانداز، وجل۔ خوف
۲ تا اجل۔ یعنی عمرو کے مرنے تک، تو معلوم ہوا کہ درد کا خالق اللہ ہے۔ نہ کہ زید ورنہ زید کے مرنے پر درد ختم ہو جاتا، دم۔ مکر، تدبیر۔ مستطاع، مقدور۔ ولی۔ یعنی اللہ کا دوست جب کبھی اپنے کسی فعل پر شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے پیدا ہونیوالے نتائج کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور اس سبب پر نتائج مرتب نہیں ہوتے ہیں۔
۳ اولیاء ولی کی جمع ہے ولی وہ شخص ہے جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ کی ذات و صفات کی معرفت طاعات کی بجا آوری محرمات سے اجتناب تیر جستہ کمان سے چلے ہوئے تیر کو واپس کر سکتے ہیں۔ اولیاء کی کرامت حق ہے۔

۱۲

گفتہ نا گفتہ کُند از فتح باب[۱] | تا ازاں نے بیخ سوز و نے کباب
دروازہ کھلا ہوا ہونے کی وجہ سے وہ کہے ہوئے کو نہ کہا ہوا کر دے | تا کہ اس سے تیخ جلے نہ کباب

از ہمہ دلہا کہ آں نکتہ شنید | آں سخن را کرد محو و ناپدید
ان تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے | اس بات کو محو اور نابود کر دے

گرت بُرہاں باید و حُجت مہا | از نُبے خواں آیۃ او ننسہا
اے بزرگ! اگر تجھے حجت اور دلیل چاہیے | قرآن میں سے آیت او ننسہا پڑھ لے

آیۃ انسوکم ذکری بخواں | قوتِ نسیان نہادن شاں بداں
انسوکم ذکری آیت پڑھ لے | اور ان میں بھلانے کی قوت پیدا کیے جانے کو سمجھ لے

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادرند | بر ہمہ دلہائے خلقاں قاہرند
چونکہ وہ یاد دلانے اور بھلانے پر قادر ہیں | تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

چوں بہ نسیاں بست اُو راہ نظر | کار نتواں کرد ور باشد ہنر
جب اس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور و فکر کی راہ بند کر دی | کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

خِلْتُمُو سُخْرِیَۃ اَھْلَ السُّمُوْ | از نُبے خوانید تا اَنْسَوْکُم
مرتبہ والوں کو تم نے مذاق بنایا | انسوکم تک قرآن میں پڑھو

صاحب دہ بادشاہ جسمہا ست | صاحب دل شاہ دلہائے شما ست
شہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے | تمہارے دلوں کا بادشاہ اہل دل ہے

فرع[۲] دید آمد عمل بے ہیچ شک | پس نباشد مردم الّا مردُمک
بلاشک عمل دیکھنے کی شاخ ہے | تو انسانی پتلی کے سوا کچھ نہ ہوگا

مردمش چوں مردمک دیدند خُرد | در بزرگی مردمک کس پے نبرد
لوگوں نے اس کو پتلی کی طرح حقیر سمجھا | پتلی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

من تمام ایں رانیارم گفت زاں | منع می آید ز صاحب مرکزاں
میں ان کو پورا نہیں بتا سکتا کیونکہ | مرکز والوں کی طرف سے اس کی ممانعت ہوتی ہے

چوں فراموشی خلق و یادِ شاں | با وے ست و میرسد فریادِ شاں
چونکہ لوگوں کی بھول اور ان کی یاد | اس سے متعلق ہے اور وہ انکی فریاد کو پہنچتا ہے

صد ہزاراں نیک و بد را آں بہی[۳] | می کند ہر دم ز دلہا شاں تہی
وہ باکمال لاکھوں اچھے اور برے (خیالات رات کو) | انکے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

۱ فتح باب۔ اولیاء اللہ کے قرب کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ گرت۔ اگر ترا۔ مہا۔ اے مہ۔ اے سردار۔ نبے۔ قرآن مجید او ننہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا نہیں منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا بھلاتے ہیں۔ اس کو مگر یہ کہ لاتے ہیں بہتر اس سے خذتمو قرآن پاک میں ہے فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری یعنی تم نے ان نیک لوگوں کا مذاق اڑایا تو انہوں نے تمہارے دلوں سے میری یاد بھلا دی صاحب دہ دنیاوی بادشہ جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ دلوں پر فرماں روائی کرتے ہیں۔

۲ فرع۔ شاخ یعنی علم کے بعد عمل ہے، اور علم کا ذریعہ آنکھ ہے تو انسان دراصل پتلی کا نام ہے لیکن لوگ اس کو ایک چھوٹی چیز سمجھتے ہیں۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے بظاہر وہ معمولی انسان ہیں لیکن ان کے کارنامے عظیم الشان ہیں۔ صاحب مرکز۔ یعنی بڑے اولیاء اللہ۔

۳ بہی۔ با، کا فتحہ با کمال یعنی بزرگ رات کے اوقات میں متعلقین کے خیالات پر تصرف کرتے ہیں۔

روز[1] دلہا را ازاں پُر میکنُد — آں صدفہا را پُراز دُر میکند
دن میں دلوں کو ان (خیالات) سے پُر کرتا ہے — ان سیپوں کو موتیوں سے پُر کرتا ہے

آں ہمہ اندیشہ پیشا نہا — می شناسند از ہدایت جانہا
تمام گذشتہ خیالات کو — (اولیاء کی) روحیں پہچان لیتی ہیں اللہ کی رہنمائی کی وجہ سے

پیشہ و فرہنگِ تو آید بتو — تا درِ اَسباب بکشاید بتو
تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں — تاکہ تجھ پر اسباب کا دروازہ کھول دیں

پیشۂ زرگر بآ ہنگر نشُد — خوئے ایں خوشخو بداں منکر نشُد
سنار کا پیشہ، لوہار کے لئے نہیں ہوتا ہے — اس خوش اخلاق کی عادت اس منکر کی طرف نہیں جاتی ہے

پیشہا و خُلقہا[2] ہمچوں جہیز — سوئے خصم آیند روزِ رُستخیز
پیشے اور اخلاق سامان سفر کی طرح — قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

صورتے کاں برنہادت غالب ست — ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے — اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

پیشہا و خُلقہا از بعدِ خواب — واپس آید ہم بخصم خود شتاب
پیشے اور اخلاق سونے کے بعد — اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹ آتے ہیں

پیشہا[3] و اندیشہا در وقتِ صبح — ہم بدانجا شد کہ بُود آں حُسن و قبح
پیشے اور خیالات صبح کے وقت — اسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ حسن اور قبح کا سبب تھے

چوں کبوتر ہائے پیک از شہر ہا — سوئے شہرِ خویش آرد بہر ہا
نامہ بری کے کبوتروں کی طرح، شہروں سے — اپنے شہر کی جانب (نامہ و پیام کے) حصے لاتے ہیں

ہر چہ بینی سوئے اصلِ خود رود — جزو سوئے کُلّ خود راجع شود
تو جس چیز کو دیکھیگا اپنی اصل کی طرف جاتی ہے — جزو اپنے کل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدنِ آں طوطی حرکت آں طوطی را و مُردن او و نوحۂ خواجہ براُو

طوطی کا اُس طوطی کی حرکت کو سننا اور اس کا مر جانا اور مالک کا اس پر رونا

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہ کرد — ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
جب اس پرندے نے سنا کہ اس طوطی نے کیا کیا — وہ بھی کپکپایا اور گرا اور ٹھنڈا ہو گیا

خواجہ چوں دیدش فتادہ ایں چنیں — بر جہید و زد کُلہ را بر زمیں
مالک نے جب اس کو اس طرح پڑا ہوا دیکھا — تڑپ گیا اور ٹوپی زمین پر پٹخ دی

[1] روز۔ دن میں اپنی توجہ کے ذریعہ دلوں میں بہترین خیالات پیدا کر کے دلوں کے سیپوں کو موتیوں سے پُر کرتے ہیں۔ آں ہمہ۔ شیخ اپنی قوت باطنی سے مرید کے پہلے خیالات اور وساوس کو جان جاتا ہے۔ در اسباب۔ پیشہ اور ہنر کمائی کا ذریعہ اور سبب ہے

[2] خلق۔ اخلاق۔ جہیز سامان سفر۔ خصم۔ یعنی وہ شخص جس کے وہ اخلاق ہیں۔ روز رستخیز۔ روز قیامت۔ نہاد۔ طبیعت۔

[3] پیشہا۔ صبح ہوتے ہی وہ پیشے اور خیالات۔ ان اشخاص تک پہنچ جاتے ہیں۔ جن کے لئے وہ اچھائی یا برائی کا سبب ہوتے ہیں۔ بہر۔ حصہ یعنی وہ نامہ بر کبوتر اپنے حصہ کی خبریں لے کر اپنے شہر کو لوٹتے ہیں۔ گشت۔ سرد۔ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

چوں بدیں رنگ وبدیں حالش بدید　　خواجہ برجست وگریباں رادرید
جب اُس کو اس حالت اور اس رنگ میں دیکھا　　مالک تڑپا اور گریباں چاک کر لیا

گفت اے طوطی خوب خوش جبیں　　ہے چہ بودت ایں چرا گشتی چنیں
بولا کہ اے حسین اور اچھی پیشانی والی طوطی　　ہائے، تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہو گئی؟

اے دریغا مرغ خوش آوازِ من　　اے دریغا ہمدم و ہمرازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے　　ہائے افسوس! میرے ساتھی اور میرے ہمراز

اے دریغا مرغِ خوش الحانِ من　　راحِ روح وروضۂ ۱رضوانِ من
ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند　　میری روح کی راحت اور میری جنت

گر سلیمان راچنیں مرغے بُدے　　کے دگر مشغول آں مُرغاں شدے
اگر (حضرت) سلیمان کے پاس ایسا پرند ہوتا　　وہ پھر کب ان پرندوں میں مصروف ہوتے؟

اے دریغا مُرغ کارزاں یافتم　　زود رُواز روے اُو برتافتم
ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے سستا خریدا　　بہت جلد میں نے اس کے دیدار سے منہ موڑ لیا

اے زُباں تو بس زیانی مر مرا　　چوں توئی گویا چہ گویم مر ترا
اے زبان! تو سراسر میرا نقصان ہے　　تو ہی چونکہ بات کرنیوالی ہے تجھے کیا کہوں؟

اے زُباں ہم ۲ آتش وہم خرمنی　　چند ایں آتش دریں خرمن زنی
اے زبان! تو آگ بھی ہے اور خرمن بھی　　کب تک اس خرمن میں تو آگ لگاتی رہے گی؟

در نہاں جاں از تو افغاں میکُند　　گرچہ ہرچہ گوئیش آں میکُند
پوشیدہ طور پر جان تجھے فریاد کرتی ہے　　اگرچہ تو اس سے جو کہتی ہے وہ وہی کرتی ہے

اے زُباں ہم گنج بے پایاں توئی　　اے زُباں ہم رنج بے درماں توئی
اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے　　اے زبان! لا علاج مرض بھی تو ہے

ہم ۳ صفیر وخُدعۂ مُرغاں توئی　　ہم انیس وحشت ہجراں توئی
سیٹی بجانیوالی اور پرندوں کے لئے دھوکے کا سبب تو ہے　　ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تھی تو ہے

ہم خفیر و رہبرِ یاراں توئی　　ہم بلیس وِ ظلمت کفراں توئی
دوستوں کی رہبر اور قاصد بھی تو ہے　　شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے

چند امانم میدہی اے بے اماں　　اے تو زہ کردہ بکین من کماں
اے بے امان! تو مجھے کب امن دیگی؟　　اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمان پر چلہ چڑھا رکھا ہے

---

۱ رضواں۔ داروغہ جنت کا نام ہے۔ سلیمان۔ حضرت سلیمان پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔ اسی لئے پرندوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دریغا۔ حسرت، افسوس، اس میں الف ندبہ کا ہے۔ اے زبان، یعنی میری زبان سے مجھے یہ نقصان پہنچا۔ نہ میں مرنے والی طوطی کا قصہ سناتی نہ میری طوطی مرتی لیکن میں زبان کا شکوہ کیا کروں، جبکہ یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا کر رہی ہے۔

۲ ہم آتش زبان ذخیرہ کرتی ہے اور زبان ہی اس کو تباہ کرتی ہے۔ درنہاں۔ انسان کی تباہی زبان کی بدولت ہوتی ہے، زبان دے کر انسان کو بسا اوقات خلاف مزاج کام کرنا پڑتا ہے۔ گنج۔ زبان خزانے بھی جمع کرتی ہے اور لا علاج مصائب میں بھی مبتلا کرتی ہے۔

۳ صفیر۔ سیٹی۔ خُدعہ دھوکے کی چیز۔ خفیر۔ رہبر انیس محبت کرنیوالا۔ یعنی زبان ہی سیٹی بجا کر پرندوں کے دھوکے کا سبب بنتی ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر آ کر جال میں پھنس جاتے ہیں اور یہی زبان تنہائی میں مونس اور غمخوار بنتی ہے۔ خفیر رہنما، نگہبان، قاصد۔ بلیس۔ ابلیس۔ مخفف ہے، شیطان۔

نک پرا نیدہٗ مُرغِ ۱؎ مرا　　در چراگاہِ ستم کم کُن چَرا
اب تو نے میرے پرندے کو اڑا دیا ہے　　ظلم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا جوابِ من بگویا دادِ دہ　　یا مَرا اَسبابِ شادی یاد دہ
یا میرا جواب دے یا انصاف کر　　یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریغا نورِ ظلمت سوزِ من　　اے دریغا صبح روز افروزِ من
ہائے افسوس! میرے اندھیرے کو ختم کرنیوالے نور　　ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنیوالی صبح

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من　　زانتہاء پرّید تا آغازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند　　انتہاء سے میری ابتداء تک تلف ہو گیا

عاشقِ رنج ست ناداں ۲؎ تا ابد　　خیز ولا اُقسم بخوان تا فی کَبَد
نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے　　اٹھ، اور لا اقسم کوفی کبد تک پڑھ لے

از کبد فارغ شدم با روئے تو　　وز زَبَد صافی بُدم در جوئے تو
تیرے چہرے کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا　　میں تیری نہر میں میل سے صاف تھا

اے دریغا ہا خیالِ دیدن ست　　وز ۳؎ وجودِ نقدِ خود بیریدن ست
ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے　　اپنے موجودہ وجود سے جدا ہونا ہے

غیرتِ حق بُود با حق چارہ نیست　　کو دلے کز حکمِ حق صد پارہ نیست
اللہ کی غیرت تھی اور اللہ کے سامنے چارہ نہیں ہے　　کونسا دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹکڑے نہیں ہے؟

غیرت آں باشد کہ اُو غیرِ ہمہ است　　آنکہ افزوں از بیان و دمدمہ است
غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے　　جو کہ بیان اور [illegible] سے بالاتر ہے

اے دریغا اشکِ من دریا بدے　　تا نثارِ دلبرِ زیبا شدے
ہائے افسوس! میرے آنسو دریا ہوتے　　تاکہ حسین معشوق پر نثار ہوتے

طوطیِ من مُرغِ زیرک سارِ من　　ترجمانِ فکرت و اَسرارِ من
میری طوطی میرے عقلمند پرند　　میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

ہر چہ روزی دادو ناداد آمدم　　اُوز اوّل گفت تا یاد آمدم
اس نے مجھے عطا کیا ہیں نا شکرا ثابت ہوا　　پہلے وہ بولی یہاںتک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

طوطئے کاید زوحی آوازِ اُو　　پیش ز آغازِ وجود آغازِ اُو
وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے　　وجود کی ابتداء سے پہلے اس کی ابتداء ہے

۱؎ مُرغِ مرا۔ یعنی سوداگر کی طوطی۔ شادی خوشی۔ پرید، تلف ہوگیا، زائل ہوگیا، اس کا فاعل لطف وعیش مقدر ہے۔

۲؎ ناداں۔ یعنی انسان فی کبد۔ سورہ لا اُقسم میں فرمایا گیا ہے۔ "لقد خلقنا الانسان فی کبد" ہم نے انسان کو رنج اور سختی میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔ یعنی اے طوطی تجھے دیکھ میرا رنج وغم ہٹ جاتا تھا یا اس شعر سے عالم ارواح اور اس سے جدائی کا تذکرہ شروع کیا ہے اس صورت میں روئے تو سے مراد دیدار خداوندی ہے۔

۳؎ وز وجود۔ اب دیدار جب ہی ہو گا۔ جب روح جسد عنصری سے جدا ہو جائیگی۔ غیرت۔ اللہ نے یہ چاہا کہ اس کو پہچانا جائے لہٰذا ہمیں عالم عنصری میں پیدا فرما دیا۔ آنکہ۔ یعنی اس کی غیریت کا بیان ناممکن ہے۔ دلبر۔ یعنی مردہ طوطی اس شعر سے پھر طوطی کا نوحہ شروع کیا ہے۔ زیرک۔ ذہین، سمجھدار۔ سار۔ مثل، مانند، مینا۔ ہرچہ۔ یہ طوطی اللہ کا ایک عطیہ تھی۔ جس کا میں شکر نہ ادا کر سکا وہ صبح اٹھ کر اللہ کی یاد میں لگ جاتی تھی اس کی وجہ سے مجھے بھی خدا کی یاد آجاتی تھی۔ اس طوطئے یہاں سے طوطی کے قصے سے روح کا بیان شروع کیا ہے۔ روح کا جسم اور جسم سے پہلے مخلوق ہونا مشہور ہے

اندرون تست آں طوطی نہاں
عکسِ[1] اُورا دیدہ تو بر این و آں

وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے
تو اس پر اور اس پر اُس کا عکس دیکھتا ہے

می برد شادیت را تو شاد ازو
می پذیری ظلم را چوں داد ازو

وہ (عکس) تیری خوشی برباد کر رہا ہے تو اس سے خوش ہے
تو اس کے ظلم کو انصاف کی طرح قبول کر رہا ہے

ایکہ جاں از بہرِ تن می سوختی
سوختی جاں را و تن افروختی

اے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے
تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا

سوختم من سوختہ خواہد کسے
تا زمن آتش زند اندر خسے

میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے
تو مجھ سے پھونس میں آگ لگا لے

سوختہ چوں قابلِ آتش بُوَد
سوختہ بستاں کہ آتش کش بُوَد

جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟
ایسا جلا ہوا لے جو آگ کو قبول کرنیوالا ہو

اے دریغا اے دریغا اے دریغ
کانچناں ماہے[2] نہاں شد زیرِ میغ

ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس
ایسا چاند ابر کے نیچے چھپ گیا

چوں زنم دم کاتشِ دل تیز شد
شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد

کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہوگئی ہے
ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہو گیا ہے

آنکہ اُو ہشیار خود تند ست و مست
چوں بُوَد چوں اُو قدح گیرد بدست

وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تند اور مست ہے
اس کا کیا حال ہوگا جب وہ ہاتھ میں پیالہ تھام لے

شیرِ مستے[3] کز صفت بیروں بُوَد
از بسیطِ مرغزار افزوں بُوَد

وہ مست شیر جو اپنے آپے سے باہر ہو
وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے

قافیہ اندیشم و دلدارِ من
گویدم مندیش جُز دیدارِ من

میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب
مجھ سے کہتا ہے سوائے میرے دیدار کے کچھ نہ سوچ

خوش نشیں اے قافیہ اندیشِ من
قافیہ دولت توئی در پیشِ من

اے میرے قافیہ سوچنے والے! آرام سے بیٹھ
تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم معنی ہے

حرف چہ بُوَد تا تو اندیشی ازاں
صوت چہ بُوَد خارِ دیوارِ رزاں

حرف کیا ہوتا ہے جو تو اس کی فکر میں ہے
آواز کیا ہوتی ہے، انگوروں کی ٹٹی کا کانٹا

حرف و صوت و گفت را برہم زنم
تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم

حرف اور آواز اور بولی کو میں مٹا دیتا ہوں
تا کہ ان تینوں کے بغیر تجھے بات کروں

[1] عکس۔ یعنی تم روح کو نہیں دیکھ سکتے ہو اس کے آثار جو جسم پر طاری ہیں۔ انکو دیکھتے ہو۔ می برد۔ یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعث رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہئے۔ ایکہ۔ انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختم۔ میں عشق الٰہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھ سے آگ لے لے۔ سوختہ۔ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اس میں آتش عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اس آگ کو قبول کر سکے۔

[2] ماہے۔ یعنی روح منبع یعنی جسم کے۔ چوں زنم۔ عشق الٰہی کا بیان ممکن نہیں دہلا آنکہ۔ یعنی میں صحو کی حالت میں بھی عشق کے بیان پر قادر نہیں مستی کی حالت کیا بیان کر سکوں گا۔

[3] شیر مستے۔ یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو محبوب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر قافیہ۔ یچھے آنیوالا، مترادف یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل نہ ہوگی۔ رزاں۔ رز کی جمع۔ انگور۔ دیوار۔ یعنی ٹٹی جس پر انگور کی بیل چڑھتی ہے۔ حرف اور آواز چونکہ معانی کے حامل ہوتے ہیں تو ان کو انگور کی ٹٹی قرار دیا ہے، جو انگوروں کو قائم رکھتی ہے۔ حرف۔ یعنی کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ذریعہ ہم کلام ہوتا ہوں۔ جو حروف وغیرہ سے منزہ ہوتا ہے۔

آں دمے۱؎ کز آدمش کردم نہاں ۔۔۔ باتو گویم اے تو اسرارِ جہاں
وہ بات جو آدمؑ سے میں نے پوشیدہ رکھی ۔۔۔ اے اسرار جہاں ! تجھ سے میں کہونگا

آں دمے راکہ نگفتم با خلیل ۔۔۔ واں دمے راکہ نداند جبرئیل
وہ بات جو میں نے خلیل سے نہ کہی ۔۔۔ اور وہ بات جو جبرئیل (بھی) نہیں جانتا

آں دمے کز وے مسیحا دم نزد ۔۔۔ حق ز غیرت نیز بے ماہم نزد
وہ بات جو مسیحاؑ نے نہ کہی ۔۔۔ اللہ نے غیرت کی وجہ سے بغیر ہمارے شامل کئے ہوئے نہ کہی

ماچہ باشد در لغت اثبات ونفی ۔۔۔ من نہ اثباتم منم بے ذات ونفی
(لفظ) ما کیا ہے لغت میں اثبات ونفی (کے معنی میں) ہے ۔۔۔ میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

من کسی۲؎ در ناکسی دریافتم ۔۔۔ پس کسی در ناکسی در تافتم
میں نے ہستی فنا میں پائی ۔۔۔ اس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

بند کن چوں سیل سیلانی کند ۔۔۔ ورنہ رسوائی وویرانی کند
بند باندھ لے جب سیلاب طغیانی پر آئے ۔۔۔ ورنہ خرابی اور بربادی کر دے گا

من چہ غم دارم کہ ویرانی بوَد ۔۔۔ زیر ویراں گنج سلطانی بوَد
میں کیا غم کروں کہ ویرانی ہو گی ۔۔۔ شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

غرقِ۳؎ حق خواہد کہ باشد غرق تر ۔۔۔ ہمچوں موجِ بحرِ جاں زیر وزبر
اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے ۔۔۔ سمندر کی موج کی طرح جان زیر وزبر ہو جائے

زیرِ دریا خوشتر آید یا زبر ۔۔۔ تیرِ اُو دلکش تر آید یا سپر
دریا کے نیچے بہتر ہو گا یا دریا کے اوپر ۔۔۔ اس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہو گا یا ڈھال

پس زبون وسوسہ باشی دلا ۔۔۔ گر طرب را باز دانی از بلا
اے دل تو وسوسہ کا مارا ہوا ہو گا ۔۔۔ اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

گر مُرادت را مذاق شکر ست ۔۔۔ بیمرادی نے مُرادِ دلبر ست
اگر تیری مراد میں شکر کا ذائقہ ہے ۔۔۔ کیا بے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال ۔۔۔ خونِ عالم ریختن اُورا حلال
اس کا ہر ستارہ سو چاندوں کا خون بہا ہے ۔۔۔ عالم کا خون بہانا اس کے لئے درست ہے

ما بہاو خونبہا را یافتیم ۔۔۔ جانبِ جاں باختن بشتافتیم
ہم نے قیمت اور خون بہا پا لیا ہے ۔۔۔ ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف دوڑے ہیں

۱؎ آں دمے۔ قرآن پاک میں ہے۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی پھر اللہ نے آنحضور کو وحی کی جو بھی کی" اس آیت میں ان اسرار کی طرف اشارہ ہے جو بغیر حضرت جبرئیلؑ کی وساطت کے حضورؐ کو بتائے گئے اور چونکہ وہ اسرار طریقہ محمدیہ سے متعلق تھے دوسرے انبیاء سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا وہ اسرار ان کو نہیں بتائے گئے۔ ۲؎ لفظ ما عربی میں دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک نفی جس کو ما نافیہ کہتے ہیں۔ دوسرے ما موصلہ جو اثبات کے معنی دیتا ہے لیکن جب میں اپنے لئے لفظ ما بولوں تو نفی کے معنی ہوں گے۔ اس لئے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر چکا ہوں اور نفی محض ہوں۔
۲؎ کسی۔ ہستی۔ ناکسی۔ نیستی، فنا۔ جاہن۔ بننا۔ موڑنا۔ سیلان۔ طغیانی۔ ویرانی، بربادی، من، مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ تجلی بے حجاب کے سیل سے باز آؤ وہ اس عالم میں بربادی کا سبب ہوگی جیسا کہ کوہ طور کے ساتھ ہوا من چہ غم۔ مولانا فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں خزانہ ملتا ہے۔
۳؎ غرق۔ جو شخص مقام شہود تک پہنچ گیا وہ تو اور بھی قرب کا متمنی ہوگا اور چاہیگا کہ جسد عنصری کا حجاب جلد رفع ہو جائے۔ زیر۔ عشق میں فانی مزید فنا چاہیگا کسی طرح اپنی بقا پسند نہ کریگا۔ گر طرب فانی کو عتاب اور لطف میں یکساں لطف آتا ہے۔ گر مرادت۔ عاشق صادق مراد اور بے مرادی کو مشتاہ یاری سمجھ کر دونوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہلال۔ یعنی عاشق خمیدہ کمر۔ بہا۔ قیمت۔ خون۔ بہا خون کی قیمت۔ ہر ستارہ یعنی تجلیات باری

جملہ شاہاں پست ا پست خویش را
تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکے ہیں

جملہ مستاں مست مست خویش را
اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں

جملہ شاہاں بردۂ بردہ خوداند
تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں

جملہ خلقاں مُردۂ مُردہ خوداند
تمام لوگ اپنے مردہ کے لئے مردہ ہیں

می شود صیّاد مُرغاں راشکار
شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے

تا کُند ناگاہ ایشاں راشکار
تاکہ اچانک ان کا شکار کرے

دلبراں ۲ بر بیدلاں فتنہ بجاں
معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں

جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں
تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق داں
جس کو تو عاشق دیکھے، اس کو معشوق سمجھ

کو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آں
کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں

آب ہم جوید بعالم تشنگاں
پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے

چونکہ عاشق اُوست تو خاموش باش
جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپ رہ

اُو چو گوشت مید ہد تو گوش باش
جب اس نے تجھے کان دئے ہیں تو ہمہ تن کان بنجا

اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی
اے (طالب!) عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے

دل نیابی جُز کہ در دلبُردگی
دل گم کئے بغیر، تو دل نہ پائے گا

من دلش جُستہ بصد ناز و ۳ دلال
میں نے سو نازو انداز سے اس کی دلجوئی کی

اُو بہانہ کردہ با من از ملال
اس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہانہ کر دیا

منتش جُستہ با نیاز و بے ملال
میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اس کی جستجو کی

اُو بہانہ کردہ از ناز و دلال
اس نے نازو انداز کی وجہ سے ٹال دیا

گفتم آخر غرقِ تست ایں عقل و جاں
میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے

گفت رَو رَو بر من ایں افسوں مخواں
بولا۔ جا، جا مجھ پر جادو نہ چلا

من ندانم آنچہ اندیشیدۂ
مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟

اے دو دیدہ دوست را چوں دیدۂ
اے دوئی والے تو نے دوست کو کیا سمجھ رکھا ہے

اے گرانجاں خوار دیدستی مرا
اے پست ہمت! تو نے مجھے بے قدر سمجھا

زانکہ بس ارزاں خریدستی مرا
اس لئے کہ تو نے مجھے سستا خریدا ہے

---

۱ پست۔ جھکنے والا۔ مست، عاشق۔ یعنی جب اطاعت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو آقا اس کی بات پر سر تسلیم خم کرنے لگتا ہے۔ اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بردہ۔ غلام، مسخر، تابع۔ مردہ۔ بے جان۔ جملہ۔ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجاتے ہیں اور جس غلام نے مولی کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو مولی اس کے لئے فنا ہوتا ہے۔ میشود۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے۔ پھر کہیں شکار اس کے ہاتھ لگتا ہے۔

۲ دلبر۔ معشوق۔ فتنہ بجاں۔ کسی پر مرنے والا۔ ہر کہ۔ عاشق صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اس اعتبار سے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ آب جویند۔ نہروں اور دریاؤں میں پانی بہ کر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے۔ چونکہ عاشق اُوست۔ جب حضرت حق خود مہربان ہو گئے ہیں اور رؤف و رحیم ہیں تو اب تو ہمہ تن گوش بنجا اور آہ و فریاد چھوڑ دے۔ اے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے۔ جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کر دیگا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن۔ دل جوئی کرنا۔

۳ نازو دلال۔ نازو انداز۔ بہانہ کردن۔ ٹال دینا۔ ملال۔ ناراضی۔ یعنی میں دیدار کا طالب ہوا اس نے فردائے قیامت پر ٹالدیا۔ ایں افسوں۔ یعنی جان و دل کی نذر دکھا کر دیدار کا طالب نہ بن جب تک تجھے جان و دل کا خیال ہے دیدار کا مستحق نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ دو دیکھنے والے۔ چونکہ اس نے اپنے جان و دل کی طرف بھی نظر کی اور محبوب کی طرف بھی۔ گرانجاں۔ کاہل۔ پست ہمت۔ خوار۔ بے قدر

ہر کہ اُو ارزاں ۱ خرد ارزاں دہد — گوہرے طفلے بقرصِ ناں دہد

جو سستا خریدتا ہے، سستا دے ڈالتا ہے — ایک بچہ موتی ایک روٹی کی ٹکیا میں دیدیتا ہے

غرقِ عشقے شو کہ غرق ست اندریں — عشقہائے اوّلین و آخریں

عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں — اگلے پچھلوں کے عشق

مجملش گفتم نکردم من بیاں — ورنہ ہم اَفہام سوزد ہم زباں

میں نے اس کو مجملاً بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی — ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی

من چو لب گویم لب دریا بُود — من چو لا گویم مُراد الّا بُود

میں جب لب کہتا ہوں (مطلب) لب دریا ہوتا ہے — میں جب لا کہتا ہوں تو الا مراد ہوتا ہے

من زشیرینی ۲ نشیم رُو تُرش — من زبسیاری گفتارم خمش

میں مٹھاس سے ترش رو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں — میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ سے چپ ہو جاتا ہوں

تا کہ شیرینی ما از دو جہاں — در حجابِ رو تُرش باشد نہاں

تاکہ ہماری مٹھاس دونوں جہان میں — ترش روئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے

تا کہ در ہر گوش نایداں سخن — یک ہمی گویم زصد سرِّ لدُن

تاکہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے — "علم لدنی" کے سو رازوں میں سے ایک کہدیتا ہوں

تفسیرِ قولِ حکیم سنائی رَوّحَ اللہُ رُوحَہٗ

حکیم سنائی کے قول کی تفسیر خدا انکی روح کو راحت دے

بہر چہ از راہ وَا مانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں

جس چیز کی وجہ سے تو راستہ سے بھٹک جائے وہ کلمہ کفر ہوا تو کیا اور ایمان ہوا تو کیا

بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش وچہ زیبا

جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش برا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا

وَفِی مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ سَعْدًا ۳ لَغَیُوْرٌ وَّاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے معنی کہ سعدؓ بیشک غیر تمند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیر تمند ہوں

وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ

اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیر تمند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی اور ڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم زاں غیور آمد کہ حق — بُرد در غیرت بریں عالم سبق

تمام دنیا اس لئے غیرتمند ہے کہ اللہ تعالیٰ — غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

---

۱ ارزاں۔ چونکہ اس کے دریائے کرم سے دوست اور دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ طفلے۔ بچے کو جب مفت موتی ملجاتا ہے وہ ایک روٹی کے ٹکڑے میں فروخت کر ڈالتا ہے۔ غرق عشقے۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ ہے۔

۲ شیرینی۔ یعنی اسرار معرفت کی مٹھاس۔ رو ترش یعنی خاموش، یعنی اسرار معرفت سے واقفیت کے باوجود اپنے آپ کو ناعلم ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ہر آدمی کے سامنے وہ مضامین بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ حکیم۔ سنائی۔ غزنیں کے رہنے والے تھے ابتداء شاعری کی پھر فقر اور تجرید اختیار کر لی آپکا شمار مشہور اولیاء اللہ میں ہے ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔ تصوف میں آپکی "حدیقۃ الحقیقۃ" کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کئی جگہ اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعت بھی جناب قدس سے دوری کا سبب بنے تو وہ معصیت ہی ہے۔ مثلاً کوئی فرض عین جہاد چھوڑ کر نفلی حج کیلئے جائے۔

۳ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ حد قذف کے سلسلہ میں انہوں نے عرض کیا تھا کہ اگر بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو فوراً قتل کر دونگا چار گواہ لانیکی مجھ میں تاب نہ رہیگی اس پر آنحضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا نے اسرار کے بیان کا ترک غیرت خداوندی کی وجہ سے کیا ہے۔ لہذا اب غیرت خداوندی کا بیان شروع کر دیا ہے۔ جملہ عالم۔ عالم صفات باری کا مظہر ہے تو مخلوق کی غیرت غیرت حق کا ... ہے۔

اُو۱چو جان ست و جہاں چوں کالبد — کالبد از جان پذیرد نیک و بد

وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح — جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

ہر کہ محرابِ نمازش گشت عین — سوئے ایماں رفتنش می داں تو شین

جس کی نماز کی محراب ذات ہو — اس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ

ہر کہ شد مر شاہ را اُو جامہ دار — ہست خسراں بہرِ شاہش اتجار

جو بادشاہ کا مہتمم توشہ خانہ ہو — اس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا ٹوٹے کی بات ہے

ہر کہ با سُلطاں شود اُو ہمنشیں — بر درش شستن بود حیف و غبیں

جو بادشاہ کا ہمنشیں ہو — اس کا دروازہ پر بیٹھنا قابلِ افسوس اور نقصان کی بات ہے

دست۲بوسش چوں رسید از بادشاہ — گر گزیند بوسِ پا باشد گناہ

جب اس کو بادشاہ کی دست بوسی حاصل ہوئی — اگر پابوسی اختیار کرے تو گناہ ہو گا

چوں بیابی دست گرد پا مگرد — ہست سر بازی نشانِ مردِ مرد

جب تو ہاتھ پالے، پیر کے چکر نہ کاٹ — سر دینا بڑے بہادر کی علامت ہے

گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست — پیشِ آں خدمت خطا و زلت ست

اگرچہ پیروں پر سر رکھ دینا خدمت ہے — (لیکن) اس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے

شاہ را غیرت بوَد بر ہر کہ اُو — بُو گزیند بعد ازاں کہ دید رُو

بادشاہ کو اس پر غیرت آتی ہے جو — خوشبو اختیار کرے جبکہ چہرہ دیکھ لیا ہے

غیرتِ حق بر مثلِ گندم بوَد — کاہِ خرمن غیرتِ مردم بوَد

اللہ کی غیرت، گیہوں جیسی ہے — انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح ہے

اصلِ غیرتہا بدانید از الٰہ — آنِ خلقاں فرعِ حق بے اشتباہ

غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو — بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی غیرت کی شاخ ہے

شرح۳ ایں بگذارم و گیرم گلہ — از جفائے آں نگارے دہ دلہ

اس کی شرح چھوڑتا ہوں، شکوہ شروع کرتا ہوں — اس دس دل والے محبوب کی جفا کا

نالم ایرا نالہا خوش آیدش — از دو عالم نالہ و غم بایدش

اس لئے روتا ہوں کہ اس کو رونا اچھا لگتا ہے — دونوں جہاں کی جانب سے اس کو رونا پسند آتا ہے

چوں ننالم تلخ از دستانِ اُو — چوں نیم در حلقۂ مستانِ اُو

اس کے نازو انداز کی وجہ سے کڑوے آنسو کیوں نہ بہاؤں — اس کے عاشقوں کے حلقے میں کیوں نہ داخل ہوں

---

۱ اُو۔ جسم حرکات و سکنات میں روح کے تابع ہے۔ اسی طرح کائنات کے احوال مشیت باری کے تابع ہیں۔ محراب نماز۔ مرکز توجہ۔ عین۔ یعنی ذات باری ایمان۔ یعنی مشاہدہ سے تنزل اختیار کرکے دلائل سے یقین حاصل کرنا غیرت رب کا سبب ہے۔ شین۔ عیب۔ جامہ دار۔ بخشی، مہتمم توشہ خانہ ہو کر کپڑے کا تاجر ہے۔ نشستن۔ بیٹھنا کا مخفف ہے۔ حیف۔ ظلم، افسوس۔ غبین۔ زیاں کار۔ یہ غیرت کی تیسری مثال ہے۔

۲ دست بوسش۔ یعنی اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ مرتبہ اختیار کرنا بھی غیرت کا سبب ہے۔ پیش آں۔ یعنی دست بوسی کے مقابلہ میں یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے شاہ را غیرت۔ یہ بھی غیرت کی بات ہے کہ دیدار کا موقع ہو تو اس کو چھوڑ کر خوشبو سونگھنے پر اکتفاء کرلے۔ غیرت حق۔ یعنی اصل غیرت حق ہے اور انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح بے قدر ہے۔

۳ شرح ایں۔ یعنی غیرت حق کی تفصیل۔ گلہ۔ شکوہ، نگار معشوق۔ دہ دلہ۔ چونکہ حضرت حق کی شون مختلف ہیں لہذا اس کو دہ دلہ کہا ہے۔ ایرا۔ زیرا حدیث شریف میں آیا ہے۔ اللہ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھ سے نہ پڑے ایک وہ خون کا قطرہ جو جہاد میں ٹپک جائے۔ تلخ نالیدن۔ نہایت درد سے رونا۔ دستاں۔ مکر و فریب، ناز و انداز۔ مستاں۔ عشاق۔

چوں نباشم ہمچو شب[۱] بے روزِ اُو — بے وصالِ روئے روز افروزِ اُو
اس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں نہ ہو جاؤں — اس کے دن کو روشن کرنے والے چہرے کے وصال کے بغیر

ناخوشِ اُو خوش بُوَد در جانِ من — جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من
اس کی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے — دل دکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش — بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش
میں اپنے رنج اور اپنے درد کا عاشق ہوں — اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

خاکِ غم را سرمہ سازم بہرِ چشم — تا ز گوہر پُر شود دو بحرِ چشم
میں غم کی خاک کا آنکھوں کے لئے سرمہ بناتا ہوں — تاکہ آنکھوں کے دونوں سمندر موتیوں سے بھر جائیں

اشک کاں از بہرِ اُو بارند خلق — گوہر ست و اشک پندارند خلق
لوگ جو آنسو اس کے لئے بہاتے ہیں — موتی ہیں، لوگ ان کو آنسو سمجھتے ہیں

من ز جانِ جاں شکایت میکنم — من نیَم شاکی روایت[۲] میکنم
میں جانِ جاناں کی شکایت کرتا ہوں — میں شاکی نہیں ہوں، بیان کرتا ہوں

دل ہمی گوید ازُو رنجیدہ ام — وز نفاقِ سُست میخندیدہ ام
دل کہتا ہے میں اس سے رنجیدہ ہوں — کمزور نفاق سے میں ہنستا ہوں

راستی کن[۳] اے تو فخرِ راستاں — اے تو صدر و من درت را آستاں
اے وہ ذات کہ تو سچوں کا فخر ہے! سیدھا چل — اے وہ کہ تو صدر ہے اور میں تیرے در کی دہلیز ہوں

آستان و صدر در معنیٰ کجاست — ما و من کو آں طرف کو یارِ ماست
حقیقتاً آستاں اور صدر کہاں ہے؟! — جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے رہیدہ جانِ تو از ما و من — اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے — اے! مرد اور عورت میں لطیفہ روح

مرد و زن چوں یک شوند آں یک توئی — چونکہ یکہا محو شد آں تک توئی
مرد و زن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے — جب سب مٹ جائیں اب تو وہی ہے

ایں من و ما بہرِ آں بر ساختی — تا تو با خود نردِ خدمت باختی
اس "من و ما" کو تو نے اس لئے بنایا ہے — تاکہ تو خدمت کی بازی کھیلے

تا تو ما و تو زیک جوہر شوی — عاقبت محض چناں دلبر شوی
جب تو "ما و تو" ایک جوہر بن جائے گا — بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

---

۱ شب۔ رات۔ یعنی سیاہ بختی۔ روز۔ یعنی دن کی طرح روشن ہے، نا خوش معشوق، عاشق کے درد سے اس لئے خوش ہے کہ وہ درد تقاضائے عشق ہے۔ لہٰذا اس کی خوشی کی خاطر ہم اپنے درد اور رنج سے خوش ہیں۔ اشک یعنی جو آنسو محبوب کی یاد میں بہے وہ موتی ہے۔

۲ روایت۔ یعنی میں اپنے درد کا جو بیان کرتا ہوں وہ بصورت شکایت ضرور ہے لیکن دراصل وہ شکایت نہیں بلکہ ایک واقعہ کو نقل کرتا ہے۔ دل۔ یعنی دل محبوب سے رنجیدہ ہونیکا اظہار کرتا ہے میں اس کے اس نفاق پر ہنستا ہوں اس لئے کہ وہ دل دراصل خوشی محسوس کر رہا ہے۔

۳ راستی کن۔ یعنی مجھے ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدر مجلس ہے میں آستاں جیسا پامال ہوں لہٰذا مجھ پر ظلم کرنا تیری شایانِ شان نہیں ہے۔ آستاں۔ چونکہ پہلے شعر میں محبوب کو صدر اور اپنے آپکو آستاں کہا تو اس سے دوئی کی بو آئی جو فنا کے خلاف ہے لہٰذا اب اس کا تدارک کیا ہے۔ اے۔ ذات حق واحد ہے یہ ممکنات اس کے عارضی تعینات ہیں وہی ذات واحد لطیفہ روح ہے جو مرد و زن کے عارضی جسم و قالب کئے ہوئے۔ تک۔ انیک کا مخفف ہے، اب یہ ہے خدمت۔ دنیاوی کاروبار۔ من و ما۔ یعنی جملہ مخلوقات۔

تا من و تو باہمہ یک جاں شوند — عاقبت[1] مستغرق جاناں شوند

جب "من و تو" سے ایک جان ہو جائینگے — انجام کار جاناں میں فنا ہو جائینگے

ایں ہمہ ہست و بیا اے امرِ کن — اے منزہ از بیان و از سخن

یہ سب کچھ ہے، اور آجا اے حاکم — اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے

چشم[2] جسمانی تنا ند دیدنت — در خیال آرد غم و خندیدنت

جسمانی آنکھ تجھے نہیں دیکھ سکتی ہے — تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسنا؟

دل کہ اُو بستۂ غم و خندیدن ست — تو بگوئے لائق آں دیدن ست

وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے — تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟

آنکہ اُو بستۂ غم و خندہ بوَد — اُو بدیں دو عاریت زندہ بوَد

جو غم اور ہنسی سے مقید ہو — وہ ان دونوں عارضی چیزوں سے زندہ رہتا ہے

باغ سبز عشق کو بے منتہاست — جز غم و شادی درو بس میوہاست

عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے — اس میں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

عاشقی زیں ہر دو[3] حالت برترست — بے بہار و بے خزاں سبز و ترست

عاشق ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے — (وہ) بے بہار اور بے خزاں سبز اور تر ہے

دہ زکوٰۃ روئے خود اے خوبرو — شرحِ جانِ شرحہ شرحہ باز گو

اے (محبوب) خوبرو اپنے مکھڑے کی زکوٰۃ عطا کر — پارہ پارہ جان کی شرح پھر کر دے

کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ — بر دلم بنہاد داغ تازۂ

چغلخور ناز کے انداز سے — اس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے

من حلالش کردم از خونم بریخت — من ہمی گفتم حلال اُو میگریخت

میں نے اس کے لئے حلال کر دیا اگر وہ میرا خون بہائے — میں حلال حلال کہتا رہا وہ گریز کرتا رہا

چوں گریزانی ز نالہ خاکیاں — غم چہ ریزی بر دلِ غمناکیاں

خاکساروں کے نالے سے تو کیوں گریزاں ہے؟ — غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے؟

ایکہ ہر صبحے کہ از مشرق بتافت — ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت

اے محبوب! ہر صبح جو مشرق سے نمودار ہوئی — اس نے مشرق سے سورج کی طرح تجھے تاباں پایا

چہ بہانہ میدہی شیدات را — اے بہانہ شکر لبہات را

اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے — اے (محبوب) جس کے ہونٹوں کی شکر کی کوئی قیمت نہیں ہے

---

[1] عاقبت۔ یعنی یہ ممکنات کے عارضی تعینات۔ ختم ہو جائیں گے۔ تو وہی ذاتِ واحد قیوم باقی رہجاتی ہے۔ امر کن۔ امر کنندہ، حاکم یعنی بیشک ذات واجب الوجود ممکنات کے حجاب میں محجوب ہے لیکن میری تمنا یہی ہے کہ بیان و سخن سے گزر کر اس کی ذات کا مشاہدہ کرلوں۔

[2] چشم جسمانی۔ اب مضمون سابق سے گریز کرتے ہیں کہ یہ تمنا غلط ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ کب مشاہدہ کرسکتی ہے اور جب تک ہم غم و شادی کے پابند ہیں ہم پر مادی عوارض طاری ہیں کیسے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دل۔ یعنی وہ دل جو طبعی کیفیتوں کا مقید ہے وہ دیدار ہی نہیں کر سکتا۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز جو چند روز اپنے پاس رہتی ہے۔ یعنی غم و خندہ بے منتہا۔ لافانی۔ یعنی جب انسان میں لافانی صفات پیدا ہو جائیں گی تب وہ دیدار الٰہی کے قابل ہوگا۔

[3] دو حالت یعنی خزاں اور بہار، باغ عشق کی تر و تازگی لافانی ہے۔ شرح جاں۔ یعنی یہ بتا کہ ہماری روح کو کب دیدار میسر آئیگا۔ شرحہ شرحہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ غماز۔ چغلخور۔ غمزہ کو غماز اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ داغ تازہ۔ یعنی نئی تجلی حلال۔ یعنی میں یہی کہتا رہا کہ میرا خون بہانا حلال ہے مگر وہ۔ خونریزی پر آمادہ ہوا بلکہ گریز کر گیا۔ چشمہ مشرق۔ آفتاب۔ بہانہ۔ قیمت ہے۔

اے جہان ا کہنہ را تو جانِ نو — از تنِ بیجان و دل افغاں شنو

اے (محبوب) پرانی دنیا کی تو تازہ جان ہے — بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سن لے

شرحِ گل بگذار از بہرِ خدا — شرحِ بلبل گو کہ شد از گل جدا

(اے دل) خدا کے لئے پھول کی تشریح چھوڑ — اس بلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہو گئی ہے

از غم و شادی نباشد جوشِ ما — با خیال و وہم نبود ہوشِ ما

غم اور خوشی سے ہمارا جوش (وابستہ) نہیں ہے — ہمارا ہوش خیال اور وہم سے (وابستہ) نہیں ہے

حالتِ دیگر بود کاں نادرست — تو مشو منکر کہ حق بس قادرست

ایک دوسری ہی حالت ہے جو کمیاب ہے — تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

تو قیاس از حالتِ ۲ انساں مکن — منزل اندر جور و در احساں مکن

تو انسان کی حالت پر قیاس نہ کر — ظلم و احسان میں ٹکاؤ نہ کر

جور و احسان رنج و شادی حادث است — حادثاں میرند حق شاں وارث است

ظلم اور احسان، رنج اور خوشی سب نو پیدا ہیں — نو پیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا وارث ہے

صبح شد اے صبح را پشت و پناہ — عذر مخدومی حسام الدین بخواہ

اے صبح کی پشت و پناہ! صبح ہو گئی — میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

عذر خواہِ عقلِ کل و جاں توئی — جانِ جان و تابشِ مرجاں توئی

عقل کل اور جان سے معذرت چاہنے والا تو ہی ہے — جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

تافت نورِ صبح ما از نورِ تو — در صبوحی با مئے منصورِ ۳ تو

ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اٹھا — صبح کی شراب نوشی کے وقت، تیری منصور شراب کے ذریعہ

دادۂ حق چوں چنیں دارد مرا — بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا

اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے — شراب کیا ہوتی ہے جو مجھے مست کرے؟

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست — چرخ در گردش فدائے ہوشِ ماست

شراب، جوش میں ہمارے جوش کی بھکاری ہے — آسمان گردش میں ہمارے ہوش پر قربان ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو — قالب از ما ہست شد نے ما ازو

شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اس سے — جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

ما چو زنبوریم و قالب ہا چو موم — خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم

ہم شہد کی مکھی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح — اس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

---

۱ جہانِ کہنہ۔ دنیا میں چونکہ تغیرات ہیں اسلئے اس کو کہنہ کہا ہے۔ جانِ نو۔ حضرت حق، قیوم ہے ابتداء و عالم کیلئے بمنزلہ جان ہے اور ہر روز اس کی ایک شان کا ظہور ہوتا ہے۔ شرح گل۔ یعنی محبوب کے دیدار کی باتیں ختم کر کے اب عاشق کی مجبوری کا حال سنا۔

۲ حالتِ انسان۔ یعنی عشق مجازی کی لذت اور تکلیف محبوب کے قہر اور مہر پر موقوف ہے۔ عشق حقیقی کو عشق مجازی پر قیاس نہ کرنا چاہئے، اس لئے کہ اس کی کیفیات عوارض سے وابستہ ہیں جو فانی ہیں اور عشق حقیقی کا تعلق ذات باری سے ہے جو حی و قیوم ہے۔ صبح شد۔ یعنی تجلیات کی محویت میں سحر ہو گئی اور مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوئی لہٰذا اے عشق تجھے حسام الدین سے عذر خواہی کرنی چاہئے۔ جنکی فرمائش اور اصرار پر مثنوی لکھنی شروع کی گئی ہے۔ حسام الدین مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے ہیں۔ توئی۔ یعنی عشق، عقل، جان اور جان۔ یعنی مونگا مراد مولانا حسام الدین۔ نور تو۔ نور عشق۔ صبوحی۔ صبح کی شراب۔

۳ منصور۔ یعنی خدائی مدد سے بہرہ ور۔ دادۂ حق۔ یعنی عشق الٰہی۔ بادہ۔ انگوری شراب۔ یعنی انگوری شراب کا جوش ہماری مستی کے جوش کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ نیز ہمارے وجد اور حال کی گردش آسمان کی گردش سے بڑھی ہوئی ہے۔ ما چو زنبوریم۔ اس شعر میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ اے مراد انسان اور قالبہائے دیگر مخلوقات مراد ہوں۔ خانہ خانہ کردہ۔ یعنی اپنے تصرف میں لایا۔

بس درازست ایں حدیث اے خواجہ گو — تا چہ شد احوال آں مردِ نکو

یہ قصہ دراز ہے اے صاحب! بتائیے — اس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

رجوع بحکایت خواجۂ تاجر

خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

خواجہ اندر آتش و درد و حنین[1] — صد پراگندہ ہمی گفت ایں چنیں

خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں — اسی طرح کی سینکڑوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز — گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز

کبھی متضاد باتیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز — کبھی حقیقی پاگل پن اور کبھی بناوٹی

مردِ غرقہ گشتہ جانے میکند — دست را در ہر گیا ہے میزند

ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے — ہر تنکے پر ہاتھ مارتا ہے

تا کدامیں دست گیرد در خطر — دست و پائے میزند از بیم سر

تاکہ خطرے میں اس کی کوئی دستگیری کرے — سر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے

دوست دارد دوست ایں آشفتگی — کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے — سونے سے لاحاصل کوشش بہتر ہے

آنکہ او شاہ ست او بیکار نیست — نالہ[2] از وے طرفہ کو بیمار نیست

جو شاہ ہے وہ (بھی) بیکار نہیں ہے — جو بیمار نہیں ہے اس کی آہ و زاری عجیب بات ہے

بہر ایں فرمودہ رحمٰن اے پسر — کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ اے پسر

اے بیٹا! رحمٰن نے اس لئے فرمایا ہے — اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے

اندریں رہ می تراش[3] و می خراش — تا دم آخر دمے فارغ مباش

اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو — آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو

تا دم آخر دمے آخر بوَد — کہ عنایت با تو صاحب سر بوَد

مرتے دم تک کوئی وقت ضرور ہو گا — کہ عنایت (خداوندی) تیری ہمراز ہو گی

ہر کہ میکوشید گر مرد و زن ست — گوش و چشم شاہِ جاں بر روزن ست

جو بھی کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت — جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جھرکے پر لگی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو — قصۂ طوطی و خواجہ بازگو

اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

---

[1] مروٹھو۔ یعنی سودا۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ گیا ہے۔ مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بیم سر۔ موت کا ڈر۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کوشش اور سعی پسند ہے اگرچہ نتیجہ اس نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے۔ شاہ ست۔ یعنی اللہ تعالیٰ باوجود تمام بے نیازیوں اور صمدیت کے مصروف کار ہے۔

[2] نالہ۔ بدون بیماری کے آہ و زاری جس طرح باعث تعجب ہے اسی طرح حضرت حق کی بے نیازی کے باوجود مشغولیت باعث تعجب ہے۔ رحمٰن۔ اللہ کا اسم ہے نیز سورۂ رحمٰن بھی مراد ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ آیت اسی سورہ کی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنی صفات ذات جن کا وہ اظہار کرتا رہتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی کو حیات بخشتا ہے۔

[3] تراش و خراش۔ تراشیدن۔ بمعنی کاٹنا۔ اور خراشیدن بمعنی چھلنا سے امر کے صیغے ہیں یہاں کوشش اور سعی مراد ہے۔ آخر۔ دو جگہ ہے پہلے کے معنی پچھلا اور دوسرے کے معنی یقیناً ہیں۔ ہر کہ۔ قرآن میں ہے "لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى" میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے کے کام ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ گوش۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام سننے اور دیکھنے والا ہے۔

بیروں انداختن خواجه طوطی مُرده را از قفس و پَریدنِ آں
خواجہ کا مردہ طوطی کو پنجرے سے باہر پھینکنا اور اس کا اڑ جانا

بعد ازانش از قفس بیروں فگند — طوطیک پَرید تا شاخِ بلند
اس کے بعد اُس کو پنجرے سے باہر پھینکا — طوطی بلند شاخ پر اڑ گئی

طوطیِ مُردہ چناں پرواز کرد — کافتاب از شرق تُرکی[1] تاز کرد
مردہ طوطی نے اس طرح اڑان بھری — جیسے سورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

خواجہ حیراں گشت اندر کارِ مرغ — بے خبر ناگہ بدید اسرارِ مُرغ
پرندے کے کام سے خواجہ حیران ہو گیا — اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب — از بیانِ حالِ خودماں دِہ نصیب
اوپر منہ اٹھایا اور بولا اے بلبل! — اپنے حال کے بیان سے ہمیں حصہ دے

اُو چہ کرد آنجا کہ تو آموختی — چشمِ ما از مکرِ خود بر دوختی
اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا — اپنی تدبیر سے تو نے ہماری آنکھیں بند کر دیں

ساختی مکرے و مارا سوختی — سوختی مارا و خود افروختی
تو نے مکر کیا اور ہمیں جلا ڈالا — ہمیں جلا دیا اور خود کو روشن کر لیا

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — کہ رہا کُن نطق و آواز و گشاد
طوطی نے کہا کہ اُس نے عمل سے مجھے نصیحت کی — کہ بول چال اور خوشی کو ترک کر دے

زانکہ آوازت[2] تُرا در بند کرد — خویش اُو مُردہ پئے ایں پند کرد
کیونکہ تیری آواز نے تجھے قید کرایا — اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپ کو مردہ بنالیا

یعنی اے مُطرب شدہ با عام و خاص — مُردہ شو چوں من کہ تا یابی خلاص
یعنی اے خاص و عام کو مست کرنیوالے — میری طرح مردہ بنجا تاکہ نجات پائے

دانہ باشی مرغگانت بر چنند — غنچہ باشی کودکانت بر کنند
دانہ بنے گا تو پرندے تجے چگ لیں گے — کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے

دانہ پنہاں کُن بکلی دام شو — غنچہ پنہاں کُن گیاہِ بام شو
دانے کو چھپا، بالکل جال بنجا — کلی کو چھپا لے محل کا سبزہ بنجا

ہر کہ داد اُو حُسن خود را در مزاد — صد قضائے بد سوئے اُو رُو نہاد
جس نے اپنے حُسن کو بڑھایا — سینکڑوں آفتوں نے اس کا رخ کیا

[1] ترکی تاز۔ ترکتاز یعنی ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا عندلیب۔ بلبل۔ نصیب۔ حصہ۔ بفعل پند دادن۔ عملی طور پر نصیحت کرنا۔ رہا کردن چھوڑنا۔ گشاد۔ انبساط خوشی۔

[2] آوازت۔ طوطی کی خوش الحانی گرفتاری کا سبب بنی ہے۔ ایں پند۔ پہلے گزرا ہے کہ تاجر کی طوطی نے جنگل کی طوطی سے اپنی نجات کی راہنمائی چاہی تھی تو جنگل کی طوطی نے مر کر اس کو تعلیم دی کہ خاموشی نجات کا سبب ہے۔

[3] یعنی۔ مر کر اس نے یہ سمجھایا تھا کہ مر کر تیری خوش بیانی ختم ہوگی تو تجھے نجات ملیگی۔ دانہ باشی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انسان کی نمود اس کی تباہی ہے۔ مزاد۔ زیادتی۔ قضا۔ آفت۔ رُو نہادن۔ متوجہ ہونا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا — برسرش بارد چو آب از مشکہا

آنکھیں اور غصے اور رشک — اس پر اس طرح برس پڑینگے جیسے مشک سے پانی

دشمناں اُو را ز غیرت می درند — دوستاں ہم روزگارش[1] می برند

دشمن، حسد سے اسے پھاڑ ڈالیں گے — دوست بھی اس کا وقت ضائع کریں گے

آنکہ غافل بُود از کشتِ بہار — اُو چہ داند قیمت ایں روزگار

جو موسم بہار کی کھیتی سے غافل ہو — وہ اس وقت کی قیمت کیا جانے

در پناہِ لطفِ حق باید گریخت — کو ہزاراں لطف بر اُرواح ریخت

اللہ کی مہربانی کی پناہ میں آنا چاہئے — جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں برسائی ہیں

تا پناہے یابی آنگہ چہ[2] پناہ — آب و آتش مر ترا گردد سپاہ

اس وقت تک کہ تو پناہ حاصل کرلے اور پناہ بھی کیسی — کہ پانی اور آگ تیرے سپاہی بنجائیں

نوحؑ و موسیٰؑ را نہ دریا یار شد — نے بر اعداشاں بکیں قہار شد

کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) پر دریا مہربان نہیں ہوا؟ — کیا ان کے دشمنوں پر اس نے قہر نہیں ڈھایا؟

آتش ابراہیمؑ را نے قلعہ بود — تا بر آورد از دلِ نمرود[3] دُود

کیا آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟ — یہانتک کہ نمرود کے دل سے دھواں اٹھا دیا

کوہ یحییٰؑ را نہ سوئے خویش خواند — قاصدانش را بزخم سنگ راند

کیا پہاڑ نے (یحییٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف نہیں بلایا؟ — اور ان کا قصد کرنیوالوں کو پتھر مار کر بھگایا؟

گفت اے یحییٰؑ بیا در من گریز — تا پناہت باشم از شمشیر تیز

اس نے کہا اے یحییٰ! آ مجھ میں بھاگ آ — تاکہ تیز تلوار سے تیری پناہ ہوں

وداع کردن طوطی خواجہ را و پند دادن و پریدن

طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اڑ جانا

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق — بعد ازاں گفتش سلام الفراق

طوطی نے اس کو مخلصانہ دو ایک نصیحتیں کیں — اس کے بعد اس نے کہا، سلام ہے، الفراق

اَلوداع اے خواجہ کردی مرحمت — کردی آزادم ز قید و مظلمت

الوداع اے خواجہ! تو نے کرم کیا — مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کر دیا

اَلوداع اے خواجہ رفتم تا وطن — ہم شوی آزاد روزے ہمچو من

اے خواجہ الوداع، میں وطن کو جاتی ہوں — تو بھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

۱؎ روزگارش می برند۔ اوقات ضائع کرینگے۔ کشت۔ کھیتی۔ بہار۔ موسم بہار۔ اُو چہ داند۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر یہاں بیج نہ بوؤ گے تو آخرت میں نہ کاٹ سکو گے۔ در پناہِ حق۔ انسانوں سے خلوت اختیار کر کے اللہ سے دوستی جوڑ لی چاہئے۔

۲؎ چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ پناہ ہے جس کے ذریعہ کائنات خادم بنجاتی ہے۔ شعر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

نوح و موسیٰ۔ طوفان آیا جو حضرت نوح کی نجات اور دشمنوں کی تباہی کا سبب بنا۔ دریائے نیل نے فرعون کو ڈبو دیا حضرت موسیٰ کو نجات دلائی۔ قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ دود از دل بر آوردن۔ حسرت زدہ بنانا، محروم کرنا۔

۳؎ نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ یحییٰ۔ مشہور ہے کہ حضرت یحییٰ کو قوم نے جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ایک پہاڑ نے ان کو اپنے اندر پناہ دی اور جب قوم انکے تعاقب میں پہنچی تو اسی پہاڑ کے پتھروں نے اس قوم کو ہلاک کر دیا۔ وداع۔ کردن۔ رخصت کرنا۔ الوداع الفراق۔ یہ دونوں کلمے جدائی کے وقت بولے جاتے ہیں۔ مظلمت۔ اندھیرا۔ آزاد۔ یعنی دنیوی علائق کے پنجرے سے۔

خواجہ گفتش فی امانِ اللہ برو ۔ مَر مَرا اکنوں نمودی راہِ نو
خواجہ نے اس سے کہا فی امان اللہ جا ۔ تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

سوئے ہندوستانِ اصلی رُو نہاد ۔ بعدِ شدّت از فرح دل گشت شاد
اصلی وطن ہندوستان کی طرف اس نے رخ کیا ۔ سختی کے بعد خوشی سے اس کا دل خوش ہو گیا

خواجہ با خود گفت ایں پندِ من ست ۔ راہ اُو گیرم کہ ایں رہ روشن ست
خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیحت ہے ۔ اس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جانِ من کمتر ز طوطی کے بُوَد ۔ جاں چنیں باید کہ نیکو پے بُوَد
میری جان طوطی سے کیا کم ہے ۔ ایسی جان چاہئے جو نیک قدم ہو

مضرّتِ تعظیمِ خلق وَ انگشت نما شدن

لوگوں کی تعظیم اور شہرت کی مضرت

تن قفس شکل ست زاں شد خارِ جاں ۔ از فریبِ داخلاں و خارجاں
جسم پنجرے کی طرح ہے اسی وجہ سے جان کیلئے کانٹا ہے ۔ اندرونی اور بیرونی لوگوں کے مکر کی وجہ سے

اینش گوید منم شوم ہمرازِ تو ۔ وانش گوید نے منم انبازِ تو
یہ اس کو کہتا ہے میں تیرا ہمراز ہوں ۔ اور وہ اس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

اینش[۲] گوید نیست چوں تو در وجود ۔ در کمال و فضل و در احسان وجُود
یہ اس سے کہتا ہے تجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے ۔ کمال اور فضل اور احسان اور سخاوت میں

آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست ۔ جملہ جانہائے ما طفیلِ جانِ تست
وہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے ۔ ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

اینش گوید گاہ عیش و خُرمی ۔ آنش گوید گاہِ نوش و ہمدمی
یہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے ۔ وہ اس سے کہتا، پینے پلانے اور یاری دوستی کا وقت ہے

اُو چو بیند خلق را سرمستِ خویش ۔ از تکبر میرَوَد از دستِ خویش
وہ جب لوگوں کو اپنا شیدائی دیکھتا ہے ۔ تکبر کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے

اُو نداند کہ ہزاراں را چو اُو ۔ دیو افگندست اندر آبِ جو
وہ نہیں سمجھتا کہ اس جیسے ہزاروں کو ۔ شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

لطف و سالوسِ جہاں خوش لقمہ ایست ۔ کمترش خور کو پُر آتش لقمہ ایست
دنیا کی مہربانی اور مکاری مزیدار نوالہ ہے ۔ اس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

---

[۱] فی امان اللہ۔ اللہ کی حفاظت میں یہ کلمہ بھی رخصت کرتے وقت بولا جاتا ہے۔ اصلی۔ وطن محذوف کی صفت ہے۔ فرح۔ خوشی۔ انگشت نما شدن۔ مشہور ہونا۔

[۲] اینش۔ جلوت کی جو مضرتیں ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ شعر
مل کے یاروں سے ہوا شوقِ گناہ
آدمی کا آدمی شیطان ہے
انباز۔ شریک۔ ساتھی۔ جُود سخاوت۔ دیو۔ شیطان۔ سالوس۔ مکر و فریب۔

آتشش[۱] پنہاں و ذوقش آشکار　　دُودِ اُو ظاہر شود پایانِ کار
اس کی آگ ڈھکی ہوئی ہے اور مزا کھلا ہوا ہے　　اس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

تو مگو تا مدح رامن کے خرم　　از طمع می گوید اُو مَن پے بَرم
تو یہ نہ کہہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟　　مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے کہہ رہا ہے

مادحت گر ہجو گوید برملا　　روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
تیری تعریف کرنے والا، اگر کھلم کھلا برائی کرے　　ان سوزشوں سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

گرچہ دانی کو زحرماں گفت آں　　کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
اگرچہ تو جانتا ہے کہ اس نے محروم بنے کی وجہ سے وہ کہا ہے　　کیونکہ وہ لالچ جو اس کو تجھ سے تھا، نہ ملا

آں اثر میماندت در اندروں[۲]　　در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
اس کا اثر تجھ میں رہیگا　　تعریف میں (بھی) یہ حالت معیار ہے

آں اثر ہم روزہا باقی بُوَد　　مایۂ کبرو خداعِ جاں شود
وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے　　جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایہ بنتا ہے

نیک بنماید چو شیرین ست مدح　　بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
تعریف چونکہ میٹھی ہے، اچھی لگتی ہے　　برائی چونکہ کڑوی ہے بری لگتی ہے

ہمچو مطبوخ ست و حَب کاں را خوری　　تا بدیرے شورش و رنج اندری
(وہ برائی) مسہل اور گولی کی طرح ہے جو تو کھاتا ہے　　جس کی شورش اور تکلیف دیر تک تجھ میں رہتی ہے

ور خوری حلوہ ابُوَد ذوقش دمے　　ایں اثر چوں آں نمی پاید ہمے
اگر تو حلوا کھائے اس کا مزا تھوڑی دیر رہتا ہے　　اس کا اثر بھی اس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

چوں نمی پاید ہمی ماند نہاں　　ہر ضدے[۳] را تو بضد آں بداں
چونکہ حلوے کا ذائقہ منہ میں نہیں ٹھہرتا ہے چھپ جاتا ہے　　ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچان لے

چوں شکر ماند نہاں تاثیر اُو　　بعد چندے دُمّل آرد نیش جو
چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے　　چند دن بعد قابل نشتر پھوڑا پیدا کرتی ہے

ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف　　اندروں شد پاک زاخلاطِ کثیف
اے خوش مزاج! اگر تو گولی اور مسہل پئے　　گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

نفس از بس مدحہا فرعون شد　　کُن ذَلِیلَ النَّفسِ ھَوْنًا لَاتَسُدْ
نفس تعریفوں سے فرعون بنگیا　　تو منکسر مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

[۱] آتشش۔ مدح سرائی۔ سے انسان ابتداً لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام تباہی ہے۔ تو مگو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ لوگوں کی غلط مدح سرائی سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا اس کی تردید کرتے ہیں کہ ضرور اثر ہوتا ہے جو تمہارے لئے غیر محسوس ہے۔ گرچہ دانی۔ یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے اسے محروم کیا ہے اس لئے برائی کر رہا ہے لیکن اس کی برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

[۲] اندروں۔ باطن، قلب، مدیح۔ مدح، تعریف خداع۔ مکرو فریب۔ قدح۔ عیب جوئی، طعنہ زنی۔ مطبوخ۔ پکا ہوا یعنی مسہل کی دوا جو پکا کر پلائی جاتی ہے۔ حب۔ گولی۔ تابدیرے۔ مسہل کا اثر سارے دن رہتا ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا رہتا ہے اور دست آتے رہتے ہیں۔ ایں۔ حلوے کا ذائقہ آں۔ مسہل کا اثر

[۳] ہر ضدے۔ ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچانا جاتا ہے۔ جب کڑوی دوا کا اثر دیر تک رہتا ہے تو شکر کا بھی اثر دیرپا ہوگا۔ چوں شکر۔ شکر کا اندرونی اثر یہ ہوگا کہ اس سے پھوڑے پیدا ہونگے جن پر شگاف لگانے کی ضرورت پڑیگی۔ ظریف۔ خوش مزاج اخلاط۔ خلط کی جمع ہے۔ جسم کا مادہ۔ کثیف۔ گندا گاڑھا۔ ذلیل النفس۔ منکسر مزاج۔ ھونا۔ خاکساری۔ لاتسُد۔ سردار نہ بن، سیادت کا قصد نہ کر۔

تا توانی بندہ شو سُلطاں مباش　　زخم کش چوں گوئے[1] شو چوگاں مباش
جب تک ہو سکے خادم بن بادشاہ نہ بن　　گیند کی طرح چوٹ برداشت کرنیوالا بن بلا نہ بن

ورنہ چوں لُطفت نماند ویں جمال　　از تو آید آں حریفاں را ملال
ورنہ جب تیری مہربانی اور حُسن نہ رہیگا　　ان دوستوں کے تجھ سے دل بھر جائینگے

آں جماعت کت ہمی دادند ریو　　چوں ببینندت بگویندت کہ دیو
وہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے　　جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کہیں گے

جُملہ گویندت چو بینندت بدر　　مُردہ از گورِ خود بر کردہ سر
جب تجھے دروازہ پر دیکھیں گے سب تجھے کہیں گے　　مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

ہمچو[2] امرد کہ خدا نامش کنند　　تابداں سالوس در دامش کنند
امرد (لڑکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں　　تاکہ اس مکاری سے اس کو جال میں پھانس لیں

چوں بہ بدنامی برآید ریش او　　دیو رانگ آید از تفتیش او
جب بدنامی کے ساتھ اس کی داڑھی نکل آئی　　اس کے احوال معلوم کرنے سے شیطان کو (بھی) ذلت محسوس ہوتی ہے

دیو سوئے آدمی شد بہرِ شر　　سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
شیطان شر پھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے　　تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان سے بدتر ہے

تا تو بودی آدمی دیو از پیت　　میدوید و میچشانید از میت
جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے　　دوڑتا تھا اور تجھے شراب پلاتا تھا

چوں شُدی در خوئے دیوی اُستوار　　میگریزد از تو دیوا ے نابکار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہو گیا　　اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

آنکہ اندر دامنت آویخت او　　چوں چنیں گشتی ز تو بگریخت او
جو تیرے دامن سے چمٹا ہوا تھا　　جب تو ایسا ہو گیا وہ تجھ سے بھاگ گیا

تفسیر مَاشَآءَ[3] اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْلَمْ یَکُنْ

جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیج　　بے عنایاتِ خدا ہیچیم ہیچ
یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ میں　　خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ در ہیچ ہیں

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر　　اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے

---

۱ گوی۔ گیند۔ گیند بلے کی چوٹ کھاتی ہے۔ چوگاں۔ بلا۔ گیند پر ضرب لگاتا ہے، ورنہ وہی خوشامدی تجھ سے بھاگیں گے۔ لت۔ کہ ترا۔ ریو۔ فریب، دھوکا۔ دیو۔ شیطان۔ بھوت، بدر۔ بردر۔ دروازہ پر۔

۲ امرد۔ نوخیز لڑکا۔ خدا۔ یعنی اس کے چاہنے والے اس کو دل و جان کا مالک بتاتے تھے۔ بدنامی۔ عاشقوں کی صحبت کی وجہ سے۔ دیوی بتر تو شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے۔ از پیت۔ از پئے تو۔ میت۔ ترا مے کی چشانید۔ آنکہ۔ شعر
بوقت تنگدستی آشنا بے گانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

۳ ماشاء اللہ۔ جو اللہ نے چاہا، اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا کی مشیت اور ارادہ سے اس کی مراد جدا نہیں ہو سکتی جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ بسیج۔ بروزن سریش۔ قصد و ارادہ۔ ہیچ۔ ناچیز۔ خاصان حق۔ انبیاء اور مرسلین۔ ورق۔ نامہ اعمال۔

اے خدا اے قادرِ بیچون او چند
اے خدا اے قدرت والے کیفیت اور میت سے پاک

از تو پیدا شد چنیں قصرِ بلند
اس قدر بلند محل تجھ سے بنا ہے

واقفی بر حالِ بیرون و دروں
تو ظاہری اور باطنی حالت سے واقف ہے

بے کم و بے بیش و بے چندی و چوں
تو بلا کمی اور زیادتی کے اور کمیت اور کیفیت کے ہے

اے خدا اے فضلِ تو حاجت روا
اے خدا اے وہ ذات کی تیری عنایت حاجت روا ہے

با تو یادِ ہیچ کس نبوَد روا
تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

ایں قدر ارشاد تو بخشیدۂ
اسقدر رہنمائی تو نے بخشی ہے

تا بدیں بس عیبہا پوشیدۂ
جس سے تو نے بہت سے عیب ڈھک دیے ہیں

قطرۂ ۲ دانش کہ بخشیدی ز پیش
پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے

متصل گرداں بدریاہائے خویش
اس کو اپنے دریاؤں سے ملا دے

قطرۂ علم ست اندر جانِ من
میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے

وا رہانش از ہوا وز خاکِ تن
اس کو خواہش اور جسم کی مٹی سے بچا دے

پیش ازیں کیں خاکہا خسفش کند
اس سے پہلے کہ یہ مٹیاں اس کو دھنسا لیں

پیش ازیں کیں بادہا نشفش کند
اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اس کو سکھائیں

گرچہ چوں نشفش کند تو قادری
اگرچہ تو اس پر قادر ہے کہ جب وہ اس کو سکھا ئیں

کش ازیشاں وا ستانی وا خری
کہ اس کو تو ان سے واپس لے لے

قطرہ کو در ہوا شد یا کہ ریخت
وہ قطرہ جو ہوا میں اڑ گیا یا بہہ گیا

از خزینۂ قدرتِ تو کے گریخت
تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکتا ہے

گر در آید در عدم یا صد عدم
اگر وہ عدم یا سو عدموں میں بھی آ جائے

چوں بخوانیش او کند از سر قدم
جب تو اسے بلائے وہ سر کے بل آئے

صد ہزاراں ۳ ضد ضدرا می کشد
لاکھوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو فنا کرتی ہیں

باز شاں فضلِ تو بیروں می کشد
پھر تیرا فضل ان کو باہر نکال لاتا ہے

از عدمہا سوئے ہستی ہر زماں
ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف

ہست یارب کارواں در کارواں
اے خدا ! قافلہ در قافلہ (رواں) ہے

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول
خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں

نیست گردد غرق و در بحرِ نغول
نیند کے سمندر میں غرق ہو کر معدوم ہو جاتی ہیں

۱۔ بیچوں وہ ذات جس کی حقیقت دریافت نہ کیجا سکے چند۔ مقدار۔ قصر بلند۔ آسمان۔ روا۔ برلانے والا، جائز۔ ارشاد، رہنمائی ہدایت۔

۲۔ قطرۂ دانش۔ انسان کا علم اللہ کے علم کی نسبت سے سمندروں کے اعتبار سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ خسف۔ زمین کا کسی چیز کو اپنے اندر دھنسا لینا۔ نشف۔ خشک کرنا۔ کش۔ کہ اورا واستاندن۔ واپس لینا۔ واخریدن۔ اپنی چیز کو واپس خرید لینا۔

۳۔ صد ہزاراں۔ دنیا میں تنازع للبقاء کا عمل جاری ہے اشیاء فنا ہو جاتی ہیں۔ قدرت پھر انکو پیدا کرتی ہے۔ خاصہ۔ جس طرح موجودات خارجی معدوم سے موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح خیالات کا بھی حال ہے۔ نغول۔ بفتحین ژرف۔ گہرا۔

باز وقت صبح چوں اللّٰہیاں
پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح
بر زنند از بحر سر چوں ماہیاں
مچھلیوں کی طرح سمندر سے سر ابھارتی ہیں

در خزاں ایں صد ہزاراں شاخ و برگ
خزاں (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے
از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

زاغ پوشیدہ سیہ چوں نوحہ گر
کوے نے نوحہ گر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے
در گلستاں نوحہ کردہ بر خضر
باغ میں سبزہ پر نوحہ کرتا ہے

باز فرماں آید از سالار دہ
پھر رب العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے
مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ
عدم کیلئے کہ جو کچھ تو نے کھایا ہے واپس دے

آنچہ خوردی وادہ اے مرگ سیاہ
اے کالی موت! جو تو نے کھایا ہے، واپس دے
از نبات و ورد و از برگ و گیاہ
پودے اور گلاب اور پتے اور گھاس

اے برادر عقل یک دم با خود آر
اے بھائی! تھوڑی دیر ہوش سنبھال
دمبدم در تو خزان ست و بہار
تجھ میں (بھی) ہر وقت خزاں اور بہار ہے

اے برادر یک از خود دور شو
اے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے
با خود آ و غرق بحر نور شو
ہوش میں آ اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

باغ دل را سبز و تر و تازہ بیں
دل کے باغ کو سبز اور تروتازہ دیکھ
پر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمیں
غنچے اور گلاب اور سرو اور چنبیلی سے

زانبہی برگ پنہاں گشتہ شاخ
پتوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں
زانبہی گل نہاں صحرا و کاخ
پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے ہوئے ہیں

ایں [2] سخنہائیکہ از عقل کل ست
یہ باتیں جو عقل کل کی جانب سے ہیں
بوئے آں گلزار سرو و سنبل ست
سرو اور سنبل کے چمن کی خوشبو ہیں

بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نبود
جس جگہ پھول نہ تھا تو نے پھول کی خوشبو دیکھی ہے
جوش مل دیدی کہ آنجا مل نبود
تو نے شراب کا نشہ اس جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ تھی؟

بو قلاؤز [3] است و رہبر مر ترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے
مے بردتا خلد و کوثر مر ترا
تجھے جنت اور کوثر تک لیجاتی ہے

بود وائے چشم باشد نور ساز
خوشبو نور پیدا کرنیوالی آنکھ کی دوا ہے
شد ز بوئے دیدۂ یعقوب باز
خوشبو سے (حضرت) یعقوب کی آنکھیں کھل گئیں

[1] درخزاں۔ موسم خزاں میں شاخیں اور پتے فنا ہوجاتے ہیں۔ اور کوے گویا ان پر نوحہ گری کرتے ہیں اور قدرت پھر ان کو پیدا کردیتی ہے۔ سالار دہ۔ رب العالمین۔ نبات۔ زمین سے اگنے والی چیزیں۔ ورد۔ پھول۔ گلاب۔ اے برادر۔ انسان کے نفس میں خزاں یہ ہے کہ تعلقات دنیا سے وہ متعلق ہو اور بہار یہ ہے کہ معارف وجدانیہ سے سرفراز ہو۔

[2] ایں سخنہائے۔ یہ مضامین جو سمجھائے جارہے ہیں یہ اسی باطنی گلزار کی مہک ہے عقل کل یعنی ذات باری تعالیٰ۔ مل۔ شراب۔ جوش گل۔ مستی۔ مل نبود۔ یعنی شراب کے بغیر مستی ممکن نہیں اور گل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان مضامین میں جوش اور خوشبو لامحالہ باطنی شراب اور باطنی گلزار کا فیض ہے۔

[3] بو۔ خوشبو۔ باطنی گلزار کی خوشبو جنت اور کوثر کی رہنمائی کرتی ہے۔ قلاوز۔ بدرقہ، جو شخص لشکر کے آگے راہنمائی کے لئے چلتا ہے۔ خلد۔ جنت۔ کوثر۔ جنت میں ایک نہر ہے۔ نور ساز۔ نور افزا۔ یعقوب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سے پھر بینا ہوگئے۔

بوئے بد مر دیدہ را تاری کند — بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
بدبو آنکھ کو تاریک کرتی ہے — یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آنکھ کی مدد کرتی ہے

تو کہ یوسف نیستی[1] یعقوب باش — ہمچو او با گریہ و آشوب باش
تو جب یوسف نہیں ہے، یعقوب بن جا — اس کی طرح رونے اور مصیبت میں رہ

چوں تو شیریں نیستی فرہاد باش — چوں نہ لیلیٰ تو مجنوں گرد فاش
جب تو شیریں نہیں ہے فرہاد بن — جب تو لیلیٰ نہیں ہے تو کھلا مجنوں بن جا

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہ کے قول کی تفسیر

ناز را روئے بباید ہمچو ورد — چوں نداری گرد بد خوئی مگرد
ناز کرنے کے لئے گلاب جیسا چہرہ چاہئے — جب تو نہیں رکھتا ہے، بدمزاجی کے قریب نہ جا

عیب[2] باشد چشم نابینا و باز — زشت باشد روئے نازیبا و ناز
عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی — بری بات ہے بدصورت چہرہ اور ناز

بشنو ایں پند از حکیم غزنوی — تا بیابی در تن کہنہ نوی
حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سن لے — تاکہ پرانے جسم میں نیا پن پائے

ایں رباعی را شنو از جان و دل — تا بکُل بیروں شوی از آب و گِل
جان و دل سے اس رباعی کو سن لے — تاکہ تو بالکلیہ آب و گل سے نکل جائے

پند او را از دل و جان گوش کن — ہوش را جاں ساز و جاں را ہوش کن
اس کی نصیحت کو دل و جان سے سن — ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنا لے

آں حکیم غزنوی شیخ کبیر — گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر
اس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے — کہا ہے، اس نصیحت کو اچھی طرح یاد کر لے

پیش[3] یوسف نازش و خوبی مکن — جز نیاز و آہِ یعقوبی مکن
یوسف کے سامنے ناز اور نخرے نہ — سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے (کچھ) نہ کر

معنے[4] مُردن ز طوطی بُد نیاز — در نیاز و فقر خود را مُردہ ساز
طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا — عاجزی اور احتیاج میں اپنے آپ کو مردہ جانے

تا دَمِ عیسیٰ ترا زندہ کند — ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
تاکہ (حضرت) عیسیٰ کا دم تجھے زندہ کر دے — اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنا دے

---

[1] نیستی۔ یعنی اگر تم مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ چوں تو۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔

[2] عیب۔ اندھی آنکھ سے کوئی غمزے کرے تو وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔ یعنی حکیم سنائی۔ آب و گل۔ یعنی جسد عنصری ہوش را۔ یعنی مطالب سمجھنے میں پورے ہوش و حواس سے کام لو۔

[3] پیش یوسف۔ یعنی مطلوب کے سامنے غمزہ و ناز مناسب نہیں ہے عاجزی اور آہ و زاری سے کام لے۔

[4] معنی یعنی طوطی کا مرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیاز سے کام لے اور مطلوب کے سامنے اپنے آپ کو مردہ بنائے۔ دم عیسیٰ۔ یعنی مطلوب کا فیض تجھے زندہ کر دیگا۔

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ ۱ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

پتھر (موسم) بہار میں کب سر سبز ہوتا ہے مٹی بنجا تا کہ رنگ برنگ کے پھول اگیں

سالہا تو سنگ بودی دلخراش آزموں را یک زمانے خاک باش

تو سالوں دلخراش پتھر رہا ہے آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر کیلئے خاک بنجا

درمیان ایں شنو یک داستاں تابدانی اعتقادِ راستاں

اس بیان میں ایک داستان سن لے تا کہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہو جائے

داستانِ پیر چنگی کہ در عہد عُمرؓ از بہر خداوند تعالیٰ

سارنگی بجانیوالے بوڑھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

در گورستاں در روزِ بینوائی چنگ میزد

فاقہ کے روز اللہ واسطے سارنگی بجاتا تھا ہے

ایں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ بود چنگی مُطربے با کروفر

تو نے یہ سنا ہے کہ (حضرت) عمرؓ کے زمانہ میں ایک سارنگی بجانیوالا گویا شان و شوکت سے تھا

بُلبل از آواز اُو بے خود شدے یک طرب ز آواز خوبش صد شدے ۲

بلبل اس کی آواز سے مست ہو جاتی اس کی حسین آواز سے ایک مستی سو مستیاں بنجائیں

مجلس و مجمع دمش آراستے وز نوائے اُو قیامت خاستے

اس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کر دیتی اور اس کی آواز سے قیامت برپا ہو جاتی

ہمچو اسرافیل کا وازش بفن مُردگاں ۳ را جاں در آرد در بدن

وہ (حضرت) اسرافیل جیسا تھا کہ اس کی آواز فن کے ذریعہ مردوں کے بدن میں جان ڈالدیتی

یا رسائل بود اسرافیل را کز سماعش پر بُرستی فیل را

یا وہ (حضرت) اسرافیل کا ہم آواز تھا کہ اس کے سننے سے ہاتھی کے پر نکلجاتے

سازد اسرافیل روزے نالہ را جاں دہد پوسیدۂ صد سالہ را

(حضرت) اسرافیل ایک روز نالہ کا ساز و سامان کرینگے سو سال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کرینگے

اولیاء را در دروں ہم نغمہاست طالباں را زاں حیات بے بہاست

اولیاء کے اندر (بھی) نغمے ہیں انکے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے

نشنود آں نغمہا را گوشِ حس کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس

ان نغموں کو حسی کان نہیں سنتے ہیں اس لئے کہ دنیا کی بلاؤں سے حسی کان ناپاک ہوجاتے ہیں

---

۱ در بہاراں۔ موسم بہار میں پتھر پر سبزہ نہیں اگتا مٹی اور خاک پر سبزہ اگتا ہے تو پتھر نہ بن خاکسار بن سالہا۔ تعلقات دنیوی سے تو سنگ بن گیا ہے۔ راستاں راست باز لوگ۔ چنگی۔ چنگ۔ سارنگی، با نسبت کی ہے سارنگی بجانیوالا، مطرب۔ مستی پیدا کرنیوالا، گویا۔ کروفر۔ شان و شوکت۔

۲ صد شدے۔ یعنی اس کی آواز سے مستی سو گنا بڑھ جاتی تھی۔ دم۔ آواز، سر ؤ دَ۔ نول آواز، موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے اسرافیل۔ ایک فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا جس سے تمام نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا انسان بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر چالیس سال کے بعد وہ دوبارہ صور پھونکے گا تو تمام کائنات اصلی حالت پر آجائیگی۔ فن۔ تدبیر حیلہ۔

۳ مردگاں۔ مردے۔ رسائل۔ رسیلہ کی جمع ہمنوا۔ ہم آواز۔ پر رستن۔ پر نکل آنا یعنی مست ہو جانا۔ نالہ۔ یعنی صور پھونکنا۔ دردوں۔ باطن۔ نغمہ۔ نرم اور شیریں آواز جمع بناتے وقت آخری حرف گر جائیگا اور جمع نغمہا آئیگی۔ بے بہا انمول۔ گوش حس۔ کان نجس۔ ناپاک

نشنود نغمہ پری را آدمی — کو ابود ز اسرار پریاں اعجمی[1]
پری کا نغمہ آدمی نہیں سنتا — کیونکہ وہ پریوں کے راز سے نابلد ہے

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم ست — نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم کا ہے — لیکن دل کا نغمہ دونوں نغموں سے بلند ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند — ہر دو در زندان ایں نادانی اند
اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں — دونوں اسی نادانی کے قید خانہ میں ہیں

سورۂ رحمٰن بخواں اے مبتدی — تا شوی بر سر پریاں مہتدی
اے نو آموز! سورۃ الرحمن پڑھ — تاکہ تو پریوں کے بھید سے واقف ہو جائے

معشر[2] الجن سورۂ رحمٰن بخواں — تستطیعوا تنفذوا را باز داں
سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ — تستطیعوا (اور) تنفذوا کو سمجھ

نغمہائے اندرون اولیاء — اولا گوید کہ اے اجزاء لا
اولیاء کے باطن نغمے — پہلے کہتے ہیں اے معدوم کے جزو!

ہیں ز لائے نفی سرہا بر زنید — ایں خیال و وہم بیروں افگنید
خبردار! عدم کے لا سے نکلو — اس خیال اور وہم کو نکال پھینکو

اے ہمہ پوشیدہ در کون و فساد — جانِ[3] باقی تاں نروئید و نزاد
اے بالکلیہ کون اور فساد میں ڈوبے ہوؤ — تمہاری باقی (رہنے والی) روح نہ اگی نہ پیدا ہوئی

کار ایشاں ست زانسوئے پرے — گر ددت روشن چو جوئی رہبرے
ان (اولیاء) کا کام اس سے بھی آگے کا ہے — جب تو رہبر تلاش کریگا تجھ پر کھلیگا

گر بگویم شمۂ زاں نغمہا — جانہا سر بر زنند از دخمہا
اگر میں ان نغموں کا تھوڑا سا بیان کر دوں — تو روحیں قبروں سے نکل پڑیں

گوش را نزدیک کن کاں دور نیست — لیک نقل آں بتو دستور نیست
کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں — لیکن ان کو تجھ سے نقل کرنیکا دستور نہیں ہے

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء — مردہ را زیشاں حیات ست و نما
خبردار اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں — مردے کی ان سے زندگی اور نشو و نما

جانہائے مردہ اندر گور تن — بر جہد ز آواز شاں اندر کفن
جسم کی قبر میں مردہ جانیں — انکی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

---

[1] کو کہ او۔ عجمی۔ گونگا۔ کسی زبان سے ناواقف۔ دو دم۔ یعنی پری اور گویے کا نغمہ۔ زندانی۔ قیدی، نادانی، غفلت، یعنی تعلقات، دنیوی۔ مبتدی۔ ابجد پڑھنے والا نو آموز۔ مہتدی ہدایت یافتہ، واقف کار۔

[2] معشر۔ گروہ۔ رحمن سورۂ الرحمن میں جن اور پری کا ذکر ہے اس میں انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی خطاب کیا گیا ہے اسی سورت میں فرمایا گیا ہے۔ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا۔ لا تنفذون الا بسلطان۔ اے جن اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (اور ہم سے بچ جاؤ) تو نکل جاؤ۔ نہ نکلو گے مگر زور سے۔ لا۔ نفی کا کلمہ ہے یعنی ظاہری ہستی جو کالعدم ہے۔ ایں خیال۔ یعنی خودی کا خیال۔ کون و فساد۔ بننا اور بگڑنا۔ یعنی عالم فنا۔

[3] جان باقی۔ روح حقیقی رہبر۔ شیخ کامل۔ سر برزدن۔ نکل پڑنا۔ دخمہ۔ مجوسیوں کا قبرستان۔ دستور۔ یعنی وہ نغمے خود سنو انکے سنانے کا دستور نہیں ہے۔ اولیاء۔ اولیاء اللہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو اسرافیل کرینگے۔ انکے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ جانہائے اولیاء اللہ کے نغمے مردہ دلوں کو زندگی عطا کر دیتے ہیں۔

گویدا ایں آواز آواہا جداست — زندہ کردن کار آواز خداست

وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے — زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

چوں ز صوتِ اولیاء آگاہ شوند — از طرب گویند چوں بارہ شوند

جب وہ اولیاء کی آواز سے واقف ہو جاتی ہیں — جب راستہ پر چل پڑتی ہیں تو خوش ہو کر کہتی ہیں

ما بمُردیم و بکلی کاستیم — بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم

ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے — خدا کی آواز آئی ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب — آں دہد کو داد مریم را ز جیب

اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ — وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے مریم کو دی

اے فناتاں نیست کردہ زیرِ پوست — باز گردید از عدم ز آوازِ دوست

اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے — دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ

مطلق آں آواز از شہ بُوَد — گرچہ از حُلقوم عبداللہ[۲] بُوَد

وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے — اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

گفت اُو را من زبان و چشم تو — من حواس و من رضا و خشم تو

اس کو خدا نے کہا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں — میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں

رَو کہ بی یسمعُ و بی یبصرُ توئی — سِر توئی چہ جائے صاحب سِر توئی

جا! بی یسمع و بی یبصر تو ہے — تو راز، چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو

بیان حدیث "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ"

حدیث "جو شخص اللہ کے لئے ہو گیا اللہ اس کے لئے ہو گیا" کا بیان

چون شُدی من کانَ للہ از وَلہ — من تُرا باشم کہ کانَ اللہُ لہ

جب تو عشق کی وجہ سے مَن کان للہ بنا — میں تیرا ہو گیا کیونکہ کان اللہ لہ ہے

گہ توئی گویم تُرا گاہے منم — ہر چہ گویم آفتابے روشنم

کبھی تجھے تو ہے کبھی میں ہوں کہتا ہوں — جو کچھ بھی کہتا ہوں میں روشن آفتاب (ہی) ہوں

ہر کجا تابم ز مشکاتِ دَمے — حل شد آنجا مُشکلاتِ عالمے

جس جگہ تھوڑی دیر کیلئے تیرے طاقچے سے چمک جاتا ہوں — اس جگہ دنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں

ہر کجا تاریکی آمد نا سزا — از فروغِ ما بُوَد شمس الضحیٰ

جس جگہ نامناسب تاریکی آتی ہے — ہماری تجلی سے شمس الضحیٰ بنجاتی ہے

---

۱ گویند۔ جب ان مُردوں یعنی مُردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے تو وہ اولیاء کے نغموں کی آواز کو خدا کی آواز سمجھتے ہیں اسلئے زندہ کر دینا۔ خدا کی آواز کی تاثیر ہے۔ صوت۔ آواز، نغمہ۔ بارہ۔ سوبرابر، راہ پر چلنے والا۔ بکلی۔ بالکل کاستن۔ گھٹنا، مضمحل ہونا، بانگ۔ آواز۔ یعنی اولیاء کے نغمے۔ حجاب۔ پردہ۔ جیب۔ گریبان کا کالر۔ یعنی وہ آواز جو خدا کی براہ راست ہے یا بواسطہ رسولوں کی ہے۔ مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مبارک نام ہے، خدا کی آواز نے ہی حضرت عیسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر عطا فرما دیا۔ فنا۔ یعنی فانی دنیا کے تعلقات۔ مطلق۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ کس کے حلقوم سے آ رہی ہے۔

۲ عبداللہ۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ حواس۔ حاسہ کی جمع۔ رضا۔ خوشنودی۔ خشم۔ غصہ۔ ناراضی حدیث شریف میں ہے جس بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے "بی یسمع" میرے ذریعہ سے سنتا ہے بی یبصر۔ میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ سر۔ یعنی اب صرف ملاقات نہیں ہے بلکہ مجسم ہے۔ من کان۔ حدیث میں آیا ہے جو شخص خدا کا ہوگیا خدا اس کا ہوگیا۔ عشق

۳ یعنی اے بندے کو کہہ کر پکاروں یا میں کہہ کر پکاروں مقصد میری اپنی ذات ہوگی۔ سب من تو کا قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور ذات باری سے وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر جگہ جب کسی ولی میں تجلی رب ظاہر ہو جاتی ہے اس سے عالم کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ فروغ۔ روشنی شمس الضحیٰ چاشت کا سورج۔

ظلمتے ۱ را کافتابش بر نداشت — ازدم ما گردد آں ظلمت چو چاشت
جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا — ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بنجاتی ہے

آدمے را او بخویش اسما نمود — دیگراں راز آدم اسما می کشود
آدم پر اس نے اپنی جانب سے ناموں کا اظہار کیا — دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

آب خواہ از جو بجو یا از سبو — کیں سبو را ہم مدد باشد زجو
پانی خواہ نہر سے لے یا مٹکے سے — مٹکے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور خواہ از مہ طلب خواہی زخور — نور مہ ہم زآفتاب ست اے پسر
روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے — اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

مقتبس شو زود چوں یابی نجوم — گفت پیغمبر کہ اصحابی ۲ نجوم
جلد روشنی حاصل کر لے جب تو ستارے پالے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

خواہ ز آدم گیر نورش خواہ از و — خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
اس کا نور آدم سے لے یا اس سے لے — شراب خواہ مٹکے سے لے یا کدو سے

کیں کدو با خم بہ پیوست ست سخت — نے چوتو شاد آں کدوئے نیک بخت
یہ کدو مٹکے سے سخت جڑا ہوا ہے — اے نیک بخت! تیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں ہے

گفت طوبیٰ ۳ من رآنی مصطفیٰ — والذی یبصر لمن وجھی یری
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا — اور جو اسکو دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا

چوں چراغے نور شمع را کشید — ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید
جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کر لی — جس نے اس کو دیکھا یقیناً اس نے شمع کو دیکھا

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شد — دیدن آخر لقائے اصل بد
اسی طرح اگر وہ سو چراغوں میں منتقل ہوئی — آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات تھی

خواہ از نور پسیں بستاں تو آں — ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں
خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے — کوئی فرق نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں — خواہ از نور پسیں فرقے مداں
خواہ پہلے والے سے تو دل و جان سے روشنی لے — خواہ آخری روشنی سے، کوئی فرق نہ سمجھ

خواہ بیں نور از چراغ آخریں — خواہ بیں نورش ز شمع غابریں
خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے — خواہ اس کی روشنی [illegible] سے [illegible] کی سمجھ

۱ ظلمت۔ تاریکی، چاشت ایک پہر چڑھے دن کا وقت آدمے۔ حضرت آدم کو دنیا کی چیزوں کے نام سکھائے پھر فرمایا دوسروں کو یہ نام بتا دو تو یہ فیض حضرت آدم کے واسطہ سے خدا ہی کا ہے۔ آب۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے کہ واسطہ درمیان میں آجانے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے پانی نہر ہی کا ہے خواہ مٹکے سے لے کر پیا جائے نور۔ چاند کی روشنی۔ سورج ہی کی روشنی ہے نجوم۔ ستارے۔

۲ اصحابی کنجوم میرے صحابہ ستارے جیسے ہیں جس سے ہدایت حاصل کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ ایں کدو۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذات باری سے اتحاد ہے کدو۔ کدو کو خشک کر کے اس کے اندر سے گودا نکالکر اسمیں شراب بھر لیتے تھے۔

۳ من رآنی۔ حدیث شریف ہے "طوبیٰ لمن رآنی ولمن رأی من رآنی" خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، صحابہ میں بالواسطہ حضور کا نور تھا چوں چراغے۔ جو چراغ شمع سے روشن ہوا ہے اس چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع کو دیکھنا ہے۔ صد چراغ۔ [illegible] واسطے بھی ہوں [illegible] سے ہی حاصل ہوا ہے [illegible] طریقت سے بیعت [illegible] سے بیعت ہے خواہ [illegible] روشنی منتقل ہوتی چلی [illegible] نے اس سے فیض حاصل [illegible] اصل ہی سے فیض حاصل کرنا

۴ غابرین۔ غابر کی جمع بمعنی گذشتہ [illegible] یہاں گذشتہ کے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در معنیٰ حدیث اِنَّ لِـربِّـکُـمْ فِـیْ اَیَّـامِ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے

دَهْـرِکُـمْ نَـفَـحَـاتٌ اِلَّا فَـتَـعَـرَّضُـوْا
زمانہ میں خوشبوئیں ہیں، آگاہ، ان سے وابستہ ہو جاؤ!

گفت پیغمبر کہ نفحہائے حق — اندریں ایام می آرد سبق
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں — اس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں

گوشِ ہُش دارید ایں اوقات را — در ربائید ایں چنیں نفحات را
ان اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو — اس طرح کی خوشبوئیں حاصل کر لو

نفحہ ۲ آمد شمارا دید و رفت — ہر کرا می خواست جاں بخشید و رفت
خوشبو آئی، اس نے تمہیں دیکھا اور چل دی — جس نے چاہا اس نے اس کو جان بخش دی اور چلی گئی

نفحہ دیگر رسید آگاہ باش — تا ازیں ہم وا نمانی خواجہ تاش
خبردار! دوسری خوشبو آئی — اے پیر بھائی! اس سے بھی محروم نہ رہنا

جانِ آتش یافت زاں آتش کُشے ۳ — جانِ مردہ یافت از وئے جنبشے
جہنمی جان نے اس سے آگ کو بجھانے والا پا لیا — مردہ جان نے اس سے زندگی پا لی

جانِ ناری یافت از وے انطفا — مُردہ پوشید از بقائے اُو قبا
جہنمی جان نے اس سے بجھاؤ حاصل کر لیا — مردے نے اس کے وجود سے قبا پہن لی

۱ نفحات۔ نفحہ کی جمع، خوشبو۔ مہک، سبق پیش قدمی آگے بڑھنا، ہُش۔ ہوش کا مخفف ہے، اوقات، وقت کی جمع وقت صوفیاء کی اصطلاح میں وہ وقت ہے جس میں واردات غیبی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔

۲ نفحہ آمد۔ یعنی آنحضور کے دم مبارک کی خوشبو۔ ہر کرا خواست۔ ہر کے او را خواست۔ نفحہ دیگر اولیاء اللہ کے دم مبارک کی خوشبو۔ واماندن۔ محروم رہنا، خواجہ تاش۔ ایک آقا کے غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ یہاں پیر بھائی مراد ہے۔ جانِ آتش۔ وہ جان جو آگ کے لائق ہو۔

۳ آتش کشے۔ اگر کشے کے کاف پر زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو کھینچنے والا یعنی جلا دینے والا تو پہلے مصرع کا مطلب ہوگا۔ جن بدنصیبوں نے اس خوشبو سے فائدہ نہ اٹھایا وہ بدتباہی میں مبتلا ہوئے اور اگر کشے کے کاف پر پیش پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو بجھا دینے والا تو مصرع کا مطلب ہوگا کہ ان گنہگاروں نے ایسی چیز حاصل کر لی جس سے ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ مردہ۔ یعنی جن کے دل مردہ ہو گئے تھے۔ جنبش۔ حرکت، زندگی۔ ناری۔ دوزخی۔ انطفا۔ بجھ جانا، سب اور ہر جانا۔ مردہ [illegible]

مردوں کو زندہ لب زندوں کو مرنے دیا
اس مسیحائی وہ جیسی ورثی ابن مریم

تازگی و جنبش طوبیؔ است ایں ہمچو جنبش ہائے خلقاں نیست ایں

یہ طوبی کی تازگی اور جنبش ہے یہ مخلوق کی جنبشوں کی طرح نہیں ہے

گر در افتد در زمین و آسماں زہرۂ شاں آب گردد در زماں

اگر وہ زمین اور آسمان پر آپڑے فوراً ان کا پتہ پانی ہو جائے

خود زبیم ایں دم بے منتہا باز خواں فابینؔ اَنْ یَحْمِلْنَھَا

اس بے انتہا ہوا کے خوف سے پڑھ فابین ان یحملنھا

ورنہ خود اشفقن منہا چوں بُدے گرنہ از بیمش دل کہ خوں شدے

ورنہ اشفقن منہا کیوں ہوتا؟ اگر اس کے خوف سے پہاڑ کا دل خون نہ بنتا

دوش دیگر گونہ ایں میداد دست لقمۂ چندے در آمد در بہ بست

کل یہ عجیب طرح سے حاصل ہو رہا تھا چند لقمے آگئے، دروازہ بند ہو گیا

بہر لقمہ گشت لقمانے گرو وقت لقمان ست اے لقمہ برو

لقمہ کی وجہ سے لقمان گروی ہو گیا اے لقمے جا! لقمان کا وقت ہے

از ہوائے لقمہ ایں خار خار از کف لقماں بروں آرید خار

لقمہ کی خواہش میں یہ بے قراری لقمان کے تلوے سے کانٹا نکال دو

در کف او خار و سایش نیز نیست لیک تاں از حرص آں تمیز نیست

اس کے تلوے میں کانٹا اور اس کا اثر بھی نہیں ہے لیکن تجھے حرص کی وجہ سے تمیز نہیں ہے

خار داں آں را کہ خرما دیدۂ زانکہ بس ناںؔ کور و بس نادیدۂ

جس کو تو نے چھوارا سمجھا ہے اس کو کانٹا سمجھ کیونکہ تو بہت نا شکرا اور ندیدہ ہے

جان لقماں کہ گلستان خدا ست پائے جانش خستۂ خارے چرا ست

لقمان کی جان، جو خدا کا باغ ہے اس کی جان کا پاؤں کانٹے سے کیوں والا ہے

اُشتر آمد ایں وجود خار خوار مصطفیٰ زادے بریں اُشتر سوار

کانٹے خور وجود اونٹ ہے مصطفیٰ زادہ اس اونٹ پر سوار ہے

اُشترا تنگ گلے بر پشت تست کز نسیمش در تو صد گلزار رست

اے اونٹ! پھولوں کی گٹھری تیری پیٹھ پر ہے جس کی خوشبو سے تجھ میں سو گلزار اُگے ہیں

میل تو سوئے مغیلان ست و ریگ تا چہ گل چینی ز خارائے مردہ ریگ

تیرا میلان کیکر اور ریت کی طرف ہے اے حقیر! تو کانٹے سے کیا پھول چنے گا

---

۱ طوبیٰ۔ خوشخبری، جنت کے ایک درخت کا نام ہے، میرے نزدیک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے فحات سے جو زندگی اور تازگی میسر آجاتی ہے وہ شجر طوبیٰ کی سی تازگی اور زندگی ہی ممکنات کی سی عارضی تازگی نہیں ہے۔ در افتد۔ یعنی وہ فحہ اور تجلی زمین اور آسمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ دم۔

۲ فحہ۔ فابین قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔ ایں۔ یعنی فحات اور تجلیات۔ لقمہ۔ یعنی نفسانی لذت۔ لقمان۔ مشہور دانا بزرگ گذرے ہیں بعض انکو نبی مانتے ہیں۔ یہاں مراد روح ہے۔ خار خار۔ تردد۔ پریشانی۔ سایہ یعنی کانٹے کا نشان۔ خرما۔ چھوارا۔ کھجور یعنی لذت نفس کو تو مفید سمجھتا ہے حالانکہ وہ مہلک ہے۔

۳ ناں۔ ور۔ نا شکرا نادیدہ حریص، بھوکا لقمان۔ روح اور جان پر چونکہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اسلئے اس کو لقمان قرار دیا ہے۔ خدا یعنی نفسانی خواہش۔ اُشتر اونٹ یہاں جسم انسانی مراد ہے۔ خار خوار۔ اونٹ ببول وغیرہ کے کانٹے کھاتا ہے۔ مصطفیٰ زادہ روح کو شرافت کی وجہ سے مصطفیٰ زادہ کہا ہے۔ تنگ تا کے ضمہ کے ساتھ بوا گٹھری نسیم ہلکی خوشگوار ہوا مغیلاں کیکر کا درخت اونٹ ریگستان میں خوش رہتا ہے اور کیکر کے کانٹے اسے مرغوب ہیں۔ مردہ ریگ۔ حقیر ناچیز۔

اے بگشتہ زیں طلب ہر گو بگو — چند گوئی آں گلستاں ۱ کو و کو
اے اس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے! — کب تک کہے گا، وہ چمن کہاں ہے کہاں ہے؟

پیش ازاں کیں خارِ پا بیروں کنی — چشم تاریک ست جولاں چوں کنی
اس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اس کانٹے کو نکالے — آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دوڑ سکتا ہے؟

آدمی کو می نگنجد در جہاں — در سرِ خارے ہمی گردد نہاں
وہ انسان جو دنیا میں نہیں سماتا — ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی — کلّمینی یا حمیرا کلّمی
مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں — اے حمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر

اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل ۲ — تا ز نعلِ تو شود ایں کوہ نعل
اے حمیرا! نعل آگ میں ڈال — تاکہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ نعل بجائے

ایں حمیرا لفظِ تانیث ست و جاں — نام تانیثش نہند ایں تازیاں
یہ حمیرا مونث لفظ ہے اور جان — اہل عرب اس کا نام مونث رکھتے ہیں

لیک از تانیث جاں را باک نیست — روح را با مرد و زن اشراک نیست
لیکن جان کو مونث ہونے کی کوئی پروا نہیں ہے — روح کی مرد و عورت سے کوئی شرکت نہیں ہے

از مونث و ز مذکر برتر ست — ایں نہ آں جاں ست کز خشک و تر ست
وہ مذکر اور مونث سے بالا ہے — یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر سے ہے

ایں نہ آں جاں ست کافزاید ز ناں — یا گہے باشد چنیں گاہے چناں
یہ وہ جان نہیں ہے جو روٹی سے بڑھتی ہے — یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے

خوش کنندہ است و خوش و عین خوشی — بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی ۳
خوش کرنیوالی ہے اور خوش ہے اور مجسم خوشی ہے — اے رشوت خور! خوشی بغیر خوشی کے نہیں ہے

مرتشی را ہست از رشوت خوشی — صد خوشی یابی چو دست اندر کشی
رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے — تو اگر رشوت سے دست کش ہوجائے سو خوشیاں پائے

چوں تو شیریں از شکر باشی بود — کاں شکر گاہے ز تو غائب شود
اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہوسکتا ہے — کہ وہ شکر کبھی تجھ سے غائب ہو جائے

چوں شکر گردی ز تاثیرِ وفا — پس شکر کے از شکر گردد جدا
جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے — تو شکر، مٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

۱ گلستاں یعنی علم و معرفت کا باغیچہ۔ کو۔ کوچہ۔ کوکجا۔ آدمی روح لا مکانی چیز ہے دو عالم کی وسعتیں اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذت نفس سے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ ہمدمی، ہمکلامی۔ حمیرا، حمراء کی تصغیر ہے بمعنی سرخ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔ یہاں مصطفیٰ سے مراد مرد عارف اور حمیرا سے مراد روح ہے یعنی عارف کامل اپنی روح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اے حمیرا۔ مرد عارف کہتا ہے اے روح عشق الٰہی میں بےچین کردے تاکہ یہ جسم بےقرار ہو جائے۔ نعل

۲ در آتش نہادن۔ یہ کوئی عمل ہے، نعل کو کچھ پڑھ کر آگ میں ڈالدیا جاتا ہے تو معمول بےچین ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی معنی بےقرار کر دینا ہو گئے ہیں۔ کوہ۔ یعنی بدن، حمیرا مونث کا صیغہ ہے اور عربی میں روح یعنی نفس کو مونث مانا جاتا ہے لہٰذا لفظ حمیرا سے روح مراد لینا مناسب ہے۔ باک۔ خوف، خطرہ اشراک۔ شرکت۔ ایں یعنی اس روح سے روح حیوانی مراد نہیں ہے جسکی پرورش خشک اور تر غذاؤں سے ہوتی ہے۔

۳ مرتشی رشوت خور روح کے مراتب عشق تین ہیں۔ ایک تو یہ کہ روح عشق کو خوش کرنیوالی ہو دوسرے یہ کہ عشق ہی خود خوش ہو تیسرے یہ کہ عین خوشی بنجائے۔ صد خوشی اگر انسان لذت نفس کی رشوت خوری چھوڑ دے تو سیکڑوں مسرتیں حاصل ہوں۔ وفا۔ عشق میں وفا کے ذریعہ عین شکر بنجاؤ گے تو شرینی لازوال ہوگی۔

زہرِ محض ست آں کہ باشد بے وفا[1] — ھَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الوَریٰ

وہ بے وفا ہے، وہ خالص زہر ہے — اے ہمارے پروردگار ہمیں اچھی مخلوق عطا فرما دے

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق — عقل آنجا گم شود گم اے رفیق

عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پالیتا ہے — اے دوست عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے

عقلِ جزوی عشق را منکر بُوَد — گرچہ بنماید کہ صاحبِ سرّ بُوَد

تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے — اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ رازداں ہوتی

زیرک و داناست لیکن نیست نیست — تا فرشتہ لا نشد اہرمنے[2] ست

وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (صاحب) فنا نہیں ہے — جب تک فرشتہ نیست نہ ہو جائے شیطان ہے

او بقول و فعلِ یارِ ما بُوَد — چوں بحکمِ حال آئی لا شود

وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے — جب تو عالمِ حال کے ماتحت آ جائیگا معدوم ہوگی

لا بُوَد او چوں نشد از ہست نیست — زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسے ست

وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو — جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ ہو تو مجبوریاں بہت ہیں

جاں کمال ست و ندائے او کمال — مصطفیٰ گویاں اَرِحنا یا بلال

جان کمال ہے، اور اس کی آواز کمال ہے — مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں اے بلال ہمیں راحت پہنچا

اے بلال افراز بانگِ سلسلت — زاں دمے کاندم دمیدم در دلت

اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر — اس فیض سے جو میں نے تیرے دل میں پھونکا ہے

اے بلال ایں گلبنت راجاں سپار — خیز بلبل وار جاں می کن نثار

اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال — اٹھ، بلبل کی طرح جان نچھاور کر

زاں دمے کادم ازو مدہوش شد — ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد

اس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہو گئے — آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے

مصطفیٰ بے ہوش شد زاں خوب صوت[3] — شد نمازش از شبِ تعریس فوت

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس حسین آواز سے مدہوش ہوئے — لیلۃ التعریس میں ان کی نماز فوت ہو گئی

سر ازاں خوابِ مبارک بر نداشت — تا نمازِ صبحدم آمد بچاشت

بابرکت نیند سے سر نہ اٹھایا — یہاں تک کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آ گیا

در شبِ تعریس پیشِ آں عروس — یافت جانِ پاکِ ایشاں دستبوس

شب تعریس میں اس دلہن کے سامنے — آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

---

[1] بے وفا۔ عشق میں بیوفائی زہر ہے۔ نعم الوریٰ۔ اچھی مخلوق جو عشق میں وفادار ہے۔ رحیق۔ شراب کا نام ہے۔ عقل یعنی عقل فلسفی۔ عقل جزوی ناقص عقل، وجود باری پر تو دلائل قائم کرے۔ واقف اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہے۔ زیرک داناؔ ہوشیار۔ نیست ہوا۔ فنا۔ لا نیست۔ اہر

[2] اہرمن۔ دیو، شیطان۔ یار۔ یعنی بات چیت اور کاموں میں عقل رہنمائی کرتی ہے۔ حال۔ کیفیت باطن ذوق معرفت، طوعاً خوشی سے کرہاً جبراً۔ کمال۔ یعنی عین کمال۔ افراز۔ بلند کر۔ سلسل۔ خوشگوار، شیریں پانی۔ دم۔ آواز۔ دمیدن پھونکنا۔ گلبن۔ بوٹا، سرخ پھولوں کا درخت۔ زاں دمے وحی الٰہی سے حضرت آدمؑ مدہوش ہو گئے تھے۔

[3] خوبصورت حسین آواز یعنی حضرت بلالؓ کی اذان۔ تعریس آدھی شب میں پڑاؤ کرنا۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر آنحضورؐ کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ نمازِ صبحدم نمازِ صبح، نماز فجر۔ یعنی آنحضورؐ کی نیند در اصل ایک استغراقی کیفیت تھی جس کی وجہ سے بروقت حضورؐ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ عروس۔ دولہا، دلہن۔ دست بوس۔ ہاتھ چومنا۔

عشق او جاں ہر دو نہانند و ستیر ۱
گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر

معشوق اور جان دونوں پوشیدہ اور مستور ہیں
اگر میں نے اس کو دلہن کہا، یہ عیب گیری نہ کر

از ملالِ یار خامش گردمے
گر ہم اُو مہلت بدادے یکدمے

یار کے ملال میں چپ ہو جاتا
اگر تھوڑی دیر کے لئے (بھی) وہ مجھے مہلت دیتا

لیک می گوید بگو ہیں عیب نیست
جز تقاضائے قضائے غیب نیست

لیکن وہ کہتا ہے، کہہ خبردار عیب نہیں ہے
(یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں

عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب
عیب کے بیند روانِ پاکِ غیب

(یہ کلمات) عیب ہوں گے اس کیلئے جو عیب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے
عالم غیب کی پاک روح عیب کب دیکھتی ہے؟

عیب شد نسبت بمخلوق جہول
نے بہ نسبت با خداوند قبول

جاہل مخلوق کے اعتبار سے عیب ہو گا
مقبول بارگاہ (مخصوص) کی نسبت سے عیب نہ ہو گا

کفر ۲ ہم نسبت بخالق حکمت ست
چوں بما نسبت کنی کفر آفت ست

اللہ کے اعتبار سے کفر بھی حکمت ہے
جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے

ور یکے عیبے بود با صد صفات
بر مثالِ چوب باشد در نبات

اگر سو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب ہو
تو وہ مصری میں لکڑی کی طرح ہو گا

در ترازو ہر دو را یکساں کشند
زانکہ آں ہر دو چو جسم و جاں خوشند

ترازو میں دونوں کو یکساں رکھتے ہیں
اس لئے کہ وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف
جسمِ پاکاں عینِ جاں افتاد صاف

تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا
پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفّیٰ ہے

گفتِ شاں و فعلِ شاں و ذکرِ شاں
جملہ جانِ مطلق آمد بے نشاں

ان کا قول اور ان کا فعل اور ان کا ذکر
سب بے نشان، مطلق جان ہیں

جانِ دشمن ۳ دارِ شاں جسمے ست صرف
چوں زیاد از نرد اُو اسمے ست صرف

ان سے دشمنی رکھنے والے کی جان صرف جسم ہے
جیسے نرد کا زیاد کہ وہ صرف نام ہے

آں بخاک اندر شد و کل خاک شد
ایں نمک اندر شد و کل پاک شد

وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا
یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا

آں نمک کز وے محمد املح ست
زاں حدیث با نمک اُو افصح ست

وہ نمک جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملیح تر ہوئے
اس نمکین بات سے وہ فصیح تر ہوئے

---

۱ معشوق۔ یعنی معشوق۔ ستیر۔ مستور چھپا ہوا عروس دلہن جس طرح دلہن پردہ میں ہوتی ہے۔ اسی طرح عشق اور جان بھی پوشیدہ ہے۔ از ملال۔ یعنی میں ذاتِ حق کو عروس کہنے سے باز بھی آجاتا لیکن غلبۂ حال کی وجہ سے کہنے پر مجبور ہوں۔ قضائے غیب یعنی یہ کلمات بھی اشارے سے میں کہتے ہیں۔ عیب۔ یعنی کلمات کہنا انہیں کے نزدیک عیب ہوگا جن کو عیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ جہول۔ نادان۔ خداوند قبول۔ صاحب قبولیت مقبول۔ یعنی بعض کلمات جاہل لوگوں کے نزدیک عیب ہوگا اور وہی کلمات صاحب حال سے ہوں تو اس کے اعتبار سے عیب نہیں ہے۔

۲ کفر ہم۔ یعنی نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور اقوال کا حکم بدل جاتا ہے مثلاً کفر ہے اللہ کی طرف اس کے خلق کی نسبت عین حکمت ہے ہماری نسبت سے وہ انتہائی خراب بات اور عیب ہے۔ ور یکے۔ یعنی میں نے حضرت حق کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے مجھ میں خوبیاں گنی جائیں گی اگر ایک لفظ عروس کہنا میرا عیب بھی ہے تو گرفت ذکر و شکر کے ساتھ اس کا بھی اسی بھاؤ تل جاتا ہے۔ پس بزرگاں یعنی: جب برائی اور بھلائی یکجا ہے تو جسم عموماً کے اعتبار سے روح سے کم درجے کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے اعتبار سے جسم بھی روح کی طرح پاک و صاف ہے۔ گفت شاں۔ پاک لوگوں کے جو افعال جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی منزہ ہوتے ہیں۔

۳ دشمن دار۔ دشمنی رکھنے والا۔ زیاد۔ نرد کی سات بازیوں میں سے ایک بازی کا نام ہے اس (باقی صفحہ بر) کے ہر نقش میں ایک خال زیادہ کر دیتے ہیں۔ جس کو خال زیادہ کہتے ہیں۔ اس بازی کا کوئی اس

آں نمک باقی ست از میراثِ اُو ۱ — با تو اند آں وارثانِ اُو بجُو
آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے — آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں، تلاش کر لے

پیش تو شستہ ترا خود پیش کو — پیش ہستت جان پیش اندیش کو
تیرے آگے بیٹھے ہیں خود تجھے آگا کب میسر ہے؟ — تیرے روبرو ہے آگے کی سوچنے والی جان کہاں ہے؟

گرتو ۲ خود را پیش و پس داری گماں — بستۂ جسمی و محرومی زجاں
اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا گمان رکھتا ہے — تو تو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے

زیر و بالا پیش و پس صفِ تن ست — بے جہتہا ذاتِ جانِ روشن ست
نیچا اور اونچا، آگا اور پیچھا جسم کی صفتیں ہیں — پاک جان، بغیر سمتوں کے ہے

برکشا از نورِ پاکِ شہ نظر — تا نہ پنداری تو چوں کوتہ نظر
شاہ کے پاک نور سے نظر کر — تاکہ کوتاہ نظر کی طرح تو یہ خیال کر

کہ ہمینی در غم و شادی و بس — اے عدم گو مر عدم را پیش و پس
کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور بس — اے معدوم! معدوم کا آگا پیچھا کہاں ہے؟

از وجود و از عدم گر بگذری ۳ — از حیاتِ جاودانی برخوری
تو از وجود اور عدم سے گزر جائے — تو ابدی زندگی حاصل کر لے

روز باران ست میرو تا بہ شب — نے ازیں باراں ازاں بارانِ رب
بارش کا دن ہے، رات تک چلا چل — اس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے

ہست باراں، جز ایں باراں بداں — می نمی بیند وُ را جُز چشمِ جاں
سمجھ لے اس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے — جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے

چشمِ جاں را باز کن نیکو نگر — تا ازاں باراں عیاں بینی خضر
جان کی آنکھ کھول، اچھی طرح دیکھ — تاکہ اس بارش کا سبزہ صاف دیکھے

سوال کردن عائشہؓ از پیغمبر علیہ السلام کہ باراں شدو جامۂ مُبارک تو ترنگشت و جوابِ آں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اس کا جواب

مصطفیٰ روزے بگورستاں برفت — با جنازہ یارے از یاراں برفت
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روز قبرستان تشریف لے گئے — دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے

نتیجہ برآمد نہیں ہوتا ہے اگرچہ نام زیادہ ہے لیکن یہ نام ہی نام ہے۔ آں۔ اولیاء کا دشمن نفس لذتوں کی خاک میں ملا جسم خاک بن گیا۔ ایں۔ یعنی کامل شخص محبت چاشنی میں غرق ہو کر پاک ہو گیا۔ ملح۔ نمک۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے بھائی یوسف ملیح تھے اور میں فصیح ہوں۔ ایک جگہ فرمایا میں عرب میں سب سے فصیح ہوں علاوہ ازیں میں قریشی ہوں یعنی حضور کے جسم اطہر میں ملاحت تھی جس سے ملیح اور فصیح قرار پا گئے

(باقی صفحہ پر)

۱ از میراث او۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں یعنی آپ کی معرفت کی چاشنی اور ملاحت علماء اور اولیاء میں منتقل ہوئی ہے جو اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ پیش تو۔ وہ وارثان ہی موجود ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے وجود میں روح کو گم کئے ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کرتا اس کو پیش بین روح میسر نہیں آتی۔ گر تو۔ اگر انسان کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے تو وہ جسمانی صفات میں الجھا ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے محروم ہے۔ زیر و بالا۔ یہ سب صفات جسم کی ہیں روح ان سے پاک ہے۔ نور پاک۔ حقیقی معرفت حاصل ہو جائے پر انسان غم اور خوشی وغیرہ جسمانی صفات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۳ بگذری۔ دست بردار ہو۔ حیات جاودانی۔ ابدی۔ زندگی۔ برخوری۔ پھل کھائے روز باراں۔ یعنی الٰہی فیوض برس رہے ہیں۔ ایسی حالت میں گھر میں بیٹھا رہنا مناسب نہیں ہے جان سے نفع اندوز ہونا چاہئے چشم جاں۔ فیوض کی بارش کا روح کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے۔ خضر سبزہ۔ یار۔ یعنی صحابی۔

خاک رادر گورِ اُو آگندہ کرد — زیرِ خاک آں دانہ اش[۱] اِرا زندہ کرد
ان کی قبر میں مٹی بھر دی — مٹی کے نیچے ان کے دانہ کو زندہ کر دیا

ایں درختانند ہمچوں خاکیاں — دست ہا بر کردہ اندر از خاکداں
مٹی میں دفن کیے ہوؤں کی مانند یہ درخت (بھی) ہیں — جو مٹی سے ہاتھ باہر نکالے ہوئے ہیں

سوئے خلقاں صد اشارت میکنند — وانکہ گوشستش عبارت میکنند
لوگوں کی طرف سو اشارے کر رہے ہیں — جن کے کان ہیں ان کے لئے تقریر کر رہے ہیں

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند — غافلاں آواز ہا رانشنوند
تیز کان والے اُن کا راز سنتے ہیں — غافل لوگ آوازوں کو نہیں سنتے ہیں

باز بانِ سبز و بادستِ دراز — از ضمیرِ خاک میگویند راز
سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے — خاک میں چھپے ہوئے راز بتا رہے ہیں

ہمچو[۲] بطاں سر فرو بُردہ بآب — گشتہ طاؤساں و بودہ چوں غراب
بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارے ہوئے — مور بن گئے اور کوے کی طرح

در زمستاں شاں اگر محبوس کرد — آں غراباں را خدا طاؤس کرد
جاڑوں میں اگر ان کو قید کیا — ان کووں کو اللہ تعالیٰ نے مور بنا دیا

در زمستاں شاں اگرچہ داد مرگ — زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ
جاڑوں میں اگرچہ ان کو مارا — ان کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دیدیئے

منکراں گویند ہست ایں خود قدیم — ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم
منکر کہتے ہیں یہ قدیم ہیں — رب کریم سے ان کا تعلق کیوں کریں؟

جملہ پندارند کیں خود دائم ست — وز قدیم ایں جملہ عالم قائم ست
سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے — اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم قائم ہے

کوری[۳] ایشاں درونِ دوستاں — حق برویانید باغ و بوستاں
(یہ عقیدہ) اس کے اندھے پن سے ہے دوستوں کے دل میں — اللہ (تعالیٰ) نے باغ اور بوستاں اُگا دیا ہے

ہر گلے کاندر دروں بویا بُوَد — آں گل از اسرارِ کل گویا بُوَد
جو پھول، اپنے اندر سے خوشبو دے رہا ہو — وہ پھول تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے

بوئے ایشاں رغمِ انفِ منکراں — گرد عالم می رود پردہ دراں
ان کی خوشبو منکروں کی ذلت کے ساتھ — پردہ دری کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

---

[۱] دانہ اش۔ یعنی دینوی موت کے بعد اس کو برزخی زندگی نصیب ہو گئی۔ خاکیاں۔ مٹی سے پیدا ہونیوالے اور مر کر مٹی میں مدفون ہونیوالے۔ بر کردن۔ نکالنا۔ خاکداں۔ دنیا۔ عبارت تقریر۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح پڑھتی ہے تم نہیں سمجھتے ہو۔ زبان سبز یعنی پتے۔ دست دراز یعنی شاخیں۔ ضمیر۔ دل کی بات۔

[۲] ہمچو۔ درختوں کی ۳ حالتوں کو تین پرندوں سے تشبیہ دی ہے درخت موسم خزاں میں ہریالی ختم ہو کر کالے کوے کی طرح ہو جاتے ہیں، رطوبت کو حاصل کرنے میں گویا وہ بطخیں ہیں جو پانی میں غوطہ لگا کر غذا حاصل کرتی ہیں موسم بہار میں پھول پتیاں نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے ہیں۔ منکران۔ یعنی دہریہ جو وجود باری کے منکر ہیں اور فلاسفہ جو خدا کو صانع اور مختار نہیں مانتے ہیں۔ ایں۔ یعنی کائنات قدیم ہے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

[۳] کوری۔ اندھاپن۔ رویانیدن۔ روئیدن کا متعدی مصدر ہے یعنی اولیاء اللہ کے سینے علوم معرفت سے باغ و بہار ہیں۔ اس کے گل اور بوٹے کی خوشبو سے منکر اسطرح پریشان ہوتے ہیں۔ جیسے گوبر کا کیڑا خوشبو سے یا کمزور دماغ والا ڈھول کی آواز سے بویا۔ خوشبو دینے والا۔ گویا۔ بولنے والی

مُنکراں ہمچو جُعلؔ اِزاں بوئے گُل — یا چو نازک مغز از بانگ دُہل

اس کے پھول کی خوشبو سے منکر گبرونڈے کیطرح ہیں — یا ایسے جیسے ڈھول کی آواز سے نازک دماغ

خویشتن مشغول می سازند و غرق — چشم می دوزند از لمعان برق

اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں — بجلی کی چمک سے آنکھیں سی لیتے ہیں

چشم می دوزند و آنجا چشم۲ نے — چشم آں باشد کہ بیند مامنے

آنکھیں سی لیتے ہیں اور ان کی آنکھیں ہی نہیں ہیں — آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے

چوں زگورستاں پیمبرؐ بازگشت — سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے — صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے

چشم صدیقہ چو بر رُویش فتاد — پیش آمد دست بر وے می نہاد

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی — آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا

بر عمامہ بر رُخ و بر مُوئے اُو — بر گریباں و بر بازوئے اُو

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر — گریبان پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر

گفت پیغمبرؐ چہ می جوئی شتاب — گفت باراں آمد امروز از سحاب

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟ — بولیں آج بادل سے بارش بری ہے

جامہایت می بجویم در طلب — ترنمی بیم زباراں اے عجب

جستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں — تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں

گفت چہ بر سر فگندی از ازار — گفت کردم آں ردائے تو خمار۳

فرمایا سر پر کونسا کپڑا اوڑھا تھا؟ — بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا

گفت بہر آں نمود اے پاک جیب — چشم پاکت را خدا بارانِ غیب

فرمایا، اے پاک دل! اسی لئے دکھائی — خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما — ہست ابرِ دیگر و دیگر سما

وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے — وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے

ایں چنیں باراں ز ابرِ دیگر ست — رحمتِ حق در نزولش مضمر ست

اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے — جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے

بشنو از قولِ سنائی در رُموز — معنی تا واقف آئی بر کنوز

اشارات کے بارے میں سنائی کے قول کے — ایک معنی سن، تاکہ تو خزانوں سے واقف ہو جائے

---

۱ جعل۔ گبرڈنڈا، گوبر کی گولیاں بنا کر لڑھکانے والا کیڑا۔ دُہل۔ ڈھول۔ مشغول یعنی منکرین جو محض عقلی غلط دلائل میں اپنے آپ کو مصروف کئے ہوئے ہیں۔ اور صحیح دلائل کی روشنی سے آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔

۲ چشم نے دراصل ان کے آنکھ ہی نہیں ہے آنکھ تو وہی ہے جو صحیح دیکھے۔ بازگشت۔ واپس آئے۔ صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ ہمراز۔ راز کی باتیں کرنے والا۔ عمامہ۔ عین کے کسرہ سے پگڑی، بر۔ پہلو، بغل۔ سحاب۔ ابر ازار۔ تہ بند، لنگی۔ ردا۔ چادر

۳ خمار۔ اوڑھنی جیب گریبان سینہ دل سما۔ آسمان۔ مضمر۔ پوشیدہ سنائی۔ مشہور حکیم شاعر بزرگ ہیں۔ رموز۔ رمز کی جمع اشارہ کنوز کنز کی جمع خزانہ۔

گر تو بکشائی زباطن دیدۂ زودیابی سرمہ بگزیدہ
اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے بہت جلد پسندیدہ سرمہ حاصل کر لے

تفسیر بیتِ حکیم سنائی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ

حکیم سنائی (خدا ان کی روح کو راحت پہنچائے) کے شعر کی تفسیر

آسمانہاست در ولایتِ[1] جاں کارفرمائے آسمانِ جہاں
روح کی اقلیم میں آسمان ہیں جو دنیا کے آسمان میں کار فرما ہیں

در رہ روح پست و بالاہاست کوہ ہائے بلند و دریاہاست
روح کے راستہ میں پستی اور بلندیاں ہیں اونچے پہاڑ اور دریا ہیں

پیر دانا اندریں رَمزے کہ گفت درحقیقت زیں صدف دُرّے بُسفت
دانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا حقیقتاً اس سیپ کا موتی پرو دیا

غیب را ابرے و آبے دیگرست آسمان و آفتابے دیگرست
عالم غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

ناید آں اِلّا کہ برخاصاں پدید باقیاں فِی لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شبہ میں ہیں

ہست باراں از پئے پروردگی ہست باراں از پئے پژمردگی
ایک بارش پرورش کے لئے ہے ایک بارش مرجھانے کے لئے ہے

نفع بارانِ بہاراں بُوالعجب[2] باغ را بارانِ پائیزی چُوتب
موسم بہار کی بارش کا نفع تعجب خیز ہے خزاں کی بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باغ را بارانِ نیسانی طرَب باز بارانِ خزانی ہمچو تبُ
نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

آں بہاری ناز پروردش کند ویں خزانی ناخوش و زردش کند
موسم بہار کی بارش اس کی ناز پروری کرتی ہے یہ خزاں کی بارش اس کو خراب اور زرد کر دیتی ہے

ہمچنیں سرماو بادو آفتاب برتفاوت داں وسر رشتہ بیاب
اسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج جداگانہ سمجھ، اور اصول کو سمجھ لے

ہمچنیں درغیب انواع ست ایں درزیانو سُود و دررنج و غبیں
اسی طرح (عالم غیب میں اس کی قسمیں ہیں نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

---

[1] ولایت جان۔ عالم روح پیر دانا حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ رمز۔ اشارہ۔ صدف۔ سیپ۔ دُر موتی۔ فی لبس۔ یہ آیت حشر کے منکروں کے بارے میں ہے مولانا نے امور غیبیہ پر شبہ کرنے والوں کے لئے استعمال کر دی ہے۔ ہست باراں۔ یعنی غیبی بارش کی بھی دو قسمیں ہیں، مضر اور مفید

[2] بُوالعجب۔ بہت تعجب خیز۔ پائیز۔ خزاں۔ نیساں۔ وہ دن جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے۔ ایام بہار، تپ۔ بخار۔ تفاوت۔ فرق سررشتہ۔ بات کا سرا، کھوج انواع۔ نوع کی جمع، قسم زیاں۔ نقصان سود۔ نفع غبین۔ فاتر العقل، ٹوٹے میں پڑا ہوا

ایں دمِ ابدال باشد زاں بہار — در دل و جاں روید از وے سبزہ زار
ابدال کا کلام اسی بہار سے ہوتا ہے — اس سے دل و جان میں سبزہ اُگتا ہے

فعلِ بارانِ بہاری با درخت — آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت
موسم بہار کی بارش کا درختوں سے جو معاملہ ہے — اے نیک بخت! ان کے سانسوں سے حاصل ہوتا ہے

گر درختِ خشک باشد در مکاں — عیبِ آں ز بادِ جاں افزاید آں
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو — اس کا وہ عیب روحانی ہوا سے بڑھ جاتا ہے

باد کارِ خویش کرد و بر وزید — آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ہوا نے اپنا کام کیا اور چلی گئی — جسمیں جان تھی اس نے اس کو اپنی جان پر ترجیح دی

وانکہ جامد بود خود واقف نشد — وائے اُو جانے کہ اُو عارف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا — اس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنیِ حدیث کہ اِغْتَنِمُوْا بَرْدَ الرَّبِیْعِ ۲ فَاِنَّهٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا

اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ موسم ربیع کی سردی کو غنیمت سمجھو وہ تمہارے بدنوں پر

یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوْا بَرْدَ الْخَرِیْفِ فَاِنَّهٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ

وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر اور موسم خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر

کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ

وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من — دور کن از خویشتن انکار و ظن
اے جانِ من پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سن — انکار اور گمان اپنے سے دور کر

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار — تن مپوشانید یاراں زینہار
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا موسم بہار کی جاڑے سے — یارو! ہرگز بدن نہ ڈھکو

زانکہ با جانِ شما آں می کند — کاں بہاراں با درختاں میکند
اس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے — جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے

پس غنیمت باشد آں سرمائے ۳ اُو — در جہاں بر عارفان وقت جو
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے — دنیا میں، وقت کے تلاش کرنیوالے عارفوں پر

در بہاراں جامہ از تن بر کنید — تن برہنہ جانبِ گلشن روید
(موسم) بہار میں کپڑے اُتار دو — ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

---

۱ دم۔ سانس۔ کلام۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے یعنی اولیاء کے انفاس بہار کا کام کرتے ہیں۔ اور دلوں میں سبزہ اگاتے ہیں۔ انفاس۔ نفس کی جمع سانس۔ گر درخت۔ یعنی بزرگوں کے انفاس سے بدبختوں کی بدبختی میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ ان انفاس کے منکر ہو جائیں۔ باد۔ اولیاء کی بادِ بہاری اصلاح عوام کا کام کر جاتی ہے اور جو اس سے مستفید ہوں اولیاء ان پر جان نثار کرتے ہیں۔ جامد۔ جن کے دل پتھر کے ہو گئے ہیں۔ اور نا قابل اصلاح ہیں۔

۲ ربیع۔ موسم بہار خریف۔ موسم خزاں۔ سرمائے بہار یعنی غیبی فیوض و برکات۔ با درختاں۔ جس طرح موسم بہار کی بارش سے درخت سر سبز و شاداب ہوتے ہیں۔ فیوض غیبیہ سے روح تازہ ہوتی ہے۔

۳ سرمائے اُو یعنی فیوض و برکات وقت یعنی وہ وقت جس میں غیبی واردات کا قلب پر نزول ہو۔

لیک بگریزید از بادِ خزاں — کاں کند کاں کرد با باغ و رزاں۱

لیکن بادِ خزاں سے بچو — اسلئے کہ وہی کریگی جو اس نے باغ اور انگوروں کیساتھ کیا

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند — ہم براں صورت قناعت کردہ اند

روایت کرنیوالوں نے اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا — اور انہوں نے انہی معنی پر قناعت کر لی

بے خبر بودند از سرِ آں گروہ — کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ

یہ جماعت، راز سے بے خبر تھی — پہاڑی کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہواست — عقل و جاں عین بہارست و بقاست

وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس اور خواہش ہے — عقل اور روح عین بہار اور بقا ہے

گر ترا عقلے ست جُزوی در نہاں — کاملُ العقلے بجو اندر جہاں

اگر تجھ میں ناقص عقل ہے — دنیا میں مکمل عقل والا تلاش کر لے

جزوِ تو از کلِّ او کلی شود — عقلِ کل بر نفس چوں غُلّے۲ شود

تیری ناقص (عقل) اس کی کامل (عقل) سے کامل ہوجائیگی — کامل عقل نفس کے لئے طوق بن جائے گی

پس بتاویل ایں بود کانفاسِ پاک — چوں بہارست و حیاتِ برگ و تاک

(اس حدیث کے معنی) تاویل کیساتھ یہ ہونگے کہ پاک سانس — (موسم) بہار کی طرح ہیں اور پتوں اور انگور کی حیات ہیں

از حدیثِ اولیاء نرم و درشت — تن مپوشاں زانکہ دینت راست پشت

اولیاء کی نرم اور سخت بات سے — پہلوتہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پشت و پناہ ہیں

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجہی وز سعیر

گرم کہیں سرد کہیں خوشی سے تسلیم کر — تاکہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے

گرم و سردش نو بہارِ۳ زندگی ست — مایۂ صدق و یقین و بندگی ست

ان کا گرم و سرد (کہنا) زندگی کی نو بہار ہے — صدق اور یقین کا بندگی کا سرمایہ ہے

زانکہ زاں بُستانِ جانہا زندہ است — زاں جواہر بحرِ دل آگندہ است

اسلئے کہ ان سے جانوں کا باغ تروتازہ ہے — ان جواہر سے دل کا سمندر پُر ہے

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود — گر زباغِ دل خلالے کم بود

عقلمند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں — اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کم ہو جاتا ہے

---

۱ رزاں۔ رز کی جمع، انگور، خزاں کی ہوا سے چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ راویاں۔ راوی کی جمع حدیث نقل کرنے والا یعنی عام طور پر روایت کرنیوالوں نے اس حدیث کے ظاہری معنی لئے ہیں۔ سرراز یہاں پر عالم غیب کی باد و بہار اور خزاں مراد ہے۔ کان۔ معدن ہوا۔ خواہش نفسانی تقا۔ تقویٰ، پرہیزگاری۔ گرترا۔ یعنی اگر یہ مضامین غیب تیری سمجھ میں نہیں آتے تو کسی شیخ کامل کا دامن پکڑ لے پھر سمجھ میں آجائینگے۔ کل او۔ یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔

۲ غل۔ گردن کا طوق یعنی اس کی بیعت تجھے ہوا و حرص سے روک دے گی۔ تاویل۔ کسی عبارت سے ظاہری معنی مراد نہ لینا۔ حیات۔ زندگی۔ تاک۔ انگور، نرم و درشت۔ پیاری اور تلخ نصیحتیں۔ پشتی۔ یعنی پشت پناہ۔ گرم و سرد گفتن۔ سخت و سست کہنا۔ گرم و سرد مصائب سعیر۔ جہنم۔

۳ نو بہار۔ بارش کی ٹھنڈک اور سورج کی گرمی سبزہ زار پیدا کرتی ہے اسی طرح شیخ کی گرم و سرد نصیحتیں ایمان کی تازگی کا سبب ہیں۔ بستان جاں۔ روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر آگندہ پُر۔

پُرسیدنِ عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا

کہ سِرِّ باران امروز چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

پس سُوالش کردہ صدیقہ ازصدق — باخشوع و باادب از جوشِ عشق

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے سچائی سے آپ سے سوال کیا — محبت کے جوش سے عاجزی اور ادب کے ساتھ

کائے خلاصہ ہستیٔ زبدہ وجود — حکمتِ بارانِ امروزی چہ بود

اے ہستی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ! — آج کی بارش میں کیا حکمت تھی؟

ایں زبارانہائے رحمت ہاست یا — بہر تہدیدات وعدلِ کبریا

یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا — دھمکیوں اور خدا کے انصاف کے لئے ہے

ایں ازاں لُطف وبہاریات بُوَد — یازپائیزی پُر آفات بُوَد

یہ (بارش) مہربانی اور موسم بہار کی بارشوں میں سے تھی — یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

گفت ایں از بہر تسکینِ غم ست — کز مصیبت برنژادِ آدم ست

فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے — جو آدم کی نسل پر مصیبت کی وجہ سے ہے

گر براں آتش بماندے آدمی — بس خرابی او فتادے و کمی

اگر آدمی اس آگ میں رہتا — بہت خرابی اور کمی واقع ہو جاتی

ایں ۲جہاں ویراں شدے اندرزماں — حرصہا بیروں شدے ازمردماں

یہ دنیا فوراً ویران ہو جاتی — انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

اُستنِ ایں عالم اے جاں غفلت ست — ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست

اے جان! اس عالم کا ستون غفلت ہے — ہوشیاری اس عالم کی آفت ہے

ہوشیاری زاں جہان ست وچوآں — غالب آید پست گردد ایں جہاں

ہوشیاری اس عالم کی ہے اور جب وہ — غالب آجائے تو یہ عالم پست ہو جاتا ہے

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ — ہوشیاری آب وایں عالم وسخ

ہوشیاری سورج ہے اور حرص برف ہے — ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالم میل ہے

زاں ۳جہاں اندک ترشح می رسد — تانہ خیزدزیں جہاں حرص وحسد

اس عالم سے تھوڑی سی رِستی رہتی ہے — تاکہ اس عالم سے حرص اور حسد ختم نہ ہو جائے

۱ صدق۔ سچائی خشوع۔ عاجزی خلاصہ ہستی۔ مخلوقات کے کمالات کا جامع ۔ زبدہ مکھن۔ برگزیدہ چہ تہدید۔ دھمکی۔ عدل۔ انصاف لطف۔ مہربانی بہاریات۔ سامان بہار۔ پائیزی۔ خزانی تسکین۔ ساکن کرنا۔ نژاد۔ نسل، اولاد، گر۔ یعنی اگر انسان کو غم سے بالکل سکون نہ ملے تو مشاغل زندگی میں بہت خلل پڑ جائے۔

۲ ایں جہاں۔ انسان غم کی مایوسیوں میں پڑا رہتا اور حرص کی وجہ سے جو کوشش ہے وہ ختم ہو جاتی اور دنیا ویران ہو جاتی اُستن۔ ستون۔ غفلت۔ لاپروائی۔ ہوشیاری احساس۔ آفت۔ مشہور مقولہ۔ لَوْلَا الْحَمقاءُ لَخَرِبَتْ الدُّنیا اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ ہوشیاری۔ آخرت کا پورا احساس ہو جائے تو پھر دنیا بے حقیقت نظر آنے لگے ہوشیاری کا سورج حرص کے برف کو پگھلا دے اور یہ دنیا جو میل کچیل ہے ہوشیاری کا پانی اس کو دھو ڈالے۔

۳ زاں۔ جہاں۔ عالم آخرت سے اس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں مبتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں۔ اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو ہر انسان سکر میں مبتلا ہو جائے اور دنیا سے اچھی اور بری صفات کا خاتمہ ہو جائے

گر ترشح بیشتر گردد ز غیب — نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب
اگر غیب سے یہ رساؤ زیادہ بڑھ جائے — اس عالم میں نہ ہنر رہے نہ عیب

ایں ندارد حد سوئے آغاز رو — سوئے قصۂ مردِ چنگی باز رو
اس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل — سارنگی بجانے والے کے قصہ کی طرف واپس چل

بقیۂ قصۂ پیر چنگی و بیانِ مخلص آں
سارنگی بجانے والے بوڑھے کے قصہ کا بقیہ اور اس کا خلاصہ

مطربے[1] کز وے جہاں شد پُر طرب — رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
وہ گویا جس سے، عالم مستی سے بھرا ہوا تھا — اس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے

از نوایش مرغِ دل پرّاں شدے — وز صدایش ہوشِ جاں حیراں شدے
اس کی آواز سے مرغِ دل اچھلنے لگتا تھا — اس کی صدا سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا

چوں برآمد روزگارش پیر شد — بازِ جانش از عجز پشہ گیر شد
جب اس کی عمر ڈھل گئی اور بوڑھا ہو گیا — اس کی جان کا باز، عاجزی سے مچھر کا شکاری بن گیا

باز چہ[2] گر پیل باشد بیگماں — پشہ اش سازد ضعیف و ناتواں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہو تو بلاشبہ — مچھر اس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے

پشتِ او خم گشت ہمچوں پشتِ خم — ابرواں بر چشم ہمچوں پارِ دُم
اس کی کمر مٹکے کی طرح ٹیڑھی ہو گئی — آنکھ پر ابرو دُمچی کی طرح ہو گئیں

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش — ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
اس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانے والی آواز — خراب اور مکروہ اور بری اور دلخراش ہو گئی

آں نوا کہ رشکِ زہرہ آمدہ — ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ
وہ آواز جو زہرہ کے لئے باعث رشک تھی — بوڑھے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی

خود کدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد — یا کدامیں سقف کاں مفرش نشد
کونسا خوش ہے جو ناخوش نہ ہوا ہو — یا کونسی چھت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو؟

غیرِ آوازِ عزیزاں در صدور — کہ بود از عکسِ دمشاں نفخِ صور[3]
(اللہ کے) پیاروں کی آواز کے علاوہ جو سینوں میں ہے — کہ صور کا پھنکنا بھی ان کی آواز کی گونج ہے

آں درونے کیں درونہا مست از دست — نیستے کیں ہستہامان ہست از دست
وہ باطن کہ یہ باطن اس سے مست ہیں — وہ فانی کہ ہمارے وجود اس سے (قائم) ہیں

---

۱ مطرب اس گوئے کی آواز مستی اور عجیب خیالات پیدا کر دیتی تھی۔ انسانوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور مدہوشی کا عالم چھا جاتا تھا۔ پشہ گیر۔ مچھر کا شکار کرنے والا۔ یعنی وہ گویا انتہائی کمزور ہو گیا۔

۲ باز چہ۔ یعنی باز ہی نہیں ہاتھی بھی اپنی ناتوانی کے وقت مچھروں سے عاجز آ جاتا ہے خم۔ مٹکا پار دم دُمچی لطیف نازک، پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانیوالا۔ زشت۔ برا۔ دل خراش۔ دل کو چھیلنے والا۔ زہرہ۔ ایک ستارہ کا نام ہے جس کو اہل نجوم گانے بجانے والی عورت کی ہمشکل تصور کرتے ہیں۔ اور اس کو رقاصہ فلک کہتے ہیں۔ خر۔ گدھا، گدھے کی آواز کو بدترین سمجھا گیا ہے۔ سقف۔ چھت۔ مفرش۔ پامال۔ نشد۔ مشہور ہے ہر کمالے را زوالے۔ عزیزاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ صدور۔ صدر کی جمع سینہ

۳ نفخ صور۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے پر مردے زندہ ہو جائینگے آں درونے۔ یعنی اولیاء کے باطن کی وجہ سے بہت سے باطن مست ہیں۔ وہ فنا ہونے والے ضرور ہیں۔ لیکن ہمارے وجود ان کے وجود سے قائم ہیں۔

کہربائے فکرِ دہر آوازِ اُوست — لذتِ الہام و وحی و رازِ اُوست

اس کی آواز زمانے کی فکر کے لئے کہربا ہے — الہام اور وحی اور راز کی وہ لذت ہے

چونکہ مُطرب پیر تر گشت و ضعیف — شد ز بے کسبی رہینِ یک رغیف

چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا — بلا کمائی کے ایک روٹی کا مرہون (منت) ہو گیا

گفت عمر و مہلتم دادی بسے — لُطفہا کردی خدایا با خسے

اس نے کہا (اے خدا) تو نے مجھے عمر اور بہت مہلت دی — اے خدا! تو نے ایک کمینہ پر مہربانیاں کیں

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال — باز نگرفتی ز من روزے نوال

میں نے ستر سال گناہ کئے — تو نے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس نہ چھینی

نیست کسب امروز مہمانِ تو ام — چنگ بہرِ تو زنم کانِ تو ام

کمائی نہیں ہے اب میں تیرا مہمان ہوں — تیرے لئے سارنگی بجاؤں گا کیونکہ تیرا غلام ہوں

چنگ را برداشت شد اللہ جوئے — سوئے گورستانِ یثرب آہ جوئے

سارنگی اٹھائی، اللہ (تعالیٰ) کی طلب میں روانہ ہوا — مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا — کُو بہ نیکوئی پذیرد قُلب ہا

بولا، اللہ (تعالیٰ) سے سارنگی (بجانے کا) انعام چاہونگا — کیونکہ وہ کھوٹے سکے (بھی) عمدگی کیساتھ قبول کرتا ہے

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد

سارنگی بہت بجائی، اور روتے ہوئے سر رکھدیا — سارنگی کا تکیہ بنایا اور ایک قبر پر گر پڑا

خواب بُردش مُرغِ جاں از حبس رست — چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست

اس کو نیند آ گئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا — سارنگی اور سارنگی باز کو چھوڑا اور چل دیا

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں — در جہانِ سادہ و صحرائے ۲ جاں

جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا — سادہ عالم میں اور روح کے میدان میں (جا پہنچا)

جانِ اُو آنجا سرایاں ماجرا — کاندریں جا گر بمانندے مرا!

اس کی روح اس جگہ (یہ) قصہ گانے لگی — کہ کاش مجھے اس جگہ رہنے دیتے!

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار — مستِ ایں صحرا غیب لالہ زار

اس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی — اس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)

بے پر و بے پا سفر می کردمے — بے لب و دنداں شکر میخوردمے

میں بغیر پر اور پیر کے سفر کرتی — بغیر ہونٹ اور دانتوں کے شکر کھاتی

---

۱ کہربا۔ ایک پتھر ہے جس میں تنکوں کے لئے کشش ہوتی ہے۔ بے کسی۔ نہ کما سکنا۔ رہین۔ گروی، محتاج، رغیف۔ روٹی۔ گفت۔ یعنی گویئے نے خدا سے یہ دعا کی خس۔ تنکا، کمینہ، ہفتاد۔ ستر گویئے کی عمر ستر سال کی تھی۔ نوال بخشش۔ کسب۔ کمائی کان کہ آن۔ اللہ جوئے جوئندہ خدا، یثرب۔ مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام، سارنگی کے تار ریشم سے بھی بنائے جاتے تھے۔ قلب کھوٹا سکہ۔ فتاد یعنی لیٹ گیا۔ خواب۔ نیند میں اس کی روح آزاد ہوگئی۔

۲ صحرائے جاں۔ عالم ارواح مرا۔ یہ تمام باتیں گویئے کی روح نے کہیں جن میں عالم روح کی کیفیات کا ذکر ہے

ذکر و فکرے فارغ از رنج دماغ — کردے با ساکنانِ چرخ لاغ[1]
ذہنی الجھن سے فارغ ہو کر ذکر و فکر (میں مشغولیت ہوتی) — آسمان میں بسنے والوں کے ساتھ خوشی مناتی

چشم بستہ عالمے می دیدے — وَرد و ریحاں بے کفے می چیدے
آنکھیں بند کر کے ہی عالم کو دیکھتی — ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ریحان چنتی

مُرغ آبی غرقِ دریائے عَسل — عینِ ایوّبی شراب و مغتسل
پانی کا پرندہ شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا — حضرت ایوب علیہ السلام کا چشمہ جو پینے اور نہانے کا تھا

کہ بدو ایوبؑ از پا تابفرق — پاک شد از رنجہا چوں نورِ شرق
کہ جس کے ذریعہ حضرت ایوبؑ پیر سے سر کی مانگ تک — نورِ مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہوئے

گر بود ایں چرخ دہ چندے کہ ہست — نیست نزدِ آں جہاں جُز تنگ و پست
اگر یہ آسمان موجودہ حالت سے دس گناہ ہو — اس جہان کے مقابلہ میں تنگ اور پست کے سوا کچھ نہیں ہے

مثنوی[2] در حجم گر بُودے چو چرخ — در نگنجیدے دریں زاں نیم بَرخ
مثنوی (معنوی) اگر جسامت میں آسمان کی طرح ہوتی — اس میں اس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی نہ سماتا

کاں زمین و آسمانِ بس فراخ — کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
اس بہت وسیع آسمان اور زمین نے — تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کردیا ہے

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود — از کشایش پرّ و بالم را کشود
اور یہ عالم جو اس نیند میں مجھے نظر آیا — اس نے وسعت کی وجہ سے میرے بال و پر کھولدئے ہیں

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے — کم کسے یک لحظۂ اینجا بُدے
یہ عالم اور اس کا راستہ اگر نظر آتا — کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اس جگہ نہ ہوتا

اَمر می آمد کہ ہیں طامع مشو — چوں ز پایت خار بیروں شد برو
حکم ہوتا تھا کہ خبردار، لالچی نہ بن — جبکہ تیرے پیر سے کانٹا نکل گیا، جا

مول[3] مولے میزد آنجا جانِ اُو — در فضائے رحمت و احسانِ اُو
اس کی جان اس جگہ ٹھیر، ٹھیرو کہتی تھی — اس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

درخواب گفتن ہاتف با عمرؓ کہ چندیں زر از بیت المال

غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اس قدر روپیہ بیت المال سے

باآں مَرد دِہ کہ درگورستان خُفتہ اَست
اس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

---

[1] لاغ۔ خوشی و مسرت ہنسی کھیل۔ ورد۔ گلاب کا پھول، پھول۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار پودا عسل۔ شہد۔ عین۔ چشمہ۔ ایّوبی۔ حضرت ایوبؑ کا جسم جب گل سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے تو ان کی دعا سے خدا نے ایک چشمہ پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کا پانی پیو اور اسی سے نہاؤ چنانچہ چند روز میں ان کا تمام جسم اچھا ہوگیا۔ شراب۔ ہر پینے کی چیز مغتسل۔ نہانے کا پانی۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ رنجہا۔ بیماریاں۔

[2] مثنوی۔ یعنی یہ مثنوی جس میں عالم ارواح کی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ حجم موٹائی۔ برخ۔ پارہ ٹکڑا۔ بس بہت۔ بکثرت شاخ شاخ پاش پاش، پارہ پارہ جدا۔ ظاہر بُدے، بودے۔ کم یعنی نہیں۔ خار یعنی غفلت۔ مُول

[3] میم کے ضمہ کے ساتھ یعنی پاش، تو بہ، ناز و غمزہ، دوسرے مُول میں یا زیادہ ہے، تکرار اصرار کے لئے ہے ہاتف۔ غیبی آواز بیت المال شاہی خزانہ۔

آں زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت ۔ تا کہ خویش[1] از خواب نتوانست داشت
اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ پر نیند طاری کر دی ۔ یہاں تک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے

در عجب افتاد کیں معہود نیست ۔ ویں زغیب افتاد بے مقصود نیست
تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے ۔ یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید ۔ کامدش از حق ندا جانش شنید
سر رکھا اور ان کو نیند آ گئی، خواب دیکھا ۔ انکو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی جو ان کے جان نے سنی

آں ندائے کاصل ہر بانگ و نواست ۔ خود ندا آنست واں باقی صداست
وہ آواز، جو ہر آواز اور صدا کی اصل ہے ۔ وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے

تُرک[2] و کُرد و پارسی گو و عرب ۔ فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب
ترک اور کرد اور فارسی بولنے والے اور عرب ۔ بغیر کان اور ہونٹ کے اس آواز کو سن چکے ہیں

خود چہ جائے تُرک و تاجیک ست و زنگ ۔ فہم کردست ایں ندا را چوب و سنگ
ترک اور تاجیک اور حبشی پر منحصر نہیں ہے ۔ اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے سنا ہے

ہر دمے از وے ہمی آید اَلَست ۔ جوہر و اعراض[3] می گردند مست
ہر وقت اس کی جانب سے الست (کی آواز) آتی ہے ۔ جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

گر نمی آید بلے زیشاں ولے ۔ آمدن شاں از عدم باشد بلے
اگرچہ انکی جانب سے "بلیٰ" نہیں نکلتا ہے لیکن ۔ ان کا عدم سے آنا "بلیٰ" ہے

آنچہ من گفتم ز فہم چوب و سنگ ۔ در بیانش قصۂ بشنو بے درنگ
وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے سمجھنے کی بات کہی ہے ۔ اس کے بیان میں فوری طور پر ایک قصہ سن لے

آنچہ گفتم زاشنائی سنگ و چوب ۔ در بیانش قصہ ہُشدار خوب
میں نے پتھر اور لکڑی کی سمجھ بوجھ کی جو بات کہی ہو ۔ اس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدن ستون حنانہ[4] از فراق پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شد ندو
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے حنانہ ستون کے رونے کا قصہ جبکہ ایک مجمع جمع ہوا اور

گفتند کہ ما روئے مبارک ترا چوں بر آں نشستہ نمی بینیم و منبر ساختن و
انہوں نے کہا کہ جب آپ اس پر بیٹھتے ہیں ہم آپ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھ پاتے اور منبر کا بنانا اور

شنیدن رسول خدا نالۂ ستون را بصریح و کالمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با آں
رسول خدا کا ستون کا رونا صاف سننا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے گفتگو

---

[1] خویش۔ داشتن اپنے آپ کو قابو میں رکھنا معہود۔ عادت کے مطابق بے مقصود۔ بلا وجہ جانش شنید۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی۔ اصل۔ جڑ۔ ندا۔ آواز۔ ندا آنست چونکہ وہ کلمہ کن کی آواز تھی جس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے۔ صدا گونج، آواز بازگشت ترک

[2] ترکستان کی مشہور جنگجو قوم ہے کرد کردستان کے بسنے والے پارسی گو فارسی بولنے والے بے گوش و لب چونکہ وہ اللہ کی آواز ہے اور وہ لب سے منزہ ہے اس کو دل سنتا ہے کان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاجیک۔ ایک قوم کا نام ہے اور وہ عربی الاصل جو عجم میں پیدا ہوا ہو۔ زنگ۔ حبش۔ الست۔ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" یہ خدا نے ازل میں روحوں کو خطاب کر کے فرمایا جس پر روحوں نے "بلیٰ" ہاں کہا یہ عہد الست کہلاتا ہے۔ جوہر۔ وہ موجودات جو خود قائم ہیں جیسے انسان فرشتے وغیرہ وغیرہ۔

[3] اعراض۔ عرض کی جمع جو اپنے وجود میں دوسرے موجود کا محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ وغیرہ۔ آمدن۔ یعنی کائنات اگرچہ زبان سے بلیٰ نہیں کہتی لیکن اس کا وجود میں آنا بلیٰ کہنے کے مترادف ہے آنچہ یعنی میں نے یہ بات کہی کہ پتھر اور لکڑی بھی روحانی کلام کو سنتے ہیں اس سلسلہ میں استوانہ حنانہ کا قصہ سن لو

[4] حنانہ۔ بہت رونے والا مسجد نبوی میں شروع میں ایک کھجور کا تنہ گاڑ دیا گیا جس پر آنحضور ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے۔ جب منبر بنا لیا گیا۔ تو آنحضور کی جدائی پر وہ کھجور کا تنہ رونے لگا۔ حضور نے منبر سے اتر کر اس کو پیار کیا تو وہ چپ ہوا پھر اس کو مسجد کی قبلی دیوار میں چنوا دیا۔

اُستنِ ۱ حنّانہ در ہجرِ رسُول — نالہ میز و ہمچو اَربابِ عقول

حنانہ ستون رسول کی جدائی میں — سمجھداروں کی طرح روتا تھا

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں — کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح (رویا) — کہ اُس سے بوڑھے اور جوان واقف ہو گئے

در تحیرُ ماندا اَصحابِؓ رسولؐ — کز چہ می نالد ستوں با عَرض و طول

رسولؐ کے صحابہؓ حیرت میں پڑ گئے — کہ ستون لمبائی اور چوڑائی کیساتھ کیوں کرتا ہے

گفت پیغمبرؐ چہ خواہی اے سُتوں — گفت جانم از فراقت گشت خوں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے — بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہوگئی ہے

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں — چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں

چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے — اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں

مسندت ۲ من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی

میں آپ کی مسند تھا، آپ مجھ سے دور ہو گئے — اور منبر پر آپ نے مسند بنا لی

پس رسولش گفت کاے نیکو درخت — اے شدہ با سِرّ تو ہمراز بخت

تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے بھلے درخت! — اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند — شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنا دیں — مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میوہ چُنیں

یا دراں عالم حق سروے کند — تا تر و تازہ بمانی تا ابد

یا اس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرو بنا دے — تا کہ تو ہمیشہ ترو تازہ رہے

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش ۳ — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

بولا میں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی بقا دائمی ہو — اے غافل سن! تو لکڑی سے کم نہ بن

آں سُتوں را دفن کردا ند زمیں — کہ چو مردم حشر گردد یومِ دیں

اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا — جو انسانوں کی طرح قیامت میں اٹھایا جائیگا

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند — از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند

تا کہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے پکار لیا — وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہو گیا

ہر کہ را باشد ز یزداں کاروبار — یافت بار آنجا و بیروں شد ز کار

جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے — وہ وہاں باریاب ہو جاتا ہے اور دنیا کے کام کا نہیں رہتا

---

۱ اُستن۔ ستون۔ اَرباب عقول۔ عقل والے۔ تحیر۔ حیرانی۔ عرض۔ چوڑائی۔ طول۔ لمبائی۔

۲ مسند۔ وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے۔ تاختن۔ بھاگنا، گریز کرنا۔ سر۔ باطن۔ ہمراز۔ ساتھی، رفیق۔ نخل۔ کھجور۔ چنند۔ چینند کا مخفف ہے۔ سرو۔ مشہور درخت ہے۔

۳ بقائش۔ بقائے او۔ بشنو یعنی لکڑی نے حیات ابدی کی خواہش کی انسان کو اس سے کم سمجھدار نہ ہونا چاہئے۔ حشر قبر سے اٹھایا جانا۔ یوم دین۔ بدلے کا دن قیامت۔ تا بدانی۔ استوانہ حنانہ کو دفن کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو خدا کا ہو گیا دنیا کے دھندے سے بیکار ہو گیا۔ بار۔ دخل

وانکہ اُورا نبُود از اَسرار[1] داد — کے کُند تصدیق اُو نالہ جماد
وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو — وہ بے جان کے رونے کی کب تصدیق کرتا ہے؟

گوید آرے نے ز دل بہرِ وفاق — تانگویندش کہ ہست اہلِ نفاق
موافقت کی خاطر ہاں (زباں سے) کہہ دیگا نہ کہ دل سے — تا کہ اُس کو لوگ منافق نہ کہیں

گر نبُندے واقفانِ اَمرِ کُن — در جہاں رُوگشتہ بودے ایں سخن
اگر امر کن کے واقف کار نہ ہوتے — تو دنیا میں یہ بات مانی نہ جاتی

صد ہزاراں ز اہلِ تقلید[2] و نشاں — افگند شاں نیم وہمے در گماں
لاکھوں مقلدوں اور لکیر کے فقیروں کو — آدھا وہم (پورے) وہم میں مبتلا کر دیتا ہے

کہ بظن تقلید و استدلالِ شاں — قائم ست و جملہ پرّ و بالِ شاں
اس لئے کہ انکی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر — قائم ہے اور اُن کے سب بال و پر (ظنیات ہیں)

شُبہ می انگیزد آں شیطانِ دُوں — درفتند ایں جملہ کوراں سرنگوں
وہ کمینہ شیطان، شبہ پیدا کر دیتا ہے — جس سے یہ سب اندھے اوندھے گر جاتے ہیں

پائے استدلالیاں چوبیں بُوَد — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بُوَد
(عقلی) دلائل والوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے — (اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے

غیر آں قطبِ[3] زمانِ دیدہ ور — کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
سوائے اس قطب دوراں صاحب بصیرت کے — کہ اس کے جماؤ سے پہاڑ حیران ہو جاتا ہے

پائے نابینا عصا باشد عَصا — تانیفتد سرنگوں اُو بر حَصا
اندھے کا پیر لاٹھی (ہوتی ہے) لاٹھی — تاکہ وہ کنکریوں پر سر کے بل نہ گرے

آں سوارے کو سپہ را شد ظفر — اہلِ دل را کیست سُلطانِ بصر
وہ سوار جو سپاہیوں کی فتح (کا باعث) ہے — دینداروں کے لئے کون ہے؟ فرمانروائے بصیرت ہے

با عَصا کوراں اگر رہ دیدہ اند — در پناہِ خَلقِ روشن دیدہ اند
اندھوں نے اگر لاٹھی سے راستہ ٹٹول لیا ہے — تو روشن چشم مخلوق کی پناہ میں ہیں

گر نہ بینایاں بُدندے و شہاں — جُملہ کوراں خود بمُردندے عیاں
اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے — تمام اندھے صاف مر جاتے

نے ز کوراں کشت[4] آید نے درود — نے عمارت نے تجارتہا و سُود
اندھوں سے نہ بوتا آئے نہ کاٹنا — نہ تعمیر کرنا، نہ تجارت اور نہ نفع

---

۱ اسرار۔ علوم باطن۔ داد۔ حصہ۔ جماد۔ وہ چیز جس میں حس و حرکت نہ ہو۔ آرے۔ ہاں تصدیق کا کلمہ ہے۔ اہل نفاق۔ منافق۔ رو گشتہ۔ یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔

۲ اہل تقلید و نشاں۔ یعنی فلاسفہ۔ ظن۔ وہ علم ہے جو شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا ہے۔ دوں۔ کمینہ۔ کوراں۔ کور کی جمع، اندھا۔ استدلال۔ یعنی عقلی دلیل سے کام لینا۔ چوبیں۔ لکڑی کی چیز۔ بے تمکیں۔ کمزور۔ پائے استدلال آں اس کے بعد بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے۔

گر باستدلال کار دیں بُدے — فخر رازی راز دار دیں بُدے

یعنی اگر دین کے تمام مسائل کا مدار عقلی دلیل پر ہوتا تو فخر رازی دین کے سب سے بڑے رازداں ہوتے۔

۳ قطب۔ صاحب۔ ارشاد۔ ولی۔ دیدہ ور۔ صاحب بصیرت۔ ثبات۔ ثابت قدمی۔ خیرہ سر حیران۔ عصا۔ لاٹھی۔ حصات کنکری۔ ظفر فتح، کامیابی۔ سلطان بصر۔ فرمانروائے بصیرت۔ بینایاں صاحب بصیرت۔ یعنی اولیاء اللہ۔ شہاں۔ شاہ کی جمع یعنی ولی اللہ۔ کوراں۔ یعنی عوام الناس۔

۴ کشت۔ کھیتی بونا۔ درود۔ فصل کاٹنا۔ عمارت تعمیر یعنی جس طرح اندھے اپنی ضروریات میں دوسروں کے محتاج ہیں اسی طرح عوام شیخ کامل کی رہبری کے محتاج ہیں۔

گر نبودے ارحمت وافضال شاں
اگر ان کی مہربانیاں اور شفقت نہ ہوتی

در شکستے چوبِ استدلال شاں
ان کے استدلال کی لاٹھی ٹوٹ جاتی

ایں عصا چہ بُوَد قیاسات و دلیل
یہ لاٹھی کیا ہے، قیاس اور دلیل

آں عصا کہ داد شاں بینا جلیل
یہ وہ لاٹھی ہے جوان کو (خدا) بصیر وجلیل نے دی ہے

اُو عصا تاں داد تا پیش آمدید
اس نے تمہیں لاٹھی دی تا کہ آگے بڑھو

آں عصا از خشم ہم بروے زدید
غصہ سے وہ لاٹھی تم نے اس پردے ماری

چوں ۲ عصا شد آلتِ جنگ و نفیر
جب لاٹھی جنگ اور جھگڑے کا ذریعہ ہو گئی

آں عصا را خورد بشکن اے ضریر
اے اندھے! اس لاٹھی کا چورا چورا کر دے

حلقہ کوراں بچہ کار اندرید
تم اندھوں کے حلقہ میں کیوں ہو؟

دیدباں را در میانہ آورید
کسی صاحب بصیرت کو درمیان میں لاؤ

دامنِ اُو گیر کو دادت عصا
اس کا دامن پکڑ جس نے تجھے لاٹھی دی ہے

در نگر کآدم چہا دید از عصیٰ
غور کر آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی سے کیا دیکھا؟

چوں عصا شد مار و اُستن باخبر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیے باخبر ہوا؟

معجزہ موسیٰ و احمدؐ در نگر
(حضرت) موسیٰ اور (حضرت) احمد علیہما السلام کے معجزے پر غور کر

از عصا ماری واز اُستن حنیں
لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ستون کا رونا

پنج نوبت میزنند از بہرِ دیں
دین کے لئے پانچ وقت نقارہ بجتے ہیں

گر نہ نامعقول ۳ بودے ایں مزہ
اگر یہ مزہ عقل میں نہ آنے والا نہ ہوتا

کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ
تو اس قدر معجزوں کی کب ضرورت پڑتی؟

ہر چہ معقول ست عقلت میخَرد
جو عقل میں آنیوالی بات ہوتی ہے تیری عقل اس کو قبول کر لیتی ہے

بے بیان معجزہ بے جزر و مد
بغیر معجزہ کے ظہور کے اور بغیر رد وکد کے

ایں طریقِ نکرِ نا معقول بیں
اس انوکھے اور عقل میں نہ آنیوالے طریقہ کو دیکھ

در دل ہر مُقبلے مُقبول بیں
ہر با نصیب مقبول (شخص) کے دل میں دیکھ

آں چناں کز بیم آدم دیو ۴ و دد
جس طرح آدمی کے ڈر سے جن اور درندے

در جزائر در رمیدند از حسد
حسد کی وجہ سے جزیروں میں بھاگ گئے

ہم زبیم معجزاتِ انبیا
نبیوں کے معجزوں کے خوف سے بھی

سر کشیدہ منکراں زیرِ گیا
منکروں نے گھاس کے نیچے سر چھپ لیا

۱ گر نبودے۔ اگر بزرگوں کی توجہ نہ ہوتو محض استدلال سے علوم معرفت حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایں عصا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فلاسفہ کو قوت استدلال اسلئے دی تھی کہ انبیاء کو پہچانیں لیکن انہوں نے الٹا کام لیا اور ان دلائل سے انکار کا کام لینا شروع کر دیا۔

۲ چوں عصا۔ جب دلائل مقصد کے خلاف استعمال ہوں تو ان دلائل کو ترک کر دینا چاہیے حلقہ۔ جماعت۔ دیدباں۔ صاحب بصیرت یعنی شیخ کامل۔ عصی۔ اس نے نافرمانی کی، حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے فعصیٰ آدم ربہ فغویٰ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بھٹک گئے۔ ماری۔ مار شدن۔ حنین۔ گریہ زاری۔ بہر دیں۔ معجزات کے ذریعہ دین کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

۳ نامعقول۔ الٰہیات کی بحثیں محض دلائل عقلیہ سے طے نہیں ہو سکتی ہیں لامحالہ وحی پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ معقول یعنی جو چیز عام انسانوں کی عقل کے مطابق ہو۔ میخرد۔ قبول می کند۔ بیان۔ اظہار۔ جزر۔ سمندر کے پانی کا سمٹاؤ۔ مد۔ سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ نکر۔ انوکھا۔ مُقبل۔ با نصیب مقبول۔ خدا رسیدہ۔ یعنی علوم اخروی کا ادراک عام عقلوں سے بالا تر ہے ان کا ادراک کشف اور ذوق سے ہوتا ہے۔

۴ دیو۔ جن شیطان۔ دد۔ درندہ۔ جزیرہ۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہو۔ زیر گیا۔ یعنی مولانا کے دور کے ملحد اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ صوفیاء کے لباس میں چھپے ہوتے تھے

تا بناموس ۱ مسلمانی زِیَند — در تسلسل تا ندانی کہ کیند
تاکہ مسلمانی کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں — مکاری میں تاکہ تو یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں

ہمچو قلاّباں بر آں نقدِ تباہ — نقرہ می مالند و نامِ پادشاہ
کھوٹے سکے بنانیوالوں کی طرح اُس خراب سکے پر — چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں

ظاہرِ الفاظِ توحید و شرع — باطن آں ہمچو درناں تخمِ ضرع
بظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں — باطن ان کا ایسا ہے جیسے روٹی میں ضرع کے بیج

فلسفی را زہرہ نے تا دم زند — دم زند دینِ حقش برہم زند
فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے — دم مارے تو سچا دین اس کو تج دے

دست و پائے اُو جمادِ ۲ و جانِ اُو — ہر چہ گوید آں دو در فرمانِ اُو
اُسکے ہاتھ اور پیر جماد ہیں اور اس کی روح — جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اس کے حکم میں ہیں

با زباں گرچہ کہ تہمت می نہند — دست و پاہاشاں گواہی می دہند
زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں — ان کے ہاتھ اور پیر گواہی دیتے ہیں

اظہارِ معجزہ ۳ پیغمبر علیہ السلام و بسخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابوجہل
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بات کرنا
وگواہی دادن برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود — گفت اے احمد بگو ایں چیست زود
سنگ ریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے — بولا اے احمد جلد بتا یہ کیا ہے

گر رسولی ۴ چیست در مشتم نہاں — چوں خبرداری ز رازِ آسماں
اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے؟ — جبکہ آسمان کے راز کا تو خبردار ہے

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست — یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
فرمایا تو کیا چاہتا ہے میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ — یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں

گفت بوجہل آں دُوم نادر ترست — گفت آرے حق ازاں قادر ترست
ابوجہل نے کہا دوسری بات یا وہ انوکھی ہے — فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اس سے زیادہ پر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دستِ تست — بشنو از ہر یک تو تسبیحِ دُرست
فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں — اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سن لے

---

۱ ناموس۔ عزت و آبرو۔ قاعدہ قانون۔ تسلسل۔ سالوس سے بنا ہے مکروفریب۔ کرنا۔ زیند۔ زیستن۔ کا مضارع ہے۔ کیند۔ کدام اند۔ قلاب۔ کھوٹے سکے بنانے والا۔ تباہ۔ کھوٹا خراب۔ ضرع۔ ایک زہریلی کڑوی گھاس ہے۔

۲ جماد۔ یعنی انمیں کوئی عقل اور سمجھ نہیں ہے۔ دو ہاتھ اور پیر۔ بازبان۔ یعنی فلسفی یہ کہتے رہتے ہیں کہ جمادات میں شعور نہیں وہ کیسے کسی کا حکم مان سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پیر خود ان کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ کہ ان میں بھی شعور نہیں ہے لیکن روح کے حکم کو مانتے ہیں۔

۳ معجزہ۔ اس معجزہ کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ مولانا کا منشا ہے کہ ندا جیسی کو جس طرح نباتات سنتی ہیں جس کو استن حنانہ کے واقعہ نے ثابت کیا اسی طرح جمادات بھی سنتی ہیں۔ ابوجہل۔ اسلامی دور سے پہلے اس کو ابوالحکم کہا جاتا تھا۔ آنحضور کی انتہائی دشمنی میں جو حماقتیں کیں اس کی وجہ سے اسلامی دور میں اس کو ابوجہل کہا گیا۔

۴ گر رسولی۔ جب تم آسمانوں کے راز بتاتے ہو تو یہ قریب کی چیز ہے۔ اس کو ضرور بتا دینا چاہئے۔ گفت۔ حضور نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز مٹھی میں ہو وہ بتائے کہ میں کون ہیں۔ دوم۔ یعنی مٹھی کی چیز تمہارے بارے میں شہادت دے۔

از میان مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ ۔۔۔ در شہادت گفتن آمد بے درنگ
اُس کی مٹھی میں ہر سنگریزے نے ۔۔۔ فوراً (کلمہ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا

لا الٰہ[۱] گفت و الاّ اللہ گفت ۔۔۔ گوہر احمد رسول اللہ سُفت
لا الٰہ کہا اور الا اللہ کہا ۔۔۔ احمد رسول اللہ کا موتی پر دیا

چوں شنید از سنگہا بُو جہل ایں ۔۔۔ زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
ابو جہل نے جب پتھروں سے یہ سُنا ۔۔۔ غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبوَد مثلِ تو ساحر دِگر ۔۔۔ ساحراں را سَر توئی و تاجِ سَر
بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادو گر نہ ہو گا ۔۔۔ تو ساحروں کا سردار اور سرتاج ہے

چوں بدید آں معجزہ بُو جہل تفت ۔۔۔ گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
جب ابو جہل نے وہ معجزہ دیکھا جل گیا ۔۔۔ غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسولؐ ۔۔۔ اوفتاد اندر چہ آں زشت سفول
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا ۔۔۔ وہ بدبخت پست فطرت کنوئیں میں جا گرا

معجزہ را دید و شد بدبخت و رفت ۔۔۔ سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت
معجزہ دیکھا اور مزید بدبخت اور سخت ہو گیا ۔۔۔ کفر اور بے دینی کی طرف تیز رو ہو گیا

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعیں ۔۔۔ چشمِ اُو ابلیس آمد خاک بیں[۲]
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا ۔۔۔ اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی

ایں سخن را نیست پایاں اے عمو ۔۔۔ قصۂ آں پیر چنگی باز گو
اے چچا! اس بات کا اختتام نہیں ہے ۔۔۔ سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سنا

باز گرد و حالِ مُطرب گوش دار ۔۔۔ زانکہ عاجز گشت مُطرب ز انتظار
واپس لوٹ اور گوئیے کا حال سُن ۔۔۔ اس لئے کہ گویا انتظار میں عاجز آ گیا

بقیۂ قصۂ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن باُو
حقیر بوڑھے سارنگی نواز کا بقیہ قصہ اور اس کا پیغام پہنچانا

بانگ آمد مر عمرؓ را کاے عمرؓ ۔۔۔ بندۂ ما را ز حاجت باز خر
عمر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آئی، اے عمرؓ ۔۔۔ ہمارے ایک بندہ کو ضرورت سے نجات دلا

بندۂ داریم خاص و مُحترم ۔۔۔ سوئے گورستاں تو رنجہ کن قدم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے ۔۔۔ قبرستان کی جانب جا

[۱] الا الٰہ۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دی۔ پھر آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ ساحر۔ جادوگر۔ تفت۔ تاء کے فتحہ کے ساتھ۔ گرم غضبناک۔ خشم۔ غصہ۔ زشت۔ بدبخت۔ شقی۔ بر اسفول۔ پست۔ فطرت، کمینہ۔ زفت۔ زا کے فتحہ کے ساتھ، سخت، درشت۔ زندق بے دینی۔ تیز رفت۔ تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ بد۔ بود کا مخفف ہے۔

[۲] خاک بیں۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے پتلے کو مٹی کا خیال کیا، باطنی اوصاب کو نہ دیکھا۔ کا ہے۔ کہ اے باز خریدن۔ نجات دلانا۔ چھڑا لینا۔ محترم۔ معزز۔ قدم۔ رنجہ کن۔ تشریف لے جایئے۔

اے عمرؓ برجہ زبیتُ المالِ[1] عام ۔ ہفتصد دینار- برکف نہ تمام
اے عمرؓ ! اٹھو، عام بیت المال سے ۔ پورے سات سو دینار ہاتھ میں لے

پیش اُو بَر کائے تو مارا اختیار ۔ ایں قدر بستاں کنوں معذور دار
اس کے سامنے لیجا کہ اے ہمارے برگزیدہ! ۔ اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

ایں قدر از بہرِ ابریشم بہا ۔ خرج کن چوں خرج شد ایں جا بیا
یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے ۔ خرچ کر، جب خرچ ہو جائے اس جگہ آ جانا

پس عمرؓ زاں ہیبتِ آواز جست ۔ تامیاں را بہرِ ایں خدمت بہ بست
تو عمر (رضی اللہ عنہ) اس آواز کی ہیبت سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور اس خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے

سوئے گورستاں عمرؓ بنہاد رُو ۔ در بغل ہمیاں دَواں در جُستجو
عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رخ کیا ۔ ہمیانی بغل میں تھی جستجو میں دوڑ رہے تھے

گردِ گورستاں دواں شد اُو بسے ۔ غیرِ آں پیر اُو ندید آنجا کسے
قبرستان کے چاروں طرف بہت دوڑے ۔ اس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

گفت ایں نبُوَد دِگر بارہ دوید ۔ ماندہ گشت و غیرِ آں پیر اُو ندید
کہا، یہ نہ ہو گا، پھر دوڑے ۔ تھک گئے اور اس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

گفت حق فرمود مارا بندہ ایست ۔ صافی و شائستہ و فرخندہ ایست
کہا، اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے ۔ پاک، شائستہ اور با برکت ہے

پیرِ چنگی کے بُود خاصِ خدا ۔ حبذا اے سِرِّ پنہاں حبذا
بوڑھا، سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہو گا؟ ۔ واہ واہ، اے پوشیدہ راز واہ واہ

بارِ دیگر گردِ گورستاں بگشت ۔ ہمچوں آں شیرِ شکاری گردِ دشت
پھر قبرستان کا چکر لگایا ۔ جیسے شکاری شیر، جنگل کے گرد (چکر لگاتا ہے)

چوں[2] یقیں گشتش کہ غیر نیست ۔ گفت در ظلمت دلِ روشن بسے ست
جب انکو یقین ہو گیا کہ بوڑھے کے علاوہ کوئی نہیں ہے ۔ بولے، بہت سے روشن دل اندھیرے میں ہوتے ہیں

آمد و با صد ادب آنجا نشست ۔ بر عمرؓ عطسہ فتاد و پیر جست
آئے اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے ۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک آئی اور بوڑھا اٹھ بیٹھا

مر عمرؓ را دید ماند اندر شگفت ۔ عزمِ رفتن کرد و لرزیدن گرفت
عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا ۔ چل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

[1] بیت المال۔ شاہی خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ برجہ۔ جہ امر ہے جہیدن کا، کودنا، بر زیادہ ہے۔ تمام۔ مکمل۔ بر۔ بردن کا امر ہے۔ اختیار۔ برگزیدہ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام میان۔ بستن۔ کمر کسنا۔ کسی کام کے لئے تیار ہو جانا۔ ہمیاں۔ نقدی کی تھیلی۔ صافی۔ پاک۔ شائستہ۔ لائق۔ مہذب فرخندہ۔ مبارک۔ حبذا۔ تعریف کا کلمہ ہے واہ واہ سبحان اللہ۔

[2] چوں۔ تلاش کے بعد کو سارنگی نواز کے علاوہ نہ ملا تو سمجھے وہی چھپا ہوا بزرگ ہے۔ انجا۔ یعنی بوڑھے کے پاس۔ عطسہ۔ چھینک۔ جست۔ وہ سویا ہوا تھا چھینک کی آواز سے اٹھ بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت، تعجب۔ لرزیدن۔ کانپنا لرزنا۔

گفت در باطنِ[1] خدایا از تو داد — مُحتسب بر پیر کے چنگی فتاد

دل میں بولا اے خدا تیری دہائی ہے — ناچیز سارنگی نواز پر محتسب آپڑا

چوں نظر اندر رخِ آں پیر کرد — دید اُورا شرمسار و روئے زرد

جب اس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی — اس کو شرمندہ اور زرد رو دیکھا

پس عمرؓ گفتش مترس از من مرم — کت بشارتہائے حق آوارہ ام

عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا خوف نہ کر مجھ سے نہ بھاگ — کیونکہ میں تو تیرے لئے خدا کی جانب سے خوشخبریاں لایا ہوں

چند یزداں مدحتِ خوئے تو کرد — تا عمرؓ را عاشقِ رُوئے تو کرد

اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اس قدر تعریف کی — کہ عمرؓ کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا

پیشِ من بنشیں و مہجوری مساز — تا بگوشت گویم از اقبال راز

میرے سامنے بیٹھ، اور جدائی نہ کر — تاکہ تیرے کان میں تیری اقبالمندی کا راز کہوں

حق سلامت میکند می پُرسدت — چونی از رنج و غمانِ بے حدت

اللہ (تعالیٰ) نے تجھے سلام کہا اور تجھ سے دریافت کیا ہے — کہ بے حد غموں اور تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟

نک قُراضہ چند ابریشم بہا — خرج کن ایں را و باز ایں جا بیا

یہ ہے کچھ تھوڑا سا سارنگی بجانے کا انعام! — اس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا

پیر لرزاں گشت چوں ایں راشنید — دست می[2] خائید و برخود می طپید

جب یہ سُنا تو بوڑھا کانپ گیا — ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا

بانگ می زد کاے خدائے بینظیر — بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر

چلاتا تھا کہ اے بے مثال خدا! — بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا

چوں بسے بگریست وز حد رفت درد — چنگ راز د برزمیں و خُرد کرد

جب بہت رویا اور درد حد سے بڑھ گیا — سارنگی کو زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کر دیا

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ — اے مرا تو راہ زن از شاہراہ

بولا اے (سارنگی) تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی — اے سارنگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے راہزن تھی

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال — اے زتو رویم سیہ پیشِ کمال

اے (سارنگی) تو نے ہی ستر سال میرا خون پیا — اے (سارنگی) تیری وجہ سے میرا منہ اہل کمال کے سامنے کالا تھا

اے خدائے با عطائے با وفا — رحم کن بر عمرِ رفتہ در جفا

اے خدا تو ہی عطا والا اور با وفا ہے — اس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

---

[1] باطن۔ دل۔ داد۔ فریاد دہائی۔ محتسب۔ اسلامی دور میں ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور بدکاروں کو سزا دیتا تھا۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے نہ بھاگ۔ کت۔ کہ ترا۔ کہ برائے تو۔ بشارت، خوشخبری چندا۔ اسقدر۔ مدحت۔ تعریف خوئے خصلت، عادت مہجوری۔ جدائی۔ اقبال۔ خوش نصیبی۔ سلامت میکند۔ ترا سلام می کند می پُرسدت۔ ترا ہمی پرسد۔ چونی۔ چگونہ ہستی نک۔ اینک کا مخفف ہے اب قراضہ۔ ریزگاری کترن۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔

[2] خائیدن۔ چبانا۔ برخود طپیدن۔ لوٹنا، مضطرب، ہو جانا۔ آب شدن پسینہ میں ڈوب جانا۔ شرمندہ ہونا خرد کرد ریزہ ریزہ کر دیا۔ حجاب۔ پردہ، رکاوٹ راہزن۔ ڈاکو شاہراہ۔ آبادراستہ کمال۔ اہل کمال۔ جفا ظلم۔

دادِ حق عمرے کہ ہر روزے ازاں ۔۔۔ کس نداند قیمتِ آں در جہاں
اللہ (تعالیٰ) نے جو عمر دی ہے اس کے ہر دن کی قیمت ۔۔۔ اس کی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے

خرج کردم عمرِ خود را دم بدم ۔۔۔ درد میدم جملہ را در زیر و بم
میں نے اپنی عمر کا لحہ لحہ خرچ کر دیا ۔۔۔ اور زیروبم میں سب کو پھونک دیا

آہ کز یادِ رَہ و پردہ عراق ۔۔۔ رفت از یادم دمِ تلخ فراق
افسوس! رہ اور پردہ عراق کی یاد میں ۔۔۔ میں موت کی تلخ وقت کو بھول گیا

وائے کز تَرّیِ زیرِ[۲] افگندِ خُرد ۔۔۔ خشک شد کشتِ دلِ من دل بمُرد
ہائے! نا چیز زیرِ افگند خرد کی تری سے ۔۔۔ میرے دل کی کھیتی خشک ہو گئی میرا دل مُردہ ہو گیا

وائے کز آوازِ ایں بست و چہار ۔۔۔ کارواں بگذشت بیگہ شد نہار
ہائے! اس چوبیس کی آواز کی وجہ سے ۔۔۔ قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ ۔۔۔ داد خواہم نے ز کس زیں داد خواہ
اے خدا! اس فریادی سے، فریاد ہے ۔۔۔ انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اسی دادخواہ سے

دادِ خود را چوں ندادم در جہاں ۔۔۔ عمر شد ہفتاد سال از من جہاں
چونکہ میں نے خود اپنے آپ سے اس جہان میں انصاف نہ کیا ۔۔۔ میری ستر سال کی عمر (بیکار) گزر گئی

دادِ خود از کس نیابم جُز مگر ۔۔۔ زانکہ اُو از من بمن نزدیک تر
اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکونگا سوائے ۔۔۔ اس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

کیں منی[۳] از وے رسد دم دم مرا ۔۔۔ پس وُرا بینم چو ایں شد گم مرا
اسلئے کہ یہ ہستی لحہ بہ لحہ مجھے اس سے مل رہی ہے ۔۔۔ جب یہ مجھ سے گم ہو گئی ہے تو میں اس کو دیکھ رہا ہوں

ہمچو آنکو با تو باشد زر شمر ۔۔۔ سوئے اُو داری نہ سوئے خود نظر
جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کر دے رہا ہو ۔۔۔ تو اس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب

ہمچنیں در گریہ و در نالہ اُو ۔۔۔ می شمردے جُرم چندیں سالہ اُو
اسی طرح رو رو کر اور چلا چلا کر ۔۔۔ وہ اپنے سالہا سال کے گناہ گن رہا تھا

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظر اُو از مقامِ گریہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا اس کو مقام گریہ سے جو کہ ہستی

کہ ہستی ست بمقامِ استغراق
ہے مقام استغراق کی طرف پھیر دینا

[۱] داد۔ یعنی خدا نے جو عمر عطا کی ہے اس کے دنوں کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور انسان انکو ضائع کرتا ہے۔ زیرو بم۔ موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں۔ زیر ہلکا سر بم۔ بھاری سُر۔ رَہ۔ راہ کا مخفف ہے۔ موسیقی میں سر جمانے کو کہتے ہیں۔ پردہ عراق ایک راگ کا نام ہے۔ دم تلخ فراق۔ موت کا کڑوا وقت۔ ترّی۔ رونق، راء کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے مشدد کر دیا ہے۔

[۲] زیر افگند حرف موسیقی کے مشہور چوبیس راگوں میں سے ایک راگ کا نام ہے۔ بست و چہار۔ یعنی چوبیس راگنیاں بے گہ۔ بے وقت۔ نہار۔ دن۔ اے خدا۔ یعنی میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اے خدا میں اس کی تجھ سے داد و فریاد چاہتا ہوں۔ داد خود۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے گناہ اور کفر سے خود انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ نزدیک تر قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ ہم انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

[۳] منی۔ خودی، ہستی، صوفیاء کے نزدیک تجدد امثال ہے یعنی انسان کا ہر آن ایک وجود فنا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے اسی آن میں اس جیسا دوسرا وجود عطا ہوتا ہے گم۔ یعنی جب اپنی ہستی کو فنا کرونگا تو دیدار میسر آئے گا۔ مقام گریہ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کر کے روتا ہے تو اس کی اپنی طرف نظر ہوتی ہے اس لئے وہ مقام ہستی ہے جسمیں اپنے وجود کا دھیان رہتا ہے۔ اور مقام استغراق میں انسان اپنے اور ماسوی اللہ کے وجود سے غافل ہو کر صرف بحر وحدت میں غرق ہو جاتا ہے

پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاریِ تو
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا کہ یہ تیرا رونا
ہست ہم آثارِ ہشیاریِ تو
بھی تیرے ہوش کی علامت ہے

بعد ازاں اُورا ازاں حالت براند[1]
اس کے بعد اس کو اس حالت سے ہٹایا
زاعتذارش سوئے استغراق خواند
اس کو عذر خواہی سے استغراق کی طرف بُلایا

ہست ہشیاری زیادِ ما مضیٰ
گزشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے
ماضی و مستقبلت پردہ خدا
تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے

آتشے برزن بہر دو تا بکے
دونوں کو جلا دے، کب تک
پُر گرہ باشی ازیں ہر دو چو نے
تو ان دونوں سے نے کی طرح پُر گرہ رہے گا

تا گرہ بانے بود ہمراز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں ہے
ہمنشینِ آں لب و آواز نیست
اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے

چوں بطوفِ خود بطوفی مُرتدی
جب تک تو خودی کے چکر کے ساتھ طواف کرتا ہے مرتد ہے
چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
جب تو خانہ (کعبہ) میں آیا تب بھی خودی میں ہے

اے[2] خبرہات از خبر دِہ بے خبر
اے (مخاطب) تیری خبریں خبر دینے والے سے غیر متعلق ہیں
توبہ، تو از گناہِ تو بتر
تیری توبہ، تیرے گناہ سے بدتر ہے

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگرست
فنا شدہ کا راستہ دوسرا ہی راستہ ہے
زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
اس لئے کہ ہشیاری ایک دوسرا گناہ ہے

اے تو از حالِ گزشتہ توبہ جو
اے تو! کہ گزشتہ حالت سے توبہ کرنیوالا ہے
کے کُنی توبہ ازیں توبہ بگو
بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا؟

گاہ بانگِ زیر را قبلہ کُنی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے
گاہ گریہ زار را قبلہ زنی
کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کو بوسہ لیتا ہے

چونکہ[3] فاروق آئینہ اسرار شد
چونکہ (عمر) فاروق اسرار کا آئینہ ہو گئے
جانِ پیر از اندروں بیدار شد
بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد
وہ (بوڑھا) روح کی طرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا
جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
اسکی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہو گئی

حیرتے آمد درونش آں زماں
اس کے باطن میں اسوقت ایک حیرت پیدا ہوئی
کہ بروں شد از زمین و آسمان
جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

---

[1] براند۔ یعنی مقام ہستی سے مقام استغراق میں پہنچا دیا۔ ہست۔ گزشتہ واقعات کی یاد خودی ہے، گزشتہ اور آئندہ کی فکر خدا سے حجاب ہے۔ آتشے۔ گزشتہ اور آئندہ کی یاد کو نرسل کی گرہوں سے تعبیر کیا ہے، جو حجاب ہیں۔ بانسری کی جب گرہیں صاف کر دی جاتی ہیں تب وہ بجانیوالے کی ہمراز بنتی ہے۔ چوں۔ خودی کے ساتھ طواف کعبہ شرک ہے۔

[2] اے۔ جو اپنے ماضی اور مستقبل کی فکر میں ہے وہ واقعات پیدا کرنے والے غافل ہے۔ ایسے شخص کی اپنے واقعات سے توبہ گناہ سے بدتر ہے۔ فانی مقام فنا میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ اے تو جسمیں خودی باقی ہے اور اس حالت میں توبہ کرتا ہے اُسکو اس توبہ سے توبہ کرنی چاہئے گاہ۔ گویئے کو خطاب ہے تو کبھی نغمہ میں مشغول تھا اب گریہ وزاری کی خودی میں مشغول ہے۔

[3] چونکہ۔ حضرت عمرؓ کے رخ انور سے اسرار الٰہی نمایاں تھے انکو دیکھ کر بوڑھے کی روح بیدار ہو گئی۔ ہمچو۔ اب وہ مجسم روح تھا۔ روح گریہ اور خندہ سے منزہ ہے۔ اب بوڑھے کی روح حیوانی فنا ہو چکی تھی اور اس کو روح مجرد حاصل ہو گئی تھی حیرت۔ یہ ایک کیفیت ہے جو استغراق کا لازمہ ہے۔ دروں۔ باطن۔

جستجوئے ماورائے جستجو ۔ من[1] نمیدانم تو میدانی بگوی
جستجو کے علاوہ ایک جستجو (تھی) ۔ میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بتا

جستجوئے از ورائے حال وقال ۔ غرقہ گشتہ در جمالِ ذوالجلال
ایک جستجو (کے ساتھ) جو حال وقال سے ماورا تھی ۔ وہ ذوالجلال کے جمال میں مستغرق ہو گیا

غرقۂ نے کہ خلاصی باشدش ۔ یا بجز دریا کسے بشناسدش
وہ مستغرق نہیں کہ جس کو چھٹکارا حاصل ہو ۔ یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے

عقل جزو از کلِ گویا نیستے ۔ گر تقاضا بر تقاضا نیستے
جزوی عقل (عقل) کل کے بارے میں نہ بتا سکتی ۔ اگر تقاضہ پر تقاضہ نہ ہوتا

چوں[2] تقاضا بر تقاضا می رسد ۔ موجِ آں دریا بدینجا می رسد
چونکہ تقاضہ پر تقاضہ ہو رہا ہے ۔ اُس دریا کی موج اس جگہ تک پہنچتی ہے

چونکہ قصہ حالِ پیر اینجا رسید ۔ پیر و جانش رُوئے در دریا کشید
جبکہ بوڑھے کے حال کا معاملہ یہانتک پہنچا ۔ بوڑھا اور اُس کی جان دریا میں ڈوب گئی

پیر دامن رازِ گفت و گو فشاند ۔ نیم گفتہ در دہانِ اُو بماند
بوڑھے نے گفتگو سے دامن جھاڑا ۔ آدھی بات کہی (آدھی) اس کے منہ میں رہ گئی

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن ۔ صد ہزاراں جاں بشاید باختن
اس عیش و عشرت کے حاصل کرنے کیلئے ۔ لاکھوں جانیں قربان کر دینی چاہئیں

در شکارِ بیشۂ جاں باز باش ۔ ہمچو خورشیدِ جہاں جانباز باش
روح کی جھاڑی کے شکار میں باز بنجا ۔ دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا

جاں فشاں[3] افتاد خورشیدِ بلند ۔ ہر دمے تی می شود پُر می کنند
اونچا آفتاب جان چھڑکنے والا واقع ہوا ہے ۔ ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھر دیتے ہیں

در وجودِ آدمی جان وروان ۔ می رسد از غیب چوں آبِ رَواں
انسان کے جسم میں جان اور روح ۔ جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے

ہر زماں از غیب نو نو می رسد ۔ وز جہانِ تن بروں شو می رسد
غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے ۔ اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے

جانفشاں اے آفتابِ معنوی ۔ مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
اے روحانی سورج! جانفشانی کر ۔ پرانی دنیا کو تو نئی (دنیا) بنا دے

---

[1] من۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی اس کی جستجو کسی نہ تھی بلکہ اتحذ ابی تھی جس کی کیفیت واضح نہیں کیجا سکتی۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ خلاصی۔ نجات۔ دریا۔ یعنی دریائے وحدت۔ عقل جزو۔ انسان عارف۔ کل یعنی ذات حقؒ۔ گویا۔ بولنےوالا۔

[2] چوں۔ یعنی جو کچھ ذات باری کے متعلق کہا گیا ہے تقاضیائے غیبی کی بنا پر کہا گیا ہے۔ اینجا۔ یعنی مقام حیرت دامن فشاندن۔ ترک کر دینا۔ نیم گفتہ۔ آدھی بات عیش و عشرت۔ یعنی جو جان دیکر بوڑھے کو حاصل ہو جائے بیشہ جان۔ عالم رُوح۔ باز۔ مشہور شکاری پرندہ ہے۔ جانباز سورج اپنی روشنی ہر وقت دوسروں پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

[3] جاں فشاں۔ جان کو صرف کرنےوالا۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے خالی پُر می۔ کنند۔ عالمِ غیب سے اس کو روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ آبِ رواں دریا کی سطح جو آپ کو نظر آتی ہے ہر آن اسمیں سے سامنے کا پانی گزرتا رہتا ہے اور نیا پانی اس کی جگہ لیتا رہتا ہے۔ یہی حال صوفیاء کے نزدیک روح انسانی کا ہے۔ وز جہان۔ تن بروں شو۔ جسم کی دنیا سے نکل جا یہ غیبی آواز آتی ہے۔ آفتاب معنوی روحانی سورج سے یعنی شیخ کامل۔ نوی۔ نیا۔

تفسیر دعاے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار مُنادی کنند کہ اَللّٰھُم اَعْطِ کُلَّ مُنفِقٍ خلفًا وَ کُلَّ مُمْسِکٍ تلفًا و بیان آنکہ مُنفِقِ مجاہدِ راہ حق ست نہ مُسرفِ راہِ ہوا

ان دو فرشتوں کی دعاء کی تفسیر جو کہ ہر روز بر سر بازار اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدل اور ہر بخیل کو تباہی عطا فرما اور اس کا بیان کہ خرچ کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اڑنے والا

گفت پیغمبر کہ دائم[۱] بہر پند — دو فرشتہ خوش مُنادی می کنند

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ — دو فرشتے عمدہ منادی کرتے ہیں

کاے خدایا مُمسکاں را در جہاں — تو مَدہ الّا زیاں اندر زیاں

کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو — تو نہ عطا فرما مگر تباہی در تباہی

اے خدایا مُنفقاں را دہ خَلَف — اے خدایا مُمسکاں را دہ تلف

اے خدا! خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دے — اے خدا! بخیلوں کو تباہ کر دے

مُنفق و مُمسک محل بیں بہ بُوَد — چوں محل باشد مؤثر می شَوَد

موقع دیکھکر خرچ کرنیوالے اور نہ خرچ کرنیوالے اچھے ہوتے ہیں — جب موقع ہوتا ہے تو اثر کرتا ہے

اے بسا اِمساک[۲] کز اِنفاق بہ — مالِ حق را جز بامرِ حق مَدہ

اے مخاطب! بہت سی جگہوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے — اللہ کے مال کو اللہ کے حکم کے بغیر خرچ نہ کر

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں — تا نباشی از عُدادِ کافراں

تاکہ تو لا تعداد کو خزانہ بدلے میں پالے — تاکہ تو کافروں کی شمار میں نہ آئے

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا — چیرہ گردد تیغِ شاں بر مصطفیٰؐ

جو کہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ — انکی تلوار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آ جائے

امرِ حق را باز داں از واصلے — امرِ حق را در نیابد ہر دلے

اللہ (تعالیٰ) کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کر لے — ہر دل خدا کے حکم کو معلوم نہیں کر سکتا

چوں غلامے باغی گو عدل کرد — مالِ شہ بر باغیاں اُو بذل کرد

اس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا — اُس نے بادشاہ کا مال باغیوں پر خرچ کر دیا

طرفہ تر کانرا ہمی پنداشت عدل — کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل

زیادہ عجیب یہ ہے کہ اسنے اس کو انصاف سمجھا — کہ میں نے سخاوت کے سبب سے ناموری کی اور خرچ کیا

---

۱ دائم۔ ہمیشہ۔ پند۔ نصیحت مُنادی۔ پکارنے والا۔ مُمسک۔ بخیل۔ زیاں۔ تباہی نقصان۔ مُنفق۔ خرچ کرنے والا، خلف۔ قائم مقام۔ مُنفق و مُمسک یعنی موقع پر خرچ کرنے والا اور بے موقع۔ نہ خرچ کرنے والا بہتر ہوتا ہے۔

۲ امساک۔ روکنا۔ بخل کرنا، انفاق۔ خرچ کرنا۔ بیکراں۔ لامحدود عُداد۔ شمار۔ چیرہ۔ غالب، واصل۔ یعنی واصل بحق عدل انصاف۔ بذل۔ خرچ کرنا، طرفہ۔ عجیب۔ ایثار۔ کسی فائدہ کے معاملہ میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا۔

بندہ پندارد کہ اُو خود عدل کرد
مالِ شہ را بر مساکیں بذل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا
بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا

عدلِ ایں باغی و دادش پیش شاہ
چہ فزاید دوری و روئے سیاہ
بادشاہ کے روبرو اس باغی کا انصاف اور عطا
کیا بڑھائے گا؟ دوری اور سیاہ روئی

در نبے ۱ انذار اہل غفلت ست
کاں ہمہ انفاقہاشاں حسرت ست
قرآن میں غافلوں کے لئے دھمکی ہے
کہ ان کی یہ سب فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردن سردارانِ عرب با مّید قبول افتادن

عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سرورانِ مکہ در حرب رسول
بودشاں قرباں بامّید قبول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی میں مکے کے سرداروں کی
قربانی قبولیت کی امید پر تھی

بہرِ ایں مؤمن ہمی گوید زبیم
در نماز اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
اسی سبب سے، مومن خوف سے کہتا ہے
نماز میں (اے خدا) سیدھے راستے کی رہنمائی کر

آں درم دادن سخی ۲ را لائق ست
جاں سپردن خود سخائے عاشق ست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب ہے
عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے

ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند
جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے
تو خدا کے لئے جان دیگا، تو تجھے جان دینگے

گر بریزد برگہائے ایں چنار
برگ بے برگیش بخشد کردگار
اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں
خدا اس کی بے سامانی کو سامان سے بدلدیتا ہے

گر نماند ۳ از جود در دستِ تو مال
کے کند فضلِ الٰہت پائمال
اگر سخاوت کیوجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا
تو خدا کی مہربانی تجھے برباد کب کریگی؟

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی
لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی
جو بوتا ہے اس کا ڈھیر خالی ہو جاتا ہے
لیکن اس کی کھیتی میں خوبی ہوتی ہے

وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد
اُسپش و موش حوادثہاش خورد
اور جس نے ڈھیر میں رہنے دیا اور بخل کیا
اُس کو حوادث کے گھن اور چوہے نے کھایا

ایں جہاں نفی ست در اثبات جو
صورتت صفر ست در معنات جو
یہ جہاں عدم ہے، وجود میں (مقصد) تلاش کر
تیرا جسم صفر ہے، معنی میں (مقصد) ڈھونڈ

---

۱ نبے۔ نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنی قرآن مجید۔ انذار۔ ڈرانا۔ حسرت یعنی یہی فضول خرچی باعث۔ حسرت اور افسوس بنے گی۔ سرور۔ سردار حرب۔ جنگ قرباں۔ قربانی۔ بہر ایں یعنی خرچ کے مصرف میں غلطی کی گئی ہے۔

۲ سخی یعنی سخی کا کام اللہ (تعالیٰ) کے دربار میں مال و دولت پیش کرنا ہے اور عاشق کا کام جان پیش کرنا ہے نان۔ روٹی، خیرات کرنے سے رزق کی فراخی ہو گی جان قربان کرنیسے ابدی زندگی ملے گی۔ چنار۔ درخت پت جھڑ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پتے دیتے ہیں۔ تم جان قربان کرو گے تو اللہ جان عطا فرمادینگے۔

۳ گر نماند۔ اللہ کی راہ میں اگر مال خرچ ہو گا تو اللہ کا فضل کبھی ذلیل نہ ہونے دیگا۔ ہر کہ۔ خدا کی راہ میں دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا فی الحال تو اُس سے ڈھیر میں کمی آئے گی لیکن انجام میں کئی گناہ حاصل ہو گا۔ وانکہ۔ اگر کوئی تخم ریزی نہ کریگا اور غلہ کو جمع رکھے گا وہ بجائے بڑھنے کے تباہ ہو جائیگا۔ نفی۔ نُو د معدوم۔ صفر۔ خالی معنات معنی تو۔

جانِ ا شورو تلخ پیشِ تیغ بر جان چوں دریائے شیریں را بخر
کھاری اور کڑوی جان کو تلوار کے سامنے کر دے میٹھے دریا جیسی جان خرید لے
ور نمی تانی شدن زیں آستاں گوش کن بارے زمن ایں داستاں
اگر تو اس آستانہ سے نہیں جا سکتا ہے تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سن لے

قصہء آں خلیفہ کہ درکرم از حاتم طائی گزشتہ بود
اس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

یک خلیفہ بود درایام پیش کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا فقیر بنایا تھا
رایتِ ۲ اکرام وجود افراشتہ فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اٹھا دیا تھا
بحر وکاں از بخشش صاف آمدہ دادِ اُو از قاف تا قاف آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے خالی ہو گئے اس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی
درجہانِ خاک ابر و آب بود مظہرِ بخشائشِ وہّابِ ۳ بود
خاکدان (دنیا) میں ابر اور پانی تھا وہ وہاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا مظہر تھا
از عطایش بحر وکاں در زلزلہ سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اس کی عطا سے سمندر اور کانیں ہلچل میں تھیں اس کی عطا کی طرف (انسانوں کے) قافلہ قافلے تھے
قبلۂ حاجت درو دروازہ اش رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
اس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا سخاوت میں اس کا شہرہ عالم میں تھا
ہم عجم ہم روم ہم تُرک و عرب ماندہ از جُود و سخایش در عجب
عجم بھی روم بھی ترک اور عرب بھی اس کی بخشش اور عطا سے تعجب میں تھے
آبِ حیواں بُود دریائے کرم زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
وہ آب حیات اور دریائے کرم تھا اسکی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پڑ گئی تھی
اندر ایام چنیں سلطانِ داد بشنوا کنوں داستانے باکشاد
اس جیسے داود وبخش کے بادشاہ کے زمانہ میں اب خوشی سے ایک قصہ سن

قصہء اعرابیِ درویش و ماجرا کردنِ زن با اُواز فقرو درویشی
ایک فقیر بدو کا قصہ اور اس کی بیوی کا اس سے جھگڑا کرنا فقر اور افلاس کے بارے میں

ا جان شور۔ یعنی عارضی زندگی کی بجائے حیات ابدی حاصل کر۔ تانی۔ توانی کا مخفف، توانستن، سکنا۔ خلیفہ قائم مقام بادشاہ کو رسول کا نائب سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ حاتم بنو طے قبیلہ کے مشہور سخی سردار کا نام ہے۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا۔ اس کے صاحبزادے عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

۲ رایت۔ جھنڈا۔ بحر۔ سمندر کان۔ معدن۔ صاف آمدہ۔ یعنی اس نے سمندر کے موتی اور کانوں کا سارا چاندی سونے سے خالی ہو گئی تھیں قاف۔ ایک پہاڑ ہے۔ جس کے بارے میں یہ تخیل تھا کہ وہ دنیا کے چاروں طرف گھوما ہوا ہے لہٰذا قاف تا قاف کے معنی سارے عالم کے لئے جاتے تھے۔ خاک۔ دنیا۔

۳ وہاب۔ بہت زیادہ دینے والا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے قبلہ۔ کعبہ یعنی مرکز۔ تو جہات۔ قبلہ حاجت۔ وہ شخص جس کی طرف لوگ ضروریات میں متوجہ ہوں۔ آب حیواں کوئی چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ کشاد فرحت، خوشی

یک شب اعرابی زنے[1] مر شوئے را — گفت و از حد برد گفت و گوئے را

ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے — کہا، اور گفتگو حد سے بڑھا دی

کیں ہمہ فقر و جفا ہا می کشیم — جملہ عالم در خوشی ما نا خوشیم

کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں جھیلتے ہیں — ساری دنیا خوش ہے اور ہم نا خوش ہیں

نانِ ماں نے، ناں خورش ما درد و رشک — کوزہ ماں نے آبِ ماں از دیدہ اشک

ہمارے لئے روٹی نہیں ہے، ہمارا سالن درد و رشک ہے — ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی آنکھ کے آنسو ہیں

جامۂ ما روز تابِ آفتاب — شب نہالین و لحاف از ماہتاب

ہمارا لباس دن میں سورج کی دھوپ ہے — رات میں ہمارا بچھونا اور لحاف چاندنی ہے

قرصِ مہ را قرصِ ناں پنداشتہ — دست سوئے آسماں برداشتہ

ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی کی ٹکیا سمجھا ہے — اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ننگ درویشاں ز درویشیِ ما — روز شب از روزی اندیشیِ ما

ہماری فقیری فقیروں کیلئے (باعث) ذلت ہے — روزی کی فکر میں ہمارا دن رات ہے

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں[2] — بر مثالِ سامری از مردماں

اپنا اور پرایا ہم سے گریزاں ہے — جیسا کہ سامری انسانوں سے

گر بخواہم از کسے یکمشت نسک — مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک

اگر میں کسی سے ایک مٹھی مسور مانگوں — (تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ، ہو جا غم کھائے جا اور مر جا

مر عرب را فخرِ غزو ست[3] و عطا — در عرب ما ہمچو خط اندر خطا

عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجب) فخر ہے — عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرف غلط

چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم — یا بشمشیر عدم سر گشتہ ایم

کہاں کی جنگ ہم بغیر غذا کے مردہ ہیں — یا موت کی تلوار سے پریشان ہیں

چہ خطا مائے خطا در آتشیم — چہ دوا ما در دو غم را مفرشیم

کیسی خطا، ہم بلا قصور کے، آگ میں ہیں — دوا کیسی؟ ہم تو درد و غم سے پامال ہیں

چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم — مر مگس را در ہوا رگ می زنیم

کیسی بخشش ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں — ہوا میں مکھی کے نشتر مارتے ہیں

گر کسے مہماں رسد گر من منم — شب بخسپد دلقِ او را بر کنم

اگر کوئی مہمان پہنچ جائے اگر میں 'میں' ہوں — رات کو سوئے تو اس کی گدڑی اتار لوں

---

[1] اعرابی زنے۔ بدوی عورت۔ شوئے۔ شوہر۔ ماں۔ ہمارا۔ ناں۔ خورش۔ سالن۔ رشک۔ حسد۔ قرص۔ ٹکیا۔ دست۔ یعنی ہم نے جو آسمان کیطرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں گویا چاند کو روٹی کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے۔ ننگ۔ یعنی ہم اس قدر مفلس ہیں کہ ہمارے اس افلاس سے فقیر بھی شرما جاتے ہیں، روزی کی فکر میں ہمارا دن بھی شب تاریک ہے۔

[2] رماں۔ اسم حالیہ ہے۔ رمیدن سے بمعنی بھاگنا سامری وہ شخص جس نے حضرت موسیٰ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو گئوسالہ پرستی میں لگا دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ نے اس کو بددعا کی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی چھوئے تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں سے بچتا پھرتا تھا۔ نسک۔ نون کا فتحہ اور سین کا سکون، مسور۔ خمش۔ خاموش ہو جا۔ کن مرگ۔ مر جا۔ جسک۔ رنج و بلا یعنی جسک بکن۔

[3] غزو۔ جنگ، جہاد۔ خط اندر۔ اندر خط خطا یعنی غلط حرف سر گشتہ۔ حیران، پریشان مفرش۔ فرش، پامال۔ گدائی۔ بھکاری پن۔ مگس یعنی تاکہ اس سے روزی حاصل کریں۔ من منم۔ یعنی میں اپنی اصلیت پر آجاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔

زیں نمط[1] زیں ماجرا و گفتگو — بُرد از حدِّ عبارت پیشِ شو
اس طور پر یہ قصہ اور گفتگو — بیان سے بڑھی ہوئی، شوہر سے کرتی

کز عنا و فقرِ ما گشتیم خوار — سوختیم از اضطراب و اضطرار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں — پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم — غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
ہم کب تک اس طرح کی ذلت برداشت کریں؟ — آگ کے گہرے سمندر میں ہم غرق ہیں

تا کہ ار روزے در آید میہماں — شرمساریہا بریم از وے بجاں
اگر کسی روز اچانک کوئی مہمان آجائے — ہمیں انتہائی شرمندگی اٹھانی پڑے

لیک مہماں گر در آید بے ثبوت — داند کہ کفشِ مہماں سازیم قوت
لیکن اگر کوئی مہمان بلا تحقیق آجائے — سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جوتہ بیچ کھائیں گے

مغرور[2] شدنِ مریدان محتاج و تشبیہ بمدّعیانِ مزوّر

ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدعیوں سے شبہ میں

وایشاں را شیخ واصل پنداشتن و نقد را از نقل ندانستن و نیافتن

پڑنا اور ان کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھرے کو نقلی سے

نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہرایں گفتند دانایاں بفن — میہمانِ محسناں باید شدن
اسی لئے فن کے سمجھداروں نے کہا ہے — محسنوں کا مہمان بننا چاہیے

تو مرید و میہمانِ آں کسی — کو ستاند حاصلت را از خسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے — جو تیری کمائی کمینہ پن سے وصول کر لے

نیستِ چیرہ[3] چوں ترا چیرہ کند — نور ندہد مر ترا تیرہ کند
وہ قابو پانے والا نہیں ہے کہ تجھے قابو پانے والا بنائے — روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنا دیگا

چوں ورا نورے نہ بُد اندر قراں — نور کے یابند از وے دیگراں
جبکہ اس کے باطن میں نور نہیں ہے — تو اس سے دوسرے کب روشنی حاصل کر سکتے ہیں؟

ہمچو اعمش کو کند داروئے چشم — چہ کشد در چشم ہا اِلّا کہ یشم
اس چندھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے — آنکھوں میں سوئے (سنگ) یشم کے اور کیا لگائیگا

[1] نمط۔ طور، طریقہ شوئے۔ شوہر۔ عنا۔ رنج و مشقت۔ غرقہ۔ ڈوبا ہوا۔ ژرف۔ گہرا بے ثبوت۔ یعنی ہماری حقیقت معلوم کئے بغیر سازیم قوت یعنی ہم اس کے جوتے بیچ کھائیں۔

[2] مغرور۔ دھوکہ میں مبتلا۔ مُدّعی۔ بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔ مزوّر۔ دھوکے باز شیخ واصل۔ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہو۔ نقل۔ نقلی۔ سکہ۔ محسنا۔ بخشش کرنیوالے حاصلت۔ تیری کمائی۔ خسی کمینہ پن۔

[3] چیرہ۔ غالب یعنی مشکلات پر قابو پانے والا۔ تیرہ۔ تاریک۔ بُد۔ نبود۔ اعمش۔ چندھا، جس کی آنکھیں مریض ہوں، پانی بہتا ہو۔ یشم۔ ایک پتھر ہے۔ بعض نسخوں میں پشم بمعنی اون ہے۔

حالِ ما این ست در فقر و عنا[1] ۔ ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما
افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے ۔ کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

قحطِ دہ سال ار ندیدی در صُوَر ۔ چشمہا بکشا و اندر ما نگر
اگر تو نے مجسم دس سالہ قحط نہ دیکھا ہو ۔ تو آنکھیں کھول اور ہمیں دیکھ لے

ظاہرِ ما چوں درونِ مدّعی ۔ در دلش ظلمت زبانش شعشعی
ہمارا ظاہر مُدّعی کے باطن کی طرح ہے ۔ اس کے دل میں تاریکی ہے اور اس کی زبان چمکیلی تیز طرار

از خدا نے بوئے اُو را نے اثر ۔ دعوتش افزوں زشیثؑ و بوالبشرؑ[2]
اُس میں خدا کی نہ بو ہے نہ اثر ۔ اس کی دعوت شیثؑ اور ابوالبشرؑ سے بڑھی ہوئی ہے

دیو ننمودہ وُرا ہم نقشِ خویش ۔ اُو ہمی گوید ز اَبدالیم بیش
شیطان نے (بھی) اس کو اپنی صورت نہیں دکھائی ۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے بھی بڑھا ہوا ہوں

حرفِ درویشاں بدزدیدہ بسے ۔ تا گماں آید کہ ہست اُو خود کسے
درویشوں کی بہت سی باتیں چُرالی ہیں ۔ تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

خُردہ گیرد در سخن بر بایزیدؒ[3] ۔ ننگ دارد از درونِ اُو یزید
باتوں میں (حضرت) بایزیدؒ کی عیب گیری کرتا ہے ۔ اس کے باطن سے یزید کو (بھی) شرم آتی ہے

ہر کہ داند مردِ را چوں بایزیدؒ ۔ روزِ محشر حشر گردد با یزید
جو اس کو (حضرت) بایزیدؒ کی طرح سمجھتا ہے ۔ قیامت کے دن اُس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

بے نوا از نان و خوانِ آسماں ۔ پیشِ اُو نینداخت حق یک اُستخواں
آسمان کی روٹی اور خوان سے بے سروسامان ہے ۔ اللہ (تعالیٰ) نے اس کے سامنے ایک ہڈی (بھی) نہیں ڈالی ہے

اُو ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام ۔ نائبِ حقم خلیفہ زادہ ام
اس نے منادی کی ہے کہ میں نے دسترخوان بچھا رکھا ہے ۔ میں اللہ (تعالیٰ) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

الصلا سادہ دلانِ پیچ پیچ ۔ تا خورید از خوانِ جُودم ہیچ ہیچ
اے پیچ در پیچ احمقو! صلائے عام ہے ۔ میری بخشش کے خوان سے کھاؤ (حالانکہ) ہیچ در ہیچ ہے

سالہا بر وعدۂ فردا کساں ۔ گردِ آں در گشتہ فردا نارساں
کل کے وعدہ پر لوگ سالوں ۔ اس دروازہ کے گرد چکر کھاتے رہے اور کل آنے والی نہیں ہے

دیر باید تا کہ سرِّ آدمی ۔ آشکارا گردد از بیش و کمی
کافی وقت چاہیے کہ انسان کا بھید ۔ کمی اور بیشی میں واضح ہو

[1] عنا۔ رنج و مشقت۔ مبا۔ مباد کا مخفف ہے۔ در صور۔ یعنی صورتوں میں مجسم۔ شعشعی۔ روشن چمکدار اثر۔ نشان۔ شیثؑ۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ کے بیٹے جو نبی تھے۔

[2] بوالبشر۔ انسانوں کے باپ یعنی آدم علیہ السلام دیو۔ شیطان۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک جماعت ہے۔ خُردہ۔ عیب۔ ننگ، ذلت۔ شرم۔ یزید۔ ابن معاویہ جس کے دورِ حکومت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نانِ خوانِ آسمان۔ غیبی، روحانی غذا میں۔ اُستخواں۔ یعنی معمولی غذا۔ الصلا کھانا کھانے کے لئے پکارنا سادہ دلان۔ بیوقوف لوگ۔ ہیچ ہیچ۔ یہ مولانا کا قول ہے۔ فردا۔ یعنی کل کا وعدہ۔ سر۔ راز۔ باطنی حالت

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست[۱] یا خانۂ مورست و مار و اژدہا
جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا چیونٹی اور سانپ اور اژدھے کا بھٹ ہے

چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبود عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سود
جب معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا تو مرید کی عمر گزر گئی اب معلوم ہونے سے کیا فائدہ

در بیانِ آنکہ نادر افتد کہ مُریدے در مُدّعیِ مُزوّر اعتقاد بصدق بندد کہ اُو کیست و بدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اورا گزند نہ کند و شیخش را گزند کند و لیکن نادر[۲] نادر باشد

اس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے مُدّعی کا سچائی سے معتقد ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ اس کے پیر نے خواب میں بھی دیکھا ہو اور پانی اور آگ اس کو نقصان نہ پہنچائے اور اس کے پیر کو نقصان پہنچا دے لیکن نادر تو نادر ہی ہوتا ہے

لیک نادر طالب آید کز فروغ درحقِ اُو نافع آید آں دروغ
لیکن نادر ہے کہ مرید کو روشنی کی وجہ سے اس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے

اُو بقصدِ نیک خود جائے رسد گرچہ جاں پنداشت آں آمد جسد
وہ اپنے نیک ارادہ کی وجہ سے ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے اگرچہ جس کو اس نے جان جانا تھا جسم ثابت ہوا

مُر وُرا رُومی نماید حالہا کہ ندید آں ہیچ شیخش سالہا
اس کے لئے ایسے احوال رونما ہوتے ہیں کہ اس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں دیکھے

چوں تحرّی دردلِ شب قبلہ را قبلہ نے واں نمازِ اُو روا[۳]
جیسا کہ آدھی رات میں قبلہ کی انکل کرنا ادھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اس کی نماز درست ہوگئی

مُدّعی را قحطِ جاں اندر سرست لیک مارا قحطِ ناں بر ظاہرست
مدعی کے باطن میں روح کا قحط ہے لیکن ہمارے ظاہر پر روٹی کا قحط ہے

ماچرا چوں مُدّعی پنہاں کنیم بہر ناموسِ مُزوّر جاں کنیم
مدعی کی طرح ہم کیوں چھپائیں جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودنِ اَعرابی زن خود را و فضیلت صبر گفتن
بدو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

---

۱ گنجیست۔ یعنی معارف الٰہیہ کا خزانہ مور۔ چیونٹی مار۔ سانپ یعنی برے اخلاق پیدا ظاہر طالب۔ مُرید

۲ نادر کمیاب۔ فروغ۔ روشنی۔ گرچہ یعنی مرید نے پیر کو مجسم روح سمجھا وہ جسم محض نکلا۔ تحری صحیح بات کی جستجو کرنا۔ دلِ شب۔ آدھی رات۔

۳ روا۔ درست یعنی قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر انکل سے نماز پڑھی اور وہ قبلہ رو نہ تھا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔ مُدّعی بناوٹی پیر یعنی بناوٹی پیر کی طرح ہمیں اپنے افلاس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور جھوٹی آبرو کے لئے جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوئے گفتش چند جوئی دخلِ[۱] و کشت خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت
شوہر نے اس سے کہا تو آمدنی اور پیداوار کب تک جستجو کرے گی؟ خود زندگی کتنی رہی ہے زیادہ تو گزر گئی ہے

عاقل اندر بیش و نقصاں ننگرد زانکہ ہر دو ہمچو سیلی بگذرد
سمجھدار کمی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گزر جاتے ہیں

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو چوں نمی پاید دمے از وے مگو
خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رو ہو جبکہ وہ ٹھہرنے والی نہیں ہے اس کا کچھ ذکر نہ کر

اندریں عالم ہزاراں جانور میزید خوش عیش بے زیر و زبر
اس دنیا میں ہزاروں جاندار بغیر کیس تردد کیا آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ بر درخت و برگِ شب ناساختہ
فاختہ، اللہ (تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے درخت پر حالانکہ اسنے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے

حمد می گوید خدا را عندلیب[۲] کاعتماد رزق بر تست اے مجیب
بُلبل، خدا کی تعریف کرتی ہے کہ اے قبول کرنے والے! ارزق کا تجھ پر بھروسہ ہے

باز دستِ شاہ را کردہ نُوید از ہمہ مُردار بُبریدہ اُمید
باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر تمام مُرداروں سے اُمید منقطع کر لی

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ پیل شد عیال اللہ و حق نعم المعیل
اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہیں اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پرورش کرنے والا ہے

ایں[۳] ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست از غبار و گرد بادِ بُودِ ماست
یہ سب غم جو سینوں میں ہیں ہماری ہستی کے غبار اور بگولے ہیں

ایں غمانِ بیخ کَن چوں داس ماست ایں چنیں شد وانچناں دسواسِ ماست
یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں اسطرح ہو گیا، اس طرح ہو گیا، ہمارے وسوسے ہیں

دانکہ ہر رنجے ز مُردن پارہ ایست جُزوِ مرگ از خود براں گر چارہ ایست
سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے اگر کوئی تدبیر ہے تو موت کے حصہ کو اپنے سے دفع کر دے

چوں ز جُزوِ مرگ نتوانی گریخت دانکہ کلّش بر سرت خواہند ریخت
جب تو موت کے حصہ سے نہیں بھاگ سکتا ہے سمجھ لے کہ اس کے کل کو تجھ پر طاری کر دینگے

جُزوِ مرگ ارگشت شیریں مر ترا دانکہ شیریں میکند کُل را خدا
اگر موت کا جزو تیرے لئے میٹھا ہو گیا ہے سمجھ لے کہ خدا کل کو میٹھا کر دے گا

۱ دخل۔ آمدنی۔ کشت۔ کھیتی، پیداوار۔ بگذرد۔ دنیا میں نہ راحت کو بقاء ہے نہ رنج کو خوش عیش آرام کی زندگی زیر و زبر فکر و تردد۔ برگِ شب۔ رات کا سامان۔
۲ عندلیب۔ بلبل۔ ہزار داستان۔ مجیب۔ دعا کو قبول کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ باز۔ باز کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ نوید۔ دعوت نامہ، خوشخبری مُردار۔ باز کی اصل خوراک مردوں کی ہڈیاں ہیں۔ پشہ۔ مچھر۔ پیل۔ ہاتھی۔ عیال۔ وہ لوگ جن کے اخراجات ذمہ ہوں معیل۔ عیال کو پالنے والا۔
۳ ایں۔ یعنی یہ غم ہماری موہوم ہستی کے اثرات ہیں۔ غماں۔ غم کی جمع ہے۔ داس۔ کھیتی وغیرہ کاٹنے کی درانتی۔ دانکہ رنج و غم موت کے اجزاء ہیں اور موت سے مفر نہیں ہے تو ان سے بھی مفر نہیں ہے
قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں۔
کُل۔ یعنی موت

دردہا از مرگ می آید رسول[۱] 　　از رسولش رُو مگرداں اے فضول
درد، موت کے قاصد ہیں 　　اے بیوقوف! قاصد سے منہ نہ موڑ

ہر کہ شیریں می زید اُو تلخ مُرد 　　ہر کہ اُو تن را پرستد جاں نبرد
جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے وہ تلخ موت مرتا ہے 　　جو شخص تن پروری کرتا ہے جان نہ بچا سکیگا

گوسفنداں راز صحرا می کشند 　　آنکہ فربہ تر مر اُورا می کُشند
بکری کو جنگل سے لاتے ہیں 　　جو زیادہ موٹی ہوتی ہے اس کو ذبح کرتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے قمر 　　چند گیری ایں فسانہ راز سر[۲]
اے چاند! رات گزر گئی اور صبح ہو گئی 　　تو اس قصہ کو کب تک دُہرائے گی؟

تو جواں بُودی و قانعِ تر بُدی 　　زر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی
تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی 　　تو زر کی طلبگار بن گئی پہلے تو خود زر تھی

رز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی 　　وقت میوہ پختنت فاسد شدی
تو میوے سے بھری انگور کی بیل تھی کیوں خراب ہو گئی 　　میوہ پکنے کے وقت تو سڑ گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود 　　چوں رسن[۳] تاباں نہ واپس تر رود
چاہیے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا تھا 　　نہ کہ بٹی ہوئی رسی کی طرح بل اترنے لگے

جُفتِ مائی جُفت باید ہم صفت 　　تا بر آید کارہا بر مصلحت
تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو یکساں ہونا چاہیے 　　تاکہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر 　　در دو جُفت کفش و موزہ درنگر
جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیے 　　جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا 　　ہر دو جُفتش کار ناید مرترا
دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ آئے 　　تو پورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت در یک خرد و آں دیگر بزرگ 　　جُفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا 　　تو نے دیکھا ہی کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

راست ناید بر شتر جُفت جُوال 　　آں یکے خالی و آں پُر مال مال
بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا 　　کہ اُن میں سے ایک خالی ہو اور دوسرا مال سے بھرا ہوا

من روم سوئے قناعت دل قوی 　　تو چرا سوئے شناعت می روی
میں جرأت سے قناعت کی طرف جاتا ہوں 　　تو برائی کی طرف کیوں جاتی ہے؟

۱ رسول قاصد پیغامبر ہر کہ جو مصائب جھیلنے کا عادی نہیں ہے موت کے وقت اس کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گوسفند۔ بکری، یعنی موٹی بکری کی موت جلد آتی ہے۔ اے قمر۔ چاند کہہ کر بیوی کو خطاب کیا ہے۔

۲ از سر گرفتن۔ تکرار کرنا۔ قانع۔ صابر۔ زر بُدی۔ یعنی استغناء کی وجہ سے تو خود سونا ہونے کے تھی۔ رز۔ انگور۔ انگور کی بیل۔ کاسد۔ کھوٹا فاسد۔ خراب

۳ چوں رسن۔ جس رسی کو الٹا بل دیا جائے چھوڑنے سے فوراً اس کے بل اتر جاتے ہیں۔ جُفت۔ جوڑا، نر مادہ۔ گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا بھی بیکار ہے بیشہ جھاڑی گرگ۔ بھیڑیا یعنی شیر اور بھیڑیئے سے جوڑا نہیں بنتا ہے۔ راست۔ ٹھیک۔ جوال گون، تھیلا، قناعت، تھوڑے پر صبر کرنا شناعت برائی۔

مردِ قانع از سرِ اخلاص و سوز[۱]　　زیں نسق می گفت با زن تا بروز

صابر مرد خلوص اور دل (سوزش) سے　　دن نکلنے تک اسی طرح پر بیوی سے کہتا رہا

نصیحت کردن زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم و مقامِ خود مگو کہ لِمَ تَقُولُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کہ

بیوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر بات کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو، اس

ایں سخنہا اگرچہ راست ست اما مقامِ توکل ترا نیست وایں سخن گفتن فوقِ مقام و معاملہ خود ترا زیاں[۲] دارد و کبر مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ باشد

لئے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکل کا مقام حاصل نہیں ہے اور یہ بات اپنا مقام اور معاملہ سے بڑھ کر تیرے نقصان کا باعث ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی موجب عذاب ہے (کا مصداق) ہو گی

زن بروزد بانگ کاے ناموس کیش　　من فسونِ تو نخواہم خورد بیش

عورت اس پر چیخی کہ اے عزت کے شیدائی　　اب میں زیادہ تیرے فریب میں نہ آؤں گی

ترّہات از دعویٰ و دعوت مگو　　رو سخن از کبر وا ز نخوت مگو

دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر　　جا، تکبر اور غرور کی بات نہ کر

چند حرفِ طمطراق و کاروبار　　کار و حالِ خود ببیں و شرم دار

دنیا داری اور کروفر کی باتیں کب تک؟　　اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

نخوت و دعویٰ و کبر و ترّہات　　دور کن از دل کہ تا یابی نجات

تکبر اور دعویٰ اور غرور اور بکواس　　دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

کبر زشت و از گدایاں زشت تر　　روزِ[۳] سرد و برف و انگہ جامہ تر

تکبر برا ہے اور مفلسوں سے اور زیادہ برا ہے　　ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیگے ہوئے

چند آخر دعویٰ و بادِ بروت　　اے ترا خانہ چو بَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ

دعویٰ اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟　　اے وہ کہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت کے تو جاں افروختی　　از قناعتہا تو نام آموختی

تو نے قناعت سے کب روح روشن کی ہے؟　　تو نے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

---

۱ سوز۔ یعنی سوز دل مقتا قرآن پاک میں ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

۲ زیاں۔ نقصان۔ ناموس۔ عزت کیش۔ طریقہ فسوں۔ مکرو فریب۔ ترہات جھوٹی بناوٹی باتیں۔ طمطراق۔ شان و شوکت۔ نخوت تکبر زشت۔ برا

۳ روز سرد یعنی مفلسی اور محتاجی اور پھر غرور ایسا ہے جیسے جاڑے کا زمانہ پھر برف باری اور کپڑے بھی گیلے ہوں۔ یعنی مصیبت بالائے مصیبت ہے باد بروت۔ مونچھ کی ہوا یعنی تکبر بیت العنکبوت مکڑی کا جالا، جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قناعت کیا ہیں؟ خزانہ ہے
گنج را تو وا نمیدانی ز رنج
تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے

ایں قناعت نیست جُز گنجِ رواں
یہ قناعت تو گنج رواں ہی ہے
تو مزن لاف اے غم و رنجِ رواں
اے چلتے پھرتے رنج وغم تو ڈینگیں نہ مار

تو مخوانم جُفت و کمتر زن بغل ۲
تو مجھے بیوی نہ کہہ اور شوہر ہونے کا اظہار نہ کر
جُفتِ انصافم نیم جُفتِ دغل
میں انصاف کی (بنیاد پر) بیوی ہوں نہ کہ مکاری کی بیوی

چوں قدم با شاہ و با بگ می زنی
تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں ہمسری کرتا ہے؟
چوں مگس را در ہوا رگ می زنی
اُڑتی مکھی کے کیوں نشتر مارتا ہے

باسگاں زیں استخواں در چالشی
تو ہڈی پر کتوں سے چھینا جھپٹی کرتا ہے
چوں نے اِشکم تہی در نالشی
تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فریاد کرتا ہے

سوئے ما منگر بخواری سُست سُست
میری جانب حقارت اور ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھ
تانگویم آنچہ در رگ ہائے تُست
تا کہ تیری رگ رگ کا حال نہ کہہ ڈالوں

عقلِ خود را از منِ افزوں دیدۂ
تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے
تو منِ کم عقل را چوں ۳ دیدۂ
تو نے مجھ کم عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟

ہمچو گرگِ زشت اندر ما مچہ
بدمزاج ، بھیڑئے کی طرح مجھ پر نہ جھپٹ
اے زننگِ عقلِ تو بے عقل بہ
تیری قابلِ شرم عقل سے بے عقل ہونا اچھا ہے

چونکہ عقلِ تو عقیلہ مردم ست
چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے
آں نہ عقل ست بلکہ مار و کژدم ست
یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے

خصمِ ظلم و مکرِ تو اللہ باد
تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے
دستِ عقلِ تو زما کوتاہ باد
(خدا کرے) تیری عقل کی دست درازی ہم پر نہ ہو

ہم تو ماری ہم فسوں گر اے عجب
ہائے تعجب! تو سانپ بھی ہے اور منتر پڑھنے والا بھی
مارگیر و ماری اے ننگِ عرب
اے عرب کے لئے باعث ذلت تو سانپ بھی ہے اور سپیرا بھی

زاغ اگر زشتی خود بشناختے
کوا اگر اپنی بد صورتی کو پہچان لیتا
ہمچو برف از رنج و غم بگداختے
رنج اور غم سے برف کی طرح پگھل جاتا

مردِ افسوں گر بخواند چوں عدو
منتر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے
اُو فسوں بر مار و مارا افسوں برو
وہ سانپ پر منتر اور سانپ اس پر منتر (پڑھتا ہے)

۱ گُفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْقَنَاعَةُ کَنْزٌ لَّا یَنْفَدُ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے گنجِ رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام ہے مخواں۔ نہ بلا

۲ بغل زدن۔ جوڑے پن کو ظاہر کرنا دو کبوتروں کا مل کر پرواز کرنا جوڑا ہونے کی نشانی ہے۔ دغل۔ کھوٹ مکر۔ قدم زدن۔ برابری کرنا۔ بگ بیگ کا مخفف ہے سردار مگس مکھی۔ رگ زدن۔ خون نکالنا۔ چالش۔ حملہ، چھینا جھپٹی۔ اشکم شکم ہمزہ زیادہ ہے۔ نالش رونا۔ چیخنا، فریاد، خواری۔ ذلت۔ سُست نگریستن۔ ذلت سے دیکھنا۔

۳ چوں دیدۂ جوڑے کے لئے مجھے کیوں پسند کیا ہے۔ عقیلہ۔ رسی یعنی تو اپنی عقل کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے ہم تو۔ تو انسانوں کو تباہ کرتا ہے تو تو سانپ ہے لوگوں کو پھنساتا ہے تو تو سپیرا ہے۔ زشتی۔ خود یعنی اپنی بدصورتی۔ مرد سپیرا اگر سانپ پر منتر پڑھتا ہے تو سانپ بھی اس پر منتر پڑھتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ سپیرا سانپ پکڑنے کے شوق میں مبتلا ہے۔

گر نبودے[1] دامِ اُو افسونِ مار　　کے فسونِ مار را گشتے شکار
اگر سانپ کا منتر اس کے لئے جال نہ ہوتا　　تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا؟

مردِ افسوں گر ز حرصِ کسب و کار　　در نیابد آں زماں افسونِ مار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کیوجہ سے　　اسوقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا ہے

مار گویدا اے فسوں گر ہین و ہیں　　آنِ خود دیدی فسونِ من ببیں
سانپ کہتا ہے، اے سپیرے! خوب دیکھ لے　　تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر (بھی) دیکھ لے

تو بنامِ[2] حق فریبی مر مرا　　تا کُنی رُسوائے شور و شر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے پھانستا ہے　　تاکہ تو مجھے شور و شر سے رسوا کرے

نامِ حقم بست نے آں رائے تو　　نامِ حق را دام کردی وائے تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھا نہ کہ تیری رائے نے　　تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوس ہے

نامِ حق بستاند از تو دادِ من　　من بنامِ حق سپردم جان و تن
اللہ (تعالیٰ) کا نام تجھ سے مجھے انصاف دلائیگا　　میں نے اللہ کے نام پر جان اور جسم کا سپرد کر دیا ہے

تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد　　یا تُرا چوں من بزندانے[3] بَرد
تاکہ میرے زخم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے　　یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشن گفتار ہا　　خواند بر شوئے خود آں طومار ہا
عورت اس قسم کی سخت باتیں　　دفتر در دفتر شوہر کو سُناتی رہی

نصیحت کردنِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری منگر، و درکارِ حق بگمانِ کمال نگر و طعنہ مزن در فقر و فقیراں از بے نوائیِ خویشتن

مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو ذلّت سے نہ دیکھ اور اللہ کے معاملہ کے کمال کے گمان سے نظر کر اور اپنے افلاس کی وجہ سے فقر اور فقیروں پر طعنہ زنی نہ کر

مرد چوں ایں طعنہ ہا از زن شُنفت　　مستمع شد بعد ازیں بیں تا چہ گفت
مرد نے جب یہ طعنے عورت کے سنے　　سنتا رہا، اس کے بعد دیکھ کیا کہا؟

گفت اے زن تو زنی یا بوالحزن　　فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
بولا، اے بیوی! تو عورت ہے یا مجسم غم　　مجھے طعنہ نہ دے فقر (باعث) فخر ہے

---

[1] گر نبودے۔ سانپ نے جو منتر پڑھا ہے وہ سپیرے کے لئے جال ہے۔ آنِ خود۔ یعنی اپنا منتر۔

[2] نامِ حق۔ منتر میں اللہ کے نام استعمال ہوتے ہیں۔ شور و شر۔ یعنی سانپ کا تماشہ دیکھنے والوں کا۔ نامِ حق۔ چونکہ سپیرے نے اللہ کے ناموں کا غلط کاموں کے لئے استعمال کیا ہے۔

[3] زندانے۔ یعنی جس طرح سپیرے نے قید کیا ہے۔ خشن۔ سخت، ناگوار طومار۔ دفتر۔ مستمع۔ سننے والا۔ بوالحزن۔ غموں کا باپ یعنی بہت غمگین، مالداروں کو حشر میں بہت غم اٹھانے پڑینگے۔

مال و زر سر را بُود ہمچوں کلاہ[1]　　کَل بُود آں کز کلہ سازد پناہ

مال و زر ایسے ہیں جیسے سر کی ٹوپی　　جو شخص ٹوپی کی پناہ پکڑتا ہے، گنجا ہوتا ہے

آنکہ زُلف و جَعد رعنا باشدش　　چوں کُلاہش رفت خوشتر آیدش

جس کی زلف حسین، اور گھونگریالے بال ہوں　　جب اس کی ٹوپی نہ ہوتو اور زیادہ حسین ہوتا ہے

مردِ حق باشد بمانندِ بَصر　　پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بَصر

مردِ خدا بینائی کی طرح ہے　　پس بینائی کھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟

وقت عَرضہ[2] کردن آں بَردہ فروش　　بر کَند از بندہ جامہ عیب پوش

غلام فروش دکھاتے وقت　　غلام کے عیب چھپانیوالے کپڑے اتار دیتا ہے

وَر بود عیبے برہنہ اش کے کَند　　بل بجامہ خدعۂ بادے کند

اگر کوئی عیب ہو، اس کو ننگا کب کریگا؟　　بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اس کو دھوکا دیگا

گویدایں شرمندہ است از نیک و بد　　از برہنہ کردن اُواز تو رمد

کہے گا، یہ اچھے برے سے شرماتا ہے　　ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا

خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش　　خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش

آقا کانوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے　　(لیکن) آقا کے پاس مال ہے اور اس کا مال عیب کو چھپانیوالا ہے

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے　　گشت دلہا را طمعہا جامعے

لالچی لالچ کی وجہ سے اس کے عیب نہیں دیکھتا ہے　　لالچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے

ور گدا گوید سخن چوں زرّ کاں[3]　　رہ نیابد کالۂ او در دُکاں

اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے　　اس کا سامان دُکان میں راہ یاب نہیں ہوتا ہے

کار درویشی ورائے فہم تُست　　سُوئے درویشاں تو منگر سُست سُست

درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اونچا ہے　　تو ذلت سے درویشوں کو نہ دیکھ

زانکہ درویشی ورائے کارہاست　　دَمبدم از حق مر ایشانرا عطاست

کیونکہ درویشی دنیوی کاموں سے جداگانہ چیز ہے　　ان (درویشوں) کیلئے اللہ کی طرف سے ہر وقت بخشش ہے

بلکہ درویشاں ورائے مُلک و مال　　روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال

بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ　　اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں

حق تعالیٰ عادِل ست و عادلاں　　کے کُنند اِستمگری بر بے دلاں

اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل　　کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

---

[1] کلاہ۔ ٹوپی۔ کَل گنجا۔ کُلہ۔ کلاہ کا مخفف ہے۔ جعد۔ گھنگریالے بال۔ رَعنا۔ حسین، خوبصورت۔
[2] عرضہ کردن پیش کرنا۔ بَردہ۔ غلام، لونڈی۔ خُدعہ۔ دھوکا۔ دے یعنی خریدار۔ خواجہ۔ آقا۔ طامع لالچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور مالدار کے دل۔ جامع۔ اکٹھا کرنے والا۔
[3] زرّ کان۔ خالص سونا۔ جو کان سے برآمد ہوا ہے۔ کالہ۔ سامان۔ دُکان یعنی سننے والے کا کان۔ فہم۔ سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا کے معاملے ذوالجلال اللہ تعالیٰ۔ استمگری۔ ستمگری ہمزہ زیادہ ہے۔

آں یکے را نعمت و کالا دہند | ویں دگر را بر سرِ آتش[1] نہند
ایک کو نعمت اور سامان دیں | دوسرے کو آگ پر رکھیں
آتشش سوزد کہ دارد ایں گماں | بر خدائے خالقِ ہر دو جہاں
اس کو آگ جلائے جو یہ گماں کرے | دونوں جہان کے خالق کے بارے میں
"فقر فخری" نز گزاف ست و مجاز | صد ہزاراں عز پنہان ست و ناز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز | لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں
از غضب بر من لقبہا راندۂ | مارخوی و مار گیرم خواندۂ
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے | تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور سپیرا بتایا
گر بگیرم مار و دندانش کنم | تا کشش از سر کوفتن ایمن کنم
اگر میں سانپ پکڑتا ہوں اور اس کے دانت اکھاڑ دیتا ہوں | تو اس لئے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں
زانکہ آں دانداں عدوئے جانِ اوست | من عدو را می کنم زیں علم دوست
چونکہ دانت اس کی جان کے دشمن ہیں | میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بناتا ہوں
از طمع ہرگز نخوانم من فسوں | ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں
میں لالچ کی وجہ سے منتر نہیں پڑھتا ہوں | میں نے تو لالچ کو اندھے منہ کر دیا ہے
حاش للہ طمع من از خلق نیست | از قناعت دَر دلِ من عالمے ست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے | میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے
از سرِ[2] امرود بن بینی چناں | زاں فرود آ تا نماند آں گماں
تو امرود کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے | اس سے اترا تاکہ وہ گمان نہ رہے
چونکہ[3] برگردی و سر گشتہ شوی | خانہ را گردندہ بینی و آں توئی
جب تو گھومے اور سر چکرائے لگے | تو گھر کو گھومتا دیکھے گا حالانکہ گھومنے والا تو ہی ہے

دَر بیانِ آنکہ جنبیدنِ ہر کسے از آنجاست کہ ویست
اس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اس لئے ہے کہ وہ

ہر کسے را از چنبرہ وجودِ خود بیند تا بہ کبود آفتاب را
ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے یہاں تک کہ نیلے رنگ کے
کبود نماید سُرخ سُرخ نماید چوں تابہا از رنگ
ذریعہ سورج کو نیلا اور سُرخ کے ذریعہ سُرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

---

[1] آتش۔ یعنی مفلس کی آگ۔ آتشش سوزد۔ یعنی جو خدا کے بارے میں یہ خیال کرے کہ غنی باعث رحمت اور فقر باعث عذاب ہے خدا اس کو برباد کر دے۔ الفقر فخری۔ حدیث صحیح بات ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ لقبہا۔ یعنی بیوی نے جو سپیرا کہا۔ ایمن۔ مطمئن۔ عدو۔ سانپ کو اس کے دانتوں کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ زیں علم۔ منتر۔ ایں طمع یعنی میں نے لالچ کو دل سے نکالدیا ہے۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا

[2] سرِ امرود۔ مولانا نے دفتر چہارم میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت نے اپنے شوہر کیساتھ یہ فریب کیا کہ اس کو باغ میں لے گئی اور ایک امرود کے درخت کے نیچے لیجا کر بولی کہ تو نیچے میں اوپر سے امرود توڑ کر دیتی ہوں لیکن شوہر نیچے رہا اور اوپر سے امرود دینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد شور مچانے لگی کہ تو بد فعلی کیوں کر رہا ہے شوہر نے حیران ہو کر انکار کیا تو بولی اچھا تو اوپر چڑھ کر امرود توڑ کر مجھے دے اور خود نیچے اتر آئی۔ جب وہ امرود توڑ کر دے رہا تھا اس نے ایک یار کو بلا لیا اور اس سے زنا میں مصروف ہو گئی۔ شوہر اوپر سے چیخا کہ یہ کیا حرکت ہے تو کہنے لگی کچھ نہیں ہاں یہ اس پیڑ کا اثر ہے کہ جو اس پر چڑھ جاتا ہے اس کو نیچے کا آدمی بد فعلی کرتا نظر آتا ہے۔ مولانا نے اسی قصہ کیطرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ بن۔ بوٹا۔ پیڑ۔

[3] چونکہ۔ جس شخص کا سر گھومتا ہے اس کو ہر چیز گھومتی نظر آتی ہے۔ چنبرہ۔ حلقہ۔ کبود۔ نیلا۔ در بیان۔ اس عنوان کا خلاصہ یہ ہے کہ قیسُ بِنَفْسِہٖ علیٰ نفسِہٖ ہر انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے برے کو سب برے اور اچھے کو اچھے نظر آتے ہیں۔

بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست
صاف ہو جاتی ہے اور سفید ہو جاتی ہے تو تمام دوسری روشنیوں سے زیادہ صحیح
گوتر باشد
دکھانے والی ہوتی ہے

دیدا احمدؐ را ابوجہل و بگفت — زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
ابوجہل نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اور کہا — تو بدصورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے

گفت احمدؐ مر ورا کہ راستی — راست گفتی گرچہ کارا[1]فزاستی
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچا ہے — تو نے سچ کہا ہے اگرچہ بیہودہ گو ہے

دید صدیق[2]ش بگفت اے آفتاب — اے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انکو دیکھا تو کہا اے آفتاب! — اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی خوب روشن ہو

گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز — اے رہیدہ تو ز دنیائے نچیز
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا اے عزیز! تو نے سچ کہا — اے وہ! کہ جو ناچیز دنیا سے آزاد ہے

حاضراں گفتند کاے صدر الورا — راست گو گفتی تو دو ضد گو[3] را چرا
حاضرین نے کہا، کہ اے سرور عالمؐ! — آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

گفت من آئینہ ام مصقول دست — ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
فرمایا میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں — ترک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

ہر کرا آئینہ باشد پیش رو — زشت و خوب خویش را بیند درو
جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو — اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا

اے زن ار طماع می بینی مرا — زیں تحری زنانہ بر ترآ
اے بیوی! اگر تو مجھے لالچی سمجھتی ہے — تو اس زنانہ اٹکل سے باہر نکل

آں طمع را مانند و رحمت بود — کو طمع آنجا کہ آں نعمت بود
وہ (فقر) لالچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا ہے — جہاں یہ نعمت ہو وہاں لالچ کہاں؟

امتحاں کن فقر را روزے دو تو — تا بفقر اندر غنا بینی دو تو
تو دو دن فقر کو آزمالے — تاکہ فقر کے ذریعے تجھے دوگنی غنا نظر آئے

صبر کن با فقر و بگذار ایں ملال — زانکہ در فقرست عز ذوالجلال
فقر پر صبر کر لے اور اس رنج کو ترک کر دے — کیونکہ فقر میں خدا داد عزت ہے

---

۱ کارافزاء ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔

۲ صدیق۔ حضرت ابو بکرؓ کا لقب ہے۔ نے زغربی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مشرق والوں کے لئے ہیں۔ نہ مغرب والوں کے لئے بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ نچیز۔ ناچیز۔ کاے۔ کہ اے۔ صدر الوریٰ۔ مخلوق کے سردار۔

۳ ضد گو۔ خلاف بولنے والا، مصقول۔ منجھا ہوا۔ ترک۔ یعنی گورا۔ ہندو یعنی کالا۔ تحری۔ اٹکل کرنا۔ آں لوگوں کو مستغر کرنا آں۔ نعمت یعنی رحمت خداوندی۔ دوتو۔ دو گنا۔

سر کہ۱ امفروش وہزاراں جاں ببین
ترش روئی نہ کر اور دیکھ ہزاروں جانیں
از قناعت غرقِ بحرِ انگبین
قناعت کیوجہ سے شہد کے سمندروں میں ڈوبی ہوئی ہیں

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر
تلخی برداشت کرنیوالی لاکھوں جانوں کو دیکھ
ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
گلقند میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے
ہائے افسوس! تجھ میں اگر گنجائش ہوتی
تا ز جانم شرحِ دل پیدا شُدے
تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی

ایں سخن شیرست در پستانِ جاں
یہ باتیں جان کے پستان میں دودھ ہیں
بے کشندہ خوش نمیگردد رواں
چوسنے والے کے بغیر اچھی طرح جاری نہیں ہوتی ہیں

مستمع چوں تشنہ و جویندہ شد
سننے والا جب پیاسا اور طلبگار ہو
واعظ ار مردہ۲ بود گویندہ شد
وعظ کہنے والا اگر مردہ (بھی) ہو تو بولنے لگتا ہے

مستمع چوں تازہ آید بے ملال
سننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو
صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال
سینکڑوں گونگی زبانیں بولنے لگتی ہیں

چونکہ نا محرم درآید از درم
جب دروازے سے کوئی نا محرم آتا ہے
پردہ در پنہاں شوند اہلِ حرم
مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں

ور درآید محرمے دور از گزند
اور اگر کوئی محرم آتا ہے خدا اس کو سلامت رکھے
بر گشایند آں ستیراں روئے بند
تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہے

ہر چہ۳ را خوب و خوش و زیبا کنند
جس چیز کو اچھا اور عمدہ اور حسین بناتے ہیں
از برائے دیدۂ بینا کنند
دیکھنے والی آنکھ کے لئے بناتے ہیں

کے بود آوازِ چنگ از زیر و بم
سارنگی کی زیر و بم کی آواز کب ہوتی ہے؟
از برائے گوش بے حس اصم
بہرے، بے حس کے کان کے لئے

مُشک راحق بیہدہ خوشدم نکرد
اللہ تعالیٰ نے مشک کو خوشبو دار بیکار نہیں بنایا
بہر شم کردو پے اخشم نکرد
سونگھنے کیلئے بنایا ہے بےحس ناک والے کیلئے نہیں بنایا

نائے راحق بیہدہ خوشدم نکرد
اللہ تعالیٰ نے بانسری کو خوش آواز بیکار نہیں بنایا
بہرِ انس آمد پے اہرم نکرد
انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی

حق زمین و آسماں برساختہ است
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے
درمیاں بس نور و نار افروختہ است
درمیان میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

۱ سرکہ مفروش۔ ترشروئی نہ کر۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ انگبین۔ شہد آغشتن۔ آلودہ ہونا۔ گلشکر۔ گلقند۔ گنجا۔ گنجائش کا مخفف ہے۔ ایں۔ سخن۔ یعنی اسرار معرفت شیخ پر اسیوقت وارد ہوتے ہیں۔ جب کوئی طالب صادق ہو۔
۲ مردہ بود۔ یعنی شیخ کی طبیعت حاضر نہ بھی ہو واردات شروع ہو جاتی ہیں۔ گنگ۔ گونگا۔ لال۔ گونگا۔ نا محرم۔ اجنبی۔ یعنی وہ شخص جو اسرار سننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اہلِ حرم۔ زنانہ خانہ۔ یعنی اسرار معرفت۔ ستیراں۔ مستورات یعنی اسرار معرفت۔ روئے۔ بند۔ نقاب۔
۳ ہرچہ۔ یعنی اسرار اہل معرفت کے لئے ہیں۔ اصم۔ بہرہ۔ شم سونگھنا۔ اخشم۔ جس کی نام میں حس نہ ہو۔ خوشدم۔ خوش آواز۔ انس۔ انسان۔ اہرم۔ شیطان۔ دیو۔ نور و نار۔ خیر و شر۔

اِیں زمیں را از برائے خاکیاں — آسماں را مسکنِ افلاکیاں

اس زمین کو خاک والوں کے لئے — آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ (بنایا)

مردِ سفلی [1] دشمنِ بالا بُوَد — مُشتریِ ہر مکاں پیدا بُوَد

نیچے رہنے والا انسان اوپر کا مخالف ہوتا ہے — ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے

اے سُتیرہ ہیچ تو برخاستی — خویشتن را بہر کورآ راستی

اے پردہ نشین! تجھی تو تیار ہوئی ہے — اپنے آپ کو اندھے کے لئے تو نے آراستہ کیا ہے

گر جہاں را پُر درِ مکنوں [2] کنم — روزیِ تو چوں نباشد چوں کنم

اگر میں دنیا کو اچھوتے موتیوں سے بھر دوں — تب بھی تیرا حصہ نہ ہو تو میں کیا کروں؟

ترکِ جنگ و رہزنی اے زن بگو — ور نمیگوئی بترکِ من بگو

اے بیوی ڈکیتی اور جنگ ترک کر دے — اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے چھوڑ دے

مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد — کایں دلم از صلحہا ہم می رمد

نیک و بد کی لڑائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟ — اس لئے کہ میرا دل تو صلح سے بھی بھاگتا ہے

بر سرِ ایں ریشہا نیشم مزن — زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن

میرے ان زخموں پر ڈنک نہ مار — میری بے خود جان پر زخم نہ لگا

گر خمش گردی وگرنہ آں کنم — کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کنم

اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیر ورنہ میں یہ کرونگا — کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا

پا برہنہ گشتن بہ است از کفش [3] تنگ — رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

تنگ جوتے سے پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے — خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

مُراعات کردن زن شوئے را و استغفار نمودن از گفتہ خود

عورت کا مرد کی رعایت کرنا اور اپنے کہے ہوئے سے توبہ کرنا

زن چو دید او را کہ تند و توسن ست — گشت گریاں، گریہ خود دامِ زنست

جب عورت نے اس کو دیکھا کہ تند اور تیز ہے — رونے لگی، رونا تو خود عورت کا جال ہے

گفت از تو کے چنیں پنداشتم — از تو من امیدِ دیگر داشتم

بولی میں تمہیں ایسا نہ خیال کرتی تھی — تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

---

[1] سفلی۔ نچلے درجہ کا دشمن۔ مخالف۔ مُشتری خریدار۔ ستیرہ۔ مستورہ، پردہ نشین۔ کور اندھا۔

[2] دُرِ مکنوں سیپ میں چھپا ہوا موتی جو نہایت آبدار ہوتا ہے۔ مرا یعنی جنگ وجدل تو در کنار صلح کی بھی میرے دل میں گنجائش نہیں، علائق دنیوی ختم کر چکا ہوں۔ نیش۔ ڈنک۔ بے خویش۔ کمزور، بے طاقت۔ خان و مان۔ گھر بار۔

[3] کفش۔ جوتا۔ غربت۔ مسافرت۔ وطنی مراعات۔ رعایت برتنا۔ استغفار معافی چاہنا۔ توسن۔ عین کے فتحہ کے ساتھ، سرکش گھوڑا۔ دام۔ جال۔ دیگر۔ یعنی جو تو نے کہا اس کے خلاف۔

زن درآمد از طریقِ نیستی [1] — گفت من خاکِ شمایم نے ستی
عورت خاکساری سے پیش آئی — بولی، میں تمہاری خاک ہوں، بیوی نہیں ہوں

جسم و جانم ہر چہ ہستم آنِ تُست — حُکم و فرماں جملگی فرمانِ تُست
میرا جسم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری مِلک ہے — حکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جَست — بہرِ خویشم نیست ایں بہرِ تو است
اگر فقیری سے میرا دل اُکتا گیا — یہ اپنے لئے نہیں (بلکہ) تیرے لئے ہے

تو مُرادر دردہا بودی دَوا — من نمی خواہم کہ باشی بے نَوا
تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے — میں نہیں چاہتی کہ تو بے سرو سامان رہے

جانِ تو کز بہرِ خویشم نیست ایں — از برائے تُست ایں بانگ و حنیں
تیری جان کی قسم! یہ اپنے لئے نہیں ہے — یہ رونا اور چیخنا تیرے لئے ہے

خویشِ من واللہ کہ بہرِ خویشِ تو — ہر نفَس خواہد کہ میرد پیشِ تو
خدا کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے — وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جائے

کاش [2] جانت کش روانِ من فدے — از ضمیرِ جانِ من واقِف شُدے
کاش تیری وہ جان جس پر میری جان فدا ہے — میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جاتی ہے

چوں تو با من ایں چنیں بودی بظن — ہم ز جان بیزار گشتم ہم زتن
جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے — میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں — تو چنینی [3] با من اے جانِ سکوں
میں نے چاندی سونے پر خاک ڈالی، جبکہ — تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اے سکونِ دل!

تو کہ در جان و دلم جا می کُنی — زیں قدر از من تبرّا می کُنی
تو جو کہ میرے دل و جان میں جگہ بنائے ہوئے ہے — مجھ سے اسقدر (اظہار) بیزاری کر رہا ہے

تو تبرّا کُن کہ ہستت دستگاہ — اے تبرّائے تُرا جاں عُذرخواہ
تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اختیار ہے — اے (وہ کہ) تیری بیزاری سے میری جان معافی چاہتی ہے

یاد مِی کُن آں زمانے را کہ من — چوں صنم بُودم تو بُودی چوں شُمن
وہ وقت بھی یاد کرے کہ میں — بُت کی طرح تھی اور تو پُجاری کی طرح تھا

بندہ بر وفقِ تو دل افروخت ست — ہر چہ گوئی پخت گویم سوخت ست
بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کر لیا ہے — جس کو تو کہے گا پک گیا میں کہوں گی جل گیا ہے

---

[1] نیستی۔ خاکساری، ستی۔ نیک عورت آن۔ ملکیت۔ جملگی تمام بہرِ تو تیرے لئے۔ جانِ تو تیری جان کی قسم۔ بانگ چیخ و پکار۔ حنین۔ رونا۔ خویشِ من۔ میری ہستی۔ ہر نفس ہر دم

[2] کاش۔ تو کہ جس پر میری جان قربان ہے میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتا اور میرے ظاہیر الفاظ سے برا نہ مانتا۔ چوں۔ تو نے بدگمانی سے سمجھا کہ میں محض اپنے آرام کے لئے زر کی طالب ہوں۔ لہٰذا میں جینے سے بیزار ہوں۔

[3] تو چنینی۔ یعنی جب تیرا میرے بارے میں یہ خیال ہے۔ تبرّا۔ اظہار بیزاری۔ دستگاہ۔ قدرت، قابو۔ صنم۔ بت۔ شَمن۔ شین اور میم کے فتحہ کے ساتھ، بت پرست ہر چہ یعنی تجھ سے ایک قدم آگے بڑھ کر تائید کروں گی۔

من سپاناخ[۱] توام ہر چم پزی ... یا بہ ترشی یا بہ شیریں می سزی

میں تیرے لئے پالک کا ساگ ہوں جس چیز میں تو چاہے مجھے پکا لے ... کھٹائی میں یا مٹھائی میں تیرے لئے مناسب ہے

کفر گفتم نک بایماں آمدم ... پیشِ حکمت از سرِ جاں آمدم

میں نے کفر بکا اب میں ایمان لے آئی ہوں ... تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں

خوئے شاہانہ ترا نشناختم ... پیشِ تو گستاخ خر[۲] در تاختم

تیرے شاہانہ مزاج کو میں نہ پہچانی ... تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہانکی

چوں زعفو تو چراغے ساختم ... توبہ کردم اعتراض انداختم

اب تیرے عفو کو میں نے چراغ بنا لیا ... میں نے توبہ کر لی، اعتراض کو چھوڑ دیا

می نہم پیشِ تو شمشیر و کفن ... می کشم پیشِ تو گردن رابزن

میں تیرے سامنے تلوار اور کفن رکھتی ہوں ... تیرے سامنے گردن جھکاتی ہوں مجھے مار ڈال

از فراقِ تلخ می گوئی سخن ... ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن

تو کڑوے فراق کی بات کرتا ہے ... جو چاہے کر لیکن یہ نہ کر

در تو از من عذر خواہے ہست سرّ ... با تو بے من او شفیعے مستمر[۳]

میرے باطن میں تجھ میں عذر خواہی کرنے والا ایک پوشیدہ چیز ہے ... جو میری عدم موجودگی میں ہمیشہ تجھ سے سفارش کرنے والا ہے

عذر خواہم در درونت خلقِ تست ... زاعتمادِ او دلِ من جرم جست

میرا عذر خواہ تیرے اندر ہے، وہ تیرا اخلاق ہے ... اس کے بھروسہ پر میرے دل نے جرم کیا ہے

رحم کن پنہاں زخود اے خشمگیں ... اے کہ خُلقت بہ ز صد من انگبیں

اے غضبناک! اپنی طرف سے چپکے سے رحم کر دے ... اے وہ کہ تیرا خلق سو من شہد سے بہتر ہے

زیں نسق می گفت بالطف و گشاد ... درمیانِ گریہ بر رُو اوفتاد

اس طور پر نرمی سے اور دل کھولکر وہ کہہ رہی تھی ... روتے روتے منہ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے ... از حنینش مرد را شد دل ز جائے

جب اس کا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا ... اس کے رونے سے مرد کا دل پگھل گیا

چوں قرارش ماند و صبرش بجائے ... زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربائے

اس کا صبر و قرار کس طرح باقی رہتا ... اس لئے کہ وہ تو روئے بغیر (ہی) دلربا تھی

زاں باراں یکے برقے پدید ... زو شرارے بر دلِ مردے جہید

اُس بارش سے ایک بجلی چمکی ... اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر آ گری

[۱] سپاناخ۔ پالک کا ساگ۔ ہر چم۔ بہر چہ مرا۔ پزی۔ پختن بمعنی پکانا کا مضارع مخاطب ہے۔ می سزی۔ ترا سزاوار است۔
[۲] خر۔ گدھا، سواری تاختن۔ دوڑانا چراغ۔ یعنی مشعل راہ۔ ایں مکن۔ جدائی نہ کر۔ سر۔ باطن۔
[۳] مستمر۔ ہمیشہ شفیع۔ سفارشی خلق۔ اخلاق حسنہ انگبیں۔ شہد۔ نسق۔ طرز طریق گشاد۔ کشادیش دل حنین۔ رونا۔ دل از جا شدن۔ رحم آنا۔ شرار۔ چنگاری۔

زانکہ بندۂ[1] روئے خوبش بود مرد
اس لئے کہ مرد اس کے حسین چہرہ کا غلام تھا

چوں بود چوں بندگی آزاد کرد
کیا ہو گا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بود
وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو

چوں شوی چوں پیش تو گریاں شود
تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے رونے لگے

آنکہ از نازش دل و جاں خوں بود
وہ جس کے ناز سے دل اور جان خون ہوں

چونکہ آید در نیاز او چوں بود
جب وہ نیاز مندی کرنے لگے تو کیا ہو گا؟

آنکہ در جور و جفایش دام ماست
وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جال ہے

عذر ما چہ بود چو او در عذر خاست
اگر وہ عذر خواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا عذر ہو گا؟

آنکہ جز خونریزیش کارے نبود
وہ جس کا خونریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا

چوں نہد گردن زہے سود او سود
جب وہ گردن جھکا دے تو کتنا اچھا سودا اور نفع ہے

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو
وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو

خوش در آید با تو چوں باشد بگو
تجھ سے اچھی طرح پیش آئے تو بتا کیا ہوگا؟

زُیِّن[2] لِلنَّاس حق آراستہ است
"زین للناس" کو خدا نے آراستہ کیا ہے

زانکہ حق آراست چوں تانند رست
جسکو خدا نے آراستہ کیا ہے اس سے چھٹکارا کیسے مل سکتا ہے؟

چوں پے یَسْکُنَ اِلَیْھَاش آفرید
جب اس کو یسکن الیھا کیلئے پیدا فرمایا ہے

کے تواند آدمؑ از حوا برید
تو آدم حوا سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں؟

رستم[3] زال ار بود وز حمزہ بیش
اگر رستم زال ہو اور (حضرت) حمزہؓ سے بھی بڑھا ہوا

ہست در فرماں اسیرِ زالِ خویش
وہ اپنی بوڑھی (بیوی) کے حکم کا قیدی ہے

آنکہ عالم مست گفتش آمدے
وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہو جاتا

کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَا میزدے
فرماتی تھی کہ اے حمیرا مجھ سے بات کر

آب غالب شد بر آتش از نہیب
بڑائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے

آتشش جوشد چو باشد در حجیب
پردے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را
جب دیگ دونوں میں حائل ہو گئی

نیست کرد آں آب را کردش ہوا
اس (آگ) نے پانی کو معدوم کر دیا اس کو ہوا بنا دیا

ظاہراً بر زن جو آب ار غالبی
اگر چہ بظاہر تو عورت پر پانی کی طرح غالب ہے

باطناً مغلوب و زن را طالبی
در پردہ تو مغلوب اور عورت کا شیدائی ہے

---

[1] بندہ۔ غلام۔ بندگی غلام۔ آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا کی طرح ہوتا ہے۔ نیاز۔ عاجزی۔ آنکہ در جور۔ محبوب کا جور و جفا عاشق کا جال ہے تو معشوق کی عذر خواہی کے بعد عاشق کا کیا حال ہو گا۔ زہے سودا۔ یعنی جب معشوق فرمانبرداری کرنے لگے۔ تو پھر سبحان اللہ۔

[2] زُیِّن۔ قرآن پاک کی آیت ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کو مرغوب چیزوں یعنی بیویوں کی دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے یَسْکُنَ اِلَیْھَا وہ اس سے سکون حاصل کرنے حضرت آدمؑ اور حوا کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ حوا کو اس لئے پیدا کیا تا کہ آدمؑ اس سے سکون حاصل کریں۔

[3] رستم زال۔ یعنی زال کا بیٹا رستم۔ زال۔ بوڑھی یہاں بیوی مراد ہے۔ حمزہ۔ ایک مشہور پہلوان بھی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا کا نام بھی ہے جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔ حمیرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ نہیب۔ عظمت، رعب، حائل۔ آڑ۔ ہر دو۔ آگ پانی۔ باطناً چونکہ تعلق خاطر ہے۔

این چنیں خاصیتے در آدمی ست — مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست

یہ انسان کی خصوصیت ہے — حیوان میں محبت کم ہے یہ نقصان کیوجہ سے ہے

در بیانِ حدیث اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ

اس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقلمند پر غالب ہیں اور جاہل انپر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں — غالب آید سخت بر صاحبدلاں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت عقلمندوں — اور صاحب دلوں پر بہت غالب ہے

باز برزن جاہلاں چیرہ شوند — زانکہ ایشاں تُند و بس خیرہ روند

پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں — کیونکہ وہ بدمزاجی اور اکھڑپن سے چلتے ہیں

کم بودشاں رقت ولُطف وِدادِ ۲ — زانکہ حیوانی ست غالب برنہاد

ان میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے — کیونکہ ان کی طبیعت پر حیوانیت غالب ہے

مہر و رقت وصفِ انسانی بُود — خشم و شہوت وصفِ حیوانی بُود

محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے — غصہ اور شہوت حیوانی وصف ہوتا ہے

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست — خالق ست آں گوئیا مخلوق نیست

وہ اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے، معشوق نہیں ہے — گویا وہ خالق ہے، مخلوق نہیں ہے

تسلیم کردنِ مَرد خود را بآنچہ التماس زن بُود از طلبِ مَعیشت و آں را اشارۂ حق دانستن

مرد کا عورت کی درخواست کو تسلیم کرنا روزگار کے بارے میں تھی اور اس کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزدِ عقلِ ہر دانندۂ ہست — کہ با گردندہ گردانندۂ ہست

ہر عقلمند کے نزدیک یہ (مسلّم) ہے — گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے

ازاں چرخہ کہ گرداند زنِ پیر — قیاس چرخِ ۳ گرداں را ہمی گیر

اس چرخ کی طرح جس کو بوڑھی گھماتی ہے — گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو

مَرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں — کز عوانی ساعتِ مُردن عواں

مرد اس گفتگو سے ایسا شرمندہ ہوا — جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آمدم — بر سرِ جاں من لگدہا چوں زدم

بولا، جانِ جاں کا میں مدمقابل کیوں بنا؟ — میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

---

۱ خاصیتے۔ یعنی انس و محبت انسان کا خاصہ ہے۔ از کمی۔ یعنی حیوان کی خلقت انسان سے ناقص ہے۔ حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں نہیں ہے۔ تُند۔ بدمزاج۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ رقت۔ دل کی نرمی۔

۲ وِداد۔ محبت۔ پرتو۔ روشنی، عکس، شعاع۔ خالق۔ عورت، مرد کو جنم دیتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ التماس۔ درخواست کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔

۳ چرخ گرداں۔ آسمان۔ عوان۔ عین کا فتحہ اور واؤ کا تشدید ہے لیکن یہاں بلا تشدید پڑھا جائے ظالم سخت گیر۔ عوانی۔ یائے مصدری ہے۔ خصم۔ دشمن۔ مخالف۔ جانِ جاں۔ محبوب۔ لگد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی کرنا۔

چوں قضا آید نماند فہم و رائے | کس نمی داند قضا را جز خدائے
جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے | خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے

چوں قضا آید فرو پوشد بَصَر | تا نداند عقلِ ما با راز سَر
جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے | تاکہ ہماری عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے

زاں امام المتقیں ۱ داد ایں خبر | گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَر
اسی لئے متقیوں کے امام نے یہ خبر دی ہے | فرمایا جب قضا آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں"

چوں قضا بگذشت خود را می خورد | پردہ بدریدہ گریباں می درد
جب قضا گذر جاتی ہے انسان اپنے آپ کو کاٹتا ہے | پردہ چاک کر کے گریبان چاک کرتا ہے

مَرد گفت اے زن پشیماں می شوم | گر بُدم کافر مسلماں می شوم
مرد نے کہا اے بیوی میں شرمندہ ہوں | اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن | بر مکَن یکبار گیم از بیخ و بُن
میں خطا دار ہوں تو مجھ پر رحم کر | ایک بارگی میری بیخ کنی نہ کر

کافرِ پیر اَر پشیماں می شود | چونکہ عُذر آرد مسلماں می شود
بوڑھا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے | جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے

من گنہگارم تو ام رحمے بکُن | عذر من بپذیرد بشنو این سخن
میں خطادار ہوں تو مجھ پر رحم کر | میرا عذر قبول کر لے اور یہ بات سن

حضرت ۲ پُر رحمت ست و پُر کرم | عاشقِ اُو ہم وجود وہم عدم
رحمت اور کرم سے بھرا دربار ہے | وجود اور عدم (دونوں) اس کے عاشق ہیں

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا | مِس و نقرہ بندۂ آں کیمیا
کفر اور ایمان اس کبریا کے عاشق ہیں | تانبا اور چاندی اس کیمیا کے غلام ہیں

دَر بیانِ آنکہ موسیٰؑ و فرعون ہر دو مسخّرِ یک

اس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی مشیت

تمشیت انچنانکہ زہر و پا زہر و ظلمت و نور

کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی

وخلوتِ فرعون با حق تعالیٰ

اور فرعون کے اللہ تعالیٰ سے خلوت

۱ امام المتقیں۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ می خورد۔ یعنی افسوس میں ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ پردہ۔ یعنی غفلت کا پردہ مکن۔ کندن۔ بمعنی اکھاڑنا سے نہی کا صیغہ ہے۔
۲ حضرت۔ یعنی دربار خداوندی۔ وجود یعنی وجود اور عدم دونوں اس کے حکم کے تابع ہیں۔ مس۔ تانبا۔ مسخر۔ تابع۔ تمشیت۔ مشیت۔ خداوندی پازہر۔ تریاق۔

موسیٰ و فرعون معنیٰ را رہی۱ 　 ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی

موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں 　 بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

روز موسیٰ پیش حق نالاں شدہ 　 نیم شب فرعون ہم گریاں شدہ

موسیٰ (علیہ السلام) دن میں (بھی) اللہ کے سامنے روتے تھے 　 آدھی رات کو فرعون بھی رویا

کایں چہ غُل ست اے خدا بر گردنم 　 ورنہ غُل باشد کہ گوید من منم

کہ اے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے 　 اگر طوق نہ ہوتو "میں میں ہوں" کون کہے؟

زانکہ موسیٰ را تو مہ رُو کردۂ 　 ماہِ جانم را سیہ رُو کردۂ

جس سے تونے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کردیا ہے 　 میری جان کے چاند کو سیہ رو کردیا ہے

زانکہ موسیٰ را منوّر کردۂ 　 مر مرا زاں ہست مکدّر کردۂ

جس سے تونے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کردیا ہے 　 اسی سے مجھے غبار آلود کردیا ہے

بہتر از ماہے نمود استارہ ام 　 چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

میرا ستارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا 　 جب گرہن لگ گیا میں کیا کروں

نوبتم گر ربّ و سلطاں می زنند 　 مہ گرفت۲ و خلق پنگاں می زنند

اگر لوگ میرے رب اور سلطان ہونے کا ڈنکا بجاتے ہیں 　 تو چاند گرہن میں آگیا، لوگ تھالی بجاتے ہیں

می زنند آں طاس و غوغا می کنند 　 ماہ را زاں زخمہ رسوا می کنند

لوگ طشت بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں 　 چاند کو اس ڈنکے سے رسوا کرتے ہیں

من کہ فرعونم۳ ز خلق اے وائے من 　 زخم طاس آں ربی الاعلائے من

میں جو کہ فرعون ہوں ہائے افسوس مخلوق کی جانب سے 　 ڈنکے کی چوٹ میرے "ربی الاعلیٰ" پر

خواجہ تاشانیم امّا تیشہ ات 　 می شگافد شاخ را در بیشہ ات

ہم ایک آقا کے غلام ہیں لیکن تیرا کلہاڑا 　 تیرے جنگل میں شاخ میں شگاف لگاتا ہے

باز شاخے را موصّل می کند 　 شاخ دیگر را معطّل می کند

پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے 　 اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے 　 ہیچ شاخ از دستِ تیشہ رست نے

شاخ کو کلہاڑے پر قابو ہے نہیں 　 کوئی شاخ کلہاڑے سے بچی نہیں

حقِ آں قدرت کہ آں تیشہ تراست 　 از کرم کن ایں کژیہا را تو راست

اس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کلہاڑا ہے 　 کرم کرکے ان کجیوں کو تو سیدھا کردے

---

۱ رہی۔ غلام۔ بے رہی۔ گمراہی یعنی نکوکار اور خطاکار دونوں اپنے اختیار کے ساتھ تابع فرمان ہیں۔ کایں۔ کہ ایں۔ غُل۔ طوق۔ یعنی انانیت کا طوق۔ من منم۔ یعنی انانیت کا دعویٰ۔ مہ رُو۔ چاند کی سی شکل۔ والا مکدّر۔ میلا۔ استارہ۔ ستارہ الف زیادہ ہے۔ خسوف۔ چاند گرہن۔ نوبت۔ زدن۔ نقارہ پیٹنا۔

۲ مہ گرفت۔ چاند گرہن میں ہے۔ پنگاں۔ تھالی، بعض قومیں چاند گرہن کے وقت تھالیاں بجاتی اور ڈھول پیٹتی ہیں تاکہ چاند گرہن سے نکل جائے۔ طاس طشلا۔ غوغا۔ شوروغل۔ زخمہ وہ چھلا جو انگلی میں پہن کر ستار بجایا جاتا ہے۔ مضراب

۳ فرعون۔ شاہان مصر کا لقب تھا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے کے فرعون کا نام مصعب بن ولید تھا لہٰذا فرعون سے مراد شاہ مصر ہے۔ انا ربکم الاعلیٰ میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ یہ فرعون کا مقولہ ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہوں۔ تو ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ تیشہ۔ تبر۔ کلہاڑا۔ بیشہ۔ جنگل۔ موصل۔ پیوند لگے۔ یعنی شاخ کا کلہاڑے پر کوئی بس نہیں ہے۔ حق یعنی بحق آں قدرت۔ کژی۔ کجی۔ راست۔ سیدھا۔

باز با خود گفتہ فرعون اے عجب ۔۔۔ من نہ در یا ربنا۱ام جملہ شب
پھر فرعون اپنے دل میں کہتا' ہائے تعجب ۔۔۔ کیا میں تمام رات یا ربنا میں نہیں ہوتا ہوں؟

در نہاں خاکی و موزوں می شوم ۔۔۔ چون بموسیٰ می رسم چوں می شوم
تنہائی میں متواضع اور معتدل ہو جاتا ہوں ۔۔۔ جب موسیٰ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟

رنگِ زرّ قلب دہ تو می شود ۔۔۔ پیشِ آتش چوں سیہ رُومی شود
کھوٹے سونے کا رنگ دس گنا ہوتا ہے ۔۔۔ آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے

نے کہ قلب وقالبم در حکمِ اوست ۔۔۔ لحظہٗ مغزم کند یک لحظہ پوست
کیا ایسا نہیں ہے کہ ہمارا قلب اور جسم اسکے تابع ہیں؟ ۔۔۔ ایک لحظہ میں ہمیں گودا بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں چھلکا

لحظہٗ ماہم ۲ کند لحظہ سیاہ ۔۔۔ خود چہ باشد کارِ ایں غیر اِلٰہ
ایک لحظہ میں ہمیں چاند بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں کالا ۔۔۔ خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟

سبز گردم چونکہ گوید کِشت باش ۔۔۔ زرد گردم چونکہ گوید زِشت باش
جب وہ کہے کھیتی بن جا میں سبز ہو جاؤں ۔۔۔ جب وہ کہے بدصورت بنجا، میں زرد ہو جاؤں

پیشِ چوگا نہائے حُکمِ کُن فکاں ۔۔۔ میدویم اندر مکان و لا مکان
"کن فکان" کے حکم کے بلے کے آگے ۔۔۔ ہم مکان اور لا مکان میں دوڑ رہے ہیں

چونکہ بے رنگے اسیرِ رنگ شد ۔۔۔ مُوسیٰ با مُوسیٰ در جنگ شد
جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا ۔۔۔ ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا

چوں بہ بیرنگی شدی کاں داشتی ۔۔۔ موسیٰ و فرعون دارند ۳ آشتی
جب تو اس بے رنگی میں آ جائے جو تو رکھتا تھا ۔۔۔ (معلوم ہو گا کہ) موسیٰ اور فرعون (باہمی) صلح رکھتے ہیں

گر تُرا آید بریں گفتہ سوال ۔۔۔ رنگ کے خالی بود از قیل وقال
اگر تو میری اس گفتگو پر سوال کرے ۔۔۔ رنگ قیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟

اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست ۔۔۔ رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست
تعجب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا ۔۔۔ رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟

اصلِ روغن ز آب افزوں می شود ۔۔۔ عاقبت با آب ضد چوں می شود
تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے ۔۔۔ انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہے؟

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند ۔۔۔ آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے ۔۔۔ تو پانی اور تیل میں کیوں تضاد ہے؟

---

۱ یا ربنا۔ اے ہمارے پروردگار یعنی تمام رات خدا کو پکارتا ہوں۔ خاکی۔ منکسر المزاج۔ موزوں مرسل۔ رنگ۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون کی عادتیں طبع شدہ تھیں حضرت موسیٰ کی آتش کے سامنے انکا سنہرا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا۔ کہ۔ بلکہ۔ قلب۔ روح۔ قالب۔ جسم فرعون کی بات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت کے تابع ہیں۔ وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲ ماہم کند۔ مراماہ کند۔ کشت۔ کھیتی۔ زشت۔ برا۔ کن فکان۔ ہو جا، پس ہو گیا قرآن پاک میں ہے۔ جب خدا کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ بے رنگ وجودِ مطلق۔ اسیرِ رنگ۔ یعنی وجودِ مطلق۔ جب تعین کی قید میں آتا ہے اور وہ وجود صفت امکاں کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ موسیٰ۔ یہاں مراد مطلق نبی ہے۔

۳ دارند آشتی۔ یعنی جو کچھ اختلافات ہیں وہ تعینات کی وجہ سے ہیں وجودِ مطلق کا تقاضا آشتی اور صلح ہے۔ قیل و قال۔ [illegible] اختلافات۔ اے عجب۔ یعنی [illegible] وجودِ مطلق ہی کے سبب [illegible] ہیں تو وجودِ مطلق کے [illegible] میں کیسے بدل گئے۔ اصل۔ اس اشکال کا جواب ہے کہ روغن پانی سے نشو ونما پاتی ہے لیکن پانی اور تیل میں بیر ہے۔

چوں اگل از خارست وخار از گل چرا
جب پھول کانٹے سے اور کانٹا پھول سے ہے کیوں؟

ہر دو در جنگ اندو اندر ماجرا
دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور بحث وتجسس میں؟

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست
یا یہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے

ہمچو جنگِ خرفروشاں صنعت ست
دلالوں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے

یا نہ این ست و نہ آں حیرانی ست
یا نہ یہ ہے اور نہ وہ، حیرانی ہے

گنج باید گنج درویرانی ست
خزانہ چاہئے اور خزانہ ویرانی میں ہے

آنچہ تو گنجش تو ہم می کنی
جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے

زاں تو ہم گنج راگم می کنی
اس وہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے

چوں عمارت۲ داں تو وہم ورایہائے
وہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ

گنج نبود در عمارت جایہائے
آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے

در عمارت ہستی و جنگے بود
عمارت میں ہستی اور اختلاف ہوتا ہے

نیست را از ہستہا ننگے بود
فانی کو، ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد
(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست نے نیستی سے نفرت کی

بلکہ نیست آں ہست راواداد کرد
بلکہ نیست نے اس ہست کو رد کر دیا ہے

تو مگو کہ من گریزانم زنیست
تو یہ نہ کہہ کہ میں نیست سے گریز کرتا ہوں

بلکہ اُو از تو گریزانست بایست
بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے ٹھہر

ظاہراً میخواندت اُو سوئے خود
بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے

وز دروں می راندت با چوب۳ رد
لیکن باطن میں تجھے ہکانے کی لکڑی سے بھگاتا ہے

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد
ایک قوم جلانیوالی آگ میں پھولوں کی طرح ہے

قومے اندر گلستاں بارنج و درد
(اور) ایک قوم باغ میں رنج اور درد میں ہے

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم
اے سلیم! یہ الٹے نعل ہیں

نفرتِ فرعون را داں از کلیم
فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے سمجھ

سببِ حرمانِ اَشقیاء از دو جہاں کہ خَسِرَ الدُّنیا والآخِرَۃ

بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنہوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است
اس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے

کآسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است
کہ آسمان انڈے کی طرح اور زمین زردی کیطرح ہے

---

۱ چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے یعنی گل اور خار دونوں کا نشو ونما ایک درخت سے ہے پھر بھی دونوں میں تضاد ہے۔ یانہ جنگ تیسری بات یہ ہے کہ ان میں حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے بناوٹی اختلاف ہے۔ حیرانی۔ ادراک اور احساس کا تعطل۔ گنج۔ خزانہ۔ یہاں استغراق فی الحق مراد ہے۔ ویرانی۔ حیرت۔ مجاہدہ۔ گنجش۔ گنج سے مراد تعلق اللہ تعالیٰ ہیں۔

۲ عمارت۔ آبادی یعنی وہم اور خیالات آبادی کی طرح ہیں خزانہ ویرانہ میں ملتا ہے۔ آبادی میں نہیں ہوتا۔ نیست۔ یعنی فانی فی اللہ ہستہا۔ یعنی دنیادار مدعیانِ ہستی۔ فریاد کردن۔ شاکی ہونا، نفرت کرنا۔ وادو واپس نیست۔ صاحب فنا۔ راندن۔ ہانکنا ہٹانا۔

۳ چوب رد۔ وہ ڈنڈا جو بلی کتے کو بھگانے کے لئے بنا لیا جاتا ہے۔ قومے۔ یعنی اہل اللہ ورد۔ گلاب کا پھول۔ نعلہائے باژگونہ۔ چور جوتوں میں الٹے نعل جڑوا لیتے ہیں۔ تاکہ کھوجی انکی آمد کو رفت سمجھ لے یعنی دراصل تو اہل اللہ کو اہل دنیا سے نفرت ہوتی ہے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ دنیا دار انکو ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حکیمک۔ فلسفی کاف تصغیر کا ہے۔ زردہ انڈے کی زردی۔

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں[1] درمیانِ ایں محیطِ آسماں
سوال کرنیوالے نے کہا کہ یہ زمین کس طرح ٹھہری ہوئی ہے؟ اس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

ہمچو قندیلے مُعلّق در ہوا نے براسفل می رود نے بر عُلا
ہوا میں ایک معلّق قندیل کی طرح (جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما از جہات شش بماند اندر ہوا
اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش سے شش جہات سے، ہوا میں ہے

چوں زِمقناطیس قبہٗ ریختہ درمیان ماند آہنے آویختہ
جیسے مقناطیس سے ڈھلا ہوا قبہ لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

آں دِگر گفت آسمانِ با صفا[2] کے کشد در خود زمینِ تیرہ را
دوسرے نے کہا مصفّٰی آسمان تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

بلکہ دفعش می کند از شش جہات تا بماند درمیانِ عاصفات
بلکہ اُس کو چھ جانبوں سے دفع کرتا ہے تاکہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال
اہلِ کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کی وجہ سے فرعونوں کی جان گمراہی میں پڑی رہی

پس ز دفعِ ایں جہان و آں جہاں ماندہ اند ایں بیرہاں بے این و آں
پس اس جہان اور اس جہان کے دفع کرنے کیوجہ سے یہ گمراہ بغیر اس کے اور بغیر اس کے رہے

سرکشی از بندگانِ ذوالجلال زانکہ دارند از وجودِ تو مَلال
اللہ کے بندوں سے تو سرکشی اس لئے کرتا ہے کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کہربا[3] دارند چوں پیدا کنند کاہِ ہستی ترا شیدا کنند
ان کے پاس کہربا ہے جب وہ اس کو ظاہر کرتے ہیں تیرے وجود کے تنکے کو عاشق بنا لیتے ہیں

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند زود تسلیمِ ترا طغیاں کنند
اپنے کہربا کو جب وہ چھپا لیتے ہیں فوراً تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

آنچناں کہ مرتبہ حیوانی ست کو اسیر و سغبہٗ انسانی ست
جس طرح حیوانی مرتبہ ہے کہ وہ انسان کا قیدی اور فرمانبردار ہے

مرتبہ انساں بدستِ اولیا سغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا
انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ، اے عقلمند!

---

[1] خاکداں۔ زمین۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا۔ معلق۔ لٹکا ہوا۔ اسفل۔ نیچے کی چیز۔ عُلا۔ بلندی۔ جذب۔ کشش۔ سما۔ آسمان۔ شش جہات۔ دایاں بایاں اوپر نیچے۔ آگاہ پیچھا مقناطیس۔ میم اور طاء کا کسرہ ہے۔ ایک پتھر ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قبہ۔ گنبد۔ ریختہ۔ ڈھلا ہوا۔

[2] باصفا۔ صاف و شفاف تیرہ غبارآلود کودہتک۔ دفع دور کرتا۔ شش جہات۔ چھ طرفین۔ عاصفات۔ عاصفہ کی جمع تیز ہوا۔ خاطر۔ قلب۔ اہل کمال یعنی اولیاء اللہ ضلال گمراہی۔ ایں جہاں دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ بیرہاں۔ گمراہان۔ ذوالجلال اللہ تعالیٰ ملال۔ رنج۔

[3] کہربا۔ کاہ ربا، وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کاہ۔ تنکا۔ تسلیم۔ مان لینا۔ طغیان۔ سرکشی وانکار۔ اسیر۔ قید۔ سغبہ۔ سین۔ کے فتح کے ساتھ، مطیع۔ مغلوب۔ فریفتہ۔

بندۂ خود خواند احمدؐ در رشاد — جملہ عالم را بخواں قُل یا عبادُا ¹

قرآن میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے — تمام جہان کو "قل یا عباد" پڑھ لے

عقلِ تو ہمچوں شُتر باں توشُتر — می کشاند ہر طرف در حُکمِ مُر

تو اونٹ ہے اور عقل شتربان کی طرح ہے — سخت حکم سے ہر طرف کھینچتی ہے

عقلِ عقلند اولیا و عقلہا — بر مثالِ اُشتراں تا انتہا

اولیاء عقل کی عقل ہیں اور عقلیں — آخیر تک اونٹوں کی طرح ہیں

اندرایشاں بنگر آخر ز اعتبار — یک قلاوزست وجانِ صد ہزار

ان کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ — ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں

چہ قلاوُز چہ اشتر باں بیاب — دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب

رہنما کیا اور شتربان کیا، حاصل کر — وہ آنکھ جو آنکھ آفتاب کو دیکھ سکے

تک جہاں درشب بماندہ میخ دوز — منتظر موقوفِ خورشیدست وروز

یہ دنیا تاریکی میں ہے، بیکار — منتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے

اینت خورشیدے نہاں درذرۂ — شیرِ نر در پوستین برہ

حیرت ذرہ میں سورج پوشیدہ ہے — بکری کے بچے کی کھال میں شیرنر ہے

اینت ² دریائے نہاں درزیرِ کاہ — پابرایں کہ ہیں مَنہ با اشتباہ

حیرت، گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے — خبردار شبہ میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا

اِشتباہے وگمانے دردروں — رحمتِ حق ست بہرِ رہنموں

باطن میں حُسن ظن اور گمان — رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں — فرد بُود وصد جہانش درنہاں

ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آیا — تنہا تھا اور اس میں سَو جہان چھپے ہوئے تھے

عالمِ کبریٰ ³ بقدرت سخرہ کرد — کرد خودرا درکہیں نقشے نورد

قدرت سے عالم کبریٰ کو مسخر کر لیا — معمولی نقش میں اپنے آپ کو لپیٹ دیا

اَبلہانش فرد دیدند وضعیف — کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف

بیوقوفوں نے اس کو اکیلا اور کمزور سمجھا — وہ کمزور کب ہو گا جو شاہ کا مصاحب ہو

اَبلہاں گفتند مردے بیش نیست — وائے آنکو عاقبت اندیش نیست

بیوقوفوں نے کہا ایک انسان سے زیادہ نہیں ہے — اس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

---

¹ قُل یا عبادی کہہ دو اے میرے بندو، عام مفسرین یا عبادی کو اللہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن مولانا نے یہاں جو تفسیر کی ہے اس کے اعتبار سے یا عبادی کو آنحضورؐ کا مقولہ بتایا ہے۔ مُر۔ کڑوا، سخت، عقل عقلند۔ یعنی اولیاء لوگوں کی عقل کے لئے بمنزلہ عقل کے ہیں۔ اعتبار۔ عبرت اور سبق حاصل کرنا۔ قلاوز۔ رہبر۔ صد ہزار۔ لاکھ۔ چہ۔ یعنی اولیاء کو قلاوز اور شتربان جیسا سمجھنا غلط ہے بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ تک ایک کا مخفف ہے۔ میخ دوز۔ ساکن، بیکار۔ منتظر یعنی اولیاء کے بغیر دنیا میں اندھیرا ہے دنیا اپنی روشنی کے لئے ان کے وجود کی منتظر ہے جس طرح رات اپنے منور ہونے میں سورج کی منتظر رہتی ہے۔

² اینت۔ ایک یہ خورشید۔ یعنی روح ذرہ یعنی جسم انسان زیرکاہ۔ جس دریا کی سطح پر گھاس ہو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان گھاس سمجھ کر قدم دھرتا ہے نیچے گہرا پانی ہوتا ہے کہ کاہ اشتباہ ہے۔ فقراء کے ساتھ حسن ظن قائم رکھنے سے رہنما ملجاتا ہے۔ ہر پیمبر یعنی پیغمبر در حاصل پوری ایک امت ہوتا ہے۔

³ عالم کبریٰ۔ جہاں۔ عالم صغریٰ۔ انسان کو کہا جاتا ہے نقشے۔ یعنی پیغمبر انسان کی صورت میں رونما ہوتا ہے لیکن کائنات پر اس کا تصرف ہوتا ہے۔ ابلہاں ابلہ کی جمع بیوقوف فرد۔ اکیلا۔ حریف۔ مقرب۔ مقابل۔ مردے بیش نیست یعنی ایک انسان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے عاقبت۔ اندیش انجام کو سوچنے والا۔

عاقبت دیدن بُوَد از کاملی [۱] — دور بودن ہر نفس از جاہلی

کامل ہونا انجام پر نظر رکھنا ہے — ہر وقت جہالت سے دور رہنا ہے

بشنوا کنوں قصہ صالح رواں — بگذر از صورت طلب معنٰے دراں

اب (حضرت) صالح کا مشہور قصہ سن — الفاظ سے گزر جا، ان میں معنٰی طلب کر

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت [۲] — عاقبت بینی بیابی عافیت

کیونکہ ظاہر میں انجام کو نہیں دیکھتا ہے — تو انجام پر نظر کرے گا تو عافیت کو پائیگا

حقیر دیدنِ خصمانِ صالح ناقہ راچوں حق تعالٰی خواہد لشکرے

دشمنوں کا حضرت صالح کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو

راہلاک گرداند در نظر ایشاں خصماں را حقیر نماید وَیُقَلِّلُکُمْ

ہلاک کرے، ان کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو ان

فِیْ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا

کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اس کام کو انجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقۂ صالح بصورت بُد شتر — پے بریدندش بجہل آں قوم مُر

(حضرت) صالح کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی — اس تلخ قوم نے جہالت سے اس کی کونچیں کاٹ دیں

از برائے آب جو خصمش شُدند — آبِ کور و ناں کور ایشاں بُدند

وہ نہر کے پانی کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے — وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہو گئے

ناقۃ اللہ آب خورد از جوے میغ — آبِ حق را داشتند از حق دریغ

اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے، پانی پیا — انہوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا

ناقۂ [۳] صالح چو جسم صالحاں — شُد کمینے در ہلاکِ طالحاں

(حضرت) صالح کی اونٹنی کی مثال نیکوں کے جسم کی سی ہے — (جو) بد بختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ بنی

تابراں اُمت زحُکمِ مرگ و درد — نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا چہ کرد

دیکھ لو! کہ اس قوم پر موت اور درد کے ذریعے — اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے نے کیا کیا

شحنۂ قہرِ خدا از ایشاں بجُست — خونبہائے اُشترے شہرے دُرست

خدا کے قہر کے داروغہ نے ان سے طلب کیا — اونٹنی کے خون کے بدلے میں ایک پورا شہر

روحِ صالح بر مثالِ اُشتریست — نفسِ گمرہ مرو را چوں پے بُریست

روح جو بمنزلہ (حضرت) صالح کے ہے اونٹ جیسی چیز پر (سوار) ہے — اور گمراہ نفس اس کی کونچیں کاٹنے والے کیطرح ہے

---

[۱] کاملی و جاہلی۔ میں یاء مصدری ہے۔ صالح قوم ثمود کے نبی تھے انکے کیلئے بطور معجزہ ایک اونٹنی پتھر سے پیدا کر دی گئی جس کو قوم نے اس ضد میں مار ڈالا کہ وہ تالاب کا بیشتر پانی پی جاتی تھی اس پر قوم ثمود پر زلزلہ کا عذاب آیا۔ اور وہ تباہ ہو گئی۔ رواں۔ جاری مشہور۔ صورت ظاہری حیثیت۔ لفظی پہلو۔

[۲] عاقبت۔ انجام کار۔ خصماں۔ خصم کی جمع مخالف وَیُقَلِّلُکُمْ۔ یہ آیت جنگ بدر سے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر کے دکھایا تاکہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور قدرت مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کا خاتمہ کرا دے۔ پے بریدن۔ ایڑی کے اوپر سے پیر کے رگ پٹھے کاٹ دینا تاکہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ مُر۔ کڑوا۔ آب کور و ناں کور۔ احسان فراموش۔ جوے میغ یعنی اس تالاب اور نہر میں قدرتی پانی تھا۔ میغ۔ ابر۔ آب حق۔ قدرتی پانی۔

[۳] ناقہ یعنی نیک لوگوں کو ستانا ہلاکت کا باعث ہے حضرت صالح کی اونٹنی کو ستا کر قوم ثمود ہلاک ہوگئی۔ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا۔ یہ سورۂ شمس کی آیت ہے۔ جسمیں کہا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے انسے کہا کہ اللہ کی اونٹنی کو نہ ستانا اور نہ اس کا پانی بند کرنا لیکن انہوں نے نہ مانا تو خدا نے انکو ہلاک کر دیا شحنہ۔ کوتوال۔ خونبہا۔ خون کا عوض۔ روح صالح یعنی انسان میں روح کو حضرت صالح کی طرح اور جسم کو بمنزلہ انکی اونٹنی کے سمجھو اور نفس انسانی گویا قدار ہے جس نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔

روحِ ہمچو صالح و تن ناقہ است — روح اندر وصل او تن در فاقہ است
روح بمنزلہ (حضرت) صالح ہے اور جسم اونٹنی ہے — روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

روحِ صالح قابلِ آفات نیست — زخم بر ناقہ بُوَد بر ذات نیست
روح جو بمنزلہ صالح ہے مصائب کو قبول کرنے والی نہیں ہے — زخم اونٹنی پر ہوگا ذات پر نہیں ہے

روحِ صالح قابلِ آزار نیست — نورِ یزداں سُغبۂ کفار نیست
روح (جو بمنزلہ) صالح ہے تکلیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے — اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسمے نہاں — تاش آزارند و بینند امتحاں
اللہ تعالیٰ نے اس کو جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کر دیا ہے — تاکہ وہ اس کو ستائیں اور آزمائش میں پڑیں

بے خبر کآزارِ ایں آزارِ اُوست — آبِ ایں خُم متّصل با آبِ جُوست
(وہ اس سے) بے خبر ہیں کہ اس (روح) کا ستانا اس اللہ کا ستانا ہے — اس مٹکے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

زاں[2] تعلق کرد با جسمش الٰہ — تا کہ گردد جُملہ عالم را پناہ
اس کو اللہ نے جسم سے اس لئے متعلق کیا — تاکہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ان کے دل پر کوئی فتح نہیں پاتا ہے — ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش — تا شوی با روحِ صالح خواجہ تاش[3]
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا — تاکہ روح صالح کے ساتھ تجھے ہمخواجگی حاصل ہو

گفت صالح چونکہ کردید ایں حسد — بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
(حضرت) صالح نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حسد برتا — تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

بعدِ سہ روزِ دگر از جاں ستاں — آتشے آید کہ دارد سہ نشان
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کی جانب سے — ایک آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگ روئے جملہ تاں گردد دِگر — رنگ رنگ مختلف اندر نظر
تم سب کے چہروں کا رنگ دگرگوں ہو جائیگا — جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

روزِ اوّل روئے تاں چوں زعفراں — در دوم رُو سرخ ہمچوں ارغواں
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہوں گے — دوسرے دن چہرے ارغواں کی طرح سرخ ہونگے

در سوم گردد ہمہ رُو ہا سیاہ — بعد ازاں اندر رسد قہرِ الٰہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہو جائیں گے — اس کے بعد اللہ کا عذاب آجائے گا

---

۱ وصل۔ یعنی وہ واصل بحق ہے اور مسرور ہے۔ تن۔ یعنی جسم پر مصائب آتے ہیں۔ ذات۔ یعنی روح سغبہ۔ چکنی چیز۔ امتحان یعنی شریر لوگ نیکوں کے جسم کو ستاتے ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایں۔ یعنی روح او یعنی اللہ تعالیٰ۔ آب۔ یعنی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ سے وہی ہے جو مٹکے کے پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔

۲ زاں۔ انبیاء اور اولیاء کی روح کو جسموں سے اس لئے بھی متعلق کیا گیا ہے۔ کہ وہ عالم کی پناہ ہیں۔ ظفر۔ فتح۔ صدف۔ سیپ۔ گہر۔ موتی۔ جسم یعنی جو بمنزلہ ناقہ کے ہے۔ روح یعنی جو بمنزلہ حضرت صالح کے ہے۔

۳ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ حسد۔ یعنی انکو اونٹنی کے پانی پینے سے جلن پیدا ہوئی۔ نقمت۔ عذاب۔ جاں ستاں۔ جان کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ نشاں۔ علامت۔ تاں۔ جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔ ارغواں۔ گل بابونہ جو نہایت سرخ ہوتا ہے۔

گر نشاں خواہید از من زیں وعید[۱] | کُرّہ ناقہ بسُوئے کُہ دوید
اگر تم مجھ سے اس دھمکی کی علامت چاہتے ہو | اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے

گر توانیدش گرفتن چارہ ہست | ورنہ خود مُرغ امید از دام جست
اگر اس کو پکڑ سکو تو (یہ) تدبیر ہے | ورنہ امید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے

چوں شنیدند ایں از و جملہ بہ تگ | در پئے اُشتر دویدندے چو سگ
جب انہوں نے ان سے یہ سنا سب دوڑ کر | اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتے کی طرح بھاگے

کس نتانست اندراں کرہ رسید | رفت و در کہسار ہاشُد ناپدید
کوئی شخص اس بچہ تک نہ پہنچ سکا | وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گیا

ہمچو روحِ پاک کو از ننگ[۲] تن | میگریزد جانب ربّ المنن
پاک روح کی طرح جو کہ جسم کی نفرت سے | خدا کی جانب بھاگتی ہے

گفت دیدید ایں قضا مُبرم شدست | صورتِ اُمید را گردن زدست
فرمایا، تم نے دیکھ لیا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے | جس نے امید کی صورت معدوم کر دی ہے

کُرّۂ ناقہ چہ باشد خاطرش | کہ بجا آرید احسان و برش
اونٹنی کا بچہ کس کی مثال ہے اس کے دل کی | کہ جس کے ساتھ احسان اور خدمت بجا لاؤ

گر بجا[۳] آید دِلش رستید ازاں | ورنہ نومید و ساعد ہا گزاں
اگر اس کا دل صاف ہو جائے اس (عذاب) سے چھوٹ گئے | ورنہ نا امید اور حسرت زدہ رہو گے

چوں شنیدند آں وعیدِ منکدو | چشم بنہادند آں را منتظر
جب انہوں نے ہولناک دھمکی سنی | سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے

روزِ اوّل رُوئے خود دیدند زرد | میزدند از نا اُمیدی آہِ سرد
پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا | اور نا امیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں

سرخ شد رُوئے ہمہ روزِ دوم | نوبتِ اُمید و توبہ گشت گم
دوسرے دن سب کے چہرے سرخ ہو گئے | امید اور توبہ کا وقت ختم ہو گیا

شد سیہ روزِ سوم رُوئے ہمہ | حُکمِ صالح راست شد بے ملحمہ
تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہو گئے | (حضرت) صالح کا حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا

چوں ہمہ در نا اُمیدی سر زدند | ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند
جب سب نا امیدی میں مبتلا ہو گئے | اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آ گئے

---

۱ وعید۔ بری بات کا وعدہ۔ کرّہ۔ چوپائے۔ کا بچہ۔ کہ کوہ کا مخفف ہے، پہاڑ چارہ ہست۔ یعنی عذاب سے بچنے کی تدبیر ہے۔ تگ دوڑ دویدندے۔ یاء زیادہ ہے ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ نتانست۔ نتوانست۔ کہسار۔ کوہستان۔

۲ ننگ۔ عیب۔ ذلت منن۔ منت کی جمع ہے، احسان۔ قضا۔ فیصلہ خداوندی مُبرم۔ محکم، قطعی۔ گردن زدن۔ مار ڈالنا۔ کرہ یعنی حضرت صالح کی اونٹنی کے بچہ کی مثال ایک ولی کے دل کو سمجھو جس کی خدمت اور احسانمندی تمہارے لئے ضروری ہے اگر اونٹنی کا بچہ انسے راضی ہو جاتا تو عذاب الٰہی سے نجات پا جاتے ہیں اسی طرح اگر ولی کے دل کو خوش رکھو گے نجات پا جاؤ گے ورنہ حسرت اور افسوس سے دوچار ہو گے۔

۳ دل بجا آمدن۔ طبیعت کا بحال ہو جانا، مطمئن ہو جانا۔ ساعد۔ کلائی منکدر۔ مکدر۔ چشم نہادن۔ انتظار کرنا۔ حکم۔ فیصلہ۔ ملحمہ۔ معرکہ۔ اختلاف۔

در نُبے [1] آورد جبریلِ امیں
قرآن میں جبریل امین لائے ہیں
شرح ایں زانوزدن را جاثمیں
گھٹنوں کے بل بیٹھنے کے کی شرح جاثمین

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کنند
تو دوزانو اس وقت بیٹھ جب تجھے پڑھائیں
وز چنیں زانوزدن بیمت کنند
اور اس طرح دوزانوں بیٹھ جائے تجھے ڈرائیں

مُنتظر گشتند زخمِ قہر را
قہر کی چوٹ کے منتظر ہو گئے
قہر آمد نیست کرداں شہر را
قہر ٹوٹا (اور) اُس شہر کو نیست و نابود کر دیا

صالحؑ از خلوت [2] بسوئے شہر رفت
(حضرت) صالحؑ خلوت سے شہر کی جانب گئے
شہر دید اندر میانِ دو دو تفت
شہر کو دھوئیں اور سوختگی میں دیکھا

نالہ از اُجزائے ایشاں می شنید
ان کے اجزاء سے وہ نالہ سنتے تھے
نوحہ پیدا، نوحہ گویاں ناپدید
رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے

زاستخوانہا شاں شنید اُو نالہا
انہوں نے ان کی ہڈیوں سے رونا سُنا
اشک خوں از جانِ شاں چوں ژالہا
انکی جانوں سے خون کے آنسو اولوں کی طرح (دیکھے)

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے
رونا اور ہائے ہائے جب حد سے گزر گیا
گریہ ہائے جانفزائے دلربائے
وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا

صالحؑ آں بشنید و گریہ ساز کرد
(حضرت) صالحؑ نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا
نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
رونے والوں پر رونا شروع کر دیا

گفت اے قومِ بباطل زیستہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنیوالی قوم!
وز شما من پیشِ حق بگریستہ
اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں رہا ہوں

حق بگفتہ صبر کن بر جورِ شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان کے ظلم پر صبر کر
پند شاں دہ بس نماند از دورِ شاں
انکو نصیحت کر، ان کا دور زیادہ نہیں رہا ہے

من [3] بگفتہ پند شُد بند از جفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور و جفا کی وجہ سے بند ہو گئی
شیرِ پند از مہر جوشد وز صفا
نصیحت کا دودھ محبت اور صاف دلی سے جوش میں آتا ہے

بسکہ کردید از جفا بر جائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے
شیرِ پند افسرُد دور رگہائے من
نصیحت کا دودھ میری رگوں میں ٹھہر گیا

حق مرا گفتہ تُرا لُطفے دہم
اللہ (تعالیٰ) نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفت) لطف عطا کرونگا
بر سرِ آں زخمہا مَرہم نہم
ان زخموں پر مرہم رکھ دوں گا

[1] نُبے۔ قرآن پاک۔ جاثمیں۔ سینہ کے بل اوندھے ہو جانیوالے قرآن پاک میں قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ فاصبحوا فی دارھم جاثمین "پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے" زانو۔ انسان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد اور پیر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ بیم۔ ناامیدی۔

[2] خلوت۔ خاء کے فتحہ کے ساتھ، تنہائی۔ دود۔ دھواں۔ تفت۔ گرمی جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ چونکہ ان کا رونا باعث عبرت تھا جس کی وجہ سے روحانی ترقی ہوتی ہے اس لئے اس کو جانفزا کہا ہے۔ بس۔ بہت دور۔ زمانہ۔

[3] من بگفتہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت کے جذبات تو محبت سے ابھرتے ہیں۔ بسکہ ان لوگوں نے مجھ پر ظلم کئے تو نصیحت کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ لطفے دہم۔ خدا نے فرمایا ہم تجھ میں اپنی صفت لطف ودیعت کر دینگے۔ آں زخمہا انکی ایذا رسانی کے زخم۔

صاف کردہ حق دلم را چوں سما۱ — روفتہ از خاطرم جورِ شما
اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل کو آسمان کی طرح صاف کردیا — تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے جھاڑ دیا

در نصیحت من شدہ بارِ دگر — گفتہ اَمثال و سخنہا چوں شکر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں — شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ — شیر و شہدے با شکر آمیختہ
شکر سے تازہ دودھ نکالا — دودھ اور شہد کو شکر سے ملایا

در شما چوں زہر گشتہ ایں سخن — زانکہ زہرستاں بُدید از بیخ و بُن
اس بات نے تم میں زہر کا کام کیا — اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے

چوں شوم غمگیں کہ غم شد سرنگوں — غم شما بودید اے قومِ حروں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہو گیا؟ — اے سرکش قوم! غم تو تم تھے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کُند — ریشِ سَر چوں شُد کسے مُو بر کَند۲
غم کے ختم ہو جانے پر کوئی روتا ہے؟ — جب سر کا زخم اچھا ہو جائے کون بال اکھاڑتا ہے؟

رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر — نوحہ ات را می نیرزند ایں نفر
اپنی طرف رخ کیا اور کہا اے نوحہ گر! — یہ لوگ تیرے نوحے کے لائق نہیں ہیں

کژ مخواں اے راست خوانندہ مُبین — کَیْفَ اٰسٰی خَلْفَ قَوْمٍ کَافِرِیْنْ
اے قرآن مبین کے صحیح پڑھنے والے! غلط نہ پڑھ — میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟

باز اندر چشمِ خود اُو گریہ یافت — رحمتِ بے علّتے بروے بتافت
پھر ان (صالحؑ) نے اپنی آنکھ میں رونا محسوس کیا — بے علت رحمت نے ان پر تجلی کی

قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بُود — قطرۂ بے علت از دریائے بُود۳
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالحؑ) حیران تھے — یہ قطرے بخشش کے دریا سے کسی وجہ کے بغیر آ رہے تھے

عقلِ اُو می گفت کایں گریہ چیست — بر چنیں افسوسیاں شاید گریست
ان کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟ — ایسے ظالموں پر رونا چاہئے؟

بر چہ می گریی بگو بر فعلِ شاں — بر سپاہِ کینۂ بد نعلِ شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ ان کے کاموں پر — ان کی بد کینہ شریر فوج پر

بر دلِ تاریک پُر زنگارِ شاں — بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں
ان کے زنگ آلود تاریک دل پر — ان کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

---

۱ سما۔ آسمان کی صفائی ضرب المثل ہے۔ روفتن۔ جھاڑو دینا، صاف کردینا۔ شیر۔ دودھ یعنی نصیحت۔ شکر۔ یعنی میٹھی باتیں۔ زہرستان۔ زہر کی جگہ۔ بُدید۔ بودید۔ سرنگوں، اوندھا، مغلوب۔ حروں۔ سرکش۔ مرگِ غم۔ زوالِ غم۔ ریش۔ زخم۔

۲ مُو بر کندن۔ بال نوچنا، اظہارِ غم کرنا۔ رو بخود کرد۔ یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ نفر۔ جماعت۔ کژ۔ کج۔ ٹیڑھا۔ کیف۔ اسی۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کا مقولہ منقول ہے کہ میں کافروں کی ہلاکت پر کیسے غم کروں۔ آیت میں علیٰ قوم ہے مولانا نے خلف قوم۔ فرمایا ہے۔ یعنی مجھے اب غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باز۔ حضرت صالحؑ نے اپنے آپ کو تسلی دی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رحمت بے علت۔ خدا کی رحمت بلا علت اور بغیر غرض کے ہوتی ہے۔ حیران۔ حضرت صالحؑ حیران تھے۔ کہ آنکھوں سے آنسو کیوں بہے جاتے ہیں۔

۳ دریائے بُود۔ یعنی رحمت خداوندی۔ افسوس۔ ظلم۔ افسوسیاں۔ ظلم کرنیوالے۔ بر چہ۔ نیچے کے متعدد شعر عقل کا مقولہ ہیں۔ سپاہ کینہ۔ یعنی قوم کلہم فرد مجسم کینہ تھا اور پوری قوم کینہ کے سپاہی تھے۔ بد نعل۔ وہ گھوڑا جو نعلبندی کے وقت شرارت کرے۔

بر دَمِ و دندانِ سگسارانہ شاں　　بر دہان و چشم کژدم[1] خانہ شاں
ان کے کتوں جیسے دانتوں اور سانس پر　　اُن کے منہ اور آنکھ پر جو بچھوؤں کا گھر تھے

بر ستیز و تسخر و افسوسِ شاں　　شکر کُن چوں کرد حق محبوسِ شاں
ان کی جنگجوئی اور تمسخر اور ظلم پر　　اللہ (تعالیٰ) کا شکر کر، جبکہ اللہ نے انکو گرفتار کرلیا ہے

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ　　مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ
ان کے ہاتھ کج، ان کے پیر کج، آنکھیں کج　　ان کی محبت کج ان کی دوستی کج غصہ کج

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل　　پانہا دہ بر سرِ ایں پیرِ عقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے　　اس عاقل شیخ کے سر کو پامال کر رکھا تھا

پیر خرنے[2] جملہ گشتہ پیرِ خر　　از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بوڑھے گدھے ہوگئے تھے　　ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کیوجہ سے

از بہشت آورد یزداں بندگاں　　تا نماید شاں سقر پروردگاں
اللہ (تعالیٰ) اپنے بندوں کو بہشت سے (اسلئے) باہر لایا　　تاکہ انہیں دوزخیوں (کے انجام) کو دکھائے

در معنیٔ آیت مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ

اس آیت کے معنی کے بیان میں چلائے دو دریا ملکر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایکدوسرے پر زیادتی نہ کرے

اہلِ نار و خلد را بیں ہمدُکاں　　درمیانِ شاں برزخ لَا یَبْغِیَانِ
جہنمیوں اور جنتیوں کو ہمنشیں دیکھ　　انکے بیچ میں پردہ ہے ایکدوسرے سے خلط ملط نہیں ہیں

اہلِ نار و اہلِ نور آمیختہ　　درمیانِ شاں کوہِ قاف انگیختہ
ناری اور نوری ملے جلے ہیں　　ان کے درمیان کوہ قاف کھڑا ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں　　درمیانِ شاں بحرِ ژرف[3] بیکراں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں　　ان کے درمیان ناپیدا کنار گہرا سمندر ہے

ہمچو درکاں خاک و زر کرد اختلاط　　درمیانِ شاں صد بیابان و رباط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہوئے ہیں　　ان کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائے ہیں

ہمچنا نکہ عِقد در دُرّ و شبہ　　مختلط چوں میہمانِ یکشبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پوتھ　　ایک رات کے مہمان کیطرح ملے جلے ہوئے ہیں

صالح و طالح بصورت مشتبہ　　دیدہ بکشا بُو کہ گردی منتبہ
نیک اور بدصورت میں ملے جلے ہیں　　آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہو جائے

---

[1] کژدم خانہ۔ بچھو کے سوراخ۔ یعنی انکی آنکھوں اور منہ سے زہرآلود نظریں اور باتیں نکلتی تھیں۔ ستیز۔ جنگ وجدل۔ تسخر۔ تمسخر محبوس۔ یعنی گرفتار عذاب۔ دست۔ یعنی انکے جملہ اعضاء میں کجی تھی کوئی عضو صحیح کام نہ کرتا تھا۔ تقلید۔ یعنی آباؤ اجداد کی تبلیغ۔ آیات نقل۔ یعنی جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے سنی تھیں۔ پیر عقل۔ حضرت صالحؑ۔

[2] پیر خرنے۔ یعنی وہ پیر کے خریدار نہ تھے۔ پیر خر۔ بوڑھا گدھا جس کی بے عقلی میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔ از زبان۔ یعنی ایک نے دوسرے کو اپنی زبان اور آنکھ کے ذریعہ اور زیادہ حماقتوں میں مبتلا کردیا تھا۔ سقر۔ دوزخ۔ انبیاءؑ کی بعثت اسلئے بھی ہوئی ہے کہ وہ کافروں کا حسرتناک انجام دیکھیں۔ مرج۔ یعنی دو سمندروں کی طرح دوزخی اور جنتی ملے جلے ہیں اور امتیاز اوصاف سے ہے۔ ہمدگاں۔ ہمنشیں، پڑوسی۔ برزخ۔ پردہ حائل۔ بحر۔ سمندر۔

[3] ژرف۔ گہرا۔ رباط۔ سرائے۔ عقد۔ ہار۔ عقد ور۔ در عقد۔ شبہ۔ کانچ کا موتی، پوتھ۔ میہمان یکشبہ۔ جو صرف ایک رات کا مہمان ہے اور اہل خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن اگلے روز ہی جدا ہوجائے گا۔ طالح۔ بدبخت۔ بو۔ بود کا مخفف۔ منتبہ۔ آگاہ۔

بحر را نیمیش شیریں چوں شکر
سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا

طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر
میٹھا مزا، رنگ چاند جیسا چمکدار

نیم[۱] دیگر تلخ ہمچوں زہرِ مار
دوسرا آدھا، سانپ کے زہر کی طرح کڑوا

طعم تلخ و رنگ مُظلم قیر وار
مزا کڑوا اور رنگ روغن قیر کی طرح کالا

ہر دو برہم میزنند از تحت و اوج
دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے ٹکراتے ہیں

بر مثالِ آبِ دریا مَوج مَوج
موج در موج دریا کے پانی کی طرح

صورتِ برہم زدن از چشمِ تنگ
تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھڑنا

اختلاطِ جانہا در صلح و جنگ
صلح اور جنگ میں روحوں کا شامل ہوتا ہے

مَوجہائے[۲] صلح برہم میزنند
(نوری) صلح کی موجوں کو ابھارتے ہیں

کینہ ہا از سینہ ہا بَرمی کَنند
سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

مَوجہائے جنگ برشکلِ دگر
(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اسکے) برعکس

مہر ہا رامی کُند زیر و زبر
محبتوں کو زیر و بالا کرتی ہیں

مہر تلخاں رابشیریں می کشد
محبت، کڑووں کو مٹھاس کی طرف کھینچتی ہے

زانکہ اصلِ مہر ہا باشد رَشد
اس لئے کہ محبتوں کی اصل راہ روی ہے

قہر شیریں رابہ تلخی می بُرد
عداوت، میٹھے کو تلخ بناتی ہے

تلخ باشیریں کجا اندر خورد
کڑوا، میٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے

تلخ و شیریں زیں نظر ناید پدید
کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے

از دریچہ[۳] عاقبت تانند دید
انجام کے دریچہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشمِ آخر بیں تو اند دید راست
انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے

چشمِ اوّل بیں غرور ست و خطاست
ابتداء کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلط ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود
(اے مخاطب) بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں

لیک زہر اندر شکر مُضمر بود
لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش
جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اس کو پہچانتا ہے

چونکہ دید از دورش اندر کشمکش
جبکہ دور سے اس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

واں دگر در پیش رُو بوئے بُرد
اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے

واں دگر چوں دست بنہد کرد رد
اور وہ (تیسرا) جب ہاتھ رکھتا ہے رد کر دیتا ہے

---

[۱] نیم۔ آدھا۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ہر دو یعنی ناری اور نوری لوگوں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن دونوں اپنی اپنی حالت پر رہتے ہیں۔ چونکہ یہ کیفیت ازلی ہے۔ جسم۔ یعنی یہ جسموں کی کشمکش داخل روحوں کی کشمکش ہے۔

[۲] موجہائے صلح۔ یعنی نوری یہ کوشش کرتے ہیں کہ حق کیطرف سے ناریوں میں کینہ کے بجائے محبت پیدا ہو جائے۔ مو جہائے۔ جنگ، ناری اسکے کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت پہلے محبت کا غلبہ نہو سکے۔ تلخاں۔ یعنی ناری۔ اندر خوردن۔ موافقت کرنا۔ زیں نظر۔ یعنی ظاہر میں نظر۔ پدید ظاہر

[۳] دریچہ عاقبت یعنی انجام کی آنکھ کا دریچہ۔ غرور۔ دھوکا۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ آنکہ زیرک۔ یعنی سمجھدار آدمی فوراً ہی اس ملمع سازی کو سمجھ جاتا ہے۔ مدعی فقراء کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں۔ جن کو مولانا نے ان اشعار میں سمجھایا ہے۔ بوئے برد یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر کو جب سمجھتے ہیں جب بالکل اس کے سامنے پہنچیں اور بعض جب سمجھتے ہیں جب ہاتھ میں ہاتھ پکڑ لیں۔

وآں دگر بشناسدش تا بُو کندا ۱ — وآں دگر چوں بر لب و دنداں نہد

اور وہ (چوتھا) اس کو جب پہچانتا ہے جب سونگھتا ہے — اور وہ (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت پر رکھتا ہے (چباتا ہے)

پس لبش ردّش کند پیش از گلو — گرچہ نعرہ میزند شیطاں کلُوا

تو حلق سے پہلے ہی اس کے ہونٹ اس کو رد کر دیتے ہیں — اگرچہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھا جاؤ

وآں دگر را در گلو پیدا کند — وآں دگر را در بدن رُسوا کند

اور وہ (چھٹا) حلق میں پہنچنے پر معلوم کر لیتا ہے — اور اس (ساتویں) کو بدن میں پہنچ کر شرمندہ کرتا ہے

وآں دگر را در حدث سوزش کند — دمبدم زخم جگر دوزش دہد

اور اس (آٹھویں) کے پاخانہ پھرنے میں جلن پیدا کرتا ہے — پے در پے اسمیں جگر دوز زخم پیدا کرتا ہے

وآں دگر را بعدِ ایام و شہور — وآں دگر را بعدِ مرگ اندر قبور

اور وہ (نواں) دنوں اور مہینوں کے بعد — اور اس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

ور دہندش مُہلت اندر قعرِ گور ۲ — لا بُد آں پیدا شود یومَ النشُور

اور اگر اس کو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں — لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

ہر نبات و شکرے را در جہاں — مُہلتے پیداست از دورِ زماں

ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں — رفتار زمانہ سے ایک وقت درکار ہے

سالہا باید کہ تا از آفتاب — لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب

سالوں چاہئیں تاکہ سورج سے — لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

پنج سال و ہفت باید تا درخت — یابد از میوہ رسانی فرّ و بخت

پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت — پھل دینے کی وجہ سے شان و شوکت اور نصیبہ حاصل کرے

باز ترہ در دو ماہ اندر رسد — باز تا سالے گل احمر رسد

پھر سبزی دو مہینے میں تیار ہو جاتی ہے — اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

بہر ایں فرمود حق عزّ و جل — سُورۃُ الانعام در ذکرِ اجل

اسی لئے اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے — سورۂ انعام کو مدت کے بارے میں

ایں ۳ شنیدی مُو بمویت گوش باد — آب حیوانست خوردی نوش باد

تو نے یہ سنا خدا کرے تیرا رواں رواں کان بنجائے — جو تو نے پیا آب حیات ہے خدا کرے تریاق ثابت ہو

آبِ حیواں خواں مخواں ایں را سخن — روح نو بیں در تنِ حرفِ کہن

اس کو آب حیات کہہ، بات نہ کہہ — پرانے حرفوں کے قالب میں نئی روح دیکھ

---

۱ بُو کند۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب اونی میل جول ہوتا ہے۔ لب ودنداں۔ بعض جب سمجھتے ہیں۔ جب برت لیتے ہیں۔ پیش۔ ازگلو۔ یعنی اس مصنوعی پیر کی تعلیمات کو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے ہیں۔ درگلو بعض جب سمجھتے ہیں جب وہ تعلیمات حلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ در بدن۔ بعض کو جب احساس ہوتا ہے جب اس کی زہریلی تعلیمات کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔ در حدث۔ خراب غذا کا اثر بسا اوقات پاخانہ پھرتے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایام۔ یعنی زندگی میں بداثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔

۲ قعر گور۔ قبر کا گڑھا۔ یعنی بعض اشخاص کو ان بری تعلیمات کا احساس قبر میں جا کر ہوتا ہے۔ یوم النشور حشر کا دن۔ غرضیکہ بد عقیدہ پیروں کی تعلیمات کا ضرر اثر محسوس کرنے میں انسانوں میں بہت تفاوت ہے اور ہر انسان کیلئے اسکو محسوس کرنے میں ایک وقت لگتا ہے اللہ کی جانب سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے اس کام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ہر نبات۔ اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک میعاد مقرر فرمائی ہے۔ لعل۔ آفتاب لعل کی ہزاروں برس تربیت کرتا ہے تب اس کا رنگ وروپ نکھرتا ہے۔ درخت۔ پھلدار درخت میں پھل۔ پانچ سات سال میں آتا ہے۔ ترہ سبزی۔ اجل۔ سورہ انعام میں ہے ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا وہی جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک معیاد ٹھہرائی۔

۳ ایں شنیدی۔ یعنی یہ بات کہ اللہ نے ہر چیز کی ایک میعاد مقرر فرمائی ہے۔ اور یہ کہ اشرار اور ابرار بظاہر مشتبہ ہیں لیکن حقیقت میں اللہ کی نظر میں ممتاز ہیں۔ مو بمو۔ بال بال ہر جسم کا ہر حصہ نوش۔ شہد، تریاق۔ ایں را سخن۔ یعنی یہ بات کہ ہر چیز کے لئے منجانب ایک معیاد مقرر ہے جس میں وہ کمال کو پہنچتی ہے کوئی معمولی بات نہیں اگر اس کو اچھی طرح سمجھ کر عمل پیرا ہو تو حیات ابدی مل جاتی ہے۔

نکتۂ دیگر تو بشنوائے رفیق
اے دوست! تو ایک دوسرا نکتہ سن
ہمچو جاں[۱] اُو سخت پیدا و دقیق
جو روح کی طرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باریک بھی ہے

در مقامے ہست ایں ہم زہرِ مار
ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے
از تصاریفِ خدائے خوشگوار
خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار (بنانیوالا) ہے

در مقامے زہر[۲] و در جائے دوا
ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے
در مقامے کفر و در جائے روا
ایک جگہ کفر ہے اور ایک جگہ جائز ہے

در مقامے خار و در جائے چو گل
ایک جگہ کانٹا ہے اور ایک جگہ پھول جیسا ہے
در مقامے سرکہ در جائے چو مُل
ایک جگہ سرکہ ہے اور ایک جگہ شراب جیسا ہے

در مقامے خوف و در جائے رجا
ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے
در مقامے بُخل و در جائے سخا
ایک جگہ بخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے

در مقامے فقر و در جائے غنا
ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے
در مقامے قہر و در جائے رضا
ایک جگہ قہر ہے اور ایک جگہ خوشنودی ہے

در مقامے جور[۳] و در جائے وفا
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے
در مقامے منع ور جائے عطا
ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے

در مقامے دُرد و در جائے صفا
ایک جگہ تلچھٹ ہے اور ایک جگہ صاف ہے
در مقامے خاک و جائے کیمیا
ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے

در مقامے عیب و در جائے ہُنر
ایک جگہ عیب ہے اور جگہ ہنر ہے
در مقامے سنگ و در جائے گُہر
ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے

در مقامے حنظل و جائے شکر
ایک جگہ اندرائن ہے اور ایک جگہ شکر ہے
در مقامے خشک و در جائے مطر
ایک جگہ خشکی ہے اور ایک جگہ بارش ہے

در مقامے ظلم و جائے محضِ عدل
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ خالص عدل ہے
در مقامے جہل و جائے عینِ عقل
ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے

گرچہ ایں جا اُو گزندِ جاں بُوَد
اگرچہ اس جگہ، وہ جان کا نقصان ہے
چوں بدانجا در رسد درماں بُوَد
جب اس جگہ پہنچے تو علاج ہے

آب در غورہ ترش باشد ولیک
رس کچے انگور میں کھٹا ہوتا ہے لیکن
چوں بانگوری رسد شیریں و نیک
جب پختگی پر آتا ہے تو میٹھا اور عمدہ ہوتا ہے

---

۱ ہمچو جاں۔ جس طرح روح، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اسی طرح یہ نکتہ ہے۔ یعنی اگرچہ منجانب اللہ ہر چیز کیلئے معاد کا مقرر ہونا آب حیات ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس مسئلہ کے متضاد پہلو اور اثرات ہیں جن کو مولانا نے نیچے کے تیرہ شعروں میں واضح کیا ہے۔ زہرِ مار۔ جو لوگ میعاد و قدر کے معاملہ میں اسباب کو موثر بالذات اور اللہ کا غیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ خوشگوار۔ یہ مسئلہ ان کیلئے خوشگوار ہے جو اسباب کی کثرت میں وحدت حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲ زہر۔ ان لوگوں کیلئے ہے جو اسباب کی کثرت کو غیر حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوا۔ ان لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خوف یعنی۔ یہی مسئلہ خوف کا سبب ہے اور اسی سے امید وابستہ ہے نیز دل اس کے سمجھنے میں کبھی بخل سے کام لیتا ہے کبھی سخا سے کام لیتا ہے۔ فقر۔ یعنی دولت ایمان سے کبھی دست بنا دیتا ہے۔ کبھی ایمان سے مال مال کر دیتا ہے کبھی قہر خداوندی کا سبب بنتا ہے کبھی رضائے الٰہی کا سبب بنجاتا ہے۔

۳ جور۔ جبکہ اس مسئلہ کو غلط طور پر انسان سمجھتے تو یہی ظلم ہے صحیح سمجھے تو اپنے ساتھ وفاداری ہے۔ حصول۔ سعادت سے مانع بھی ہے اور سعادت عطا بھی کرتا ہے۔ درد۔ تلچھٹ۔ صفا۔ یعنی صاف شراب۔ حنظل۔ اندرائن۔

ایں جا۔ یعنی جبکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھے۔ غورہ۔ کچا انگور معنی محل کے بدلنے سے چیزوں کے خواص اور تاثیرات بدل جاتی ہیں۔

باز در خُم اُو شود تلخ و حرام ۱ — در مقامے سر کگے نِعم الاِدام

پھر مٹکے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے — سرکہ کے مقام پر وہ بہترین سالن ہے

ایں چنیں باشد تفاوت در امور — مردِ کامل ایں شناسد در ظہور

اسی طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے — کامل انسان اس کو خوب پہچانتا ہے

دربیانِ آنکہ آنچہ ولیِ کامل کُند مریداں رانشاید گستاخی

اس بات کے بیان میں جو ولی کامل کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور

کردن وہماں فعل کردن ہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب رازیاں ندارد و

وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حلوا طبیب کو مضر نہیں ہے اور

مریض رازیاں دارد وسرما وبرف انگور رسیدہ رازیاں

مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف پکے انگور کو نقصان نہیں پہنچاتا

ندارد امّا غورہ رازیاں دارد کہ در راہ است و نارسیدہ

ہے لیکن کچے انگوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ ابھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں

لِيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ صَدَقَ اللّٰهُ

ہیں تاکہ اللہ بخشدے تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے سچ فرمایا

گر ولی زہرے خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ ہوشے شود

اگر ولی زہر کھائے تریاق ہو جائے — اگر طالب کھائے تو بے ہوش ہو جائے

رَبِّ ہَبۡ ۲ لی از سلیماں آمد است — کہ مدہ غیرِ مرا ایں مُلک ودست

"رب ھب لی" (حضرت) سلیمان سے منقول ہے — کہ میرے سوا کسی کو یہ سلطنت اور غلبہ نہ عطا کر

تو مکُن باغیرِ من ایں لطف وجود — ایں حسد را ماند امّا آں نبود

میرے غیر پر تو یہ مہربانی اور عطا نہ فرما — یہ حسد سے مشابہ ہے لیکن یہ حسد نہیں تھا

نکتہ لَا یَنۡبَغِیۡ میخواں بجاں — سِرِّ مِنۡ بَعۡدِیۡ ز بُخل اُو مداں

"لا ینبغی" کا نکتہ غور سے پڑھ — "من بعدی" کا راز انکے بخل کی وجہ سے نہ سمجھ

بلکہ اندر مُلک دید اُو صد خطر — مو بمو ۳ مُلک جہاں بُد بیم سر

بلکہ سلطنت میں انہوں نے سو خطرے محسوس کئے — پوری دنیا کی سلطنت جان کا خطرہ تھی

بیمِ سر یا بیمِ سِرّ یا بیمِ دیں — امتحانے نیست مارا مثل ایں

جان کا خطرہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف — ہمارے لئے اس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے

---

۱ حرام۔ جب شیرہ انگور خم بنجائے۔ تو حرام ہے سرکہ بنجائے تو بہترین سالن ہے۔ لیغفرلک۔ بعض مباحات کاملوں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ناقصوں کیلئے مضر ہوتے ہیں۔ حضور کا وہ مقام تھا جسمیں کسی مباح سے تلذذ اور نفع اندوزی نقصان کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔

۲ رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یہ حضرت سلیمان کی دعا ہے جو قرآن میں منقول ہے یعنی اے خدا میری جیسی سلطنت میرے بعد اور کسی کو نہ دینا۔ مولانا اس آیت کا مطلب یہ بتا رہے ہیں کہ یہ دعا حسد پر مبنی نہ تھی بلکہ حضرت سلیمان یہ سمجھتے تھے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں۔ کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکے گا اس کے لئے اس قسم کی سلطنت مضر ہو گی تو یہ فرمانا دوسروں پر شفقت کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی وجہ سے۔

۳ مو بمو۔ بال بال، یعنی مکمل۔ بیم۔ سر۔ جان کا خوف۔ بیم سر۔ یعنی روح کے لئے خطرہ۔ بیم دیں۔ یعنی دین کے لئے خطرہ۔

پس سلیمان ہمتے باید کہ او | بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ وبو[۱]
پس کوئی سلیمان جیسی ہمت والا چاہئے کہ جو | ان لاکھوں رنگ و بو سے (بچکر) نکل جائے

باچناں قوت کہ اورا بود ہم | موجِ آں مُلکش فرومی بست دم
اس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی | اس سلطنت کی موجیں ان کا سانس گھونٹتی تھیں

خواں والقینا علی کرسیہ | چوں بماند از تخت ومُلکِ خود تہی
القینا علی کرسیہ پڑھ | کس طرح اپنے تخت و سلطنت سے خالی ہوگئی

چوں برو بنشست زیں اندوہ گرد | بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
جب ان پر اس غم کی گرد بیٹھی | دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس کھایا

شد شفیع وگفت ایں مُلک ولوا[۲] | باکمالے دہ کہ دادی مر مرا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا | اس کمال کے ساتھ عنایت فرما جو تو نے مجھے دیا ہے

ہر کرا بدہی و بکنی آں کرم | اُو سلیمان ست و آنکس ہم منم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے | وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں

او نباشد بعدی اُو باشد معی | خود معی چہ بود منم بے مُدعی
وہ میرے بعد نہ ہوگا وہ میرے ساتھ ہوگا | میرے ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں بغیر کسی دعویدار کے

شرح ایں فرض ست گفتن لیک من | بازمیگردم بقصہ مردوزن
اس کی تشریح کرنا ضروری ہے لیکن میں | پھر مرد اور عورت کے قصہ کیطرف لوٹتا ہوں

مخلص ماجرائے عرب و جُفت اُو در فقر و شکایت

اعرابی اور اس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ

ماجرائے مردوزن را مخلصے | باز می جوید روانِ مخلصے
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصے کو | ایک مخلص کی روح تلاش کر رہی ہے

ماجرائے مردوزن اُفتاد نقل | ایں مثالِ[۳] نفسِ خودمی دان وعقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے | اس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ

ایں زن ومردے کہ نفس ست وخرد | نیک بایست ست بہر نیک وبد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے | نیک اور بد کے لئے ضروری ہے

ویں دو پابستہ دریں خاکی سرا | روز وشب در جنگ و اندر ماجرا
یہ دونوں اس عالم خاکی کے پابند ہیں | دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

[۱] رنگ وبو۔ یعنی سلطنت کے گوناگوں مسائل۔ اورا۔ یعنی حضرت سلیمان میں اس عظیم سلطنت کے بار کے تحمل کی قوت تھی لیکن پھر بھی وہ خلل انداز ہوئی۔ القینا علی کرسیہ جسدا۔ ہم نے ڈالدیا اس کی کرسی پر ایک جسم، یہ آیت حضرت سلیمان کے قصہ میں مذکور ہے۔ جس کی تفسیر بعض مفسرین نے یہ کی ہے کہ حضرت سلیمان نے لاعلمی میں ایک مشرک عورت سے نکاح کرلیا جس کی پاداش میں انکی وہ انگوٹھی صخر نامی جن لے گیا جس میں ان کی سلطنت کا راز مضمر تھا اور آپ کے تخت سلطنت پر قابض ہوگیا چندروز بعد وہ انگوٹھی پھر حضرت سلیمان کے ہاتھ آئی تب تخت سلطنت پر دوبارہ قابض ہوئے۔

[۲] لوا۔ جھنڈا۔ کمالے۔ تاکہ وہ اس کمال کے ذریعہ غلطی کی تلافی کرسکے بعدی۔ مولانا نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ وہ مجھ سے کم رتبہ نہ ہو۔ معی۔ میرے ساتھ یعنی کمالات میں مجھ جیسا ہو۔ مخلص۔ میم اور لام کے فتحہ کے ساتھ، خلاصہ میم کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ مناص محبت والا دوست

[۳] ایں مثال یعنی عورت سے مراد نفس اور مرد سے مراد عقل۔ بستہ۔ پابستہ۔ مقید۔ خاکی سرا۔ دنیا۔ ماجرا جھگڑا

زن ہمی خواہد حویجِ ۱ خانقاہ — یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے — یعنی آبرو اور روٹی اور خوان اور عزت

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری — گاہ خاکی گاہ جوید سُروری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے — کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی چاہتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست — در دماغش جز غمِ اللہ نیست
عقل، ان افکار سے واقف نہیں ہے — اس کے دماغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں ہے

گرچہ سِرِّ قصہ ایں دانہ است و دام — صورتِ قصہ شنوا کنوں تمام
اگرچہ قصہ کا راز یہ دانہ ہے اور جال — قصہ کا ظاہر ہے اب پورا قصہ سن

گر بیانِ معنوی کامل شدے — خلقِ عالم عاطل و باطل بُدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے — عالم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے

گر محبت فکرت و معنے ستے — صورتِ صوم و نمازت نیستے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا — تو تیری نماز اور روزے کی صورت معدوم ہو جاتی

ہدیہ ۲ ہائے دوستاں باہم دِگر — نیست اندر دوستی الّا صُوَر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے — دوستی میں محض صورتیں ہیں

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا — بر محبت ہائے مُضمَر در خِفا
تاکہ تحفے گواہی دیں — اندر چھپی ہوئی محبتوں پر

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہد اند — بر محبت ہائے سِرّ اے اَرجمند
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں — اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر

شاہدت ۳ گہ راست باشد گہ دروغ — مُست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا — مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاچھ سے

دوغ خوردہ مستئے پیدا کند — ہائے وہوئے و سَر گرانیہا کند
چھاچھ پینے والا مستی ظاہر کرتا ہے — ہائے وہو اور نشہ دکھاتا ہے

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام — می نماید جد و جہدے بس تمام
ریاکار نماز اور روزے میں — پوری جدوجہد ظاہر کرتا ہے

تا گماں آید کہ اُو مستِ وِلاست — چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے — جب تو اصلیت دیکھے گا تو وہ ریاکاری میں غرق ہے

۱ حویج۔ حوائج کا اختصار ہے۔ خانقاہ۔ گھر۔ خاکی۔ عاجزی۔ سروری۔ سرداری۔ گرچہ۔ یعنی اس قصہ کی حقیقت بمنزلہ دانہ کے ہے اور قصہ کی صورت جال ہے۔ معنوی۔ باطنی۔ عاطل۔ بیکار، عبث۔ باطل۔ لغو۔ گر محبت۔ اگر محبت خداوندی محض ایک باطنی معاملہ ہوتا تو پھر نماز روزہ کی فرضیت کی ضرورت نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی شریعت میں ضروری ہیں۔

۲ ہدیہ ہائے۔ دوستوں میں باہمی تحفوں کا لین دین قلبی محبت کے گواہ ہیں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ خفا۔ باطن۔ احسانہائے۔ ظاہر۔ ظاہری احسانات۔ چھپی ہوئی محبت کے گواہ ہوتے ہیں۔ ارجمند۔ بوزن۔ نقشبند، صاحب مرتبہ عزیز۔

۳ شاہد۔ لیکن گواہ ہمیشہ سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری مستی دکھاتا ہے کبھی وہ حقیقتاً مست ہوتا ہے، کبھی اس کی مستی بناوٹی ہوتی ہے۔ دوغ۔ مٹھا، چھاچھ۔ مُرائی۔ ریاکار یعنی ریاکاری نماز اور روزہ جھوٹے گواہ ہیں۔ اس کا دل محبت خداوندی سے خالی ہوتا ہے۔ ولا دوستی۔ ریا۔ دکھاوا۔

حاصل افعالِ برونی رہبرست — **تانشاں باشد برآنچہ مُضمرست**

الحاصل، ظاہری افعال رہبر ہیں — تاکہ اس چیز کی علامت بنیں جو پوشیدہ ہے

راہبر گہ حق بود گاہے غلط — **گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط**

راہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط ہوتا ہے — کبھی برگزیدہ ہوتا ہے کبھی ناکارہ ہوتا ہے

یارب آں تمیز دہ مارا بخواست — **تاشناسیم آں نشانِ کژ زراست**

اے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کردے — کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا سمجھ سکیں

حس راتمیز دانی چوں شود — **زانکہ حس ینظر بنور اللہ بود**

تجھے معلوم ہے حس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟ — جبکہ حس "وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" بنجائے

ور اثر نبود سبب ہم مُظہرست — **ہمچو خویشی کز محبت مخبرست**

اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کرنیوالا ہے — جیسے رشتہ داری' جو محبت کی خبر دینے والی ہے

نبود۲ آنکہ نورِ حقش شد امام — **مُر اثرہا یا سبب ہارا غلام**

جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بنجائے وہ نہیں رہتا — آثار اور اسباب کا غلام

چونکہ نور اللہ درآید درمشام — **مُر اثر رایا سبب رانبود غلام**

جب اللہ کا نور دماغ میں سما جاتا ہے — وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا

تا محبت دردروں شعلہ زند — **زفت گردد وز اثر فارغ کند**

جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہے — تو قوی ہوجاتی ہے اور اثر سے فارغ کردیتی ہے

حاجتش نبود پئے اعلامِ مہر — **چوں محبت نورِ خود زد برسپہر**

محبت کے ظاہر کرنے کیلئے اس کو کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے — جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے

ہست تفصیلات تا گردد تمام — **ایں سخن لیکن بجو تو والسلام**

بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو — یہ بات، لیکن تو خود تلاش کرلے والسلام

گرچہ۳ شد معنی دریں صورت پدید — **صورت از معنی قریب ست وبعید**

اگرچہ معنی اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں — (لیکن) صورت معنے سے قریب (بھی ہے) اور بعید بھی ہے

در دلالت ہمچو آبند و درخت — **چوں بماہیت روی دور اند سخت**

دلالت کرنے میں پانی اور درخت کیطرح ہیں — تو اگر حقیقت پر غور کریگا (ایکدوسرے سے) بہت دور ہیں

دانہ بیں کز آب وخاک وآفتاب — **چوں درختے گشت درعالم شتاب**

دانہ کو دیکھ پانی اور مٹی اور سورج کیوجہ سے — کیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

---

۱ افعال۔ برونی۔ ظاہری افعال۔ گزیدہ۔ برگزیدہ، یعنی سچا راہبر۔ سقط۔ بیکار ناکارہ۔ بخواست۔ یعنی ہماری درخواست سے۔ نشان۔ علامت یعنی ظاہری اعمال۔ حس۔ یعنی عمل حقیقی اور ریاکاری میں انسان جب فرق کرسکتا ہے۔ جب اسکو اللہ اپنا نور عطا فرمائے۔ ور اثر یعنی ظاہری اعمال کے علاوہ اور اسباب بھی محبت کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً رشتہ داری ہے اگر ظاہری لین دین نہ ہو تو بھی رشتہ داری یہ بتاتی ہے کہ باہمی محبت ہے۔ مظہر۔ ظاہر کرنیوالا۔ مخبر خبر دینے والا۔

۲ نبود۔ یعنی جب نور خداوندی دل میں سما جاتا ہے۔ تو اعمال ظاہری بتقاضائے محبت صادر ہوتے ہیں، ثواب وعذاب یا اظہار عبودیت انکا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ تا محبت جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کر لیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔ اعلام۔ بتانا۔ لیکن بجو تو۔ اس مضمون کی تفصیلات بہت ہیں تو خود تلاش کرلے۔

۳ گرچہ یعنی۔ محبت کا ظہور بصورت اعمال ہوتا ہے لیکن محبت اور علامت میں بہت مناسبت بھی ہے اور دونوں ایکدوسرے سے جدا بھی ہیں۔ در دلالت۔ درخت کی سبزی پانی کے وجود کو بتاتی ہے لیکن پانی اور درخت دو۔ جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ دانہ۔ درخت بیج مٹی، پانی اور سورج کی گرمی سے بنتا ہے لیکن ان سب کی حقیقتیں ایکدوسرے سے جدا ہیں۔

ور بما ہیت بگردانی نظر — دور دور انداین ہمہ از یک دِگر
اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے — ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

ترکِ ماہیات و خاصیّات گو — شرح کُن اَقوالِ آں دو رزق جو
ماہیتوں اور خاصیتوں (کے بیان) کو چھوڑ — ان دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی تفصیل بتا

باز گو از ماجرائے مرد و زن — زانکہ انجامے ندارد ایں سخن
مرد اور عورت کا قصہ پھر سنا — اس لئے کہ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادن مرد عرب برالتماس ۱؎ دلبر خویش و سوگند خوردن کہ مرا دریں تسلیم حیلتے وامتحانے نیست

اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ اس رضا مندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مَرد گفت اکنوں گذشتم از خِلاف — حُکم داری تیغ بَر کَش از غِلاف
مرد نے کہا اب میں خلاف سے باز آیا — تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوار نیام سے نکال لے

ہر چہ گوئی مَر تُرا فرماں بَرم — وَر بدو نیک آید آنرا ننگرم
جو تو کہے گی تیرا حکم بجا لاؤں گا — اگر اچھائی برائی آئیگی اس کو نظر انداز کرونگا

در وجودِ تو شوم من مُنعَدِم ۲؎ — چوں مُحِبّم حُبُّ یُعمِی وَ یُصِم
میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا — جبکہ میں عاشق ہوں محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گفت زن آہنگ بِرّم می کُنی — یا بحیلت کشفِ سِرّم می کُنی
عورت نے کہا تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے — یا چالاکی سے میرا راز کھول رہا ہے

گفت وَاللّٰهُ عَالِمُ السِّرِّ الْخَفِی — کافرید از خاک آدمؑ را صَفِیّ
اسنے کہا (اللہ تعالیٰ) چھپے ہوئے بھیدوں کا جاننے والا ہے — جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا

در سہ گز قالب کہ دادش وانمود — آنچہ در اَرواح و در اَلواح ۳؎ بُوْد
تین گز کے جسم میں انکو دیا، ظاہر فرما دیں — وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

یاد دادش لوحِ محفوظِ وجود — تا بدانست آنچہ در اَلواح بُود
ان کو وجود کی لوح محفوظ یاد کرا دی — یہانتک کہ وہ ان تمام باتوں کو جان گئے جو تختیوں میں تھیں

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش — درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَآءِ خویش
ابدتک جو ماضی اور مستقبل میں تھا — اپنے اسماء کی تعلیم کے ذریعہ ان کو پڑھا دیا

۱؎ التماس۔ گزارش۔ دلبر۔ معشوق۔ سوگند۔ قسم۔ گذشتم از خلاف میں نے اختلاف چھوڑ دیا حکم داری تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔ تیغ۔ یعنی تلوار چلائے تو گردن حاضر ہے۔
۲؎ منعدم۔ محو، فنا۔ محبم۔ محبت ستم۔ یعمی۔ اندھا کر دیتا ہے۔ یصم۔ بہرا کر دیتا ہے۔ بِرّ۔ احسان، سلوک۔ حیلت۔ تدبیر کشف۔ سر۔ راز کھولنا۔ آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی۔ برگزیدہ منتخب قالب۔ یعنی جسم آدمؑ
۳؎ الواح۔ لوح کی جمع ہے۔ تختی، الواح سے لوح محفوظ مراد ہے یا دیگر لوحیں مراد ہیں۔ ابد۔ ختم نہ ہونے والا مستقبل زمانہ۔

تا ملک بیخود شد از تدریسِ او
اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے
قُدسِ دیگر یافت از تقدیسِ ا[۱] اُو
ان فرشتوں نے (تقدیس) پاکی بیان کر کے ایک پاکیزگی حاصل کر لی

آں کشادِ شاں کز آدمؑ رُو نمود
وہ انکشافات جو انکو (حضرت) آدمؑ سے حاصل ہوئے
در کشادِ آسمانہا شاں نبود
وہ آسمانوں کے انکشافات میں انکو حاصل نہ تھے

در فضائے عرصہ آں پاک جاں
اس پاک جان کے میدان کی وسعت (کے مقابلہ) میں
تنگ آمد عرصہ ہفت آسماں
ساتوں آسمانوں کا میدان تنگ ہو گیا

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے
من نگنجم ہیچ در بالا و پست
میں اوپر نیچے (کہیں) نہیں سما سکتا ہوں

در زمین و آسمان و عرش نیز
زمین اور آسمان اور عرش میں بھی
من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
میں نہیں سما سکتا ہوں اے پیارے! یقین کر

در دلِ مؤمن بگنجم اے عجب
تعجب ہے، مومن کے دل میں سما جاتا ہوں
گر مرا جوئی دراں دلہا طلب
اگر میری تلاش کرے ان دلوں میں تلاش کر

گفت[۲] فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ
(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں میں داخل ہو جا تو پا لیگا
جَنَّةً مِنْ رُؤْیَتِیْ یَامُتَّقِیْ
میرے دیدار کی جنت اے پرہیز گار!

عرش[۳] با آں نور و پہنائی خویش
عرش نے باوجود اپنے نور اور وسعت کے
چوں بدید اُو را برفت از جائے خویش
جب اس کو دیکھا، بے قرار ہو گیا

خود بزرگی عرش باشد بس پدید
عرش کی بڑائی بہت واضح ہے
لیک صورت کیست چوں معنیٰ رسید
لیکن صورت کیا چیز ہے، جب معنیٰ آ پہنچیں؟

ہر ملک می گفت ما را پیش ازیں
ہر فرشتہ کہتا تھا، ہمیں اس سے پہلے
اُلفتے می بود بر روئے زمیں
روئے زمین سے محبت تھی

تخم خدمت در زمیں می کاشتیم
ہم نے زمین میں خدمت کے بیج بوئے تھے
زاں تعلق ما عجب می داشتیم
اس تعلق سے ہم متعجب تھے

کایں تعلق چیست با ایں خاکداں
کہ اس زمین سے یہ تعلق کیسا ہے؟
چوں سرشت ما بُد ست از آسماں
جبکہ ہمارا خمیر آسمان سے ہے

الفِ ایں انوار با ظلمات چیست
ان نوروں کو تاریکیوں سے محبت کیوں ہے؟
چوں تواند نور با ظلمات زیست
نور تاریکیوں کیساتھ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

---

۱ تقدیس۔ یعنی فرشتوں نے کہا "سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا" "اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اسکے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔" آں کشاد۔ جو معلومات فرشتوں کو آدمؑ سے حاصل ہوئیں وہ آسمانوں سے حاصل نہ تھیں۔ در فضائے۔ اسماء کی تعلیم کے بعد آدمؑ کی وسعتوں میں آسمانوں میں گنجائش نہ تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ حدیث قدسی ہے "لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنْ" "مجھے نہ میری زمین سما سکتی ہے نہ میرا آسمان ہاں میرے مومن بندے کا دل سما سکتا ہے"

۲ گفت۔ قرآن پاک میں ہے "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ" "پس داخل ہو ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں" مولانا نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مومن کے دل میں سما کر دیدار کی جنت میں پہنچ جا۔ یعنی قلب مومن میں اللہ کی رویت میسر آ سکتی ہیں۔

۳ با۔ باوجود۔ پہنا وسعت۔ از جا رفتن۔ بیقرار ہونا۔ صورت۔ یعنی مادی چیز۔ معنیٰ۔ یعنی روحانی چیز۔ خاکداں۔ زمین۔ الف۔ الفت، محبت، یعنی ملائکہ ظلمات۔ یعنی دنیا کی چیزیں۔

آدما آں الف از بوئے تو بود — زانکہ جسمت راز میں بد تار و پود[1]
اے آدمؑ! وہ محبت تیری خوشبو کی وجہ سے تھی — کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی

جسمِ خاکت را ازیں جا یافتند — نورِ پاکت را در آنجا تافتند
تیرے خاکی جسم کو اس جگہ سے حاصل کیا — تیرے پاک نور کو اس جگہ چمکایا

ایں کہ جانِ ما ز روحت یافت ست — پیش پیش از خاک آں می تافت ست
یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا ہے — پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے

در زمیں بودیم و غافل از زمیں — غافل از گنجے کہ در وے بد دفیں
ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے — اس خزانہ سے غافل تھے جو اسمیں مدفون تھا

چوں سفر فرمود ما را ازاں مقام — تلخ شد ما را ازاں تحویل کام
جب ہمیں اس جگہ سے سفر کرنیکا حکم فرمایا — اس تبدیلی سے ہمارا حلق کڑوا ہو گیا

تا کہ حجتہا ہمی گفتیم ما — کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
یہاں تک کہ ہم نے حجتیں کیں — کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟

نورِ ایں تسبیح و ایں تہلیل را — می فروشی[2] بہرِ قال و قیل را
اس تسبیح اور تہلیل کے نور کو — تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے

حلمِ حق گسترد بہرِ ما بساط — کہ بگوئید از طریق انبساط
اللہ (تعالیٰ) کے حلم نے ہمیں موقع دیا — کہ تحمل کر کہو

ہر چہ آید بر زباں تاں بے حذر — ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر
بلا خوف، جو تمہاری زبان پر آئے — جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے

ما ہمی دانیم خود رازِ شما — لیک می خواہیم آوازِ شما
خود ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں — لیکن تمہاری آواز (میں) سننا چاہتے ہیں

زانکہ ایں دمہا چہ[3] گر نالائق ست — رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست
اسلئے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہے — (لیکن) میری رحمت، غصہ پر سبقت رکھتی ہے

از پئے اظہارِ ایں سبق اے ملک — در تو بنہم داعیہ اشکال و شک
اے فرشتو! اس سبقت کے اظہار کیلئے — میں تم میں اشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں

تا بگوئی و نگیرم بر تو من — منکرِ حلمم نیارد دم زدن
تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں — میری بردباری کا منکر دم نہ مار سکے

---

۱ تار و پود۔ تانا، بانا۔ جسم خاکت۔ یعنی آدمؑ کا جسم تو خاکی ہے۔ اس میں نورِ علم آسمانی ہے۔ ایں کہ یعنی علم کا نور۔ چوں سفر۔ اللہ نے فرشتوں کو زمین سے منتقل ہونیکا حکم دیا تو فرشتوں پر یہ حکم بھاری پڑا تھا۔ یعنی فرشتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین میں ہماری جگہ انسانوں کو بسانا چاہتا ہے۔ جو زمین میں فتنہ فساد برپا کر دینگے۔

۲ می فروشی۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تو روئے زمین پر تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں تو انسانوں کو آباد کریگا تو وہ تسبیح و تہلیل کے بجائے فتنہ و فساد کرینگے۔ حلم۔ بردباری۔ گستردن۔ بچھانا۔ بساط۔ بچھونا۔ بسط کردن۔ موقع دینا۔ انبساط۔ خوشی۔ نشاطِ دل۔ بے حذر۔ بلا خوف۔ آوازِ شما۔ یعنی تمہاری زبان اور آواز سے ہم سننا چاہتے ہیں۔

۳ دمہا۔ چہ تصغیر کیلئے ہے۔ یعنی ادنیٰ باتیں رحمت۔ حدیث قدسی ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غصہ سے آگے ہے۔ سبق۔ سبقت۔ داعیہ۔ جذبہ۔ تا بگوئی۔ یعنی تاکہ فرشتے اعتراض کریں اور میں گرفت نہ کروں اور میرے حلم کا ثبوت ہو جائے اور انکے لئے انکار کا موقع نہ ہے۔

صد پدر¹ صد مادر اندر حلمِ ما　　ہر نفس زاید در اُفتد در فنا
سو باپ اور سو مائیں ہمارے حلم میں　　ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں

حلمِ ایشاں کفِ بحرِ حلمِ ماست　　کف رَوَدْ آید ولے دریا بجاست
ان کا حلم ہمارے حلم کے سمندر کا جھاگ ہے　　جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا اپنی جگہ پر ہے

خود چہ گویم پیشِ آں دُر ایں صدف　　نیست اِلّا کفِ کفِ کفِ کف
میں کیا بتاؤں اس موتی کے سامنے یہ سیپ　　جھاگ ہی جھاگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

حقِ آں کف حقِ آں دریائے صاف　　کامتحانی نیست ایں گفت و نہ لاف
اس جھاگ کی قسم اور اس صاف دریا کی قسم　　یہ گفتگو نہ آزمائش ہے، نہ بکواس

از سرِ مہر و صفا ہست و خضوع　　حقِ آنکس کہ بدو دارم رُجوع²
محبت اور خلوص اور عاجزی کیوجہ سے ہے　　اس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لوٹنا ہے

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس　　امتحاں را امتحاں کن یک نفس
اگر تیرے نزدیک یہ خواہش آزمائش کیلئے ہے　　تھوڑی دیر کیلئے آزمائش کو آزمالے

سرِ مپوشاں تا پدید آید سرم　　امر کن تو ہر چہ بروے قادرم
راز کو نہ چھپا، تاکہ میرا راز (بھی) ظاہر ہو جائے　　جو میں کر سکتا ہوں اس کا حکم دے

دل مپوشاں تا پدید آید دلم　　تا قبول آید ہر انچہ قابلم
دل (کی بات) نہ چھپا تاکہ میرے دل (کی بات) ظاہر ہو جائے　　تاکہ جس بات کے میں قابل ہوں اس کو قبول کروں

چہ کنم در دستِ من چہ چارہ است　　در نگر تا جانِ من چہ کارہ است
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے؟　　غور کر لے میں کس کام کا ہوں

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئے خود را و قبول کردنِ او

عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا اور اس کا قبول کر لینا

گفت زن تک³ آفتابے تافت ست　　عالمے زو روشنائی یافت ست
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے　　(اور) دنیا نے اس سے روشنی پائی ہے

نائبِ رحماں خلیفہ کردگار　　شہر بغداد⁴ ست اے زو چوں بہار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ　　بغداد شہر اس کی وجہ سے (موسم) بہار جیسا ہے

¹ صد پدر یعنی سینکڑوں ماں باپ کی بردباری اللہ کی بردباری کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ کف۔ جھاگ۔ سمندر کے مقابلہ میں جھاگ بے حقیقت چیز ہوتی ہے۔ در۔ یعنی حلم بردباری تعالیٰ صدف۔ یعنی ماں باپ کی بردباری۔ گفت۔ گفتگو۔ لاف۔ گپ بکواس حق آں کف۔ یہ مقولہ مرد کا شروع ہوا ہے بیوی نے کہا تھا کہ تیرا اظہار محبت امتحان کے لئے ہے یا حقیقت پر مبنی ہے اسکے جواب میں کہا ہے کہ میری باتیں محبت پر مبنی ہیں۔ امتحانی اور آزمائشی نہیں ہیں۔

² رجوع۔ واپسی یعنی مرنے کے بعد۔ صفا۔ خلوص۔ خضوع۔ عاجزی، انکساری، ہوس۔ یعنی صلح کی خواہش، سر راز قادر۔ قدرت والا۔ چہ کنم۔ اب جبکہ تو روزی کمانے کو کہتی ہے تو بتا کس طرح کماؤں تک۔ اینک اب۔ آفتاب۔ یعنی خلیفہ وقت

³ بغداد۔ عراق کا مشہور شہر ہے اصل میں باغ داد تھا اس باغ میں بیٹھ کر نوشیرواں انصاف کیا کرتا تھا۔

گر بہ پیوندی ایداں شہ، شہ شوی — سوئے ہر ادبارتا کے می روی
اگر تو اس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بنجائیگا — ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟

ہمنشینی مُقبلاں چوں کیمیاست — چوں نظرشاں کیمیائے خود کجاست
نصیبہ ور لوگوں کی مصاحبت کیمیا ہے — ان کی نظر جیسی، کیمیا (بھی) کب ہے؟

چشمِ احمدؐ برابو بکرؓ ے زدہ — اُوزیک تصدیق صدیقے شدہ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) پر پڑی — وہ ایک تصدیق سے صدیق ہو گئے

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم — بے بہانہ سُوئے اُو من چوں روم
اس نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول کس طرح ہو سکتا ہوں؟ — ذریعہ کے بغیر میں اس کے پاس کیسے جاؤں؟

نسبتے باید مرایا حیلتے — ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیے — کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چلا ہے؟

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے — کہ مرض آمد بہ لیلیٰ اندکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اس نے کسی سے سنا — کہ لیلیٰ کسی قدر بیمار ہے

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم — ور بمانم از عیادت چوں شوم
بولا، افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟ — اگر مزاج پرسی سے رہ جاؤنگا تو میرا کیا حال ہوگا؟

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا — کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی شَائِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا — لیلیٰ کے پاس شوق سے جاتا

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بداں — تا بُوَد شرمِ[2] اشکنی مارانشاں
اللہ (تعالیٰ) نے "قل تعالوا" ہمارے لئے اسی لئے فرمایا ہے — تاکہ ہماری شرم ٹوٹنے کا نشان بن جائے

شب پراں را گر نظر و آلت بُدے — روزشاں جولان وخوش حالت بُدے
چمگادڑوں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا — دن میں ان کی گردش اور اچھی حالت ہوتی

گفت چوں شاہ کرم میداں رود — عینِ ہر بے آلتی آلت شود
بولی، جب شاہ کرم میدان میں نکلتا ہے — ہر بے سرو سامانی ذریعہ بن جاتی ہے

زانکہ آلت دعوی ست و ہستی ست — کار در بے آلتی و پستی ست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے — (اصل) کام بے سرو سامانی اور ذلت ہے

گفت کے بے[3] آلتی سودا کنم — تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
(شوہر نے) کہا کہ بے سرو سامانی کا میں کب خیال کر سکتا ہوں؟ — جب تک میں بے سروسامانی پیدا نہ کر لوں

---

۱ پیوندی۔ پیوستن کا فعل مضارع مخاطب ہے۔ شہ یعنی خلیفہ۔ شہ یعنی مالدار۔ ادبار۔ بدبختی۔ چوں۔ یعنی شاہوں کی نظر کیمیا سے بڑھ کر ہے۔ یک تصدیق۔ یعنی معراج کے واقعہ کی تصدیق۔ صدیق بہت سچ بولنے والا بہت زیادہ تصدیق کرنے والا۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کا لقب ہے۔ پذیرا۔ مقبول۔ بہانہ۔ حیلہ۔ مجنوں قیس عامری کا لقب ہے۔ عیادت بیمار کی مزاج پرسی کرنا۔ قُلْ تَعَالَوْا قرآن پاک کی آیت ہے "اے نبی کہد ے چلے آؤ۔"

۲ شرم اشکنی۔ شرم کو توڑنا یعنی اللہ تعالیٰ نے چلے آؤ فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو شرم تھی اس کو توڑا ہے۔ شاہ کرم بخشش والا بادشاہ۔ عین بے آلتی یعنی بے سرو سامانی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زانکہ۔ ساز و سامان میں انانیت ہے جس سے محرومی ہوتی ہے بے سرو سامانی اور عاجزی سے سوال میں کامیابی ہوتی ہے۔

۳ بے آلتی بے سرو سامانی۔ سودا۔ خیال، شوق یعنی اتنا خلوص ہو جائے کہ تکلف کی ضرورت نہ ہے۔

پس گواہے[1] بایدم بر مُفلسی تا شہم رحمے کُند در مُفلسی
مفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہیے تا کہ بادشاہ مفلسی میں مجھ پر رحم کرے

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ وانما تا رحم آرد شاہِ شنگ
(اے مخاطب) تو (بھی) گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی پیش کرتا کہ محبوب بادشاہ تجھ پر رحم کرے

کایں گواہی کش ز گفت و رنگ بُد نزدِ آں قاضیِ القضاۃ آں جرح شد
اسلئے کہ گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی احکم الحاکمین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

پس گواہے[2] ز اندروں می بایدم نے گواہیِ بروں می بایدم
مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

صِدق می باید گواہِ حالِ اُو تا بتابد نورِ اُو بے قالِ اُو
سچائی اس کے حال کی گواہ ہونی چاہیے تا کہ اس کا نور اس کی گفتگو کے بغیر چمک جائے

ہدیہ بردن آں عرب سبوئے آبِ باراں از میانِ بادیہ سوئے بغداد بنزدِ خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحطِ آب ست

اس بدوی کا جنگل سے بارش کے پانی کا مٹکا ہدیہ میں لے جانا خلیفہ بغداد کے پاس اور اس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

گفت زن صدق آں بُوَد کز بودِ خویش پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش
عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہو جا

آبِ باران ست مارا در سبو مِلکت و سرمایۂ و اسبابِ تو
ٹھلیا میں ہمارا بارش کا پانی ہے جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ایں سبوئے آب را بردار و رو ہدیہ سازو پیشِ شاہنشاہ شو
پانی کی یہ ٹھلیا اٹھا اور جا تحفہ قرار دے اور بادشاہ کے پاس پہنچ جا

گو کہ مارا غیر زیں اسباب نیست در مفازہ[3] ہیچ بہ زیں آب نیست
کہنا ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے جنگل میں اس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پُر ز دُر و گوہر ست ایں چنیں آبش نباشد نادِر ست
اگرچہ اس کا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے اس کے پاس ایسا پانی نہ ہو گا (یہ) کمیاب ہے

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما اندر اُو آب ایں حواسِ شورِ ما
وہ ٹھلیا کیا ہے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے اس میں پانی ہمارے نمکین حواس ہیں

[1] گواہے۔ صدق اور اخلاص کی کوئی علامت ہونی چاہئے تو گواہی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے جانیکے لئے بھی اخلاص کی گواہی کیضرورت ہے اگر دل میں اخلاص نہ ہو گا محض ظاہری گفتگو سے کام نہ چلیگا۔

[2] پس گواہے۔ شوہر نے کہا باطنی گواہ کی ضرورت ہے۔ صدق آں بود۔ عورت نے شوہر سے کہا اپنی ہستی اور اپنی جدوجہد سے بردار ہو جانا ہی سچائی ہے۔ سبو۔ ٹھلیا۔ ملکت۔ مملوک تو۔

[3] مفازہ۔ جنگل۔ فاخر۔ قیمتی، قابلِ فخر۔ نادر۔ کمیاب۔ چیست آں کوزہ۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح بدو اپنی ٹھلیا شاہ بغداد کی خدمت میں پیش کرنیکے لئے چلا ہمیں بھی اپنے بدن کی ٹھلیا دربار خداوندی میں پیش کرنی ہے۔

اے خداونداایں خُم و کوزہ مرا — در پذیر از فضلِ اللّٰہُ اشتری[1]

اے خدا! میرے اس مٹکے اور کوزے کو — "اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرمالے

کوزۂ با پنج لُولہ پنج حِس — پاک دارایں آب را از ہر نجس

پانچ ٹونٹیوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں — اس پانی کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھ

تاشودزیں کوزہ منفذ سوئے بحر — تا بگیرد کوزۂ من خوئے بحر

تاکہ اس کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے — تاکہ میرا کوزہ سمندر کی خصلت اختیار کر لے

تا چو ہدیہ پیشِ سلطانش بری — پاک بیند باشدش شہ مُشتری[2]

تاکہ ہدیہ میں جب تو اس کو بادشاہ کے سامنے لیجائے — اسکو وہ پاک دیکھے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ اس کا خریدار بنجائے

بے نہایت گردد آبش بعد ازاں — پُر شود از کوزۂ من صد جہاں

اس کے بعد اس کا پانی لا انتہا ہو جائے گا — میرے کوزے سے سو جہان بھر جائے گے

لُولہا بر بندو پُر دارش زخم — گفت غُضُّوا عَنْ ھَوىٰ اَبْصارَکُمْ

اس کی ٹونٹیاں بند کردے اور اس کو مٹکے سے بھر ار کھ — فرمایا ہے، خواہش نفسانی سے اپنی نگاہیں نیچی رکھ

ریشِ اُو پُر بادکیں ہدیہ کراست — لائقِ چوں توشہے اینست راست

وہ مغرور تھا کہ یہ تحفہ کس کو میسر ہے؟ — تجھ جیسے بادشاہ کے لائق ہے یہ درست ہے

آں نمی دانست کانجا برگذر — ہست جاری دجلہ ہمچوں شکر

اس کو یہ خبر نہ تھی کہ وہاں راستے پر — شکر جیسا دجلہ بہہ رہا ہے

درمیانِ شہر چوں دریارواں — پرز کشتیہا وشستِ[3] ماہیاں

شہر کے درمیان سمندر کی طرح جاری ہے — کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے پُر ہے

رَو بر سُلطان و کاروبار بیں — حُسنِ تَجرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھارُ بیں

بادشاہ کے پاس جا، اور کاروبار دیکھ — "تجری تحتہا الانہار" کا حسن دیکھ

ایں چنیں حِسہا وادراکاتِ ما — قطرۂ باشد دراں بحرِ صفا

اسی طرح ہماری معلومات اور احساسات — اس صاف سمندر میں ایک قطرہ ہیں

بازجوی و باز بیں وبازیاب — از کہ از مَنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰب

طلب کر اور مشاہدہ کر اور حاصل کر — کس سے؟ اس ذات سے جسکے پاس لوح محفوظ ہے

درنمد دوختنِ زن سبوئے آب را و مُہر بروے نہادن

عورت کا ٹھلیا کو نمدہ میں سینا اور اس پر مہر لگانا

---

[1] اللہ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور مال خرید لیا ہے بعوض جنت کے "لولہ۔ ٹونٹی، یعنی بدن کی ٹھلیا میں پانچ حواس ٹونٹی۔ پانچ ٹونٹیوں کے ذریعہ ان حواس کے ذریعہ اندر گندگی نہ پہنچی چاہیے۔ منفذ۔ سوراخ۔ بحر یعنی وحدت کا سمندر خوئے بحر حدیث شریف میں ہے اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

[2] مُشتری۔ خریدار۔ ریش و بر باد۔ بدو کو گھمنڈ تھا کہ ایسا تحفہ کسی کو میسر نہ آیا ہوگا۔ اور یہ عجیب تحفہ یقیناً بادشاہ کے لائق ہے۔ گُذر۔ گذرگاہ۔ راستہ۔ دجلہ۔ دال کے فتحہ کے ساتھ عراق کا مشہور دریا ہے جس کے دونوں طرف شہر بغداد آباد ہے۔

[3] شست۔ شین کے فتحہ سے مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ تجری تحتہا الانہار نہریں اسکے نیچے جاری ہیں۔ قرآن میں یہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ بحر صفا علوم الٰہی کا سمندر بازجو۔ علوم الٰہی کا طالب بن وہ تجھے خدا سے حاصل ہونگے۔

مرد گفت آرے سبُو را سر ببند[۱]
مرد نے کہا، ہاں ٹھلیا کا منہ بند کر دے

ہیں کہ ایں ہدیہ است ما را سُودمند
یقیناً یہ تحفہ ہمارے لئے مفید ہے

در نمد در دوز تو ایں کوزہ را
تو اس کوزہ کو نمدے میں سی دے

تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را
تاکہ بادشاہ تحفہ سے روزہ کشائی کرے

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست
اس طرح کا تحفہ دنیا میں نہیں ہے

جُز رحیق و مایہ اَذواق نیست
(یہ) عمدہ شراب اور لذتوں کے سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ ایشاں ز ابہائے تلخ و شور
اس لئے کہ یہ لوگ کڑوے اور نمکین پانی کی وجہ سے

دائماً پُر علت اند و نیم کور
ہمیشہ بیمار اور آدھے اندھے ہیں

مُرغ کآب[۲] شور باشد مسکنش
جس پرندہ کی جائے رہائش کھاری پانی ہو

اُو چہ داند جائے آبِ روشنش
وہ اپنے صاف پانی کی جگہ کیا جانے؟

ایکہ اندر چشمۂ شورست جات
اے وہ کہ تیری جگہ کھاری چشمہ ہے!

تو چہ دانی شطِ جیحون و فرات
تو جیحوں اور فرات (دریا) کے کنارے کو کیا جانے؟

اے تو نارُستہ ازیں فانی رباط
اے وہ کہ تو اس فانی سرائے سے نہیں چھوٹا!

تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط
تو صحو اور سکر اور انبساط کو کیا جانے؟

ور بدانی نقلت از آب و جدست
اگر تو جانتا (بھی) ہے تو باپ دادا سے سنا سنایا ہے

پیشِ تو ایں نامہا چوں ابجدست
تیرے سامنے یہ نام حروف تہجی کی طرح ہیں

ابجد[۳] و ہوّز چہ فاش ست و پدید
ابجد اور ہوز کس قدر واضح اور ظاہر ہیں

بر ہمہ طفلان و معنیٰ بس بعید
تمام بچوں پر، اور معنی کس قدر دور ہیں

پس سبُو برداشت آں مردِ عرب
اس بدو مرد نے ٹھلیا اٹھائی

در سفر شدُ می کشیدش روز و شب
سفر میں (روانہ) ہو گیا، دن رات اس کو اٹھاتا تھا

بر سبُو لرزاں بُد از آفاتِ دہر
زمانے کی آفتوں سے ٹھلیا کے بارے میں خوفزدہ تھا

ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر
اس کو جنگل سے شہر کی طرف لئے جاتا تھا

زن مُصلّیٰ باز کردہ از نیاز
عورت نے عاجزی سے مصلّے بچھایا

رَبِّ سَلِّمْ وِرد کردہ در نماز
نماز میں "اے خدا اس کو سلامت رکھ" کی دعا شروع کر دی

کہ نگہدار آبِ ما را از خساں
کہ ہمارے پانی کو کمینوں سے محفوظ رکھ

یارب ایں گوہر بداں دریا رساں
اے خدا! یہ موتی اس دریا تک پہنچا دے

---

۱ سر بہ بند۔ منہ بند کر دے ہیں۔ کلمہ تنبہ ہے۔ دوز۔ سی دے۔ رحیق۔ شراب۔ اذواق۔ ذوق کی جمع ہے۔ مزہ، لطف۔ زانکہ۔ اعرابی (بدوی) کو یہ غلط فہمی اس لئے تھی کہ لوگ جنگل میں عموماً شور اور تلخ پانی پی کر بیمار رہتے ہیں۔ اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

۲ آب شور۔ کھارا پانی جات جائے۔ تو شط۔ کنارہ جیحون، ایران کا مشہور دریا۔ فرات۔ عراق کا مشہور دریا۔ جو کوفہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ صحو و سُکر و انبساط، روحانی کیفیتیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ اب۔ باپ۔ جد۔ دادا۔

۳ ابجد۔ بچوں کو حروف تہجی کے حقائق کا کوئی علم نہیں وہ صرف رٹ لیتے ہیں نہ انکو یہ معلوم ہے کہ انھی ابجد ہوز کی ترتیب سے اعداد کے ذریعہ تاریخیں۔ نکالی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ یہی حروف تعویذات اور طلسمات میں کام آتے ہیں نہ یہ معلوم کہ انھی حروف سے اسماء باری بنے ہیں۔ جن کی تاثیرات غیر متناہی ہیں نہ یہ معلوم کہ ان حروف تہجی کو ملا کر جو آٹھ کلمات بنائے گئے ہیں۔ اُمیں حضرت آدمؑ کے واقعات کی پوری تاریخ ہے وغیرہ۔ مصلّی۔ جائے نماز۔ رب سلّم۔ اے خدا اس ٹھلیا کو سلامت رکھنا۔ خساں۔ یعنی چور، ڈاکو۔ گوہر۔ یعنی ٹھلیا دریا۔ یعنی خلیفہ۔

گرچہ شُویم آگہ است پُرفن ست — لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست
اگرچہ میرا شوہر باخبر اور صاحب تدبیر ہے — لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں

خود چہ باشد گوہر، آبِ کوثر است — قطرۂ زاں آب کاصل گوہر ست
موتی کیا ہو گا (حوض) کوثر کا پانی ہے — اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل میں گوہر ہے

از دعا ہائے زن وزاریِ اُو — وزغمِ مَرد وگرداں باریِ اُو
عورت کی دعاؤں اور اس کی عاجزی سے — مرد کے غم اور اس کی جفا کشی سے

سالم از دُزداں واز آسیبِ سنگ — بُرد تا دَارُالخِلافہ بے دِرنگ
چوروں اور پتھر کے صدمہ سے سالم — بلا توقف دارالخلافہ تک لے گیا

دید درگاہے پُراز انعامہا — اہلِ حاجت گستریدہ دامہا
انعاموں سے بھرا ایک دربار دیکھا — ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں

دمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے — یافتہ زاں دَر عطا و خلعتے [2]
لحہ بہ لحہ ہر جانب ضرورتمند — اس در سے عطا اور خلعت پا رہے ہیں

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زِشت — ہمچو خورشید و مطر بل چوں بہشت
کافر اور مومن اور اچھے اور برے کیلئے (وہ دربار) — سورج اور بارش کی طرح بلکہ بہشت کی طرح تھا

دید قومے در نظر آراستہ — قوم دیگر منتظر برخاستہ
ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی — دوسری قوم منتظر کھڑی تھی

خاص و عامہ از سلیمانؑ تا بمور — زندہ گشتہ چوں جہاں از نفخ صور
خاص اور عام (حضرت) سلیمانؑ سے لیکر چیونٹی تک — جی اٹھے جیسے کہ دنیا صور پھونکنے سے

اہلِ صورت در جواہر تافتہ — اہلِ معنیٰ بحرِ معنیٰ یافتہ
اہل ظاہر جواہر میں لدے ہوئے تھے — اہل باطن نے حقیقت کا سمندر پایا تھا

آنکہ بے ہمّت چہ باہمّت شُدہ — وانکہ باہمّت چہ بانعمت شُدہ
جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہو گیا — جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہو گیا

بانگ می آمد کہ اے طالبِ بیا — جُود محتاجِ گدایاں چوں گدا
آواز آتی تھی کہ اے طلبگار! آجا — سخاوت کو سائلوں کی ضرورت ہے جیسے کہ سائل کو سخاوت کی

دربیانِ [3] آنکہ چنانکہ گدا عاشقِ کریم ست کریم ہم عاشقِ گدا ست

اس کا بیان کہ جس طرح فقیر، سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

---

[1] کوثر۔ جنت کا چشمہ ہے۔ اصل گوہر۔ یعنی موتی اسی پانی کی قطرات سے بنتے ہیں۔ گراں باری۔ بوجھ اٹھانا جفاکشی۔ آسیب۔ صدمہ۔ دارالخلافہ۔ خلیفۃ المسلمین کے رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر درگاہ۔ دربار۔ دامہا۔ جال یعنی انعام حاصل کرنے کے وسائل وذرائع۔

[2] خلعت۔ شاہی لباس۔ گبر۔ آتش پرست، کافر مطر۔ بارش، مینہ۔ در نظر بادشاہ کے سامنے سلیماں۔ یعنی امراء مور یعنی غرباء نفخ صور۔ صور پھونکنا جس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے جود۔ یعنی اس کی سخاوت بھکاریوں کو اس طرح تلاش کرتی تھی جس طرح بھکاری بخشش اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

[3] دربیان۔ سخیوں کی سخاوت کا وجود اور ظہور فقراء کے وجود سے ہے لہٰذا سخی اپنی سخاوت کیلئے فقراء کے محتاج ہیں جیسا کہ توبہ کا وجود توبہ کرنیوالے سے ہے۔ گدا۔ فقیر۔ بھکاری۔

اگر گدارا صبر پیش بُوَد کریم بر درِ اُو آید و اگر کریم را صبر بُوَد گدا بر درِ او آید امّا صبر کمالِ گدا و نقصانِ کریم ست

اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اس کے دروازے پر آجاتا ہے اور سخی کو صبر ہو تو فقیر اس کے دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کرنا فقیر کا کمال ہے اور سخی کا عیب ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے — ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے

سخاوت ضرورتمند ہے اور کوئی طلبگار چاہتی ہے — جس طرح توبہ، توبہ کرنے والے کو چاہتی ہے

جُود می جوید گدایان و ضعاف[۱] — ہمچو خوباں کائینہ جویند صاف

سخاوت فقیروں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے — جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں

رُوئے خوباں ز آئینہ زیبا شود — رُوئے احساں از گدا پیدا شود

حسینوں کا چہرہ آئینہ سے حسین بنتا ہے — احسان کا چہرہ فقیر سے رونما ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جود ست ہاں — دَم بُوَد بر رُوئے آئینہ زیاں

جبکہ فقیر، سخاوت کا آئینہ ہے، خبردار — پھونک مارنا، آئینے کے چہرے کی بربادی ہے

پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ[۲] — بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا

اسلیئے (اللہ تعالیٰ) نے سورۂ والضحیٰ میں فرمایا ہے — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کو نہ جھڑک

آں یکے جودش گدا آرد پدید — ویں دگر بخشد گدایاں را مزید

ایک وہ ہے جس کی سخاوت کو فقیر رونما کرتا ہے — اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے

پس گدایاں آئینہ جودِ حق اند — وانکہ با حق اند جودِ مطلق اند

فقیرا، (اللہ تعالیٰ) کی سخاوت کے آئینہ ہیں — اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ مجسم سخاوت ہیں

وانکہ[۳] جز ایں دو بُوَد خود مُردہ است — اُو بریں در نیست نقش پردہ است

اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مُردہ ہے — وہ اس دروازے پر نہیں ہے پردے کا نقش ہے

فرق درمیان آنکہ دُرویش ست بخدا و تشنۂ خدا و آنکہ دُرویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

فرق اس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اس کا پیاسا ہے اور اس شخص میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک دُرویشے کہ اُو تشنہ خداست — ہست دائم از خدایش کار راست

لیکن وہ فقیر جو اللہ (تعالیٰ) کا پیاسا ہے — اس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

---

۱ ضعاف۔ ضعیف کی جمع ہے کمزور، فقیر۔ خوباں۔ خوب کی جمع ہے، حسین، خوبصورت۔ زیبا۔ خوبصورت پیدا ظہور۔

۲ والضحیٰ۔ سورۂ والضحیٰ میں آنحضورؐ کو کہا گیا ہے۔ "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" اور سائل کو نہ جھڑک۔ آں یکے۔ ایک سخی کی سخاوت کو بھکاری رونما کرتا ہے۔ دوسری قسم سخی کی یہ ہے کہ سائل کو بغیر مانگے دوگنا دیتا ہے۔ پس گدایاں۔ فقیر کی ایک قسم تو وہ ہے جو صبر کرتی ہے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتی وہ تو اللہ کی صفت جود کی مظہر ہے اور جو فقرا ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل غنی کر دیئے ہیں۔ وہ جود مطلق ہیں جو اللہ کی صفت جود اختیار کر چکے ہیں۔

۳ وانکہ۔ تیسری قسم فقیر کی وہ ہے جو دست سوال دراز کرتا ہے وہ اللہ کے در پر نہیں ہے بلکہ دروازے کے پردے کا نقش ہے جو دروازہ سے باہر ہوتا ہے تشنہ۔ پیاسا۔ دائم۔ ہمیشہ۔

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد — اُو حقیر وابلہ[1] و بے خیر شد

لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا — وہ ذلیل اور بیوقوف ہے اور بھلائی سے خالی ہوا

نقشِ دُرویش ست اُو نے اہل جاں — نقشِ سگ را تو مینداز استخواں

وہ صرف فقیر کی تصویر ہے جاندار نہیں ہے — کتے کی تصویر کو ہڈی نہ ڈال

فقرِ لقمہ دارد اُو نے فقرِ حق — پیشِ نقشِ مُردۂ کم نہ طبق

وہ لقمہ کی فقیری رکھتا ہے نہ کہ اللہ (تعالیٰ) کی فقیری — مردے کی تصویر کے سامنے طباق نہ رکھ

ماہیِ خاکی بُود درویشِ ناں — شکلِ ماہی لیک از دریا رَماں

روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے — مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے متنفر ہے

نقشِ ماہی کے بُود درویشِ آب — آں زبے آبی نمیگردد خراب

مچھلی کی تصویر پانی کی فقیر کب ہوتی ہے؟ — وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی ہے

مُرغِ خانہ است اُو نہ سیمرغ[2] ہوا — لُوت نوشد اُو نہ نوشد از خدا

وہ گھریلو پرندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ — لذیذ کھانے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا ہے

عاشقِ حق ست اُو بہرِ نوال — نیست جانش عاشقِ حُسن و جمال

وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے — اس کی جان حسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

گر توہم می کند او عشقِ ذات — ذات نبُود وہم اسماء و صفات

اگر وہ ذات (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا ہے — اسماء اور صفات کا خیال ذات (خداوندی) نہیں ہوتا ہے

وہم مخلوق[3] ست و مولود آمدست — حق نہ زائید ست اُو لم یُولَد ست

خیال مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے — حق (تعالیٰ) پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

عاشقِ تصویر وہم خویشتن — کے بُوَد از عاشقانِ ذوالمنن

اپنے وہم کی تصویر کا عاشق — اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہو سکتا ہے؟

عاشقِ آں وہم گر صادق بُود — آں مجازش تا حقیقت می کشد

اس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو — وہ مجاز اس کو حقیقت تک پہنچا دیتا ہے

شرح میخواہد بیانِ ایں سخن — لیک می ترسم ز افہام کُہن

اس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے — لیکن میں پرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر — صد خیالِ بد در آرد در فکر

کوتاہ نظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں — تخیل میں سینکڑوں برے خیالات لائیں گی

---

[1] ابلہ۔ بیوقوف۔ اہل جان۔ جاندار استخوان۔ یعنی ایسے فقیر کے سامنے معرفت خداوندی کے نکتے بیان کرنا بے سود ہے۔ طبق۔ یعنی معرفت خداوندی کے علوم کا طبق۔

[2] سیمرغ۔ ایک فرضی پرندہ ہے جس میں تیس رنگ کے پر فرض کیے گئے ہیں۔ لوت۔ لذیذ کھانے، نوال۔ عطیہ۔ توہم۔ وہم کرنا۔ اسماء یعنی اسماء الٰہی۔ صفات۔ یعنی صفات خداوندی

[3] مخلوق۔ پیدا کیا ہوا، مولود، جنا ہوا۔ لم یولد۔ وہ جنا نہیں گیا۔ تصویر وہم۔ خیالی صورت۔ ذوالمنن۔ احسانات والا، حق تعالیٰ صادق سچا، مجاز، غیر اصلی۔ حقیقت۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) کا عشق۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ، عقل۔ کہن پرانا۔

بر سماعِ راست ۱ ہر کس چیر نیست — لقمہ ہر مرغکے انجیر نیست

سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے — ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے

خاصہ مرغ مردۂ پوسیدۂ — پُر خیالِ اعمیٔ بے دیدۂ

خاص طور پر مُردہ سڑا ہوا پرندہ — اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا

نقشِ ماہی راچہ دریا وچہ خاک — رنگِ ہندو ۲ راچہ صابون وچہ زاک

مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا خشکی — ہندوستانی کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پھٹکری

نقش اگر غمگیں نگاری بر ورق — او ندارد از غم و شادی سبق

اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے — اس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہو گا

صورتش غمگین و او فارغ ازاں — صورتش خندان و او زاں بے نشاں

اس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے — اس کی صورت ہنستی ہے اور وہ اس (ہنسی) سے خالی ہے

ویں غم وشادی کہ اندر دل خفی ست — پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست

یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے — اس خوشی اور غم کے سامنے سوائے نقش کے کچھ نہیں ہے

صورتِ خندان نقش از بہرِ تست — تا ازاں صورت شود معنیٔ درست

تصویر کی ہنستی ہوئی صورت تیرے لئے ہے — تاکہ اس صورت سے، باطن درست ہو جائے

صورتِ غمگین نقش از بہرِ ماست — تا کہ مارا یاد آید راہِ راست

غمگین تصویر کی صورت ہمارے لئے ہے — تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آ جائے

نقشہائے کاندریں حمامہاست — از برونِ جامہ ۳ کن چوں جامہاست

وہ تصویریں جو ان حماموں میں ہیں — جامہ کن (حمام کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں

تا برونی جامہا بینی ویس — جامہ بیروں کن درآ اے ہمنفس

جب تک تو (جامہ کن سے) باہر ہے کپڑے دیکھتا ہے — اے ساتھی! کپڑے اتار، اندر آ جا

زانکہ با جامہ درآں سو راہ نیست — تن زجان و جاں زتن آگاہ نیست

اسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اس جانب راستہ نہیں ہے — جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے

بازمی گردم سوئے قصہ عرب — از بیانِ سِرّ و رازِ بو العجب

میں بدوی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں — سِر اور عجیب راز کے بیان سے

---

۱ راست۔ سچی بات۔ چیر۔ غالب۔ لقمہ۔ خوراک۔ مرغک۔ حقیر پرندہ۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ اعمی۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم نقش ماہی مچھلی کی تصویر کیلئے دریا اور خشکی یکساں ہے چونکہ وہ اصلی نہیں ہے لہذا وہ اپنی اصلی حیات کی جویاں نہیں ہے۔ مزورین اور غلط مدعیان تصوف کا یہی حال ہے

۲ ہندو۔ ہندوستان کا رہنے والا جو عموماً کالے ہوتے ہیں۔ ان کیلئے صابون اور پھٹکری یکساں ہے ان کی سیاہی دور نہ ہو گی۔ زاک۔ پھٹکری نقش۔ یعنی تصویر میں جو کیفیات ظاہر کیجاتی ہیں۔ وہ حقیقت سے دور ہوتی ہیں محض صورت رنج و غم کی ہوتی ہے۔ حقیقت غیر موجود ہوتی ہے۔ خفی۔ پوشیدہ نقش۔ تصویر یعنی اولیاء اللہ پر جو قبض اور بسط کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کے بالمقابل عام انسانوں کا غم اور خوشی ہیچ ہے۔ صورت۔ یعنی یہ ظاہری غم اور خوشی اس لئے ہے کہ تو اہل اللہ کے غم اور خوشی کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔ معنی باطن۔ حمامہا۔ غسلخانے۔ یعنی دنیا جسمیں محض نقوش ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔

۳ جامہ کن۔ حمام کا وہ درجہ کہلاتا ہے۔ جہاں کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ ان اشعار میں مولانا تنبیہ کی ہے کہ انسان ظاہر سے نکلکر ہی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کپڑوں سے مراد بدن کے اثار اور خصوصیات میں جبتک انسان انکو ترک نہ کریگا حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جامہ بیروں کن۔ یعنی مقتضیات۔ جسمانی سے معریٰ ہو کر حمام حقیقت میں داخل ہو

پیش آمدنِ نقیبان و دربانانِ خلیفہ از بہرِ اکرامِ اعرابی و پذیرفتنِ ہدیہ اُورا

بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا اور اس کے ہدیہ کو قبول کرلینا

آں عرابی ۱؎ از بیابانِ بعید — بردرِ دارُالخلافہ چوں رسید

وہ بدوی، دور کے جنگل سے — جب دارالحکومت کے دروازہ پر پہنچا

پس نقیباں پیش اعرابی شدند — بس گلابِ لطف بررویش زدند

تو نقیب، بدوی کے پاس آئے — (اور انہوں نے) مہربانی کا گلاب اس کے چہرے پر چھڑکا

حاجت اُو فہم شاں شد بے مقال ۲؎ — کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال

بغیر گفتگو کے اس کی حاجت انکی سمجھ میں آ گئی — ان کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا

پس بدو گفتند یا وجہَ العرب — از کجائی چونی از رنج و تعب

انہوں نے اس سے کہا کہ اے عرب کے سردار! — تو کہاں سے آیا ہے تکلیف اور تھکن سے تیرا کیا حال ہے؟

گفت وجہم گر مرا وجہے دہید — بے وجوہم چوں پس پشتم نہید

اس نے کہا میں سردار ہوں اگر مجھے ذریعہ معاش دیدو — (اور) اگر مجھے پس پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہوں

اے کہ در رُوتاں نشانِ مہتری ۳؎ — فرّتاں خوشتر ز زرِّ جعفری

اے (نقیبو) تمہارے چہروں پر سرداری کا نشان ہے — تمہاری شان و شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشنما ہے

اے کہ یک دیدارتاں دیدارہا — اے نثارِ دیدتاں دینارہا

اے (نقیبو) تمہارا ایک دیدار بہت سے دیدار ہیں — اے (نقیبو) تمہارے دیدار پر اشرفیاں نچھاور ہیں

اے ہمہ یَنْظُرُ بِنُورِ اللہ شدہ — از برِحق بہرِ بخشش آمدہ

اے (نقیبو) تم سب اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہو — اللہ تعالیٰ کے پاس سے انعام دینے کے لئے آئے ہو

تا زنید آں کیمیا ہائے نظر — بر سرِ مِسہائے اشخاصِ بشر

تاکہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو — انسانوں کے وجود کے تابے پر

من غریبم از بیاباں آمدم — بر اُمیدِ لُطفِ سُلطاں آمدم

میں مسافر ہوں جنگل سے آیا ہوں — بادشاہ کی مہربانی کی اُمید پر آیا ہوں

بوئے لُطفِ اُو بیاباں ہا گرفت — ذرّہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت

اسکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے — ریت کے ذروں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

۱؎ عرابی۔ اعرابی۔ دارالخلافہ۔ خلیفۃ المسلمین کا شہر۔ نقیباں۔ نقیب کی جمع ہے۔ چوبدار۔

۲؎ بے مقال۔ بلا گفتگو۔ وجہ العرب۔ عرب کا چہرہ یعنی سردار۔ کجائی۔ از کجا ہستی چونی۔ چوں ہستی تعب۔ تھکن۔ روتاں۔ روئے شما۔

۳؎ مہتری۔ سرداری۔ فر۔ جاہ و اقبال۔ جعفر۔ زرد رنگ کا ایک پھول ہے۔ ایک کیمیا گر کا نام ہے اور جعفر برمکی بنی عباس کا مشہور وزیر تھا۔ ینظر بنور اللہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِن فِرَاسَۃِ المُؤمِنِ فَاِنَّہٗ یَنظُرُ بِنُورِ اللہِ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ مس۔ تانبا۔ اشخاص۔ وجود۔ غریب۔ اجنبی۔ مسافر

تابد ۱ ینجا بہرِ دینار آمدم — چوں رسیدم مستِ دیدار آمدم

میں یہاں دینار کے لئے آیا — جب پہنچا تو دیدار سے مست ہو گیا

بہرِ ناں شخصے سوئے نانبا دوید — داد جاں چوں حُسن نانبا را بدید

ایک شخص روٹی کے لئے نانبائی کی جانب دوڑا — جب نان بائی کا حُسن دیکھا جان دیدی

بہرِ فُرجہ شُد یکے، تا گلستاں — فُرجہ اُوشُد جمالِ باغباں

ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا — باغبان کا حُسن اس کی تفریح کا سبب بنگیا

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید — آبِ حیواں از رُخِ یوسفؑ چشید

اس بدوی کیطرح جس نے کنویں سے پانی کھینچا — (حضرت) یوسف کے رُخ سے آبِ حیات پی لیا

رفت موسیٰؑ کاتشے آرد بدست — آتشے دید اُو کہ از آتش برست

موسیٰ (علیہ السلام) گئے تاکہ آگ لائیں — انہوں نے آگ دیکھی کہ جس آگ سے کنارہ کش ہو گئے

جست ۲ عیسیٰ تا رہد از دشمناں — بُردش آں جستن بچارم آسماں

(حضرت) عیسیٰ دشمنوں (کے نرغہ) سے کودے کہ نجات حاصل کریں — وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا

دامِ آدمؑ خوشۂ گندم شُدہ — تا وجودش خوشۂ مردم شُدہ

(حضرت) آدم کا جال گیہوں کی بال بنی — یہانتک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

باز آمد سُوئے دام از بہرِ خور — ساعدِ شہ یافت و اقبال و فر

باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا — اس کو بادشاہ کی کلائی پر جگہ اور شان و شوکت ملی

طفل شد مکتب پئے کسبِ ہنر — بر اُمید ۳ مُرغ یا لُطفِ پدر

بچہ ہنر حاصل کرنے مکتب میں گیا — باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی امید پر

پس زمکتب آں یکے صدرے شُدہ — ماہیانہ دادہ و بدرے شُدہ

پھر مکتب سے وہ صدر ہو گیا — ماہواری (فیس) دی اور چاند ہو گیا

آمدہ عباسؓ حرب از بہرِ کیں — بہرِ قمعِ احمد و استیزِ دیں

عباس (رضی اللہ عنہ) کینہ پروری سے جنگ کیلئے آئے — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیخ کنی اور دین سے لڑنے کیلئے

گشت دیں را تا قیامت پُشت و رُو — در خلافت اُو و فرزندانِ اُو

قیامت تک کیلئے دین کے پشت و پناہ بن گئے — خلافت کے معاملہ میں وہ اور ان کی اولاد

آمدہ عمرؓ بقصدِ مصطفیٰ — تیغ در کف بستہ بس میثاقہا

(حضرت) عمرؓ آنحضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے — تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

۱ تابد ینجا۔ مولانا نے اس شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بسا اوقات انسان ایک معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کو ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ آئندہ بہت سے اشعار میں مختلف واقعات پیش فرما کر اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ نانبا۔ نانبائی۔ فُرجہ۔ فاء کے ضمہ کے ساتھ، کشادگی، تفریح۔ اعرابی۔ وہ مسافر مراد ہے۔ جس نے چاہ کنعاں میں پانی کیلئے ڈول ڈالا اور وہاں حضرت یوسف کو دیکھ لیا۔ رفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کوہِ طور پر آگ لینے گئے تھے وہاں تجلی رب کا مشاہدہ ہو گیا۔

۲ جست عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ دشمنوں کے نرغے سے نکلنے کے لئے کودے اور وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت عیسیٰ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے وہ دوسرے آسمان پر ہیں۔ آدم۔ حضرت آدم نے گیہوں کھایا اور وہی اس کا سبب بنا کہ انکی نسل سے بیشمار انبیاء اور رسول پیدا ہوئے۔ باز۔ باز دانہ خوری کے ارادہ سے جال میں پھنستا ہے اور وہی اس کے عروج کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنا نصیب ہوتا ہے۔

۳ بر امید مرغ۔ باپ بچے کو معمولی چڑیا کا لالچ دیکر مدرسہ بھیجتا ہے اور بچہ اسی کیوجہ سے مکتب سے صدر صدور ہو کر نکلتا ہے عباس۔ آنحضورؐ کے چچا مخالفت کیلئے میدان میں آئے وہاں گرفتار ہو کر مسلمان ہوئے اور انکی نسل کو خلافت ملی۔ پشت۔ یعنی مددگار۔ رو۔ ... فرزندان۔ اولاد حضرت عبداللہ بن عباس نے ... سات آٹھ سو سال تک بغداد میں خلافت پر ... عمر۔ میم پر تشدید ضرورت شعری کیوجہ سے ہے۔ میثاقہا۔ میثاق۔ عہد و پیمان۔ حضرت عمرؓ نے ابو جہل وغیرہ سے آنحضورؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا تھا۔

گشتہ اندر شرع امیر المومنین [۱] پیشوا و مقتدائے اہلِ دیں
شریعت میں امیر المومنین نے دینداروں کے پیشوا اور مقتدا نے

آں علف کش سوئے ویرانہا شدہ بے خبر بر گنج ناگہ پازدہ
وہ گھسیارا جنگلوں کی جانب چلا اچانک بیخبری میں اس کا پاؤں خزانہ پر پڑ گیا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب [۲] در دید اندر جوئے خود عکس قمر
پیاسا، نہر کی طرف آیا، پانی میں نہر کے اندر اس نے چاند کا عکس دیکھ لیا

من بریں در طالبِ چیز آمدم صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بنکر آیا جب دہلیز پر پہنچا، صدر بن گیا

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں بوئے نانم بُرد تا صدرِ [۳] جہاں
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا روٹی کی تمنا مجھے دنیا کے صدر کے پاس لے آئی

ناں بروں راند آدمی را از بہشت ناں مرا اندر بہشتے در سرشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا

رستم از آب و زناں ہمچوں مَلک بے غرض گردم بریں در چوں فلک
فرشتے کیطرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے طواف کرتا ہوں

در بیانِ آنکہ عاشقِ دنیا بر مثالِ عاشقِ دیواریست کہ برو

اس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر

آفتاب تافتہ و جہد نکرد تا فہم کند کہ ایں تاب از دیوار نیست

سورج چمکا ہو اور اسنے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے

از آفتاب ہست در آسمانِ چہارم لا جرم کُلّی دل بر دیوار

سورج کی ہے جو چوتھے آسمان میں ہے لا محالہ وہ بالکلیہ دیوار پر عاشق ہو گیا

نہاد وچوں پرِ توِ آفتاب بآفتاب پیوست اُو محروم ماند

اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ

اور آرزو کردی گئی ان میں ان کی مراد میں

بے غرض نبود بگردش در جہاں غیرِ جسم و غیرِ جانِ عاشقاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

---

[۱] امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ ابتداء خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ کہلاتے تھے پھر امیر المومنین لقب پڑ گیا۔ مُقتدا۔ وہ جس کی لوگ پیروی کریں۔ علف کش۔ گھسیارا۔ گنج۔ خزانہ۔

[۲] آب در۔ در آب۔ یہاں تک یہی مضمون ہے کہ انسان بسا اوقات معمولی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

[۳] صدر جہاں۔ یعنی بادشاہ۔ ناں۔ یعنی گیہوں نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا۔ سرشت۔ ملا دیا۔ در۔ زیادہ ہے۔ بے غرض۔ مخلصانہ۔ رستم یعنی میں اس دربار میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا اور اب میں دنیا سے بے نیاز ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا ہوں۔

عاشقانِ کل نہ ایں عُشاق جزو ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو

کل کے عاشق نہ کہ یہ جزو کے عاشق جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل سے (دور) رہ گیا

چونکہ جُزوے عاشق جزوے شود زُود معشوقش بکُلِّ خود رود

جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہو اسکا معشوق بہت جلد اپنے کل کیطرف چلا جاتا ہے

ریش [۲] گاوٗ و بندۂ غیر آمد اُو غرقہ شد کف در ضعیفے در زد اُو

وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بنا وہ ڈوبا، اس نے کمزور پر ہاتھ مارا

نیست حاکم تا کُند تیمارِ او کارِ خواجہ خود کُند یا کارِ اُو

وہ معشوق حاکم نہیں ہے کہ اپنے تحفظ سے اس عاشق کی دیکھ بھال کرے وہ (معشوق) آقا کا کام کرے یا اُس (عاشق) کا؟

فازنِ بالحُرّہ پے ایں شد مثل فاسرقِ الدُّرّہ بدیں شد مُنتقل

آزاد عورت سے زنا کر یہ مثل اسی لئے بنی ہے موتی کی چوری کر، اسی لئے منقول ہوا ہے

بندہ [۳] سوئے خواجہ شُد اُو ماند زار بوئے گُل شُد سوئے گُل اُو ماند خار

غلام اپنے آقا کیطرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا پھول کی خوشبو پھول میں گئی وہ کانٹا رہ گیا

ہمچوں آں ابلہ کہ تابِ آفتاب دید بر دیوار و حیراں شد شتاب

اس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی دیوار پر دیکھی اور فوراً حیران ہو گیا

عاشقِ دیوار شد کایں باضیاست بے خبر کاں عکسِ خورشید سماست

دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پُر نور ہے یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

چوں باصل خویش پیوست آں ضیا دید دیوارِ سیہ ماندہ بجا

جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر ٹھہری ہے

اُو بماندہ دور از مطلوبِ خویش سعیِ ضائع، رنجِ باطل پائے ریش

وہ اپنے مطلوب سے دور رہ گیا محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

ہمچو صیادے کہ گیرو سایۂ سایہ کے گردد وُرا سرمایۂ

(مجازکا عاشق) اس شکاری کیطرح ہے جو سایہ کو پکڑے سایہ اُس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

سایۂ مُرغے گرفتہ مرد سخت مُرغ حیراں گشتہ بر شاخِ درخت

شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

کایں مُدمّغ بر کہ می خندد عجب اینت باطل لنتِ پوشیدہ سبب

یہ بیہودہ دماغ عجب ہے کس پر ہنستا ہے؟ عجب! باطل ہے عجب، سبب پوشیدہ ہے

---

[۱] عاشقاں۔ عاشق محبت سے تعلق سے کام کرتا ہے اس کی کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ کل۔ ذات خداوندی، جزو جو مخلوق۔ عشاق۔ عاشق کی جمع ہے چونکہ۔ یعنی جب مخلوق کسی مخلوق پر عاشق ہو۔ لیکن خود یعنی ممکنات فنا ہو کر ذات احدیت میں مل جاتے ہیں۔

[۲] ریش گاوٗ۔ یعنی احمق۔ غرقہ شد۔ ڈوب گیا۔ کف مثل مشہور ہے ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا پکڑتا چاہتا ہے فازن۔ امر کا صیغہ ہے زنا کر۔ حرہ۔ آزاد عورت۔ اسرق امر کا صیغہ ہے چوری کر۔ درہ۔ موتی۔ منتقل۔ منقول یعنی انسان جو بھی کرے بلند ہمتی سے کرے
ہر کنا ہے کہ کنی در شب آدینہ بکن
تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

[۳] بندہ۔ یعنی معشوق جب اپنے مالک سے جا ملیگا تو یہ عاشق عاجز اور محروم رہ جائیگا لہٰذا مخلوق سے عشق بیوقوفی ہے خالق سے عشق کرنا چاہئے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ تاب۔ روشنی چمک۔ شتاب۔ جلد۔ کایں۔ کہ ایں۔ ضیا۔ روشنی۔ سما۔ آسمان۔ سعی۔ کوشش۔ ریش۔ زخمی۔ مدمغ۔ بدماغ۔ اینت۔ اینک، دیکھ۔ حیرت، عجب۔

ور تو گوئی[1] جزو پیوستہ کُل ست خار می خور خار پیوستہ گُل ست
اگر تو کہے جزو کُل سے وابستہ ہے کانٹا کھائے، کانٹا پھول سے ملا ہوا ہے

جزو یک رُو نیست پیوستہ بکُل ورنہ خود باطل بُدے بعثِ رُسُل
جزو پوری طرح کُل سے جڑا ہوا نہیں ہے ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی

چوں رسولاں از پئے پیوستن اند پس چہ پیوندند شاں چوں یک تن اند
جبکہ رسول ملانے کے لئے ہیں وہ کس چیز کو ملائیں گے جب ایک ہی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام[2] زانکہ جَرّے سخت دارد ایں کلام
اے لڑکے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے

شرح کُن حالِ عرب اے بانظام روز بے گہ شُد حکایت کُن تمام
اے منتظم! بدوی کے حال کی تفصیل بتا دن بے وقت ہو گیا، کہانی ختم کر

سپردنِ عرب ہدیہ خود بغلامانِ خلیفہ و شرح آں
بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں کے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

بانقیباں حالِ خُود را آں عرب چوں بگفت اُو دید ہنگامِ طلب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے جب کہی، اور اس نے سوال کا موقع دیکھا

آں سبوئے آب را در پیش داشت تخم خدمت را در اںحضرت بکاشت
وہ پانی کی ٹھلیا پیش کر دی (اور) اس دربار میں خدمت کا بیج بو دیا

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید سائلِ شہ راز حاجت وا خرید
بولا، یہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ بادشاہ کے بھکاری کو حاجت سے نجات دلاؤ

آبِ شیریں و سبوئے سبز و نو ز آبِ بارانی کہ جمع آمد بہ گو
میٹھا پانی ہے ٹھلیا سبز اور نئی ہے بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا

خندہ می آمد نقیباں را ازاں لیک پذر فتند آنرا ہمچوں جاں
نقیبوں کو اس پر ہنسی آرہی تھی لیکن انہوں نے جان کی طرح اس کو قبول کر لیا

زانکہ لُطفِ شاہِ خوبِ باخبر کردہ بود اندر ہمہ ارکاں[3] اثر
اس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی سب کارکنوں میں اثر کئے ہوئے تھی

خوئے شاہاں در رعیت جا کند چرخِ اخضر خاک را خضرا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کر لیتی ہے سبز آسمان زمین کو سرسبز کر دیتا ہے

---

[1] ور تو گوئی۔ یعنی جزو کل کا عین ہے تو جزو پر عاشق ہونا کل پر عاشق ہونا ہے۔ ورنہ اگر جزو کا کل سے بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسولوں کو بھیجنا بیکار ہوتا اسلئے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہی ہے۔

[2] غلام۔ لڑکا۔ جر۔ کشش، طوالت۔ بیگہ۔ بے گاہ، ہنگام وقت، طلب۔ سوال۔ حضرت۔ دربار۔ حاجت۔ ضرورت محتاجی، واخریدن، چھڑانا نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا گڑھا پذرفتند۔ پذیرفتند زانکہ مشہور ہے کہ رعایا بادشاہ کی عادت اختیار کرتی ہے۔

[3] ارکان رکن کی جمع ہے کارکن۔ جا کردن۔ گھر کر لینا۔ اخضر مذکر سبز۔ خضرا۔ مونث سبز۔ آسمان کی سبزی سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ تخیل ہے۔

شہ چوں حوضے داں حشم ۱ چوں لولہا　　آب از لولہ رود در گولہا
بادشاہ کو حوض اور خادموں کو ٹونٹیاں سمجھ　　پانی ٹونٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے

چونکہ آبِ جملہ از حوضے ست پاک　　ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
جبکہ سب کا پانی پاک حوض کا ہے　　ہر ایک (ٹونٹی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے

ور دراں حوض آبِ شور ست و پلید　　ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید
اگر اس حوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے　　ہر ٹونٹی سے وہی پانی نکلے گا

زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض　　خوض کن در معنیٔ ایں حرف خوض
کیونکہ ہر ٹونٹی حوض سے وابستہ ہے　　ان حرفوں کے معنی میں خوب غور کرے

لطفِ شاہنشاہ جانِ بے وطن　　چوں اثر کردست اندر کلِ تن
بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے　　پورے بدن میں کیا اثر کیا ہے!

لطفِ عقل و خوش نہادِ خوش نسب　　چوں ہمہ تن را در آرد در ادب
پاک طبیعت پاک نسب، عقل کی لطافت　　کس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں　　چوں در آرد کلِ تن ۲ را در جنوں
شوخ، بے چین، بے قرار عشق　　کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے

لطفِ آبِ بحر کو چوں کوثر ست　　سنگریزش جملہ دُر و گوہر ست
اس دریا کی لطافت کو دیکھ جو کوثر کی طرح ہے　　اسکے سنگریزے سب موتی اور گوہر ہیں

ہر ہنر کا ُستا بداں معروف شد　　جانِ شاگردش بداں موصوف شد
جس ہنر میں استاد مشہور ہوتا ہے　　اسکے شاگرد کی جان اسی سے موصوف ہوتی ہے

پیشِ استادِ اصولی ہم اصول　　خواند آں شاگردِ چستِ باوصول
اصولی استاد کے سامنے اصول　　پڑھتا ہے مستعد اور کامیاب شاگرد

پیشِ اُستادِ فقیہ ۳ آں فقہ خواں　　فقہ خواند نے اصول و نے بیاں
فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ استاد کے سامنے　　فقہ پڑھتا ہے نہ (علم) اصول اور نہ (علم) بیان

پیشِ استادے کہ او نحوی بود　　جانِ شاگردش از و نحوی شود
اس استاد کے سامنے جو نحوی ہو　　شاگرد کی جان اس سے نحوی بنجاتی ہے

باز اُستادے کہ آں محوِ رہ ست　　جانِ شاگردش از و محوِ شہ ست
پھر وہ استاد جو راہ (خدا) میں محو ہے　　اسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محو ہو جاتی ہے

---

۱ حشم۔ حاء اور شین کے فتحہ کیساتھ، نوکر چاکر۔ لولہ۔ ٹونٹی، نل۔ گول۔ نالی، چہ بچہ۔ ذوق۔ ذائقہ۔ آبِ شور۔ کھاری پانی ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ النَّاسُ علی دِینِ مُلُوکِھِمْ یعنی جیسا راجہ ویسی ہی پرجا۔ جان۔ روح، چونکہ وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے اس کو شہنشاہ کہا ہے اور چونکہ وہ اس عالم کی چیز نہیں ہے لہٰذا اس کو دنیا کے اعتبار سے بے وطن کہا ہے روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو شاہ کی رعایا سے ہے۔

۲ تن۔ جسم۔ اُستا۔ استاد کا مخفف ہے۔ معروف۔ مشہور۔ موصوف۔ متصف۔ اصولی۔ علم اصول کا ماہر، علم اصول وہ کہلاتا ہے جس میں کسی علم کے قواعد کلی بیان کئے گئے ہوں جیسے علم اصول فقہ وغیرہ۔ چست۔ ہوشیار۔ باوصول۔ فارغ التحصیل۔ یعنی جس طرح رعایا بادشاہ کے اوصاف قبول کرتی ہے۔ اور اعضاء روح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد میں استاد کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں۔

۳ فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر۔ فقہ۔ دانائی وہ علم جس میں شرع کے عملی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بیان وہ علم ہے جسمیں ایک معنی کو مختلف انداز سے بیان کرنا بتایا جاتا ہے۔ نحوی جو علم نحو کا ماہر ہو۔ رہ طریقت سلوک۔ شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

زیں ہمہ انواعِ[1] دانش روزِ مرگ ۔۔۔ دانشِ فقرست سازِ راہ برگ
علم کی ان قسموں میں سے مرنے کے دن (آخرت کے) ۔۔۔ راستہ کا سازو سامان علم فقر ہی ہے

ماجرائے مردِ نحوی در کشتی باکشتیبان و جواب دادنِ او
ملاح کے ساتھ کشتی میں نحوی کا قصہ اور اس کا جواب دینا

آں یکے نحوی بہ کشتی درنشست ۔۔۔ رُو بکشتیباں نہاد آں خود پرست
ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا ۔۔۔ اس متکبر نے ملاح کا رخ کیا

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا ۔۔۔ گفت نیمِ عمرِ تو شد در فنا
بولا، تو نے کچھ نحو پڑھی ہے اس نے کہا نہیں ۔۔۔ اس نے کہا، تیری آدھی عمر برباد ہوئی

دل شکستہ گشت کشتیباں زتاب ۔۔۔ لیک آندم گشت خاموش از جواب
رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا ۔۔۔ لیکن اس وقت جواب سے خاموش رہا

باد کشتی را بگرداب[2] فگند ۔۔۔ گفت کشتیباں بداں نحوی بلند
ہوا نے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا ۔۔۔ ملاح نے بلند آواز سے نحوی سے کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو ۔۔۔ گفت نے از من تو سبّاحی مجو
تو کچھ تیرنا جانتا ہے، بتا ۔۔۔ اس نے کہا تو مجھ سے تیرا کی کی امید نہ کر

گفت کلِ عمرت اے نحوی فناست ۔۔۔ زانکہ کشتی غرقِ ایں گردابہاست
اس نے کہا اے نحوی! تیری ساری عمر برباد ہے ۔۔۔ اسلئے کہ کشتی ان بھنوروں میں ڈوب رہی ہے

محوی باید نہ نحو ایں جابداں ۔۔۔ گر تو محوی بے خطر در آب راں
اس جگہ محویت چاہئے نہ کہ نحو، سمجھ لے ۔۔۔ اگر تو محو ہے بے خطر سمندر میں کود جا

آبِ دریا مُردہ را بر سر نہد ۔۔۔ ور بود زندہ ز دریا کے رَہد
دریا کا پانی مردے کو سر پر اٹھا لیتا ہے ۔۔۔ اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

گر بمردی تو زاوصافِ بشر ۔۔۔ بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ[3] سر
اگر تو بشری خصلتوں سے مردہ ہو جائے ۔۔۔ اسرار کا سمندر تجھے سر پر اٹھالے گا

اے کہ خلق را تو خر می خواندہٗ ۔۔۔ ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندہ
اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے ۔۔۔ تو اب گدھے کی طرح اس برف میں پھنسا ہے

گر تو علامہ زمانی در جہاں ۔۔۔ نگ فنائے ایں جہاں بیں وایں زماں
اگر تو دنیا میں علامہ زماں ہے ۔۔۔ اب دنیا کے فنا ہونے کو دیکھ

---

[1] انواعِ دانش۔ علم کی قسمیں۔ دانشِ فقر۔ علم تصوف۔ ساز۔ سامان۔ برگ۔ توشہ۔ خود پرست۔ متکبر۔ لا۔ نہیں، گرداب۔ بھنور۔ آشنا کردن۔ تیرنا۔ سباحی۔ تیراکی۔

[2] گرداب۔ بھنور۔ محو۔ فنا، استغراق، ان اشعار سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سمندر میں جان بچانے کے لئے تیراکی کی ضرورت ہے اور نحو بیکار ہے اسی طرح بحرِ طریقت میں صرف فنائیت کام دے گی۔ اپنے انسانی خصائل کو فنا کردو تب نجات ہوگی۔ محوی۔ محو ہستی۔ راں۔ چل۔ بر سر نہد۔ یعنی مردہ انسان پانی سے اوپر آجاتا ہے۔

[3] فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ ہے۔ تو نحو ی علوم کی بنیاد پر دوسروں کو گدھا سمجھتا ہے خود بری حالت میں ہوگا۔ علامہ بہت بڑا عالم۔

مردِ نحوی را ازاں دردو ختیم [1] — تاشما را نحوِ محو آموختیم

نحوی انسان کا قصہ ہم نے اسلئے مسلک کر دیا ہے — تاکہ تمہیں فنا کا طریقہ سکھا دیں

فقہ فقہ و نحوِ نحو و صرفِ صرف — درکم آمد یابی اے یارِ شگرف

فقہ کا فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف — اے بھلے یار! تو فنا میں پائے گا

آں سبوئے آبِ دانشہائے ماست — واں خلیفہ دجلۂ علمِ خداست

وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں — اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا دجلہ ہے

ماسبوہا پُر بدجلہ می بریم — گرنہ خرِ دانیم خودرا ما خریم

ہم ٹھلیاں بھر کر دجلہ کی طرف لیجا رہے ہیں — اگر ہم اپنے آپ کو گدھا نہ سمجھیں تو گدھے ہیں

بارے اعرابی [2] بداں معذور بود — کوز دجلہ غافل و بس دور بود

اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں — کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا

گرزِ دجلہ باخبر بودے چوما — اُو نبردے آں سبورا جا بجا

اگر وہ ہماری طرح دجلہ سے باخبر ہوتا — تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے — آں سبو بر سرِ سنگے زدے

بلکہ اگر دجلہ سے واقف ہوتا — تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا ہے

آں سبوئے تنگ پُر ناموس و ننگ [3] — شد حجابِ بحر برزن آں بسنگ

وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور ذلت سے بھری ہوئی — وہ سمندر (علوم معرفت) کا حجاب بنا، اسکو پتھر پر پٹخ دیا

قبول کردنِ خلیفہ ہدیہ راوعطا فرمودن با کمالِ

خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اس ہدیہ سے

بے نیازی ازاں ہدیہ

پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دیدو احوالش شنید — آں سبو را پُرز زر کردو مزید

جب خلیفہ نے (اسکو) دیکھا اور اس کے حالات سنے — اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا

آں عرب راکرد از فاقہ خلاص — دادبخششہا و خلعتہائے خاص

اس بدوی کو فاقہ (کشی) سے نجات دی — (اسکو) بخششیں اور خاص شاہی جوڑے دیے

پس نقیبے رابفرمودآں قُباد — آں جہانِ بخشش و آں بحرِ داد

پھر اس عالیجاہ بادشاہ نے نقیب کو حکم دیا — اس جہانِ بخشش اور عطا کے سمندر نے

---

[1] دوختیم۔ یعنی میں نے یہاں نحوی کا قصہ ذکر کیا ہے نحو۔ طریقہ۔ فقہ فقہ علم فقہ کا مغز۔ کم آمد۔ فنا شگراف، عمدہ پسندیدہ۔ ما۔ یعنی ہم اگر اپنے علوم رسمی پر نازاں ہوں تو ہماری حماقت ہے ہمارے علوم کی علوم خداوندی کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو ٹھلیا کے پانی کی دجلہ کے اعتبار سے تھی۔

[2] اعرابی۔ بدو دجلہ سے واقف نہ تھا اس لئے ایک گھڑا پانی لیکر بغداد کو چلا۔ اگر وہ دجلہ سے واقف ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت میں بغداد جا ایک گھڑا پانی پیش نہ کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اللہ کے علوم کے دریا سے واقف ہو جائیں تو اپنے مختصر سے علم کا مشکیزہ پیش کرنے کی جرات نہ کریں۔

[3] ناموس و ننگ۔ شرم و عار۔ زن۔ زدن۔ بمعنی مارنا سے صیغہ امر ہے۔ زر۔ سونا، اشرفیاں۔ مزید۔ یعنی مزید برآں۔ خلعت۔ وہ کپڑے جو بادشاہ اپنے اتار کر کسی کو دیدے۔ وہ کپڑے جو بادشاہ کسی کو عطا کرے۔ قباد۔ ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے ہر بادشاہ کو بھی کہدیا جاتا ہے۔

کایں سبو پر زر بدست او دہید
کہ اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر کر اس کو دیدو

چونکہ واگردد سوئے دجلش برید
جب واپس لوٹے تو اس کو دجلہ کیجانب لیجاؤ

از رہِ خشک آمدست و آں سفر
وہ خشکی کے راستہ سے آیا ہے اور سفر

از رہِ دجلش بود نزدیک تر
دجلہ کے راستہ سے اس کیلئے زیادہ قریب ہو گا

چوں بکشتی در نشیند رنجِ راہ ۱
جب وہ کشتی میں بیٹھے گا، راستہ کی تکلیف

خود فراموشش شود آں جایگاہ
اس جگہ وہ بھول جائے گا

ہمچناں کردند و دادندش سبو
انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کو ٹھلیا دیدی

پُر زر و بُردند تا دجلہ دو تو
اشرفیوں سے بھری ہوئی اور اس کو دہرا (لطف کیساتھ) دجلہ کیطرف لیگئے

چوں بکشتی در نشست و دجلہ دید
جب وہ کشتی میں بیٹھا اور اس نے دجلہ دیکھا

سجدہ می کرد از حیا و می خمید
شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جھکتا تھا

کاے عجب لطفِ آں شہِ وہاب را
کہ تعجب ہے اس لکھ بخش بادشاہ کی مہربانی پر

واں عجب تر کو ستد آں آب را
اور اس پر زیادہ تعجب ہے کہ پانی (ٹھلیہ) قبول کر لیتا ہے

چوں پذیرفت از من آں دریائے جود
اس دریائے سخاوت نے کیسے قبول کر لیا؟

آنچناں نقدِ دغل را زود زود
بہت جلد اس جیسے کھوٹے سکے کو

کلِّ عالم را سبو داں اے پسر
اے بیٹا! پوری دنیا کو ٹھلیا سمجھ

پُر شدہ از لطف و خوبی تا بسر
جو لطف اور خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہیں

قطرۂ از دجلۂ خوبیِ اوست
(یہ ٹھلیا) اسکی خوبی کے دجلہ کی ایک بوند ہے

کاں نمی گنجد ز پُری زیرِ پوست
جو اپنے پُر ہونے پر پھولا نہیں سماتا ہے

گنجِ مخفی ۲ بُد ز پُری چاک کرد
چھپا ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا

خاک را تاباں تر از افلاک کرد
جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر دیا

گنجِ مخفی بُد ز پُری جوش کرد
وہ چھپا ہوا خزانہ تھا فراوانی کیوجہ سے اسنے جوش مارا

خاک را سلطانِ اطلس پوش کرد
مٹی کو اطلس پوش بادشاہ بنا دیا

ور بدیدے قطرہ از دجلہ خدا
اگر (کوئی) خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا

آں سبو را ۳ اُو فنا کردے فنا
اس ٹھلیا کو وہ بالکل فنا کر دیتا

آنکہ دیدندش ہمیشہ بے خودند
جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخود ہیں

بیخودانہ بر سبو سنگے زدند
انہوں نے بیخودوں کی طرح ٹھلیا پر پتھر مار دیا ہے

---

۱ رنج۔ راہ۔ راستہ کی مشقت۔ دو تو۔ یعنی دو گنے لطف کیساتھ، دولت بھی ملی اور دجلہ کی سیر بھی ہوئی۔ سجدہ می کرد۔ یعنی حیا سے اوندھا ہوا جا رہا تھا۔ کاے۔ کہ اے۔ وہاب۔ بہت زیادہ عطا کرنیوالا۔ پذیرفتن۔ قبول کرنا۔ جس۔ دغل۔ کھوٹا۔ تابسر۔ لبریز۔ یہاں سے پھر اسی مضمون کا اعادہ ہے کہ ہمارے علوم ہیچ ہیں۔ پری۔ راہ پر تشدید ضرورۃ ہے کیجہ سے ہے۔ زیر پوست۔ نگنجید۔ پھولا نہ سمانا۔

۲ گنج مخفی۔ چھپا ہوا خزانہ یہ ایک غیر صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں" یعنی کائنات کی پیدائش معرفت خداوندی کیلئے ہے۔ خاک را۔ یعنی انسان کو اللہ نے اپنی صفات سے موصوف بنایا ہے۔

۳ آں سبو۔ یعنی انسانی علوم کی ٹھلیا تک۔ جن لوگوں پر علم الٰہی کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے انہوں نے اپنے حقیر علم کو خیر باد کہدیا ہے۔

اے[1] زغیرت برسبو سنگے زدہ — آں سبوز اشکست کامل تر شدہ
اے وہ جس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا ہے — وہ ٹھلیا ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے

خم شکستہ آب ازو ناریختہ — صد درستی زیں شکست انگیختہ
ٹھلیا ٹوٹ گئی اس کا پانی نہیں بہا — اس شکستگی سے سینکڑوں درستیاں پیدا ہو گئی ہیں

جزو جزو خم برقص ست و بحال — عقل جزوی رانمودہ ایں محال
ٹھلیا کا ٹکڑا ٹکڑا رقص اور حال میں ہے — ناقص عقل کو یہ نا ممکن نظر آتا ہے

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب — خوش ببیں واللہ اعلم بالصواب
اس حالت میں اس کے سامنے نہ ٹھلیا ہے نہ پانی — اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

چوں[2] در معنی زنی بازت کنند — پرِ فکرت زن کہ شہبازت کنند
تو جب معنی کا دروازہ کھٹکھائیگا تیرے لئے کھولدینگے — فکر کا پر پھڑ پھڑا تجھے شہباز بنا دیں گے

پرِ فکرت شد گل آلودو گراں — زانکہ گل خواری ترا گل شد چوناں
تیرے فکر کا پر مٹی میں سن گیا ہے اور بھاری ہو گیا ہے — کیونکہ تو مٹی کھاتا ہے تیرے لئے مٹی روٹی کیطرح بنگئی ہے

ناں گل ست وگوشت کمتر خورازیں — تانمانی ہمچو گل اندر زمیں
روٹی اور گوشت مٹی ہے اس کو کم کھا — تاکہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے

خاک می خوردیم عمرے در غذا — خاک مارا خورد آخر در جزا
ہم غذا میں تمام عمر مٹی کھاتے رہے — آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا

چوں گرسنہ می شوی سگ میشوی — تندوبد پیوند و بدرگ می شوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے کتا بن جاتا ہے — تو بدمزاج، بد اخلاق، بد خصلت ہو جاتا ہے

چوں[3] شدی توسیر مردارے شدی — بے خبر چوں نقش دیوارے شدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مردہ ہو جاتا ہے — دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے

پس دمے مردار دیگر دم سگی — چوں کنی در راہ شیراں خوش تگی
پس ایک وقت تو مردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہے — تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے؟

آلت اشکار خود جز سگ مداں — کمترک انداز سگ را استخواں
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ — کتے کو ہڈی کم ڈال

زانکہ سگ چوں سیر شد سرکش شود — کے سوئے صید وشکارے خوش ود
اسلئے کہ کتے کا جب پیٹ بھرجاتا ہے وہ سرکش ہوجاتا ہے — پھر صید اور شکار کی طرف اچھی طرح کب دوڑتا ہے

[1] اے ز غیرت۔ مقام فنا میں پہنچ کر انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ خم شکستہ۔ یعنی مقام فنا میں پہنچکر رگ رگ میں محبت کا نور سرایت کر جاتا ہے اور جزو جزو رقص اور حال میں ہوتا ہے اور کمال ذاتی بھی فنا نہیں ہوتا ہے۔ نے سبو۔ اس مقام پر پہنچ کر اس کو اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

[2] چوں در معنی۔ اگر تو علوم الٰہی کا طالب ہے تو کوشش کر کہ خدا تیری مدد کرے گا۔ پر فکرت۔ چونکہ تو نے عالم سفلی کو اپنی خوراک بنالیا ہے لہٰذا تو علوم عالیہ سے محروم ہو گیا ہے۔ ناں۔ انسانی خوراک سب مٹی کی پیداوار ہے اس کی کثرت اس کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ چوں۔ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو اس میں درندگی آ جاتی ہے۔

[3] چوں شدی سیر۔ بسیار خوری انسان میں مردنی پیدا کر دیتی ہے۔ پس۔ لہٰذا شکم سیری اور انتہائی بھوک دونوں مضر ہیں۔ رہ شیراں یعنی ایسی دو حالتوں میں راہ سلوک کیسے طے کر سکتے ہو۔ الت۔ ذریعہ۔ اشکار الف زائد ہے۔ کمترک۔ کاف تصغیر کا ہے۔ سگ۔ یعنی قوائے حیوانی۔

آں عرب را بے نوائی[1] می کشید … تابداں درگاہ وآں دولت رسید

اس بدوی کو بے سرو سامانی کھینچ لائی … یہاں تک کہ وہ اس درگاہ اور اس دولت تک پہنچ گیا

درحکایت گفتہ ام احسانِ شاہ … درحق آں بے نوائے بے پناہ

میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے … (جو) اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں (کیا گیا)

ہرچہ گوید مردِ عاشق بُوئے عشق … ازدہانش می جہد درکوئے عشق

عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے، عشق کی خوشبو … عشق کے کوچہ میں اس کے منہ سے مہک جاتی ہے

گربگوید[2] فقہ فقر آید ہمہ … بُوئے فقر آیدازاں خوش دمدمہ

اگر وہ فقر کی بات کرتا ہے سب فقر ہوتا ہے … اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے

وربگوید کفر آید بُوئے دیں … آیداز گفتِ شکش بُوئے یقیں

اگر وہ کفر (کی بات) کہتا ہے دین کی خوشبو آتی ہے … اسکے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے

وربگوید کژ نماید راستی … اے کژی کہ راست را آراستی

اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے … اے کجی (تو خوب ہے) کہ تو نے سیدھی بات کو آراستہ کردیا ہے

کف کژکز بحرصافی خاست ست … اصلِ صاف آں فرع را آراستہ ست

ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے … صاف اصل نے اس فرع کو آراستہ کر دیا ہے

آں کفش راصافی ومحقوق داں … ہمچو دُشنام لب معشوق داں

اس کے اس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ … معشوق کے منہ کی گالی کی طرح سمجھ

گشت ایں دُشنام نامطلوب[3] اُو … خوش زبہرِ عارضِ محبوب اُو

اس کی ناپسندیدہ گالی (بھی) … اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے اچھی ہے

ازشکر گرشکلِ نانے می پزی … طعم قند آید نہ ناں چوں می مزی

اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا … جب تو چکھے گا، اسمیں شکر کا مزا آئیگا نہ کہ روٹی کا

ور بت زرّیں بیابد مُومنے … کے ہلد اُورابئے سجدہ کُنے

اگر کوئی مومن سونے کا بُت پالے … اس کو سجدہ کرنے والے کیلئے کب چھوڑے گا

چوں بیابد مُومنے زرّیں وثن … کے ہلد آں رابرائے ہر شمن

جب کوئی مومن سونے کا بُت پالے گا … اس کو پجاری کے لئے کب چھوڑے گا

بلکہ گیرداندر آتش افگند … صورتِ عارتیش راشکند

بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا … اس کی عارضی ہئیت کو توڑ دے گا

---

[1] بے نوائی۔ بے سرو سامانی۔ درگاہ۔ یعنی خلیفہ کا دربار۔ دولت رسید۔ تو بھی بے نوائی اختیار کریگا تو دربارِ خداوندی میں جا پہنچے گا۔ بے پناہ یعنی بدو۔ ہرچہ گوید۔ یعنی بدو خلیفہ کے قصہ سے ان احسانات الہیہ کیطرف اشارہ ہے جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں۔ ہرچہ۔ یعنی ہم تو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔

[2] گربگوید۔ عارف اگر فقہ کا مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے لہٰذا وہ علم فقر و تصوف بنجاتا ہے۔ دربگوید۔ بظاہر اس کا نامناسب کلام بھی عین دین ہوتا ہے۔ کژ۔ وہ کلام جو عوام کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بحر صافی صاف دریا۔ فرع۔ شاخ۔ محقوق ٹھیک، درست۔

[3] نامطلوب۔ ناپسندیدہ۔ عارض۔ رخسار علیا یاعقلہ کا جملہ کلام چونکہ عشق سے ہوتا ہے لہٰذا وہ صحیح ہوتا ہے۔ پزی پختن بمعنی پکانا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ مزی۔ مزیدن بمعنی چکھنا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ گر بت۔ اوپر یہ بیان تھا کہ اہل عرفان کے بظاہر برے کلمات بھی باطن مفید ہوتے ہیں اور اعتبار باطن کا ہے ظاہر کا نہیں ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی ہے لیکن باطن شکر ہے۔ اسی طرح بت کا ظاہر برا ہے لیکن باطن سونا ہے لہٰذا مومن اس کو اٹھالیگا۔ ہلد۔ ہلیدن بمعنی چھوڑنا ہے فعل مضارع ہے۔ وثن۔ بت مورتی۔ شمن۔ بت پرست عاریت مانگی ہوئی۔ عارضی

تانماند بر ذَہب ۱ نقشِ وثن
تاکہ سونے پر بُت کی صورت نہ باقی رہے
زانکہ صورت مانع ست راہزن
اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے

ذاتِ زَرش دادِ ربّانیت ست
اس کا اصل سونا خدا کی دین ہے
نقشِ بُت بر نقدِ زَر عاریت ست
نقد سونے پر بُت کی تصویر عارضی ہے

بہر کیکے تو گلیمے را مسوز
پسو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا
در صُداع ہر مگس مگذار روز
ہر مکھی کی دردسری کی وجہ سے ان کو باہر نکلنا نہ چھوڑ

بُت پرستی گر بمانی در صُور
اگر تو صورتوں میں (لگا) رہا تو بُت پرست ہے
صورتش بگذار و در ۲ معنیٰ نگر
صورت سے گزر جا اور معنیٰ کو دیکھ

مَردِ حجی ہمرہی حاجی طلب
(اگر) تو حج کا جوانمرد ہے تو حاجی کو اپنا ہمسفر بنا
خواہ ہندو خواہ تُرک دیا عرب
خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترکی یا عرب ہو

منگر اندر نقشِ واندر رنگِ اُو
تصویر اور اس کے رنگ کو نہ دیکھ
بنگر اندر عزم و در آہنگِ اُو
اس کے ارادے اور قصد کو دیکھ

گر سیاہست وہم آہنگ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے
تو سفیدش خواں کہ ہمرنگِ تو ست
تو اس کو گورا سمجھ کیونکہ وہ تیرا ہمرنگ ہے

ور سپیدست و وُرا آہنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے
زو ببر کز دل مر اُورا رنگ نیست
اس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل سے ہمرنگ نہیں ہے

ایں حکایت گفتہ شدُ زیر و زبر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے
ہمچو فکرِ عاشقاں بے پاوٗ سر
جیسا کہ عاشقوں کا خیال بے سروپا ہوتا ہے

سَر ندارد چوں ازل بُودست پیش
(عاشق کے خیال کا) سر نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ازل سے بھی پہلے کا ہے
پا ندارد با ابد ۳ بُودست خویش
(وہ) انتہا نہیں رکھتا ہے (اسلئے کہ) ابد سے وابستہ ہے

بلکہ چوں آب ست و ہر قطرہ ازاں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اُس کا ہر قطرہ
ہم سَرست و پا و ہم بے ہر دواں
سر اور پیر بھی رکھتا ہے اور بغیر سروپا بھی ہے

حاش للہ ایں حکایت نیست ہیں
خدا بچائے، خبردار یہ کہانی نہیں ہے
نقدِ حالِ ما وٗ تست ایں خوش ببیں
یہ ہمارا اور تیرا موجود حال ہے، غور کر

پیشِ ہر صوفی کہ اُو با فر بُود
ہر اُس صوفی کے لئے جو شان و شوکت والا ہے
ہرچہ آں ماضی ست لا یُذکر بُود
جو گزر گیا ہے وہ نا قابلِ ذکر ہوتا ہے

---

۱ ذہب۔ سونا۔ ربانیت۔ خدا والا کیک۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ، پسو گلیم۔ گدڑی۔ صداع۔ دردسر۔ مگس۔ مکھی لہٰذا اولیاء اللہ کی بات بظاہر اگر ناگوار بھی ہے تو اس کی وجہ سے حقیقت سے کنارہ کش نہ ہو جانا۔ بت پرستی۔ بت پرست ہستی۔

۲ در معنی۔ لہٰذا بزرگوں کے ظاہر الفاظ سے درگزر کرکے معنی تک پہنچو۔ صور۔ صورت کی جمع ہے۔ مرد حجی۔ مرد حج ہستی۔ نقش۔ شکل و صورت۔ رنگ۔ کالا، گورا۔ آہنگ۔ قصد لہٰذا اعتبار باطن کا ہے نہ کہ ظاہر کا۔ حکایت۔ بدو کا قصہ زیر و زبر۔ غیر مرتب۔ سر۔ ابتداء یا انتہا۔ ازل۔ زمانہ ماضی کی ہمیشگی۔

۳ ابد۔ زمانہ مستقبل کی جانب کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق چونکہ ذات خداوندی سے ہے جو ازلی اور ابدی ہے لہٰذا اس کے معاملہ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا سے علیحدہ کر لو تو اس کی انتہا اور ابتدا ہے اور اگر علیحدہ نہ کرو تو قطرہ کی اپنی نہ انتہا ہے نہ ابتداء یہی حال عاشق کے احوال کا ہے۔ نقد حال یعنی بدو اور اس کی بیوی کا قصہ حاصل خود ہمارا قصہ ہے۔ فر۔ یعنی تصوف کی شان و شوکت۔

چوں بُود فکرش ہمہ مشغولِ[1] حال — ناید اندر ذہنِ اُو فکرِ مآل

جبکہ اس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے — اُس کے ذہن میں انجام کا فکر (بھی) نہیں آتا ہے

ہم عرب ماہم سبو ماہم مَلک — جُملہ مَا یُوفَکُ عَنہُ مَنْ اُفِکْ

بدو بھی ہم ہیں اور ٹھلیا بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی — سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو پھیرا گیا

عقل راشوداں وزن ایں نفس وطبع — ایں دو ظلمانی و منکرِ عقل شمع

عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (سمجھ) — یہ دونوں تاریک اور منکر ہیں، عقل شمع ہے

بشنو اکنون اصلِ انکار از چہ خاست — زانکہ کُل راگونہ گونہ جزوہاست

اب سن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟ — اس لئے کہ کل کے مختلف قسم کے اجزا ہیں

جزو کُل[2] نے جزو ہا نسبت بکُل — نے چو بوئے گُل کہ باشد جزو گُل

(حقیقی) جزو اور کل نہیں جزو کی کل کیساتھ نسبت (تابع ہوتے ہیں) — لیکن ایسی بھی نہیں ہے جیسے کہ پھول کی خوشبو پھول کا جزو ہوتی ہے

لُطفِ سبزہ جزوِ لُطفِ گُل بُوَد — بانگِ قُمری جزو آں بُلبل بُوَد

(بلکہ اسطرح سے ہے جیسے) سبزہ کا لطف پھول کے لطف کا جزو ہوتا ہے — (جیسے) قمری کی آواز بلبل کا جزو (تابع ہونے کی حیثیت سے) ہوتی ہے

گر شوم مشغولِ اشکال و جواب — تشنگاں راکے توانم و ادآب

اگر میں اعتراض اور جواب میں مشغول ہو جاؤں — (تو) پیاسوں کو کب سیراب کر سکوں گا؟

گر تو اشکالی بکُلّی و حرج — صبر کُن کہ الصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَج

اگر تو مجسم اشکال اور تنگی ہے — (تو) صبر کر کشادگی کی کنجی ہے

احتما کُن[3] احتما زاندیشہا — زانکہ شیر انند دراں بیشہا

وسوسوں سے بہت پرہیز کر — اس لئے کہ ان جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

احتماہا بر دواہا سَر ورست — زانکہ خاریدن فزونی گَر ست

پرہیز دواؤں سے بہتر ہے — اس لئے کہ کھجانا، خارش کی زیادتی (کی علامت) ہے

احتما اصلِ دوا آمد یقیں — احتما کُن قُوّتِ جانت ببیں

پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے — پرہیز کر (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

احتماہا مَرد واہا سَرست — ہضمِ دارُو علّتِ نُو دیگرست

پرہیز دوا کی اصل ہے — دوا کا ہضم ہو جانا، دوسری نئی بیماری ہے

قابلِ ایں گفتہا شو گوش دار — تاکہ از زرسازمت مَن گوشوار

ان باتوں کو قبول کرنے والا بن توجہ سے سن — تاکہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

---

[1] مشغول حال۔ چونکہ واردات میں مصروف ہوتا ہے۔ فکر مآل۔ عاشق رضا و تسلیم کی وجہ سے انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔ ہم عرب ما۔ یعنی بدو اور ٹھلیا اور بادشاہ کی عطا کا جو قصہ ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک مثال ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ کی ہے۔ ہم وہ عرب ہیں اور تحفے پیش کرتے ہیں۔ جنکی اس کے یہاں کمی نہیں ہے وہ پھر بھی قبول فرماتا ہے۔ ان باتوں کا وہی انکار کریگا جو راندہ درگاہ ہوگا۔ عقل راشو۔ عقل کو بمنزلہ شوہر کے سمجھو اور نفس اور طبیعت انسانی کو بمنزلہ عورت کو سمجھو اور دونوں کے مکالمہ کو عقل اور نفس کا مکالمہ سمجھو۔ بشنو۔ دولت۔ باطنی ایک حقیقت ہے لیکن طبائع مختلف ہیں اسلئے کچھ انکار کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

[2] جزو کل۔ یعنی ہم بار بار رب العزت کو کل سے اور انسانوں کو جزو سے تعبیر کرتے آرہے ہیں لیکن اس سے مراد حقیقی جزئیت اور کلیت نہیں ہے۔ اللہ اجزاء سے منزہ ہے نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے جو خوشبو اور پھول میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ حادث صفات سے پاک ہے بلکہ جزو اور کل سے یہاں مراد تابع اور متبوع ہے۔ گر شوم۔ جو نسبت میں نے بیان کی اس میں بھی اشکالات ہیں لیکن اگر اسطرح کے اشکال اور جواب کے درپے ہو جاؤنگا تو حقائق بیان نہ کر سکونگا صبر کن۔ صبر سے ذوق اور وجدان پیدا ہوگا۔ جس سے سب اشکالات حل ہو جائینگے

[3] احتما کن۔ وساوس سے بچنا ضروری ہے وساوس راہ طریقت کے درندے ہیں۔ اصل دوا سے بھی زیادہ ضروری پرہیز ہوتا ہے۔ گر۔ بکاف فارسی مفتوح کھدان۔ خارش۔ قوت۔ پھر روح میں ایسی طاقت پیدا ہو جائیگی جو تمام مشکلات کو دفع کر دیگی۔ ہضم۔ مثلاً اگر مسہل پیا جائے اور بد پرہیزی کی وجہ سے وہ ہضم ہو جائے تو اور نئے امراض پیدا ہو گئے گفتہا۔ مسائل تصوف سمجھنے کی قابلیت پیدا کرو پھر تمہارا مرتبہ کائنات سے بلند ہو جائیگا۔

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی — تا بماہ و تا ثریا بر شوی
آویزہ کیا ہوتا ہے، بلکہ سونے کی کان بنجائے گا — یہانتک کہ چاند اور ثریا سے بھی بالاتر ہو جائیگا

اوّلاً ۱؎ بشنو کہ خلقِ مختلف — مختلف جانند از یا تا الف
پہلے سن لے کہ مختلف مخلوق — الف سے یا تک مختلف حقیقتیں ہیں

در حروفِ مختلف شور و شکے ست — گرچہ از یک روز سرتاپا یکے ست
مختلف حروف (تہجی) میں (اختلاف کا) شور اور شک ہے — اگرچہ ایک اعتبار سے سر سے پیر تک ایک ہیں

از یکے رُو ضدّ و دیگر متحدّ — از یکے رُو ہزل واز یکروئے جدّ
ایک پہلو سے (ایک کلام سے) مختلف دوسرے (پہلو سے) متحد ہیں — (جیسا کوئی جملہ) ایک پہلو سے مذاق اور دوسرے (پہلو) سے مقصود ہو

پس ۲؎ قیامت روزِ عرضِ اکبر ست — عرض اُوخواہد کہ بازیب و فرّ ست
قیامت (کا دن) بڑی پیشی کا دن ہے — پیشی وہ چاہے گا جو شان و شوکت سے ہے

ہرکہ چوں ہندو بدو سودائی ست — روزِ عرضش نوبتِ رسوائی ست
جو کوئی ہندو کی طرح برا اور سودائی ہے — اس کے لئے پیشی کا دن رسوائی کا وقت ہے

چوں ندارد روئے ہمچوں آفتاب — اُونخواہد جز شب ہمچوں نقاب
جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو — وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

برگِ یک گل چوں ندارد خارِ اُو — شد بہاراں دشمنِ اسرارِ اُو
جبکہ اس کا کانٹا پھول کی ایک پتی (بھی) نہ رکھتا ہو — موسم بہار اس کے چھپے ہوئے رازوں کا دشمن ہو گا

وانکہ ۳؎ سرتاپا گل ست وسوسن ست — پس بہار اُورا دو چشمِ روشن ست
جو شخص سر سے پیر تک گل اور سوسن ہے — موسم بہار اس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

خارِ بے معنیٰ خزاں خواہد خزاں — تا زند پہلوئے خود باگلستاں
بے حقیقت کانٹا، خزاں ہی خزاں چاہتا ہے — تا کہ گلستاں کا مقابلہ کر سکے

تا بپوشد حُسنِ آن و ننگِ ایں — تا نہ بینی ننگ آن و رنگِ ایں
تا کہ وہ (خزاں) اس کا حسن اور اس کا عیب ڈھک دے — تا کہ تو اس کا عیب اور اس کا رنگ نہ دیکھ سکے

پس خزاں اُورا بہار ست و حیات — یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات
اس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے — جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو یکساں دکھاتی ہے

باغباں ہم داند آں رادر خزاں — لیک دید یک بہ از دید جہاں
باغباں بھی اس کو موسم خزاں میں جانتا ہے — لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

۱؎ اولاً بشنو۔ چونکہ انسان باوجود انسان ہونیکے مختلف طبائع رکھتے ہیں اسلئے بعض طبائع میں اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ در حروف۔ انسانوں کے طبائع کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حروف تہجی میں اختلاف ہے حالانکہ سب حروف تہجی ہی ہیں۔ از یکے رو۔ جیسا کہ بعض جملے ہوتے ہیں۔ کہ جملہ ایک ہی ہے اور مذاق میں اس کے کچھ معنی ہیں اور جب حقیقت کے طور پر وہ بولا جائے تو دوسرے معنی ہوتے ہیں۔

۲؎ پس قیامت۔ اختلاف کے اسباب کو سمجھنے سے زیادہ ضروری ہے کہ اس اختلاف کے نتائج پر غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر ہونگے۔ ہرکہ۔ جو لوگ شکوک و شبہ سے اپنے منہ کالے کئے ہوئے ہیں۔ پیشی کے دن انکی بہت رسوائی ہو گی۔ چوں ندارد۔ معارف الٰہیہ سے جن کے چہرے منور نہ ہونگے وہ منہ چھپائیں گے برگ۔ جس کانٹے میں پھول کی ایک پتی بھی نہ ہو وہ موسم بہار میں اور زیادہ رسوا ہوتا ہے جبکہ دوسرے کانٹے دار درخت پھولوں سے لد جاتے ہیں۔

۳؎ وانکہ جو شخص نیک اعمال سے مزین ہو گا قیامت کے دن وہ نہایت مسرور ہو گا۔ خار۔ بد اعمال دوسروں کو بھی بد اعمال دیکھنے کا خواہشمند ہو گا۔ پس بد اعمال چاہیگا کہ پیشی کا وقت نہ آئے تا کہ اچھے اور برے کی تمیز نہ ہو سکے۔ باغباں۔ یعنی شیخ کامل اس کی بد اعمالی کو جانتا ہے بد اعمال کو چاہئے کہ اس شیخ کے سامنے اپنے مخفی احوال بیان کر کے اصلاح کرا لیتا کہ قیامت کے دن۔ بیشمار مجمع اسکے عیوب کو نہ دیکھ سکے۔

خود جہاں آں یک کس ست آگہ است ۔ ہر ستارہ بر فلک جزوِ مہ است
وہ ایک شخص خود جہان ہے اور باخبر ہے ۔ آسمان پر ہر ستارہ چاند کا جزو ہے

خود جہاں آں یک کس ست و باقیاں ۔ جملہ اتباع و طفیل اند اے فلاں
جہاں وہی ایک شخص ہے اور باقی ۔ سب تابع اور طفیلی ہیں اے فلاں!

اُو جہانِ کامل ست و مُفرد ست ۔ نسخۂ کُلِّ وجود اُورا بدست
وہ پورا جہاں ہے اور اکیلا ہے ۔ وجودِ کُل کا نسخہ (جو حقیقتِ انسانیہ ہی) اس کے ہاتھ میں ہے

پس ہمی گویند ہر نقش و نگار ۔ مُژدہ مُژدہ نگ ہمی آید بہار
ہر نقش و نگار یہ کہتا ہے ۔ خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے

تابُوَد تاباں شگوفہ چوں زرہ ۔ تا کنند آں میوہ ہا پیدا گرہ
تاکہ شگوفے زرہ کی طرح چمکیں ۔ تاکہ میوے گچھے پیدا کریں

چوں ۲ شگوفہ ریخت میوہ سر کُند ۔ چونکہ تن بشکست جاں سر برزند
جب شگوفہ جھڑا میوہ نکلا ۔ جب جسم ختم ہوا روح ظاہر ہوئی

میوہ معنیٰ و شگوفہ صورتش ۔ آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
میوہ، معنی ہے اور شگوفہ اس کی صورت ہے ۔ شگوفہ خوشخبری ہے میوہ اس کی نعمت ہے

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید ۔ چونکہ آں کم شد شُد ایں اندر مزید
جب شگوفہ جھڑا میوہ رُونما ہوا ۔ جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد ۔ ناشکستہ خوشہا کے مے دہد
جب تک روٹی نہ ٹوٹے طاقت کب دیتی ہیں؟ ۔ نہ ٹوٹے ہوئے خوشے شراب کب بناتے ہیں

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ ۔ کے شود خود صحت افزا دریہ
جب تک ہیٹر دواؤں میں نہ کُٹے ۔ بھیجڑے میں صحت افزا کب ہوتی ہے؟

در صفت ۳ پیرو مُطاوعت کردن با اُو
پیر کی تعریف اور اس کی تابعداری کرنے کا بیان

اے ضیاء الحق حُسام الدیں بگیر ۔ یک دو کاغذ بر فزا در وصفِ پیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے ۔ پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھا لے

گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار ۔ بر نمی آید جہاں رابے تو کار
اگرچہ تیرا جسم نازک اور بہت لاغر ہے ۔ (لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

۱۔ خود۔ شیخ کامل خود ایک عالم ہے۔ ہر ستارہ۔ یعنی دوسرے نیک لوگ۔ اس کے اجزاء ہیں۔ باقیاں۔ باقی کی جمع ہے۔ اتباع۔ تابع کی جمع ہے۔ او جہان۔ شیخ کامل اگرچہ ایک شخص ہے لیکن مکمل ایک جہان ہے وہ چاند ہے دوسرے ستارے ہیں۔ نسخ کل وجود حقیقت انسانیہ کو تندرست رکھنے کا نسخہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ پس۔ کائنات اپنے ذاتی ہونے کی وجہ سے قیامت کا پیغام دے رہی ہے۔ تابود۔ تاکہ جیسے زرہ کے حلقے چمکتے ہیں۔ اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور پھل آجائیں۔ یہ پیغام بہار اسی لئے ہے۔

۲۔ چوں شگوفہ۔ شگوفہ کی پتیاں جھڑ جانے پر اندر سے پھل نمودار ہوتا ہے۔ چوں۔ روح کا جسم سے تعلق منقطع ہونے پر اس کے آثار اور قوی ہو جاتے ہیں۔ تو قیامت میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے۔ شگوفہ پھل کی آمد کا پیغام دیتا ہے۔ آں شگوفہ ایں۔ پھل۔ تاکہ روٹی کے ٹوٹ کر جب نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت پہنچاتی ہے۔ انگور ٹوٹنے کے بعد شراب بنتا ہے۔ اسی طرح ہیڑ کے فائدے جب ہیں جب اس کو کوٹ کر دواؤں میں ملا دیا جائے۔ اسی طرح ریاضت اور مجاہدہ سے بدن کو جب تک پامال نہ کرو گے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔ دریہ۔ بھیپھڑا۔

۳۔ در صفت۔ اس سے پہلے کہا تھا کہ ریاضت ضروری ہے اب بتاتے ہیں کہ ریاضت پیر کی رہنمائی میں ہونی چاہئے۔ ضیاء الحق مولانا کے مخصوص مرید میں ہیں جن کی فرمائش پر اس مثنوی کی تکمیل اس طور پر ہوئی کہ مولانا بولتے تھے اور وہ لکھتے تھے بس۔ بہت نزار۔ لاغر۔ یعنی ریاضت کیجئے سے بر نمی آید۔ لیکن تمہارے بغیر کام بھی نہیں چلتا لہٰذا تمہیں تکلیف دینی پڑتی ہے۔

گرچہ جسم نازکت را زور نیست　　لیک بے خورشید ما را نور نیست [۱]
اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے　　لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ　　لیک سرخیلِ دل و سر رشتۂ
اگرچہ تو چراغ، اور قندیل بن گیا ہے　　لیکن (اہل) دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

چوں سرِ رشتہ بدست و کامِ تست　　دُرہائے عقدِ دل ز انعامِ تست
جبکہ آغاز کا تیرے ہاتھ میں اور منشا کے مطابق ہے　　دل کے ہار کے موتی تیرا انعام ہیں

بر نویس احوالِ پیرِ راہ داں　　پیر را بگزیں و عینِ راہ داں
واقف راہ پیر کے احوال تحریر کر　　پیر (کا دامن) تھام لے اور حقیقی راستہ پالے

پیر تابستاں و خلقاں تیر ماہ　　خلق مانندِ شب اندو پیر ماہ
پیر، موسم بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے　　مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کردہ ام بختِ جواں را نام [۲] پیر　　کو ز حق پیر ست نہ از ایام پیر
میں نے جواں بخت کو پیر کہا ہے　　کیونکہ خدا کی جانب سے پیر ہے عمر کے سے پیر نہیں ہے

او چناں پیر ست کش آغاز نیست　　با چناں دُرِّ یتیم انباز نیست
وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے　　اور ایسے یکتا موتی کا (کوئی) شریک نہیں

خود قوی تر می بود خمرِ کہن　　خاصہ آں خمریکہ باشد مِن لَدُن
پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے　　خصوصاً وہ شراب جو علم لدنی کی ہو

خود [۳] قوی تر می شود خمرِ قدیم　　آں کہن تر بہتر اے شیخ علیم
پرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے　　اے دانا شیخ! جس قدر زیادہ پرانی ہو بہتر ہے

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر　　ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
پیر (کا توسل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے　　آفت اور خوف و خطر سے بہت پر ہے

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ　　بے قلاوُز اندر آں آشفتۂ
جس راستہ پر تو بارہا چلا ہے　　بغیر رہنما کے تو اس میں پریشان ہے

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ　　ہیں مرو تنہا ز رہبر سر میچ
پھر وہ راستہ جو تو نے کبھی نہیں دیکھا ہے　　خبردار! تنہا نہ جا (اور) رہبر سے انحراف نہ کر

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد　　او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد
جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا　　وہ شیطانوں کیوجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

---

۱ ما را نور نیست۔ ضیاء الحق مرید ہیں۔ لیکن مولانا انکی محبت میں ایسے الفاظ ذکر کر جاتے ہیں جو پیر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مصباح۔ چراغ۔ زجاجہ۔ قندیل۔ سرخیل۔ افسر، پیشوا۔ سر رشتہ۔ ڈور کا سرا، باعث۔ کام مقصد۔ عقد، ہار یعنی مثنوی راہ، سلوک، تابستان۔ موسم گرما جو موسم بہار ہوتا ہے تیر ماہ موسم خزاں۔

۲ نام پیر۔ بوڑھے کو کہتے ہیں اور بزرگی چونکہ اکثر بڑھاپے میں آتی ہے اس لئے پیر اور شیخ بزرگ کے معنی میں بولا جانے لگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ضیاء الحق عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں۔ بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے اعتبار سے پیر ہیں۔ آغاز نیست۔ پیری پیغمبری کا پرتو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے میں اس وقت پیغمبر تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا صرف پتلا بنا تھا۔ دُرِ یتیم۔ خدر یکتا۔ انباز۔ شریک، نظیر

۳ خود قوی تر۔ پیر کا بڑھاپا کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ کہنہ شراب کی طرح اس کی روحانی قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔ مِن لَدُن۔ یعنی من عنداللہ اللہ کی جانب سے علم لدنی۔ گزیں۔ گزیدن بمعنی اختیار کرنا سے صیغہ امر ہے۔ خوف و خطر یعنی وساوس شیطانی کے خطرے قلاوز۔ رہبر۔ آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔ چھلاوہ شیطان۔ در چاہ شدن۔ ہلاک ہونا۔

گر نباشد سایہ پیر اے فضول — بس ترا سرگشتہ دارد بانگِ غول [۱]

اے مہمل ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو — شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

غولت از رہ افگند اندر گزند — از تو داہی تر دریں رہ بس بُدند

شیطان تجھے گمراہ کر کے نقصان پہنچا دیگا — تجھ سے زیادہ چالاک اس راستہ میں بہت سے گمراہ ہوئے ہیں

از نبی بشنو ضلالِ رہرواں — کہ چہ شاں کرد آں ابلیس بدرواں

راستہ چلنے والوں کی گمراہی قرآن سے سن — کہ ان کے ساتھ بدذات شیطان نے کیا کیا ہے؟

صد ہزاراں سالہ رہ از جادہ دور — بُردشان و کردشاں زادبار عُور

سیدھے راستہ سے لاکھوں سال کی مسافت پر دور — انہیں لے گیا اور بدبختی کی وجہ سے انکو ننگا کر دیا

استخوانہا شاں ببین و موئے شاں — عبرتے گیر و مراں خر سوئے شاں

ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے — عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ نہ اختیار کر

گردنِ خر گیر و سوئے راہ کش — سوئے رہبانان و رہ دانانِ خوش

گدھے کی گردن پکڑ لے اور (اسکو) راستہ کی طرف کھینچ — (سیدھے) راہ بانوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف

ہیں مہل خر را و دست از ؟ ے مدار — زانکہ عشق اوست سوئے سبزہ زار

خبردار ! گدھے کو نہ چھوڑ اور اس کو آزاد نہ کر — اس لئے کہ اس کا عشق سبزہ زار سے ہے

گر یکے دم تو بغفلت و اہلیش [۲] — اُو رود فرسنگہا سوئے حشیش

اگر تو غفلت سے اس کو تھوڑی دیر کیلئے بھی آزاد چھوڑ دیگا — وہ میلوں گھاس کی جانب چلا جائے گا

دشمنِ راہ است خر مست علف — اے بسا خربندہ را کردہ تلف

گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے — بہت سے اناڑیوں کو اس نے ہلاک کیا ہے

گر ندانی رہ ہر انچہ خر بخواست — عکسِ آں کن خود بُوَد آں راہِ راست

اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے تو جو گدھا چاہے — اس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہو گا

شَاوِرُوْهُنَّ پس آنگہ خَالِفُوْا — اِنَّ مَنْ لَّمْ یَعْصِهِنَّ تَالِفْ [۳]

ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو — جو شخص انکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانیوالا ہے

باہوا و آرزو کم باش دوست — چوں یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ اوست

خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر — کیونکہ وہی ہے جو تجھے (اللہ تعالیٰ) کے راستے گمراہ کرتی ہے

ایں ہوا را نشکند اندر جہاں — ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہاں

دنیا میں خواہش نفسانی کو پامال نہیں کرتی — کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

۱ بانگ۔ شیطانی وساوس کی آواز۔ داہی۔ چالاک۔ یعنی تجھ سے زیادہ عقلمند بغیر پیر کے گمراہ ہوئے ہیں۔ نبی۔ قرآن مجید۔ یعنی قرآن مجید میں بہت سی قوموں کے قصے مذکور ہیں جنکو شیطان نے گمراہ کر دیا۔ ادبار۔ بدبختی، نحوست، عور۔ ننگا، یعنی نیک اعمال سے خالی۔ خر سوئے کے راندن۔ کسی کی طرف مائل ہونا، اس کے راستہ پر چلنا، یعنی ان ہلاک شدگان سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ نہ اختیار کرو۔ خر گدھا یعنی نفس۔ رہبانان۔ جمع ہے رہبان کی، بان علامت ہے اسم فاعل کی، جیسے فیلبان مہاگیر، راہ داں، راستہ سے واقف، مہل۔ نہ چھوڑ، ہلیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔

۲ واہلیش۔ شین مفعول کی ضمیر ہے۔ وا معنی کشادہ ہی۔ ہلیدن کا فعل مضارع ہے فرسنگ۔ فرسخ جو تین میل کا ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ علف۔ گھاس چارہ۔ خربندہ اناڑی سوار جو سواری کے تابع ہوتا ہے۔ خر۔ یعنی نفس انسانی۔ شاوِروہن۔ ان عورتوں سے مشورہ کرو یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ "طاعۃ النساء ندامۃ" عورت کی اطاعت ندامت کا باعث ہے حدیث صحیح ہے۔

۳ تالف اسم فاعل ہے ہلاک ہونیوالا۔ چوں۔ قرآن میں ہے ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللّٰہ اور نہ اتباع کر خواہش نفسانی کا ورنہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دیگی۔ ہمرہاں۔ ساتھ چلنے والے یعنی مرشد کامل مرشد کامل مرید کا راہنما ہوتا ہے پیر کی رہنمائی لامحالہ ضروری ہے بصورت مجبوری نفس کی خواہش کے خلاف عمل کرتے رہنا چاہیے۔

وصیت کردنِ رسولِ خدا مر علیؓ راکہ چوں ہر کسے بنوعِ طاعتے
رسول خدا کا (حضرت) علیؓ کو وصیت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اطاعت

تقرب بحق جوید تو تقرب جو بصحبتِ عاقل و بندۂ خاص تا از
کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہ تا کہ ان

ایشاں ہمہ پیش قدم باشی قال[1] النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے آگے بڑھ جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِھِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰہِ
اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل اور اسرار الٰہی

بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقُھُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ
کے ذریعہ تقرب چاہ، درجوں میں سب سے بڑھ جائے گا دنیا میں

فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی الْاٰخِرَۃِ
مخلوق کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؓ راکاے علیؓ — شیرِ حقی پہلوانی پُردلی
(حضرت) علیؓ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ علی! — تو اللہ کا شیر ہے بہادر ہے دلیر ہے

لیک برشیری مکن ہم اعتمید — اندر آدر سایہ نخلِ اُمید
لیکن تو شیری پر بھروسہ نہ کر — نخل امید کے سایہ میں آجا

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہرِ قربِ حضرتِ بیچون و چند
ہر شخص اگر عبادت پیش کرے — بے مثال اور بے نظیر کے دربار کی قربت کیلئے

تو تقرب جو بعقل و سرِ خویش — نے چو ایشاں بر کمال و برّ خویش
تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعہ سے نزدیکی حاصل کر — نہ کہ ان کی طرح اپنے کمال اور نیکی (کی بنیاد) پر

تو درآ در سایہ آں عاقلے[2] — کش نتاند بُرد از راہ ناقلے
تو اس عقلمند کے سایہ میں آجا — جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے

پس تقرب جو بدو سوئے الٰہ — سر مپیچ از طاعت او ہیچ گاہ
اس کے ذریعہ اللہ کا قرب طلب کر — کسی وقت (بھی) اُسکی فرمان برداری سے منہ نہ موڑ

زانکہ او ہر خار را گلشن کند — دیدۂ ہر کور را روشن کند
اس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے — ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کر دیتا ہے

---

[1] قال النبی۔ یہ حدیث ان الفاظ سے حدیث کے ذخیرے میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے۔ شیر حق۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔ پہلوان۔ بہادر افسر۔ پُر دل۔ مضبوط دل والا۔ اعتمید۔ اعتماد کا امالہ ہے بھروسہ۔ نخل امید۔ یعنی مرشد۔ تقرب۔ قریب ہونا۔ عقل یعنی معرفت الٰہی سر یعنی محبت بر نیک عمل۔

[2] عاقل۔ یعنی مرد عارف۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ ناقل نقل کرنے والا۔ زانکہ شیخ کامل اس انسان کو جو اعمال حسنہ سے خالی ہے نیک عمل بنا دیتا ہے۔ روشن کند یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا ہے۔

ظلِ اُو اندر زمیں چوں کوہِ قاف۱ — روحِ اُو سیمرغ بس عالی طواف
اس کا سایہ زمین پر کوہ قاف کی طرح ہے — اُس کی روح اونچا چکر لگانے والا سیمرغ ہے

دست گیرد بندۂ خاصِ الٰہ — طالباں را مِی بَرد تا پیشگاہ
اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے — (وہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک لیجاتا ہے

گر بگویم تا قیامت نعتِ اُو — ہیچ آں را غایت و مُقطع مجو
اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں — اُس کی انتہا اور خاتمہ کی امید نہ کر

آفتابِ رُوح نے آنِ فلک — کہ ز نورش زندہ اند انس و مَلک
(وہ) روح کا سورج ہے آسمان کیطرف منسوب نہیں ہے — اس کے نور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں

در بشر رُوپوش گشت ست آفتاب — فہم کن وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابُ
سورج انسان (کے جسم) میں رُوپوش ہے — سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

یا علیؓ از جملۂ طاعاتِ راہ — برگزیں تو سایۂ خاصِ الٰہ
اے علیؓ! راہِ (حق) کی تمام اطاعتوں میں سے — (اللہ تعالیٰ) کے مخصوص (بندہ) کے سایہ کو اختیار کر

ہر کسے در طاعتے بگریختند — خویشتن را مخلصے انگیختند
ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے — (اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے

تو برو در سایۂ عاقل گریز — تا رہی زاں دشمنِ پنہاں ستیز
تو جا عقل مند کے سایہ کی پناہ لے — تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پالے

از ہمہ طاعات اینت لائق ست — سُبق یابی بر ہر آں کو سابق ست
تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے — ہر آگے بڑھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو — ہمچو۲ موسیٰؑ زیرِ حکمِ خضرؑ رُو
جب پیر بنا لے خبردار! سر اطاعت رکھدے — موسیٰ (علیہ السلام) کیطرح حضرت خضرؑ کے حکم کے تحت چل

صبر کن بر کارِ خضرؑ اے بے نفاق — تا نہ گوید خضرؑ رَو ہٰذا فراق
اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر — تاکہ خضرؑ یہ نہ کہدے کہ جا یہ جدائی ہے

گرچہ کشتی بشکند تو دَم مزن — گر بہ طفلے۳ را کُشد تو مُو مکن
خواہ وہ (خضرؑ) کشتی توڑ دے تو اعتراض نہ کر — خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر

دستِ اُو را حق چو دستِ خویش خواند — تا یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم براند
جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے — یہانتک کہ "اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے" فرمایا ہے

---

۱ کوہ قاف۔ شاعرانہ تخیل کے اعتبار سے کوہ قاف پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی شیخ کامل کا سایہ پورے عالم پر ہوتا ہے۔ سیمرغ۔ فرضی پرندہ ہے جس کے پروں میں تیس خوشنما رنگ ہیں دستگیرد۔ مردِ عارف دستگیری کرتا ہے پیشگاہ یعنی دربارِ خداوندی غایت۔ انتہا۔ مقطع۔ خاتمہ آن۔ ملکیت۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل کی روح خاص الٰہ۔ اللہ کا مخصوص بندہ مخلص۔ نجات کی جگہ۔ پنہاں ستیز۔ شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔ اینت۔ ایں برائے تو۔

۲ ہمچو موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جب خضرؑ سے تعلیم حاصل کرنے لگے تو بالکلیہ ان کے حکم کے تابع بنگئے تھے۔ ہٰذا فراق جب حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہوا تو حضرت خضرؑ نے انسے کہدیا اب جدا ہو جاؤ۔ کشتی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کردیا جسمیں سوار ہوئے تھے۔

۳ طفلے۔ حضرت خضرؑ نے معصوم بچہ کو مار ڈالا تھا۔ مُو کندن۔ بال نوچنا، رنجیدہ ہونا۔ یدُ اللہ۔ شجرہ رضوان کے نیچے جب آنحضورؐ نے صحابہؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لی تھی اس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا بلکہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔

دست حق میراندش[1] زندش کند — زندہ چہ بود جانِ پایندش کند

اللہ (تعالیٰ) کا ہاتھ اس کو مارتا ہے تو اس کو زندہ کرتا ہے — زندہ کیا ہوتا ہے، اس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

یار باید راہ را تنہا مرو — از سرِ خود اندریں صحرا مشو

کوئی راستہ کا یار چاہئے تنہا نہ جا — اس جنگل میں تنہا نہ جا

ہر کہ تنہا نادراً ایں راہ را برید — ہم بعونِ ہمتِ مرداں رسید

(ایسا) کم ہے کہ تنہا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو — وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست — دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے — اس کا ہاتھ اللہ (تعالیٰ) ہی کا ہاتھ ہے

غائباں را چوں چنیں خلعت دہند — حاضراں از غائباں لاشک بہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں — تو لامحالہ حاضر لوگ، غیر حاضروں سے بہتر ہیں

غائباں[2] را چوں نوالہ می دہند — پیشِ مہماں تا چہ نعمتہا نہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو لقمہ دیتے ہیں — تو مہمان کے سامنے کیا کیا نعمتیں رکھتے ہونگے؟

کو کسے کو پیشِ شہ بندد کمر — با کسے کو ہست از بیرونِ در

کہاں وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کسے ہوئے ہو — اس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

فرق بسیار ست ناید در حساب — آں زِ اہلِ کشف و ایں زِ اہلِ حجاب

بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے — وہ اہلِ کشف میں سے ہے یہ اہلِ حجاب میں سے ہے

جہد آں کن تا رہے یابی دروں — ورنہ مانی حلقہ وار از در بروں

وہ کوشش کر تاکہ اندر کا راستہ پا لے — ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر رہ جائے گا

چوں گزیدی پیر نازک[3] دل مباش — سست و ریزندہ چو آب و گل مباش

جب تو نے پیر بنا لیا تو نازک دل نہ بن — گارے کی طرح سست اور بکھرنے والا نہ بن

نرم گوید سخت گوید خوش بگیر — تا کند بر جملہ میرانت امیر

(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوشی سے قبول کر — تاکہ تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دے

ور بہر زخمے تو پُر کینہ شوی — پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا — تو بغیر مانجھے کس طرح صاف ہو گا؟

قصہ کبودی زدن قزوینی بر شانہ گاہ و پشیمان شدنِ اُو بزخم سوزن

ایک قزوینی کا کندھے پر گدوانا اور زخمِ سوزن کی وجہ سے شرمندہ ہونے کا قصہ

[1] میراندش۔ حضرت خضرؑ نے جس بچے کو مارا وہ اس کی موت نہ تھی بلکہ اس کی حیات جاودانی تھی۔ ہر کہ تنہا۔ بغیر شیخ کامل کے کسی کو شاذ و نادر کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ بھی در اصل کسی بزرگ کی روح کا تصرف ہے۔ دستِ پیر شیخ کا ہاتھ در اصل اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

[2] غائباں را...... شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو قرب حاصل ہوتا ہے وہ یقیناً بہتر ہیں۔ کو کسے۔ جو لوگ شاہی دربار کے حاضر باش ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً ان سے افضل ہوتے ہیں۔ جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اہلِ کشف جن کو شیخ کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ اہلِ کشف ہوتے ہیں۔ اہلِ حجاب۔ جو لوگ مجلس سے غیر حاضر ہیں ان کو علوم الٰہی کا کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ حلقہ۔ زنجیر، زنجیر مکان سے باہر رہتی ہے۔

[3] نازک دل۔ وہ شخص جو معمولی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے نرم۔ شیخ کی ہر بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار ہو یا گوارا۔ زخم۔ یعنی مجاہدہ کی تکالیف برداشت کئے بغیر آئینۂ دل پر صیقل نہیں چڑھتی ہے۔ کبودی زدن، بدن کو گدوانا۔ قزوینی۔ قزوین کا رہنے والا جو عراق کا ایک شہر ہے۔

ایں حکایت بشنواز صاحب بیاں — در طریق و عادتِ قزوینیاں

بیان کرنے والے سے یہ قصہ سن — جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے

بر تن و دست و کتفہائے بے درنگ — میزنند از صورتِ شیر و پلنگ

جسم، ہاتھ اور کاندھے پر بلا تردد — شیر اور تیندوے کی تصویر گدواتے ہیں

بُرچناں صورت پیاپلے بے گزند — از سَرِ سوزن کبود یہا زنند

اس طرح کی تصویر پے در پے بلا تکلف — سوئی کی نوک سے گودتے ہیں

سوئے دَلّا[1]کے بشُد قزوینئے — کہ کبودم زن بِستاں شیرینئے

ایک قزوینی، نائی کے پاس گیا — کہ میرے گود دے (اور) شیرینی لے لے

گفت چہ صورت زنم اے پہلواں — گفت برزن صورتِ شیر ژیاں

اُس نے کہا اے پہلوان! کیا تصویر بناؤں؟ — کہا، غضبناک شیر کی تصویر بنا دے

طالعم[2] شیرست و نقشِ شیر زن — جَہد کُن رنگ کبودی سیر زن

میرا طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بنا دے — کوشش کر، دل بھر کے گود دے

گفت بر چہ موضعت صورت زنم — گفت بر شانہ گہم زن آں رقم

اس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟ — کہا میرے کندھے پر نقش کر دے

تا شود پشتم قوی در رزم[3] و بزم — با چنیں شیر ژیاں در عزم و حزم

تاکہ رزم اور بزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے — ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے پختہ کاری اور پختہ ارادہ میں

چونکہ اُو سوزن فرو بُردن گرفت — درد آں در شانہ گہ مسکن گرفت

اُس نے جب سوئیاں چبھانی شروع کیں — اس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی

پہلواں در نالہ آمد کائے سَنی — مُر مَرا کشتی چہ صورت می زنی

پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے مانس! — تو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟

گفت آخر شیر فرمودی مرا — گفت از چہ عضو کر دی ابتدا

اس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے — کہا، کس عضو سے تو نے شروع کیا ہے؟

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام — گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام

اس نے کہا میں دم کی طرف سے شروع کیا ہے — کہا، اے نور چشم! دم بنانی چھوڑ دے

از دُم و دُمگاہِ شیرم دَم گرفت — دُم گہِ اُو دم گہم محکم گرفت

دم اور دم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ دیا — اس کی دم کی جگہ نے میرے سانس لینے کی جگہ کو دبا دیا

---

[1] دلاک۔ حجام۔ نائی، شیرینی، یعنی گود نے اجرت، پہلواں۔ جوانمرد، سپاہی، شیر ژیاں۔ غضبناک شیر، برزن۔ بزن یادہ ہے۔

[2] طالع۔ نچھتر، کسی کی پیدائش کے وقت بارہ برجوں میں سے جو برج مشرق سے نمودار ہو وہ پیدا ہونے والے کا طالع کہلاتا ہے۔ شیر۔ یعنی برج اسد۔ سیرزن۔ یعنی پوری طرح گود۔ موضع۔ مقام۔ شانہ۔ کندھا۔ رقم۔ نشان۔

[3] رزم۔ جنگ، بزم۔ مجلس نشاط۔ عزم، پختہ ارادہ۔ جزم۔ ہوشیاری، فرو بردن۔ گاڑنا۔ مسکن۔ جگہ، سَنی۔ اچھا روشن، دُمگاہ۔ دم کی جگہ، دم گرفت۔ سانس رک گیا۔ دم گہ۔ سانس کی جگہ۔ محکم، مضبوط

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز　　کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز[1]
بے دُم کا شیر سہی، اے شیر بنانے والے!　　اوزار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے

جانب دیگر گرفت آں شخص زخم　　بے محابا و مواساتے و رحم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا　　بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور رحم کے

بانگ زد او کایں چہ اندام ست از و　　گفت اُو گوش ست اے مردِ نکو
وہ چیخا، یہ اس کا کونسا عضو ہے؟　　اُس نے کہا، اے نیک مرد! یہ کان ہے

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام　　گوش را بگذار و کوتہ کُن کلام
اس نے کہا، اے سردار! اس کا کان نہ ہو　　کان کو چھوڑ دے، اور قصہ مختصر کر

جانب دیگر خَلش آغاز کرد　　باز قزوینی فغاں را ساز کرد
اس نے دوسری جانب چبھانا شروع کیا　　پھر قزوینی نے شور کرنا شروع کر دیا

کایں سُوم جانب چہ اندام ست نیز　　گفت اینست اشکم[2] شیر اے عزیز
کہ یہ تیسری جانب کونسا عضو ہے؟　　اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے

گفت تا اشکم نباشد شیر را　　خود چہ اشکم می بباید شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہ ہو　　شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے

گشت افزوں درد کم زن زخمہا　　اشکمے چہ شیر را بہرِ خدا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر　　شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟ خدا کے لئے

خیرہ شُد دلاک بس حیراں بماند　　تابدیر انگشت در دنداں بماند
نائی متعجب ہوا اور حیران رہ گیا　　دیر تک انگلی دانتوں میں دبائے رہا

بر زمیں زد سوزن آندم اوستاد　　گفت در عالم کسے را ایں فتاد
اس وقت استاد نے سوئی زمین پر پھینکدی　　بولا، دنیا میں کسی کو ایسا بھی پیش آیا ہو گا؟

شیرِ بے دُم و سر و اشکم کہ دید　　ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید
بے دم، سر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا ہے؟　　ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن　　از چنیں شیرِ[3] ژیاں بس دم مزن
جب تو سوئی چبھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے　　ایسے خوفناک شیر کے بارے میں بات نہ کر

اے برادر صبر کُن بر دردِ نیش　　تا رہی از نیشِ نفسِ گبر خویش
اے بھائی! سوئی کے درد پر صبر کر　　تاکہ تو اپنے بے دین نفس کے ڈنک سے نجات پائے

---

[1] گاز۔ قینچی، جراحی کا اوزار۔ محابا۔ مروت، لحاظ، مواسات۔ غمخواری، معاونت۔ اندام۔ عضو۔ ہمام۔ سردار، بزرگ۔ خلش۔ چبھن۔ فغاں۔ فریاد۔

[2] اشکم۔ شکم، الف زائد ہے۔ خیرہ۔ حیران۔ سر گشتہ۔ پریشان۔ نافرید۔ نہ آفرید۔ سوزن زدن یعنی گودنے کے لئے سوئی چبھانا۔

[3] شیر ژیاں۔ غضبناک شیر۔ رہی۔ تو نجات پائے، رہیدن سے واحد مخاطب مضارع ہے۔ گبر۔ آتش پرست، یہاں مطلقاً کافر مراد ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی انسان اگر مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے تو پھر نفس لوامہ سے بچ جاتا ہے ورنہ اسی طرح محروم رہتا ہے جیسا کہ قزوینی محروم رہا۔

کاں گروہیکہ رہید نداز وجود
اسلئے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں
چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود
آسمان اور سورج، چاند ان کو سجدہ کرتا ہے

ہر کہ مُرد اندر تنِ اُو نفسِ گبر
جس کے بدن میں بے دین نفس مر گیا ہے
مر وُ را ۱ فرماں بَرد خورشید و ابر
سورج اور ابر ان کا حکم مانتا ہے

چوں دلش آموخت صبر افروختن
جب اس کا دل صبر کو روشن کرنا سیکھ جاتا ہے
آفتاب اُورا نیارد سوختن
سورج اس کو نہیں جلا سکتا

گفت حق در آفتاب منتجم
روشن سورج کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے
ذکر تزاور کذا عن کہفہم
اُن کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے

خفتگانے ۲ کز خدا بُد کارِ شاں
وہ سونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا
میل کردے آفتاب از غارِ شاں
سورج ان کے غار سے کترا جاتا تھا

خار جملہ لطف چوں گل می شود
کانٹا پھول کی طرح پُر لطف ہو جاتا ہے
پیشِ جزوے کو سوئے کُل می شود
اُس جزو کے سامنے جو کل سے وابستہ ہوتا ہے

چیست تعظیم خدا افراشتن
خدا کی عظمت کو ظاہر کرنا کیا ہے؟
خویشتن را خوار و خاکی داشتن
اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بنا لینا ہے

چیست توحید خدا آموختن
اللہ (تعالیٰ) کی وحدانیت سیکھنا کیا ہے؟
خویشتن را پیشِ واحد سوختن
اپنے آپ کو ''واحد'' کے سامنے فنا کر دینا ہے

گر ہمی ۳ خواہی کہ بفروزی چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منور ہو جائے
ہستیِ ہمچوں شبِ خود را بسوز
(تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال

ہستیت در ہستِ آں ہستی نواز
وہ وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو
ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے

در من و ما سخت کردستی تو دست
''من و ما'' کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے
ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست
دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتن گرگ و روباہ در خدمت شیر بشکار

بھیڑیئے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ شکار کو جانا

شیر و گرگ و رُوبہے بہر شکار
شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کے لئے
رفتہ بودند از طلب در کوہسار
جستجو کرتے ہوئے پہاڑ میں پہنچ گئے تھے

---

۱ مرورا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ "اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنادیا ہے ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" تزاور۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں فرمایا گیا ہے "جب آفتاب نکلتا ہے تو داہنی جانب سے بچکر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج کی تپش ان کو نہیں پہنچتی ہے۔ نجم، روشن۔ کہف۔ غار۔

۲ خفتگانے۔ یعنی اصحاب کہف جو غار میں سوئے ہوئے تھے۔ غار۔ یعنی جو لوگ ذاتِ واحد میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں انکے لئے کانٹے پھول بن جاتے ہیں چیست۔ یعنی توحید یہی ہے کہ ذات احد میں اپنے آپ کو فنا کردے۔

۳ گر۔ اگر تو منور ہونا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو فنا کردے۔ ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں پگھلا دے۔ دو ہست۔ دو ہستیاں۔ رفتن گرگ۔ اس قصہ سے مقصود یہی ہے کہ بھیڑیئے نے شیر کے مقابلہ میں انانیت اختیار کی اور دوئی کو ختم نہ کیا تو خود فنا ہو گیا لہٰذا انسان کی بھی دوئی مٹانے میں ہی نجات ہے۔

ہر سہ باہم اندراں صحرائے زَرف[1] | صیدہا گیرند بسیار شگرف
(تاکہ) تینوں مل کر گھنے جنگل میں | بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکار کریں

تا بہ پُشتِ ہمدِگر بر صیدہا | سخت بر بندند بار و قیدہا
تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے شکاروں پر | سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں

گرچہ زایشاں شیر نر را ننگ بُود | لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
اگرچہ وہ بہادر شیر کے لئے موجب عار تھے | لیکن اس نے عزت افزائی کی اور ساتھ ہوگیا

ایں چنیں شہ را ز لشکر زحمت ست | لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
اس جیسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہوتی ہے | لیکن ساتھ ہوگیا (اس لئے کہ) جماعت رحمت ہے

ایں چنیں مہ را ز اختر ننگہا ست | اُو میانِ اختراں بہرِ سخاست
اسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے | (لیکن) وہ از راہ کرم ستاروں کے درمیان ہے

امرِ[2] شَاوِرْھُم پیمبر را رسید | گرچہ رائے نیست رایش را مزید
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان سے "مشورہ کر" کا حکم ملا ہے | اگرچہ کوئی رائے اس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے

در ترازو جو رفیقِ زر شدست | نے از انکہ جُو چو زر جوہر شدست
ترازو میں جو سونے کا ساتھی بن گیا ہے | اس لئے نہیں کہ جو سونے کی طرح جوہر بن گیا ہے

رُوح قالب را کنوں ہمرہ شدست | مُدّتے سگ حارسِ[3] درگہ شدست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے | مدت تک کتا دربار کا محافظ رہا ہے

چونکہ رفتند ایں جماعت سوئے کوہ | در رکابِ شیر بافر و شکوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی | شان و شوکت سے شیر کے ساتھ

گاوِ کوہی و بز و خرگوش زفت | یافتند و کارِ ایشاں پیش رفت
پہاڑی گائے اور بکرا اور موٹا خرگوش | انہوں نے پکڑ لیا اور ان کا کام چل گیا

ہر کہ باشد در پئے شیرِ حراب | کم نیابد روز و شب اُو را کباب
جو کوئی جنگجو شیر کے ساتھ ہو | اس کے لئے دن رات میں کباب کی کمی نہ ہوگی

چوں ز کہ در بیشہ آوردندشاں | کُشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
جب پہاڑ سے انہیں جنگل میں لائے | مردہ اور زخمی، خون میں لتھڑے ہوئے

گرگ و روبہ را طمع بود اندراں | کہ رَود قسمت بعدلِ خسرواں
ان میں بھیڑیئے اور لومڑی کی خواہش تھی | کہ شاہی انصاف سے تقسیم ہو

---

[1] زرف۔ گہرا۔ شگرف۔ اچھا۔ پشت۔ مدد۔ بار و قید۔ دباؤ اور گرفت۔ ننگ۔ شرم و عار۔ اکرام۔ عزت کرنا۔ جماعت "یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ" جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ایں چنیں۔ ان مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ کاملین اگر ناقصین کو ساتھ لگا لیتے ہیں۔ تو اس سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا چاہیئے بلکہ ناقصین کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ اپنا نقصان کر کے ان کا بھلا کر رہے ہیں۔

[2] امر۔ قرآن پاک میں ہے اے پیغمبر جنگ کے بارے میں ان سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو۔ جو کہ یہ شرافت سونے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حاصل ہو گئی ہے۔ روح۔ جسم کو روح کے ساتھ رہنے سے یا جو کو سونے کے ساتھ مل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جسم اور جو کو ذاتی فضیلت حاصل ہو گئی ہے۔ جسم کو روح کی معیت سے فائدہ پہنچا۔

[3] حارس۔ نگہبان۔ گاؤ کوہی نیل گائے۔ بز۔ بکری۔ زفت۔ موٹا فربہ۔ ہر کہ۔ اسی طرح اولیاء کیساتھ رہنے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حراب۔ جنگ۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ بیشہ۔ جھاڑی جنگل۔ خسرو۔ بادشاہ، خاء کا ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ کسرہ اولی ہے۔

عکسِ طمع ہر دو شاں بر شیر زد — شیر دانست آں طمع ہا را سند[1]

شیر پر اُن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا — شیر ان لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

ہر کہ باشد شیرِ اسرار و امیر — اُو بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو — وہ جان جاتا ہے جو کچھ دل سوچتا ہے

ہیں نگہدار اے دلِ اندیشہ خُو — دل ز اندیشہ بدی در پیشِ اُو

خبردار! اے وسوسوں کے عادی دل محفوظ رکھ — دل کو اس کے سامنے برے خیال سے

داند[2] اُو خر راہمی راند خموش — در رُخت خندد برائے رُوئے پوش

وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے — پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مُسکراتا ہے

شیر چوں دانست آں وسواسِ شاں — وانگفت و داشت آندم پاسِ شاں

شیر کو جب ان کے وسوسے معلوم ہو گئے — کھل کر نہ بتایا اور اُن سے رعایت برتی

لیک باخود گفت بنمایم سزا — مر شمارا اے خسیسانِ گدا

لیکن اس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں — تمہیں اے کمینے فقیرو!

مر شمارا بس نیامد رائے من — ظنِّ تاں اینست در اعطائے من

تمہارے لئے میری رائے کافی نہ ہوئی — میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

اے وجودِ رائے تاں از رائے من[3] — از عطاہائے جہاں آرائے من

خبردار! تمہاری رائے کا وجود میری رائے سے ہے — میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے ہے

نقش با نقاش چہ اسگالد دِگر — چوں سگالش اُوش بخشید و نظر

نقش، نقاش کو کیا سوجھائے — جبکہ اس کی سوچ و نگاہ اسی کی بخشی ہوئی ہے

ایں چنیں ظنِّ خسیسانہ بمن — مر شمارا بود ننگانِ زمن

مجھ پر ایسے کمینہ پن کا گمان ہے — تمہارا تھا، تم زمانے کیلئے (باعث) عار ہو

ظَانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ را — گر نہ بُرّم سر بود عینِ خطا

خدا کے ساتھ بدگمانی کرنیوالوں کا — اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

وا رہانم چرخ را از ننگِ تاں — تا بماند در جہاں ایں داستاں

تمہارے (وجود کی) ذلت سے آسمان کو نجات دلاؤں گا — تاکہ یہ قصہ دنیا میں (مثال بنا) رہے

شیر با ایں فکر میزد خندہ فاش — بر تبسم ہائے شیر ایمن مباش

شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا — شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہو جانا

---

[1] سند۔ ثبوت۔ ضمیر۔ دل لہٰذا مرید کو شیخ کے متعلق دل میں وسوسے نہ لانے چاہئیں ورنہ شیخ انکو جان لیگا ہیں۔ شیخ اپنے مرید کے چھپے ہوئے خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہٰذا اس کی مجلس میں برے خیالات دل میں نہ لانے چاہئیں۔

[2] داند او۔ یعنی وہ جانتا ہے۔ لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔ خر راندن خموش۔ سوار کا گدھے کی خواہش کے مطابق سفر کرنا، کام چلانا، دوسرے کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ در رُخت۔ تیرے سامنے مسکراتا ہے تاکہ تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ خسیس۔ کمینے۔ رائے من۔ میری رائے پر تمہیں اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ تم اپنے آپ کو حصہ دار سمجھتے ہو۔

[3] رائے من۔ تمہاری رائے اور تمہارا وجود میری رائے کے تابع ہے۔ نقش۔ نقش نقاش کی دین ہے نقش نقاش کو کیا بتائے گا۔ ننگانِ زمن۔ تمہارا وجود دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔ تا بماند۔ تاکہ تمہاری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بنے۔ خندہ ہنسی۔ فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

مالِ دنیا شد تبسم[۱] ہائے حق — کرد مارا مست و مغرور و خلق
دنیا کی دولت اللہ (تعالیٰ) کی مسکراہٹیں ہیں — جنہوں نے ہمیں مست اور مغرور اور بوسیدہ بنا دیا ہے

فقر و رنجوری بہشت ست اے سند — کاں تبسم دام خود را بر کند
اے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے — کیونکہ اس کی وجہ سے مسکراہٹ اپنا جال اکھاڑ لیتی ہے

امتحان کردنِ شیر گرگ را و گفتن کہ ایں صید ہا را قسمت کن
شیر کا بھیڑیے کو آزمانا، اور کہنا کہ ان شکاروں کو تقسیم کر دے

گفت شیر اے گرگ ایں را بخش کن — معدلت را نو کن اے گرگِ کہن
شیر نے کہا، اے بھیڑیے! اس کو تقسیم کر دے — اے پرانے بھیڑیے! انصاف (کی رسم) تازہ کر

نائب[۲] من باش در قسمت گری — تا پدید آید کہ تو چہ گوہری
تقسیم کرنے میں میرا قائم مقام بن جا — تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے؟

گفت اے شہ گاوِ وحشی بخشِ تست — آں بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
(بھیڑیا) بولا اے شاہ! نیل گائے تیرا حصہ ہے — یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا، اور عظیم اور شہ زور ہے

بز مرا کہ بز میانہ است و وسط — روبہا! خرگوش بستاں بے غلط
بکری میری ہے کیونکہ بکری درمیانی اور متوسط (چیز) ہے — اور لومڑی! تو خرگوش کے لئے بلا غلطی کے

شیر گفت اے گرگ چوں گفتی بگو — چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو
شیر نے کہا، او بھیڑیے! تو کیا بکتا ہے بتا؟ — جبکہ میں موجود ہوں تو میرے تیرے کی کیا بات کرتا ہے؟

گرگ خود چہ سگ بود کہ خویش دید — پیشِ چوں من شیرِ بے مثل و ندید
بھیڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے — مجھ جیسے بے مثل اور انوکھے شیر کے ہوتے ہوئے

گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید[۳] — پیشش آمد پنجہ زد او را درید
اس نے کہا، او خود پسند گدھے! آگے آ — وہ آگے آیا، اس نے پنجہ مارا، اس کو پھاڑ ڈالا

چوں ندیدش مغز و تدبیرِ رشید — در سیاست پوستش از سر کشید
جب (شیر) نے اس میں مغز اور بھلی تدبیر نہ دیکھی — سزا میں اس کی کھال کھینچ لی

گفت چوں دید منت از خود نبرد — ایں چنیں جاں را بباید زار مرد
(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خودی نہ مٹا سکا — ایسی جان کو ذلیل ہو کر مر جانا چاہئے

چوں نگشتی فانی اندر پیشِ من — فرض آمد مر ترا گردن زدن
تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا — تجھے قتل کر دینا ضروری ہوا

---

[۱] تبسم۔ مسکراہٹ۔ ایمن۔ مطمئن۔ مالِ دنیا۔ یعنی دنیا کی دولت بظاہر تو نعمت ہے لیکن مصائب کا سبب ہے لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ کا زہر خند سمجھو۔ خلق۔ بوسیدہ سند۔ سردار۔ دام۔ یعنی اگر فقر اختیار کر لو گے تو اس زہر خند سے بچ جاؤ گے۔ قسمت۔ تقسیم۔ بخش کن تقسیم کر دے۔ معدلت۔ انصاف۔ گرگ کہن۔ پرانا بھیڑیا تجربہ کار۔

[۲] نائب۔ قائم مقام۔ گوہر۔ اصل و نسل۔ وسط۔ درمیانہ۔ بستاں۔ ستاندن بمعنی لینا کا صیغہ امر ہے۔ ما و تو، تو تو، میں میں خویش دید۔ خود بینی۔ ندید۔ جس کی مثال نہ دیکھی گئی ہو خر۔ یعنی احمق۔

[۳] خود خرید۔ یعنی اپنی قدر و قیمت لگاتا ہے۔ مغز۔ قابلیت جوہر۔ رشید۔ ٹھیک۔ درست سیاست۔ سزا۔ پوست از سر کشیدن۔ کھال کھینچ لینا، مار ڈالنا۔ دید منت۔ یعنی دیدار من ترا از خود بردن۔ بے خود کر دینا۔ زار مردن۔ ذلیل موت مرنا۔

گرچه غالب دارم اندر بذلِ فضل[1] | گاه گاہے ہم کنم از عدل فضل
اگرچہ عنایت فرمائی کو میں غالب رکھتا ہوں | (لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں

کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ جز وجہِ او | چوں نہ در وجہِ او ہستی مجو
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے | جب تو اس کی ذات میں نہیں (سمایا) ہے ہستی کی امید نہ کھ

ہر کہ اندر وجہِ ما باشد فنا | کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ نبود جزا
جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے | اس کی سزا کل شی ہالک نہیں ہوتی ہے

زانکہ در[2] الا ست او از لا گذشت | ہر کہ در الا ست او فانی نگشت
اس لئے کہ وہ الا میں ہے، لا سے گزر گیا | جو شخص "الا" میں داخل ہے فانی نہ ہوا

ہر کہ بر در او من و مای زند | ردِّ باب ست او و بر لا می تند
جو دروازے پر "میں اور" "تو کا اعلان کرے | وہ دروازے سے مردود ہے "لا (کے عجب) میں مقیم ہے

قصّہ آں کس کہ در یارے بکوفت از دروں گفت تو کیستی

اس شخص کا قصہ کو جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی، اس نے اندر سے پوچھا کہ کون

گفت منم گفت چوں توئی در نمی کشایم کہ ہیچ کس را از
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں، اس نے جواب دیا کہ تو ہے میں دروازہ نہیں کھولوں گا

یاراں نمی شناسم کہ "او من" گوید برد
کیونکہ میں اس کو دوست نہیں سمجھتا جو اپنے آپ کو میں کہے واپس ہو جا

آں یکے آمد درِ یارے بزد | گفت یارش کیستی کیں در مزد
ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا | اس کے دوست نے کہا تو کون ہے اس دروازہ کو نہ کھٹکھٹا

گفت من گفتش برو ہنگام نیست | بر چنیں خوانے مقامِ خام[3] نیست
اسنے کہا "میں" اسنے اس سے کہا جاؤ (ملاقات کا) وقت نہیں ہے | ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے

خام را جز آتشِ ہجر و فراق | کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق
کچے کو سوائے ہجر اور جدائی کی آگ کے | کون پختہ بنا سکتا ہے تاکہ اس کو نفاق سے نجات دے

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت | سوختن باید ترا در نارِ تفت
جبکہ تیری خودی ابھی تک تجھ میں سے نہیں گئی ہے | تجھے دہکتی آگ میں جلا دینا چاہیے

پشیمان شدنِ آں گوینده کہ منم و غربت و ریاضت و

اس "میں" کہنے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

---

[1] بذل فضل یعنی رحم و کرم سے کام لیتا ہوں۔ گاہ۔ کبھی رحم و کرم پر انصاف کو ترجیح دیتا ہوں اور جو انصاف کا تقاضا ہوتا ہے وہی کرتا ہوں کُلُّ شَیْئٍ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ماسوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ زروجہ ما۔ جو شخص اپنی ذات کو ذات باری میں فنا کردے گا وہی بچ گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ صرف اس کی ذات فنا سے بچی ہے۔

[2] در لا۔ یعنی اس کی ذات ہلاکت سے مستثنیٰ ہے ان رہنے والی چیز میں داخل ہے۔ از لا۔ یعنی ہلاک ہونیوالی چیز نہ رہی۔ فانی۔ یعنی وہ ذات احد میں داخل ہو گیا جس کے لئے فنا نہیں ہے۔ من و ما۔ یعنی اس کے دروازے پر دوئی ختم ہونی چاہیے۔ ورنہ مردود بارگاہ ہو گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ قصہ۔ جب تک دو دوستوں میں "میں" اور "تو" کا معاملہ ہے ان میں یکتائی نہیں ہے اور نہ حقیقی دوستی ہے۔ من۔ یعنی اسنے اپنے وجود کو دوست کے وجود سے جدا سمجھا۔

[3] خام۔ یعنی جو دوئی کا قائل ہے وہ دوستی میں کچا ہے۔ نفاق۔ یعنی دوئی، تو کی تو۔ یعنی تیرا "تو" ہونا۔ تفت۔ تند تیز۔ یعنی تاکہ دوستی میں پختہ ہو جائے۔ پشیمان۔ یعنی وہ دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت اور مجاہدوں سے اس نے دوئی کو ختم کیا پھر دروازہ پر واپس آیا۔

غرامت یک سال کشیدن و باز گشتن مُستغفر بر
اور محنت اور مشقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا

درِ خانہ و پُرسیدنِ صاحب خانہ کہ کیست بر دَر و جواب
اور صاحب خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اس کا جواب

گفتن آں کہ توئی بَر در و نفیِ منیِ خود
میں کہنا کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

رفت آں مسکین وسالے در سفر ۔۔۔ در فراقِ دوست سوزید از شرارا[1]
وہ بیچارا چلا گیا اور ایک سال تک سفر میں ۔۔۔ دوست کے فراق میں چنگاریوں سے جلتا رہا

پختہ گشت آں سوختہ پس بازگشت ۔۔۔ باز گردِ خانہ انباز گشت
وہ (آتش فراق سے) جلا ہوا پختہ ہو گیا پھر لوٹا ۔۔۔ دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا

حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب ۔۔۔ تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب
نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا ۔۔۔ تاکہ منہ سے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں ۔۔۔ گفت بر دَر ہم توئی اے دلستاں
اسکے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟ ۔۔۔ اس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے

گفت اکنوں چوں منی اے من درآ ۔۔۔ نیست گنجائے دو من در یک سرا
اس نے کہا اب "تو" "میں" ہے تو اے "میں" اندر آجا ۔۔۔ ایک گھر میں دو "میں" کی گنجائش نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ نبود دوئی ۔۔۔ ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی
جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے ۔۔۔ وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے

نیست سوزن را سرِ رشتہ دوتا[2] ۔۔۔ چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ
سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے ۔۔۔ جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آجا

رشتہ را باشد بسوزن ارتباط ۔۔۔ نیست درخور باجمل سمّ الخیاط
دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے ۔۔۔ سوئی کا ناکا، اونٹ کے مناسب نہیں ہے

کے شود[3] باریک ہستی جمل ۔۔۔ جز بمقراض ریاضات و عمل
اونٹ کا وجود باریک نہیں ہو سکتا ہے ۔۔۔ عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر

دستِ حق باید مرآں را اے فلاں ۔۔۔ کاں بُوَد بر ہر محالے کُن فکاں
اے فلاں! اس کام کے لئے خدا کا ہاتھ چاہیے ۔۔۔ کیونکہ وہ ہر ناممکن پر "کن فکان" ہوتا ہے

---

[1] شرر۔ چنگاری یعنی جدائی کی آگ۔ انباز۔ شریک، دوست ترس۔ خوف ہم توئی۔ یعنی دروازہ پر تو ہی ہے میں اپنے وجود کو ختم کر چکا ہوں اور دوئی مٹا چکا ہوں۔ چوں منی۔ یعنی اب جبکہ "تو" "میں" بن گیا ہے اور دوئی ختم ہوگئی ہے۔ گنجا۔ گنجائش۔

[2] دوتا۔ دوہروں کا دھاگا سوئی کے ناکے میں نہیں آتا ہے۔ یکتائی۔ جب دونوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے تو سوئی کے ناکے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ارتباط تعلق درخور۔ لائق۔ جمل اونٹ، سم الخیاط۔ سوئی کا سوراخ قرآن پاک میں ہے کافر جنت میں نہ جائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل ہو جائے۔

[3] کے شود۔ موٹا نفس ریاضتوں کی ذریعہ ہی سے دبلا بنایا جا سکتا ہے۔ تب ہی وہ سلوک کے تنگ مقامات سے گزر سکتا ہے۔ مقراض۔ قینچی۔ دست خود یعنی نفس انسان کو کسی قابل نہ بنانے کیلئے دست قدرت ہی کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہر ناممکن بھی ممکن ہے۔ کن فکان۔ یعنی حضرتِ حق کا "کن" کا حکم ہر محال اور ناممکن کو موجود کر دیتا ہے۔

ہر مُحال از دستِ اُو ممکن شود ہر حَرُون از بیمِ اُوساکن شود
ہر نا ممکن اس کے ہاتھ سے ممکن ہو جاتا ہے اس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہو جاتا ہے

اکمہ[۱] و ابرص چہ باشد مُردہ نیز زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مردہ بھی اس غالب کے منتر سے زندہ ہو جاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بُود درکفِ ایجادِ اُو مُضطر بُود
وہ عدم جو مردے سے بھی زیادہ مردہ ہوتا ہے اس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَفِی شَاْن بخواں مَرُ وُرا بے کار و بے فعلے مداں
"کل یوم ھوفی شان" کو پڑھ اس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمتریں کاریش ہر روز ست آں کُو سہ لشکر را کُنَدْ ایں سُو رواں
اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ وہ تین لشکر اس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِاَصلاب[۲] سوئے اُمہات بہرآں تا در رحم روید نبات
ایک لشکر (باپوں کی) پشت سے ماؤں کیجانب تاکہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِارحام سوئے خاکداں تاز نرو مادہ پُرگردد جہاں
ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کیطرف تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل تا بہ بیند ہر کسے حسنِ عمل
ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش ازانہا می رسد آنچہ از حق سوئے جانہا می رسد
پھر بیشک ان (تینوں لشکروں سے) پہلے پہنچتی ہے وہ چیز (شہوت جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے جانوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد وانچہ از دلہا بگِلہا می رسد
وہ چیز (شہوت جماع) جو جانوں سے دلوں میں پہنچتی ہے اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

اینست لشکر ہائے حق بیحد و مَرْ ازپئے ایں گفت ذکری[۳] للبشر
دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد وحساب ہیں اسی لئے فرمایا ہے "ذکری للبشر"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز سوئے آں دو یار پاک و پاکباز
ہاں، اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل ان دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کیجانب

خواندنِ آں یار یارِ خودرا پس از تربیت یافتن

اس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بلانا

---

[۱] اکمہ۔ پیدائشی اندھا۔ ابرص۔ کوڑھی۔ فسوں۔ منتر، یہاں کلمہ کن مراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مردے سے بھی زیادہ مردہ ہے لیکن کلمہ کن سے موجود ہو جاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَاْنٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[۲] اصلاب۔ صلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ امہات۔ ام کی جمع ہے ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدن انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہو جاتا ہے۔

[۳] ذکری للبشر۔ سورۂ مدثر میں ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ وَمَا ھِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من[۱] ‏ نے مخالف چوں گل و خارِ چمن

دوست نے اس سے کہا اے میرے سب کچھ اندر آ جا ‏ (اب ہم) تو چمن کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف نہیں ہیں

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنوں ‏ گر دو تا بینی حروفِ کاف و نوں

دھاگا اکہرا ہو گیا، اب (دوئی کی) غلطی ختم ہو گئی ہے ‏ اگرچہ تو حرف کاف اور نون کے دو عدد دیکھتا ہے

کاف و نوں ہمچوں کمند آمد جذوب ‏ تا کشاند مرٗ عدم را در خطوب

کاف اور نون (ملکر) کمند کی طرح کھینچنے والے بنتے ہیں ‏ تاکہ عدم کو بڑے کاموں کی طرف کھینچ کر لائیں

پس دو تا باید کمند اندر صور[۲] ‏ گرچہ یکتا باشد آں دو در اثر

بظاہر کمند دوہری ہونی چاہیے ‏ اگرچہ نتیجہ میں دونوں مل کر اکہرے ہو جائیں

گر دو پا گر چار پارہ را برد ‏ ہمچو مقراض دو پا یک تا برد

خواہ دو پایہ ہو یا چار پایہ جب راستہ چلتا ہے ‏ دو پاؤں والی قینچی کی طرح ایک راستہ قطع کرتا ہے

آں دو انباز اِن گازر را ببیں ‏ ہست در ظاہر خلاف آن و ایں

ان دو شریک دھوبیوں کو دیکھ ‏ بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں

آں یکے کرپاس در جوٗ می زند ‏ واں دگر انباز خشکش می کند

ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے ‏ دوسرا شریک اس کو خشک کرتا ہے

باز اوٗ آں خشک را تر می کند ‏ گوئیا ز استیزہ ضد بر می تند

پھر وہ اس خشک کو تر کر دیتا ہے ‏ گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے

لیک آں دو[۳] ضدِ استیزہ نما ‏ یکدل و یک کار باشد اے فتا

لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے ‏ اے نوجوان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست ‏ لیک تا حق می برد جملہ یکے ست

ہر نبی اور ہر ولی کا ایک (الگ) راستہ ہے ‏ لیکن اللہ (تعالیٰ) تک پہنچانے میں سب ایک ہیں

روئے درہم کشیدن از سخن بہ سبب ملالتِ مستمعان

سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمعِ مستمع را خواب برد ‏ سنگہائے آسیا را آب برد

چونکہ سننے والوں کی مجمع کو نیند آ گئی ہے ‏ (اللہ تعالیٰ نے) چکی کے پاٹوں کو چلانے والا پانی بند کر دیا

رفتنِ ایں آب فوقِ آسیاست ‏ رفتنش در آسیا بہر شماست

اس پانی (یعنی اسرار) کی آمد چکی (ہونٹ اسے اوپر دل میں) ہے ‏ چکی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لئے ہے

---

۱ جملہ من۔ یعنی تو میرا مجموعہ ہے غلط۔ یعنی دوئی۔ کاف و نون۔ یعنی کلمہ کن کے کاف اور نون۔ جذوب۔ جذب کرنیوالا۔ کشاند۔ کشاندن بمعنی، کشیدن سے مضارع ہے۔ خطوب۔ حاء کے فتح کے ساتھ خطب بمعنی امر عظیم کی جمع ہے۔ پس دوتا۔ پہلے اشعار میں یکتائی کا بیان تھا اب سمجھاتے ہیں۔ کہ یکتائی سے دو وجودوں کا ایک ہونا مراد نہیں ہے بلکہ عمل کی یکسانیت مراد ہے۔ جانور کے پیر متعدد ہیں کام ایک ہے قینچی کے پرد ہیں۔ عمل ایک ہے دو دھوبی کام کرتے ہیں کام ایک ہے۔

۲ صور۔ صورت کی جمع ہے اثر۔ نتیجہ، مقراض۔ قینچی۔ گازر۔ دھوبی، انباز، شریک۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ جو نہر استیزہ۔ جنگ۔

۳ دو ضد۔ دونوں دھوبی جو ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں۔ مسلک۔ مذہب مشرب۔ ملالت، تنگدلی۔ مستمعان سننے والے مولانا کو مثنوی کا املاء کرانے میں کچھ انقباض ہوا جس کی وجہ سننے والوں کی غفلت تھی۔ آسیا۔ چکی۔ فوق آسیا۔ یعنی دل آسیا۔ یعنی ہونٹ۔

چوں شمارا حاجتِ طاحوں ۱ نماند — آب را در جوئے اصلی باز راند
جب تمہیں چکی ہونٹوں کے کلام کی ضرورت نہ رہی — پانی کو اصلی نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا

ناطقہ سوئے دہاں تعلیم راست — ورنہ خود آں آب را جوئے جُداست
(قوت گویائی) منہ میں تمہاری تعلیم کے لئے ہے — ورنہ اس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے

می رود بے بانگ و بے تکرار ہا — تحتہا الانہار تا گلزار ہا
وہ (پانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے — ان چمنوں تک جن کے نیچے نہریں ہیں

اے خدا جاں را تو بنما آں مقام — کاندرو بے حرف می روید کلام
اے خدا! روح کو وہ مقام دکھا دے — جس میں بغیر حروف کے کلام پیدا ہوتا ہے

تا کہ سازد جانِ پاک از سر قدم — سوئے عرصہ دُور پہنائے عدم
تاکہ پاک روح سر کے بل جائے — اس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے

عرصۂ بس باگشاد و بافضا — ویں خیال ۲ و ہست یابد زو نوا
وہ میدان (عالم غیب) جو وسیع اور پُر فضا ہے — یہ عالم (مثال) اور (عالم) شہود اس سے سازو سامان پاتا ہے

تنگ تر آمد خیالات از عدم — زاں سبب باشد خیال اسبابِ غم
(عالم) مثال عدم (عالم غیب) سے چھوٹا ہے — اسی وجہ سے (عالم) مثال غم کا سبب بنتا ہے

باز ۳ ہستی تنگ تر بود از خیال — زاں شود در وے قمر ہمچوں ہلال
پھر (عالم) شہود (عالم) مثال سے چھوٹا ہے — اسی وجہ سے اس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے

باز ہستی جہانِ حس و رنگ — تنگ تر آمد کہ زندانے ست تنگ
پھر حس و رنگ کے جہاں کا وجود — بہت تنگ ہے بلکہ وہ تو تنگ قید خانہ ہے

علتِ تنگی ست ترکیب و عدد — جانبِ ترکیب حس ہا می کشد
مرکب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے — حواس مرکب کی جانب کشش کرتے ہیں

زانسوئے حس عالمِ توحید داں — گر یکے خواہی بداں جانب براں
عالم توحید حس سے پرے سمجھ — اگر تو (عالم) توحید کی خواہش رکھتا ہے اس جانب قدم بڑھا

امرِ کُن یک فعل بُود و نون و کاف — در سخن افتاد و معنیٰ بود صاف
"کن" کا امر ایک فعل تھا اور نون اور کاف — لفظوں میں آیا ورنہ مدلول اور (لفظوں) سے پاک تھا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا چہ شُد احوالِ گرگ اندر نبرد
اس بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ — معرکے میں بھیڑیئے کا کیا حال ہوا؟

۱ طاحون۔ چکی۔ جوئے اصلی۔ یعنی دل۔ ناطقہ قوت گویائی۔ ورنہ یعنی اسرار خداوندی کی اصل جگہ قلب ہے۔ بانگ۔ آواز۔ تکرار۔ بحث۔ انہار۔ نہر کی جمع ہے۔ اے خدا۔ یعنی وہ مقام عطا فرمادے جہاں الہام ہو۔ عرصہ۔ میدان دور۔ وسیع۔ عدم یعنی عالم غیب۔

۲ خیال۔ یعنی عالم مثال۔ ہست یعنی عالم شہادت۔ نوا۔ سامان خیالات۔ یعنی عالم مثال۔ عدم یعنی عالم غیب۔ غم عموماً غم کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ واقعہ کی پوری حکمت منکشف نہ ہو، عالم مثال میں عالم غیب کے اعتبار سے روح کو انکشاف تام حاصل نہیں ہوتا ہے اسلئے اس کو رنج پہنچتا ہے۔

۳ باز ہستی۔ یعنی عالم شہود عالم مثال کے اعتبار سے تنگ ہے اسی لئے عالم میں چاند جیسے چہرے ہلال جیسے نظر آتے ہیں۔ علت تنگی یعنی عالم ناسوت کی تنگی اس کے مادی ہونے کیوجہ سے ہے مادی ہونے کی وجہ سے وہ معدود اور مرکب بن گیا ہے۔ حس۔ یعنی عالم مثال اور عالم شہادت عالم توحید۔ عالم غیب جس میں پہنچ کر توحید کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔ کن یعنی لفظ کن پہلے کلام نفسی تھا جو حروف اور آواز سے منزہ تھا پھر کلام لفظی بن گیا۔ نبرد۔ جنگ۔

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او
شیر کا بھیڑیے کو اس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر آں سرفراز　　تا نماند دوسری و امتیاز
اس معزز (شیر) نے بھیڑیے کا سر توڑ ڈالا　　تاکہ دوہری سرداری اور امتیاز نہ رہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ست اے گرگِ پیر　　چوں نبود مُردہ[۲] در پیشِ امیر
اے بوڑھے بھیڑیے! "ہم نے انسے بدلہ لے لیا" ہے　　جبکہ تو حاکم کے سامنے مُردہ نہ بنا

بعد ازاں رُو شیر با رُوباہ کرد　　گفت ایں را بخش کُن از بہر خورد
اس کے بعد شیر نے لومڑی کا رخ کیا　　بولا، اس کو کھانے کے لئے تقسیم کر دے

سجدہ کرد و گفت کایں گاوِ سمین　　چاشت خوردت باشد اے شاہِ مہین
(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی بیل گائے　　اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

واں بُزاز بہرِ میانہ روز را　　یخنیے باشد شہِ فیروز را
اور وہ بکری دوپہر کے لئے　　فیروز مند بادشاہ کے لئے یخنی ہو گی

واں دِگر خرگوش بہرِ شام ہم　　شبچرہ اے شاہ بالُطف و کرم
اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے　　نقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

گفت اے رُوبہ تو عدل فروختی　　ایں چُنیں قسمت زِ کہ آموختی
(شیر نے) کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا　　اس طرح کی تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟

از کجا آموختی ایں اے بزرگ　　گفت اے شاہِ جہاں از حالِ گرگ
اے بزرگ! تو نے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟　　اس نے کہا اے دنیا کے بادشاہ بھیڑیے کے حال سے

گفت چوں در عشقِ ما گشتی گرو　　ہر سہ را برگیر و بستاں و برو
(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں رہن ہے　　تینوں کو لے لے اور قبضہ کر اور چل دے

رُوبہا چوں جملگی ما را شدی　　چونت آزاریم چوں تو ما شدی
اے لومڑی! جب تو مجسم ہمارے لئے ہو گئی ہے　　جبکہ تو "ہم" ہو گئی ہے، تجھے ہم کیسے ستا سکتے ہیں؟

ما تُرا و جملہ اشکاراں[۳] تُرا　　پائے بر گردونِ ہفتم نہ برآ
ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں　　ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جلوہ گر ہو

چوں گرفتی عبرت از گرگِ دنی　　پس تو رُوبہ نیستی شیرِ منی
جبکہ تو نے کمینہ بھیڑیے سے عبرت حاصل کر لی ہے　　تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

---

۱ سرفراز۔ سردار دوسری۔ دوسرداروں کی رقابت۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا، یہ قوم فرعون کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔
۲ مُردہ۔ فانی۔ امیر۔ حاکم۔ سمین۔ موٹا۔ چاشت خورد۔ ناشتہ۔ مہین۔ بزرگ۔ میانہ روز۔ دوپہر۔ فیروز۔ فتحمند شب چرہ۔ رات کا کھانا۔ فروختن۔ روشن کرنا کسی کام کو عمدگی سے کرنا حالِ گرگ۔ بھیڑیے کا انجام
۳ اشکار۔ شکار۔ پائے بر گردوں نہادن۔ رخ عالی مرتبہ بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر ہونا۔ عبرت دوسرے کے انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا۔ دنی۔ کمینہ۔ شیرِ منی۔ شیر من استی۔

عاقل۱ آں باشد کہ عبرت گیرد از — مرگِ یاراں و زبلائے محترز
عقلمند وہ ہے جو عبرت حاصل کر لے — دوستوں کی موت اور قابلِ احتراز مصیبت سے

رُوبہ آندم برزباں صد شکر راند — کہ مرا شیر از پس آں گرگ خواند
اس وقت لومڑی نے زبان سے سینکڑوں شکر ادا کئے — کہ شیر نے مجھے بھیڑیے کے بعد بلایا

گر مرا اوّل بفرمودے کہ تو — بخش کن ایں را کہ جاں بردے ازو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو — اس کو تقسیم کر دے تو اس سے کون جان بچاتا؟

مقصودِ حکایت در فضیلت آخر زمانیاں

آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اس حکایت کا مقصد ہے

پس سپاس اُورا کہ مارا در جہاں — کرد پیدا از پس پیشینیاں
اس (خدا) کا شکر ہے کہ اس نے دنیا میں ہمیں — اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے

تا شنیدیم آں سیاستہائے حق — بر قرونِ۲ ماضیہ اندر سبق
یہاں تک کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ان سزاؤں کو سن لیا — جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں

تا کہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش — ہمچو رُوبہ پاسِ خود داریم بیش
تاکہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے — لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کر لیں

اُمتِ مرحومہ زیں رُو خواند ماں — آں رسولِ حق و صادق در بیاں
اسی وجہ سے ہمیں امت مرحومہ فرمایا ہے — احادیث میں سچے، برحق رسولؐ نے

اُستخواں و پشم آں گرگاں عیاں — بنگرید و پند گیرید اے مہاں
ان بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب — دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت حاصل کرو

عاقل از سَر بنہد مستی و باد — چوں شنید انجام فرعوناں۳ و عاد
عقلمند انسان تکبر اور مستی کو دماغ سے نکال دیتا ہے — جب وہ فرعونوں اور قوم عاد کا قصہ سنتا ہے

ورنہ بنہد دیگراں از حالِ اُو — عبرتے گیرند از اضلالِ اُو
اور اگر وہ نیت دغرور کبر سے نہ نکالیگا تو دوسرے لوگ اس کے حال سے — اور اس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردنِ نوح علیہ السلام مرقوم را کہ بامَن مپیچید کہ

حضرت نوحؑ کا قوم کو ڈرانا کہ مجھ سے نہ الجھو میں تو خدا

مَن روئے پوشم خدارا پس باخدا می پیچید نہ بامَن
کا نقاب ہوں، تو تم خدا سے الجھ رہے ہو نہ کہ مجھ سے

۱ عاقل آں باشد۔ اس قصہ کا منشایہ ہے کہ جواپنے آپ وذاتِ حق میں فنا کر دیگا نجات پاجائیگا اور انسان کو چاہیے کہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ محترز۔ بچنے کی چیز۔ رُوبہ۔ لومڑی اس بات پر شکر گزار ہوئی کہ شیر نے اس کو پہلے نہ طلب کیا تھا ورنہ وہ بھیڑیے کے انجام سے عبرت نہ حاصل کر سکتی۔ سپاس۔ شکر۔ پیشینیاں پہلے لوگ سیاست سزا۔

۲ قرون۔ قرن کی جمع ہے زمانہ کی صدی۔ سبق۔ درس۔ یعنی قرآن کا درس۔ گرگان۔ یعنی بھیڑیا صفت انسان۔ امتِ مرحومہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسی امت قرار دیا ہے جس پر خدا کی رحمت ہے اور اس نے ہمیں دوسری امتوں کے بعد پیدا کیا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کریں۔ استخواں۔ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے منکرین سے عبرت حاصل کرو۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے۔ سردار۔

۳ فرعوناں۔ شاہانِ مصر۔ عاد مشہور قوم ہے جو اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئی لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ان قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔ بہکانا، گمراہ کرنا۔ تہدید کردن ؑ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فنائیت کے بعد ذاتِ احد کے ساتھ افعال میں اسقدر وحدت ہو جاتی ہے کہ انسانی فعل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

گفت نوحؑ اندر نصیحت قوم را　　　در پذیرید از خدا آخر عطا
(حضرت) نوحؑ نے نصیحت میں قوم سے کہا　　　خدا کی عطا کو قبول کر لو

بنگرید اے سرکشاں من من نیم　　　من زجاں مُردم بجاناں می زیم
اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں　　　میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں

چوں زجاں مُردم بجاناں زندہ ام　　　نیست مرگم تا ابد پاینده ام
جب (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں　　　میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

چوں بمُردم از حواساتِ بشر　　　حق مرا شد سمع و ادراک و بصر
چونکہ میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں　　　اللہ (تعالیٰ) میرا کان اور احساس اور بینائی بن گیا ہے

چونکہ من من نیستم ایں دم ز ہوست ۲　　　پیش ایں دم ہر کہ دم زد کافر اوست
چونکہ میں میں نہیں ہوں یہ کلام اس کی جانب سے ہے　　　اس گفتگو کے مقابلہ میں جو بات کریگا وہ کافر ہے

ہست اندر نقشِ ایں رُوباہ شیر　　　سوئے ایں رُوبہ نشاید شد دلیر
لومڑی کی اس صورت (نوحؑ) میں شیر (ذات احد ہے)　　　اس لومڑی (نوحؑ) کے مقابلہ میں دلیر نہ ہونا چاہئے

گر ز روئے صورتش می نگروی　　　غُرّشِ شیراں از وی نشنوی
اگر تو اس کی صورت کے اعتبار گرویدہ نہیں ہوتا ہے　　　تو کیا شیروں جیسی گرج بھی اس سے نہیں سن رہا ہے؟

گر نبودے نوحؑ را از حق یدے　　　پس جہانے را چساں برہم زدے
اگر (حضرت) نوحؑ کی مدد اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے نہ ہوتی　　　تو وہ (طوفان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے درہم برہم کر دیتے؟

صد ہزاراں شیر بُود اندر تنے　　　ہر دو عالم را ہمی دید ارزنے ۳
(حضرت نوحؑ کے) ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے　　　دونوں عالم کو وہ چینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

اُو بروں رفتہ بُد از ما و منے　　　اُو چو آتش بود عالم خرمنے
وہ ما اور من سے کنارہ کش ہو گئے تھے　　　وہ آگ کی طرح اور دنیا کھلیان کی طرح تھی

چونکہ خرمن پاسِ عُشرِ او نداشت　　　اُو چناں شعلہ براں خرمن گماشت
چونکہ کھلیان نے انکے دسواں کی رعایت نہ کی　　　انہوں نے اس کھلیان پر آگ کا شعلہ مسلط کر دیا

ہر کہ اُو در پیشِ ایں شیرِ نہاں　　　بے ادب چوں گرگ بکشاید دہاں
جو شخص اس چھپے ہوئے شیر کے سامنے　　　بھیڑیے کی طرح بے ادبی سے زبان کھولیگا

ہمچو گرگ آں شیر بر دراندش　　　فانتقمنا منہم برخواندش
وہ شیر بھیڑیے کی طرح اس کو پھاڑ ڈالے گا　　　"ہم نے ان سے بدلہ لے لیا" اس پر پڑھ دیگا

۱ زجاں مردم یعنی میں فنا ہو چکا ہوں۔ اب میری بقاء اللہ کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی اللہ تعالیٰ۔ تا ابد۔ اب مجھے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ حواسات۔ حواس کی جمع ہے۔ دم۔ یعنی کلام۔ دم زدن۔ اعتراض کرنا۔ سمع۔ قوت سامعت۔ ادراک۔ معلوم کرنا۔ بصر۔ قوت بینائی۔

۲ ھو۔ اللہ کا اسم ذات ہے۔ غرش۔ آواز کی گرج۔ ید۔ ہاتھ، طاقت برہم زدن۔ تہ و بالا کر دینا۔

۳ ارزن۔ ایک اناج ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو چینا کہتے ہیں۔ ما و من۔ یعنی غرور اور خودی۔ خرمن۔ غلہ کا کھلیان۔ پاس۔ لحاظ، رعایت۔ عُشر۔ دسواں، حصہ، اناج کی پیداوار کا دسواں۔ جو بطور زکوۃ ادا کیا جاتا ہے۔ دریدن و درانیدن۔ پھاڑ ڈالنا۔ فانتقمنا منہم۔ قرآن پاک میں ایک معذب قوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دستِ شیر
وہ بھیڑیے کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا

پیشِ شیر ابلہ[1] بُود گو شُد دلیر
احمق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے

کاشکے آں زخم بر جسم آمدے
کاش وہ زخم جسم پر آتا

تا دل و ایماں سلامت ماندے
تاکہ دل اور ایمان سالم رہتے

قوتم بگسست چوں اینجا رسید
یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا

چوں توانم کردن ایں سِرّ را پدید
میں اس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟

لیک ہم رمزے بگویم با شما
لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں

بو کہ دریابید و گردید آشنا
شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ

ہمچو آں روباہ کم[2] اشکم کنید
اس لومڑی کی طرح کم کھاؤ

پیشِ اُو روباہ بازی کم کنید
اس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو

جملہ ماو من بہ پیشِ او نہید
ما اور "من" کو تمام تر اس کے سامنے چھوڑ دو

مالک اوست مُلک اُو را دہید
ملک کا مالک وہ ہے، سلطنت اس کے سپرد کر دو

چوں فقیر آئید اندر راہِ راست
سیدھے راستہ میں فقیر بن کر آجاؤ

شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست
شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے

زانکہ اُو پاک ست و سبحاں وصفِ اوست
اس لئے کہ وہ یکتا ہے اور پاک ہونا اس کی صفت ہے

بے نیاز ست اُو ز مغزِ نغز و پوست
وہ اچھے مغز اور چھلکے سے بے نیاز ہے

ہر شکار و[3] ہر کراماتے کہ ہست
ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے

از برائے بندگانِ آں شہ است
اس شاہ کے غلاموں کے لیے ہے

گفت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اس نے فرمایا ہے، کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟

تا نہ گردد بندہ ہر سو خیلہ جو
تاکہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے

ہر کہ اُو بر حق توکل می کند
جو اللہ (تعالیٰ) پر بھروسہ کرتا ہے

او بجائے خود تفضل می کند
وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے

نیست شہ را طمع بہرِ خلق ساخت
اللہ (تعالیٰ) کو کوئی لالچ نہیں ہے مخلوق کیلئے بنائی ہے

ایں ہمہ دولت خُنک آں کو شناخت
یہ سب دولت، خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

آنکہ دولت آفرید و دوسرا
جس نے دولت اور دونوں جہاں پیدا کئے ہیں

مُلک و دولتہا چہ کار آید وُرا
مُلک اور دولتیں اس کے کس کام آئیں گی؟

---

1. ابلہ بے وقوف۔ دلیر۔ بہادر، گستاخ، قوتم یعنی ایک انسان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اس کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔ رمز ہے۔ جب ایک بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ صفات رب کا حامل بن جاتا ہے۔
2. کم اشکم۔ فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ ہے جس میں قلت خوراک بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔ چالاکی، حیلہ بازی۔ ماو من۔ یعنی خودی۔ چوں۔ جب تم صفات نفسانیہ سے پاک ہو جاؤ گے تو تمہیں معیت حاصل ہو جائے گی۔ ... ہے۔ مغز۔ ... پوست۔ چھلکا۔ نغز۔ اچھا۔
3. شکار۔ یعنی ظاہری نعمت کرامات یعنی باطنی نعمت۔ ... بندہ چونکہ توکل کے ذریعہ نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں ہے۔ "خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" اے انسانوں تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔ دوسرا۔ دونوں جہاں۔

پیشِ سُبحاں ۱؎ پس نگہدارید دل ‏ ‏ ‏ نا نگر دید از گمانِ بد خجل

(اللہ) پاک ذات کے سامنے، دل کی حفاظت رکھو ‏ ‏ ‏ تاکہ بدگمانی کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے

کُو بہ بیند سر و فکر جُستجو ‏ ‏ ‏ ہمچو اندر شیرِ خالص تارِ مُو

وہ راز اور فکر اور طلب کو اسطرح دیکھ لیتا ہے ‏ ‏ ‏ جس طرح خالص دودھ میں بال

آنکہ اُو بے نقش و سادہ سینہ شُد ‏ ‏ ‏ نقشہائے غیب را آئینہ شُد

جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہو جاتا ہے ‏ ‏ ‏ وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہو جاتا ہے

سِرِ مارا بیگماں مُوقن شود ‏ ‏ ‏ زانکہ مُومن آئینہ مُومن شود

بلا شبہ وہ ہمارے راز کا یقین کرنیوالا ہو جائے گا ‏ ‏ ‏ اس لئے کہ مومن، مومن کا آئینہ بن جاتا ہے

مومنے اُو مومنی تو بیگماں ‏ ‏ ‏ درمیانِ ہر دو فرقے بیکراں

بلا شبہ وہ بھی مومن ہے تو بھی مومن ہے ‏ ‏ ‏ (لیکن) دونوں میں بے انتہا فرق ہے

چوں زند اُو نقدِ ما را بر محک ۲؎ ‏ ‏ ‏ پس یقیں را باز داند اُو زشک

جب وہ ہمارے نقد کو کسوٹی پر رگڑتا ہے ‏ ‏ ‏ تو وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

چوں شود جانش محکّ نقدہا ‏ ‏ ‏ پس بہ بیند نقد را و قلب را

جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بنجاتی ہے ‏ ‏ ‏ تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

نشاندن پادشاہاں صوفیاں را پیش روئے خود تا چشم شاں روشن شود

بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا تاکہ ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں

بادشاہاں را چنیں عادت بُود ‏ ‏ ‏ ایں شنیدہ باشی ار یادت بُود

بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے ‏ ‏ ‏ تو نے یہ سنا ہو گا، اگر تجھے یاد ہو

دستِ چپ شاں پہلواناں ایستند ‏ ‏ ‏ زانکہ دلِ پہلوئے چپ باشد بہ بند

ان کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں ‏ ‏ ‏ کیونکہ دل بائیں جانب رکھا ہوتا ہے

مشرف و اہل قلم بر دست راست ‏ ‏ ‏ زانکہ علمِ ثبت و خط آں دست راست

محاسب اور اہل قلم دائیں ہاتھ پر (ہوتے ہیں) ‏ ‏ ‏ کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا علم دائیں ہاتھ کا ہے

صوفیاں را پیشِ رُو موضع دہند ‏ ‏ ‏ کآئینہ جانند وزآئینہ ۳؎ بہند

صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں ‏ ‏ ‏ کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور ظاہری آئینہ سے بہتر ہیں

حاجباں ایں صوفیا نند اے پسر ‏ ‏ ‏ سادہ و آزادہ وافگندہ سر

اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں ‏ ‏ ‏ سادہ ہیں، آزاد ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں

۱؎ سُبحاں۔ یعنی شیخ کامل۔ خجل۔ شرمندہ۔ مو۔ بال۔ آنکہ۔ جو شخص ما سوا اللہ اور وساوس کے نقش سے دل کو صاف کر لیتا ہے۔ اس کے دل پر اسرارِ غیبی کا نزول ہونے لگتا ہے لہٰذا وہ دوسرے کے دل کے وساوس کو جان لیتا ہے زانکہ۔ حدیث شریف میں ہے "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ" "ایک مؤمن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی مومن کامل کے قلب پر دوسرے مومن کے دھوں کا عکس پڑتا ہے۔ نقد۔ چاندی، سونا یعنی دل کے دھوے۔

۲؎ محک۔ کسوٹی۔ پس وہ اچھے اور برے خیالات میں فرق کر لیتا ہے۔ قلب۔ کھوٹا، پہلواناں۔ یعنی فوجی افسر۔ دل۔ انسان کا دل سینہ میں بائیں جانب ہے۔ مُشرف۔ محاسب اہلی۔ ثبت۔ درج کرنا لکھنا۔

۳؎ وزآئینہ۔ یعنی صوفیا عام آئینوں سے بہت افضل ہیں، آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس لئے صوفیا کو سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ حاجب۔ دربان یعنی صوفیاء اللہ کے دربار کے دربان ہیں۔ سادہ یعنی انکے دل علائق دنیوی سے آزاد ہیں۔

سینہ ہا[1] صیقل زدہ از ذکر و فکر — تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر

(ان کے) سینے ذکر و فکر سے منجھے ہوئے ہیں — تا کہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کر لے

ہر کہ اُو از اصلِ فطرت خوب زاد — آئینہ در پیش اُو باید نہاد

جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوا ہے — آئینہ اس کے سامنے رکھنا چاہیے

عاشقِ آئینہ باشد رُوئے خوب — صیقلِ جاں آمد از تقوی القلوب

خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے — روح کی صیقل دلوں کی تقوے سے حاصل ہوتی ہے

ہر کہ دارد رُوئے خوبِ بانظام[2] — طالبِ آئینہ باشد والسّلام

جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے — وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسلام

بشنوا کنوں یک مثالِ معنوی — تا تو دیگر قولِ صورت نشنوی

اب ایک با معنی مثال سن لے — تا کہ تو پھر ظاہری بات نہ سنے

آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السّلام

ایک دوست کا حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یارے مہرباں — یوسفِ صدیق راشد میہماں

ایک مہربان دوست دور سے آیا — (حضرت) یوسف صدیق کا مہمان بنا

کاشنا بُودند وقتِ کودکی — بر وسادہ آشنائی متکی

کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے — (اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

یاد دادش جورِ اخوان و حسد — گفت آں زنجیر بود و ما اسد

اسنے (حضرت) یوسف کو بھائیوں کا ظلم اور حسد یاد دلایا — فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں

عار[3] نبُود شیر را از سلسلہ — نیست ما را از قضائے حق گلہ

شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے — ہمیں اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے

شیر را بر گردن ار زنجیر بُود — بر ہمہ زنجیر ساراں میر بُود

اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی — (لیکن) وہ تمام قیدیوں کا سردار تھا

گفت چوں بودی تو در زندان و چاہ — گفت ہمچوں در محاق و کاست ماہ

اسنے کہا قید خانہ اور کنویں میں آپ کا کیا حال تھا؟ — انہوں نے کہا جیسا کہ چاند (کا حال زوال اور گھناؤ) میں

در محاق ار ماہ نو گردد دوتا — نے در آخر بدر گردد بر سما

اگرچہ نیا چاند (ہلال) گھناؤ میں دوہرا ہو جاتا ہے — کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر (کامل) نہیں بنجاتا ہے؟

[1] سینہ ہا۔ ابتدا میں چیز کو مانجھتے ہیں پھر عمدہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ صوفیاء نے دل کو مانجھ لیا ہے، لہٰذا ان کے قلوب پر علوم الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ بکر۔ تازہ، غیر مستعمل ہر کہ او یعنی اولیاء اللہ کی صحبت سے پاک فطرت مستفید ہوتے ہیں۔ تقوی القلوب جو دل سے متقی ہیں۔ انکی روح کی صیقل ہو جاتی ہے۔

[2] بانظام۔ یعنی جنکے چہرے موزوں خد و خال کے ہیں۔ معنوی حقیقی قول صورت وہ بات جو حقیقت پر مبنی نہو۔ آمدن۔ پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثال آئینہ کی ہے اور آئینہ وہی پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اسی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف چونکہ حسین و جمیل تھے اس لئے ان کے دوست نے انکو آئینہ پیش کیا۔ وسادہ۔ تکیہ۔ متکی۔ تکیہ لگانے والا۔ یاد دادش۔ حضرت یوسف کو انکے بھائیوں نے رشک و حسد کی وجہ سے کنویں میں گرا دیا تھا یہ بات اسنے انکو یاد دلائی۔ اخوان۔ اخ کی جمع بمعنی بھائی۔

[3] عار۔ ذلت۔ یعنی شیر بہر حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر ساراں۔ زنجیر والا۔ میر۔ امیر، حاکم۔ محاق۔ چاند کے گھناؤ کا زمانہ۔ کاست۔ گھناؤ۔ دوتا۔ دوہرا، چاند شروع ماہ میں دوہری کمر کا ہوتا ہے۔ بدر چودھویں کا چاند یعنی بزرگوں کا ابتلا مزید بزرگی کا سبب بنجاتا ہے۔ سما۔ آسمان۔

گرچہ دُر دانہ[1] بہاوں کوفتند
موتی کو اگرچہ ہاون میں کوٹا

نور چشم و دل از وافر ختند
(لیکن) اس سے آنکھوں اور دل کیلئے نور کا سامان کیا

گندمے را زیر خاک انداختند
گیہوں کو مٹی کے نیچے ڈالا

پس زخاکش خوشہا برساختند
پھر اس زمین سے گیہوں کے خوشے بنے

بارِ دیگر کو فتندش زآسیا
پھر اس کو چکی میں پیسا

قیمتش افزود وناں شد جانفزا
تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھانے والی روٹی بن گئی

باز ناں رازیر دانداں کوفتند
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا

گشت عقل و فہم جانِ ہوشمند
تو وہ عقلمند کی عقل و فہم اور جان بن گئی

باز آں جاں چونکہ محو[2] عشق گشت
پھر وہ جان جب عشق میں فنا ہوئی

یُعجبُ الزُّرّاع آمد بعد کشت
تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی بنی

باز آں جاں چوں بحق اُو محو شد
پھر وہ جان جب (اللہ) تعالیٰ میں فنا ہوئی

باز ماند از سُکر و سُوئے صحو شد
تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آ گئی

عالمے را زاں صلاح[3] آمد ثمر
ایک عالم کو اس سے نیکی کا پھل ملا

قوم دیگر را فلاح مُنتظر
دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی

ایں سخن پایاں نہ دارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

تا کہ با یوسف چہ کرد آں نیک مرد
کہ اس نیک انسان نے (حضرت) یوسف کیساتھ کیا کیا

طلب کردنِ یوسف علیہ السّلام ارمُغان ازاں مرد بعد از مقالات

(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اس مرد سے گفتگو کے بعد سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلاں
اس کو قصہ سنانے کے بعد (حضرت یوسف نے) فرمایا اے فلاں!

ہیں چہ آوردی تو مارا ارمُغاں
ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے

دیدنِ یاراں تہیدست اے کیا
اے عقلمند! دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ

ہست بے گندم شدن در آسیا
بغیر گیہوں کے آٹے کی چکی پر جانا ہے

بر درِ یاراں تہیدست آمدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا

ہست بے گندم سوئے طاحول شدن
بغیر گیہوں کے چکی کی طرف جانا ہے

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر
اللہ تعالیٰ حشر میں مخلوق سے فرمائے گا

ارمغاں کو از برائے روزِ نشر
نشر کے دن کے لئے تحفہ کہاں ہے؟

---

[1] دُر دانہ۔ موتی۔ ہاون۔ اوکھلی۔ کوفتند۔ نقصان۔ آسیا۔ چکی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ ہوشمند۔ عقلمند۔

[2] محو۔ فنا۔ یعجب۔ تعجب میں ڈالتی ہے۔ زرّاع۔ زارع کی جمع ہے کاشتکار، کشت۔ کھیتی۔ سکر۔ نشہ بیہوشی۔ صحو۔ ہوش میں آنا۔

[3] صلاح۔ بہتری۔ ثمر۔ پھل۔ فلاح نجات، بہبودی۔ منتظر۔ متوقع۔ ارمغان۔ تحفہ، سوغات۔ طاحون۔ چکی۔ حشر نشر۔ قیامت۔

جئتمونا و فرادیٰ[1] بے نوا
تم ہمارے پاس تنہا بے ساز و سامان کے آئے
ہم بداں ساں کہ خلقناکم کذا
ویسے ہی جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا

ہیں چہ آوردید دستاویز را
خبردار! کیا سند لائے ہو
ارمغانِ روزِ رستاخیز را
قیامت کے دن کے لئے تحفہ

یا امیدِ بازگشتن تاں نبود
یا تمہیں واپس لوٹنے کی امید نہ تھی
وعدۂ امروز تاں باطل نمود
(اور) آج کا وعدہ تمہیں غلط نظر آیا تھا

وعدۂ مہمانیش را منکری
اس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے
پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری
(اسلئے اس کے) باورچیخانہ سے تو خاک اور راکھ کھائیگا

ورنہ منکر چنیں دست تہی
اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ
بر درِ آں دوست چوں پا می نہی
اس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے؟

اندکے صرفہ بکن از خواب[2] و خور
سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر
ارمغاں بہرِ ملاقاتش ببر
اس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا

شو قلیلُ النوم مما یھجعون
سونے میں کم نیند والا بن جا
باش در اسحار از یستغفرون
صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا

اندکے جنبش بکن ہمچو جنیں
ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر
تا بہ بخشندت حواسِ نوربیں
تاکہ تجھے نور دیکھنے والے حواس عطا کر دیں

چوں بیابی آں حواسِ دوربیں
جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس حاصل کر لے گا
پا نہی بالائے چرخ ہفتمیں
ساتویں آسماں پر قدم رکھے گا

وز جہاں[3] چوں رحم بیروں می روی
جب دنیا سے جو (ماں کے) رحم کیطرح ہے تو باہر جائیگا
از زمیں در عرصۂ واسع شوی
(اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا

آنکہ ارضُ اللہ واسع گفتہ اند
وہ (میدان) جس کو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے
عرصۂ داں کانبیا در رفتہ اند
وہ وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں

دل نگردد تنگ زاں عرصہ فراخ
اس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبراتا ہے
نخلِ تر آنجا نہ گردد خشک شاخ
تر کھجور وہاں کبھی خشک شاخ نہیں بنتی ہے

حاملی تو مر حواست را کنوں
اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے
کند و ماندہ می شوی و سرنگوں
سست اور تھکا ہوا اور اوندھا ہو جاتا ہے

---

[1] فرادیٰ۔ فردہ کی جمع ہے تنہا، اکیلا جانیوالا۔ دستاویز۔ سند۔ رستاخیز۔ قیامت۔ وعدۂ امروز۔ یعنی قیامت۔ منکر۔ انکار کرنے والا۔ خاکستر۔ راکھ۔ تہی۔ خالی۔ صرفہ۔ کفایت شعاری، کمی۔

[2] خواب و خور۔ سونا اور کھانا۔ مما یھجعون۔ قرآن پاک میں مومنین کی حالت بیان کی ہے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے اور صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اندکے اب اللہ کے دربار میں تحفہ لے جانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے پیٹ سے حرکت کی وجہ سے باہر آتا ہے تو اس کو حواس عطا ہوتے ہیں۔ چوں جب تو بھی ریاضت کرے گا تو تجھے باطنی حواس مل جائینگے۔

[3] وز جہاں۔ یہ دنیا ماں کے رحم کی طرح تنگ ہے اور عالم ارواح وسیع تر ہے۔ عرصہ۔ یعنی عالم ارواح یا عالم مثال۔ حاملی۔ بیداری میں انسان پر اس کے حواس مسلط ہوتے ہیں اور انسان انکی سواری بنتا ہے سواری تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا ہے۔

چونکہ محمولی انہ حامل وقت خواب — ماندگی رفت و شُدی بے پیچ و تاب

نیند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری — تھکن جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہو جاتا ہے

چاشنۂ داں تو حالِ خواب را — پیشِ محمولیِ حالِ اولیاء

نیند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ — اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا

اولیاءُ ۲ اصحابِ کہف اندائے عنود — در قیام و در تقلّب ھُمْ رُقُود

اے سرکش! اولیاء اصحاب کہف ہیں — جو قیام اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی سوئے ہوئے ہیں

می کَشد شاں بے تکلّف در فعال — بے خبر ذاتَ الیمین ذاتَ الشّمال

انکو (اللہ تعالیٰ) افعال میں بلا تکلف کھینچتا ہے — دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں

چیست آں ذاتُ الیمین فعلِ حسن — چیست آں ذاتُ الشمال اشغالِ تن

ذات الیمین کیا ہے؟ اچھے کام — ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی مصروفیت

گر تو ۳ بینی شاں بدشواری درون — نیست شاں خوفے ولا ھُمْ یحزنُون

اگر تو ان کو کسی دشواری میں دیکھے — تو ان کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو از مردم پدید — بے خبر زیں ہر دو ایشاں در مزید

یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں — جبکہ وہ ان سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو کار از انبیاء — بے خبر زیں ہر دو ایشاں چوں صدا

یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء سے ظاہر ہوتے ہیں — وہ صدائے بازگشت کی طرح دونوں سے بےخبر ہوتے ہیں

گر صدایت بشنواند خیر و شر — ذات کُہ باشد زہر دو بے خبر

اگر پہاڑ کی آواز بازگشت تجھے بری بھلی آواز سنائے — پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغاں بہرِ تو آئینہ

مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہنا کہ تمہارے لئے سوغان میں آئینہ

آوردہ ام تا چوں در آں نگری مرا یاد آری

لایا ہوں تاکہ جب آپ اس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

گفت یوسفؑ ہیں بیاور ارمغاں — اُو ز شرم ایں تقاضا در فُغاں

(حضرت) یوسف نے فرمایا ہاں تحفہ لا — وہ اس تقاضہ کی شرم سے آہیں بھرنے لگا

گفت من چند ارمغاں جستم ترا — ارمغانے در نظر نامد مرا

بولا میں نے آپ کے لیے چند تحفے ڈھونڈے — کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ جچا

---

۱ محمولی۔ جس وقت انسان سویا ہوا ہوتا ہے حواس پر سوار ہوتا ہے اور حواس اسکو لئے پھرتے ہیں۔ تو انسان کو تھکن نہیں ہوتی ہے۔ چاشنی۔ نمونہ اولیاء اللہ بھی حواس کے محمول ہوتے ہیں۔ اختیار اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ حالت ان کی مستقل ہوتی ہے۔

۲ اولیاء اولیاء کی مثال بالکل اصحاب کہف کی سی ہے جو غار میں بے خود لیٹے تھے اور قدرت انکو کروٹیں دلاتی تھی۔ می کشد۔ اصحاب کہف کے ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ ان سے افعال صادر کراتا تھا۔ ذات الیمین۔ قرآن پاک میں اصحاف کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ونقلّبھم ذات الیمین وذات الشمال "ہم ان کو دائیں بائیں پلٹ رہے ہیں۔ اس آیت میں ذات الیمین سے روحانی مشغولیت اور ذات الشمال سے جسمانی مشغولیت مراد ہے۔

۳ گر تو بینی۔ اولیاء پر تکالیف ظاہری ہوتی ہیں۔ نفس الامر میں ان پر نہ خوف طاری ہوتا ہے۔ نہ غم۔ می رود اولیاء سے افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے لگتا ہے۔ ہر دو کار۔ یعنی روحانی اور جسمانی مشغولیت۔ گر صدایت اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ صدائے بازگشت پہاڑ سے صادر ہوتی ہے۔ اور اس میں پہاڑ کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

حبہ[1] را جانب کاں چوں برم
ایک حبہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟

قطرہ را سوئے عماں چوں برم
ایک قطرہ کو عمان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟

زیرہ را من سوئے کرماں آورم
(گویا) میں زیرے کو کرمان لے جاؤں

گر بہ پیش تو دل و جاں آورم
اگر آپ کے سامنے دل و جان (بھی) رکھ دوں

نیست تخمے کاندریں[2] انبار نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس ڈھیر میں نہ ہو

غیرِ حسنِ تو کہ اُو را یار نیست
آپ کے حسن کے سوا کہ اس کا ثانی نہیں ہے

لائق آں دیدم کہ من آئینۂ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ

پیش تو آرم چو نورِ سینۂ
آپ کو پیش کروں جو سینہ کے نور کی طرح ہو

تا بہ بینی روئے خوبِ خود دراں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اس میں دیکھیں

اے تو چوں خورشید و شمع آسماں
آپ کہ آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کیطرح ہیں

آئینہ آوردمت اے روشنی
اے نور! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں

تا چو بینی روئے خود یادم کنی
تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کرلیا کریں

آئینہ بیروں کشید اُو از بغل
اس نے بغل سے آئینہ نکالا

خوب را آئینہ باشد مشتغل
خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا

نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی
فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے

ہستی اندر نیستی بتواں نمود
ہستی کو فنا میں دیکھا جا سکتا ہے

مالداراں بر فقیر آرند جود
مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں

آئینہ صافی ناں خود گرسنہ است
بھوکا خود روٹی کا صاف آئینہ ہے

سوختہ ہم آئینہ آتش زنہ است
سوختہ چقماق کا آئینہ ہے

نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا

آئینہ[3] خوبی جملہ پیشہا ست
تمام خوبیوں کے حسن کا مظہر ہے

بہر آنکہ نیستی پالودگی ست
اس لئے کہ فنا، صفائی ہے

وانچہ ایں ہستی ہمہ آلودگی ست
اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے

چونکہ جامہ چست دوزیدہ بود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صحیح سلام ہوا ہو

مظہرِ فرہنگ درزی کے شود
وہ درزی کی عقلمندی کا مظہر کب بنے گا؟

---

۱ حبہ۔ ایک رائی کے برابر وزن۔ عمان۔ یمن میں سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے۔ اس شہر کی نسبت سے اس سمندر کو عمان کہدیا جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالحوں میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کرمان کا مشہور ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے اس کو زیرہ کرمانی کہا جاتا ہے۔

۲ انبار۔ ڈھیر۔ یار۔ دوست، مثال۔ اسلئے حضرت یوسف کا حسن مشہور ہے۔ اسی لئے ان کو آسمان کی شمع اور سورج کہا ہے۔ خوب را۔ یعنی حسین چہرے والا آئینہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ آئینۂ ہستی یعنی فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ہستی۔ یعنی وجود، بقا باللہ۔ نیستی۔ فناء یعنی ما سوا اللہ سے انقطاع۔ جود۔ سخاوت۔ یعنی غیر اللہ سے تہیدست ہو جاؤ گے تو عطا ملے گی۔

۳ آئینہ۔ یعنی مظہر۔ سوختہ۔ وہ چیز جس کو سلگا کر لکڑیوں میں رکھتے ہیں۔ تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ آتش زنہ چقماق جس کو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے۔ نیستی۔ و نقص۔ یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا اور کمی۔ پالودگی۔ صفائی آلودگی۔ صفائی۔ آلودگی۔ آلائش۔ جامہ چست۔ بدن کے مطابق کپڑا۔ فرہنگ۔ عقل، دانش، دوزیدہ، سلا ہوا

ناتراشیدہ همی باید جُذوع [۱]　　تا دَرُودگر اصل سازد یا فُروع

درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں　　تاکہ بڑھئی چھوٹی بڑی چیزیں بنا سکے

خواجۂ اشکستہ بند آنجا رَود　　کہ دَر آنجا پائے اشکستہ بُود

ہڈی جوڑنے کا ماہر اس جگہ جائے گا　　جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہوگا

کے شود چوں نیست رنجور و نزار　　آں جمال و صنعت طب آشکار

جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو، تب ہو سکتا ہے　　طب کی کاریگری اور حسن کا اظہار؟

خواریٔ و دونیٔ مسہا بر ملا　　گر نباشد کے نماید کیمیا

تانبے کی ذلت اور کم درجہ ہونا کھلا ہوا　　اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

نقصہا [۲] آئینۂ وصف کمال　　واں حقارت آئینہ عزّ و جلال

ہر قسم کا نقص، وصف کمال کا آئینہ ہے　　اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقیں　　زانکہ با سرکہ پدید ست انگبیں

ضد، ضد کو خوب واضح کرتی ہے　　سرکہ کے مقابلہ میں شہد بہت واضح ہو جاتا ہے

ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت　　اندر استکمالِ خود دواسپہ تاخت

جس نے اپنے نقص کو دیکھ لیا اور پہچان لیا　　وہ اپنی تکمیل میں تیز دوڑا ہے

زاں نمی پرّد بسوئے ذُوالجلال　　کو گمانے می برد خود را کمال

اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کی طرف پرواز نہیں کرتا　　جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

علّتے بدتر زپندارِ [۳] کمال　　نیست اندر جانت اے مغرورِ ضال

کمال کے گھمنڈ سے زیادہ بدتر بیماری　　تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے اے گمراہ مغرور!

از دل و از دیدہ ات بس خوں رَوَد　　تا ز تو ایں معجبی بیروں رَوَد

تیرے دل اور آنکھ سے بہت خون بہے　　تاکہ یہ تکبر تجھ سے نکلے

علّتِ ابلیس اَنَا خَیرٌ بدُست　　ویں مرض در نفس ہر مخلوق ہست

شیطان کی بیماری "میں بہتر ہوں" تھی　　یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے

گرچہ خود را بس شکستہ بیند اُو　　آب صافی داں و سرگیں زیرِ جو

اگرچہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے　　صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے

چوں بشورانی وُرا در امتحاں　　آب سرگیں رنگ گردد در زماں

جب تو اس کو بطور امتحان ہلائے گا　　فوراً پانی، گوبر کے رنگ کا ہو جائے گا

[۱] جُذوع۔ جذع کی جمع ہے تنہ درخت، دروگر، درودگر، بڑھئی۔ اصل۔ جڑ، بڑی چیز، فرع، شاخ چھوٹی چیز، اشکستہ بند ٹوٹی ہڈی جوڑنے والا، رنجور۔ بیمار۔ نزار۔ لاغر، کمزور خواری ذلت، ناچیز ہونا، دونی۔ ادنیٰ درجہ کا ہونا۔

[۲] نقصہائے۔ نقائص کمال حاصل کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی نیستی اور فنا سے بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ ضد مشہور مقولہ ہے الاشیاءُ تعرف باضدادھا یعنی کسی چیز کی شناخت اس کی ضد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ استکمال۔ پورا کرنا۔ دواسپہ۔ بہت تیز۔ ذوالجلال، اللہ تعالیٰ۔ علت بیماری۔

[۳] پندار۔ غرور، گھمنڈ ضال۔ گمراہ معجبی۔ غرور، تکبیر خود پسندی، انا خیر من بہتر ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا تھا۔ شکستہ۔ متواضع سرگیں۔ گوبر جو۔ نہر شورانیدن۔ ہلانا، حرکت دینا۔

در تگِ[1] جُو هست سرگین اے فتیٰ
اے نوجوان! نہر کی تہ میں گوبر ہے

گرچہ جُو صافی نماید مر ترا
اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آرہی ہے

هست پیر راه دانِ پُر فطن
سمجھدار راہ (طریقت) سے واقف پیر

باغہائے نفس وتن را جوئے کن
جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کرنیوالا ہے

جوئے خود را کے تواند پاک کرد
نہر اپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟

نافع از علمِ خدا شد علمِ مرد
پیر کا علم خداوندی علم کی وجہ سے مفید بنگیا ہے

آبِ جُو سرگیں نتاند[2] پاک کرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے

جہلِ نفسش را نزوبد علمِ مرد
انسان کا علم اس کے نفس کے جہل کو صاف نہیں کر سکتا ہے

کے تراشد تیغ دستۂ خویش را
تلوار اپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟

رو بجرّاحے سپار ایں ریش را
جا، اس زخم کو جراح کے سپرد کر

برسرِ ہر ریش جمع آمد مگس
ہر زخم پر مکھیاں جمع ہو گئی ہیں

تا نہ بیند قیحِ ریشِ خویش کس
تا کہ کوئی شخص اپنے زخم کی پیپ کو نہ دیکھ سکے

واں مگس اندیشہا و آمالِ تو
وہ مکھیاں تیرے خیالات اور امیدیں ہیں

ریشِ تو آں ظلمتِ احوالِ تو
تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے

ور نہد مرہم بر آں ریشِ تو پیر
اگر تیرے اس زخم پر پیر مرہم لگا دے

آں زماں ساکن شود درد و نفیر
اس وقت تیرے درد اور آہوں کو سکون ہو جائیگا

تا نہ[3] پنداری کہ صحت یافت ست
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے

پرتوِ مرہم در انجا تافت ست
(ابھی) مرہم کا سایہ اس پر پڑا ہے

ہیں زِ مرہم سر مکش اے پُشت ریش
اے زخمی کمر والے! خبردار مرہم سے منہ نہ موڑ

واں ز پرتو داں مداں از اصلِ خویش
اس (آرام) کو (عارضی) اثر سمجھ اصل (صحت) نہ جان

ایں سخن پایاں ندارد اے جواں
اے جوان! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

بشنوا کنوں قصہ در ضمنِ آں
اس کے ضمن میں ایک قصہ سن لے

مُرتد شدنِ کاتبِ وحی بسبب آنکہ پرتوِ وحی بروے زد

وحی کے کاتب کا مرتد ہو جانا اس لئے کہ وحی کا پرتو اس پر پڑا

آں آیہ را پیش پیغمبرؐ خواندو گفت من محلِ وحیم

اس نے آیت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

---

[1] تگ، کنویں کی گہرائی۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معائب کا علاج خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ فتی، جوان۔ فطن۔ فا اور طاء کا فتحہ، دانائی۔ جوئے کن نہر کھودنے والا۔

[2] نتاند۔ نتواند، نزوبد، پاک نہیں کرتا۔ رُفتن کا فعل مضارع منفی ہے۔ اندیشہائے، خیالات، آمال۔ امل کی جمع، امید۔ ورنہد، شیخ کامل کے معالجے سے ہی مرض دور ہو سکیگا۔

[3] تانہ پنداری شیخ کی صحبت سے اگر کچھ سکون ملے تو اپنی صحت کی غلط فہمی کی بنا پر اس کی صحبت کو ترک نہ کرے۔ ہیں۔ عارضی سکون کو مرہم کا اثر سمجھو، زخم باقی ہے۔ کاتب وحی۔ یہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کا قصہ ہے۔ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر کمال کمال کے دعوے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔

پیش از عثمانؓ یکے نساخ[۱] بود　　گو بہ نسخ وحی جدّے می نمود

حضرت عثمانؓ سے پہلے ایک کاتب وحی تھا　　جو وحی کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سبق　　اُو ہماں را وا نوشتے در ورق

جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کا سبق پڑھاتے　　وہ اس کو ورق پر لکھ لیتا

پرتوِ آں وحی بروے تافتے　　او درونِ خویش حکمت یافتے

وحی کا پرتو اس پر پڑا　　(اور) اس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی

عینِ آں حکمت بفرمودے رسول　　زیں قدر گمراہ شد آں بو الفضول

بعینہ اس دانائی کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (لکھنے کا) حکم فرمایا　　(لیکن) وہ نالائق اس کے باوجود گمراہ ہو گیا

کانچہ می گوید رسولِ مستنیر[۲]　　مر مرا ہست آں حقیقت در ضمیر

کہ روشن (ضمیر) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ فرماتے ہیں　　وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے

پرتوِ اندیشہ اش زد بر رسول　　قہرِ حق آورد بر جانش نُزول

اس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا　　اللہ (تعالیٰ) کا قہر اس کی جان پر نازل ہوا

پرتو اُونا گہش در دل بتافت　　در درونِ خویشتن حرفے نیافت

اس کا عکس اس کے دل پر نمودار ہوا　　اس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی نہ پایا

ہم ز نستاخی برآمد ہم ز دیں　　شد عدوّے مصطفیٰؐ و دیں بکیں

گستاخی سے بھی برطرف ہوا اور دین سے بھی　　کینہ وری سے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کا دشمن بن گیا

مصطفیٰ فرمود کاے گبرِ عنود[۳]　　چوں سیہ گشتی اگر نور از تو بود

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے سرکش گمراہ!　　تو کیسے سیاہ (دل) ہو گیا اگر نور تیرے (دل کا) تھا

گر تو ینبوعِ الٰہی بودۂ　　ایں چنیں آبِ سیہ نکشودۂ

اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا　　تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا

اندروں می سوختش ہم زیں سبب　　او نیارد توبہ کردن اے عجب

اس وجہ سے اس کا دل جلتا تھا　　(لیکن) تعجب ہے وہ توبہ نہ کر سکتا تھا

تا کہ ناموسش بہ پیشِ این و آں　　نشکند بربست ایں اُو را دہاں

تاکہ اس کے اور اس کے سامنے اس کی آبرو　　خراب نہ ہو اس نے اس کا منہ بند کر دیا

آہ می کرد و نبودش آہ سود　　چوں در آمد تیغ سر را در ربود

آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا　　جب (قضا کی) تلوار آئی اس نے سر قلم کر دیا

---

۱ نساخ لکھنے والا۔ جد۔ کوشش۔ گمراہ۔ سورہ مومنون کی آیت ولقد خلقنا الانسان ان کا نزول ہوا اس کے آخر میں فتبارک اللہ احسن الخالقین ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لکھوا رہے تھے تو اس کی زبان پر آنحضورؐ کے بولنے سے پہلے ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین جاری ہو گیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ لکھ لو اس سے اس کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے حالانکہ یہ حضورؐ کے پرتو کا اثر تھا۔

۲ مستنیر۔ روشن ضمیر۔ دل بو الفضول۔ بیکار اور لغو انسان۔ پرتو۔ آنحضور کو جب اس کی حالت منکشف ہوئی تو خدا کا قہر اس پر نازل ہو گیا۔ پرتو آں۔ یعنی قہر الٰہی کا عکس حرفے نیافت۔ یعنی وحی کے آثار اس کے دل سے فنا ہو گئے۔ نستاخی۔ کتابت۔ کیں۔ کینہ۔

۳ عنود۔ جھگڑالو۔ ینبوع۔ چشمہ۔ نیارست۔ نتوانست۔ دہان بربستن۔ خاموش ہو جانا۔ اس شعر کی وجہ سے بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ کاتب وحی جو مرتد ہو گیا تھا۔ وہ مسلیمہ کذاب ہے اسلئے کہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا ہے اور مسلیمہ حالت کفر میں حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں مارا گیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلیمہ کسی زمانہ میں کاتب وحی رہا ہو۔

کردہ[1] حق ناموس را صد من حدید ‏ اے بسا بستہ بہ بند ناپدید
اللہ (تعالیٰ) نے آبرو (کے خیال) کو سو من کا لوہا بنادیا ہے ‏ اے مخاطب! بہت سے انسان اس چھپی ہوئی بیڑی میں بندھے ہوئے ہیں

کبر و کفر آنساں بہ بست آں راہ را ‏ کو نیارد کرد ظاہر آہ را
اس طرح تکبر اور کفر نے اس راستہ کو بند کردیا ہے ‏ کہ وہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کرسکتا ہے

گفت اَغلالاً فَهُمْ بِهٖ مُقْمَحُوْنَ ‏ نیست آں اَغلال مارا از بروں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا طوق ہیں بس وہ اُن کی وجہ سے منہ کو اونچا کئے ہوئے ہیں ‏ ہمارے وہ طوق بیرونی نہیں ہیں

خَلْفَهُمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ ‏ می نہ بیند بند را پیش و پس او
انکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر ہم نے انکو ڈھانپ دیا ہے ‏ وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اس کے آگے اور پیچھے ہے

رنگِ[2] صحرا دارد آں سد کہ خاست ‏ اُو نمید اند کہ آں سدِ قضاست
وہ دیوار جو پیدا ہوئی ہے صحرا جیسی ہے ‏ وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاء (الٰہی) کی دیوار ہے

شاہدِ تو سدِ روئے شاہدست ‏ مُرشدِ تو سدِ گفتِ مُرشدست
تیرا معشوق، معشوق کے چہرے کی دیوار ہے ‏ تیرا مرشد، مرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

اے بسا کفار را سودائے دیں ‏ بندِ شاں ناموس و کبر و آن و ایں
اے (مخاطب) بہت سے کافر ہیں جن کو دین کی لگن ہے ‏ ان کی بیڑی شرم اور تکبر اور یہ اور وہ ہے

بندِ پنہاں لیک از آہن بتر ‏ بند آہن را کُند پارہ تبر
(یہ) بند پوشیدہ ہے لیکن لوہے سے بھی بدتر ہے ‏ لوہے کے بند کو کدال توڑ دیتی ہے

بندِ آہن را تواں کردن جُدا ‏ بندِ غیبی راند اند کس دوا
لوہے کے بند کو جدا کیا جا سکتا ہے ‏ غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

مَرد را زنبور گر نیشے زند ‏ طبعِ اُو آں لحظہ بر دفعے تند
اگر انسان کے بھڑ ڈنک مارتی ہے ‏ اس کی طبیعت اسی وقت اس کو دفع کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے

زخم[3] نیش اما چو از ہستیٔ تُست ‏ غم قوی باشد نگردد درد سُست
لیکن اگر تیرے تکبر کے ڈنک کا زخم ہے ‏ (تو) غم زیادہ ہو گا درد کم نہ ہو گا

شرح ایں از سینہ بیروں می جہد ‏ لیک می ترسم کہ نومیدی دہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آرہی ہے ‏ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کردے

نے مشو نومید خود را شاد کن ‏ پیشِ آں فریاد رس فریاد کن
نہیں نا اُمید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ ‏ اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

۱؎ کردہ حق۔ انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے اعتراف اور توبہ سے اسلئے رکتا ہے کہ وہ اس کی بے آبروئی کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیڑی اور بند ہے جو اس کو نظر بھی نہیں آتا ہے۔ آں راہ۔ یعنی توبہ کا راستہ۔ اغلالاً۔ سورہ یٰسین میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ "بیشک ہم نے کر دیئے ہیں انکی گردنوں میں طوق تو وہ منہ اٹھائے ہوئے ہیں اور کردی ہے ہم نے ان کے سامنے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر ہم نے انکو اوپر سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ نہیں دیکھتے ہیں۔"

۲؎ رنگ۔ یعنی جس طرح صحرا میں کوئی ابھار نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آڑ ہوتی ہے وہ دیوار بھی ایسی ہی ہے۔ شاہدِ تو۔ دنیا کی محبوب چیزیں انسان کو محبوب حقیقی کے دیدار سے مانع آتی ہیں۔ مرشدِ تو۔ یعنی تو نے جس باطل چیز کو رہنما سمجھ لیا ہے۔ بندِ پنہاں۔ یعنی دیوار سے یہ مخفی دیوار مراد ہے جو لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مرد را۔ یعنی نظر آنیوالی مضر چیز کی فوراً طبیعت مدافعت کرتی ہے

۳؎ زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تفصیل کی کہ کبر اور ناموس یعنی بند ہیں جس کی علت قضائے الٰہی ہے اس کی تفصیل مایوسی پیدا کردیگی۔

کاے مُحبِّ عفو از ما عفو کُن — اے طبیبِ رنجِ نا سور کہن

اے معافی کو پسند کرنیوالے ! ہمیں معاف فرما دے — اے پرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب

عکسِ حکمت آں شقی را یاوہ کرد — خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد

حکمت کے عکس نے اس بد بخت کو گمراہ کر دیا — خود پسند نہ بن، تاکہ تو برباد نہ ہو

اے برادر بر تو حکمت جاریہ است — آں زابدال ست و بر تو عاریہ است

اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے — وہ ابدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست — آں ز ہمسایہ منوّر تافت ست

گھر، اپنے اندر اگرچہ روشنی محسوس کر رہا ہے — (لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک رہا ہے

شکر کُن غرّہ مشو بینی مکُن — گوش دار و ہیچ خود بینی مکُن

شکر کر، گھمنڈ نہ کر، انکار نہ کر — سن، اور بالکل تکبر نہ کر

صد دریغ و درد کایں عاریتے ۲ — مُعجباں را دور کرد از اُمتے

افسوس، صد افسوس کہ اس عارضی چیز نے — متکبروں کو امت سے دور کر دیا

من غلامِ آنکہ او در ہر رباط — خویش را واصل نداند بر سماط

میں اس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں — اپنے آپ کو دستر خوان پر پہنچ جانیوالا نہ سمجھے

بس رباطے کہ بباید ترک کرد — تا بمسکن در رسد یک روز مرد

بہت سی منزلوں سے گزرنا ہو گا — پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا

گرچہ آہن سُرخ شد او سُرخ نیست — پرتوِ عاریتِ آتش زنے ست

اگرچہ لوہا سرخ ہو گیا (لیکن) وہ سرخ نہیں ہے — (وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

گر شود ۳ پُر نور روزن یا سرا — تو مداں روشن مگر خورشید را

اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے — تو صرف سورج کو روشن سمجھ

در در و دیوار گوید روشنم — پرتوِ غیرے ندارم ایں منم

اگر در و دیوار کہے کہ میں روشن ہوں — مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں ہے میں خود (روشن) ہوں

پس بگوید آفتاب اے نارشید — چونکہ من غائب شوم آید پدید

تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ! — جب میں غائب ہو جاؤں گا تو پتہ چلے گا

سبزہا گویند ما سبز از خودیم — شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم

(اگر) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں — شاد اور خنداں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

۱ مُحبّ۔ دوست۔ رنج۔ مرض۔ عکسِ حکمت۔ یعنی مرشد کے کمالات کا پرتو جو مرید پر پڑے۔ شقی۔ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ جاریہ۔ رواں۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے۔ غرہ۔ مغرور۔ بینی کندن۔ انکار کرنا۔ گوش داشتن۔ توجہ سے سننا۔

۲ عاریہ۔ عارضی علم و کمال۔ مُعجبان۔ مُعجب کی جمع ہے متکبر۔ اُمّت یعنی امت محمدیہ۔ من۔ میں اس شخص کا معتقد ہوں جو کسی مقام کو بھی مقام کمال نہ سمجھے۔ رباط۔ سرائے، منزل۔ سماط دستر خوان۔ بس۔ سالک بہت سی منزلیں طے کر کے مقام قرب تک پہنچتا ہے۔ گرچہ۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کے اوصاف اپنے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ دوسرے کے عکس اور پرتو ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال گرچہ در خانہ نورے دی گئی دوسری مثال یہ ہے کہ لوہے کی سرخی اپنی نہیں ہے بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

۳ گر شود۔ یہ تیسری مثال ہے کہ گھر میں نور اپنا نہیں ہوتا ہے بلکہ سورج کا پرتو ہوتا ہے۔ سبزہا۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ سبزہ کی تری و تازگی اپنی نہیں ہے بلکہ موسم بہار کی عطا کردہ ہے۔

فصلِ تابستاں بگوید کائے اُمم — خویش را بینید چوں من بگذرم

(تو) موسم بہار کہے گا اے مخلوق! — اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گذر جاؤں

تن ۱ ہمی نازد بخوبیّ و جمال — روح پنہاں کردہ فرّ وپرّ وبال

حسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے — روح نے اپنی شان وشوکت اور بال وپر چھپا رکھے ہیں

گویدش کائے مزبلہ تو کیستی — یک دو روز از پرتوِ من زیستی

وہ (روح) اس (بدن) کو کہتی ہے اے کوڑی تو کیا ہے؟ — کچھ دن تو میرے عکس سے جی لیا ہے

غنج و نازت می نگنجد در جہاں — باش تا کہ من شوم از تو جہاں

عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سماتا ہے — ٹھہر جا، یہانتک کہ میں تجھ سے رخصت ہو جاؤں

گرم دارانت تُرا گورے کنند ۲ — کش کشانت در نگِ گور افگنند

تیرے دوست تیرے لئے قبر کھودیں گے — کشاں کشاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

تا کہ چوں در گور یارانت کنند — طعمۂ مُوران و مارانت کنند

جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کردینگے — تجھے چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بنا دینگے

بینی از گندِ تو گیرد آں کسے — کہ بہ پیشِ تو ہمی مُردے بسے

تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا — جو اکثر تجھ پر جان قربان کرتا تھا

پرتوِ روح ست نُطق وچشم وگوش — پرتوِ آتش بُوَد در آب جوش

گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے — پانی میں جوش آنا آگ کا اثر ہوتا ہے

آں چنانکہ پرتوِ جاں برتن ست — پرتوِ اَبدال بر جانِ من ست

جس طرح روح کا پرتو جسم پر ہے — ابدال کا پرتو میری روح پر ہے

جانِ جاں چوں وا کشد ۳ پا را ز جاں — جاں چناں گردد کہ بیجاں تن بداں

جان جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹا لے — تو سمجھ لے کہ جان بے جان جسم کی طرح ہو جائیگی

سر ازاں رُو می نہم من بر زمیں — تا گواہ من بُوَد در یوم دیں

میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں — تاکہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

یومِ دیں کہ زُلزِلَت زِلزَالَھا — ایں زماں باشد گواہ حالہا

قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آجائیگا — اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہو گی

کو تُحَدِّثُ جہرتا اَخبارَھا — در سخن آید زمین و خارہا

کیونکہ وہ علی الاعلان اپنی خبریں سنائے گی — زمین اور اس کا خار و خس بولنے لگے گا

---

۱ تن۔ یہ پانچویں مثال ہے بدن کی تمام خوبیاں روح کی وجہ سے ہیں۔ زیبا۔ خوبصورت۔ خد رخسار۔ فر۔ شان وشوکت۔ پر وبال۔ ساز وسامان۔ مزبلہ۔ کوڑی۔ غنج۔ ناز و ادا۔ جہان۔ عالم۔ جہاں۔ کودنے والا جستن سے اسم فاعل ہے۔ گرم داراں۔ محبت کی گرم جوشی دکھانے والے۔ ترا۔ برائے تو۔

۲ کنند۔ کھودینگے۔ کندن کا فعل مضارع۔ کش کشاں۔ کھینچتے کھینچتے تنگ۔ تہ۔ گہرائی۔ طعمہ۔ خوراک۔ موراں۔ مور کی جمع ہے چیونٹی ماراں۔ مار کی جمع ہے۔ سانپ بینی گرفتن۔ ناک بند کرنا۔ گند۔ بدبو۔ بہ پیشے مردن۔ کسی پر قربان ہونا۔ جان جاں۔ یعنی مرشد کامل۔

۳ پا کشیدن پیچھے۔ ہٹنا۔ بداں۔ تو جان۔ دانستن سے امر کا صیغہ ہے۔ یوم دیں۔ یوم قیامت۔ زلزلت سورہ الزلزال میں بتایا گیا ہے جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے خزانے نکال [illegible] دے گی اور انسان کہے گا [illegible] [illegible] بتا دے گی۔

فلسفی [1] گوید ز معقولاتِ دُوں　　عقل از دہلیزمی ماند بروں

فلسفی کمتر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے　　(اس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

فلسفی مُنکر شود در فکر و ظن　　گو برو سر را بداں دیوار زن

فکر اور ظن میں (رہ کر) فلسفی منکر ہوتا ہے　　کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر پھوڑ

نُطقِ آب و نُطقِ خاک و نُطقِ گل　　ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل

پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا　　اہل دل کے حواس کا محسوس ہے

فلسفی کو مُنکرِ حنّانہ است　　از حواسِ انبیا بیگانہ است

فلسفی جو (اسطوانہ) حنانہ (کے رونے کا منکر) ہے　　وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

گوید [2] اُو کہ پرتو سودائے خلق　　بس خیالات آورد در رائے خلق

وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سوداویت کا اثر　　لوگوں کی رائے میں بہت سے خیالات (فاسد) پیدا کردیتا ہے

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ اُو　　آں خیالِ مُنکرے را زد برو

اس کے فساد اور کفر کا پرتو ہے　　جس نے یہ برا خیال اس پر مسلط کردیا ہے

فلسفی مر دیورا مُنکر شود　　در ہماندم سخرہ دیوے بُود

فلسفی، شیطان کا منکر بنتا ہے　　(اور) اسی وقت شیطان کا محکوم ہو جاتا ہے

گر ندیدی دیورا خود را ببیں　　بے جنوں نبُود کبودی بر جبیں

اگر تو نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے اپنے آپ کو دیکھ لے　　جنون کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی ہے

ہر کرا [3] در دل شک و پیچانی ست　　در جہاں اُو فلسفی پنہانی ست

جس کے دل میں شک اور کجی ہے　　وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے

مینماید اعتقاد اُو گاہ گاہ　　آں رگِ فلسف کند رویش تباہ

وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے　　فلسفہ کی وہ رگ اس کا روسیاہ کرتی ہے

الحذر اے مُومناں کو در شما ست　　در شما بس عالمِ بے منتہا ست

دوڑو، اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے　　تم میں (فاسد خیالات کا) بے انتہا جہاں ہے

جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ست　　وِہ کہ آں روزے برآرد از تو دست

سب بہتر فرقے تجھ میں ہیں　　افسوس! کہ کسی دن وہ ہاتھ پیر نکالیں

ہر کہ اُو را برگ ایں ایماں بُود　　ہمچو برگ از بیمِ اُو لرزاں بُود

جس شخص کے پاس اس ایمان کا ساز و سامان ہوگا　　وہ پتے کی طرح اس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

---

[1] فلسفی۔ فلاسفہ جمادات کے کلام کے منکر ہیں۔ لہٰذا مولانا ان کی تردید کر رہے ہیں۔ نطق۔ جمادات اور نباتات کا کلام اہل دل سنتے ہیں۔ حنانہ۔ رونے والا، وہ ستون کہلاتا ہے۔ جس کے سہارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے منبر بنجانے پر جب آپ نے اس کا سہارا لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا بیگانہ، نا آشنا۔

[2] گوید۔ فلسفی جمادات اور نباتات کے کلام کے اعتقاد کو مجنونانہ خیال سے تعبیر کرتا ہے۔ دیورا۔ فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اسی شیطان کی اطاعت میں حقائق کا انکار کرتا ہے۔ گرندیدی۔ فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں دیکھا ہے تو خود اپنے آپ کو دیکھ لے اسمیں شیطان کے اثرات موجود ہیں۔ جنوں کو بھی اس کے اثرات سے پہچانا جاتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ فلسفی کسی گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر کج فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔ اے مومناں۔ ایک شخص جو مومنین کے زمرے میں داخل ہے۔ وہ بھی فلسفی ہو سکتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں فاسد خیالات آسکتے ہیں۔ لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جملہ۔ بہتر گمراہ فرقوں کے اعتقادات انسان کے دل میں چھپے ہوئے ہیں، مومن کا کام یہ ہے کہ انکا نشوونما نہ ہونے دے۔ ہر کہ او۔ ایماندار کا کام ہے کہ وہ بدخیالات کے خوف سے ہمیشہ لرزتا ہے۔

بر بلیس [1] و دیوزاں خندیدهٔ — کہ تو خود رانیک مردم دیدهٔ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے — کہ تو نے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے

چوں کُند جاں باز گونہ پوستیں — چند واویلا برآید زاہل دیں
جب چھپے ہوئے احوال ظاہر ہوں گے — دیندار لوگ کس قدر واویلا کریں گے

بر دُکاں ہر زر نما خنداں شدست — زانکہ سنگِ امتحان پنہاں شدست
دُکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے — اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے

پردہ [2] اے ستار از ما بر مگیر — باش اندر امتحاں مارا مجیر
اے پردہ پوش! ہمارا پردہ نہ اٹھا — امتحان میں ہمیں پناہ دینے والا بن جا

قلب پہلوی زند باز رُبہ شب — انتظارِ روزمی دارد ذہب
رات میں کھوٹا سونا (کھرے) سونے کی برابری کرتا ہے — (کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے

باز بانِ حال زر گوید کہ باش — اے مُزوِّر تابر آید روزِ فاش
زبانِ حال سے (کھرا) سونا کہتا ہے ٹھہر — اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں — بُود زابدال و امیر المومنیں
ابلیس لعین لاکھوں سال — ابدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سردار رہا

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشت رُسوا ہمچو سرگیں وقتِ چاشت
تکبر کی وجہ سے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں آ گیا — اس طرح رسوا ہوا جیسے دن چڑھے گوبر

پنجہ با مرداں مزن اے بو الہوس — بر تراز سُلطاں چہ می رانی فرس
اے بوالہوس! مردانِ خدا کا مقابلہ نہ کر — بادشاہ سے آگے گھوڑا کیوں دوڑاتا ہے؟

دعا کردن بلعم [3] باعور کہ موسیٰ علیہ السلام راوقومش را

بلعم باعور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس شہر

ازیں شہر کہ حصار دادہ اند بے مُراد باز گرداں و مُستجاب

سے جس کا انہوں نے محاصرہ کر رکھا ہے نا کام واپس کر دے اور اس کی

شدن دُعائش

دعا کا مقبول ہونا

بلعمِ باعور را خلقِ جہاں — سغبہ شد مانندِ عیسیٰ زماں
بلعم باعور پر دنیا کی مخلوق — فریفتہ ہو گئی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے زمانہ کے لوگ

[1] برِبلیس۔ شیطان کا مذاق دواڑاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا پارسا سمجھتا ہے۔ چوں کند لیکن انسان کے جب مخفی احوال کھلتے ہیں تو اس کے معتقد واویلا کرنے لگتے ہیں۔ پوستین باز گونہ کردن۔ پوستین کو الٹ دینا یعنی مخفی احوال کا ظاہر ہو جانا اور ظاہری حالت کا مخفی ہو جانا۔ بردُکاں۔ جب تک کسوٹی پر نہیں کیا جاتا کھرا کھوٹا یکساں معلوم ہوتا ہے۔

[2] پردہ۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہر انسان میں مخفی عیوب ہیں تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔ با کے پہلوزدن۔ مقابلہ کرنا صد ہزاراں۔ شیطان۔ مردود ہونے سے قبل بڑا ولی اللہ اور فرشتوں کا سردار تھا۔ پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا، مخالف ہو جانا، برتر۔ بادشاہوں کی سواری سے اپنی سواری آگے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔

[3] بلعم باعور۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا ایک مشہور عبادت گزار تھا جو کنعان یا شہر جبارین کا رہنے والا تھا۔ حضرت موسیٰ نے جب کنعان پر چڑھائی کی تو اہل شہر نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ کی پسپائی کی دعا کرے اصرار کے بعد وہ راضی ہو گیا اس پر اس کا دین و ایمان بھی گیا اور حضرت موسیٰ کا کچھ نہ بگڑا اب اسنے سازش کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم جاری کر دی۔ شمعون نامی سردار زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی وبا پھیلی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اشعار بالا میں بزرگوں سے مقابلہ کرنے کی تحت تھی بلعم کے قصہ کے ذریعہ سے اس کے انجام بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ سغبہ۔ فریفتہ، گرویدہ۔

سجدہ ناوردند کس را دونِ او ۔۔۔ صحت[۱] رنجور بود افسونِ او
وہ اس کے علاوہ کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرتے ۔۔۔ اس کا دم کرنا بیمار کی صحت تھی

پنجہ زد با موسیٰ از کبر و کمال ۔۔۔ آنچناں شد کہ شنیدی تو حال
کمال اور غرور کی وجہ سے اس نے (حضرت) موسیٰ کا مقابلہ کیا ۔۔۔ اس کا وہ حال ہوا جو تو نے سنا

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں ۔۔۔ ہمچنیں بودست پیدا و نہاں
لاکھوں شیطان اور بلعم دنیا میں ۔۔۔ ایسے ہی ہوئے ہیں جو مشہور اور غیر مشہور ہیں

ایں دو را مشہور گردانید الٰہ ۔۔۔ تا کہ باشند ایں دو بر باقی گواہ
ان دو کو خدا نے مشہور کر دیا ۔۔۔ تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں

رہزناں را در بیاباں چوں کشند ۔۔۔ یکدو تن را سوئے دہ زاں شاں کشند
ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں ۔۔۔ ان میں سے ایک دو (کی نعش) کو گاؤں میں گھسیٹ لاتے ہیں

تا ببینند اہلِ دہ گیرند پند ۔۔۔ رویتِ ایشاں بود شاں ہمچو[۲] بند
تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں ۔۔۔ ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بنتا ہے

ایں دو دزد آویخت بر دارِ بلند ۔۔۔ ورنہ اندر دہر بس دزداں بدند
ان دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکا دیا ۔۔۔ ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے

ایں دو را پرچم بسوئے شہر برد ۔۔۔ کشتگانِ قہر را نتواں شمرد
ان دونوں کو پرچم شہر کی طرف لایا ہے ۔۔۔ (ورنہ) قہر (خدا) کے مارے ہوئے شمار نہیں کئے جا سکتے

نازنینی تو ولے در حدِ خویش ۔۔۔ اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش
تو نازنین لیکن اپنی حد میں (رہ) ۔۔۔ خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ

گر زنی بر نازنیں تر از خودت ۔۔۔ در تگ ہفتم زمیں زیر آردت
اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر حملہ کرے گا ۔۔۔ وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گہرائی میں اتار دیگا

قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست ۔۔۔ تا بدانی انبیاء را نازکیست
عاد اور ثمود کا قصہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟ ۔۔۔ (اسلئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا ناز ہے

ایں نشان خسف[۳] و قذف و صاعقہ ۔۔۔ شد بیانِ عزِ نفسِ ناطقہ
یہ دھنسنے اور سنگباری اور بجلی کی علامت ۔۔۔ نفسِ ناطقہ کی عزت کے اظہار کے لئے ہے

جملہ حیواں را پئے انساں بکش ۔۔۔ جملہ انساں را بکش از بہر ہش
تمام حیوانات انسان کے لئے مارے جا سکتے ہیں ۔۔۔ ہوشمند (انسان کامل) کیلئے سب انسان مارے جا سکتے ہیں

[۱] صحت۔ بلعم باعور کے دم کرنے سے بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔ حال۔ بلعم کی زبان کتے کی طرح باہر نکلی رہتی تھی۔ ایں دو۔ یعنی شیطان اور بلعم باعور۔ گواہ۔ تاکہ لوگ ان کے حالات دیکھ کر اور سن کر عبرت حاصل کریں۔

[۲] ہمچو بند۔ گاؤں والے ڈاکوؤں کی نعشیں دیکھ کر جرائم سے باز رہتے ہیں۔ پرچم۔ بالوں کا گچھا جو جھنڈے کے سر پر باندھا جاتا تھا۔ گرزنی۔ اپنے سے بڑے سے مقابلہ ہلاکت کا باعث ہے۔ نازکیست۔ یعنی انبیاء کو خدا پر ناز ہوتا ہے۔

[۳] خسف۔ زمین میں دھنسنا۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ قذف۔ سنگباری قوم لوط کو سنگسار کر دیا گیا تھا۔ صاعقہ۔ بجلی کی کڑک قوم ثمود پر بجلی گری تھی۔ نفس ناطقہ۔ یعنی انبیاء کرام۔ جملہ حیواں۔ جس طرح حیوانات کو انسانوں کے لئے ذبح کیا جا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں کو قتل کرا دیا جاتا ہے۔

ہُش چہ باشد عقلِ کل۱ اے ہوشمند　　عقلِ جزوی ہُش بود لمّا نژند
اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقلِ کامل!　　جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحب) ہوش ہوتا ہے لیکن افسردہ

جملہ حیواناتِ وحشی زآدمی　　باشد از حیوانِ انُسی در کمی
آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان　　مانوس جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

خونِ آنہا خلق راباشد سبیل　　زانکہ وا وحشی انداز عقلِ جلیل
ان کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے　　کیونکہ وہ بڑی عقل (انسان) سے وحشی ہیں

خونِ ایشاں خلق راباشد روا　　زانکہ انساں را نیند ایشاں سزا
ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے　　کیونکہ انسان سے ان کو مناسبت نہیں ہے

عزّتِ وحشی بداں ساقط شدست　　کہ مرانساں را مخالف آمدست
وحشی (جانور) کی عزت اسی وجہ سے جاتی رہی　　کہ وہ انسان کا مخالف ہے

پس چہ عزت باشدت اے نادرہ۲　　چوں شدی تو حمرِ مستنفرہ
اے احمق! تیری عزت کیا رہے گی؟　　جب تو بھڑکنے والے گدھوں (میں سے) بن گیا

خرنشاید گشت از بہرِ صلاح　　چوں شود وحشی شود خونش مباح
مصلحت کی وجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا ہے　　جب وحشی (گورخر) ہوجاتا ہے تو اس کا خون حلال ہوجاتا ہے

گرچہ خر را دانشِ زاجر نبود　　ہیچ معذورش نمیدارد و دُود
اگرچہ گدھے میں روکنے والی عقل نہیں ہے　　پھر بھی خدا اس کو معذور نہیں رکھتا ہے

پس چو وحشی شد ازاں دَم آدمی　　کے بود معذور اے یار سمی ۳
پھر جب انسان اس (انبیاءکی) گفتگو سے وحشی ہوجائے　　اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور ہو گا؟

لا جرم کفار راشد خوں مباح　　ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح
لا محالہ کفار کا خون مباح ہو گیا　　وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیزوں کے سامنے

جفت و فرزندانِ شاں جملہ سبیل　　زانکہ بے عقل اند و مردود و ذلیل
ان کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہو گئے　　اس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مردود اور ذلیل ہیں

باز عقلے کو رمد از عقلِ عقل　　کرد داز عقلی بحیوانات نقل
پھر وہ عقل جو (انبیاء کی) عقل کل سے وحشت کرتی ہے　　عقلمندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

بشنوا کنوں دربیانِ ایں سخن　　قصہ از جان و نیکو گوش کن
اب اس سلسلہ میں ایک قصہ سن　　دل و جان سے اور اچھی طرح سن

---

۱ عقل کل۔ مکمل عقل، یعنی انبیاء عقل جزوی ناقص عقل والا عوام، نژند۔ ضعیف، کمزور حیوانات حیوانات وحشی۔ جنگلی جانور، حیوان انُسی۔ پالتو جانور، سبیل۔ حلال یعنی شکاری ان کا شکار کر لیتے ہیں عقل جلیل بڑی عقل یعنی انسان۔ سزا۔ مناسبت، لائق

۲ نادرہ۔ احمق۔ حمر مستنفرہ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "وہ کفار حق سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گورخر شیر سے" صلاح۔ گدھے سے بار برداری کا فائدہ ہے۔ مباح۔ جائز زاجر۔ منع کرنے والا، بے وددو۔ دوست رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دم۔ سانس، انبیاء کا کلام

۳ سمی۔ بلند، عالی قدر، نشاب۔ نشابہ کی جمع ہے، تیر، رماح۔ رمح کی جمع ہے، نیزہ۔ جفت۔ بیوی، جوڑا۔ سبیل۔ مباح۔ عقل عقل یعنی انبیاء عقل عقلمندی۔ نقل منتقل

اعتماد کردنِ ہاروت [۱] و ماروت بر عصمت خویش و امیریِ دنیا خواستن و در فتنہ اُفتادن

ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی سرداری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جانا

ہمچو ہاروت و چو ماروتِ شہیر [۲]　از بَطَر خوردند زہر آلود تیر
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے　تکبر کی وجہ سے زہر آلود تیر کھایا ہے

اعتماد بے بودشاں بر قُدسِ خویش　چیست بر شیر اعتمادِ گاوْ میش
ان کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا　شیر (قضائے الٰہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے

گرچہ اُو با شیر صد چارہ کُند　شیخ شاخش شیر نر پارہ کُند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں سو تدبیریں کرے　نر شیر اس کے جوڑ جوڑ کے ٹکڑے کر دے گا

گر شود پُر شاخ ہمچو خار پُشت　شیر خواہد گاوْ را ناچار کُشت
خواہ وہ سینگوں سے ساہی کی طرح بھری ہو　لا محالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا

گرچہ صَرصَر [۳] بس درختاں می کُند　با گیاہ پست احساں می کُند
اگرچہ آندھی بہت سے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے　(لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے

بر ضعیفیِ گیاہ آں بادِ تُند　رحم کرد اے دل تو از قوت مُلند
گھاس کی کمزوری پر، تیز ہوا نے　رحم کیا اے دل! تو قوت کے بارے میں نہ غرا

تیشہ را ز انبوہیِ شاخِ درخت　کے ہراس آید بَبُرّد لخت لخت
درخت کی شاخ کے گھنے پن سے کلہاڑا　کب ڈرتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را　جُز کہ بر نیشے نکوبد نیش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں مارتا ہے　سوائے سخت کی اپنی دھار نہیں چلاتا ہے

شُعلہ را ز انبوہیِ ہیزم چہ غم　کے رَمَد قصاب ز انبوہِ غنم
سوختے کے گٹھڑے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے　بکریوں کے ریوڑ سے قصاب کب بھاگتا ہے؟

پیشِ معنیٰ چیست صورت بس زبوں　چرخ را معنیش می دارد نگوں
معنی کے سامنے صورت (مادہ) کی کیا حقیقت ہے بہت عاجز　آسمان کو اس کا معنی (موثر) اوندھا رکھتا ہے

تو قیاس از چرخِ دولابی بگیر　گردشش از چیست از عقلِ مُنیر
تو (کنویں کی) گھری پر قیاس کر لے　اس کی گردش کس کی وجہ سے ہے؟ روشن عقل کی وجہ سے

---

۱ ہاروت و ماروت۔ مشہور ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ قہر خداوندی میں مبتلا ہو گئے۔ یہ قصہ محض ایک افسانہ ہے جس کو مولانا نے عبرت کے لئے نقل کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ خود اعتمادی اور گھمنڈ کے انجام بد کو واضح کرتا ہے۔

۲ شہیر۔ مشہور۔ بطر۔ تکبر و غرور۔ اعتماد۔ بھروسہ۔ قدس۔ پاکبازی۔ گاؤ میش۔ بھینس۔ شاخ شا۔ ایک ایک عضو۔ پارہ۔ ٹکڑا۔ شاخ سینگ خار پشت۔ بلی کی برابر ایک جنگلی جانور ہے جس کے تمام بدن پر تیروں جیسے کانٹے ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدافعت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ گاؤ یعنی بھینس۔ گرچہ۔ قضا سے صرف زاری اور دعا کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔

۳ صرصر۔ آندھی۔ مَلند۔ نہی کا صیغہ ہے۔ لندیدن بوزن جنبیدن۔ غرانا، بکانا۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ ہراس۔ خوف لخت لخت۔ ریزہ ریزہ۔ نیش۔ سخت، دھار، ڈنک انوی۔ کثرت۔ ہیزم۔ ایندھن قصاب۔ قصائی۔ غنم۔ بکریاں۔ معنی یعنی موثر جو کائنات میں تصرف کر رہا ہے۔ صورت یعنی کائنات چرخ دولابی گھڑی جس پر رسی ڈال کر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ عقل منیر یعنی انسانی عقل۔

گردشِ ایں قالبِ ۱ ہمچوں سپر | ہست از روحِ مستّر اے پسر

ڈھال جیسے اس جسم کی گردش | اے صاحبزادے! چھپی ہوئی روح کی وجہ سے ہے

گردشِ ایں باد از معنیٰ اوست | ہمچوں چرخے کو اسیر آب جوست

اس ہوا کی گردش اس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے | اس پن چکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے

جزر و مدّ و دخل و خرجِ ایں نفس | از کہ باشد جز جانِ پُر ہوس

اس سانس کا اتار اور چڑھاؤ، اندر جانا اور باہر نکلنا | سوائے پُر ہوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟

گاہ جیمش می کند گہ حاؤ دال | گاہ صلحش می کند گاہے جدال

وہ (روح) اس (سانس) کو کبھی جیم بناتی ہے کبھی حا اور دال | کبھی اس کو (باعث) صلح بنا دیتی ہے کبھی لڑائی کا (سبب)

گہ یمینش می برد گاہے یسار | گہ گلستاں ۲ می کند گاہیش خار

کبھی اس کو داہنی طرف لیجاتی ہے، کبھی بائیں طرف | کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے، کبھی کانٹا

ہمچناں ایں آب را یزدانِ پاک | کرد بر فرعون خونِ سہمناک

اسی طرح اللہ پاک نے پانی کو | فرعون پر خوفناک خون بنا دیا

ہمچنیں ایں باد را یزدانِ ما | کردہ بُد بر عاد ہمچوں اژدہا

اسی طرح ہمارے اللہ نے اس ہوا کو | قوم عاد پر اژدھے کی طرح بنا دیا تھا

باز ہم ایں باد را بر مومناں | کردہ بُد صلح و مراعات و اماں

پھر اللہ ہوا کو مومنوں پر | صلح اور رعایت اور امن بنا دیا تھا

گفت المعنیٰ ہُوَ اللہ شیخ دیں | بحرِ معنیہاست ربُّ العالمین

دین کے شیخ نے فرمایا ہے معنی وہ اللہ ہی ہے | معانی کا سمندر رب العالمین ہے

جملہ اطباقِ زمین و آسماں | ہمچو خاشاکے دراں بحرِ رواں

زمین اور آسمان کے سارے طبقے | اس جاری سمندر میں تنکے کی طرح ہیں

حملہا و رقصِ خاشاک اندر آب | ہم ز آب آمد بوقت اضطراب

پانی کے اندر تنکے کے حملے اور رقص | پانی کے موجزن ہونے کیوقت پانی کیوجہ سے ہوتے ہیں

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مِرا | سوئے ساحل افگند خاشاک را

چونکہ کشاکش سے اس کو سکون دینا چاہتا ہے | (اسلئے) تنکے کو ساحل پر پھینک دیتا ہے

چوں کشد از ساحلش در موجگاہ | آں کند آں موج کاتش با گیاہ

پھر جب اس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لائیگا | وہ موج اس کیساتھ وہ کریگی جو آگ گھاس سے کرتی ہے

---

۱ قالب۔ جسم مستّر۔ مستور چرخ یعنی پن چکی۔ پُر ہوس۔ ہوسناک۔ گاہ۔ روح انسان کے سانس کو مختلف حرفوں کی آواز میں منہ سے خارج کرتی ہے۔ وہ کبھی کبھی ایسے اچھے الفاظ نکالتی ہے جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب بنتے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ نکالتی ہے جن سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

۲ گلستاں یعنی وہ کلام جو باغ کیطرح باعث تفریح ہو۔ خار۔ یعنی ایسا کلام جو کانٹے کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کیلئے پانی کو ہلاکت کا سبب بنا دیا تھا۔ قوم عاد پر ہوا مسلط کر دی جس نے اژدھوں کی طرح ان کو تباہ کر دیا۔ بر مومناں۔ غزوہ احزاب میں ہوا ہی مسلمانوں کی فتحمندی کا سبب بنی تھی۔ شیخ دین۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ المعنیٰ ہو اللہ۔ یعنی موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے۔

۳ جملہ۔ اس بحر رواں یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت تنکے سے زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح ایک سمندر تنکے پر اثر انداز ہے اسی طرح حضرت حق زمینوں اور آسمانوں پر اثر انداز ہے۔ اطباق۔ طبقات۔ آں کند۔ یعنی جب قیامت میں کائنات کو دوبارہ وجود میں لائیگا اسقدر جلد اس میں تاثیر کریگا جیسا کہ آگ پھونس میں تاثیر کرتی ہے۔

ایں حدیث آخر ندارد باز راں	جانبِ ہاروت و ماروت اے جواں
اس بات کا آخر نہیں ہے، پھر چل	اے جوان! ہاروت و ماروت (کے قصہ) کی جانب

بقیۂ قصۂ ہاروت و ماروت و نکال[۱] و عقوبتِ ایشاں
ہاروت اور ماروت اور ان کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

چوں گناہ و فسقِ خلقانِ جہاں	می شُدے روشن بایشاں آں زماں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گنا	ان پر واضح ہوتا، اس وقت
دست خائیدن گرفتندے زخشم	لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
وہ غصہ سے ہاتھ چبانا شروع کر دیتے	لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے
خویش در آئینہ دید آں زشت مرد	رُو بگردانید ازاں و خشم کرد
بدصورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا	اس سے منہ پھیر لیا اور اس پر غصہ کیا
خویش بیں چوں از کسے جُرمے بدید	آتشے دروے ز دوزخ شد پدید
خود بیں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے	اس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے
حمیتِ[۲] دیں خواند اُو آں کبر را	ننگرد در خویش نفسِ گبر را
اس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بتاتا ہے	اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے
حمیتِ دیں را نشانے دیگر ست	کہ ازاں آتش جہانے اخضر ست
دینی حمیت کی علامت تو دوسری ہے	کہ اس آگ سے تو دنیا سر سبز ہوتی ہے
گفت حق شاں گر شما روشنگرید[۳]	در سیہ کاراں مُغفّل منگرید
اللہ (تعالیٰ) نے ان (ہاروت و ماروت) سے فرمایا اگر تم نورانی ہو	سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو
شکر گوئید اے سیاہ و چاکراں	رَستہ ایداز شہوت و از مثل آں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو	کہ شہوت اور اس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو
گرازاں معنیٰ نہم من برشما	مر شمارا پیش نپذیرد سما
اگر وہ معنیٰ (شہوت) میں تم میں رکھدوں	تمہیں آسمان نہ قبول کرے
عصمتے کہ مر شمارا درتن ست	آں زعکسِ عصمت وحفظِ من ست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے	وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنے کا اثر ہے
آں زمن بینید نز خود ہیں وہیں	تا نچر بد برشما دیو لعیں
اس (عصمت) کو میری جانب سے سمجھو نہ کہ اپنی جانب سے خبردار خبردار	تاکہ تم پر لعین شیطان غالب نہ آجائے

[۱] نکال۔ عذاب۔ عقوبت۔ سزا۔ دست خائیدن۔ ہاتھ چبانا۔ یعنی افسوس کرنا۔ خشم۔ غصہ۔ زشت مرد۔ بدصورت آدمی خویش بیں۔ خود پسند، متکبر۔

[۲] حمیت۔ بوزن خدمت۔ حفاظت کرنا پرہیز کرنا اور اگر حاء کا فتحہ میم کا کسرہ اور یا کو مشدد پڑھا جائے تو غیرت مندی کے معنیٰ میں ہوگا۔ گبر بے دین، سرکش۔ اخضر۔ سر سبز یعنی دین کی غیرت سے جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی سرسبزی کا باعث ہوتا ہے۔

[۳] روشنگر۔ نورانی۔ سیکار۔ گنہگار۔ مغفل۔ غافل۔ سیاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ کے سپاہی اور خدام دربار میں مثل آں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے چاک راں ہے ران کا شگاف یعنی عورت کی شرم گاہ معنیٰ۔ یعنی شہوت سما۔ آسمان۔ عصمت پاکدامنی۔ بچاؤ زمن۔ از من۔ چر بد۔ چربیدن، غالب آجانا۔

آنچنانکہ[۱] کاتبِ وحیِ رسول ۔۔۔ دید در خود حِکمت و نورِ وصول
جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کے کاتب نے ۔۔۔ اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کی روشنی دیکھی

خویش راہم لحنِ مُرغانِ خدا ۔۔۔ می شمرد آں بُد صفیرے چوں صدا
اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہم نوا ۔۔۔ سمجھا، حالانکہ وہ صدائے بازگشت کی طرح کی آواز تھی

لحنِ مُرغاں را اگر واصِف[۲] شوی ۔۔۔ بر ضمیرِ مُرغ کے واقف شوی
اگر تو پرندوں کی بولی بولے ۔۔۔ پرندہ کے دل سے تو کب واقف ہو سکتا ہے؟

گر بیا موزی صفیرے بُلبلے ۔۔۔ توچہ دانی کُوچہ گوید باگُلے
اگر تو بلبل کی چہچہاہٹ سیکھ لے ۔۔۔ تو کیا جانے کہ وہ پھول سے کیا کہتی ہے؟

وَربدانی از قیاس واز گماں ۔۔۔ باشد آں بر عکس آں اے ناتواں
اگر تو قیاس اور گمان سے کچھ بھی لے ۔۔۔ (تو) اے ناتواں! وہ اس کے برعکس ہو گا

باشد آں بے شک و بے شبہ گماں ۔۔۔ چوں زلبِ جُنباں گمانہائے کراں
وہ یقیناً (محض) گمان ہو گا ۔۔۔ جیسا کہ بہرے کا گمان ہونٹ ہلانے والوں کے بارے میں

بعیادت رفتنِ کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدنِ بیمار

ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا

آں کَرے را گفت افزوں[۳] مایۂ ۔۔۔ کہ تُرا رنجور شد ہمسایۂ
ایک ذی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا ۔۔۔ کہ تیرا پڑوسی بیمار ہو گیا ہے

گفت با خود کرّ کہ با گوشِ گراں ۔۔۔ من چہ دریابم زگفت آں جواں
بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کانوں سے ۔۔۔ میں اس نوجوان کی گفتگو کیا سمجھوں گا

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شُد ۔۔۔ لیک باید رفت آنجا نیست بُد
خصوصاً (جبکہ وہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہو گیا ہے ۔۔۔ لیکن وہاں جانا ہی چاہیے، کوئی چارہ نہیں ہے

چوں بہ بینم کاں لبش جُنباں شود ۔۔۔ من قیاسے گیرم آنراہم زخود
جب میں دیکھوں گا کہ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں ۔۔۔ میں خود بخود اس سے قیاس کر لوں گا

چونکہ گویم چونی اے محنت کشم ۔۔۔ او بخواہد گفت نیکم یا خوشم
جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست تو کیسا ہے؟ ۔۔۔ وہ کہے گا اچھا ہوں یا خوش ہوں

من بگویم شُکر چہ خوردی ابا ۔۔۔ اُو بگوید شُربتے یاماش با
میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، بابا کیا کھایا ہے؟ ۔۔۔ وہ یا شوربا کہے گا یا ارد کا شوربا

---

۱ آنچنانکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی پر تو کو اپنی ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے۔ کاتب۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وصول۔ یعنی خدا رسیدہ۔ لحن۔ آواز۔ مرغانِ خدا۔ انبیاء، جن کا طائر روح قدس باری کے قریب رہتا ہے۔ صفیر۔ سیٹی، پرندہ کی آواز۔ صدا۔ گونج۔

۲ واصف۔ صاحب وصف۔ ضمیر۔ باطن، دل۔ وربدانی۔ اگر اٹکل سے کچھ سمجھے تو وہ حقیقت کے خلاف ہو گا۔ کراں۔ کر کی جمع، بہرا۔ بہرے دوسروں کے ہونٹوں کی حرکات سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو عموماً صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو اس قصے سے واضح کیا ہے۔

۳ افزوں مایہ۔ معزز آدمی، متمول۔ رنجور۔ بیمار۔ کر۔ بہرا۔ گوش گراں۔ اونچا سننے والا کان۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ نیست بد۔ کوئی چارہ نہیں ہے۔ ابا۔ ہم نے اب معنی باپ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے۔ شربت۔ شوربا۔ ماش با۔ ماش کی دال کا شوربا۔

من بگویم صحّ نوشت[1] ایکست آں　　از طبیباں پیشِ تو گوید فلاں
میں کہونگا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟　　طبیبوں میں سے تیرا معالج وہ ہے گا فلاں

من بگویم بس مبارک پاست اُو　　چونکہ اُو آید شود کارت نکو
میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے　　چونکہ وہ آتا ہے، تیرا کام اچھا ہو جائے گا

پائے اُورا آزمودستیم ما　　ہر کجا شد می شود حاجت روا
ہم نے اس کا قدم آزمایا ہے　　جہاں پہنچتا ہے، حاجت روا بن جاتا ہے

ایں جواباتِ قیاسی راست کرد　　پیشِ آں رنجور شد آں نیک مرد
ان قیاسی جوابوں کو اس نے ٹھیک کر لیا　　(پھر) وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا

گوئیا رنجور را خاطر[2] زکرّ　　اندکے رنجیدہ بُود اے پُرہنر
گویا بیمار کا دل بہرے سے　　کچھ رنجیدہ تھا، اے ہنر مندا

کرّدرآمد پیشِ رنجور نشست　　برسرِ اُو خوش ہمی مالید دست
بہرا، بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا　　اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا

گفت چونی؟ گفت مردم گفت شکر　　شد ازو رنجور پُر آزار و نکر
اسنے کہا تو کیسا ہے؟ (بیمارنے) کہا میں تو مر گیا اسنے کہا شکر ہے　　اس سے بیمار، تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا

کایں چہ شکرست اُو عدوِ ما شدست　　کرقیاسے کرد و آں کژ آمدست
کہ یہ کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے　　بہرے نے اٹکل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی

بعدازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر　　گفت نوشت[3] بادا افزوں گشت قہر
اسکے بعد اس سے کہا، تو نے کیا کھایا ہے اسنے کہا زہر!　　اس نے کہا مبارک ہو، اس کا غصہ اور بڑھا

بعدازاں گفت از طبیباں کیست اُو　　کہ بیاید اُو بچارہ پیشِ تُو
اسکے بعد اس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے　　جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے؟

گفت عزرائیل می آید برو　　گفت پایش بس مبارک شاد شو
(بیمار نے) کہا، ملک الموت آتا ہے، جا　　اس نے کہا اس کے قدم بہت مبارک ہیں، خوش ہو جا

ایں زماں از نزد اُورایم برت　　گفتم اُورا تا کہ گردد غمخورت
میں تیرے پاس ابھی اس کے پاس سے آیا ہوں　　میں نے اس کو کہا ہے کہ تیری خبر گیری کرے

کر بروں آمد از انجا شاد ماں　　شُکر کَش کردم مراعات ایں زماں
بہرا اس جگہ سے خوش خوش لوٹا　　(اللہ کا) شکر ہے کہ میں نے اس وقت اس کا حق ادا کر دیا ہے

---

[1] صحّ نوشت۔ تیرا پینا درست ہوا۔ مبارک پا۔ مبارک قدم۔ حاجت روا۔ ضرورت کو پورا کرنے والا۔ راست کردن۔ صحیح کرلینا۔

[2] خاطر۔ دل مزاج چونی۔ چساں ہستی شکر یعنی اللہ کا شکر ہے نکر۔ ناگواری، بدست بودہ است۔ کژ کج، ٹیڑھا۔

[3] نوشت باد۔ تجھے مبارک ہو۔ قہر یعنی بیمار کا غصہ چارہ علاج، تدبیر عزرائیل۔ موت کے فرشتے کا نام ہے برت۔ یعنی تیرے پاس۔ کَش کہ اُش۔ مراعات لحاظ مروت۔

خود گمانش از کری۱ معکوس بُود — کہ زیانِ محض راپنداشت سُود

بہرے پن کی وجہ سے اس کا گمان الٹا تھا — کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا

رُد برہ می گفت با خود از عَما — شُکر کہ کردم عیادت جار را

دوراستہ میں اندھے پن سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا — (خدا) کا شکر ہے کہ میں نے پڑوسی کی عیادت کر لی

گفت رنجور ایں عَدُوِ جانِ ماست — ما ندانستیم کو کانِ جفاست

(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے — ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے

خاطرِ رنجور جویاں صد سَقَط — تا کہ پیغامش کُند از ہر نمط

مریض کا دل سینکڑوں بری باتیں سوچ رہا تھا — تاکہ اس کو ہر طرح کا پیغام بھیجے

چوں کسے کو خوردہ باشد آشِ۲ بَد — می بشوراند دلش تا قے کُند

اس شخص کی طرح جس نے خراب حریرہ پیا ہو — اس کا دل متلا رہا ہو، تاکہ قے کر ڈالے

کظمِ غیظ اینست آں را قے مکن — تا بیابی در جزا شیریں سخن

غصہ کو گھونٹنا یہی ہے کہ اس کو نہ اگل — تاکہ بدلے میں میٹھی بات حاصل ہو

چوں نبُودش صبر می پیچید اُو — کایں سگِ ملعون کرِ گفتار کو

چونکہ اس میں صبر (کا مادہ) نہ تھا وہ بل کھا رہا تھا — کہ یہ ملعون کتا، بکواس کرنے والا کہاں ہے؟

تا بریزم بروے آنچہ گفتہ بُود — کاں زماں شیرِ ضمیرم خفتہ بود

تاکہ اس پر پلٹ دوں جو اس نے کہا ہے — کیونکہ اس وقت میرے اندر کا شیر سو رہا تھا

چوں عیادت بہرِ دل آرامی ست — ایں عیادت نیست دشمن کامی ست

جبکہ بیمار پرسی دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے — یہ تو بیمار پرسی نہیں ہے عداوت ہے

تا بہ بیند دشمنِ خود رانزار۳ — تا بگیرد خاطرِ زشتش قرار

تاکہ اپنے دشمن کو بد حال دیکھے — تاکہ اس کی بری طبیعت کو سکون ہو

بس کساں کایشاں عبادتہا کنند — دل برضواں و ثوابِ آں نہند

بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں — اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے ثواب کی امید کرتے ہیں

خود حقیقت معصیت باشد خفی — بس کدر کاں را تو پنداری صفی

(لیکن) وہ چھپی ہوئی گنہگاری ہوتی ہے — بہت سے گدلے پانی ہوتے ہیں جن کو تو صاف پانی سمجھتا ہے

ہمچوں آں کر کو ہمی پنداشت ست — کو نکوئی کرد و آں خود بَد بُدست

اس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے — کہ اس نے بھلائی کی (حالانکہ) وہ برائی تھی

---

۱ از کری۔ بہرے پن کی وجہ سے اس کے سب قیاس الٹے ہوئے اور مضر پڑے۔ رو برہ۔ روئے خود براہ آورد و عما۔ اندھا پن۔ کان۔ معدن جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بری بھلی باتیں نمط۔ طرز طریقہ۔

۲ آش، حریرہ۔ بد۔ بدبودار شوربا نیدن۔ بے چین ہونا۔ کظم، غصہ کو پی جانا۔ غیظ۔ غصہ غضب۔ کو۔ کہاں۔ دشمن کام۔ دشمن کے مقصد کے مطابق۔ یعنی تباہ و برباد۔

۳ نزار۔ بدحال۔ خاطر زشت بد باطنی۔ بس کساں۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اپنے بہت سے اعمال کو صحیح سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔ رضوان۔ رضامندی دل برچیزے نہادن۔ کسی چیز کا امیدوار ہونا۔ کر۔ بہرا کو۔ کہ او۔

اُونشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام — حقِ ہمسایہ[1] بجا آوردہ ام

وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے — (اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے

بہرِ خود اُو آتشے افروختہ ست — دردلِ رنجور و خود را سوختہ ست

اس نے (تو) اپنے لئے آگ بھڑکا دی ہے — بیمار کے دل میں، اور اپنے آپ کو پھونک دیا ہے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْ — اِنَّکُمْ فِی الْمَعْصِیَۃِ اِزْ دَدْتُمُوْ

اس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی — تم نے تو گنہگاری میں ترقی کی ہے

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا — صَلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ یَافَتیٰ

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ریاکار سے فرمایا — اے نوجوان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے

از برائے چارہ ایں خوفہا — آمد اندر ہر نمازے اِھْدِنَا[2]

اِن ہی اندیشوں کے علاج کے لئے — ہر نماز میں "اے اللہ ہماری رہنمائی فرما" آیا ہے

کیں نمازم را میامیز اے خدا — با نمازِ ضالّین و اہلِ ریا

کہ اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا — گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ

از قیاسے کہ بکرد آں کر چنیں — صحبتِ[3] دہ سالہ باطل شد بدیں

اس اٹکل کی وجہ سے جو اس بہرے نے کی — اس دس سال کی دوستی ٹوٹ گئی

خواجہ پندارد کہ طاعت می کند — بیخبر کز معصیت جاں می کند

جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں — اس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کی وجہ سے جان ہلاک کرتے ہیں

رو قیاسِ خویشتن را ترک کن — کز قیاست تو شود ریش کہن

جاؤ اپنا قیاس چھوڑ — کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے زخم پرانا بن جائیگا

خاصہ اے خواجہ قیاسِ حسِّ دوں — اندر آں وحی کہ ہست از حد فزوں

اے صاحب خصوصاً وہ قیاس جو ناقص حس کے ذریعہ ہو — اس وحی میں جو (تیری) حد سے آگے ہے

گوشِ حس تو بحرف ار درخور ست — داں کہ گوشِ غیب گیرِ تو کرست

تیرے حس کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے (بھی) — (تو) سمجھ لے کہ تیرا غیب کو سننے والا کان بہرا ہے

در بیان آنکہ اوّل کسی کہ در مقابلِ نصِّ صریح قیاس آورد ابلیس بود

اس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا

اوّل آں کس کیں قیاسکہا نمود — پیشِ انوارِ خدا ابلیس بود

سب سے پہلا شخص، جس نے یہ بیہودہ قیاس کے — خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

---

[1] ہمسایہ۔ پڑوسی۔ فاتقوا پس۔ بچو۔ النار۔ آگ۔ التی۔ جس کو۔ اوقدتم۔ تم نے بھڑکایا۔ انکم۔ بیشک تم۔ فی المعصیۃ۔ گناہ میں۔ ازددتم۔ تم بڑھ گئے۔ گفت پیغمبر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے رکوع سجدہ ٹھیک کئے بغیر نماز پڑھی اور پھر آنحضور کو سلام کیا۔ آنحضور نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ پڑھو تین بار ایسا ہی ہوا پھر آنحضور نے اس کو صحیح نماز کا طریقہ بتلایا۔ یہ روایت اس شخص کے بارے میں ہے جس نے تعدیل ارکان نہیں کی تھی۔ اس کو ریاکار فرمانا ثابت نہیں ہے۔

[2] اھدنا۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سورہ فاتحہ میں ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ضالین، ضال کی جمع ہے گمراہ۔ اہل ریا۔ ریاکار۔

[3] صحبت دہ سالہ۔ بہرے اور بیمار پڑوسی کی دس سالہ ملاقات۔ ریش کہن۔ پرانا زخم، ناسور۔ حس دوں۔ کمتر درجہ کے حواس۔ از حد فزوں۔ وحی الٰہی کا حقیقی ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ درخور۔ لائق۔ قیاسک۔ کاف تحقیر کے لئے ہے چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے۔

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست
من ز نارم[1] و اُو ز خاکِ اکدر ست

اس نے کہا کہ یقیناً آگ مٹی سے بہتر ہے
میں آگ سے اور وہ (آدم) تاریک مٹی سے بنا ہے

پس قیاسِ فرع بر اصلش کنیم
اُو ز ظلمت ما ز نورِ روشنیم

ہم فرع کو اصل پر قیاس کریں گے
وہ تاریکی سے، میں روشن نور سے (بنا) ہوں

گفت حق نے بلکہ لا انساب شُد
زہد و تقویٰ فضل را محراب شُد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ نسبت کچھ نہیں سے ملے ہوگیا ہے
پرہیز گاری، اور تقویٰ بزرگی کا مقام بنگیا ہے

ایں نہ میراثِ جہانِ فانی ست
کہ بہ انسابش بیابی جانی ست

یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے
جسکو نسبی بنیاد پر حاصل کرلے بلکہ روحانی وراثت ہے

بلکہ ایں میراثہائے انبیا ست
وارثِ ایں جانہائے اتقیاء ست

بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے
اس کی وارث، متقیوں کی جانیں ہیں

پورِ آں بوجہل شد مومن عیاں
پورِ آں[2] نوحِ نبی از گمرہاں

ابو جہل کا بیٹا علی الاعلان مومن بنا
نوح نبی کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادہ خاکی منوّر شُد چو ماہ
زادہ آتش توئی اے رُو سیاہ

خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منور ہوا
اے روسیاہ! تو آگ سے پیدا شدہ ہے

ایں قیاسات و تحرّی روزِ ابر
یا بشب مر قبلہ را کردست جبر

یہ انکل اور قیاس ابر کے دن
یا رات میں قبلہ کا بدل ہیں

لیک با خورشید و کعبہ پیشِ رُو
ایں قیاس و ایں تحرّی را مجو

لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے ہوئے
یہ قیاس اور یہ انکل کام میں نہ لا

کعبہ نادیدہ مکن رُو ز متاب
از قیاس اللہُ اعلمُ بالصّواب

کعبہ کو ان دیکھا نہ بنا، اس سے منہ نہ موڑ
قیاس کرکے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

چوں صفیرے بشنوی از مرغ حق[3]
ظاہرش را یادگیری چوں سبق

جب تو طائر قدس کی آواز سن لیتا ہے
اس کو ظاہر کو سبق کی طرح رٹ لیتا ہے

وانگہے از خود قیاساتے کُنی
مر خیالِ محض را ذاتے کُنی

پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے
محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

اصطلاحاتے ست مر ابدال را
کہ نباشد زاں خبر اقوال را

ابدال کی خاص اصطلاحیں ہیں
(صاحب) اقوال کو ان کا علم نہیں ہوتا ہے

[1] من زنار۔ شیطان کا مادہ ناری ہے اور آدم علیہ السلام کا خاکی ہے۔ اکدر۔ زیادہ میلا۔ تاریک۔ فرع۔ شاخ کنیم۔ قیاس میں کسی جزوی مسئلہ کو کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے تو فرع سے مراد وہ جزوی مسئلہ ہے اور اصل سے کلیہ مراد ہے لا انساب۔ انسانی نسب کا روحانی معاملوں میں اعتبار نہیں ہے۔ محراب۔ صدر مقام۔ پور۔ بیٹا۔ ابو جہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بڑے کارنامے کے جنگ یرموک میں شہید ہوئے

[2] پور نوح۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ایمان نہ لایا اور طوفان میں غرق ہوا زادہ خاکی۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ زادہ آتش۔ شیطان۔ تحری۔ انکل لگانا ابر کے دن یا رات میں اگر سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو جسطرف بھی قبلہ ہونیکا زیادہ گمان ہو نماز پڑھ لی جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوتی ہے خواہ قبلہ کی مخالف سمت کو پڑھی گئی ہو۔ کعبہ نادیدہ اگر کعبہ سامنے ہو تو اس کو ان دیکھا بنا کر تحری کرنا غلط ہوگا۔

[3] مرغ حق انبیاء و اولیاء، حظیرہ قدس کے طائر کہلاتے ہیں۔ چوں سبق۔ یعنی صرف حروف رٹ لینا۔ خیال۔ یعنی غیر موجود چیز۔ ذات۔ یعنی حقیقت اقوال۔ یعنی وہ لوگ جو الفاظ رٹنے ہوئے ہیں اور معانی سے بہت دور ہیں۔ بعض نسخوں میں عقال ہے جو عاقل کی جمع ہے۔

منطقُ الطیر ی بصوت آموختی | صدقیاس و صد ہوس افروختی
تو نے پرندوں کی بولی، آواز سے سیکھ لی | (اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوسیں روشن کر دیں

ہمچوں آں رنجور دلہا از تو خست | کر بہ پندارِ اصابت گشت مست
اس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت سے دل شکستہ ہو گئے | بہرا درستگی کے گھمنڈ سے مست ہو گیا

کاتبِ آں وحی زاں آوازِ مرغ | بردہ ظنّے کو بود انبازِ مرغ
اس وحی کا کاتب طائر قدس کی آواز سے | گمان کرنے لگا کہ وہ طائر قدس کا شریک ہے

مرغ پرّے زد مر اورا کور کرد | نک فرو بردش بقعرِ مرگ و درد
طائر قدس نے ایک پر مارا (اور) اس کو اندھا کر دیا | اس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اتار دیا

ہیں ۲ بعکسے یا بظنّے ہم شما | در میفتید از مقامات سما
خبردار! تم بھی پر تو یا گمان کیجہ سے | آسمانی مراتب سے نہ گر پڑنا

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزوں | از ہمہ بربامِ نحنُ الصّافوں
اگرچہ تم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر | سب سے ہم صف بندی کرنے والے ہیں کے ایوان پر

بربدِ یہائے بداں رحمت کنید | بر منی و خویش بینی کم تنید
بروں کی برائی پر رحم کرو | خودی اور خود پسندی پر نہ اکڑو

ہیں مبادا غیرت آید از کمیں | سرنگوں افتید در قعرِ زمیں
خبردار! غیرت (خداوندی) گھات سے نہ نکل آئے | (اور) زمین کے گڑھے میں اوندھے گرو

ہر دو گفتند اے خدا فرماں تراست | بے امانِ تو امانے خود کجاست
(ہاروت ماروت) دونوں نے کہا اے خدا! حکم تیرا ہی ہے | تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے!

ایں ہمی گفتند دل ۳ شاں می طپید | بد کجا آید زما نعم العبید
یہ دو کہہ رہے تھے (اور) ان کا دل بے چین تھا | ہم بہترین غلاموں سے برائی کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟

خار خار دو فرشتہ ہم نہشت | تا کہ تخمِ خویش بینی رانکشت
ان دونوں فرشتوں کے وسوسوں نے نہ چھوڑا | جب تک کہ خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بس ہمی گفتند کاے ارکانیاں | بے خبر از پاکیِ روحانیاں
وہ کہتے تھے اے عناصر سے بنے ہوؤ! | روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

ما کہ بر گردوں تتقہا می تنیم | بر زمیں آئیم و شادُر واں زنیم
ہم جو کہ آسمان پر (عبادت کے) خیمے تانتے ہیں | ہم زمین پر آتے ہیں (عدل) کے شامیانے لگاتے ہیں

منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی، یہاں سے مولانا نے اولیاء کے مقابلہ میں قیاس آرائی کی برائی ظاہر کی ہے۔ رنجور۔ جس طرح بہرے سے وہ مریض دل شکستہ ہوا۔ بزرگوں کے دل تجھ سے خستہ ہوں گے۔ آوازِ مرغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کی تلاوت۔ یعنی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو یہ خیال ہو گیا کہ میں وحی میں شریک ہوں۔ مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔

۲ ہیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطاب ہاروت و ماروت کو ہے۔ نحنُ الصّافون۔ ہم صف بستہ ہیں یہ فرشتوں کا مقولہ ہے۔ منی۔ انانیت، خودی۔ تنیدن۔ تننا، اکڑنا۔ غیرت۔ یعنی خدائی غیرت۔ کمیں۔ گھات۔ قعر۔ گہرائی۔ فرماں تراست۔ تجھے حکم دینے کا حق ہے۔

۳ دل شاں می طپید۔ ان کے دل بے چین تھے چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان سے بدی کا صدور ممکن نہیں ہے۔ نعم العبید۔ اچھے غلام۔ خار خار۔ وسوسے جو دل میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ ارکانیاں۔ وہ جو ارکان اربعہ یعنی چار عنصروں سے بنے ہیں۔ تتق۔ بڑا خیمہ۔ شادُرواں۔ سائبان، بڑا فرش۔ کنگرہ۔

ہر دوشاں گفتند مارا باک نیست — کہ سرشتِ ما ز آب و خاک نیست
ان دونوں نے کہا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے — اس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے

عدل ورزیم و عبادت آوریم — باز ہر شب سوئے گردوں بر پریم
ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجا لائینگے — پھر ہر رات کو آسمان پر اڑ جائیں گے

تاشویم اُعجوبۂ[1] دورِ زماں — تا نہیم اندر زمیں اَمن و اماں
یہاں تک کہ ہم دور زمانہ کے انوکھے بنجائینگے — (کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کرینگے

آں قیاس حال گردون بر زمیں — راست ناید فرق دارد در کمیں
آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا — درست نہ ہو گا، گہرا فرق ہے

دَربیانِ آنکہ حالِ خود و مستیِ خود پنہاں باید داشت
اسکا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہئے

بشنو الفاظِ حکیم پردۂ — سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردۂ
رازداں حکیم کے الفاظ سن — جس جگہ تو نے شراب پی ہے وہیں سر رکھدے

مستے از میخانۂ چوں ضال شُد — تسخر و[2] بازیچۂ اُطفال شُد
کوئی مست جب کسی میخانہ سے بھٹک گیا — وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا

می فتد او سو بسو بر ہر رہے — در گِل و می خندش ہر اَبلہے
وہ ادھر ادھر ہر راستہ پر گرتا ہے — کیچڑ میں اور اس پر ہر احمق ہنستا ہے

او چنین و کودکاں اندر پیَش — بے خبر از مستی و ذوقِ مَیش
وہ اس حال میں اور بچے اس کے پیچھے — بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے

خَلق اَطفال اند جُز مستِ خدا — نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ — بالغ کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پا گیا

گفت[3] دنیا لعب و لَہوست و شما — کودکید و راست فرماید خدا
(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کھیل کود ہے اور تم — بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے

از لعب بیروں نرفتی کودکی — بے زکاتِ روح کے باشد زکی
تو کھیل کود سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے — روح کی پاکیزگی کے بغیر تو پاک کب ہو سکتا ہے؟

چوں جماعِ طفل داں ایں شہوتے — کہ ہمی رانند ایں جا اے فتے
تو اس شہوت کو بچہ کے جماع کی طرح سمجھ — جسکو وہ یہاں پورا کر رہے ہیں، اے نوجوان!

---

[1] اعجوبہ۔ تعجب کی چیز۔ دربیان۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اہل باطن کو اسرار کا اظہار نہ کرنا چاہیے تا کہ عوام غلط قیاس آرائی کر کے تباہ نہ ہوں۔ حکیم۔ اس سے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ سر نہادن۔ پڑ رہنا۔ ضال۔ راستہ بھول جانے والا مسافر۔

[2] تسخر۔ تمسخر۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ پیش۔ او۔ مست خدا۔ عاشق خدا۔ رہیدہ آزاد

[3] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب۔ "دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلاوا اور کھیل ہے۔ لہٰذا دنیادار بچے ہیں جو دنیا کے کھلونے سے کھیلتے ہیں۔ زکات۔ پاکیزگی۔ زکی۔ پاکیزہ۔

این جماعِ طفل چہ بُود بازئے — با جماعِ رستمے و غازئے
بچہ کا جماع کیا ہوتا ہے؟ محض کھیل — رستم اور غازی کے جماع کے سامنے

جنگِ خلقاں ہمچو جنگِ کودکاں — جملہ بے معنی و بے مغز و مہاں
لوگوں کی لڑائی بچوں ہی کی لڑائی جیسی ہے — سب بے معنی اور بے مغز اور حقیر

جملہ با شمشیرِ چوبیں جنگ شاں — جملہ در لا ینبغی آہنگِ شاں
ان کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے — ان کا قصد و ارادہ سب "غیر مناسب" میں داخل ہے

جملہ شاں گشتہ سوارہ برنئے — کایں بُراقِ ماست یا دُلدُل پئے
سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں — کہ یہ ہمارا براق ہے یا دلدل قدم ہے

حامل اندو خود ز جہل افراشتہ — راکب و محمولِ رہ پنداشتہ
ڈھوئے ہوئے ہیں اور جہالت سے اپنے آپ کو بلند کئے ہوئے — راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں

باش تا روزے کہ محمولانِ حق — اسپ تازاں بگذرند از نہ طبق
ٹھہرو، جب تک حق کے سوار کسی دن — گھوڑے دوڑاتے ہوئے نو آسمانوں سے گزر جائیں

یَعْرُجُ الرُّوْحُ اِلَیْہِ وَالْمَلَکْ — مِنْ عُرُوْجِ الرُّوْحِ یَہْتَزُّ الْفَلَکْ
فرشتے اور روح اس (اللہ تعالیٰ) کیطرف چڑھیں گے — روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا

ہمچو طفلاں جملہ تاں دامن سوار — گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو — گھوڑے کی طرح دامن کو پکڑے ہوئے ہو

از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید — مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید
اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے گمان فائدہ نہیں دیتا پہونچا ہے — گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے؟

اَغْلَبُ الظَّنَّیْنِ فِیْ تَرْجِیْحِ ذَا — لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِیْ تَوْضِیْحِہَا
دو گمانوں میں سے زیادہ غالب اس کی ترجیح کیلئے ہے — سورج کی وضاحت میں نہ جھگڑ

آفتابِ حق چو گردد مستوی — در قیامت بر رشید و بر غوی
حق کا سورج جب سر پر آجائے گا — قیامت میں راہ یاب اور گمراہ پر

آنگہے بینند مرکبہائے خویش — مرکبے سازیدہ انداز پائے خویش
اس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے — کہ انہوں نے اپنے پیر کو سواری بنایا ہے

وہم و حس و فکر و ادراکِ شما — ہمچو نے داں مرکبِ کودک بلا
تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات — آگاہ! ان کو بچے کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

---

۱ جماعِ طفل۔ نابالغ بچے کا جماع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسیطرح اہل دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ نے۔ نئی کا لنا ہے نوجوان۔ خلقاں۔ خلق کی جمع مخلوق لا ینبغی۔ غیر مناسب چیزیں۔ نے۔ بانس، عموماً بچے بانس پر سوار ہو کر اس کو گھوڑا سمجھ کر کھیلتے ہیں۔ ایسے ہی اہل ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی۔

۲ دلدل۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خچر جو حاکم اسکندریہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ حامل اٹھانیوالا، سواری راکب۔ سوار محمول۔ سوار۔ محمولان حق۔ خدائی سوار۔ نہ طبق۔ نو آسمان۔ یعرج۔ چڑھیگا۔ یہتز۔ جھومیگا۔ ہمچو۔ بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو ہی ٹانگوں درمیان کر کے اس کو گھوڑا تصور کر لیتے ہیں۔ یہی حال اہل ظاہر کا ہے جو غلط دلائل پر سوار ہیں ان الظن۔ قرآن پاک میں ہے "وہ لوگ صرف گمان کا اتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے۔" لہٰذا حقائق پانے کا محض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

۳ اغلب۔ یعنی ظن غالب پر تو عمل ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں بھی ظن ہی ہو۔ یقین کے بالمقابل ظن بالکل باطل ہے جب سورج سامنے ہو تو اس کے انکار کے ظنی دلائل بالکل بیکار ہیں۔ مستوی۔ یعنی نصف النہار میں آئیے۔ جو ظنی علوم پر عامل ہیں انہیں انکے باطل ہو جانے کا یقین آجائیگا۔ وہم۔ یعنی عقلی دلائل کی وہی حقیقت ہے جیسے بچوں کے بانس کی جس کو انہوں نے گھوڑا سمجھ رکھا تھا۔

علمہائے ۱ اہلِ دل حمّالِ شاں — علمہائے اہلِ تن اَحمالِ شاں
اہل دل کے علوم ان کی سواری ہیں — تن پروروں کے علم ان کا بوجھ ہے

عِلم چوں بردل زند یارے شود — علم چوں برتن زند بارے سود
علم جب دل پر اثر کرے، مددگار ہو گا — علم جب بدن پر اثر کرے بوجھ ہو گا

گفت ایزد یحمل اسفارہٗ ۲ — بار باشد عِلم کاں نبود زھُو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے — وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے نہ ہو

عِلم کاں نبود زھوبے واسطہ — آں نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو — وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے لگائے ہوئے رنگ کی طرح

لیک چوں ایں بار رانیکو کشی — بار برگیرند و بخشندت خوشی
لیکن جب تو اس بوجھ کو اچھی طرح کھینچے گا — بوجھ اتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے

ہیں بکش بہرِ خدا ایں بارِ علم — تابہ بینی دردروں انبارِ علم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو اللہ کے لئے اٹھا — یہانتک کہ تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے

ہیں مَکَش [illegible] ہوا ایں بارِ علم — تا شوی راکب تو بر رہوارِ علم
خبردار [illegible] خواہش نفسانی کیلئے نہ اٹھا) — تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے

چونکہ بر رہوارِ علم آئی سوار — بعدازاں افتدُ ترا از دوش بار
جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا — اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہلکا ہو گا

از ہوا ہا کے رہی بے جامِ ھو — اے زھو قانع شدہ با نامِ ھُو
نسبت الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے — اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے

از صفت ۳ وز نام چہ زاید خیال — واں خیالش ہست دلّالِ وصال
(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے) — اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے

دیدہ دلال بے مدلول ہیچ — تانباشد جادہ نبود غول ہیچ
کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے — جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چھلاوا نہیں ہوتا ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ — یازگاف ولامِ گل گل چیدہ
تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمّیٰ کے دیکھا ہے — یا (لفظ) گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چنے ہیں

اِسم خواندی رَو مسمّیٰ را بجو — مہ ببالاداں نہ اندر آب جو
تو نے نام پڑھ لیا، جا نام والے کو ڈھونڈ — چاند کو اوپر سمجھ نہ کہ نہر کے پانی میں

---

۱ علمہائے۔ یعنی [illegible] رساں ہیں، ظنی علوم وبال جان ہیں۔ حمّال۔ بوجھ اٹھانے والا۔ احمال۔ حمل کی جمع ہے۔ بوجھ۔ بردل۔ یعنی وہ علم جو بطریقہ الہام اور وحی حاصل ہو۔ برتن۔ یعنی وہ علم جو بدن کے حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔ یحمل قرآن پاک میں ہے "جن لوگوں پر تورات پر عمل کرنے کا بار ڈالا گیا پھر وہ اس پر کار بند نہ ہوئے انکی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں"

۲ اسفار۔ سفر کی جمع ہے کتاب۔ ھُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ بے واسطہ کی علوم کے بعد دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو وہبی ہے۔ یہاں علم سے وہی کیفیت مراد ہے۔ مشاطہ۔ مشاطہ، نائن جو دلہن کو بناؤ سنگھار کراتی ہے۔ ایں بار۔ یعنی کسبی علوم بیکار نہیں ہیں اگر اللہ کیلئے حاصل کیا جائے تو نور عطا ہو جاتا ہے۔ بار۔ یعنی کسبی علوم کی کثافت اور بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔ زھو قانع شدہ۔ مومن کو اللہ کی ذات کا طالب بننا چاہیے۔ محض اللہ کے ناموں پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔

۳ از صفت۔ یعنی اللہ کے اسماء اور صفات کا ورد ذات تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دیدہ۔ دلالت کرنیوالے کا وجود اس چیز کے وجود کی علامت ہے جس پر وہ دلالت کرتا ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ راستوں پر چھلاوے ہوتے ہیں۔ جو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ اگر چھلاوہ ہے تو وہاں راستہ ضرور ہے۔ ہیچ نام۔ ہر اسم کا مسمّیٰ ضروری ہے خواہ اس کا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں دراصل منفعت مسمّیٰ سے متعلق ہے نام سے نہیں جیسا کہ گل اس کے گاف اور لام میں کوئی خوشبو نہیں

گر ز نام ا و حرف خواہی بگذری　　پاک کن خود راز خود ہیں یکسری
تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے　　تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے

ہمچو آہن زآہنی بیرنگ شو　　در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا　　ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا

خویش راصافی کن از اوصاف خود　　تا ببینی ذات پاک صاف خود
اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کر لے　　تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے

بینی اندر دل علوم انبیا　　بے کتاب و بے معید و اوستا
(کہ) تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے　　بغیر کتاب اور بغیر دہرانے والے کے اور بغیر استاد کے

گفت پیغمبر۲ کہ ہست از امتم　　کو بود ہم گوہرو ہم ہمتم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری امت میں ایک وہ ہے　　جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہو گا

مر مرا زاں نور بیند جان شاں　　کہ من ایشاں را ہمی بینم بداں
ان کی جان مجھے اس نور سے دیکھے گی　　جس سے میں ان کو دیکھتا ہوں

بے صحیحین و احادیث و رواۃ　　بلکہ اندر مشرب آب حیات
(مجھے میرے نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے　　بلکہ مشرب (عشق) میں آب حیات سے (دیکھے گا)

سر اَمسَینا ۳ لکُردیًا بداں　　راز اَصبَحنا عَرابِیًا بخواں
"ہم نے کردی ہو کر شام گزاری" کے راز کو سمجھ　　"ہم نے عربی ہو کر صبح کی" کے راز کو پڑھ

سر اَمسَینا و اَصبَحنا ترا　　می رساند جانب راہ خدا
تجھے امسینا اور اصبحنا کا راز　　راہ خدا کی جانب پہنچا دے گا

ور مثالے خواہی از علم نہاں　　قصہ گو از رومیان و چینیاں
اگر تو علم لدنی کی مثال چاہتا ہے　　تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ دہرا

قصہ مرے کردن رومیان و چینیاں در علم نقاشی و صورتگری
نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینیوں کے مقابلہ کا قصہ

چینیاں گفتند ما نقاش تر　　رومیاں گفتند ما را کر و فر
چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں　　رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں

گفت سلطان امتحاں خواہم دریں　　کز شما خود کیست در دعویٰ گزیں
بادشاہ نے کہا میں اس معاملہ میں امتحان لونگا　　کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے!

۱ گر ز نام۔ اسماء الٰہی سے ذات الٰہی تک اسوقت پہنچو گے جب خودی سے اپنے آپ کو پاک کر لو گے۔ ہمچو آہن۔ آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اس کو زنگ سے صاف کر کے صیقل کر دیا جاتا تھا جس میں عکس نظر آنے لگتا تھا اگر لوہے میں اس کا اپنا زنگ رہے تو اسمیں عکس نمودار نہ ہوگا۔ خویش را۔ دل کے زنگ کو دور کر دو گے تو اسمیں انبیاء کے علوم کا عکس نظر آسکیگا۔ معید۔ سبق دہرانیوالا، تکرار کرانیوالا۔

۲ گفت پیغمبر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے جوہر علم و ہمت میں میرے شریک ہونگے ایک روایت میں ہے "میری امت میں وہ لوگ ہونگے جنکو اللہ کیطرف سے الہام ہو گا"۔ صحیحین۔ دو صحیح کتابیں یعنی امام بخاری کی صحیح اور امام مسلم کی صحیح بلکہ مشاہدہ کی یہ صورت مشرب عشق سے حاصل ہوتی ہے جو روح کے لئے آب حیات ہے۔

۳ سر امسینا۔ حضرت ابوالوفا کرد قوم میں سے تھے جو عربی سے نا واقف تھے حضرت حق نے انکو ایک شب میں علوم عربیہ عطا فرما دیئے۔ صبح کو جب انہوں نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں کردی تھا اور عربی سے نا واقف تھا اللہ کا کرم ہے کہ اسنے رات میں عربی علوم عطا فرما دیئے اور میں صبح کو عربی ہو گیا ہوں صورتگری۔ مصوری، علم باطن نے حصول کی صورت اس قصہ سے سمجھائی ہے۔ کر و فر۔ شان و شوکت۔ گزیں۔ پسندیدہ۔

اہل چینؔ و روم چوں حاضر شدند　　رومیاں در علم واقف تر بُدند
چینی اور رومی جب آئے　　(تو) رومی باعتبار علم زیادہ ماہر تھے

چینیاں گفتند خدمتہا ۱ کنیم　　رومیاں گفتند برحکمت تنیم
چینیوں نے کہا ہم محنت کریں گے　　رومیوں نے کہا ہم حکمت و دانائی دکھائیں گے

چینیاں گفتند یک خانہ بما　　خاص بسپارید و یک آں شما
چینیوں نے کہا ایک گھر　　خاص طور پر ہمارے سپرد کرو اور ایک تم لیلو

بُود دو ۲ خانہ مُقابل دربدر　　زاں یکے رومی ستد چینی دگر
آمنے سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے　　ان میں سے ایک رومیوں نے، دو۔ چینیوں نے لے لیا

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند　　پس خزینہ باز کرد آں ارجمند
چینیوں نے بادشاہ سے سو قسم کے رنگ مانگے　　اس اقبال* مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا

ہر صباحے از خزینہ رنگہا　　چینیاں را راتبہ بود و عطا
ہر صبح کو خزانے سے رنگوں کے لئے　　چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جاتا

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ　　در خور آید کار را جز دفع زنگ ۲
رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ　　کام میں آئے گا، سوائے زنگ صاف کرنے کے

در فروبستند و صیقل می زدند　　ہمچوں گردوں سادہ و صافی شدند
ان (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور مانجھنے لگے　　(در و دیوار) آسمان کیطرح سادہ اور صاف ہو گئے

از دو صد ۳ رنگی بہ بیرنگی رہے ست　　رنگ چوں ابرست و بیرنگی مہے ست
رنگارنگی (عالم کثرت) سے (بے رنگی) عالم وحدت کیطرف راستہ ہے　　رنگ، ابر کیطرح بے رنگی چاند کی طرح ہے

ہرچہ اندر ابر ضو بینی و تاب　　آں ز اختر دان و ماہ و آفتاب
تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دیکھتا ہے　　وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند　　از پئے شادی دُہلہا می زدند
جب چینی کام سے فارغ ہوئے　　انہوں نے خوشی میں ڈھول بجائے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا　　می ربود آں عقل را و فہم را
بادشاہ آیا اس نے اس جگہ نقش دیکھے　　جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں　　پردہ را بالا کشیدند از میاں
اس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا　　انہوں نے درمیان سے پردے کو اوپر کھینچ دیا

۱ خدمتہا۔ یعنی قوت عمل سے کام لیں گے۔ تنیم۔ مشغول ہونگے۔ آں۔ ملکیت۔ دربدر۔ یعنی دونوں کے دروازے آمنے سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا مقرر وظیفہ۔ عطا بخشش جو مقرر سے ہو۔

۲ دفع زنگ۔ یعنی ہمیں رنگ و روغن مفید نہ ہوگا۔ بلکہ دیواروں کو صاف کرنا اور مانجھنا مفید ہوگا۔ ہمچو گردوں۔ مکان کو آسمان کی طرح صاف ستھرا کر دیا۔

۳ از دو صد۔ یعنی عالم کثرت عالم وحدت کا راہنما ہے۔ یہاں سے مولانا کا ذہن چینیوں کی رنگارنگی اور رومیوں کی بے رنگی سے کثرت کی رنگارنگی اور وحدت کی بے رنگی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہرچہ۔ ابر میں چمک اور روشنی ان ستاروں یا چاند اور سورج کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس کے پیچھے ہوتے ہیں اسی طرح عالم امکان میں ہر کمال ذات واحد سے آیا ہے۔ دہلہا۔ دہل کی جمع ہے ڈھول۔ پردہ را۔ یعنی رومیوں نے اپنے مکان پر جو پردہ ڈال رکھا تھا۔

عکس آں تصویر وآں کردار ہا ۔ زد بریں صافی شدہ دیوارہا

(تو) ان تصویروں اور دستکاریوں کا عکس ۔ ان صاف دیواروں پر پڑا

ہرچہ آنجا دیداں جا بہ نمود ۔ دیدہ را ازدیدہ خانہ می ربود

(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اس سے اچھا دیکھا ۔ (اور یہ منظر) آنکھوں کو حلقہ چشم سے اچک رہا تھا

رومیاں آں صوفیانند اے پدر ۔ بے زتکرار و کتاب و بے ہنر

اے بابا! رومی وہ صوفی ہیں ۔ بغیر تکرار اور کتاب اور ہنر (آموزی) کے

لیک صیقل کردہ اندآں سینہا ۔ پاک زآز و حرص وبخل و کینہا

لیکن انہوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے ۔ لالچ اور حرص اور بخل اور کینوں سے پاک (کر لیا ہے)

آں صفائے آئینہ وصف دل ست ۔ صورت بے منتہارا قابل ست

آئینہ کی صفائی ان کے دل کی صفت ہے ۔ (جو) لا انتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

صورت بے صورتے بیحد وعیب ۔ زائینہ دل تافت برموسیٰ ۲ ز جیب

صورت، بغیر صورت کے جو بیحد اور بے عیب تھی ۔ جو گریبان میں سے دل کے آئینہ سے حضرت موسیٰ پر چمکی تھی

گرچہ آں صورت نہ گنجد در فلک ۔ نے بعرش و فرش و دریا و سمک

اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں سماتی ہے ۔ نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مچھلی میں

زانکہ محدودست و معدودست آں ۔ آئینہ دل را نباشد حد بداں

اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آنیوالی ہیں ۔ سمجھ لے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے

عقل ۳ اینجا ساکت آید یا مضل ۔ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل

عقل اس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے ۔ اسلئے کہ دل اس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

عکس ہر نقشے نتابد تا ابد ۔ جز ز دل ہم باعدد وہم بے عدد

قیامت تک کے ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے ۔ اس کے علاوہ دل کی اور چیز پر (خواہ وہ شمار میں آنیوالے ہوں یا ان گنت ہوں)

تا ابد ہر نقش نو کاید برو ۔ می نماید بے حجابے اندرو

قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اس دل پر پڑتا ہے ۔ کسی حجاب کے بغیر اس میں نظر آتا ہے

اہل صیقل رستہ انداز بو و رنگ ۔ ہر دمے بینند خوبی بے درنگ

صیقل کرنیوالے بو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں ۔ وہ اچھائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں

نقش و قشر علم را بگذاشتند ۔ رایت عین الیقیں افراشتند

انہوں نے نقش اور علم کے چھلکے کو چھوڑ دیا ہے ۔ عین الیقین کا جھنڈا بلند کر دیا ہے

۱ ... منتہیٰ۔ بے۔ بے حد۔ دیدہ خانہ۔ آنکھوں کے حلقے۔ رومیاں آں صوفیاں۔ یعنی جس طرح رومیوں نے خود نقش و نگار نہیں بنائے بلکہ چینیوں کے نقش و نگار کو منعکس کر لیا اسی طرح صوفیا اپنی لوح دل پر علوم الٰہیہ کو منعکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صاف ہو جاتا ہے تو لا انتہا صورتوں کو اپنے اندر منعکس کر لیتا ہے۔

۲ برموسیٰ حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل ہوا تھا۔ جو لا انتہا، تھا اور بے صورت تھا چونکہ وہ علم حصولی نہ تھا۔ جو اشیاء کی صور ذہنیہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گرچہ وہ علم لدنی زمین و آسمان اور دریا اور دریائی حیوانات میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود ہے لیکن آئینہ دل میں غیر محدود کو قبول کر لینے کی صلاحیت ہے۔

۳ اینجا۔ یعنی اس معاملہ میں کہ قلب میں علم لدنی سما سکتے ہیں۔ زانکہ۔ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قلب اور صورت میں اقتران ہے یا دونوں میں عینیت ہے۔ تا ابد۔ قیامت تک جس قدر نقوش ہیں خواہ محدود ہوں یا غیر محدود، دل کے سوا کسی آئینہ میں منعکس نہیں ہو سکتے ہیں۔ خوبی۔ علوم محمودہ عین الیقین یقین کا آخری درجہ ہے۔

ذوق و فکر و روشنائی ۱ یافتند — بحرِ بہرِ آشنائی یافتند
ان کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے — انہوں نے تیراکی کے لئے سمندر پا لیا ہے

مرگ کز وے جملہ اندر وحشت اند — می کنند ایں قوم بروے ریشخند
موت جس سے سب خوف زدہ ہیں — قوم اس کی ہنسی اڑاتی ہے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر
(کیونکہ) ان کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ہے — ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند — لیک محوو فقر را برداشتند
اگرچہ انہوں نے نحو اور فقہ کو ترک کر دیا ہے — لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں

تا نقوشِ ہشت جنت تافت ست — لوحِ دل شاں را پذیرا یافت ست
جب سے آٹھوں بہشتوں کے نقوش ابھرے ہیں — انکی لوحِ دل کو (عکس کی) قبول کرنے والی پایا ہے

برتر انداز عرش و کرسی و خلا — ساکنانِ مقعدِ صدقِ ۲ خدا
وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں — (وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں

صد نشاں دارند و محوِ مطلق اند — چہ نشاں بل عینِ دیدارِ حق اند
وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں — نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہٖ دیدار ہیں

پرسیدنِ پیغمبر زیدرا صلی اللہ علیہ وسلم امروز چونی وچوں با مداد کردی وبرخاستی و جواب گفتنِ او کہ اصبحتُ مؤمنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمانا کہ آج تم کیسے ہو اور تم نے کس حالت میں صبح کی اٹھا (بستر سے) کس حال میں اٹھے اور ان کا جواب دینا کہ یا رسول اللہ میں نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے

گفت پیغمبر صباحے زید را — کیف ۳ اصبحتَ اے رفیقِ باصفا
ایک صبح کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زیدؓ سے فرمایا — اے مخلص رفیق! تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟

گفت عبدًا مؤمنا باز اوش گفت — گو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت
انہوں نے کہا مومن بندہ ہونے کی حالت میں پھر انسے (حضورؐ نے فرمایا) — اگر ایمان کا چمن کھلا ہے تو اس کی علامت بتاؤ

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا — شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
انہوں نے کہا میں بروزہ کیوجہ سے دنوں پیاسا رہا ہوں — عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں

تا ز روز و شب گذر کردم چناں — کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سناں
یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گزر گیا — جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گزر جاتی ہے

---

۱ روشنائی۔ یعنی نور قلب۔ بحر۔ یعنی علوم دینیہ کا سمندر۔ آشنائی۔ تیراکی۔ وحشت۔ خوف۔ ریشخند۔ ہنسی اڑانا۔ ظفر۔ فتح۔ صدف یعنی جسم۔ گہر۔ یعنی روح۔ محو فنا۔ خلاء وہ فضا جو عرش سے اوپر ہے۔

۲ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے پرہیزگار سچائی کی نشستگاہ میں ہیں۔ صد نشاں۔ جو بقاء باللہ کے ہیں۔ محو مطلق یعنی فنائی اللہ کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں آنحضورؐ کا اس طرح کا مکالمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے تو ملتا ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح کس حالت میں کی۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۳ کیف۔ کیسے۔ اصبحتَ تو نے صبح کی۔ باصفا۔ مخلص۔ اوش۔ اورا۔ گفت۔ دن میں روزے رکھتا تھا اور رات کو یاد خدا میں مصروف رہتا تھا۔ تاز روز۔ یعنی زمانی اشیاء سے مجھے تعلق نہ رہا اور معیت حق جو غیر زمانی ہے وہ حاصل ہوئی۔

کہ ازاں سُو جملہ ملّت یکے ست — صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست

کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں — لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سُوز افتقاد

(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے — گم ہوجانے کی وجہ سے عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے

گفت ازاں رہ گو رہ آوردی بیار — در خورِ فہم و عقولِ ایں دیار

(آنحضورؐ نے) فرمایا اس راستہ کا تحفہ کہاں ہے لا — جو ان ملکوں (دنیا کے بسنے والوں) کی فہم اور عقلوں کے مناسب ہو

گفت خلقاں چون بہ بینند آسماں — من بہ بینم عرش را با عرشیاں

(زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں — میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بُت پیش شمن

آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے — اس طرح نمایاں ہیں جس طرح پجاری کے سامنے بت

یک بیک وا می شناسم خلق را — ہمچو گندم من زجو در آسیا

میں لوگوں کو ایک ایک کرکے جدا جدا پہچانتا ہوں — جسطرح میں چکی میں جو اور گندم (کو پہچانتا ہوں)

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست — پیش من پیدا چو مار و ماہی ست

کہ بہشتی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟ — میرے سامنے اس طرح نمایاں ہے جسطرح سانپ اور مچھلی

ایں ۲ زماں پیدا شدہ برایں گروہ — یَوْمَ تَبْیَضُّ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہ

اس گروہ پر اسی وقت روشن ہے — وہ دن جبکہ چہرے منور اور کالے ہو جائینگے

پیش ازیں ہر چند جاں پُرعیب بُود — در رحم بود وز خلقاں غیب بُود

اس (روزِ قیامت) سے پہلے ہی یقیناً روح عیبوں سے بھری تھی — رحم میں (بچہ کی طرح) تھی وہ مخلوق کی نظروں سے غائب تھی

اَلشَّقِیُّ ۳ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمّ — مِنْ سِمٰتِ الْجِسْمِ یُعْرَفُ حَالُھُمْ

بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت بنا — جسم کی علامتوں سے ان کا حال جانا جاتا ہے

تن چوں مادر طفلِ جاں را حاملہ — مرگ در وِزادن ست وزلزلہ

بدن ماں کی طرح روح سے حاملہ ہے — موت، جننے کا درد اور ہلچل ہے

جملہ جانہائے گزشتہ منتظر — تا چگونہ زاید آں طفل بطر

پہلی تمام روحیں منتظر ہیں — کہ یہ خود پسند بچہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے

زنگیاں گویند خود از ماست اُو — رومیاں گویند بس زیباست اُو

۱ کہ ذاتِ حق۔ وحدت تامہ ہے اور وہ غیر زمانی ہے۔ حضرت زیدؓ مقام وحدت ذات اور فنائے کثرت تعینات میں پہنچ گئے تھے۔ ازل و ابد۔ چونکہ زمانی ہے لہٰذا غیر زمانی ذات کیلئے وہ یکساں ہے۔ رہ آورد۔ سوغات تحفہ۔ درخور۔ لائق چونکہ حضرت زیدؓ نے ایسے مقام کی باتیں شروع کردی تھیں جو عوام کی عقلوں سے بالاتر تھیں لہٰذا آنحضورؐ نے انکو تنبیہ کی اور پھر انہوں نے دوزخ اور جنت وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کرنا شروع کردیں۔ ہشت یعنی جنت اور دوزخ کے تمام طبقے میرے لئے روشن ہوگئے ہیں۔

۲ ایں زماں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عوام تو جنتی اور جہنمی کو قیامت میں پہچانیں گے لیکن اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں پہچان لیتے ہیں۔ یوم۔ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ جس روز بعض چہرے نورانی ہونگے اور بعض چہرے کالے ایں زماں۔ یعنی جسطرح حضرت زیدؓ کو مشاہدہ حاصل تھا اولیاء اللہ کو بھی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ پیش ازیں یعنی قیامت سے پہلے روح نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور اس کے عیب نظر نہیں آرہے تھے۔ جسطرح بچہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہوتا ہے اور اس کے عیب صاف معلوم نہیں ہوتے۔

۳ الشقی۔ بدبخت یعنی بچہ کا دوزخی یا جنتی ہونا ماں کے پیٹ میں رہتے ہوئے ہی طے ہو جاتا ہے البتہ عوام اس کے پیدا ہونے کے بعد اس کی جسمانی حرکات سے کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔ من شقی جو بدبخت ہوا۔ سمات جمع سمہ کی ہے علامت تن۔ جسم روح کو اس طرح چھپائے ہوئے ہے جیسے حاملہ عورت بچہ کو۔ موت گویا جننے کا وقت ہے جانہائے گزشتہ ان لوگوں کی روحیں جو مرچکے ہیں۔ بطر۔ خود پسندی شادمانی۔ زنگیاں حبشی۔ بنجانے مراد جہنمی ہیں۔

چوں بزاید[1] در جہاں جانِ وجود — پس نماند اختلافِ بیض و سُود

جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے — کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

گر بُوَد زنگی بَرندش زنگیاں — روم را رومی بَرد ہم از میاں

اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اس کو کالے لے جاتے ہیں — گورے کو درمیان میں سے گورے لیجاتے ہیں

تا نزاد او مُشکلاتِ عالم ست — آنکہ او نا زادہ بشناسد کم ست

جبتک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات (کا سبب ہے) — جو نہ جنے ہوئے کو پہچان لیں کم ہیں

او مگر یَنظُر بِنُورِ اللہ بُوَد — کاندرونِ پوست او را رہ بُوَد

اگر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو — کہ چھلکے کے اندر اس کے لئے راستہ ہوتا ہے

اصل[2] آبِ نطفہ اسپیدست و خوش — لیک عکسِ جانِ رومی و حبش

نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشنما ہے — لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

میدہد رنگ احسن التقویم را — تا بہ اسفل می برند ایں نیم را

بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے — یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

یَومَ تَبیَضُّ و تَسوَدُّ وجُوہ — تُرک و ہندو شہرہ گرد دزاں گروہ

جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے — اس گروہ میں سے گورے اور کالے مشہور ہو جائینگے

فاش[3] گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ — ہندوی یا تُرک پیش ہر گروہ

واضح ہو جائے گا کہ تو تنکا ہے یا پہاڑ — تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ پر

در رحم پیدا نبا شد ہندو تُرک — چونکہ زاید بیندش خورد و بزرگ

رحم (مادر) میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے — جب پیدا ہوتا ہے اس کو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز راں — تا نمانیم از قطارِ کارواں

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — تاکہ ہم قافلہ کی قطار سے (پیچھے) نہ رہ جائیں

جواب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوالِ خلق بر من پوشیدہ و پنہاں نیست

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا کہ لوگوں کے احوال مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں

جُملہ را چوں روزِ رستاخیز من — فاش می بینم عیاں از مرد و زن

میں سب کو قیامت کے دن کی طرح — کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس — لب گزیدش مصطفےٰؐ یعنی کہ بس

ہاں میں بتاؤں یا سانس گھونٹ لوں — مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکے لئے ہونٹ دبایا کہ بس

---

[1] چوں بزاید۔ اوپر کا قصہ تو عالم برزخ کا ہے کہ وہاں جہنمی اور جنتی کو جنتی پہچانیں گے لیکن جب دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں جہنمی اور جنتی کا فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بیض۔ ابیض کی جمع ہے۔ گورا سود۔ اسود کی جمع ہے۔ کالا۔ تا نزاد او۔ یعنی جب تک عالم برزخ میں پیدائش نہیں ہوتی۔

[2] اصل۔ یعنی جہنمی اور جنتی جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس سے جسم کی ساخت ہوتی ہے اسمیں یکسانیت ہے فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ روح کا عکس ہے۔ اَحْسَنُ التَّقوِیْم، بہترین ساخت۔ یعنی انسان۔ اسفل۔ نچلا حصہ۔ یعنی جہنم کا نچلا حصہ۔ یوم۔ یعنی قیامت کے روز جہنمی اور جنتی گروہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے۔

[3] فاش۔ واضح۔ کاہی۔ تو تنکا ہے کوہ پہاڑ۔ یعنی عمل کے اعتبار سے بھاری ہے یا ہلکا۔ ہندو ترک یعنی جہنمی اور جنتی۔ رستاخیز۔ قیامت۔ لب گزیدن۔ ہونٹ دانتوں میں دبانا، یہ کام سے روکنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ بگویم سرِ حشر[1] — در جہاں پیدا کنم امروز نشر
یا رسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں — دنیا میں آج ہی قیامت برپا کر دوں

بل مرا تا پردہ ہا را بردرم — تا چو خورشیدے بتابد گوہرم
مجھے اجازت دیجئے کہ پردے چاک کر دوں — تاکہ میرا جوہر آفتاب کی طرح چمکے

تا کسوف آید ز من خورشید را — تا نمایم نخل را و بید را
تاکہ میری وجہ سے سورج گرہن میں آجائے — تاکہ میں کھجور اور بید کو (جدا کر کے) دکھا دوں

وا نمایم روزِ رستاخیز را — نقد را و نقدِ قلب[2] آمیز را
قیامت کے دن کو کھول کر دکھا دوں — کھرے اور کھوٹے کو (دکھا دوں)

دست ہا بریدہ اصحابِ شمال — وا نمایم رنگ کفر و رنگ آل
ہاتھ کٹے ہوئے، بائیں جانب والوں کو — تاریکی اور سرخ رنگ کو واضح کر دوں

وا کشایم ہفت سوراخ نفاق — در ضیائے ماہ بے خسف و محاق
نفاق کے ساتھ سوراخ واضح کر دوں — اس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گرہن اور گھٹاؤ نہیں ہے

وا نمایم من پلاسِ اشقیا — بشنوانم طبل[3] و کوسِ انبیا
میں بدبختوں کا ٹاٹ کا لباس کھولکر دکھا دوں — انبیاء کا نقارہ سنا دوں

دوزخ و جنات و برزخ درمیاں — پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں
دوزخ اور جنتیں اور درمیان میں برزخ — کافروں کی نظروں میں لے آؤں

وا نمایم حوضِ کوثر را بجوش — کاب بر روشاں زند بانگش بگوش
حوض کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھا دوں — کہ وہ انکے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے

وانکہ تشنہ گرد کوثر می دوند — یک بیک را وا نمایم تا کیند
وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں — ایک ایک کو دکھا دوں کہ وہ کون ہیں؟

واں کساں کہ تشنہ برگردش دواں — گشتہ اند ایندم نمایم من عیاں
وہ لوگ جو اس کے چاروں طرف پیاسے بھاگے — پھر رہے ہیں، ان کو ابھی کھلم کھلا دکھا دوں

می بساید دوشِ شاں بر دوشِ من — نعرہ ہاشاں می رسد در گوشِ من
ان کا کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے — ان کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں

اہلِ جنت پیشِ چشمم ز اختیار — در کشیدہ یک دگر را در کنار
میری آنکھوں کے سامنے جنتی خوشی سے — ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں

---

1 حشر و نشر۔ قیامت۔ بل۔ بلیدن سے امر کا صیغہ ہے، تو چھوڑ، گوہرم میرا کمال۔ نخل۔ کھجور یعنی وہ لوگ جو اپنے اعمال کے ثمرات پائیں گے۔ بید۔ مشہور درخت ہے، جس پر کوئی پھل نہیں آتا ہے یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کے پھلوں سے محروم ہوں گے۔

2 قلب۔ کھوٹا۔ اصحاب شمال۔ بائیں جانب والے دوزخی۔ کفر۔ سیاہی۔ آل۔ سرخی۔ ہفت۔ اس سے وہ سات کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کو احادیث میں "السبع الموبقات" سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں کہا گیا ہے۔ خسف۔ چاند گرہن۔ محاق۔ چاند کا گھٹاؤ۔ پلاس۔ ٹاٹ کا لباس۔ ذلت کا لباس۔

3 طبل و کوس۔ نقارہ۔ برزخ، جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ آب یعنی اس کا پانی ان کے چہروں پر پڑے اور اس کے پانی کے جاری ہونے کی آواز ان کے کانوں میں آئے۔ کر تشنہ کافروں کو حوض کوثر سے سیراب نہ کیا جائیگا۔ اہل جنت۔ جنتی باہم مصافحے کریں گے اور بغل گیر ہوں گے۔

دست یکدیگر زیارت می کنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کر رہے ہیں
وز لباں ہم بوسہ غارت می کنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لوٹ رہے ہیں

گر شد ایں گوشم زبانگِ ۱ آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان بہرے ہو گئے
از خسان و نعرۂ وا حسرتاہ
بدبختوں کی وجہ سے، اور واحسرتا کے نعروں سے

ایں اشارتہاست گویم از نغول
تو اشارے ہیں، گہری بات (بھی) کہتا ہوں
لیک می ترسم ز آزارِ رسول
لیکن (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کے ملال سے ڈرتا ہوں

ہمچنیں می گفت سرمست و خراب
وہ (زیدؓ) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے
داد پیغمبر گریبانش بتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا گریبان اینٹھا

گفت دم درکش کہ اسپت گرم شد
آنحضورؐ نے فرمایا، خاموش رہ کہ تیرا گھوڑا تیز ہو گیا ہے
عکسِ حق لَا یَسْتَحْیِی زد شرم شد
تجھ پر لفظ یستحیی شرماتا ہے کا عکس پڑ گیا ہے جھجک جاتی رہی ہے

آئینہ ۲ تو جست بیروں از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آ گیا ہے
آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلاف (واقعہ) کب بتاتے ہیں؟

آئینہ و میزاں کجا بندد نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں
بہرِ آزار وحیائے ہیچ کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے

آئینہ و میزاں محکہائے سنی
آئینہ اور ترازو روشن کسوٹیاں ہیں
گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی
اگر تو دو سو سال خدمت کرے

کز برائے من بپوشاں راستی
کہ میری وجہ سے سچائی کو چھپا لے
بل فزوں بنماو منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھاوے، کمی نہ دکھا

اوت گوید ریش و سبلت بر مخند
وہ تجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اڑا
آئینہ و میزاں وانگہ ریو و بند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ

چوں خدا مارا برائے آں فراخت ۳
جبکہ خدا نے ہمیں اس سے بلند کیا ہے
کہ بما بتواں حقیقت راشناخت
کہ ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے

ایں نہ باشد ماچہ ارزیم اے جواں
اے جوان! اگر یہ نہ ہو (تو) ہم کس لائق ہیں
کے شویم آئینِ روئے نیکواں
ہم نیکوں کے چہرے کا آئینہ کب ہو سکتے ہیں؟

لیک درکش در بغل آئینہ را
لیکن آئینے کو بغل میں دبا لے
کز تجلی کرد سینا سینہ را
اس لئے کہ اس نے سینہ کو تجلی سے (کوہ) سینا بنا دیا ہے

---

۱ زبانگ آہ آہ۔ جہنمی ہائے افسوس کے نعرے لگائیں گے۔ ایں۔ یعنی، قیامت کے واقعات کے بارے میں کچھ اشارے کر رہا ہوں۔ تفصیل بیان کرتے ڈرتا ہوں۔ نغول۔ گہری بات۔ آزار، ملال۔ تابیدن، تافتن۔ اینٹھنا، بل دینا۔ اسپت۔ یعنی تیرے کلام کا گھوڑا۔ لا یستحیی۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللہ لَا یَسْتَحْیِی مِنَ الْحَقِّ "خدا حق بات کہنے سے دریغ نہیں کرتا ہے"۔

۲ آئینہ۔ یعنی صاف گوئی کا آئینہ۔ غلاف۔ یعنی اعتدال، آئینہ و میزان۔ یہ دونوں حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔ خواہ کسی کو رنج ہو یا خوشی۔ محک۔ کسوٹی۔ سنی۔ روشن۔ فزوں۔ زیادہ کاستی۔ کمی ریش و سبلت برمخند۔ بر ریش وسبلت خود مخند۔ "اپنی داڑھی اور مونچھ کا مذاق نہ بنا"۔ ریو۔ فریب۔ بند۔ حیلہ۔

۳ فراخت۔ افراخت، بلند یا، چڑھایا۔ ارزیم۔ ارزیدن، قیمت پانا۔ آئین روئے نیکواں شویم بھلے لوگوں کے چہرے کے لائق ہوں یعنی انکے روبرو ہونے کی جرات کر سکیں۔ تجلی۔ جلوہ گر ہونا۔ سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل　　آفتابِ حق و خورشیدِ ازل

(حضرت زید نے) کہا بغل میں بھی سمایا ہے　　حق کا سورج اور ازل کا آفتاب؟

ہم دغل[1] را ہم بغل رابر درد　　نے جنوں ماند بہ پیشش نے خرد

وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے　　اس کے سامنے نہ جنون ٹکتا ہے نہ عقل (ٹکتی ہے)

گفت یک اِصبع چو بر چشمے نہی　　بینی از خورشید عالم را تہی

آنحضورؐ نے فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک انگلی رکھ دے　　دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

یک سرِ انگشت پردہ ماہ شُد　　ویں نشانِ ساتریِ شاہ شُد

ایک سرا انگشت چاند کا پردہ بن گیا　　یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

تا بپوشاند جہاں را نقطۂ　　مہر گردد منخسف از سُقطۂ

ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے　　بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جاتا ہے

لب بہ بند و غور دریائے نگر　　بحر را حق کرد محکومِ[2] بشر

خاموش رہ اور دریا کی گہرائی پر نظر کر　　سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنا دیا ہے

ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل　　ہست دُر حُکمِ بہشتیِ جلیل

جیسا کہ زنجبیل و سلسبیل　　بزرگ بہشتی کے حکم میں ہیں

چار[3] جوئے جنت اندر حُکمِ ماست　　ایں نہ زورِ ما بفرمانِ خداست

جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں　　یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کی وجہ سے ہے

ہر کجا خواہیم دارِیمش رواں　　ہمچو سحر اندر مرادِ ساحراں

ہم جس طرف چاہتے ہیں انکو جاری کر دیتے ہیں　　جیسا کہ جادو، جادو گر کے قابو میں ہوتا ہے

ہمچو ایں دو چشمۂ چشمِ رواں　　ہست در حُکمِ دل و فرمانِ جاں

جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے　　جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

گر بخواہد رفت سُوئے زہر مار　　ور بخواہد رفت سُوئے اعتبار

اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کیطرف (بصلت) چلی جائے　　اگر وہ چاہے، عبرت پکڑنے کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سُوئے محسوساں رفت　　ور بخواہد سُوئے ملبوسات رفت

اگر وہ چاہے تو نظر محسوسات کی طرف چلی جائے　　اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کی طرف چلی جائے

گر بخواہد سُوئے کلّیات راند　　ور بخواہد حبس جزویات ماند

اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے　　اگر وہ چاہے جزئیات میں گھری رہے

---

[1] دغل۔ کھوٹ۔ درد فعل مضارع ہے دریدن پھاڑنا۔ اصبع۔ انگلی۔ یہ کسی چیز کے پوشیدہ ہونیکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس چیز کو چھپا دیا جائے دوسری یہ کہ اپنی آنکھ بند کر لی جائے اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا دوسری قسم کا ہے۔ نقطہ۔ یعنی پتلی میں سفید نقطہ۔ مہر۔ سورج۔ مُنخسف۔ محجوب۔ سقطہ۔ سین کے ضمہ کیساتھ، بادل کا ٹکڑا۔

[2] محکوم۔ انسان نے دریا کو مسخر کر لیا ہے۔ جس طرح چاہتا ہے۔ اسپر جہاز رانی کرتا ہے تو جب دریا مسخر ہے تو خیالات کے دریا کو بھی قابو میں رکھنا چاہیے۔ لب بہ بند۔ یعنی دل پر قابو حاصل کر اور اس کے مکشوفات کو ظاہر نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ نے سمندر کو انسان کا محکوم بنایا ہے تو دل بھی محکوم بن سکتا ہے۔ زنجبیل و سلسبیل۔ جنت کی دو نہروں کے نام ہیں۔ یعنی یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔

[3] چار جو۔ چار نہریں جو کہ پانی دودھ، شہد اور شراب کی ہیں ہر کجا۔ یہ نہریں۔ ہر اسطرف کو جاری ہونگی جسطرف جنتی چاہیگا یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔ دو چشمہ دونوں آنکھیں دل کی محکوم ہیں۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر یعنی گناہ۔ محسوسات۔ وہ چیزیں جو حواس کے ذریعہ معلوم کیجائیں۔ ملبوسات چھپی ہوئی چیزیں جنکا حواس کے ذریعہ ادراک نہ ہو سکے کلیات۔ اور جزئیات کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔

ہمچنیں ہر پنج ۱ حس چوں نائزہ — بر مرادِ امرِ دل شد جائزہ
اسی طرح پانچوں حواس ٹونٹی کی طرح — دل کی مراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں

ہر طرفے دل اشارت کردشاں — میرود ہر پنج حس دامن کشاں
جس طرف دل نے ان کو اشارہ کیا — پانچوں حواس نازو انداز سے روانہ ہو جاتے ہیں

دست و پا در امرِ دل اندر مَلا — ہمچو اندر دستِ موسیٰ آں عصا
ہاتھ اور پاؤں دل کے حکم میں پھنسے ہوئے ہیں — جس طرح لاٹھی (حضرت) موسیٰ کے ہاتھ میں

دل بخواہد پا در آید زو برقص — یا گریزد سوئے افزونی زنقص
دل چاہے تو پاؤں اس کی وجہ سے رقص میں آجائیں — یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں

دل بخواہد دست آید در حساب — با اصابع تا نویسد او کتاب
دل اگر چاہے ہاتھ کام میں لگ جائیں — مع انگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھے

دست در دستِ ۲ نہانی ماندہ است — او دروں تن را بروں بنشاندہ است
ہاتھ، پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے — وہ (دل) اندر ہے جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے

گر بخواہد بر عدو مارے شود — ور بخواہد بر ولی یارے شود
اگر وہ چاہے (ہاتھ) دشمن کیلئے سانپ بنجائے — اگر وہ چاہے دوست کا یار بن جائے

گر بخواہد کفچۂ در خوردنی — ور بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی
اگر وہ چاہے کھانے میں چمچہ بن جائے — اگر وہ چاہے دس من کا گرز بن جائے

دل چہ می گوید بدیشاں اے عجب — طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
تعجب ہے دل ان سے کیا کہدیتا ہے — عجیب تعلق ہے عجیب مخفی سبب ہے

دل مگر مُہرِ سلیمانؑ یافتہ است — کو مہارِ پنج حس برتافتہ است
دل کو شاید مہر سلیمانی مل گئی ہے — جس نے پانچوں حواس کی مہار موڑ رکھی ہے

پنج ۳ حسے از بروں میسورِ او — پنج حسے از دروں مامورِ او
باہر کے پانچوں حواس اس کے تابع ہیں — اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں

دہ حس ست و ہفت اندامِ دگر — آنچہ اندر گفت نایدمی شمر
دس حواس ہیں اور سات دوسرے اعضاء ہیں — جو ذکر میں نہیں آئے تو ان کو گن لے

چوں سلیمانی دلا در مہتری — بر پری و دیو زن انگشتری
جبکہ تو سلیمانؑ (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے — پری اور دیو پر حکومت کر

---

۱ پنج حس۔ حواس خمسہ بھی دل کے محکوم ہیں۔ نائزہ۔ ٹونٹی نل۔ جائزہ گزرنے والی۔ دامن کشیدن۔ ناز سے چلنا۔ عصا۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی انکی محکوم تھی افزونی۔ زیادتی۔ حساب۔ کام۔ اصابع۔ اصبع کی جمع ہے انگلی۔

۲ دست نہانی۔ خفیہ ہاتھ، دل یعنی ہاتھ بھی دل کا محکوم ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں سے مولانا نے دل کی حاکمیت پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ مہر سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے۔

۳ پنج حسے از بروں۔ ظاہری پانچ حواس، باصرہ ۱۔ دیکھنے کی طاقت۔ سامعہ ۲۔ سننے کی طاقت۔ شامہ ۳ سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ ۴ چکھنے کی طاقت۔ لامسہ ۵۔ چھونے کی طاقت۔

پنج حسے از دروں۔ پانچ باطنی حواس حس مشترک ۱۔ خیال ۲۔ وہم ۳۔ حافظہ ۴ متصرفہ ۵ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر ۱ سینہ ۲ پشت ۳ دونوں ۴ ہاتھ ۵ دونوں پاؤں ۶ ظاہری ہفت اندام ہیں باطنی ہفت اندام یہ ہیں۔ دماغ۔ پھیپھڑا۔ دل جگر۔ تلی۔ پتہ۔ گردہ چوں سلیمانی۔ جبکہ انسان کو تو سلیمانی حاصل ہے تو اس کو اپنے قویٰ پر حکمراں ہونا چاہئے۔ دیو پری۔ یعنی قوت نفسانیہ اور روحانیہ۔

گر دریں مُلکت بری باشی ز ریو۱ خاتم از دست تو نستاند سدیو

اگر تو اپنی اس سلطنت میں فریب سے بچا رہے تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے

بعد ازاں عالم بگیرد اسم تو دو جہاں محکومِ تو چوں جسم تو

اس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی تیرے جسم کی طرح دونوں جہان تیرے محکوم ہونگے

ور زدستت دیو خاتم را بَبرد بادشاہی فوت شد بختت بمرد

اگر تیرے ہاتھ سے جن انگوٹھی لے اڑا تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا نصیبہ مردہ ہو گیا

بعد ازاں یَا حَسْرَتَا شُد لِلعِبَادْ بر شما مختوم تا یَوْمُ التَّنَادْ

اس کے بعد "بندوں پر افسوس ہے" ہوگیا وہ تمہارے لئے قیامت تک مہر بن گیا

ور تو دیوِ خویشتن را منکری چوں روی آنجا تو روشن بنگری

اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو خوب دیکھ لیگا

مکرِ خود را گر تو انکار آوری از ترازو۲ و آئینہ کے جاں بری

اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے ترازو اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟

ایں سخن پایاں ندارد چوں کنم بعد ازیں بر قصۂ لقمانؑ تنم

کیا کروں اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اس کے بعد میں (حضرت) لقمانؑ کے قصہ میں لگتا ہوں

متہم کردنِ غلاماں و خواجہ تاشاں مر لقمانؑ راکہ آں میوہائے پروریدہ و گزیدہ آوردیم اُو خوردہ است

غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرت) لقمانؑ کو متہم کرنا کہ ہم عمدہ اور اچھے میوے لائے اور وہ اس نے کھا لئے ہیں

بُود لقمانؑ پیشِ خواجۂ خویشتن درمیانِ بندگانش خوار تن

(حضرت) لقمانؑ اپنے آقا کے سامنے اس کے غلاموں میں حقیر تھے

می فرستاد اُو غلاماں را بباغ تا کہ میوہ آیدش بہرِ فراغ

وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا تاکہ اس کے لئے بفراغت میوہ آئے

بُود لقمانؑ در غلاماں چوں طفیل۳ پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل

غلاموں میں (حضرت) لقمانؑ طفیل کی طرح تھے حکمتوں سے پُر تھے رات کی طرح کالی صورت تھے

آں غلاماں میوہ ہائے جمع را خوش بخوردند از نہیبِ طمع را

ان غلاموں نے جمع شدہ میووں کو لالچ کی لوٹ مار سے خوب کھایا

---

۱ دیو۔ مکر و فریب۔ سدیو۔ اس جن کا نام ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی چرائی تھی۔ یا حسرتا قرآن پاک میں ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ "بندوں کے حال پر افسوس ہے کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو" مختوم۔ مہر زدہ۔ یوم التناد۔ قیامت کا دن۔ دیو خویشتن۔ یعنی نفس انجا۔ یعنی میدان حشر۔

۲ ترازو۔ یعنی میزان العدل جس سے قیامت میں اعمال تولے جائینگے۔ آئینہ۔ یعنی صحیفہ اعمال جو قیامت میں ہر شخص کو دیا جائیگا۔ لقمانؑ ایک بڑے دانشور اور صاحب حکمت شخص کا نام ہے انکو بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں متہم۔ تہمت زدہ خوار تن۔ حقیر، یعنی لقمانؑ کی دوسرے غلاموں کے مقابلہ میں آقا کے یہاں کوئی عزت نہ تھی۔

۳ طفیل۔ ایک شخص کا نام ہے جو بلا بلائے دعوتوں میں شرکت کرتا تھا اور ذلیل ہوتا تھا۔ تیرہ صورت۔ سیاہ فام۔ لیل۔ رات۔ جمع۔ یعنی جمع شدہ خوش۔ بہت، خوب، نہیب۔ لوٹ

خواجہ را گفتند لقمانؑ خورد آں ۱　　خواجہ بر لُقمانؑ تُرش گشت و گراں
انہوں نے آقا سے کہا وہ لقمانؑ نے کھائے ہیں　　آقا (حضرت) لقمانؑ پر بگڑا اور ناراض ہوا

چوں تفحص کرد از لُقمانؑ سبب　　در عتابِ خواجہ اَش بکشاد لَب
جب اس نے (حضرت) لقمانؑ سے وجہ دریافت کی　　اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں انہوں نے لب کشائی کی

گفت لُقمانؑ سیّدا پیشِ خدا　　بندۂ خائن نباشد مُرتضٰی
(حضرت) لقمانؑ نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے　　خیانت کرنیوالا غلام پسندیدہ نہیں ہو سکتا

امتحاں را کار فرما اے کیا　　شربتِ رانش بدہ بہرِ نما
اے سردار! امتحان لے لیجئے　　(اصلیت) دکھانے کے لئے مسہل کا شربت پلا دیجئے

امتحاں کُن جُملہ مارا اے کریم　　سیر ماں دردہ تو از آبِ حمیم
اے داتا! ہم سب کا امتحان لے لیجئے　　ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

بعد ازاں مارا بصحرائے بِراں　　تو سوار و ما پیادہ می دواں
اس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے　　آپ سوار اور ہم پیدل دوڑیں

آنگہاں بنگر تو بد کردار را　　صُنعہائے کاشفِ ۲ لا سرار را
تب تو بدکردار کو دیکھ لینا　　رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کیوجہ سے

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم　　مَر غلاماں راو خوردند آں زبیم
آقا گرم پانی کا ساقی بن گیا　　غلاموں کیلئے اور انہوں نے خوف کیوجہ سے پی لیا

بعد ازاں میراندشاں درد شتہا　　می دویدند آں نفر تحت ۳ و علا
اُس کے بعد ان کو جنگلوں میں نکال دیا　　وہ لوگ اونچی نیچی جگہ دوڑے

قے در افتادند ایشاں از عَنا　　آب می آورد زیشاں میوہا
مشقت کی وجہ سے وہ قے میں مبتلا ہو گئے　　پانی نے ان (کے پیٹ) سے میوے نکالڈالے

چونکہ لُقمانؑ را در آمد قے زناف　　می برآمد از درونش آب صاف
جب (حضرت) لقمانؑ کی ناف سے قے آئی　　ان (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلتا تھا

حِکمتِ لُقماں چو تا نداں نمود　　پس چہ باشد حِکمتِ رَبُّ الوجود
جب (حضرت) لقمانؑ کی دانائی (کرشمہ) دکھا سکتی ہے　　تو رب الوجود کی حکمت کیا ہو گی؟

یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ کُلُّھَا　　بَانَ مِنۡکُمۡ کَامِنٌ لَّا یُشۡتَھٰی
جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی　　تم میں سے وہ باتیں ظاہر ہونگی جو نا پسندیدہ ہیں

۱ آں - آں را۔ تُرش - ناراض۔ گراں - خفا۔ تفحص - جستجو کرنا۔ لب کشادن - بولنا۔ سیدا اے آقا خائن خیانت کرنے والا۔ مُرتضٰی - پسندیدہ کار فرما - عمل میں لا۔ کیا - سردار۔ رانش - راندن سے بنا ہے مسہل۔ کریم - بزرگ - سخی۔ آبِ حمیم - گرم پانی صنعہائے - حکمتیں۔

۲ کاشف لا سرار - رازوں کو کھولنے والا۔ را - پہلے مصرع میں علامت مفعول ہے - دوسرے مصرع میں سبب کے لئے ہے۔ ساقی - پلانے والا۔ بیم - ڈر خوف، دشت - جنگل۔ نفر - گروہ، جماعت۔

۳ تحت - نیچا۔ عُلا - بلندی عنا - محنت۔ زیشاں - یعنی غلام تاندتواند رَبُّ الوجود - وجود کا پالنے والا، اللہ تعالیٰ۔ یوم - دن۔ تبلیٰ - آزمائے جائیں گے۔ السرائر سریۃ کی جمع ہے، چھپی ہوئی چیز، بان - ظاہر ہوا کامن - پوشیدہ۔ لا یشتہی - ناپسندیدہ۔

چوں سُقُوا ا ماءً حمیمًا قُطّعت
جُملۃُ الاستارِ مِمّا افضحت
جب ان کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے
تمام پردے ان کارناموں سے جنہوں نے رسوا کیا

نار زاں آمد عذابِ کافراں
کہ حجر را نار باشد امتحاں
کافروں کی سزا آگ اسی وجہ سے بنی ہے
کہ پتھر کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے

ایں دلِ چوں سنگ را تا چند چند
پند گفتیم و نمی پذرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی
ہم نے نصیحت کی اس نے نصیحت قبول نہ کی

ریشِ بد را داروئے بد یافت رگ
مر سرِ ۲ خر را سزد دندانِ سگ
خراب زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لاتی ہے
گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

للخبیثات الخبیثون حکمت ست
زشت را ہم زشت جفت و بابت ست
خبیثات کے لئے خبیثوں کا ہونا ہی دانائی ہے
برے کا براہی جوڑا اور لائق ہے

پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر
محو او باش و صفاتش را پذیر
پس تو جو جوڑا چاہے بنا لے
اسمیں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کر لے

پس تو ہر راہے کہ میخواہی برو
محوِ ہمشکلِ صفاتِ دوست شو
پس تو جس راستہ پر چلنا چاہے چل
دوست کی صفات میں فنا اور ہمشکل بن جا

نور خواہی مستعدِ نور شو
دور خواہی خویش بین و دور شو
نور چاہتا ہے تو نور کے لئے مستعد بن
دور ہونا چاہتا ہے تو متکبر اور دور ہو جا

ور رہے خواہی ازیں سجنِ ۳ خرب
سر مکش از دوست واسجد واقترب
اگر اس برباد، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے
دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا

سر کشاں را ایں سراسر در عذاب
سر بنہ واللہ اعلم بالصواب
سرکشوں کو سراسر عذاب میں سمجھ
سر (تسلیم) خم کر دے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد خیز زیدؓ
بر براقِ ناطقہ بربند قید
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے زیدؓ! اٹھ
گویائی کے براق کو باندھ دے

بقیہ قصۂ زیدؓ در جواب حضرتِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را
مید راند پردہائے غیب را
جبکہ بولنا، عیب کی پردہ دری کرنے والا ہے
وہ غیب کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے

---

۱ سُقُوا۔ پلائے گئے۔ ماءً حمیمًا۔ گرم پانی۔ قُطّعت۔ پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ اَستار ستر کی جمع ہے، پردہ۔ مِمّا۔ وہ چیزیں۔ اَفضحت۔ جس نے رسوا کیا۔ حجر۔ پتھر کو آتش گیر مادہ سے توڑا جاتا ہے۔ ایں دل کافروں کے دل کو قرآن نے پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ۔ یافتن۔ حقیقت کو پہنچ جانا۔

۲ مر سر خر۔ مشہور ہے گوشت خر دندانِ سگ۔ زشت۔ بدصورت، بُقت۔ شوہر، بیوی، بابت، لائق، سزاوار، مناسب۔ پس۔ حدیث شریف ہے۔ "اَلْمَرءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِل" انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کر لیتا ہے تو غور کر لے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

۳ سجن۔ قید خانہ۔ خرب۔ ویران۔ اُسجُد۔ تو سجدہ کر۔ اِقترب۔ قریب ہو جا۔ ایں سخن۔ یہ آنحضور کا مقولہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو حضور کو معراج میں ملی تھی۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی یہاں سے مولانا نے اسرار کے اخفاء کی حکمتیں بتائی ہیں فاضح رسوا کرنے والا۔

غیب [1] مطلوبِ حق آمد چند گاہ — ایں دُہل زن رابراں بر بند راہ
ہر چند کہ اللہ (تعالیٰ) کو غیب مطلوب ہے — اس ڈھول پیٹنے والے کو نکالدے، راستہ کر دے

تگ مراں دَر کَش عناں مستور بہ — ہر کس از پندارِ خود مسرور بہ
تیز نہ دوڑ، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے — ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدانِ [2] اُو — زیں عبادت ہم نگرو انند رُو
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ اس سے نا امید — بھی اس عبادت سے منہ نہ موڑیں

ہم مُشَرَّف در عبادتہائے اُو — مُشتغل گشتہ بطاعتہائے اُو
جو لوگ اس کی عبادتوں سے مشرف ہیں — اس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں

ہم بامیدے مُشَرَّف می شوند — چند روزے در رکابش می دَوند
وہ بھی امید سے مشرف ہوں — (کیونکہ) چند روز وہ بھی ہمرکاب رہے ہیں

خواہدآں رحمت بتابد بَرہمہ — بَربدو نیک از عمومِ مَرحمہ
رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو — برے اور بھلے پر رحمت کے عام ہونے کیوجہ سے

حق ہمی خواہد کہ ہر میرو اسیر — بار جاوخوف باشند وَ حذیر [3]
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم — امید و بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

ایں رجا و خوف در پَردہ بُود — تاپسِ ایں پردہ پَرور وَ شَود
یہ امید و بیم پردہ (پوشی کی صورت) میں ہوسکتی ہے — تاکہ پس پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

چوں دریدی پردہ گو خوف ورجا — غیب راشد کرّو فراندر مَلا
جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید و بیم کہاں رہی؟ — غیب کی شان و شوکت بر ملا ہو گئی

حکایت

برلبِ جُو بُروظنے یک فتیٰ — کہ سلیمانؑ ست ماہی گیرِ ما
ایک نوجوان نے دریا کے کنارے پر خیال کیا — کہ ہمارا مچھیرا، سلیمان (علیہ السلام) ہے

گرویستایں از چہ فردست و خفیست — ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست
یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤں کیوں ہے؟ — ورنہ اس کا سلیمانؑ جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے؟

اندریں اندیشہ می بود اُو دودل — تا سلیمانؑ گشت شاہِ مستقل
اس خیال میں وہ دو دل ہو رہا تھا — یہانتک کہ (حضرت) سلیمانؑ مستقل بادشاہ بنگئے

دیورفت از مُلک وتختِ اُو گریخت — تیغ بختش خونِ آں شیطاں بریخت
دیو چلا گیا، ان کے ملک اور تخت سے بھاگ گیا — انکے نصیبہ کی تلوار نے اس شیطان کا خون بہا دیا

---

[1] غیب۔ پردہ پوشی۔ دُہل زن۔ ڈھول پیٹنے والا اعلان کرنے والا۔ تگ دوڑ، مراں۔ رندان۔ سے نہی ہے نہ چلا۔ عنان۔ باگ۔ مستور چھپا ہوا۔ پندار۔ عقیدہ خیال۔

[2] نومیداں۔ وہ لوگ جو غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الامر میں مایوس ہیں۔ یعنی اخفاء اسرار میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔ عبادتہائے۔ یعنی ناقص عبادتیں۔ رکاب۔ سواری، جلو۔ میر۔ سردار۔ اسیر۔ یعنی محکوم۔ رجا۔ امید۔

[3] حذیر۔ ڈرنے والا۔ ایں رجا۔ یعنی جب تک انسان کے اعمال پردے میں ہیں۔ امید و خوف ہے ورنہ یکسو جا جائیگا۔ اندر ملا۔ بر ملا۔ حکایت۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انکشاف حقیقت کے بعد خوف ور جا ختم ہو جاتا ہے۔ گرویست۔ اگر مچھیرا واقعی سلیمانؑ ہیں تو تنہا اور اس حالت میں کیوں ہیں۔ سیما۔ علامت چہرہ مہرہ۔ دو دل۔ متردد مستقل۔ خود مختار۔ دیو۔ وہ جن جس نے انگوٹھی چرائی تھی۔

کرد در انگشت خود انگشتری — جمع ۱ آمد لشکر دیو و پری
انہوں نے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنی — دیو اور پریوں کا لشکر جمع ہو گیا

آمد ند از بہرِ نظّارہ رِجال — درمیانِ شاں آنکہ بُد صاحب خیال
لوگ دیکھنے کے لئے آئے — ان میں وہ گمان کرنے والا (بھی) تھا

چوں در انگشتش بدید انگشتری — رفت اندیشہ و گمانش یکسری
جب اس نے ان کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی — اس کا گمان اور خیال ختم ہو گیا

وہم ۲ آنگاہ ہست کاں پوشیدہ است — ایں تحرّی از پۓ نا دیدہ است
وہم اسوقت تک رہتا ہے جبتک کہ وہ پوشیدہ ہے — اٹکل بغیر دیکھی چیز کے لئے ہے

شُد خیالِ غائب اندر سینہ زفت — چونکہ حاضر شد خیالِ اُو بر فت
غائب (چیز) کا خیال سینہ میں استوار ہوا — جب وہ حاضر ہو گئی خیال ختم ہوا

گر سمائے نور بے باریدنی ست — ہم زمین تار بے بالیدنی ست
اگر منور آسمان نہ برسنے والا ہے — تاریک زمین بھی بغیر نشونما کے ہے

یُؤمِنُوْنَ بالْغَیْبِ می باید مرا — زاں بہ بستم روزنِ فانی سرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانیوالا درکار ہیں — اس لئے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں

گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال — می رہاند جانہا را از خیال
اگرچہ ظاہر کرنا خود کمال ہے — (کیونکہ) جانوں کو وہم سے رہائی دیتا ہے

لیک یک در صد بُود ایمان لغیب — نیک دان وبگذر از تزویر وریب
لیکن سو میں سے ایک کو ایمان بالغیب ہوتا ہے — خوب سمجھ لے اور مکر اور شک سے در گزر کر

چوں ۳ شگافم آسماں را در ظہور — چوں بگویم هَلْ تَرٰی فِیْهَا فُطُوْر
اگر اظہار کے لئے میں آسمان میں شگاف لگا دوں — تو کیا تم اسمیں شگاف دیکھتے ہو؟ کیسے کہوں؟

تا دریں ظلمت تحرّی گسترند — ہر کسے رُو جانبے می آورند
تاکہ اس اندھیرے میں اٹکل لگاتے رہیں — ہر آدمی الگ الگ جانب کو رخ کرے

مُدّتے معکوس باشد کارہا — شحنہ را دُزد آوَرد بردارہا
(تاکہ) ایک عرصہ تک کام الٹے رہیں — چور کوتوال کو سولی پر چڑھا دے

تاکہ بس سُلطانِ عالی ہمّتے — بندۂ بندہ خود آید مُدّتے
تاکہ عالی ہمت بادشاہ — ایک عرصہ تک غلام کا غلام رہے

۱ جمع آمد۔ حضرت سلیمان کی سلطنت دوبارہ جم گئی۔ رجال۔ رجل کی جمع ہے مرد۔ صاحب خیال۔ یعنی وہ شخص جس نے حضرت سلیمان کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا تھا جبکہ وہ سلطنت سے محروم ہو کر ایک مچھیرے کے گھر میں روپوش ہو گئے تھے۔ چوں ایک روز حضرت سلیمان کے جال میں وہ مچھلی آ گئی جس نے وہ انگشتری نگل لی تھی جو دیو سے دریا میں گر پڑی تھی اور جس کے بل پر حضرت سلیمان حکومت کرتے تھے اور اس مچھلی کے پیٹ سے وہ انگشتری نکال کر حضرت سلیمان نے اپنی انگلی میں پہن لی۔

۲ وہست۔ جو چیز پوشیدہ اور مخفی ہو وہاں وہم کارفرما ہوتا ہے۔ گر سمائے نور عالم کی شادابی کیلئے بارش ہونا ضروری ہے جو کہ ابر کے حجاب کیساتھ نازل ہوتی ہے ورنہ زمین میں بالیدگی نہ ہو۔ اسی طرح اخفاز غیب میں بھی مصلحت ہے۔ فانی سرا۔ یعنی دنیا۔ لیک۔ درصد۔ تمام عالم کا مومن ہو جانا مصلحت باری کے خلاف ہے۔

۳ چوں۔ اگر میں غیب کے مشاہدہ کیلئے آسمانوں کو شق کر دیتا تو هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر کی دعوت نہ دیتا۔ قرآن میں اللہ کی حکمت پر استدلال میں یہ آیت ہے فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْر "اے انسان تو اپنی نظر آسمان پر دوڑا کیا اسمیں تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے" تا دریں۔ غیب میں یہ حکمت بھی ہے کہ کچھ دن کام الٹ پلٹ چلتے رہیں معکوس۔ الٹا۔ شحنہ کوتوال۔ دار سولی۔

بندگیؔ ا در غیب آمد خوب و گش | حفظِ غیب آمد در استعباد خوش
غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے | عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے

گو کہ مدحِ شاہ گوید پیشِ او | با کہ در غیبت بُود او شرم رُو
کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف کرے | اُس کے مقابلہ میں جو غائبانہ شرمائے

قلعہ دارے کز کنارِ مملکت | دور از سلطان و سایہ سلطنت
وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر | بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور

قلعہ نہ فروشد بمالِ بیکراں | پاس دارد قلعہ را از دشمناں
لا تعداد مال کے لئے قلعہ کو نہ فروخت کرے | دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے

غائب از شہ در کنارِ ثغرہا | ہمچو حاضر او نگہدارد وفا
غاروں کے کنارے پر بادشاہ سے غائب | حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے

پیشِ شہ اُو بہ بُوَد از دیگراں | کہ بخدمت حاضر اند و جانفشاں
بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہو گا | جو دربار میں حضار ہیں اور جانفشانی کر رہے ہیں

پس بغیبت نیم ذرّہ حفظِ کار | بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار
غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت | موجودگی کی لاکھ کارگزاری سے بہتر ہے

طاعت ۲ و ایماں کنوں محمود شُد | بعدِ اندر عیاں مردود شُد
فرمانبرداری اور ایمان اب قابل تعریف ہے | مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں نامقبول ہے

چونکہ غیب و غائب و رُو پوش بہ | پس دہاں بر بند و لب خاموش بہ
چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے | تو منہ کو بند کر لے خاموش رہنا بہتر ہے

اے برادر دست وادا راز سخن | خود خدا پیدا کند علمِ لدُن
اے بھائی! بات کہنے سے دستبردار ہو جا | وہ (اللہ تعالیٰ) علم وہبی خود پیدا کر دیگا

بس بُوَد خورشید را رویش گواہ | ای شیٔ اعظمُ الشّاھدُ اِلٰہ
سورج کے لئے اس کا چہرہ کافی گواہ ہے | سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے

نے بگویم ۳ چوں قریں شُد در بیاں | ہم خدا و ہم مَلک ہم عالماں
نہیں میں تو شہادت دونگا جیسا کہ بیان میں ساتھ ہیں | اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی

یَشْہَدُ اللّٰہُ وَالْمَلَکُ وَاَھْلُ الْعُلُوْمْ | اَنَّـہٗ لَا رَبَّ اِلَّا مَنْ یَدُوْم
اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء | کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

---

۱ بندگی۔ یہاں سے بھی اخفاء احوال کی حکمت بیان کرنا شروع کی ہے۔ گش۔ خوب۔ حفظ۔ محفوظ۔ استعباد۔ عبادت کرانا۔ حفظ غیب۔ غائبانہ اطاعت کا بڑا درجہ ہے۔ گو۔ کہا یعنی دونوں میں بہت فرق ہے۔ ثغر۔ سرحد۔

۲ طاعت و ایماں۔ آیاتِ الٰہیہ کے مشاہدہ کے بعد ایمان معتبر نہ ہو گا۔ علم لدُن۔ خدا جس کو چاہیگا۔ خود علم وہبی عطا فرما دیگا اور وہ غیب پر مطلع ہو جائیگا تو خاموش ہو جا۔ بس۔ جب مشاہدہ ہو جائیگا۔ تو پھر کسی گواہ کی ضرورت نہ ہے گی۔

۳ نے بگویم۔ اوپر کا مضمون تھا کہ صرف اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب اب اس مضمون سے گریز ہے کہ ہاں اللہ کی گواہی کافی ضرور ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی گواہی میں فرشتوں اور اہل علم کو شریک کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں یشہد۔ قرآن پاک میں ہے "شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ الْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ" خلاصہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں۔

چوں [1] گواہی داد حق کہ بُود مَلک — تاشود اندر گواہی مشترک
جب اللہ (تعالیٰ) نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا ہوتے ہیں — کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

زانکہ شعشاع و حضورِ آفتاب — بُرنتابد چشم و دلہائے خراب
یہ اس لئے کہ کرنوں اور سورج کی موجودگی کی — کمزور آنکھیں اور دل، طاقت نہیں رکھتے ہیں

چوں خُفاشے [2] کو تفِ خورشید را — برنتابد بگسلد اُمید را
جبکہ چمگادڑ جو سورج کی چمک کی — تاب نہیں لاتی ہے امید توڑ بیٹھتی ہے

پس ملائک راچو ماہاں بازداں — جلوہ گر خورشید رابر آسماں
تو فرشتوں کو ان چاندوں کی طرح سمجھ — جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

کایں ضیا مازِ آفتابے یافتیم — چوں خلیفہ بر ضعیفاں تافتیم
(وہ کہتے ہیں) کہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل کی ہے — قائم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

چوں [3] مہِ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر — مرتبہ ہریک بُود در نورو قدر
نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی طرح — ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں رتبہ ہے

زاَجنحہ نورِ ثُلاث اَوْرُباع — برمراتب ہر ملک را آں شعاع
نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے — مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور حاصل ہے

ہمچو پر ہائے عقولِ انسیاں — کہ بسے فرق ست شاں اندرمیاں
جیسے انسانوں کے عقلی بازو — کہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے

پس قرینِ ہر بشر درنیک و بَد — آں مَلک باشدکہ مانندش بُوَد
ہر انسان کا نیکی اور بدی کے اعتبار سے ساتھی — وہ فرشتہ ہو گا جو اس کے مناسب ہو گا

چشمِ اَعمش نورِ خور رابر نتافت — اختر اُورا شمعِ شد تارہ بیافت
چندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تاب نہیں ہے — ستارہ اس کی شمع بن گیا یہاںتک کہ اس کو راستہ مل گیا

گفتنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مُر زید رضی اللہ عنہ را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ

کہ ایں سِرّ را فاش تر زیں مگو و مُتابعت نگہدار
اس راز کو اس سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھ

گفت پیغمبر کہ اصحابی [4] نجوم — رہرواں راشمع و شیطاں راجوم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں — جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گرز ہیں

---

[1] چوں گواہی۔ اب یہ سمجھانا ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں اور علماء کی گواہی کی کیا ضرورت تھی۔ شعشاع۔ شعاع۔ برنتابد۔ تاب نیارد۔

[2] خفاش۔ چمگادڑ۔ تف۔ چمک، گرمی۔ پس ملائک۔ یعنی جسطرح سورج کے ہوتے ہوئے چاند اور ستاروں کے وجود میں مصلحت کارفرما ہے اسیطرح اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں کی گواہی میں مصلحت کار فرما ہے۔ ماہاں۔ مختلف دنوں کے چاند۔

[3] چوں۔ جس طرح مختلف تاریخوں کے چاند کے نور میں فرق ہے اسیطرح فرشتوں کے مراتب میں فرق ہے۔ اجنحہ۔ جناح کی جمع ہے بازو۔ ثلاث۔ تین تین۔ رباع۔ چار چار۔ عقول۔ انسانوں کی عقلوں میں فرق ہے۔ اَعمش۔ چندھا۔ کمزور نگاہ والا۔ خور۔ خورشید۔

[4] اصحابی۔ حدیث شریف ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ "میرے صحابہ ستاروں کیطرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرلو گے ہدایاب ہو جاؤ گے"۔ ستاروں کے دو فائدے ہیں ایک راہنمائی دوسرے یہ کہ وہ شیطانوں کیلئے گرز بھی ہیں جو شیاطین آسمانی باتیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسیطرح صحابہ جو اہل العلوم ہیں وہ منکروں کی ہلاکت کا سبب ہیں۔

ہر کسے را گر بُدے آں چشم وزور　　کو گرفتے زآفتابِ چرخ نور

اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی　　کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور حاصل کر سکتا

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل　　کے بُدے بر نور خورشید آں دلیل

اے ذلیل! ستارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟　　وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

ہیچ ماہ واخترے حاجت نبُود　　کو بُوَد بر آفتابِ حق شہود

(اسکو) کسی چاند اور ستارے کی ضرورت نہ تھی　　جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

ماہ[۲] می گوید بابر و خاک و فے　　مَن بشر مثلکم یُوحیٰ الی

چاند، ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے　　میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

چوں شما تاریک بودم درنہاد　　وحی خورشید چنیں نورے بداد

حاصل تمہاری طرح میں بھی بے نور تھا　　وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس　　نور دارم بہرِ ظلماتِ نفوس

سورجوں کی بہ نسبت، میں تاریک ہوں　　انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

زاں ضعیفم تاتو تابے آوری　　کہ نہ مردِ آفتابِ انوری

میں اس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کر سکے　　کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مرد (میدان) نہیں ہے

ہمچو شہد و[۳] سرکہ درہم بافتم　　تابہ بیماری جگر رہ یافتم

میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں　　یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

چوں زعلت وارہیدی اے رہیں　　سرکہ را بگذار می خور انگبیں

اے گرفتار (مرض) جب تو بیماری سے نجات پا جائے　　سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

تختِ دل معمور شد پاک از ہوا　　بروے الرحمٰن علی العرش استویٰ

جب دل کا تخت خواہشات سے پاک ہو کر (نور سے) بھر گیا　　تو الرحمن علی العرش استویٰ کا مصداق ہو گیا

حُکم بر دل بعد ازیں بے واسطہ　　حق کند چوں یافت دل ایں رابطہ

اس کے بعد بلاواسطہ دل پر حکم　　اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ رابطہ حاصل ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد زیدؓ کو　　تا دہم بندش کہ رسوائی مجو

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے (حضرت) زیدؓ کہاں ہیں؟　　تاکہ میں ان کو روکوں کہ رسوائی نہ کر

نیست حکمت گفتن ایں اسرار را　　چوں قیامت می رسد اظہار را

ان رازوں کے کہنے میں دانائی نہیں ہے　　اظہار کے لئے قیامت آرہی ہے

---

۱ چرخ۔ آسمان۔ دلیل۔ رہنما۔ شہود۔ شاہد گواہ۔ فے۔ سایہ۔

۲ ماہ۔ یعنی نبی کریمؐ۔ یوحیٰ۔ وحی بھیجی جاتی ہے۔ الی۔ میری جانب۔ قرآن میں ہے۔ قُل اِنّما انا بشرٌ مثلکم یُوحیٰ الیّ۔ "اے نبیؐ تم لوگوں سے کہہ دو میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے" چوں شما۔ آنحضورؐ کو خطاب کر کے اللہ نے فرمایا ہے۔ "اسی طرح سے ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی قرآن تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں۔" شموس۔ یعنی شئون باری اور صفات الٰہی۔ کہ نہ مرد۔ براہ راست منجانب اللہ افاضہ عوام کے لئے مناسب نہیں اسلئے رسول واسطہ بنے ہیں۔

۳ شہد۔ یعنی فیض حق۔ سرکہ۔ یعنی قولی تعلیمات۔ جگر۔ یعنی مخلوقات۔ درہم بافتن۔ مل جل جانا۔ رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، سرایت کرنا۔ علت۔ یعنی روحانی امراض۔ سرکہ را بگذار۔ اب قالی اور قولی تعلیمات کی ضرورت نہیں ہے۔ اسرار الٰہی کی معرفت بذریعہ علم لدنی حاصل ہونے لگیگی۔ تخت دل۔ یعنی جب دل ہوا و ہوس سے پاک ہو جائیگا اللہ کی تجلیات اسپر ایسی ہونگی جیسی کہ عرش پر۔ حکم جب اللہ سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر براہ راست الہام فرماتا ہے۔ اور اس کو علوم لدنیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ رسوائی۔ اسرار کا کھولنا رسوائی کا سبب ہے۔ قیامت۔ قیامت کے دن سب چھپے ہوئے راز کھل جائیں گے۔

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

(حضرت) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زیدرا اکنوں نیابی گو گریخت — جست از صفِ نعال و نعل ریخت[1]

(اے مخاطب) اب تو زید کو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چل دیئے — (مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہو گئے اور تیزی سے روانہ ہوئے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

تو کیا ہے، زید خود اپنے آپ کو نہیں پا سکتے ہیں — اس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈالدے

نے ازو نقشے بیابی نے نشاں — نے کہے یابی براہِ کہکشاں

تو نہ اس (ستارے) کا نقش پائے گا نہ نشان — نہ کہکشاں کے راستہ میں تو تنکا پائے گا

شد[2] حواس و نطق بے پایانِ ما — محوِ نورِ دانشِ سلطانِ ما

ہمارے لا محدود حواس اور قوتِ گویائی — ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نور میں فنا ہو گئی

حسہا و عقلہا شاں در درون — موج در موج لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن

ان (روحوں) کے حواس اور عقلیں اس عالم میں — "لدینا محضرون" (کے مقام) میں موجزن تھے

چوں شب آمد بازوقتِ بار شد — انجم پنہاں شدہ برکار شد

جب رات آئی پھر کام کا وقت آ گیا — چھپے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

خلقِ[3] عالم جملگی بیہش شوند — پردہا بررو کشند و بغنوند

دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جاتی ہے — چہرے ڈھانٹ لیتے ہیں اور اونگھنے لگتے ہیں

صبح چوں دم زد علم افراشت خور — ہر فتیٰ از خوابگہ برداشت سر

صبح نے جب سانس لیا، سورج نے جھنڈا بلند کیا — ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

بیہشاں را وا دہد حق ہوشہا — حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے — جماعت در جماعت تابع فرمان ہو جاتے ہیں

پائے کوباں دست افشاں در ثنا — نازناز اں ربنا احییتنا

تعریف میں ناچتے ہوئے رقص کرتے ہوئے — ناز کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں زندہ کر دیا

آں جلود و آں عظام ریختہ — فارساں گشتہ غبار انگیختہ

ریزہ ریزہ کھالیں اور ہڈیاں — شہسوار بنے ہوئے، غبار اڑاتے ہوئے

حملہ آرند از عدم سوئے وجود — در قیامت ہم شکور و ہم عنود

عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے — قیامت میں شکر گزار بھی اور سرکش بھی

---

[1] نعل ریختن۔ تیز بھاگنا۔ تو کہ زید اب فنا کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں خود انکو اپنی خبر نہیں ہے۔ کہکشاں۔ اصل میں کاہ کشاں۔ یہ باریک ستاروں کا لمبا مجموعہ ہے۔ ایسا ہے جیسا کہ گھاس کا گٹھر زمین پر ڈالکر کھینچ جائے تو زمین پر نشانات ہو جاتے ہیں یہ آسمان پر رات کی تاریکی میں جنوباً شمالاً ایک سڑک کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے نہ ستارے نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

[2] شد۔ عالم ارواح میں ہمارے تمام حواس خدائی نور میں اسی طرح محو تھے جیسی کہ حضرت زیدؓ پر محویت طاری ہوئی۔ لدینا۔ سورۂ یٰسین میں مذکور ہے۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ "قیامت بس ایک زور کی آواز ہو گی تو بس لوگ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے چوں شب آمد۔ جسطرح ستارے دن میں چھپ جاتے ہیں اور رات آتے ہی مصروفِ عمل ہو جاتے ہیں اسیطرح جب انسان پر شب یعنی موت طاری ہوتی ہے اور روح عالم ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو ملائکہ اس میں تصرف شروع کر دیتے ہیں۔

[3] خلق عالم۔ یعنی سکرات الموت سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اور عالم برزخ میں روحوں پر غنودگی طاری ہوتی ہو جاتی ہے۔ صبحدم۔ صبح ہوتے ہی تمام انسان نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صبح قیامت آئیگی تو سب ہوش میں آجائیں گے۔ بیہشاں۔ قیامت کے میدان میں سب بیہوش ہوش میں آکر جنابِ حق تعالیٰ میں پہنچ جائینگے۔ ربنا۔ حدیث میں سوکر اٹھنے کی دعا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

سرچہ[1] می پیچی چُرانا دیدہٗ
ایسا بھولا بن کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟
در عدم اوّل نہ سَر پیچیدہ
کیا پہلے عدم میں تو نے منہ نہ موڑا تھا؟

در عدَم افشردہ بودی پائے خویش
تو نے عدم میں اپنا پیر سکوڑ رکھا تھا
کہ مرا کہ بر کَنَد از جائے خویش
کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

می نہ بینی صُنعِ ربّانیت را
کیا تو خدا کی کاریگری کو نہیں دیکھتا ہے
کہ کَشد اُو موئے پیشانیت را
کہ اُس نے تیری پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لیا

تاکشیدت اندریں انواعِ حال
یہاں تک کہ تجھے ان احوال میں مبتلا کر دیا
کہ نبودت در گمان و در خیال
جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

آں عدم اُوراہمارہ[2] بندہ است
عدم ہمیشہ اس کے فرمان کے تابع ہے
کارکُن دیوا! سلیمانؑ زندہ است
اے دیو! کام میں لگ جا سلیمانؑ زندہ ہے

دیوی سازد جفان کالجواب
(یو) تالابوں جیسے لگن بنا رہا ہے
زَہرہ نے تادفعِ گوید یا جواب
طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دیدے

خویش رابیں چوں ہمی لرزی زبیم
تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے
مَر عدم رانیز لرزاں داں مقیم
عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

وَر تو دست اندر مناصبِ میزنی
اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے
ہم زتَرس ست آنکہ جانے میکَنی
یہ بھی ڈر ہی کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت اٹھاتا ہے

ہر چہ جُز عشقِ خدائے احسن ست
خدائے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے
گر شکر خائیست آں جاں کندن ست
اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

چیست جاں[3] کندن سوئے مرگ آمدن
جان کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے
دست را آب حیاتے نازدن
آب حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

خلق رادو دیدہ در خاکِ ممات
مخلوق کی نگاہیں موت کی مٹی کیطرف ہیں
صد گماں دارند در آبِ حیات
آب حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

جُہد کُن تاصد گماں گردد نُود
کوشش کر کہ سو گمان نوے بن جائیں
شب بِرو ور تو بخسپی شب رَود
رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

در شبِ تاریک جوآں روز را
اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کر لے
پیش کُن آں عقلِ ظلمت سوز را
تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنما بنا

[1] سرچہ۔ روح نے حضرت آدمؑ کے جسم میں آنے سے پہلے بھی انکار کیا تھا۔ درعدم۔ ازل میں روح جسم میں آنے کو آمادہ نہ تھی۔ تاکشیدت۔ مجبوراً روح کو جسد عنصری اختیار کرنا پڑا اور احوالِ دنیا میں مبتلا ہونا پڑا۔

[2] ہمارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ دیوا۔ اے دیو۔ جفان۔ جفن کی جمع ہے، لگن جواب۔ اصل میں جوابی ہے جو جابیہ کی جمع ہے بڑا حوض۔ زہرہ۔ پتہ، حوصلہ۔ مناصب۔ منصب کی جمع، بڑا عہدہ بڑے عہدوں کی کاوش انسان مال حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس کی وجہ افلاس کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ ہے تو گویا انسان کا عہدے حاصل کرنا اللہ سے لرزتا ہے

[3] جان کندن۔ مصیبت برداشت کرنا۔ مرگ یعنی دنیا۔ آب حیات۔ یعنی عشقِ الٰہی دیدارِ الٰہی۔ نود۔ نوے۔ شب رفتن۔ رات کو چلنا، یعنی رات کو عبادت کرنا۔ آں روز۔ یعنی نورِ الٰہی۔

در شبِ بد رنگ بس نیکی بُود　　آبِ حیواں ۱ جُفتِ تاریکی بُود
کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں　　آبِ حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

سَر زخفتن کے تواں برداشتن　　با چُنیں صد تخمِ غفلت کاشتن
سونے سے سر کب اٹھایا جا سکتا ہے؟　　غفلت کے ایسے سو بیج بو کر

خوابِ مُردہ لُقمہ مُردہ یار شد　　خواجہ خُفت و دُزدِ شب برکار شد
مردے کی سی نیند، حرام لقمے پیارے بن گئے　　جناب سو گئے، اور رات کا چور کام میں لگ گیا

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند　　ناریاں ۲ خصمِ وجودِ خاکیند
تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟　　ناری، خاکیوں کے وجود کے دشمن ہیں

نار خصمِ آب و فرزندانِ اوست　　ہمچنانکہ آب خصمِ جانِ اوست
آگ، پانی اور اس کی پیداوار کی دشمن ہے　　جس طرح پانی اس کی جان کا دشمن ہے

آب آتش راکشد زیرا کہ او　　خصمِ فرزندانِ آبست و عدو
پانی، آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (آگ)　　پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

بعدازاں ایں نار نارِ شہوت ست　　کاندر و اصلِ گناہ و زلّت ست
اس آگ کے علاوہ ایک شہوت کی آگ ہے　　جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ بیرونی بآبے بفسرد　　نارِ شہوت تابد و زخ می برد
بیرونی آگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے　　شہوت کی آگ جہنم تک لے جاتی ہے

نارِ شہوت می نیارامد بآب　　زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب
شہوت کی آگ، پانی سے نہیں بجھتی ہے　　اس لئے کہ عذاب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے

نارِ شہوت راچہ چارہ ۳ نورِ دیں　　نُورُکُمْ اِطْفَاءُ نَارِ الْکٰفِرِیْن
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے؟ دین کا نور (علاج) ہے　　(جسطرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھانا ہے

چہ کُشد ایں نار را نورِ خدا　　نُورِ ابراہیمؑ را ساز اُوستا
اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھا سکتا ہے)　　(حضرت) ابراہیمؑ کے نور کو استاد بنالے

تاز نارِ نفس چوں نمرودِ تو　　وارہد ایں جسمِ ہمچوں عُودِ تو
تاکہ تیرے نمرود جیسے نفس کی آگ سے　　تیرا لکڑی جیسا جسم نجات پا جائے

شہوتِ نارے براندن کم نشد　　او بماندن کم شود بے ہیچ بُد
شہوت وہ آگ ہے جو پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے　　وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

۱ آبِ حیواں۔ مشہور ہے کہ آبِ حیات تک پہنچنے میں بہت سی تاریکیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یعنی رات کے اندھیرے میں آبِ حیات تلاش کر۔ لقمہ مُردہ۔ حرام غذا دزدِ شب۔ یعنی شیطان۔ خصم۔ دشمن۔ مخالف۔

۲ ناریاں۔ شیاطین۔ فرزندانِ آب۔ یعنی انسان جو نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعدازاں۔ یعنی ناری مخلوق کے علاوہ شہوت کی آگ بھی آدمی کی دشمن ہے۔ نارِ بیرونی۔ یعنی یہ عنصری آگ۔ نارِ شہوت جس طرح دوزخ کی آگ پانی سے نہ بجھے گی اسی طرح شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے۔ بلکہ دین کے نور کے ذریعہ بجھے گی۔

۳ چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔ بجھا دینا۔ اوستا۔ استاد۔ نمرود۔ اس بادشاہ کا نام ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینکوادیا تھا اور وہ آگ ان پر گلزار بن گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا نور آگ کے بجھ جانے کا سبب بنا تھا۔ شہوت راندن۔ خواہش نفسانی کو پورا کرنا۔ بماندن۔ یعنی شہوت کو روکو گے تو رکے گی۔

تا کہ ہیزم می نہی بر آتشے　　کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
تو آگ پر ایندھن کب تک رکھے گا؟　　ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟

چونکہ ہیزم باز گیری نار مُرد　　زانکہ تقویٰ آب سوئے نار بُرد
جب تو ایندھن ہٹا لے گا آگ مردہ ہو جائیگی　　اس لئے کہ پرہیزگاری نے آگ پر پانی ڈالدیا ہے

کے سیہ گردد ز آتش رُوئے خوب　　کو نہد گلگونہ از تقویٰ القلوب ۲
خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے؟　　اسلئے کہ اس نے دلوں کی پرہیزگاری کا غازہ لگالیا ہے

نارِ پاکاں را ندارد خود زیاں　　کے ز خاشاکے شود دریا نہاں
آگ، پاک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے　　کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟

ہر کہ تریاکِ خدائے رابخورد　　گر خورد زہرے مگویش کو بمُرد
جس نے خدائی تریاق کھا لیا　　اگر وہ زہر بھی کھا لے تو اس کو مردہ نہ کہہ

گر طبیبت گوید اے رنجورِ زار　　از عسل پرہیز کن ہیں ہوش دار
اگر تجھ سے طبیب کہے کہ اے کمزور مریض!　　شہد سے پرہیز کر، خبردار اے ہوشیار!

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم　　کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم
اے بیمار! اگر تو نادانی سے اس کو جواب دے　　کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھا رہا ہے

گویدت در دل حکیم مہرباں　　کز قیاسے کردہ چوں ابلہاں
مہربان طبیب، دل دل میں تجھے کہے گا　　تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے

آب ۳ چشمہ ہیں ز ریزش شد فزوں　　آب خُم ہیں خود ز خوردن شُد نگوں
چشمہ کے پانی کو دیکھ بہاؤ سے اور بڑھ گیا　　مٹکے کے پانی کو دیکھ پینے سے (مٹکا) اوندھا ہو گیا

خور کند رنجور را رنجور تر　　وانکہ معمورست خود معمور تر
کھانا بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے　　جو صحت مند ہے اس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے

در تو علّت می فروزد ہمچو نار　　ہیں مکن با نار ہیزم را تو یار
(کھانا) تجھ میں آگ کیطرح بیماری بڑھادے گا　　خبردار! ایندھن کو آگ کا یار نہ بنا

زیں دو آتش خانہ ات ویراں شود　　قالبِ زندہ از وے بے جاں شود
ان دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہو جائیگا　　زندہ جسم انسے مردہ ہو جائے گا

در من ار نار یست ہست آں ہمچو نور　　نارِ صحت در تن افزاید سرور
مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور جیسی ہے　　صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

---

۱ تا کہ۔ شہوت اور اُس کے تقاضے کو پورا کرنے کی مثال آگ اور ایندھن کی ہے۔ جس قدر شہوت کا تقاضہ پورا کرو گے شہوت میں اضافہ ہوگا۔ تقویٰ۔ یعنی خواہشات نفسانی سے بچنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

۲ تقویٰ القلوب۔ دلوں کی پرہیز گاری۔ نار پاکاں را۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ نہیں جلا سکی، اسی طرح آتش نفس سے پاک لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ہر کہ۔ جو کامل ہو گئے ہیں ان کو جائز لذتیں مضر نہیں ہوتی ہیں، ابتدائی مجاہدوں میں ان کا ترک مناسب ہے۔ گر طبیب۔ مریض کو شہد مضر ہو سکتا ہے۔ طبیب کو مضر نہیں ہے، اسی طرح شیخ کامل گزائد دنیوی کا استعمال کر سکتا ہے۔ مبتدی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

۳ آب چشمہ۔ شیخ کامل کی مثال جاری چشمے کی سی ہے اور مبتدی خم جیسا ہے۔ خور۔ اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری میں اضافہ ہوگا صحت مند کھائیگا تو قوت بڑھے گی۔ دو آتش۔ عنصری آگ اور بیماری کی آگ، نار صحت۔ حرارت غریزی۔

نارِ صحت چوں فزاید در وجود — بے زیانِ تن شود صد گو نہ سود
صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے — جسم کے نقصان کے بغیر سو گونہ مفید ہوتی ہے

آتش افتادن در شہر در زمانِ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگنا

آتشے اُفتاد در عہدِ [1] عمرؓ — ہمچو چوبِ خُشک میخورد اُوحجر
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی — جو پتھروں کو سوکھی لکڑیوں کیطرح جلا رہی تھی

درفتاد اندر بناؤ خانہا — تازد اندر پرِ مُرغ ولا نہا
تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی — یہانتک کہ پرندوں کے پروں اور گھونسلوں میں جا لگی

نیم شہر از شعلہا آتش گرفت — آب می سر سیدازان و می شگفت
آدھے شہر کو آگ کے شعلوں نے گرفت میں لے لیا — پانی اس سے خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا

مشکہائے آب و [2] سرکہ می زدند — بر سرِ آتش کسانِ ہوشمند
پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے — ہوشمند انسان آگ پر

آتش از استیزہ افزو دے لہب — می رسد اورا مدد از صُنعِ رَب
آگ دشمنی سے لپٹیں بڑھاتی تھی — اس کو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے مدد پہنچ رہی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شدے — می رسید اُورا مدد از بے حدے
آگ جوش سے بڑھ رہی تھ — اس کو بے پایاں (قدرت) سے مدد پہنچ رہی تھی

خلق آمد جانبِ عمر [3] شتاب — کآتشِ ماخود نمی میرد زآب
لوگ جلدی سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے — کہ ہماری آگ پانی سے نہیں بجھ رہی ہے

گفت آں آتش زآیاتِ خداست — شُعلۂ از آتشِ بخل شماست
انہوں نے فرمایا آگ خدا (کے قہر) کی نشانیوں میں سے ہے — تمہارے بخل کی آگ کا شعلہ ہے

آب بگذارید و ناں قسمت کنید — بخل بگذارید اگر آنِ منید
پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو — بخل سے توبہ کرو، اگر تم میرے ہو

خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم — ما سخی واہلِ فُتوت بودہ ایم
لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھولدیئے ہیں — ہم تو سخی اور جوانمرد چلے آتے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید — دست از بہرِ خدا نکشادہ اید
انہوں نے فرمایا تم نے روٹی رواج اور عادت کی بجہ سے دی ہے — خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

---

[1] عہد زمانہ۔ حجر پہاڑوں کے پتھر کو لکڑی کی طرح جلا رہی تھی۔ لانہ گھونسلا، بھڑوں کا چھتہ۔ آب۔ پانی خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اس سے آگ کیوں نہیں بجھ رہی ہے۔

[2] آب و سرکہ۔ عرب میں گھروں میں پانی اور سرکہ کے مٹکے ہوتے تھے۔ استیزہ۔ جھگڑا، خصومت۔ لہب۔ شعلہ۔ بے حدے۔ یعنی قدرت الٰہی جو لامحدود ہے۔

[3] عمر۔ میم۔ پر تشدید ضرورت شعری کی وجہ سے ہے۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے عذاب، علامت یعنی یہ تمہارے بخل کے گناہ کی سزا ہے۔ در بکشودہ ایم۔ غریبوں اور مسافروں کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ فتوت۔ جوانمردی، مروت، عادت یعنی تمہاری مہمان نوازی بطور عادت ہے۔ بطور عبادت نہیں ہے۔

بہرِ فخرو بہرِ بوشِ ۱ و بہرِ ناز — نز برائے ترس و تقوٰی و نیاز

فخر اور شان و شوکت اور خود نمائی کیلئے (دیا ہے) — نہ کہ خوفِ خدا اور پرہیز گاری اور نیاز مندی کیلئے ہے

مال تخم ست و بہر شورہ مِنِہ — تیغ رادر دست ہر رہزن مدہ

مال، بیج ہے ہر شور زمین میں نہ ڈال — تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

اہلِ دیں راباز داں از اہلِ ۲ کیں — ہمنشینِ حق بجو با اُو نشیں

دینداروں اور دشمنوں میں فرق کر — اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کر، اس کا ہمنشین بن

ہر کسے برقوم خود ایثار کرد — خواجہ پندارد کہ اُو خود کار کرد

ہر شخص نے اپنی قوم پر ایثار کیا ہے — جناب سمجھتے ہیں کہ آپ نے (بڑا) کام کیا ہے

قصہ خیو انداختن خصم در روئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک دشمن کے تھوک دینے

وانداختن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست

کا قصہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل — شیرِ حق راداں مُطہّر از دَغل

(حضرت) علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھ — اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

در غزا بر ۳ پہلوانے دست یافت — زود شمشیرے برآور و شتافت

جہاد میں (حضرت علی نے) ایک پہلوان پر قابو پالیا — جلد تلوار نکالی اور لپکے

اُو خیو انداخت بروئے علیؓ — افتخارِ ہر نبی و ہر ولی

اُسنے (حضرت) علیؓ کے منہ پر تھوک دیا — جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعث فخر ہیں

او خیو زد بر رُخے کہ روئے ماہ — سجدہ آرد پیش اُو در سجدہ گاہ

اس نے اس چہرے پر تھوکا کہ چاند — اس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

افتخارِ ہر ولی و ہر صفی — کرد نارِ غیظ بر خود منطفی

ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعث فخر (علیؓ) نے — اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ — کرد اُو اندر غزایش کاہلی

(حضرت) علیؓ نے فوراً تلوار ڈالدی — (اور) اس سے لڑنے میں سستی برتی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل — وز نمودن عفو و رحمت بے محل

وہ جنگجو اس عمل سے حیران ہو گیا — اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے (حیران ہو گیا)

---

۱ بوش۔ باء کے فتحہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ کروفر۔ نزنہ زار۔
۲ اہل کیں۔ یعنی خدا کے دشمن، بدکار۔ ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کو ترجیح دینا۔ خیو۔ بفتح۔ خ۔ اول و ضم تحتانی و واو معروف تھوک۔ شیر حق۔ اسد اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ مطہر۔ پاک۔ دغل۔ کھوٹ فساد
۳ غزا۔ جہاد، مذہبی جنگ۔ افتخار اچھے، چھوٹے بڑوں کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں۔ روئے ماہ حضرت علیؓ کا چہرہ چاند کے لئے بھی باعث تعظیم ہے لیکن اس نے یہ گستاخی کی۔ منطفی بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی مبارز۔ میدان جنگ میں مقابلہ کرنے والا۔ نمود۔ بے محل۔ لڑائی میں شفقت بے محل ہے۔

گفت برمن تیغ تیزا فراشتی — ازچہ افگندی بمرا بگذاشتی
اس نے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اٹھائی — (پھر) کس وجہ سے آپ نے پھینکدی، مجھے چھوڑ دیا؟

آنچہ دیدی بہتر از پیکارِ من — تاشُدی تو سُست در اِشکارِ من
آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟ — یہانتک کہ آپ میرا اشکار کرنے میں سُست ہوگئے

آنچہ دیدی کہ چنیں خشمت نشست — تاچنیں برقے[1] نمود و باز جست
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اسطرح آپ کا غصہ فرد ہوگیا؟ — یہانتک کہ وہ بجلی چمکی اور واپس ہو گئی

آنچہ دیدی کہ مرا زاں عکس دید — دردل و جاں شُعلہ آمدپدید
آپ نے کیا دیکھا کہاں کے دیکھنے کے عکس ہے میرے؟ — دل اور جان میں شعلہ نمودار ہو گیا

آنچہ دیدی برتراز کون و مکاں — کوبہ از جاں بُود و بخشیدیم جاں
آپ نے وہ کیا دیکھا؟ جو کون و مکان سے برتر تھا — جو جان سے بھی پیارا تھا آپ نے میری جان بخشی کردی

در شجاعت شیرِ ربّا نیستی — در مُروت خود کہ داند کیستی
بہادری میں آپ شیرِ خدا ہیں — مروت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیا ہیں؟

در مُروت ابرِ مُوسائی بہ تیہ[2] — کامداز وے خوانِ نانِ بے شبیہ
مروت میں آپ موسائی ابر ہیں (میدان) تیہ میں — جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

اَبر ہا گندم دہد کا نرا بجہد — پختہ و شیریں کند مردم چوشہد
ابر گیہوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے — لوگ پکاتے ہیں اور شہد کیطرح میٹھا کر لیتے ہیں

ابر موسیٰ پر رحمت برکشاد — پختہ و شیریں و بے زحمت بداد
(حضرت) موسیٰ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا — پکا پکایا اور میٹھا (کھانا) بغیر محنت کے عطا کیا

از برائے پختہ[3] خوارانِ کرم — رحمتش افراخت در عالم علم
کرم (خداوندی) سے پختہ (کھانا) کھانیوالوں کیلئے — اس کی رحمت نے عالم میں جھنڈا بلند کر دیا

تاچہل سال آں وظیفہ واں عطا — کم نشُد یک روز زاں اہل رِجا
چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا — امیدواروں سے ایک روز (بھی) کم نہ ہوا

تاہم ایشاں از خسیسی خاستند — گندنا و ترہ و خس خواستند
پھر بھی وہ کمینہ پن سے اٹھ کھڑے ہوئے — گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

جملگی گفتند با موسیٰ زآز — بقل و قثّا وعدس سیر و پیاز
حرص کی وجہ سے سب نے (حضرت) موسیٰ سے کہا — سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز چاہیے

[1] برقے۔ یعنی غصہ کی بجلی۔ زاں عکس دید۔ اس چیز کے اثر سے میرے دل میں بجلی کوندگئی ہے۔ شیر ربانی خدائی شیر، حضرت علیؓ کا لقب اسداللہ ہے۔

[2] تیہ۔ وہ جنگل بیابان تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر بھی آیا اور من وسلویٰ بھی اترا تھا۔ ابرہا۔ یعنی معمولی ابر تو بارش برسا کر گیہوں پیدا کر دیتا ہے جس سے محنت اور مشقت کر کے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے من وسلویٰ اترا تھا۔

[3] پختہ خواراں۔ یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے عادی تھے۔ آں عطا یعنی من وسلویٰ۔ رجا۔ امید۔ خسیسی۔ کمینہ پن۔ گندنا۔ ایک سبزی ہے۔ جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے۔ ترہ۔ ساگ۔ خس۔ کاہو۔ آز۔ لالچ۔ بقل۔ سبزی۔ قثّا۔ ککڑی۔ عدس۔ مسور۔ سیر لہسن۔

زیں گدا روئی[1] و حرص و آزِشاں — منقطع شد منّ و سلویٰ زآسماں

ان کی اس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے — آسمان سے مَن اور سلویٰ بند ہو گیا

اُمّتِ احمد کہ ہستند از کِرام — ہست باقی تا قیامت آں طعام

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت جو شرفاء میں سے ہے — (اس کے لئے) وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

چوں اَبِیتُ عِنْدَ رَبِّیْ فاش شُد — یُطْعِمُ وَ یَسْقِی کنایت زاش[2] شُد

جبکہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں صاف آیا ہے — وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، حریرہ سے کنایہ ہے

ہیچ بے تاویل ایں را در پذیر — تا در آید در گلو چوں شہد و شیر

اس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے — تاکہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

زانکہ تاویل ست وا دادِ عطا — چونکہ بیند آں حقیقت را خطا

اسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے — کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

آں خطا دیدن ز ضُعفِ عقل اوست — عقلِ کُل مغز ست و عقلِ جزو پوست

وہ غلط سمجھنا، اس کی عقل کی کمزوری کیوجہ سے ہے — عقلِ کُل مغز ہے اور عقلِ جزو چھلکا ہے

خویش را تاویل کُن نہ اخبار[3] را — مغز را بد گوئی نے گلزار را

اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر — دماغ کو برا کہہ نہ کہ باغ کو

اے علیؓ کہ جملہ عقل و دیدۂ — شمّۂ وا گو از انچہ دیدۂ

اے علیؓ! جو تم کہ مجسم عقل و نظر ہو — جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ بتا دو

تیغِ حِلمت جانِ ما را چاک کرد — آبِ عِلمت خاکِ ما را پاک کرد

آپ کی بردباری کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا — آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر دیا

باز گو دانم کہ ایں اَسرارِ ہُوست — زانکہ بے شمشیر کُشتن کارِ اوست

بتایئے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے — اسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اسی کا کام ہے

صانعِ بے آلت و بے جارحہ — واہبِ ایں ہدیہ ہائے رائحہ

وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے صانع ہے — وہ ان قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

صد ہزاراں روح بخشد ہوش را — کہ خبر نبُود دو چشم و گوش را

ہوش و حواس کو لاکھوں روحیں عطا کر دیتا ہے — (اس طرح) کہ دونوں آنکھوں اور کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

صد ہزاراں مے چشاند روح را — کہ خبر نبُود دہاں را اے فتیٰ

روح کو لاکھوں شرابیں پلا دیتا ہے — (اس طور پر) کہ اے نوجوان! منہ کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

---

[1] گدا روئی۔ گداگری۔ کرام۔ کریم کی جمع ہے، شریف، سخی۔ اَبِیتُ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَبِیتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ "میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے"

[2] آش۔ ہر رقیق، غذا جو پی جائے۔ تاویل۔ کسی کلام کے ظاہری معنی چھوڑ کر کوئی دوسرے معنی مراد لینا۔ وا داد۔ واپس لینا۔ عقلِ کل۔ یعنی وہ عقل جو آخرت کی باتیں سمجھے عقلِ جزو دنیاوی معاملات کی عقل۔

[3] اخبار۔ خبر کی جمع ہے، حدیث۔ اے علی۔ یہ اسی پہلوان کا قول ہے۔ شمّہ۔ پارہ۔ حِلم۔ بردباری۔ ھو۔ اللہ تعالیٰ۔ صانع۔ کام کرنے والا، بنانے والا، کاریگر۔ آلت۔ اوزار۔ جارحہ۔ ہاتھ۔ رائحہ۔ خوشبودار، قیمتی

۲

بازگو اے بازِ عرش و خوش ۱ شکار　　تاچہ دیدی ایں زماں از کردگار

اے عرش کے باز، بہترین شکار کرنیوالے! بتایئے　　آپ نے اس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا؟

چشم تو ادراکِ غیب آموختہ　　چشمہائے حاضراں بردوختہ

آپ کی نگاہ غیب کا ادراک سیکھے ہوئے ہے　　حاضرین (مجلس) کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

آں یکے ماہے ہمی بیند عیاں　　واں یکے تاریک می بیند جہاں

ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے　　ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے

واں یکے سہ ماہ می بیند بہم　　ایں سہ کس بنشستہ یک موضع بغم

ایک وہ ہے جو تین چاند اکٹھا دیکھتا ہے　　یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں

چشم ہرسہ باز و گوش ہرسہ تیز　　درتو آویزاں ۲ و از من در گریز

تینوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تیز ہیں　　تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متنفر ہیں

سحرِ عین ست ایں عجب لطفِ خفی ست　　برتو نقشِ گرگ و برمن یوسفی ست

یہ عین جادو ہے، عجیب مخفی معاملہ ہے　　تیرے لئے بھیڑیئے کا نقش ہے اور میرے لئے یوسفی (نقش) ہے

عالَم ار ہجدہ ہزارست و فزوں　　ہر نظر رانیست ایں ہجدہ زبوں

عالم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ　　یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے قابو میں نہیں ہیں

راز بکشا اے علیؓ مرتضیٰؓ　　اے پس سُوءُ القضا حُسن ۳ القضا

اے علی مرتضیٰؓ! راز کھول دیجئے　　اے وہ (ذات) جو بدقسمتی کے بعد خوش نصیبی بھی ہے

یا تو واگو آنچہ عقلت یافت ست　　یا بگویم آنچہ برمن تافت ست

یا تو آپ بتایئے جو کچھ آپ کی عقل نے سمجھا ہے　　یا میں بتاتا ہوں جو مجھ پر منکشف ہوا ہے

از تو برمن تافت چوں داری نہاں　　میفشانی نور چوں مہ بے زباں

آپ کی ذات سے مجھ پر منکشف ہوگیا ہے چھپاتے کیوں ہیں؟　　آپ تو بغیر کہے چاند کی طرح نور پاشی کرتے ہیں

از تو برمن تافت پنہاں چوں کنی　　بے زباں چوں ماہ پرتو می زنی

آپ چھپاتے کیوں ہیں آپ ہی سے مجھ پر واضح ہوگیا ہے　　آپ تو چاند کی طرح بغیر بات کئے روشنی پھیلاتے ہیں

لیک اگر در گفت آید قرصِ ماہ　　شبرواں را زود تر آرد براہ

لیکن اگر چاند کی ٹکیا بول پڑے　　تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے

از غلط ایمن شوند و از ذُہول　　بانگِ مہ غالب شود بر بانگِ غول

غلطی اور بھول سے وہ محفوظ ہو جائیں　　چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب آجائے

۱ خوش شکار۔ اچھا شکاری۔ کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ ادراک۔ پالینا، حاصل کرلینا۔ ماہے۔ چاند۔ یعنی ذات حق سائل نے یہاں مشاہدۂ حق کے مختلف مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ سہ ماہ۔ ایک مشاہدہ حق جس کو جمع بھی کہتے ہیں دوسرے مشاہدہ خلق جسکو فرق کہتے ہیں تیسرے حق اور خلق کے مجموعہ کا مشاہدہ جس کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بغم۔ یعنی متفکر، خیال میں مستغرق۔

۲ درتو آویزاں۔ یعنی مشاہدہ حق کرنیوالا، صاحب جمع الجمع سے قریب اور صاحب فرق سے متنفر ہے۔ برتو۔ یعنی خلق کا مشاہدہ صاحب فرق کے لئے مہلک اور صاحب جمع الجمع کیلئے عین ایمان ہے۔ عالم۔ یعنی عوالم کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے۔ مرتضیٰ پسندیدہ، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ سوءُ القضا۔ بدقسمتی۔ یعنی قتل کرنیکا ارادہ۔

۳ حُسن القضا۔ خوش قسمتی یعنی معاف کرنیکا معاملہ اور ایمان کا سبب۔ تافت۔ ست۔ یعنی وہ نور جو آپ پر منکشف ہوا ہے اس کا عکس مجھ پر بھی پڑا ہے۔ بے زبان۔ یعنی بغیر کہے۔ پرتو می زنی۔ تم مظہر حقیقت ہو۔ شب رواں۔ رات کا مسافر جو چاند سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ غول۔ چھلاوہ مشہور ہے کہ وہ راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔

ماہ [1] بے گفتن چو باشد رہنما　　چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا
جب چاند بغیر بولے رہنما ہوتا ہے　　اگر بولے تو نور علیٰ نور بن جائے

چوں تو بابی آں مدینۂ علم را　　چوں شعاعی آفتابِ حلم را
جبکہ آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں　　جبکہ آپ بردباری کے سورج کی شعاع ہیں

باز باش اے باب بر جویائے باب　　تا رسد از تو قشور اندر لباب
اے دروازے! دروازے کی جستجو کرنیوالے کیلئے کھلا رہ　　تا کہ تیری وجہ سے چھلکے مغز کے مرتبہ میں پہنچ جائیں

باز باش اے بابِ رحمت تا ابد　　بارگاہِ مَالَہٗ کُفُوًا [2] اَحَدٌ
اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا رہ　　اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ہر ہوا و ذرہ خود منظرے ست　　ناکشودہ کے بُود کانجا درے ست
ہر ہوا اور ہر ذرہ ایک دریچہ ہے　　جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے؟

تا نہ بکشاید درے را دید باں　　در درون ہرگز نہ گنجد ایں گماں
نگراں، جب تک دروازہ نہ کھولدے　　یہ خیال دل میں نہیں جمتا ہے

چوں کشادہ [3] شُد درے حیراں شود　　مرغ امید و طمع پراں شود
جب دروازہ کھلتا ہے حیران ہو جاتا ہے　　امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت　　سوئے ہر ویرانہ زاں پس می شتافت
ایک ناواقف کو اچانک ویرانہ میں خزانہ مل گیا　　اس کے بعد وہ ہر ویرانے کیطرف دوڑتا ہے

تاز دُرویشے نیابی تو گُہر　　کے گہر جوئی ز دُرویشِ دگر
جب تک ایک درویش سے تجھے موتی نہ ملجائے　　تو دوسرے درویش سے موتی کب ڈھونڈیگا؟

سالہا گر ظن دوَد با پائے خویش　　نگذرد اشگافِ بینیہائے خویش
(تیرا) خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑیگا　　تو اپنی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

تابہ بینی نایدت از غیب بو　　غیر بینی ہیچ می بینی بگو
جبتک تیری ناک میں غیب کی خوشبو نہ آئے　　بتا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چوں بُود کہ برخونِ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے

ہمچو منی مُظفر شدی و شمشیر از دست انداختی و مرا نکشتی

کے قتل پر آپ قابو پاگئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور مجھے قتل نہ کیا

---

[1] ماہ۔ چاند بغیر بولے رہنمائی کرتا ہے۔ اگر بولنے لگے تو مزید رہنمائی کرنے لگے۔ بابی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔" قشور۔ قشر کی جمع ہے چھلکا، یعنی بے علم لباب۔ مغز یعنی علم۔

[2] کفو۔ ہمسر، شریک۔ احد۔ کوئی۔ ہر ہوا۔ یعنی مشاہدہ حق کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری نہیں ہے کائنات کے ہر ہر ذرہ میں اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی دیدبان کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے شعر میں فرمایا ہے۔ در نیست۔ یعنی جو دروازہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنیوالے اس سے داخل ہوں وہ بند نہیں کیا جاتا ہے۔ دیدباں۔ محافظ یعنی شیخ کامل کے ذریعہ سے اطمینان حاصل ہوگا، کہ ہر ذرہ کے ذریعہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

[3] چوں کشادہ شد۔ مشاہدہ کی کیفیت حیرت لاحق ہوتی ہے اور وہ مزید انکشاف کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو ایک خزانہ مل جائے تو وہ شوق میں جنگلوں میں مزید خزانوں کی تلاش کرتا ہے۔ سالہا۔ شیخ کامل کے بغیر محض ذاتی جدوجہد سے کمال حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تابہ بینی غیب سے مناسبت شیخ کامل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

پس بگفت آں نومسلمانِ۱ ولی | از سرِ مستی و لذّت با علیؓ
اس نو مسلم، ولی نے کہا | حضرت علیؓ سے لذت اور سرمستی کی حالت میں

کہ بفرما یا امیر المومنیں | تا بجُنبد جاں بہ تن ہمچو جنیں
کہ اے امیر المومنین! فرمائیے | تاکہ روح جسم میں وجد کرے پیٹ کے بچہ کی طرح

ہفت اختر ہر جنیں را مُدّتے | میکنند اے جاں بنوبت۲ خدمتے
ساتوں ستارے ایک مدت تک پیٹ کے بچہ کی | باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!

چونکہ وقت آید کہ جاں گیرد جنیں | آفتابش آں زماں گردد مُعیں
جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے بچہ میں روح آجائے | اس وقت سورج اس کا مددگار بنتا ہے

چوں جنیں را نوبت تدبیر رُو | از ستارہ سُوئے خورشید آید او
جب پیٹ کے بچہ کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے | تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے

ایں جنیں در جنبش آید زآفتاب | کآفتابش جاں ہمی بخشد شتاب
یہ پیٹ کا بچہ سورج کی وجہ سے حرکت میں آتا ہے | چونکہ آفتاب جلد اس کو روح بخشتا ہے

از دگر انجم بجز نقشے نیافت | ایں جنیں تا آفتابش برنتافت
(اس پیٹ کے بچے نے) دوسرے ستاروں سے صورت کے علاوہ کچھ نہ پایا | اس طرح جب تک کہ اس پر سورج نہیں چمکا

از کدامیں رہ تعلّق یافت او | در رحم با آفتاب خوبرو
کس راستہ سے اس کو تعلق پیدا ہوا؟ | رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے

از رہِ پنہاں کہ دور از حسِ ماست | آفتابِ چرخ رابس راہ۳ہاست
اس مخفی راستہ سے جو ہمارے ادراک سے دور ہے | آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں

آں رہے کہ زر بیابد قوت ازو | واں رہے کہ سنگ شد یاقوت ازو
وہ راستہ ہے کہ سونا اس سے غذا حاصل کرتا ہے | وہ راستہ ہے کہ اس سے پتھر یاقوت بنجاتا ہے

آں رہے کہ سُرخ سازد لعل را | واں رہے کہ برق بخشد نعل را
وہ راستہ ہے کہ لعل کو سرخ بناتا ہے | وہ راستہ ہے جو نعل کو برق عطا کرتا ہے

آں رہے کہ پختہ سازد میوہ را | واں رہے کہ دل دہد کالیوہ را
وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکاتا ہے | وہ راستہ ہے کہ حیران کو، دل عطا کرتا ہے

بازگو اے بازِ پرّا فروختہ | باشہ و باساعدش آموختہ
بتائیے، اے پر کھولے ہوئے باز! | جو بادشاہ اور اس کی کلائی پر سدھایا ہوا ہے

---

۱ نومسلم۔ وہ شخص جو کافر کے گھر پیدا ہوا ہو اور پھر مسلمان ہوا ہو۔ جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے۔ ہفت اختر ماں کے پیٹ میں بچہ کی تدبیر اور نشوونما میں مختلف ستاروں کا دخل ہوتا رہتا ہے روح پڑنے کی وقت سورج مدبر بنتا ہے جس کی وجہ سے بچے میں روح حیوانی آجاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورج قرار دے کر جنین ایمان میں روح پیدا کر دینے کی تمنا کا اظہار ہے۔

۲ نوبت۔ باری۔ مُعین مددگار۔ شتاب۔ جلد۔ بجز نقشے۔ سورج کے علاوہ دوسرے ستارے صرف جسمانی نشوونما کی تدبیر کرتے ہیں۔ او۔ یعنی ماں کے پیٹ کا بچہ جنین۔

۳ راہہا۔ سورج کائنات میں بہت سی راہوں سے اثر انداز ہے یہ مخفی راہ جس سے وہ ماں کے پیٹ کے بچہ پر اثر انداز ہے ہم حواس کے ذریعہ اس کا ادراک نہیں کرسکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے کہ سورج کان میں سونے کی پرورش کرتا ہے اسی راہ سے اس کے ذریعہ پتھر یاقوت بنجاتا ہے لعل میں سرخی اسی راہ سے آتی ہے گھوڑے کے نعل میں رگڑ کے وقت اسی راہ سے سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس سے آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ میوہ ہا میووں کی پختگی سورج کی تاثیر سے ہے۔ دل دہد حوصلہ بڑھاتا ہے۔ کالیوہ۔ حیران احمق۔ باشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قرب الٰہی کیطرف اشارہ ہے۔

بازگو اے بازِ عنقا گیرِ شاہ اے سپاہِ اشکن نجود نے باسپاہ

بتائیے، اے عنقاء کو شکار کرنے والے شاہی باز! اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دینے والے!

امّت وحدی[1] یکے و صد ہزار باز گو اے بندہ بازت راشکار

آپ تنہا ایک امت ہیں، ایک ہیں اور لاکھوں ہیں بتایئے اے وہ کہ غلام آپ کے باز کا شکار ہے!

در محلِ قہر ایں رحمت زچیست اژدہارا راہ دادن راہِ کیست

قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟ اژدہے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جواب دادنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سببِ افگندنِ شمشیر از دست چہ بُود در آنحالت

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ اس وقت تلوار کو ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغ از پئے[2] حق میزنم بندۂ حقّم نہ مامورِ تنم

فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں

شیرِ حقّم، نیستم شیرِ ہوا فعلِ من بردینِ من باشد گوا

میں اسد اللہ ہوں، خواہشِ نفسانی کا شیر نہیں ہوں میرا فعل میرے دین پر واضح دلیل ہے

مَارَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ در حراب من چو تیغم واں زنندہ آفتاب

جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے

رختِ خود را من زرہ برداشتم غیرِ حق را من عدم انگاشتم

راستہ سے میں نے اپنا سامان ہٹا لیا خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے

سایہ‌ام[3] من کے جدا ام ز آفتاب حاجبم من نیستم اُورا حجاب

میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟ میں (دربار کا) دربان ہوں اس کے لئے پردہ نہیں ہوں

من چو تیغم پُر گہر ہائے وصال زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال

جبکہ میں وصال کے موتیوں سے جڑی ہوئی تلوار ہوں میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں، قتل نہیں کرتا ہوں

خوں نپوشد گوہرِ تیغِ مرا باد از جا کے برد میغِ مرا

میری تلوار کے جوہر کو خون نہیں چھپا سکتا ہے میرے ابر (کرم) کو ہوا جگہ سے کب ہلا سکتی ہے

کہ نیم کوہم زصبر و حلم و داد کوہ را کے در رباید تندباد

میں تنکا نہیں ہوں، صبر اور علم اور انصاف کا پہاڑ ہوں تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلا سکتی ہے؟

---

[1] امّت وحدی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم تنہا ایک قوم تھے۔ اژدہا۔ سانپ کو تو مارڈالنا چاہئے اس کو بھاگنے کا راستہ نہ دینا چاہیے تو آپ کو چاہیے تھا کہ مجھ جیسے دشمن کو قتل کر ڈالتے۔

[2] پےِ حق۔ یعنی میرا جہاد صرف اللہ کیلئے ہے۔ مَارَمَیتَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں کفار کیطرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے کفار سراسیمہ ہو گئے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا ہمارا کام تھا۔ جس کی یہ تاثیر ہوئی۔ آفتاب۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب بندہ کوئی کام اللہ کی عین مرضی کے مطابق کرتا ہے تو اس کام کو اللہ کیطرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ رخت۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔

[3] سایہ‌ام۔ خدا کی مرضیات میں بالکل خدا کے تابع ہوں۔ جس طرح سایہ سورج کے تابع ہے۔ حاجب۔ دربان جس کا کام دربار تک پہنچانا ہے۔ وصال۔ بادشاہوں کی تلواروں میں موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری تلوار کا زیور خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔ میرے جہاد کا مقصد اصلی قتل کرنا نہیں ہے بلکہ راہ حق دکھا کر جاوید زندگی دینا ہے۔ کہ نیم میں خاس کا تنکا نہیں ہوں۔

آنکہ از بادے رود از جا خسے ست ۱ — زانکہ بادِ ناموافق خود بسے ست
جو ہوا سے جگہ سے ٹل جائے وہ تنکا ہے — اس لئے کہ ناموافق ہوائیں تو بہت ہیں

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز — برد اورا کو نبود اہلِ نماز
غصہ کی ہوا، اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا — اس شخص کو جنبش دیتی ہے جو دیندار نہ ہو

بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آز — برد اورا کو نبود اہلِ نیاز
حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا — اس کو اڑا لے گئی جو نیاز مند نہ تھا

بادِ کبر و بادِ عجب و بادِ خلم — برد اورا کہ نبود از اہلِ علم
تکبر کی ہوا اور غرور کی ہوا اور سبک سری کی ہوا — اس کو اڑا لے گئی اسلئے کہ وہ اہل علم میں سے نہ تھا

کوہم و ہستیِ من بنیادِ اوست — ور شوم چوں کاہ بادم بادِ اوست
میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس کی بنیاد ہے — اگر میں تنکا ہوں تو میرے لئے ہوا اس کی جانب سے ہے

جز ببادِ او نجنبد میلِ من — نیست جز عشقِ احد سرخیلِ من
اس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے — عشق الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے

خشم ۲ بر شاہاں شہ و مارا غلام — خشم را من بستہ ام زین و لگام
غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے اور ہمارا غلام ہے — میں نے غصہ پر زین اور لگام کس دیا ہے

تیغِ حلمم گردنِ خشمم زدست — خشمِ حق بر من ہمہ رحمت شدست
میری بردباری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی ہے — مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

غرقِ نورم گرچہ سقفم شد خراب — روضہ گشتم گرچہ ہستم بو تراب
میں نور میں غرق ہوں، اگرچہ میرا جسم تباہ ہے — میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں ابو تراب ہوں

چوں درآمد علتے اندر غزا — تیغ را دیدم نہاں کردن سزا
جہاد میں جب ایک علت پیدا ہو گئی — میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میان میں کر لوں

تا احب ۳ للہ آید نامِ من — تا کہ ابغض للہ آید کامِ من
تاکہ میرا نام احب للہ میں ہو جائے — تاکہ میرا مقصد ابغض للہ ہو جائے

تا کہ اعطی للہ آید جودِ من — تا کہ امسک للہ آید بودِ من
تاکہ میری بخشش اعطی للہ ہو جائے — تاکہ میرا وجود امسک للہ بن جائے

بخلِ من للہ عطا للہ و بس — جملہ للہ ام نیم من آنِ کس
میرا بخل صرف اللہ کے لئے ہے، میری عطا اللہ کے لیے ہے — میں مجسم اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

۱ زانکہ۔ تنکا ہر ناموافق ہوا کے ساتھ اڑ جاتا ہے۔ آنکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ خلم۔ بجائے مہملہ، سبک سری آپ بیتی۔ بنیاد اوست۔ یعنی میں حلم اور بردباری کا پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس حلم کی جڑ اور بنیاد ہے۔ باد اوست۔ یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بمنزلہ تنکے کے ہوں۔

۲ خشم۔ غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے میں نے اس کو قابو میں کر لیا ہے۔ سقف۔ چھت، اس جگہ بدن مراد ہے۔ بو تراب، مٹی والا، ایکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رنجیدہ ہو کر مسجد نبوی کے کچے فرش پر جا لیٹے پسینہ آیا تو زمین کی مٹی آپ کے بدن پر لگ گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضور نے مسجد میں پہنچ کر آپ کی کمر سے مٹی صاف کرنی شروع کی اور محبت سے فرمایا قم یا ابا تراب "اے مٹی میں سنے ہوئے کھڑا ہو جا" اس روز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ابو تراب پڑ گیا۔

۳ احب۔ حدیث شریف ہے من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان جس شخص نے کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا اور کسی کو محض اللہ کے لئے دیا اور محض اللہ کیلئے نہ دیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا یعنی ان کاموں میں اس کی ذاتی غرض شامل نہ ہو تو وہ خاصان خدا میں سے ہے

للہ آنچہ می کنم تقلید[1] نیست		نیست تخئیل و گماں جز دید نیست
میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے		خیال، گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے

زاجتہاد و از تحری رستہ ام		آستیں بر دامنِ حق بستہ ام
میں غور و فکر اور اٹکل سے آزاد ہوں		میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کر دی ہے

گر ہمی پرّم ہمی بینم مطار		ور ہمی گردم ہمی بینم مدار
اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اڑنے کی جگہ نظر آتی ہے		اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے

ور کشم بارے بدانم تا کجا		ماہم و خورشید پیشم پیشوا
اگر میں بوجھ اٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہاں تک (اٹھاتا ہے)		میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج راہنما ہے

بیش[2] ازیں با خلق گفتن روے نیست		بحر را گنجائے اندر جوئے نیست
مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے		نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے

پست می گویم باندازہ عقول		عیب نبود ایں بود کارِ رسول
عقلوں کے اندازہ سے گر کر میں بات کہتا ہوں		عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے

از غرض[3] حرم گواہی حُر شنو		کہ گواہی بندگاں نرزد بجو
میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو		اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جو کے بھی برابر نہیں

در شریعت مر گواہی بندہ را		نیست قدرے وقت دعویٰ و قضا
غلام کی گواہی کی شریعت میں		دعویٰ اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے

گر ہزاراں بندہ باشندت گواہ		بر نسنجد شرع ایشاں را بکاہ
اگر ہزاروں غلام تیرے گواہ ہوں		شریعت انکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی

بندۂ شہوت بتر نزدیکِ حق		از غلام و بندگانِ مسترق
اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ برا ہے		رقیق بنائے ہوئے غلاموں سے

کایں بیک لفظے شود از خواجہ حر		واں زید شیریں و میرد سخت مر
اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد ہو جاتا ہے		اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر تلخی سے مرتا ہے

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص		جز بفضلِ ایزد و انعام خاص
شہوت کے غلام کے خلاصی نہیں ہے		بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص انعام سے

در چہے افتاد کورا غور نیست		واں گناہ اوست جبر و جور نیست
وہ ایسے کنویں میں گرا ہے جس کی تہہ نہیں ہے		وہ اس کی خطا ظلم و زبردستی نہیں ہے

---

[1] تقلید نیست۔ یعنی عمل کا یہ اظہار لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں ہے بلکہ یہ میرا عین الیقین ہے۔ گر ہمی پرّم۔ قرب الٰہی کے نور کی وجہ سے میرا ہر کام علی وجہ البصیرت ہے۔ ماہم۔ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے نور کا کسب کرتا رہتا ہوں۔

[2] بیش ازیں۔ یعنی جس قدر میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ حدثوا الناس بما یعرفون فتحبّون ان یکذب اللہ و رسولہ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے یعنی عوام کے لئے ناقابل فہم باتیں کروگے تو وہ ان باتوں کی تکذیب کرینگے۔

[3] از غرض۔ یعنی میں اپنی ان باتوں پر دلائل تو قائم نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ ذوقی باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں اور چونکہ میں آزاد ہوں" آزاد شخص کی گواہی شریعت میں معتبر ہوتی ہے، جو خود اپنی جگہ دلیل ہوتی ہے۔ مسترق۔ رقیق یعنی غلام بنایا ہوا۔ کایں۔ یعنی غلام اور رقیق کو اگر اس کا آقا فقط حُر کہدے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام موت تک غلام رہتا ہے۔ چہ۔ یعنی گمراہی کا کنواں۔

در چہے انداخت اُو خود را کہ من　　درخور قعرش نمی یابم رسن[۱]

اسنے اپنے آپ کو ایسے کنویں میں گرا دیا ہے کہ مجھے　　اس کی گہرائی کے بقدر رسی نہیں ملتی ہے

چوں گناہ اُوست اے جاں چوں کنم　　کہ وُرا از قعرِ چہ بیروں کنم

جب اس کی خطا ہے اے پیارے! میں کیا کروں؟　　کہ اس کو کنویں کی گہرائی سے باہر نکالوں

بس کنم گر ایں سخن افزوں شود　　خود جگر چہ بود کہ خارا خوں شود

بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی　　تو جگر کیا ہوتا ہے سنگ خارا بھی خون بن جائے گا

ایں جگر ہا خوں نشد از سختی ست　　غفلت و مشغولی و بدبختی ست

یہ جگر خون نہ بنے اس کی وجہ سختی ہے　　غفلت اور مصروفیت اور بدبختی ہے

خوں[۲] شود روزیکہ خونش سود نیست　　خوں شو ایں وقتیکہ خوں مردود نیست

اس دن خون بنے گا جبکہ خون بننا مفید نہیں ہے　　اب اس وقت خون بن جبکہ خون بننا نامقبول نہیں ہے

چوں گواہی بندگاں مقبول نیست　　عدل آں باشد کہ بندہ غول نیست

جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے　　عدل وہ ہوگا جو شیطان کا غلام نہیں ہے

گفت اَرسلناک شاهداً در نذر　　زانکہ بُود از کون اُو حُر بن حُر

قرآن میں ارسلناک شاهدا فرمایا ہے　　کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے حر ابن حر تھے

چونکہ حُرم خشم کے بندد مرا　　نیست اینجا جز[۳] صفاتِ حق درآ

جبکہ میں حر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کب بنا سکتا ہے؟　　یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اندر آ

اندر آ کازاد کردت فضلِ حق　　زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق

اندر آ جا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے تجھے آزاد کر دیا ہے　　کیونکہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر سبقت لیکئی ہے

اندر آ اکنوں کہ رستی از خطر　　سنگ بودی کیمیا کردت گہر

اندر آجا، اب تو خطرے سے نجات پا گیا ہے　　تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے

رَستہ از کفر و خارستانِ اُو　　چوں گلے بشکفتہ در بستانِ اُو

تو کفر اور اس کے خارستان سے نجات پا گیا ہے　　اس کے باغ میں تو پھول کی طرح کھل گیا ہے

تو منی و من توام اے محتشم　　تو علیؓ بودی علیؓ را چوں کشم

تو میں اور میں تو ہے اے معزز!　　تو علیؓ تھا، علیؓ کو میں کیسے قتل کروں؟

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے　　آسماں پیمودہ در ساعتے

تو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے　　تو نے ایک گھڑی میں آسمان، ناپ ڈالا

---

۱ رسن۔ کنویں کی رسی۔ چوں کنم۔ میں کیا کروں۔ خود گرہ با علاج نیست۔ قعر چہ۔ کنویں کی گہرائی۔ ایں سخن یعنی گناہوں کی بناء پر قساوت قلبی کا بیان۔ خارا۔ پتھر کی ایک سخت قسم ہے۔ ایں جگر ہا۔ قرآن نے قساوت قلبی کا بیان کیا اور کفار کے دل خون نہ ہوئے اس کی وجہ ان کی قساوت قلبی کی انتہا تھی۔

۲ خوں شود۔ ان قسی القلب لوگوں کے جگر بھی خون ہونگے لیکن وہ قیامت میں ہونگے جبکہ ندامت اور خون جگر بہانے سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔ گواہی کیلئے عدالت شرط ہے جس کیلئے حریت ضروری ہے تو شیطان کا غلام عدل نہ کہلائے گا اور اس کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے "انا ارسلناک شاهداً" اے رسول! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ حر بن۔ حر۔ آزاد آزاد کا بیٹا

۳ جز صفات حق یعنی اب میں خدائی اخلاق اور صفات کا حامل ہوں۔ سبق۔ سبقت حدیث قدسی ہے ان رحمتی سبقت غضبی۔ بیشک میری رحمت میرے غضب پر سبق لے گئی ہے۔ خطر یعنی کفر اور قتل کے خطرات کیمیا یعنی فضل خداوندی۔ بستان۔ باغ یعنی بندگان خاص۔ تو منی۔ یعنی اب تو اور میں ہم مشرب اور ہم مذہب ہو گئے ہیں۔ معصیت قتل کا ارادہ جو مسلمان ہونے کا سبب بن گیا آسمان۔ یعنی انتہائی عروج میں حاصل ہو گیا۔

بس خجستہ[1] معصیت کاں مرد کرد — نے زخارے بردمد اوراق ورد
وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی — کیا گلاب کی پھول پتیاں کانٹے سے نہیں نکلتی ہیں؟

نے عمر را قصد آزار رسول — می کشیدش تابدر گاہ قبول
کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ستانے کا ارادہ — قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

نے بسحر ساحراں فرعون شاں — می کشید و گشت دولت عون[2] شاں
کیا فرعون نے جادوگروں کو ان کے جادو کی وجہ سے — نہیں بلایا، اور خوش نصیبی ان کی مددگار نہ بنی

گر نبودے سحر شان و آں جحود — کے کشیدے شاں بفرعون عنود
اگر ان کا جادو اور ان کی سرکشی نہ ہوتی — منادی فرعون انہیں کب بلاتا؟

کے بدیدندے عصا و معجزات — معصیت طاعت شد اے قوم عصات[3]
وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟ — اے نافرمانو! معصیت، طاعت بن گئی

نا امیدی را خدا گردن زدست — چوں گناہ و معصیت طاعت شدست
نا امیدی کو خدا نے فنا کر دیا ہے — جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

چوں مبدل می کند او سیئات — عین طاعت می کند رغم و شات
جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دینا چاہتا ہے — تو (انکو) چغلخوروں کے علی الرغم میں طاعت بنا دیتا ہے

زیں شود مرجوم شیطان رجیم — وزحسد او بطرقد گردو دو نیم
اس سے شیطان رجیم مزید سنگسار ہو جاتا ہے — اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بنجاتا ہے

او بکوشد تا گنا ہے آورد — زاں گنہ مارا بچاہے آورد
وہ کوشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ کرائے — اس گناہ کی وجہ سے ہمیں کنویں میں گرا دے

چوں بہ بیند کاں گنہ شد طاعتے — گردد اورا نا مبارک ساعتے
جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طاعت بن گیا — اس کے لئے بڑا منحوس وقت ہوتا ہے

اندر آ من در کشادم مر ترا — تف زدی و تحفہ دادم مر ترا
اندر آجا، میں نے تیرے لئے دروازہ کھولدیا ہے — تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

من جفاگر راچنیں ہامی دہم — پیش پائے حب چساں سر می نہم
(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں — (اندازہ لو) محبت کے قدموں پر کسطرح جھکوں گا

پس وفا گر راچہا بخشم بداں — گنجہا و ملکہائے جاوداں
پس وفادار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو — خزانے اور لازوال ملک (دونگا)

[1] خجستہ۔ بابرکت۔ اوراق۔ ورد۔ گلاب کے پھول کی پتیاں۔ نے وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جن میں گناہ نجات کا سبب بنا ہے عمر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضورؐ کو ایذا پہنچانے چلے تھے اور مسلمان ہو گئے۔ فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ کیلئے آئے اور مسلمان ہو گئے۔

[2] عون۔ مددگار۔ جحود۔ انکار کفر۔ عنود۔ سرکش۔ عصا۔ حضرت موسیٰ کا عصا۔

[3] عصات۔ عاصی کی جمع ہے یعنی گنہگار چوں گناہ جب اللہ کے کرم سے سیئات بھی حسنات بن جاتے ہیں تو گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ سیئات۔ [illegible] کی جمع ہے گناہ۔ وشات۔ واشی کی جمع ہے چغلخور یعنی مخالف۔ رغم۔ خاک آلود ہونا یعنی کسی کی منشاء کے خلاف کام کا ہونا۔ زیں۔ شود۔ شیطان کا مقصد گناہ کرا کر تباہ کرنا ہے جب گناہ طاعت بن جاتا ہے تو اس کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ تف۔ تھوک۔ پس۔ یعنی جب مخالفوں سے یہ برتاؤ ہے تو دوستوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرونگا۔

جاودانہ بادشاہی بخششم ۔ آنچہ اندر وہم ناید بدہمش
اس کو لا زوال بادشاہی بخشوں گا ۔ جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اس کو وہ دوں گا

من چناں مردم کہ بر خونی[1] اخویش ۔ نوشِ لطف من نشد در قہر نیش
میں ایسا مرد ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی ۔ میری مہربانی کا شہد، قہر کا ڈنک نہیں بنا

گفتنِ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشِ رکابدارِ[2] امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کشتنِ علی رضی اللہ عنہ بر دستِ تو خواہد بُود خبرت کردم

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہو گی میں نے تجھے بتا دیا ہے

گفت پیغمبر بگوشِ چاکرم ۔ کو برد روزے زگردن ایں سرم
میرے غلام کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ۔ کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کرد آگہ آں رسول از وحیِ دوست ۔ کہ ہلاکم عاقبت بر دست اوست
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا ۔ کہ میری ہلاکت انجام کار اس کے ہاتھ سے ہو گی

او ہمی گوید بکش پیشیں مرا ۔ تا نیاید از من ایں مُنکر خطا
وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالئے ۔ تاکہ ایسی بری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چو مرگ من زتست ۔ باقضا من چوں توانم حیلہ جست
میں (اس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت تیرے ساتھ سے ہے ۔ قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں؟

او ہمی افتد بہ پیشم کاے کریم ۔ مر مرا کن از برائے حق دو نیم
وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! ۔ خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تا نیاید بر من ایں انجام بد ۔ تا نسوزد جانِ من بر جانِ خود
تاکہ میرا یہ برا انجام نہ ہو ۔ تاکہ میں اپنے اوپر نہ جلوں

من ہمی گویم برو جفّ[3] القلم ۔ زاں قلم بس سرنگوں گردد علم
میں کہتا ہوں، جا قلم خشک ہو چکا ہے ۔ اس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگوں ہوئے ہیں

ہیچ بغضے نیست در جانم زتو ۔ زانکہ ایں را من نمیدانم زتو
میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے ۔ اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف [illegible] ہوں

---

[1] خونی۔ قاتل۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ نیش۔ ڈنک۔ ڈنک۔

[2] رکابدار۔ خادم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ جو کہ صحابی نہ تھا۔ اس صورت میں اس قصہ کی تصدیق صحیح روایات سے نہیں ہوتی ہے۔ چاکر۔ خادم۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ تو۔ یعنی وہی خادم۔ منکر خطا۔ بڑی خطا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل۔ حیلہ۔ تدبیر۔

[3] جف القلم۔ حدیث شریف میں ہے "جف القلم بما انت لاق" جو تیرے ساتھ ہونے والا ہے اس کو لکھ کر قلم قدرت خشک ہو چکا ہے۔ یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں مٹ سکتا ہے۔ سرنگوں۔ یعنی اقبال مند، ادبار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ علم۔ جھنڈا۔

آلت اِحقّی تو، فاعل دست حق ۔۔۔ چوں زنم بر آلت حق طعن و دق

(تو اللہ تعالیٰ کا آلہ کار ہے اور کرنیوالا خدا ہے ۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ کے آلہ پر نیزہ زنی اور کرزرانی کیسے کروں؟

گفت اُو پس آں قصاص از بہر چیست ۔۔۔ گفت ہم از حق و آں سرِّ خفیست

اس نے کہا "تو پھر خون کا بدلہ کیوں ہے؟" ۔۔۔ کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کیجانب سے ہے اور وہ مخفی راز ہے

گر کند بر فعلِ خود حق اعتراض۲ ۔۔۔ زاعتراضِ خود برویا ندریاض

اگر اللہ (تعالیٰ) اپنے فعل پر اعتراض کرتا ہے ۔۔۔ اپنے اعتراض سے وہ باغ اگا دیتا ہے

اعتراض اُورا رسد بر فعلِ خود ۔۔۔ زانکہ در قہر ست و در لطف اُو احد

اس کو اپنے کام پر اعتراض کا حق ہے ۔۔۔ کیونکہ وہ قہر اور مہر میں یگانہ ہے

اندریں شہرِ حوادث میر اُوست ۔۔۔ در ممالک مالک تدبیر اُوست

حوادث کی اس دنیا میں وہی حکمراں ہے ۔۔۔ ملکوں میں وہی تدبیر کا مالک ہے

آلتِ خود را اگر خود بشکند ۔۔۔ آں شکستہ گشتہ را نیکو کند

اگر وہ اپنے آلہ کو خود توڑ دیتا ہے ۔۔۔ اس ٹوٹے ہوئے کو خوب جوڑ دیتا ہے

رمزِ ننسخ آیۃً اَو ننسہا ۔۔۔ نأتِ خیراً درعقب می‌داں مہا!

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا کے اشارے ۔۔۔ کے بعد نات بخیر منھا کو سمجھ لے اے بزرگ!

ہر شریعت راکہ حق منسوخ کرد ۔۔۔ اوگیا بُرد و عوض آوَرد ورد

جس شریعت کو خدا نے منسوخ کیا ہے ۔۔۔ اس نے گھاس کو ختم کیا ہے اور بدلے میں گلاب لایا ہے

شب کند منسوخ نورِ روز را ۔۔۔ چوں جمادے داں خرد افروز را

رات، دن کی روشنی کو منسوخ کر دیتی ہے ۔۔۔ عقلمند کو پتھر کی طرح سمجھ

باز شب منسوخ شد از نورِ روز ۔۔۔ تا جمادی سوخت زاں آتش فروز

پھر دن کی روشنی سے رات منسوخ ہوئی ۔۔۔ یہانتک کہ اس حرارت پیدا کرنے والے کیوجہ سے پتھریلا پن ختم ہوگیا

گرچہ۳ ظلمت آمد آں نوم و سُبات ۔۔۔ نے دروں ظلمت ست آبِ حیات

اگرچہ نیند اور رات کا سکون تاریکی ہے ۔۔۔ (تو) کیا آبِ حیات تاریکی میں نہیں ہے؟

نے دراں ظلمت خردہا تازہ شد ۔۔۔ سکتہ سرمایۂ آوازہ شد

کیا اس تاریکی میں عقلیں تازہ نہیں ہو گئیں ۔۔۔ کیا خاموشی، شہرت کا سرمایہ نہیں بنی؟

کہ زضد ہا ضد ہا آید پدید ۔۔۔ در سویدا روشنائی آفرید

کیونکہ اضداد سے اضداد پیدا ہوتے ہیں ۔۔۔ دل کے کالے نقطہ میں نور پیدا فرمایا ہے

---

۱ آلت۔ اوزار، آلۂ کار۔ قصاص خون بدلہ۔ یعنی جبکہ قاتل خود نہیں قتل کرتا ہے تو قاتل سے بدلہ کیوں لیا جاتا ہے۔ جواب۔ قاتل کو مصدرِ قتل سے قتل کرنے کے بطور محض یہ قتل کر دیتا ہے اور جب اس کا قتل صادر ہو چکا تو اس کا اختیار بھی کار فرما ہوا لہٰذا اب اس کا قتل عین حکمت ہے دوسری یہ بات ہے کہ بہرحال وہ ایک آلۂ صدورِ قتل ہے قتل بھی اور بعد میں بھی اور اللہ نے اب قصاصاً اس کو قتل کرنے کا حکم فرما دیا تو اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے ایک آلہ کو خود توڑ ڈالے۔

۲ اعتراض۔ یعنی اپنے کسی کو اب خلاف مصلحت قرار دیدے اور اس کی بجائے دوسرا حکم دیدے تو وہ اس دوسرے حکم پر مصلحتوں کے باغ کھلا دیتا ہے۔ نسخ۔ تشریع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ مصلحتوں سے پر ہوتی ہے۔ خود فرمایا ہے۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا۔ "ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں"۔ شب کند۔ تکوینیات میں بھی جب اللہ کوئی تغیر فرماتا ہے تو اسمیں مصلحت ہوتی ہے۔ چوں۔ عقل انسانی بیکار ہو کر پتھر جیسی ہو جاتی ہے۔

۳ گرچہ ظلمت۔ بظاہر نور کی تبدیلی کے بعد ظلمت کی آمد کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن جانداروں کو حقیقتاً اسی سے آبِ حیات حاصل ہوتا ہے اور تمام قوٰی از سرِ نو تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ سکتہ۔ رات میں انسان خاموش رہا عقل خود تازہ ہوئی جو اس کی شہرت کا سبب بنی ہے کہ۔ زضدہا۔ یہاں سے مولانا نے دیگر تغیرات کا ذکر فرمایا ہے جو چیزیں باہمی مقابل میں ہیں۔ ایک چیز جاتی ہے تو اس کے مقابلہ کی دوسری چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ سویدا۔ کالا نقطہ۔ اس سے قلب کا کالا نقطہ اور نور سے نور عقل مراد ہے۔ یا سیاہ پتلی اور نور سے نورِ نظر مراد ہے۔

جنگ ۱ پیغمبر مدارِ صلح شد　　صلح ایں آخر زماں زاں جنگ بُد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جنگ صلح کا دارومدار ہوئی　　اس آخیر زمانہ کی صلح، اسی جنگ کی وجہ سے تھی

صد ہزاراں سر بُرید آں لساں　　تا اماں یابد سرِ اہلِ جہاں
اس محبوب نے لاکھوں سر قلم کر دیئے　　تاکہ دنیا والوں کے سروں کو امن حاصل ہو

باغباں زاں می بُرد شاخِ خضر　　تا بیابد نخل قامتہا و بر
باغبان سبز شاخ اس لئے کاٹ دیتا ہے　　تاکہ کھجور قد اور پھل حاصل کرے

می کَند از باغ آں دانا حشیش　　تا نماید باغ و میوہ خرمیش
وہ سمجھدار باغ میں سے گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے　　تاکہ باغ اور پھل اپنی تروتازگی نمایاں کر سکے

می کَند دنداں بدرا آں طبیب　　تا رہد از درد و بیماری حبیب
مریض دانت وہ ڈاکٹر اکھاڑ دیتا ہے　　تاکہ دوست درد اور بیماری سے نجات پا جائے

پس زیادتہا درونِ نقصہا ست　　مر شہیداں را حیات اندر فناست
پس نقصانوں میں ترقیاں (مضمر) ہیں　　شہیدوں کی زندگی، فنا ہو جانے میں ہے

چوں بُریدہ گشت حلقِ رزق خوار　　یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ آید گوار ۲
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا　　تو یرزقون یفرحون خوشگوار ہو کر آجاتا ہے

حلقِ حیواں چوں بُریدہ شد بعدل　　حلقِ انساں رُست و افزائید فضل
جانور کا گلا جب انصاف سے کاٹا گیا　　انسان کے حلق نے نشونمایائی اور اس کی فضیلت بڑھ گئی

حلقِ انساں چوں بُریدہ شد ببیں　　تا چہ زاید کُن قیاس آں را بدیں
جب انسان کا گلا کٹا، غور کر　　وہ کیا اضافہ کرے گا، اس کو اسپر قیاس کر لے

حلقِ ۳ ثالث زاید و تیمارِ اُو　　شربتِ حق باشد و انوارِ اُو
تیسرا حلقوم پیدا کرے گا اور اس کی تیمارداری　　اللہ (تعالیٰ) کے شربت اور اس کے انوار سے ہوگی

حلقِ ببریدہ خورد شربت ولے　　حلق از لا رُستہ مُردہ در بلے
کٹا ہوا حلقوم شربت پیتا ہے، لیکن　　وہ حلق جو لا سے آزاد ہو گیا ہو اور بلیٰ میں فنا ہو گیا ہو

بس کُن اے دوں ہمّت کوتہ بناں　　تا کیت باشد حیاتِ جاں بناں
اے کوتاہ ذات اور کوتاہ دست! بس کر　　روٹی کے ذریعہ تیری جان کی زندگی کب تک رہیگی؟

زاں نداری میوہ مانند بید　　کابرو بُردی پئے نانِ سپید
بید کی طرح تو بے ثمر اسی وجہ سے ہے　　کہ تو نے سفید روٹی کے لئے آبرو ختم کر دی ہے

۱ جنگ پیغمبر۔ آنحضور کے جس قدر غزوات ہیں ان میں بظاہر تخریب ہے لیکن در اصل تعمیر ہے۔ باغباں۔ مالی شاخیں تراشتا ہے اور گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے۔ اس کی وجہ سے باغ میں پھل اور پھول کی کثرت ہوتی ہے۔ می کَند۔ طبیب دانت اکھاڑتا ہے لیکن مصلحت یہ ہوتی ہے کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔ یعنی محبوب بیمار۔ پس۔ بہت سی چیزیں ان میں جو نقصان نظر آتے ہیں وہی اضافوں کا سبب ہیں مثلاً انسان شہید ہو کر بقاء دوام حاصل کر لیتا ہے۔

۲ گوار۔ شہیدوں کے بارے میں آیت یرزقون فرحین نازل ہوئی ہے۔ یعنی ان شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ حلق حیوان۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح ہوتا ہے اور انسان اس کو کھاتا ہے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اشرف المخلوقات کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ انسان کا حلق اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے تو اسپر قیاس کر لو اس کو کیا فضیلتیں حاصل ہونگی۔ بدیں۔ بایں۔

۳ حلق ثالث۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا حلقوم اللہ کے نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک ایسا حلقوم عنایت ہو جائیگا جو اللہ کے انوار اور شربت پئے گا۔ لا۔ یعنی غیر اللہ کی نفی۔ بلے یعنی اس نے اللہ کی ربوبیت کا پورا اقرار کیا ہو۔ بناں۔ سر انگشت یعنی ہاتھ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔

گرندارد صبر زیں ناں جانِ حس	کیمیا[1] را گیر و زر گرداں تو مس
اگر حس کی جان اس روٹی سے صبر نہیں کرتی ہے	کیمیا حاصل کر، اور تو تانبے کو سونا بنا دے
جامہ شوئی کرد خواہی اے فلاں	رُو مگرداں از محلّہ گاز راں
اے فلاں! اگر تو کپڑے صاف کرنا چاہتا ہے	تو دھوبیوں کے محلّے سے روگردانی نہ کر
گرچہ ناں بشکست مر روزہ ترا	در شکستہ بند پیچ و بر ترآ
اگرچہ روٹی نے تیرا روزہ توڑ دیا ہے	ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والے سے لپٹ جا اور آگے بڑھ
چوں شکستہ بند آمد ست اُو	پس رفو آید یقیں زا شکستِ اُو
جب اس کا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا ہے	تو اس کا توڑنا یقیناً، جوڑنا ہو گا
گر تو آں را بشکنی گوید بیا	تو درستش کن نداری دست و پا
اگر تو خود اس کو توڑے گا، وہ کہے گا، آجا	تو اس کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
پس شکستن حق اُو باشد کہ اُو	مر شکستہ گشتہ را داند[2] رفو
توڑنا اس کے لئے مناسب ہے جو	ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا
آنکہ داند دوخت اُو داند درید	ہرچہ اُو بفروخت نیکو تر خرید
جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے	جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے
خانہ را کند وچو جنت ساخت او	پست کرد و بر فلک افراخت اُو
گھر کو اجاڑا اور اس کو جنت بنا دیا	اُس کو ڈھایا اور آسمان تک بلند کر دیا
خانہ راویراں کند زیرو زبر	پس بیک ساعت کند معمور تر
گھر کو ویران اور زیرو زبر کرتا ہے	پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے
گر یکے راسر ببرد از بدن	صد ہزاراں سر بر آرد در زمن
اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے	فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے
گر نفرمودے قصاصے بر جُنات	خود[3] نگفتے فی القصاص آمد حیات
اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا	(اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے
خود کہ را زہرہ بُدے تا اُوز خود	براسیرِ حکمِ حق تیغے زند
کس کی طاقت ہو گی کہ وہ از خود	اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پر تلوار چلائے
زانکہ داند ہر کہ چشمش راکشود	کاں کُشندہ سخرۂ تقدیر بُود
اسلئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی ہے	کہ وہ قاتل تقدیر کے تابع تھا

۱ کیمیا۔ یعنی اگر تو خود ترک دنیا نہیں کر سکتا تو کسی شیخ کا ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تانبے کو سونا بنا دیگا۔ جامہ شوئی یعنی گناہوں سے اپنا دامن پاک کرنے۔ گازراں۔ گازر کی جمع ہے دھوبی یعنی وہ شیخ کامل جو تجھے گناہوں سے پاک کردے۔ ناں۔ روٹی یعنی دنیاوی لذتیں روزہ یعنی پرہیزگاری۔ شکستہ بند ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالا یعنی شیخ۔ کامل گر تو اگر تو خود تقویٰ حاصل کرنیکی کوشش کریگا تو کوئی کوئی شیخ کامل تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ پس شکستن۔ اصلاح باطن کرنا شیخ کامل ہی کا کام ہے۔

۲ رفو۔ سینا یعنی جوڑنا۔ خانہ۔ ایک ماہر کاریگر گھر کھودڈالتا ہے تو پھر اس کو جنت نشان بنا دیتا ہے۔ برارد۔ پیدا کند یعنی ایک بری عادت چھڑا کر لاکھوں بھلی عادتیں پیدا کر دیتا ہے۔ در زمن فوراً جنات۔ جانی کی جمع ہے۔ مجرم۔ خود نگفتے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۳ ولکم فی القصاص حیوۃ تمہارے لئے قصاص میں زندگیانی ہے۔ اس شعر سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ شروع ہوا ہے خو کرا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا قاتل جو تقدیر کا اسیر ہے اس کو بغیر حکم خداوندی کون مار سکتا تھا۔ زہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔ چشم کشودن۔ غور کرنا، کشندہ۔ قاتل۔ سخرہ۔ مجبور۔

ہر کرا آں حکم ا بر سر آمدے	بر سرِ فرزند خود تیغے زدے
جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا	(وہ) اپنے لڑکے کے سر پر تلوار مارتا
رَو بترس وطعنہ کم زن بر بداں	پیشِ دامِ حُکمِ عجزِ خود بداں
جا ڈر اور بروں پر طعنہ زنی نہ کر	اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے جال کے سامنے اپنا عجز سمجھ
پیشِ حُکمِ حق بنہ گردن زجاں	تسخر و طعنہ مزن بر دیگراں
دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جھکا دے	دوسروں پر مذاق اور طعنہ زنی نہ کر

تعجب کردن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام از ضلالت ابلیس لعین وعُجب آوردنِ اُو

ابلیس لعین کی گمراہی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تعجب کرنا اور ان کا غرور کرنا

روزے آدم بر بلیسے ۲ کو شقی ست	از حقارت وز زیافت بنگریست
ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بدبخت ہے	حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا
خویش بینی کردو آمد خودگزیں	خندہ زد بر کارِ ابلیسِ لعیں
(انہوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے	ابلیس لعین کے کام کی ہنسی اڑائی
بانگ بر زد غیرتِ حق کائے صفی	تو نمیدانی زاسرارِ خفی
غیرت حق نے پکارا کہ اے برگزیدہ!	تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے
پوستیں را باژ گونہ گر کنم	کوہ را از بیخ و از بن بر کنم
اگر میں پوستین کو الٹ دوں	(تو) پہاڑ کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ ڈالوں
پردۂ صد آدم آندم بر درم	صد بلیسِ نو مسلماں ۳ آورم
فوراً سینکڑوں آدموں کی پردہ دری کردوں	سینکڑوں شیطانوں کو نو مسلم کردوں
گفت آدم توبہ کردم زیں نظر	ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر
(حضرت) آدم نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی	پھر کبھی ایسی گستاخی کو خیال میں بھی نہ لاؤں گا
یارب ایں جرأت زبندہ عفو کن	توبہ کردم می نگریم زیں سخن
اے خدا! بندہ کی اس جرأت کو معاف کردے	میں نے توبہ کی میری اس بات ...
یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اھْدِنَا	لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا
اے فریادیوں کے فریاد رس! ہم کو ہدایت دے	علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

۱ حکم۔ یعنی تقدیر الٰہی کا حکم، یعنی اگر بیٹے کا قتل باپ کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے تو شفقت پدری اس کو نہیں روک سکتی ہے۔ دام حکم۔ یعنی تقدیر خداوندی کا جال یعنی بروں کا مذاق اڑانا بڑا خطرناک ہے۔ توبہ کردن۔ اس قصہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی کے گناہ پر مذاق نہ اڑانا چاہیے اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

۲ بلیس۔ ابلیس، شیطان شقی۔ بدبخت۔ زیافت کھوٹا پن۔ خویش بینی۔ غرور، تکبر خودگزیں۔ خود پسند۔ صفی۔ منتخب صفی اللہ حضرت آدم کا لقب ہے خفی۔ پوشیدہ باژگونہ۔ الٹا پوستیں باژگونہ کردن۔ حالات کو الٹ دینا باطن کو ظاہر کردینا۔ بن۔ جڑ

۳ نومسلماں وہ شخص جو کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ نظر یعنی خود بینی۔ غیاث۔ فریادرس۔ مستغیثین۔ مستغیث کی جمع ہے فریاد۔ افتخار۔ فخر کرنا۔ غنا۔ مالداری۔

لَا تُزِغْ قُلُوبًا ہَدَیْتَ بِالْکَرَمْ — وَاصْرِفِ السُّوءَ الَّذِیْ خَطَّ الْقَلَمْ
کرم کرکے جس دل کو تو نے ہدایت دی ہے اس کو کج نہ کر — اور اس برائی کو پھیر دے جو قلم نے لکھدی ہے

بگذراں از جانِ ما سُوءُ الْقَضَا — وامبر ما را ز اخوانِ الصّفا
بری تقدیر کو ہماری جان سے ٹالدے — ہمیں اہل اللہ سے جدا نہ کر

تلخ تر از فرقتِ تو ہیچ نیست — بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست
تیری جدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں ہے — تیری پناہ کے بغیر سوائے الجھن کے کچھ نہیں ہے

رختِ ما ہم رختِ ما را راہزن — جسمِ ما مُز جانِ ما را جامہ کن
ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے — ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان رساں ہے

دستِ ۲ ما چوں پائے ما رامی خورد — بے امانِ تو کسے چوں جاں برد
جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے پاؤں کو کھاتا ہے — تیری اماں کے بغیر کوئی کسطرح جان بچا سکتا ہے؟

در بَرد جاں زیں خطر ہائے عظیم — بُردہ باشد مایۂ اِدبار و بیم
اگر ان بڑے خطروں سے جان بھی بچالی — تو بدبختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

زانکہ جاں چوں واصلِ جاناں نبُود — تا ابد با خویش کورست و کبود
اسلئے کہ جان کا جب تک محبوب سے وصال نہ ہو — قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نور ہے

چوں تو ندہی راہ جاں خود بُردہ گیر — جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر
جب تو راستہ نہ دے جان کا بچنا فرضی بات ہے — وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو، اس کو مردہ سمجھنا چاہیے

گر تو طعنہ می زنی بر بندگاں — مر ترا آں می ۳ رسد اے کامراں
اگر تو بندوں پر طعنہ زنی کرے — اے مختار! یہ تیرا حق ہے

ور تو ماہ و مہر را گوئی خِفا — ور تو قدِ سرو را گوئی دوتا
اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے — اگر تو سرو کے قد کو جھکا ہوا کہے

ور تو چرخ و عرش را خوانی حقیر — ور تو کان و بحر را گوئی فقیر
اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے — اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

آں بہ نسبت با کمالِ تو رواست — ملکِ اکمال و فناہا مر تراست
یہ بات تیرے کمال کے پیش نظر درست ہے — مکمل کرنے اور فنا کرنے کی ملکیت تیری ہی ہے

کہ تو پاکی از خطر وز نیستی — نیستاں را موجد و مفنیستی
کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے — معدوم کو موجود کرنیوالا ہے اور فنا کرنیوالا ہے

---

۱ لا تزغ۔ کج نہ کر ہو۔ برائی قلم یعنی قلم تقدیر۔ بگذراں۔ ٹال دے۔ وامبر۔ جدا نہ کر۔ اخوان الصفا۔ صاف دل لوگ، اہل اللہ۔ رخت۔ سامان، یعنی دنیاوی لذتیں۔ جامہ کن۔ کپڑے اتارنیوالا۔

۲ دست ما۔ یعنی ہماری مصروفیت راہِ سلوک میں نہیں چلنے دیتی۔ ادبار۔ نحوست۔ بیم۔ خوف، یعنی وہ جان جو محبت الٰہی سے خالی ہے اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ ایسی جان تو ادبار اور خوف کا سرمایہ ہے۔ کور و کبود۔ بے نور و تاریک۔ راہ۔ راہ نجات، یعنی جب اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ دے تو جان کا بچنا فرضی اور غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان تو خود مردہ ہے۔

۳ ترا می رسد۔ تجھے حق حاصل ہے۔ کامراں۔ کامیاب۔ خفا۔ مخفی، پوشیدہ۔ دوتا۔ دوہرا، کبڑا۔ پاکی۔ تو پاک ہے۔ خطر۔ احتمال عدم۔ نیستاں۔ نیست ہا۔ مفنی۔ فنا کرنیوالا۔

آنکہ رویا نید ۱ داند سوختن | وانکہ بدرید ست داند دوختن
جس نے اگایا ہے وہ جلانا جانتا ہے | جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مر باغ را | باز رویاند گل صباغ را
ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے | پھر رنگ آمیز پھول اگا دیتا ہے

کاے بسوزیدہ بروں آ تازہ شو | بار دیگر خوب و خوش آوزہ شو
کہ اے جلے ہوئے باہر آ، تر و تازہ ہو جا | دوبارہ خوبصورت بن اور مشہور ہو جا

چشم نرگس کور شد بازش بساخت | حلق نے ببرید و بازش خود نواخت
نرگس کی آنکھ اندھی ہوئی اس کو پھر بنا دیا | بانسری کا حلق پھاڑ دیا پھر اس کو بجا دیا

ماچو مصنوعیم ۲ و صانع نیستیم | جز زبون و جز کہ قانع نیستیم
ہم چونکہ بنائے ہوئے ہیں اور بنانیوالے نہیں ہیں | سوائے ناچیز اور سوائے اس وجہ پر قانع ہونیکے کچھ نہیں ہیں

ماہمہ نفسی و نفسی می زنیم | گر نخواہی ماہمہ آہرمنیم
ہم سب نفسی نفسی پکارتے ہیں | اگر تو نہ چاہے ہم سب شیطان ہیں

زاں زآہرمن رہید ستیم ما | کہ خریدی جان ما را از عمی ۳
ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے | کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن سے بچالیا ہے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست | بے عصا و بے عصا کش کور چیست
جس کی زندگی ہے تو اس کیلئے لاٹھی پکڑنیوالا ہے | لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے؟

غیر تو ہر چہ خوش ست و ناخوش ست | آدمی سوز ست و عین آتش ست
تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے | آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم آگ ہے

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد | ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی | وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بنگیا

کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ | اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ ھَاطِلٌ
اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے | بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا ہے

بازگشتن بحکایت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

ومسامحت کردن او با خونی درکابدار خویش

اور ان کا اپنے قاتل اور اپنے خادم سے چشم پوشی برتنا

---

۱ رویانیدن۔ اگانا۔ صباغ۔ رنگریز۔ گل صباغ۔ وہ پھول جو اپنی خوشرنگی کی وجہ سے باغ کی زینت ہو۔ آوازہ۔ شہرت۔ بازش۔ اس کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا۔

۲ مصنوع۔ بنایا ہوا، مخلوق۔ صانع۔ بنانے والا، خالق۔ زبوں۔ کمزور، ناچیز۔ نفسی نفسی زدن۔ حاجت کا اظہار کرنا۔ اہرمن۔ اہرمن۔ شیطان۔

۳ عمی۔ اندھاپن۔ عصا کش۔ اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔ کور چیست۔ اندھا بالکل بیکار ہے چل پھر نہیں سکتا ہے۔ ما خلا۔ علاوہ۔ غیم۔ ابر۔ ہاطل۔ برسنے والا۔ مسامحت۔ چشم پوشی۔ رکابدار۔ خادم

باز روسوئے علیؓ و خونیش — واں کرم با خونی و افزونیش

(حضرت) علیؓ اور ان کے قاتل (قصہ) کی طرف پھر چل — اور قاتل پر ان کے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف (چل)

گفت ۱ دشمن را ہمی بینم بچشم — روز و شب بروے ندارم ہیچ خشم

کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھتا ہوں — شب و روز، اس پر کوئی غصہ نہیں کرتا ہوں

زانکہ مرگم ہمچو جاں خوش آمدست — مرگ من در بعث چنگ اندر زدست

کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے — میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے

مرگ بے مرگی بود مارا حلال — برگ بے برگی بود مارا نوال

بغیر موت کے موت، ہمارے لئے حلال ہے — بے نوائی کا سامان ہمارے لئے عطیہ ہے

برگ بے برگی ترا چوں برگ شد — جان باقی یافتی و مرگ شد

بے نوائی کا سامان جب تیرے لئے سامان ہوگیا — تو تو نے حیات جاودانی پالی اور موت ختم ہوگئی

آنچہ خوف دیگراں آں امن تست — بط قوی در بحر مرغ خانہ سست

جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن ہوگیا — دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور پالتو مرغ سست ہوتا ہے

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی — ظاہرش ابتر نہاں پایندگی

اس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے — بظاہر وہ تباہی ہے باطن وہ بقا ہے

از رحم ۲ زادن جنیں را رفتن ست — در جہاں اورا ز نو بشکفتن ست

بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اس کا) سفر ہے — اس کا دنیا میں از سر نو کھلنا ہے

چوں مرا سوئے اجل عشق و ہواست — نہی لا تلقوا بایدیکم مراست

چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے — اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی ممانعت میرے لئے ہے

آنکہ مردن پیش جانش تہلکہ است — امر لا تلقوا نگیرد او بدست

جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے — وہ لا تلقوا کے حکم پر عامل نہیں ہے

آنکہ ۳ مردن پیش او شد فتح باب — سارعوا آمد مر او را در خطاب

جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے — اس کے لئے "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

زانکہ نہی از دانۂ شیریں بود — تلخ را خود نہی حاجت کے شود

اس لئے کہ ممانعت تو میٹھے دانہ سے ہوتی ہے — کڑوے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے

دانہ کش تلخ باشد مغز و پوست — تلخی و مکروہیش خود نہی اوست

جس دانہ کا گودا اور چھلکا کڑوا ہو — اس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

---

۱ گفت یعنی حضرت علیؓ نے اپنے مقاتل سے کہا۔ خشم یعنی اپنے ازلی مدعا میں موت سے مرگی۔ حدیث شریف میں ہے موتو قبل ان تموتوا۔ مرجاؤ قبل اس کے مرو۔ بیعرنی۔ بے نوائی بے سروسامانی یہ مولانا کا مقولہ ہے آنچہ موت کافروں کے لئے باعث خوف اور مومن کیلئے باعث امن ہے جیسا کہ دریا بطخ کیلئے قوت کا سبب اور پالتو مرغ کیلئے کمزوری کا سبب ہے۔

۲ از رحم بچہ کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا اس کا انتقال ہے اور اسی سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ نہی۔ قرآن پاک میں ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو مولانا نے ہلاکت سے معنی موت کے لئے ہیں اور ایک حدیث میں اس سے معنی ترک جہاد کے بتائے گئے ہیں۔ یہ بات سمجھنی چاہیے کہ نہی ان چیزوں کیلئے ہوتی ہے جنکی طرف انسان کو رغبت ہو ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت چونکہ میرے لئے مرغوب ہو چکی ہے اسلئے لا تلقوا کا خطاب میرے اور مجھ جیسوں کیلئے ہے جو لوگ موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ دراصل اس نہی کے مخاطب نہیں بن سکتے اور نہ وہ اس نہی پر عامل کہے جائیں گے۔

۳ آنکہ جو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں اور وصال کے جویاں ہیں ان کے لئے موت ہی ذریعہ وصال ہے وہ سارعوا کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور لا تلقوا کی نہی پر عمل کرنے میں معذور ہیں۔ سارعوا۔ جلدی کرو یعنی موت کے طالب ہو۔ زانکہ یہ اوپر سے لازم ہے اور میرے شعر کی دلیل اور وضاحت ہے یعنی مرغوب چیز سے ممانعت ہوا کرتی ہے مکروہ کیلئے ممانعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

دانۂ امُردن مرا شیریں شدست بَلْ هُمْ اَحْيَاءٌ پۓ من آمدست

موت کا دانہ میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے "بلکہ وہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ لَائِمًا اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ دَائِمًا

اے میرے معتمدو! مجھ کو ملامت کرتے ہوئے قتل کر ڈالو بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ یَافَتٰی کَمْ اُفَارِقُ مَوْطِنِیْ حَتّٰی مَتٰی

اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں!

فُرْقَتِیْ لَوْلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَا السُّکُوْنِ ۲ لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

اگر اس سکونت میں میری جدائی نہ ہوتی تو (اللہ تعالیٰ) نے فرماتا ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

راجع آں باشد کہ باز آید بشہر سوئے وحدت آید از تفریق دہر

لوٹنے والا تو وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں واپس آئے زمانہ کے فراق سے وصال کی طرف آئے

ایں سخن پایاں ندارد چاکرم چوں شنید ایں سر زسید گشت خم

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے میرے خادم نے آنحضور نے جب یہ راز سنا (شرم سے) جھک گیا

افتادن رکابدار ہر بار در پائے امیر المومنین علیؓ کہ اے امیر المومنین مرا بکش وازیں قضا باز رہاں

ہر دفعہ خادم کا امیر المومنینؓ کے پاؤں میں گرنا کہ اے امیر المومنینؓ مجھے مار ڈالیے اور اس تقاضائے خداوندی سے چھڑا دیجئے

آمد و در خاک پیشم اوفتاد دمبدم ۳ در پائے من سر می نہاد

وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا اس نے بار بار میرے قدموں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زودم بکش تانہ بینم آں دم و وقت تُرش

پھر آیا کہ اے علیؓ! مجھے جلد قتل کر دیجئے تاکہ وہ برا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کنم خونم بریز تانہ بیند چشم من آں رستخیز

میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے تاکہ میری آنکھ وہ قیامت نہ دیکھے

گفت ار ہر ذرہ خونی شود خنجر اندر کف بقصد تو بود

(حضرت علیؓ نے) فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے تیرے لئے اس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سر مو از تو نتواند برید چوں قلم بر تو چناں خطّے کشید

تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھدیا ہے

---

۱ دانہ مردن۔ یہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے۔ ہیں۔ شہداء کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے "لا تحسبن اللذین قتلوا فی سبیل الله اموتا بل احیاء" نہ گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں" ثقات۔ ثقہ کی جمع ہے معتمد علیہ لائم۔ ملامت کرنیوالا۔ اُقْتُلُوْنِیْ۔ یہ شعر حضرت منصور حلاج کے شعر سے ماخوذ ہے انہوں نے فرمایا تھا اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ میرے معتمدو مجھے قتل کر دو اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ بیشک قتل میں میری زندگی ہے موطن۔ وطن،

۲ السُّکُوْن۔ یعنی دنیاوی زندگی۔ وحدت۔ دوست کے ساتھ اتحاد، وحدت تفریق۔ جدا کرنا۔ دہر۔ زمانہ۔ سید۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گشت۔ خم۔ ندامت سے جھک گیا۔

۳ دم بدم۔ لحہ بہ لحہ، ہر آن، ترش۔ کھٹا، ناگوار حالات۔ حلال کرانے تو۔ خون ریختن۔ مار ڈالنا۔ رستخیز۔ قیامت ہونا ایک واقعہ، قلم۔ قلم تقدیر

لیک بے غم شو شفیع[1] تو منم | خواجۂ روحم نہ مملوکِ تنم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں | میں روح کا مالک ہوں جسم کا غلام نہیں ہوں

پیش من ایں تن ندارد قیمتے | بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے
میرے نزدیک اس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے | بغیر جسم (کے واسطے) کے میں جوانمرد جوانمرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شد ریحان من | مرگ تن شد بزم و نرگستانِ من
خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں | جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ اوتن را بدینساں پے کند | حرصِ میری و خلافت کے کند
جو جسم کو اس طرح مغلوب کر دے | وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم | تا امیراں را نماید راہِ حکم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے کوشاں ہے | (تو اس لئے ہوا) تا کہ حاکموں کیلئے حکومت کرنے کی رہنمائی کریں

تا بیاراید بہر تن[2] جامۂ | تا نویسد او بہر کس نامہ
تا کہ ہر (حکومت) کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں | تا کہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں

تا امیری را دہد جانِ دگر | تا دہد نخلِ خلافت را ثمر
تا کہ امارت میں نئی روح ڈال دیں | تا کہ نخل خلافت کو پھل عطا کر دیں

میری او بینی اندر آں جہاں | فکرت پنہانیت گردد عیاں
اس عالم (آخرت) میں تو انکی سرداری دیکھے گا | تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائینگے

ہیں گمانِ بد مبر اے ذولباب[3] | با خود آ واللّٰہُ اَعلَمُ بالصَّواب
اے عقلمندو! خبردار برا گمان نہ کر | ہوش میں آ اور اللہ بہتر جانتا ہے

بیانِ آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وغیر مکہ راجہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود الدُّنیا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ بلکہ بامر بود

اس کا بیان کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا ملک دنیا کی محبت کی وجہ سے نہ تھا چونکہ خود فرمایا ہے دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم | کے بود در حبِ دنیا متہم
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کی کوشش | دنیا کی محبت سے متہم کب ہو سکتی ہے؟

---

[1] شفیع۔ سفارشی۔ خواجہ روح، صاحب دل۔ مملوک تن۔ جسم کا غلام، قیمت۔ قدر، فتی۔ جوانمرد، ابن۔ بیٹا۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار گھاس۔ نرگستان۔ باغ۔ پے کردن۔ کاٹ ڈالنا میری امیری، سرداری جاہ و رتبہ۔ حکم۔ حکومت۔ راہ حکم حکومت کا قاعدہ۔

[2] تن۔ جسم یعنی حکومت۔ جامہ۔ کپڑا یعنی طرز عمل نامہ۔ یعنی قانون نامہ امیری۔ حکومت۔ جان دادن۔ تازہ کر دینا، مضبوط کر دینا نخل کھجور کا درخت ثمر پھل۔

[3] لباب۔ لب، عقل۔ با خود آ ہوش میں آ جا۔ جہد طاقت، کوشش۔ حب محبت متہم۔ تہمت زدہ۔

آنکہ اُواز مخزنِ ہفت آسماں چشمِ دل بربست روزِ[1] امتحاں
جس ذات نے سات آسمانوں کے خزانہ سے دل کی آنکھ بند کر لی آزمائش کے دن

ازپئے نظارۂ اُو حور و جاں پُرشدہ آفاق ہر ہفت آسماں
جس کے دیدار کے لیے حوریں اور روحیں ساتوں آسمانوں کے اطراف میں بھری تھیں

قُدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش صد چو یوسف اوفتادہ در چہش
مقدس فرشتے اُن کے راستہ کی خاک پر پڑے تھے یوسف (علیہ السلام) جیسے سینکڑوں اُن سے مشتاق تھے

خویشتن آراستہ از بہرِ او خود وُرا پروائے غیرت دوست کو
ان کے لیے سب نے اپنے آپ کو سنوارا تھا خود ان کو دوست کے علاوہ کسی کی پروا کب تھی

آنچناں پُر گشتہ از اجلالِ حق کاندر وہم رہ نیابد آلِ حق
اللہ کے جلال سے ایسے بھرے ہوئے تھے کہ اُن میں انبیاء کی بھی گنجائش نہ تھی

لا یسع[2] فینا نبیٌّ مُرسل والملکُ والرّوحُ ایضاً فاعقلوا
ہمارے اندر گنجائش نہیں پاتا کوئی مرسل نبی اور فرشتے اور روح بھی بس سمجھ لو

گفت مازاغیم وہمچوں زاغ نے مستِ صباغیم ومستِ باغ نے
فرمایا ہم مازاغ ہیں، کوے کی طرح نہیں ہیں ہم صباغ کے متوالے ہیں، باغ کے شیدائی نہیں ہیں

چونکہ مخزنہائے افلاک وعقول[3] چوں خسے آمد بر چشمِ رسول
جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے رسول کی نگاہ میں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے

پس چہ باشد مکہ و شام و عراق کہ نماید او نبرد و اشتیاق
تو مکہ اور شام اور عراق کیا ہوتے ہیں اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے

آں گمان و ظنِ منافق را بود کو قیاس از جہل و حرصِ خود کند
یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے

آبگینہ زرد چوں سازی نقاب زرد بینی جملہ نورِ آفتاب
تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا

بشکن آں شیشہ کبود و زرد را تا شناسی گرد را و مرد را
اس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کر سکے

گردِ فارس گرد سرا فراشتہ گرد را تو مردِ حق پنداشتہ
شہسوار کے چاروں طرف غبار اڑ رہا ہے تو نے غبار کو مردِ حق سمجھ لیا ہے

[1] روزِ امتحاں۔ معراج کے وقت۔ آفاق۔ افق کی جمع ہے۔ آسمان کا کنارہ۔ قدسیاں۔ عالم قدس کے فرشتے۔ در چہ افتادن، مشتاق ہونا۔ دوست۔ اللہ تعالیٰ۔ اجلال۔ جلال، بزرگی۔ آلِ حق۔ اہل اللہ انبیاء۔

[2] لا یسع۔ گنجائش نہیں پاتا ہے۔ نبی مرسل۔ رسول پیغمبر روح۔ حضرت جبرئیل۔ فاعقلوا۔ سمجھ لو۔ لا یسعنی۔ حدیث شریف ہے لی مع اللہ وقت، لا یسعنی فیہ غیر ربی میرے لیے ایک ایسا وقت آتا ہے جس میں میرے اندر سوائے میرے رب کے کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ مازاغیم۔ بجزاغ ایم۔ ہم مازاغ کے مصداق ہیں سورۂ نجم میں ہے "مازاغ البصر وما طغیٰ" یعنی دیدارِ الٰہی کے وقت آنحضور کی نظر اِدھر اُدھر نہ ہوئی نہ اچٹی۔ زاغ۔ کوا۔ یعنی دنیا کا دلدادہ۔ صباغ۔ رنگنے والا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ "خدا کا رنگ اور خدا سے بہتر رنگنے والا کون ہے" مخزن۔ خزانہ جہاں اجتماع۔

[3] عقول۔ عقل کی جمع، فرشتے۔ نبرد۔ جنگ۔ زرد آبگینہ۔ اگر کوئی زرد چشمہ لگائے تو ہر چیز زرد نظر آئے گی یہی حال اچھوں کیساتھ بدگمانی کرنے کا ہے۔ فارس۔ شہسوار۔ مردِ حق۔ اہل اللہ

گر دوایدا بلیس وگفت ایں فرعِ طیں | چوں فزاید بر منِ آتش جبیں
شیطان نے (آدم کی) رو دکھی اور بولا مٹی کا بنا ہوا ہے | مجھ آتشیں پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟

تا تو می بینی عزیزاں را بشر | داں کہ میراثِ بلیس ست آں نظر
جب تک تو معززین (بارگاہِ الٰہی) کو بشر سمجھتا ہے | سمجھ لے یہ نگاہ، شیطان کی میراث ہے

گر نہ فرزندِ بلیسی اے عنید | پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید
اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے | تو تجھے اس کتے کی میراث کیسے ملی ہے؟

من نیم سگ شیرِ حقم حق پرست | شیرِ حق آنست کز صورت برست
میں کتا نہیں ہوں، حق پرست اسد اللہ ہوں | اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت (پرستی) سے چھوٹ جائے

شیرِ دنیا جوید اشکارے و برگ | شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مرگ
دنیا کا شیر شکار اور سامان تلاش کرتا ہے | اللہ کا شیر، آزادی اور موت کی جستجو کرتا ہے

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود | ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
چونکہ وہ موت میں سینکڑوں وجود سمجھتا ہے | پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلا دیتا ہے

شد ہوائے مرگ[۲] طوقِ صادقاں | کہ جہوداں را بداں بُد امتحاں
موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے | اس لئے کہ یہود کا اس سے امتحان ہوا تھا

در نُبی فرمود کاے قومِ یہود | صادقاں را مرگ باشد فتح و سُود
(اللہ تعالیٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ اے یہودیو! | سچوں کے لئے موت کامیابی اور نفع ہے

ہمچنانکہ آرزوئے سُود ہست | آرزوئے مرگ بُردن زاں بہ است
جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے | موت کی آرزو کرنا اس سے (بھی) بہتر ہے

اے[۳] جہوداں بہرِ ناموسِ کساں | بگذرانید ایں تمنا بر زباں
اے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر | اس تمنا کو زبان پر لے آؤ

یک جہودے ایں قدر زہرہ نداشت | چوں محمد ایں علم را بر فراشت
ایک یہودی میں بھی اس قدر ہمت نہ ہوئی | جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جھنڈا بلند کیا

گفت اگر گویند ایں را بر زباں | یک جہودے خود نماند در جہاں
آنحضورؐ نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے یہ کہہ دیں | تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے

پس یہوداں مال بُردند و خراج | کہ مکن رسوا تو مارا اے سراج
یہودی مال اور خراج آنحضورؐ کے پاس لے گئے | کہ اے چراغ (ہدایت) ہمیں رسوا نہ کر

[۱] گردوایدا۔ منہ موڑا۔ فرع شاخ۔ طین مٹی۔ فرع طین۔ مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام۔ آتش۔ شیطان آگ سے بنا ہے۔ عزیزاں۔ اہل اللہ بشر یعنی صرف صفاتِ بشری سے متصف جیسا کہ قرآن میں کفار کا مقولہ منقول ہے اِن اَنتُم اِلّا بَشَرٌ مِثلُنا یعنی تم صرف ہم جیسے انسان ہو۔ آں نظر یعنی شخص ظاہر کو دیکھنا اور باطنی فضائل پر نظر نہ کرنا۔ فرزند بلیسی۔ یعنی تو فرزند ابلیس ہے۔ عنید۔ سرکش۔ اشکار۔ شکار۔ برگ۔ ساز و سامان۔ شیرِ مولیٰ۔ اسد اللہ

[۲] ہوائے مرگ۔ موت کا شوق۔ صادق۔ سچی محبت والا۔ جہوداں۔ یہود۔ امتحان۔ آزمائش۔ نبی۔ قرآن پاک۔ سود۔ نفع۔

[۳] اے جہوداں۔ قرآن میں ہے "یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین" اے یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں کے علاوہ تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ کساں۔ لوگ۔ زہرہ۔ جرأت۔ مال یعنی جزیہ جو غیر مسلموں کو فوجی خدمات کے عوض بصورتِ مال ادا کرنا پڑتا تھا۔ خراج غیر مسلم مالکانِ زمین سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ سراج۔ چراغ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

جزیہ بپذرفتندی بودند شاد — ہمچناں واللہ اعلم بالرشاد

انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور خوش تھے — اسی حالت میں اور خدا ان کی ہدایت کا حال زیادہ جانتا ہے

ایں سخن رانیست پایانے ۱ پدید — دست با من دہ چو چشمت دوست دید

اس بات کا تو خاتمہ نظر نہیں آتا — (ہاں) تو مجھے ہاتھ دیدے تیری آنکھ نے دوست کو دیکھ لیا ہے

اندر آ در گلستاں از مزبلہ — چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ

کوڑی سے باغ کے اندر آجا — جبکہ تو نے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

بے توقف زود تر در نہ قدم — زیں چہ بے بن سوئے باغ ارم

بلاتامل، بہت جلد قدم رکھ — اس اتھاہ کنویں سے بہشت میں

ہم نبردش گفت از بہر خدا — شرح کن ایں راو بپذیرم بلا

ان سے (حضرت علی) مقابل نے کہا خدا کے لئے — اس کی تفصیل بتائیے تو مجھے بلا تامل میں قبول کر لیجئے

گفتن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ باقرین خود کہ چوں تو خیو ۲ انداختی بر روئے من خشم من بجنبید و اخلاص عمل نماند مانع کشتن تو آں بود و مسلماں شدن او

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب تو نے میرے منہ پر تھوکا، میرا غصہ بھڑکا اور عمل کا اخلاص نہ رہا، تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہو جانا

گفت امیر المومنین با آں ۳ جواں — کہ بہنگام نبرد اے پہلواں

امیر المومنین نے اس جوان سے فرمایا — کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت

چوں تو خیو انداختی بر روئے من — نفس جنبید و تبہ شد خوئے من

جب تو نے میرے منہ پر تھوکا — نفس میں اشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگڑی

نیم بہر حق شد و نیمے ہوا — شرکت اندر کار حق نبود روا

آدھا جہاد اللہ کیلئے اور آدھا خواہش نفسانی کیلئے ہوگیا — اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

تو نگاریدہ کف مولیستی — آن حقی کردہ من نیستی

تو مولیٰ کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے — تو اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

نقش حق را ہم بامر حق شکن — بر زجاجہ دوست سنگ دوست زن

اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ — دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

---

۱ پایان۔ آخر، خاتمہ۔ دست با من دہ۔ یعنی مسلمان ہونے کے لئے۔ گلستان۔ یعنی باغ اسلام۔ مزبلہ۔ کوڑی یعنی کفر کی نجاست۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے بے بن۔ بے تھاہ۔ باغ ارم۔ بہشت۔ ہم نبرد۔ شریک جنگ۔

۲ خیو۔ خا، کو فتح یا پیش، واو معروف لعاب دہن تھوک۔

۳ آں جواں۔ یعنی مقابل ہنگام وقت نبرد۔ جنگ نفس جنبیدن۔ نفس کا جوش میں آنا۔ خوئے۔ عادت نیم۔ آدھا، و ادرست نگاریدہ۔ منقش کیا ہوا، آفریدہ۔ کف مولی۔ دست قدرت۔ آن مملوک۔ کردہ۔ مخلوق نقش حق یعنی مخلوق خدا۔ شکستن۔ یعنی کشتن۔ زجاجہ۔ کانچ کی بنی ہوئی چیز بوتل۔

گبر ایں بشنید و نورے اِ شُد پدید — در دلِ اُو تا کہ زنارش بُرید

اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا — اس کے دل میں یہاں تک کہ اس نے اپنا زنار کاٹ پھینکا

گفت من تخمِ جفا می کاشتم — من ترا نوعے دِگر پنداشتم

اس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا — میں نے آپ کو کچھ اور ہی خیال کیا تھا

تو ترازوئے اَحد خُو بُودۂ — بل زبانۂ ہر ترازو بُودۂ

آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے — بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے

تو تبار و اصل و خویشم بُودۂ — تو فروغِ شمعِ کیشم بُودۂ

آپ تو میری اصل اور خاندان تھے — آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے

من غلام آں چراغِ شمع ۲ خُو — کہ چراغت روشنی پذرفت ازو

میں اس شمع خو چراغ کا غلام ہوں — کہ جس سے آپ کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے

من غلامِ موج آں دریائے نور — کو چنیں گوہر بر آرد در ظہور

میں اس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں — جو ایسے موتی نکالتی ہے

عرض کن بر من شہادت را کہ من — مر ترا دیدم سرا فرازِ زمن

مجھ پر (کلمہ) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں — آپ کو خصوصاً زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں

قُرب ۳ پنجہ کس زخویش و قوم اُو — عاشقانہ سوئے دیں کردند رُو

اسکے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریباً پچاس آدمیوں نے — والہانہ (طور پر) دین کا رخ کیا

اُو بہ تیغِ حلم چندیں خلق را — وا خرید از تیغ چندیں حلق را

ان (علیؓ) نے بردباری کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں کو — تلوار سے بچا دیا، اس قدر حلقوم کو

تیغِ حلم از تیغِ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے — بلکہ سیکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح کرنیوالی ہے

خاتمہ

اے دریغا لقمہ دو خوردہ شُد — جوششِ فکرت ازاں افسردہ شُد

ہائے افسوس! دو چار لقمے کھا لئے گئے — فکر کا جوش اس سے ٹھنڈا پڑ گیا

گندمے خورشیدِ آدم را کسوف — چوں ذنب شعشاعِ بدرے را خسوف

گیہوں کا ایک دانہ آدمؑ کے سورج کیلئے گرہن بنا — جیسا کہ (نقطہ) ذنب میں آنا چاند کے نور کا گرہن ہے

---

۱ نور۔ یعنی نور ایمان۔ زنار بریدن۔ مسلمان ہو جانا کفر سے توبہ کرنا۔ احد خو۔ خدائی اخلاق والا۔ زبانہ۔ ترازو کا کانٹا۔ تو ترازو۔ یعنی آپ تو ہر شے کا معیار اور انصاف کا حامل نکلے۔ تبار۔ یعنی میں آپ اپنے خاندان اور مذہب سے نکل کر آپ کی غلامی اور مذہب اختیار کرتا ہوں۔ آں چراغ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے حضرت علیؓ نے نور حاصل کیا۔

۲ شمع خو۔ شمع کی روشنی چاروں طرف یکساں ہوتی ہے۔ آنحضور کا فیض بھی عام ہے۔ چنیں گوہر یعنی حضرت علیؓ جیسے گوہر نایاب۔ عرض کردن۔ پیش کرنا، تلقین کرنا۔ شہادت کلمہ شہادت۔ سر فراز۔ ممتاز۔

۳ قرب۔ تقریباً۔ پنجہ۔ پچاس۔ واخریدن۔ آزاد کر دینا۔ خاتمہ مولانا نے دفتر اول ختم کر کے بعد کافی دن بعد دفتر دوم شروع کیا تھا۔ دفتر اول کو ختم کر دینے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں ایک تو سامعین کا نقص اور حکایات میں کیا ہوا کے بیان سے جو اصلی مقصد عبرت اور نصیحت ہے اس کی طرف توجہ کا کم کر دینا ہے دوسرے کلام کی طوالت جو سامعین میں ملال پیدا کر دیتی ہے اور کلام زیادہ مفید نہیں رہتا ہے۔ لقمہ دو۔ یعنی حکایتوں اور قصوں کو لوگوں نے جسمانی خوراک بنا لیا۔ جوشش۔ سامعین کی غفلت مقرر کا جوش ختم کر دیتی ہے۔ گندمے۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھا لیا تو جنت سے نکالا پڑا۔ ذنب۔ مدار شمس اور مدار قمر کے باہمی تقاطع سے دو نقطے پیدا ہوتے ہیں انمیں سے ایک کا نام راس اور دوسرے کا ذنب جس وقت سورج نقطہ راس پر ہو اور چاند نقطہ ذنب پر تو دونوں کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے اور چاند گرہن میں آ جاتا ہے۔

اینت لطفِ دل کہ از یکمشت گل ❊ ماہِ او چوں می شود پرویں گسل

دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مٹھی خاک سے ❊ اس کا چاند، ثریا کی طرح پراگندہ ہو جاتا ہے

ناں چو معنیٰ بود خوردش سود بود ❊ چونکہ صورت گشت انگیزد جحود

روٹی جب تک معنیٰ تھی اس کا کھانا مفید تھا ❊ چونکہ وہ صورت بن گئی (الٹے) انکار کا باعث بن گئی

ہمچو خارِ سبز کاشتر می خورد ❊ زاں خورش صد نفع و لذت می برد

سبز کانٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے ❊ اس خوراک سے سینکڑوں نفع اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت و خشک گشت ❊ چوں ہماں را می خورد اشتر بدشت

جب ان کی سبزی جاتی رہے اور خشک ہو جائیں ❊ پھر اونٹ ان کو جنگل میں چرے

می دراند کام و لنجش [۲] اے دریغ ❊ کانچناں وردِ مربا گشت تیغ

اس کا تالو اور ہونٹ پھاڑ دیتے ہائے افسوس ❊ کہ ایسا گلقند تلوار بن گیا

ناں چو معنیٰ بود بود آں خار سبز ❊ چونکہ صورت شد کنوں خشک ست و لبز

روٹی جب تک معنیٰ تھی وہ سبز کانٹا تھی ❊ جب صورت بن گئی، خشک اور سخت ہے

تو بداں عادت کہ اورا پیش ازیں ❊ خوردہ بودی اے وجودِ نازنیں

تو اسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو ❊ تو نے کھایا اے نازنیں وجود والے

برہماں بو می خوری ایں خشک را ❊ بعد ازاں کامیخت معنیٰ با ثریٰ

اسی بو پر تو اس خشک کو کھاتا ہے ❊ اس کے بعد جبکہ معنیٰ مٹی میں مل گئے ہیں

گشت خاک آمیز و خشک و گوشت [۳] بر ❊ زاں گیاہ اکنوں بپرہیز اے شتر

جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہو گئی اور گوشت کو کاٹنے والی ہے ❊ اے اونٹ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

سخت خاک آلودہ می آید سخن ❊ آب تیرہ شد سرِ چہ بند کن

بات بہت خاک آلود نکلتی ہے ❊ پانی گدلا ہو گیا کنویں کا منہ بند کر دے

تا خدایش باز صاف و خوش کند ❊ او کہ تیرہ کرد ہم صافش کند

جب تک خدا اس کو پھر اچھا اور صاف کرے ❊ جس نے اس کو گدلا کیا ہے اس کو صاف بھی کرے گا

صبر آرد آرزو را نے شتاب ❊ صبر کن واللہ اعلم بالصواب

صبر آرزو پوری کرتا ہے نہ کہ جلد بازی ❊ صبر کر اور خدا بہتر جانتا ہے

❊ ❊ ❊ ❊ ❊

---

[۱] اینت۔ ہمزہ زیر سے، یائے معروف نون ساکن، مخفف کلمہ تحسین و تعجب ہے بمعنی زہے۔ یکمشت گل۔ یعنی سامعین کی بے توجہی۔ پرویں۔ ستاروں کا مجموعہ ہے جو جاڑوں میں شروع رات سے نمودار ہو جاتا ہے۔ ناں۔ یعنی جب تک قصوں اور حکایتوں سے اسرار اور حکمتیں اخذ کی جائیں تو مفید ہونگے لیکن جب وہ محض قصہ گوئی ہو جائے تو قابلِ سماعت نہیں ہیں۔ ہمچو خار۔ کانٹے جب تک سبز ہیں اونٹ کے لئے مفید ہیں خشک ہو جانے کے بعد انتہائی مضر ہیں۔ کام۔ تالو

[۲] لنج۔ ہونٹ۔ لام کے ضمہ کے ساتھ ہونٹ، لام کے فتحہ کے ساتھ خرام ناز۔ ورد مربا۔ گلقند کبز۔ سخت، قوی۔ تو بداں۔ عادت۔ یعنی پہلے حکایات کو نتیجہ خیز بنا کر سن رہا تھا اب جبکہ وہ بے نتیجہ ہو گئی ہیں تو پرانی عادت کے مطابق ان کو سنے جا رہا ہے اب جبکہ وہ بے معنیٰ ہو گئی ہیں تو ان سے پرہیز ضروری ہے۔

[۳] گوشت۔ بر۔ گوشت کو کاٹنے والا۔ سخت خاک آلود۔ یہاں سے مولانا نے اپنے آپ کو مخاطب بنایا ہے۔ تیرہ گدلا۔ سرِ چہ۔ کنویں کا منہ۔ صبر آرد۔ یعنی تمنائیں صبر سے پوری ہوتی ہیں جلد بازی بے فائدہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر دوم

اسلامی کُتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۵	۲۲	ملامت کردن مردم شخصے را کہ مادر را کشت بہ تہمت	۸۸
۲	مدتے ایں مثنوی تاخیر شد	۱۹	۲۳	امتحان بادشاہ آں دو غلام را کہ نو خریدہ بود	۹۳
۳	بالا بنداشتن آں شخص خیال را بعہد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ	۲۹	۲۴	رواں کردن بادشاہ یکی را از آں دو غلام	۹۵
۴	دزدیدن مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر	۳۱	۲۵	قسم غلام در صدق و وفائی یار خود	۹۹
۵	التماس کردن ہمراہ عیسیٰ زندہ کردن استخوانہا از عیسیٰ	۳۲	۲۶	باز پرسیدن حال آں غلام	۱۰۹
۶	اندرز کردن صوفی خادم را و تیمار داشت بہیمہ	۳۳	۲۷	حسد کردن حشم بر غلام خاص	۱۱۳
۷	مشورت کردن خدا تعالیٰ با فرشتگان در ایجاد خلق	۳۴	۲۸	گرفتار شدن باز میان جغدان بویرانہ	۱۲۱
۸	بستہ شدن تقریر معنی حکایت بسبب میل مستمع باستماع صورت ظاہر حکایت	۳۷	۲۹	کلوخ انداختن تشنہ از سر دیوار در جوئے آب	۱۲۶
۹	التزام کردن خادم تعہد بہیمہ را و تخلف نمودن	۳۸	۳۰	فرمودن والی مر شخص را کہ خار بن کہ نشاندہ از سر راہ مردماں بر کن	۱۳۰
۱۰	گمان بردن کاروانیاں کہ بہیمہ صوفی رنجور است	۴۱	۳۱	آفت تاخیر خیرات بفردا	۱۳۴
۱۱	یافتن بادشاہ باز گم کردہ را بخانہ پیر زن	۴۸	۳۲	مثل خواندن آب آلودگاں را بپاکی	۱۴۲
۱۲	حلوا خریدن شیخ احمد خضرویہ از جہت غریماں	۵۳	۳۳	آمدن دوستاں بہ بیمارستان جہت پرسش ذوالنون مصری	۱۴۴
۱۳	ترسانیدن شخصے زاہدے را کہ کم گری	۵۹	۳۴	فہم کردن مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ شدہ	۱۴۷
۱۴	تمامی قصہ زندہ شدن استخوانہا بدعائے عیسیٰ علیہ السلام	۶۰	۳۵	رجوع کردن بحکایت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۹
۱۵	خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بخیال آنکہ گاو است	۶۴	۳۶	امتحان کردن خواجہ لقمان زیرکی لقمان را	۱۵۱
۱۶	فروختن صوفیاں بہیمہ صوفی مسافر را جہت سماع	۶۵	۳۷	ظاہر شدن فضل و زیرکی لقمان پیش امتحان کنندگان	۱۵۵
۱۷	تعریف کردن منادیان قاضی مفلس را گرد شہر	۷۱	۳۸	حسد آں حشم بر آں غلام خاص سلطان	۱۶۰
۱۸	شکایت کردن اہل زندان پیش وکیل قاضی از دست آں مفلس	۷۳	۳۹	عکس تعظیم پیغمبر سلیمان علیہ السلام در دل بلقیس از صورت حقیر ہدہد	۱۶۴
۱۹	تمہ قصہ آں مفلس	۷۶	۴۰	انکار فلسفی بر قرآن ان اصبح ماءکم غورا	۱۶۶
۲۰	فی المناجات	۸۰	۴۱	انکار کردن موسیٰ علیہ السلام بر مناجات شباں	۱۷۴
۲۱	حکایت در معنی ایں بیت کہ آنہا را بجرم جفت کردند از ایشاں بچہ آمد کاشلے دم	۸۴	۴۲	عتاب کردن حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام از بہر شباں	۱۷۷
۴۳	وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام در عذر خواستن آں شباں	۱۷۹	۴۳	حملہ کردن سگ بر کور	۲۳۰
۴۴	پرسیدن موسیٰ علیہ السلام از حق تعالیٰ از سر غلبہ ظالماں	۱۸۳	۴۴	خواندن محتسب مست خراب افتادہ را سوی زنداں	۲۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر
۴۵	رنجانیدن امیرے آں خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود	۱۸۸	۶۵	دوم بارے در سخن آوردن سائل شیخ را تا حال باقی معلوم تر گردد	۲۳۴
۴۶	اعتماد کردن شخصے بر تملق و وفائے خرس	۱۹۳	۶۶	تتمہ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را	۲۳۹
۴۷	گفتن نابینائی سائل با مردم کہ من دو کوری دارم	۱۹۸	۶۷	ذکر دشواری عذاب آخرت وسختی آں	۲۴۰
۴۸	تتمہ حکایت خرس وآں ابلہ کہ بر وفائی خرس اعتماد کردہ بود	۲۰۰	۶۸	ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشاں	۲۴۲
۴۹	گفتن موسیٰ گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی وحزم تو کجا رفت	۲۰۲	۶۹	مثال در معنی ان تؤمن بالقدر خیرہ وشرہ	۲۴۶
۵۰	ترک کردن آں مرد ناصح بعد از مبالغہ پند مغرور خرس را	۲۰۴	۷۰	وصیت کردن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را دعا آموزیدن	۲۴۸
۵۱	تملق کردن دیوانہ جالینوس را وترسیدن جالینوس از وے	۲۰۷	۷۱	بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۲
۵۲	سبب پریدن وچریدن مرغے با مرغ غیر کہ جنس او بود	۲۰۸	۷۲	جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۳
۵۳	تتمہ قصہ اعتماد آں مغرور بر تملق خرس	۲۱۰	۷۳	جواب گفتن ابلیس لعین با علام حضرت امیر المومنین معاویہؓ	۲۵۳
۵۴	بعیادت رفتن حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابی رنجور وفائدہ عیادت	۲۱۱	۷۴	باز تقریر کردن امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابلیس را	۲۵۶
۵۵	وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ چرا بعیادت من نیامدی	۲۱۲	۷۵	جواب گفتن ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ را	۲۵۸
۵۶	جدا کردن باغبان صوفی وفقیہ وعلوی را از یکدیگر [illegible]	۲۱۳	۷۶	[illegible] کردن امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابلیس علیہ اللعنۃ	۲۶۱
۵۷	رجعت بقصہ مریض وبعیادت رفتن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۷	۷۷	نالیدن امیر المومنین حضرت معاویہؓ	۲۶۱
۵۸	گفتن شیخ مر بایزید را کہ کعبہ منم گرد من طواف کن	۲۱۸	۷۸	باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با امیر المومنین	۲۶۲
۵۹	حکایت خانہ ساختن مریدی وامتحان پیر مرید را	۲۱۹	۷۹	باز جستن حضرت معاویہؓ حقیقت غرض را از ابلیس	۲۶۴
۶۰	دانستن پیغمبر کہ سبب رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا	۲۲۱	۸۰ ۸۱	شکایت قاضی از آفت قضا وجواب نائب او را باقرار آوردن حضرت معاویہؓ ابلیس لعین را	۲۶۵ ۲۶۶
۶۱	عذر گفتن دلقک با سید کہ چرا قحبہ را نکاح کردی	۲۲۸	۸۲	راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با حضرت معاویہؓ	۲۶۷
۶۲	حکایت [illegible] آمدن سائل آں بزرگ را [illegible]	۲۲۹			
۸۳	فضیلت حسرت خوردن آں شخص بر فوت نماز جماعت	۲۶۷	۱۰۰	قصہ [illegible] در پیش تابوت پدر [illegible]	۲۹۸
۸۴	تتمہ اقرار ابلیس با حضرت معاویہؓ مکر وفریب خود را	۲۶۸	۱۰۱	ترسیدن کودکی از آں شخص صاحب جثہ	۳۰۱
۸۵	جواب گفتن امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابلیس را	۲۶۹	۱۰۲	قصہ تیر اندازی وترسیدن او از سوارے کہ در بیشہ می رفت	۳۰۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۶	فوت شدن وزدیا وازدادن آں شخص صاحب خانہ را کہ نزدیک شدہ بود	۲۶۹	۱۰۳	قصہ اعرابی وریگ درجوال کردن	۳۰۳
۸۷	حکایت وزیریکہ بادشاہ اوراازوزارت معزول کردہ	۲۷۱	۱۰۴	کرامات سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ برلب دریا	۳۰۶
۸۸	قصہ منافقان ومسجد ضرار ساختن ایشاں	۲۷۲	۱۰۵	آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب میں	۳۰۹
۸۹	فریفتن منافقاں پیغمبر علیہ السلام را کہ تا بمسجد ضرار برند	۲۷۴	۱۰۶	طعنہ زدن بیگانہ بر شیخ وجواب گفتن مرید شیخ آں بیگانہ را	۳۱۴
۹۰	اندیشیدن یکی از اصحاب بانکار کہ حضرت رسالت چرا ستاری می کند	۲۷۷	۱۰۷	بقیہ قصہ ابراہیم ادہم قدس سرہ برلب دریا	۳۱۸
۹۱	قصہ آں شخص کہ اشتر ضالہ خود را می جست ونشان می پرسید	۲۸۰	۱۰۸	دعوی کردن آں شخص کہ حق تعالی مرا نمیگیرد بگناہ	۳۲۰
۹۲	متردد شدن درمیان مذاہب مختلف وبیروں شدن ومخلص یافتن	۲۸۱	۱۰۹	بقیہ قصہ طعنہ زدن آں مرد بیگانہ بر شیخ وجواب مرید اورا	۳۲۳
۹۳	امتحان کردن ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے وشرے کہ در ویست	۲۸۳	۱۱۰	گفتن عائشہ رسول اللہ را کہ تو بے مصلی بہر جا کہ بری نماز می کنی	۳۲۵
۹۴	شرح فائدہ حکایت آں شخص شتر جوئندہ	۲۸۵	۱۱۱	کشیدن موش مہار شتر را وعجب شدن موش در خود	۳۲۶
۹۵	در بیان آنکہ در ہر نفسے فتنہ مسجد ضرار است	۲۸۸	۱۱۲	کرامات آں درویش کہ در کشتی بدزدیش متہم کردند	۳۳۰
۹۶	حکایت ہندو کہ بایاران خود جنگ میکرد کہ بدکارید	۲۸۹	۱۱۳	تشنیع صوفیاں پیش شیخ بر آں صوفی کہ بسیاری گوید می خورد	۳۳۳
۹۷	قصد کردن غزاں بکشتن یک مردے	۲۹۱	۱۱۴	عذر گفتن فقیر باآں شیخ خانقاہ	۳۳۴
۹۸	بیان حال خود پرستاں وناشکراں در نعمت وجود انبیا واولیا	۲۹۲	۱۱۵	در بیان صدق دعوی کہ محض معنی بود نزدیک صاحب حال و دوری بیگانگاں	۳۳۹
۹۹	شکایت کردن پیر پیش طبیب از رنجوریہا وجواب طبیب او را	۲۹۵	۱۱۶	قصد کردن یحیی و شیخ در شکم مادر سجدہ مریم را	۳۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۷	اشکال آوردن نادان برین قصہ	۳۴۲	۱۲۲	شرح کردن شیخ سرّ آں درخت را با آں طالب مقلد	۳۴۶
۱۱۸	جواب اشکال و بیان مقصود از قصہ	۳۴۲	۱۲۳	بیان منازعت کردن چہار کس جہت انگور با ہمدگر	۳۴۸
۱۱۹	در بیانِ ماجرائے شمع و پروانہ گل و بلبل وغیرہ	۳۴۳	۱۲۴	برخاستن مخالفت و عداوت از میان انصار ببرکت وجود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۵۱
۱۲۰	پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلاں	۳۴۴	۱۲۵	قصہ بط بچگان کہ مرغ خانگی پروردشاں	۳۵۶
۱۲۱	جستن آں درخت کہ ہر کہ میوہ آں خورد ہرگز نمیرد	۳۴۵	۱۲۶	حیران شدن حاجیاں در کرامات آں زاہد کہ در بادیہ بر ریگ گرم نشستہ	۳۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

دفتر اوّل کی اشاعت:

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا۔ خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقب وانجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفتر اول مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجراء کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے رومؒ کی سات سو سالہ یادگار منائی جارہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہو رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منائی چاہیے اور اسی میں دفتر اول کے اجراء کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں، دفتر اول کا اجراء کرنا منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیر صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے رومؒ کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب ذری زادلطفہ کا مجھے بھرپور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایجنسی دہلی نے مولانا رومؒ اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا رومؒ کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے، بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا ایک قابل ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفتر اوّل کے اجراء اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اسی اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہوگا۔ جس نے دفتر اول پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پورے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں منعم وہاب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس کی رحمت بے پایاں ہے اس کی قبولیت وہم وگمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ ملک کے اہل علم نے بذریعہ خطوط اس کی تعریف وتوصیف کی اور ملک کے ہر ہر گوشہ سے اس

کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفتر دوم پر کام شروع کر دیا، آج جبکہ میں یہ مقدمہ سپرد قلم کر رہا ہوں یہ دفتر دوم اس قابل ہوگیا ہے کہ اس کی طباعت شروع کرسکوں اور قریبی عرصہ میں اہل علم کی خدمت میں پیش کرسکوں۔ دفتر اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت و تکمیل کے لئے جو سہولتیں میسر آ رہی ہیں۔ ان کی تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیر تعلیم اور وزارت تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی میں موصوف اور ان کی وزارت کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ موصوف نے دفتر اول کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دفتر دوم تو عنقریب ہی سامنے آ جائیگا۔ اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں رب العزت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرمادے کہ میں قلبی اعتبار سے اس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کرسکوں گو سن قتالہ میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۶۵ ویں منزل طے کر رہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پرامید ہوں کہ وہ اس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرمادے گا جس سے میں اپنی اس تمنا کو پورا کرسکوں گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی:

دفتر اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ ''جامعہ'' کے شماروں میں اسی موضوع پر مسز انیماری شمیل پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید ضیاء الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ وہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی ان سے ملنے اور اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اُس کی تلخیص و اقتباس دفتر دوم کے اس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں، اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اس تلخیص اور غیر مرتب اقتباس کو دفتر اول کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تاکہ پوری افادیت حاصل ہوسکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکت افغانستان کے زیر نگین ہے۔ اس تاریخ ولادت پر مورخین نا اتفاق ہے۔ لیکن مولانا کی کتاب ''فیہ مافیہ'' کی ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو کہ ۱۲۰۷ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کر رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہو چکی تھی۔ بلخ اس دور میں علمی و دینی

مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودھ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ افکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد اور ترک دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے رومؒ کے بچپن میں فلسفی مفکر امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا، امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کر دینے میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ۱۲۰۹ء میں صوفی مجد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دیدینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤ الدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل وفلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو ''الکافر الاحمر'' سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کار دیں بُدے فخر رازی راز دار دیں بُدے
اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوتے

بھی ان حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین کے بلخ، چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات ۱۲۱۰ء میں ہوگئی تھی جبکہ شیخ بہاؤ الدین نے بلخ ۱۹-۱۲۱۸ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ۱۲۲۰ء میں وسط روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤ الدین ''لارندا'' میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے ان کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولانا کے بہترین سوانح نگار اور ان کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤ الدین کیقباد نے شیخ بہاؤ الدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بلوالیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے سو کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلہ پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی، قونیہ اس دور میں پررونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ولد اور ان کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دوبالا ہوگئی۔ ۲۲ جنوری ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤ الدین اس دارفانی سے رخصت ہوگئے۔

شیخ بہاؤ الدین کی وفات کے چند سال بعد ان کے شاگرد رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے انہی سے علوم لدنی، حکمت الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز واسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر

انہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں ہو سکتا ہے کہ ممتاز از صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگول نے ۱۲۴۲ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کرلیا، اناطولیہ بھی ان کے قبضہ میں آ گیا قیصریہ بھی جلد ہی منگول کی لوٹ مار کی نذر ہو گیا، انہی حالات میں قونیہ پر منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اس پر اسی تاریکی کے باوجود مولانائے رومؒ نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولاناؒ کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ قرین قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرق مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے جدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اس پر ان دونوں کی مجلس اس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر، پورے چھ ماہ اسی عالم میں گزر گئے، یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اس قدر انقلاب کا سبب بنے ان کے صحیح واقعات تو پردہ خفا میں ہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ ان کی سخت تنقید سے اس دور کے صوفیاء میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحد الدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحد الدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھتے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انہیں جمال خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحد الدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کبھی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین ابن عربی سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور ان کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدین، ابن عربی کو نوآموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے رومؒ کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے شمس الدین صوفیا کے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انہیں خواب میں براہ

راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ترک عالم عبدالباقی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے۔ شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ ان کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب الدین المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانائے رومؒ نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اسی بنیاد پر مولانا کے متعلقین میں غیض وغضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا، اس جدائی کا مولانائے رومؒ پر یہ اثر پڑا کہ ان کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص وسرود اور نغمۂ موسیقی کی پناہ لینی پڑی۔ ایک عرصہ کے بعد مولانا کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فردکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو ان کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور وانبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ ان میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے ان کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے ان کی شادی کرادی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ مسلسل روحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولانا کے عقیدت مندوں پر گراں گزرنے لگی جس سے انکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم وغصہ کے جذبات بھڑک اٹھے۔ اسی دوران ۱۲۴۸ء میں ''کیمیا'' کا انتقال ہوگیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اس روپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رخصت ہوئے ''افلاکی'' صراحت کرتے ہیں کہ ان کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤالدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کردیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتل عمد جیسے معیوب اور ذلیل جُرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہر حال کہا جاتا ہے کہ ۵ دسمبر ۱۲۴۸ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بُلا کر ان پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور ان کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے صبح کو مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو انہوں نے ان کی لعش کو کنویں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کردیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرامگاہ ہے جس پر ایک یادگاری تختی لگادی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے۔ اس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے۔ جس کا تعلق عہد سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولاناؒ میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اورند،

افلاکی کے اس بیان کی تائید کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اس جانکسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ ان کو اس سانحہ کا علم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولانا وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اس سے پوچھو کہ کہ اس فردوس بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اس کے بعد مولانا کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ ان کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں۔

تنہا ہیں شمس الدین شمس الدین نہیں گا تا رہتا ہوں بلکہ ادھر طخیں اور سارس تالابوں میں اور ٹیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، ادھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کانِ (جواہر) شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر شمس الدین جامِ جم، شمس الدین، بحرِ بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین ید بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولانا کو اگر چہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہو گیا تھا لیکن اس کا اعتراض و اقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفا میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین ان کے بارے میں اس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اس جیسی شخصیت کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہِ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں مولانائے روم اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام و کشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولاناؒ بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہو گئے۔ اس طرح کچھ دیر دونوں سرِ بازار، رقص کرتے رہے پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولانا گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے، زہد و تقشف میں شیخ و مرشد کی

بولتی تصویر تھے۔ اسی بناء پر شیخ محقق نے باوجود ان کی ناخواندگی کے ان کو اپنا روحانی وارث اور اکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔ شمس الدین تبریزی کے بعد مولاناؒ کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پرانا کیف و سرور حاصل ہونے لگا، صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا، بالآخر اس اتحاد و شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولاناؒ نے اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ ایک وقت آیا کہ صلاح الدین بیمار ہوئے۔ مولاناؒ ان کی تیمارداری میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل رہے اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جدا ہوتے تھے۔ جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اس دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کی روح عالم ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولانا تدفین سے فارغ ہو کر گھر واپس آئے مولاناؒ نے ان کا جو مرثیہ لکھا انہیں تحریر فرمایا۔

"اے وہ شخص جو زمین و آسمان کو چھوڑ جانے والے پر کبھی روتا تھا تیرے عہد زریں کی یاد میں ہوش و حواس اشکبار ہیں اور روح کرب زدہ اور غمگسار ہے، اب کوئی نہیں جو تیری جگہ لے سکے، مکان و لامکان تیرا ماتم کر رہے ہیں۔ جبرائیل امین کے پر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں۔ اولیاء و انبیاء سب کی آنکھیں نم ہیں۔ اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیا اڑے کہ وہ شاخ بھی اڑ گئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اڑتے تھے۔"

یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مولاناؒ صوفیانہ جذب و کیف اور رقص و سرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین اسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔ سپہ سالار نے جنہیں برسوں مولاناؒ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ نماز اور اس کے آداب سے ان کے شغف اور ان کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

مولاناؒ کا حسن سلوک حسن معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی ہی لوگوں کو ان کے در تک کھینچتی تھی۔ مولاناؒ کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اور غریبوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔ مولاناؒ کے معتقدین میں جہاں مردوں کے انبوہ در انبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ سلطان غیاث الدین کی بیگم جو قونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں۔ جب مولاناؒ کی جدائی برداشت نہ کر سکیں تو انہوں نے ایک باز نطفی آرٹسٹ سے مولاناؒ کی تصویر بنوائی بس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ خود مولاناؒ کی پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریق مولویت کی نشر و اشاعت کرتی رہیں۔ مولانا کی دوسری بیوی کرا خاتون کو بھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولانا ان کو "سارہ" ثانی اور "مریم زمانہ" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولاناؒ کے جذب و کشش کا محور بنی وہ حسام الدین چلپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اخی ترک قونیہ کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین مولانا کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے ان کی صحبت میں رہتے آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے ان کو ہونہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو ان پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اس طرح محسوس کرلیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود ان کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ مولاناؒ نے ان کو اپنے بعض خطوط میں ''جنید عصر'' سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نور عین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور ان کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین کے سر پر ہے جنہوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کردیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو ان کے عقیدت مندوں اور مریدوں نے یکجا کردیا۔ مولاناؒ نے انہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے ان کو املاء کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولانا کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اس کو قلمبند کرلیتے سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار محفل سماع ہو یا خلوت خانہ سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے۔

مثنوی کی ابتداء کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن عبدالباقی کے دفتر اول کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی۔ ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے معتصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اس وقت دفتر اول کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفتر اول کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہوگیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفتر دوم شروع کیا۔ مولانا جب مرض الموت میں مبتلا ہوگئے تب ہی مثنوی کے املاء کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسم خزاں میں مولانا کی نقاہت بڑھ گئی۔ طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہوگئے۔ طبیبوں نے بہرحال یہ محسوس کرلیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پرملال شام تھی جس میں مولانا ہمیشہ کے لئے اس دار فانی سے رخصت ہوکر اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ ان کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا کی بلی نے بھی ان کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور ٹھیک ٹھاک ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی بیٹی نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرادیا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیر صحابہ:

اس موضوع پر میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں اس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''غایۃ المقال'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے۔ اس پر بعض جہلاء ان کو معتوب کرنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ امام

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبہ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں۔ ان پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیے بلکہ غور کرنا چاہیے اگر ان کی یہ تفسیر وتاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے۔ تو ان کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی ایسی تاویل کے قائل کو مبتدع اور کافر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سیر انبیاء وصحابہ کی بحث ہے اس کے متعلق بھی میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولاناؒ نے دفتر دوم میں سجدہ کردن یحییٰؑ ومسیحؑ در شکم مادر یک دگر را" کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اس میں حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کئے ہیں اور پھر فرمایا ہے۔

ایں بداند آنکہ اہلِ خاطر ست	غائب از آفاق اُورا حاضر ست
اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحب دل ہے	آفاق سے غائب چیز اس کے لئے حاضر ہے
پیش مریم حاضر آمد در نظر	مادر یحییٰ کہ دور ست از بصر
حضرت مریم کی نگاہوں کے سامنے آگئی	حضرت یحییٰ کی ماں جو نگاہ سے دور تھی

اور پھر فرمایا:۔

در ندیدیش نز برون و نز دروں	از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اوراگر مریم نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر نہ بھی دیکھا ہو	اے ناقص! اس حکایت سے معنیٰ اخذ کر لے
نے چناں افسانہا بشنیدۂ	ہمچوشیں بر نقش آں چسپیدۂ
کیا تو نے ایسے افسانے نہیں سنے ہیں	تو ان کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ دومنہ اور گل وبلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو۔ اسی طرح مثنوی کے قصص اور حکایات کو سمجھ لو اور ان سے صحیح نتائج اخذ کرلو۔

مولانا کا یہ فرمانا بالکل صحیح کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطارؒ نے "منطق الطیر" لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا، کلیلہ دومنہ بھی حکمت ودانائی سے لبریز بہترین کتاب سمجھی گئی ہے لیکن اس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ انسانوں کو حدیث اور سیر صحابہ کر کے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ ان کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے دفتر اول کے مقدمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

دفتر دوم کی تصوف کی چند اصطلاحیں:

فتوح عبادات ومکاشفات اور علم ومعارف کا دروازہ کھل جانا۔ فتح۔ بندہ پر ذات احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہو جانا۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ میں اس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حس خفاش انسان کے مادی حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ۔ حس ذر پاش۔ روحانی حواس۔ مراقبہ۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر حضور دل کے ساتھ خدا کی

طرف متوجہ ہونا۔ حضور یار۔ معیت حق تعالیٰ۔ ظاہر۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ مظہر۔ صورت اور مراۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔ تو وہ شخص ظاہر ہے۔ اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ رُوح۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ روحِ اعظم۔ انواع کی صور نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں، جو ذاتِ باری سے سب سے پہلے صدر میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربی ہے اس کو روحِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ لاہوت۔ ذاتِ باری بلا لحاظ اسماء و صفات۔ جبروت۔ مرتبہ صفاتِ باری تعالیٰ۔ ملکوت۔ مرتبہ اسمائے باری تعالیٰ۔ حظیرہ قدس۔ وہ مقام ہے جس میں ملاء اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ ملاء اعلیٰ۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ علم الیقین۔ وہ علم ہے۔ جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم عین الیقین وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ حق الیقین۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اس کو جلایا ہو۔ قطب الاقطاب غوثِ اعظم۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے کہ ان قطبوں میں سے بعض کو خلافت باطنہ کے ساتھ خلافت ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، اور بعض کو محض خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد شعبی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے قطب حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور ان اقطاب میں سے بعض کو محکم عظیم حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''کلیدِ مثنوی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مالک پر ابتداء حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی افعال کہتے ہیں۔ پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی صفات کہتے ہیں۔ پھر ذاتِ بحت کا اس کو تجلی ذات کہا جاتا ہے۔

شخصیتیں:

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفہ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اُس کے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہم (اہل سنت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین:

یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا۔ جس کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے آبِ حیات کی جستجو اور اس

سے محرومی کا قصہ بھی اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندر اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے، سکندر رومی شاہِ یونان تھا جس نے داراشاہِ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود: یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدّعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اس پر مسلط کر دیا تھا جو اس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کلبلاہٹ اور اذیت رسانی اس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضرؑ: حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہر حال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی تھی اور وہ علم لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندہ جاوید شخصیت ہیں اور اہل معرفت اور صوفیاء اس عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیس: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے۔ فلسطین میں رہتے تھے۔ اس دور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ انہوں نے اس کو نصیحت کی تو اس نے ان کے قتل کے احکام جاری کر دیئے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرت الٰہی ہر بار ان کو زندہ کر دیتی تھی۔ اس معجزے سے بہت سے لوگ ان کے پیرو ہو گئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ انہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری: بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اس نے قوم میں شرارت پیدا کر دی۔ ایک گئوسالہ بنا کر قوم کو اس کی پرستش پر لگا دیا۔ جس سے حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور اس کو بددعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

برصیصاء: بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ ستر سال تک عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ لیکن شیطان نے اس پر غلبہ حاصل کیا اس کو ابتداً عملیات سکھائے جس سے اس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اس سے زنا کر بیٹھا، شہزادی حاملہ ہو گئی تو اس کو قتل کر ڈالا، اس کی پاداشت میں وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق ان کو حضرت خضر کی طرح عمر جاوید دی گئی ہے۔ اور وہ اس وقت سر من رای مقام کے ایک غار میں روپوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موجود ہیں۔ جو قیامت کے قریب ظاہر ہو کر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہل سنت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور: بنی اسرائیل یا قوم عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔

شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہو گیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں مسلوب ہو گئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق: قوم عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے۔ جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس کے حالات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اس کی حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی ان کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قوم جابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب: یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے آنحضور کی ہجرت سے قبل مسیحت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر لیا تھا۔ آنحضور کی ہجرت سے قبل نبی آخر الزماں کی بشارتیں لوگوں کو سناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اس کو حسد و رشک پیدا ہو گیا اور آنحضور کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگ احد میں قریش مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہِ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجد ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور ان کا ارادہ تھا کہ اس کو بلا کر اس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفر طرار: یہ ایک بہت حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا۔ جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اس نے دو مصنوعی پر بھی بنوائے تھے جن کے ذریعہ یہ پرندوں کی طرح اچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے: مشبہہ وہ فرقہ ہے۔ جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشبّہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل وصورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر ان کامل مشبہ میں باہمی اختلاف ہے۔ حق تعالیٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزھہ: یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک و خالی مانتا ہے۔ اس میں بھی ایک کامل منزہ ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرت حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفت علم سے بھی۔ جامعہ بین التشبیہ والتنزیہ: یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ان صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں ان کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر ان میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفس صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور ان آثار کا منشا ذات باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفت علم اس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اس کی ذات ہے۔ اسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفت قدرت اس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں ان کا منشا بھی اس کی ذات ہے۔ یہ

گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہیں جو ان نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفت استواء صفت بطش ۔صفت ضحک، ید۔ وجہ وغیرہ آیا ہے۔ یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو ان آیتوں کوئی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ ان صفات کے وہ معنیٰ نہیں جن معنیٰ کے اعتبار سے ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اور ان صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدثین کا ہے۔

معتزلہ: یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں۔ قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ: وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم کا کاروبار بغیر کسی متصرف کے خود چل رہا ہے۔ اور اسی طرح قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرف مانتا ہے اس لئے ان کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ: یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالق خیر ہے۔ دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالق شر ہے۔

فرقہ اباحیہ: یہ فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔ پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔ اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ: اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ: یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور وہ بندہ کو اپنے افعال پر قادر مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ: یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ: یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ: یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقت واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لاادریہ: اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود مشکوک ہے اور یہ شکوک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین
۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ
یکم فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُدّتے[1] ایں مثنوی تاخیر شُد
ایک مدت کی اس مثنوی میں تاخیر ہوئی
مُہلتے بایست تا خوں شِیر شُد
مہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو
جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے
خوں نگردد شِیرِ شیریں خوش شنو
خون، شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سُن لے

چوں ضیاء الحق حُسام الدّیں عِناں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے باگ
باز گردانید زاوجِ آسماں
آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بُود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے
بے بہارش غنچہا نشگفتہ بُود
ان کی بہار کے بغیر غنچے نہ کھلے تھے

چوں زدریا سوئے ساحل باز گشت
جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے
چنگِ شعرِ مثنوی با ساز گشت
مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقل[2] ارواح بُود
وہ مثنوی جو روحوں کے لئے صیقل تھی
باز گشتش روزِ استفتاح بُود
ان کی واپسی، (مثنوی کیلئے) روز استفتاح ہوئی

مَطلعِ تاریخ ایں سودا وسُود
اس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع
سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بُود
چھ سو باسٹھ ہجری کا سال تھا

[1] مدتے۔ مثنوی کا دوسرا تاخیر سے شروع ہوا اس کی کئی وجہیں ہوئیں۔ مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کا باعث تھے انکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سامعین کی بے التفاتی کو شوق سے بدلنا تھا۔ (۳) مولانا نے دفتر دوم کے مضامین کو ذہن میں جمع کیا۔ بخت۔ نصیب۔ خون بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عنان۔ باگ۔ اوج۔ بلندی، معراج۔ سیڑھی۔ آسمانوں وغیرہ کی سیر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ بہار۔ یعنی روحانی فیض پہنچنا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا۔ یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارا یعنی عالم ناسوت۔ چنگ۔ سارنگی۔ باساز۔ باسامان۔

[2] صیقل۔ قلعی۔ استفتاح۔ کھولنا یعنی علوم و معارف کا جو دروازہ بند ہوگیا تھا اس کا کھولنا۔ رجب کی پندرہ تاریخ جسمیں رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانہ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطلع تاریخ وہ شعر یا عبارت جن کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامان تجارت۔ سود۔ نفع۔

بلبلے ا؎ زینجا برفت و بازگشت / بہرِ صید ایں معانی بازگشت
بلبل اس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی / ان معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

ساعدش مسکنِ ایں باز باد / تا ابد بر خلق ایں در باز باد
خدا کرے اس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو / قیامت تک مخلوق پر یہ دروازہ کھلا رہے

آفتِ ایں در ہوا و شہوت ست / ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست
اس دروازہ کی آفت خواہش نفسانی اور شہوت ہے / ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بربند تا بینی عیاں / چشم بند آں جہاں حلق و دہاں
اس منہ کو بند کر تاکہ تو (اسرار معارف) کو آنکھ سے دیکھ لے / اس جہان (معرفت) کیلئے منہ اور حلق آنکھوں کی پٹی ہیں

اے۲؎ دہاں تو خود دہانہ دوزخی / وے جہاں تو بر مثالِ برزخی
اے منہ! تو دوزخ کا دہانہ ہے / اور اے دنیا! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں / شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں
ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی (رہنے والا) نور ہے / خون کی نہروں کے پہلو میں صاف دودھ ہے

چوں دروگامے زنی بے احتیاط / شیرِ تو خوں می شود از اختلاط
اگر تو اس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا / خلط، ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس / شد فراقِ صدرِ جنت طوقِ نفس
نفس کی خوشی میں آدم نے ایک قدم رکھا / (تو) جنت کے صدر (مقام) کی جدائی گلے کا ہار بنگئی

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت / بہرِ نانِ چند آبِ چشم ریخت
فرشتہ ان سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان / چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ۳؎ یک موئے بُد گنہ کو جُستہ بود / لیک آں مو در دو دیدہ رُستہ بود
اگرچہ وہ گناہ جو انہوں نے کیا بال برابر تھا / لیکن وہ بال (گویا) دونوں آنکھوں میں اگا تھا

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم / موئے در دیدہ بُود کوہِ عظیم
آدم تو قدیم نور کی آنکھ تھے / (لیکن) آنکھ میں بال، بڑا پہاڑ ہوتا ہے

ا؎ بلبلے۔ یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار نہیں کرتے تھے۔ زینجا۔ یعنی عالم ناسوت، بدست۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ بازگشت۔ واپس ہوئے۔ باز۔ شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہوگئے ایں در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہر بند ہوگا جو خود مست اور شہوت نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی حلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔
اندروں از طعام خالی دار تا درو نورِ معرفت۔ بینی عیان۔ کھلا ہوا۔ چشم آنکھوں کی پٹی یعنی حلقوم اور منہ کی لذتیں اسرار معرفت سے مانع ہیں۔
۲؎ بے وبال۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متغایر چیزوں کے درمیان آڑ دنیاوی زندگی، جنتی اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کے آثار ہیں۔ نورِ باقی۔ ابدی روشنی، ہدایت، شیر نفسانی، یعنی اعمال صالح جو ہائے خوں، یعنی معاصی گام۔ قدم۔ احتیاط بچاؤ شیر تو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی ذوقِ نفس خلود کے شوق میں ممنوعہ درخت سے کھالیا فراق۔ یعنی جنت سے جدائی ہوگئی۔ دیو۔ آدم سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے بہر نان۔ یعنی گیہوں کے لئے۔
۳؎ گرچہ۔ حضرت آدم کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" کی رو سے ان پر عتاب ہوگیا بود آدم۔ معمولی خطا حضرت آدم کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیسا کہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی بال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

گر دراں ۱ دم او بکردے مشورت — در پشیمانی نگفتے معذرت
اگر وہ اس وقت مشورہ کر لیتے — (تو) شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد — مانع بد فعلی و بد گفت شد
اسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی — تو برے کام اور بری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شد — عقلِ جزوی عاطل و بیکار شد
ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا — ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گرز تنہائی چو ناہیدے شوی — زیرِ ظلِ یار خورشیدے شوی
اگر تو تنہائی میں زہرہ جیسا بنے گا — یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رَو بجو یارِ خدائے را تو زود — چوں چناں کردی خدا یارِ تو بود
جا، خدا کے دوست کی جلد تلاش کر لے — جب تو نے ایسا کر لیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت ست — آخر آں راہم زیار آموخت ست
جس نے خلوت کو مطمح نظر بنا لیا ہے — آخر اس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے زیار — پوستیں بہر دے آمد نے ۲ بہار
گوشہ نشینی غیروں سے چاہیے نہ کہ یار سے — پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے، نہ کہ موسم بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دو تا شود — نور افزوں گشت و رہ پیدا شود
عقل دوسری عقل کے ساتھ مل کر دوگنی ہو جاتی ہے — روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دو تا شود — ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود
نفس نفس کے ساتھ مل کر دوگنا ہو جاتا ہے — اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشم تست اے مردِ شکار — از خس و خاشاک اورا پاک دار
اے شکاری! یار، تیری آنکھ ہے — کوڑے کرکٹ سے اس کو محفوظ رکھ

ہیں بجاروبِ زباں گردے مکُن — چشم را از خس رہ آوردے مکُن
خبردار! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اڑا — آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن ۳ آئینہ مومن بود — روئے او ز آلودگی ایمن بود
جبکہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے — اس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیے

۱ گر دراں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہل علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحب معرفت کی عقل۔ نفس یعنی امارہ نفس۔ عقل جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت، تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ رو۔ اہل اللہ کی صحبت اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ خلوت، تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمح نظر بنا لینا۔ یار۔ یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھے ہے لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار بیگانے پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

۲ بہار۔ یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نور افزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نور افزا ہے اس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے۔ نفس۔ برے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبت شیخ ضروری ہے تو اس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مرد شکار شکاری ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیے۔ پاک دار۔ شیخ راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ لہٰذا وہ آنکھ کا کام لیتا ہے۔

۳ مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ مُؤمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِن یعنی جس طرح آئینہ عیب دکھادیتا ہے۔ اور اس کو مشہور کرتا نہیں پھرتا ہے اسطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ ایمن۔ محفوظ

یار آئینہ ست جاں را در حزن[۱] — در رخِ آئینہ اے جاں دم مزن
غم میں، یار جان کا آئینہ ہے — اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تا نپوشد روئے خود را از دمت — دم فرو بردن بباید ہر دمت
تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منہ نہ چھپا لے — ہر وقت تجھے سانس گھونٹے رہنا چاہیے

کم ز خاکی! چونکہ خاکے یار یافت — از بہارے صد ہزار انوار یافت
کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پالیا — ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کر لیں

آں[۲] درختے کو شود با یار جفت — از ہوائے خوش ز سر تا پا شگفت
وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا — عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

در خزاں چوں دید او یارِ خلاف — در کشید او زود سر زیرِ لحاف
خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا — اس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کر لیا

گفت یارِ بد بلا آشفتن ست — چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
اس نے کہا، برا ساتھی مصیبت ہے — جب وہ آگیا تو میرا شیوہ سو جانا ہے

پس بخسپم باشم از اصحاب کہف — بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف
پس میں سو جاتا ہوں اصحاب کہف میں سے ہو جاتا ہوں — غار میں سونا، دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظ[۳] شاں مصروفِ دقیانوس بود — خوابِ شاں سرمایۂ ناموس بود
ان کی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی — ان کا سو جانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیداریست چوں با دانش ست — وائے بیدارے کہ با ناداں نشست
جو نیند عقلمندی سے ہے وہ بیداری ہے — اس بیدار پر افسوس ہے جو ناداں کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند — بلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
چونکہ کووں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے — بلبلیں چھپ گئیں اور چپ ہو گئیں

زانکہ بے گلزار بلبل خامش ست — غیبتِ خورشید بیداری کش ست
جس طرح کہ بغیر چمن کے بلبل چپ ہے — سورج کا غروب بیداری ختم کر دینے والا ہے

---

۱ حزن۔ غم یعنی حالت انقباض۔ دم زدن۔ پھونک مارنا۔ پھونک سے آئینہ دھندلا ہو جاتا ہے۔ ہر دمت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے لاف زنی نہ کرنی چاہیے۔ خاک۔ جب زمین اپنے یار (موسم بہار) سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اگا دیتی ہے۔ مرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیے۔ انوار۔ جمع نور معنی غنچہ و کلی۔

۲ آں۔ موسم بہار درخت کیلئے یار موافق ہے اس کی صحبت سے درخت شگفتہ ہو جاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہوتی ہے۔ در خزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یار نا موافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں۔ لہٰذا سو جاتے ہیں یعنی بد صحبت سے خلوت میں سو جانا بہتر ہے۔ اصحاب کہف۔ ان کا پورا قصہ دفتر اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہو کر غار کی تنہائی میں جا کر سو گئے تھے۔

۳ یقظ۔ بیداری مصروف۔ زیر استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اس بیداری سے بہتر ہے۔ جس میں بروں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ ناداں۔ عرفانِ حق سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع ہے کوا یعنی نا اہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہو جانا۔ بلبلاں۔ یعنی اہل حق۔ تن زدن۔ خاموش ہو جانا۔ گلزار۔ گلشن، یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبت خورشید۔ سورج کے غروب کر جانے سے بیداری کے چہچے ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح طالبین کے غائب ہو جانے سے شیخ پر خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔

آفتاب[1] ار ترک ایں گلشن کند ... تا کہ تحت الارض را روشن کند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے ... تو اس لئے کہ زمین کے نچلے حصہ کو روشن کرے

آفتابِ معرفت را نقل نیست ... مشرقِ اُو غیر جان و عقل نیست
معرفت (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا نہیں ہے ... اس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشید کمالِ کاں سُریست ... روز و شب کردارِ اُو روشنگریست
خصوصاً وہ آفتاب کمال جو اس جانب کا ہے ... اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مُطلعِ شمس آئی گر اسکندری ... بعدازاں ہر جا روی نیکو فری
اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونیکی جگہ پر آ ... اس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہو گا

بعدازاں ہر جا روی مشرق بود ... شرقہابر مغربت عاشق شود
اس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہو گی ... مشرقیں تیری مغرب پر عاشق ہونگی

حسِّ[2] خفاشت سوئے مغرب دواں ... حسِّ دُر پاشت سوئے مشرق رواں
تیری چمگادڑ والی حس مغرب کی طرف دوڑنے والی ہے ... تیری موتی برسانے والی حس مشرق کی جانب رواں ہے

راہِ حس راہِ خران ست اے سوار ... اے خراں را تو مزاحم شرم دار
اے سوار! حس کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے ... تو گدھوں سے بھڑتا ہے شرم کر

پنج حسے ہست جُز ایں پنج حسّ ... آں چو زرِ سُرخ وایں حسہا چو مس
ان پانچ حواس کے علاوہ پانچ حس اور ہیں ... وہ سرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کیطرح ہیں

اندراں بازار کاہلِ محشر اند ... حسِ مس را چوں حسِ زر کے خرند
جس بازار میں اہل محشر ہیں ... تانبے کے حس کو سونے کے حس کی طرح کب خریدتے ہیں؟

حسِ ابداں قوتِ ظلمت می خورد ... حسِ جاں از آفتابے می چرد
بدنوں کی حس ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے ... روح کی حس آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

اے[3] ببردہ رختِ حسہا سُوئے غیب ... دست چوں موسیٰ بروں آور ز جیب
اے (وہ ذات) جو حس کے سامان کو غیب کیطرف لے گئی ہے ... موسیٰ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے صفاتت آفتابِ معرفت ... و آفتاب چرخ بندِ یک صفت
اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے لئے سورج ہیں ... اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

---

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہو کر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصے کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتاب معرفت۔ شیخ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ، جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرلی ہے۔ خورشید کمال۔ اللہ تعالیٰ۔ آں سر۔ اس جانب یعنی ذاتِ باری عالم امکان سے وراء ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے یہ نیک بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک اپنی سلطنت کو وسیع کر دیا تھا۔ مطلع شمس۔ اہل اللہ نیکفر۔ با اقبال۔ مشرق۔ یعنی مطلع انوار۔ مغربت۔ یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہوگی اس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔

[2] حسِ خفاشت۔ حواس خمسہ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حس در پاش۔ انسان کے لطائف ستہ قلب روح نفس۔ ستر۔ خفی۔ اخفی۔ مراد ہیں۔ جنکے انکشافات پر معرفت حق بنی ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بازار۔ آخرت کے بازار میں لطائف ستہ کی قیمت اٹھے گی۔ قوت۔ روزی۔ حس جاں۔ لطائف۔ آفتاب۔ یعنی ذات باری

[3] اے۔ یہاں سے مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ دست چوں موسیٰ حضرت موسیٰ کا ید بیضاء تاریکی کو دور کر دیتا تھا۔ بروں آور۔ تاکہ تیری تجلی نور ہمارے جہل کی تاریکی کو دور کر دے۔ صفاتت۔ صفات خداوندی ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتاب چرخ۔ سورج بھی صفات باری کا مظہر ہے۔

گاہ ۱ خورشید و گہے دریا شوی — گاہ کوہِ قاف و گہ عنقا شوی

(تو) کبھی سورج اور کبھی دریا (میں تجلی) ہوتا ہے — کبھی کوہ قاف (میں) اور کبھی عنقا (بے نشان) ہو جاتا ہے

تو نہ ایں باشی نہ آں در ذاتِ خویش — اے فزوں از وہمہا و زبیش بیش

اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے — اے وہ ذات جو وہموں سے آگے ہے بلکہ آگے سے بھی آگے ہے

رُوح ۲ با علم ست و با عقل ست یار — رُوح را با تازی و تُرکی چہ کار

روح علم اور عقل کی ساتھی ہے — روح کو ترکی یا عربی سے کیا واسطہ؟

از تو اے بے نقش با چندیں صُوَر — ہم مُشَبَّہ ہم مُوَحِّد خیرہ سَر

اے بے نقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری وجہ سے — اہل تشبیہ بھی اور کل توحید بھی حیران ہیں

گہ مُشَبَّہ را مُوَحِّد می کُنی — گہ مُوَحِّد را بصورت رہزنی

تو کبھی اہل تشبیہ کو اہل توحید بنا دیتا ہے — کبھی اہل توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

گہ ترا گوید زمستی بوالحسن — یا صَغِیرَ السِّنِّ یا رَطْبَ الْبَدَنْ

کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے — اے کم عمر! اے نازک بدن!

گاہ ۳ نقشِ خویش ویراں می کند — از پئے تنزیہ جاناں می کند

کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے — تنزیہ کے لئے اپنی جان کھوتا ہے

چشمِ حس را ہست مذہب اعتزال — دیدۂ عقل ست سُنّی در وصال

حس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے — وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سنی ہے

سُخرۂ حس اند اہلِ اعتزال — خویش را سُنّی نمایند از ضلال

حس کے پابند معتزلی ہیں — غلطی سے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حس ماند او معتزلی ست — گرچہ گوید سُنّیَم از جاہلی ست

جو حس میں (پھنسا) رہا وہ معتزلی ہے — اگرچہ وہ کہے "میں سنی ہوں" نادانی ہے

ہر کہ از حس خدا دید آیتے — در برِ حق ہست بہرِ طاعتے

جس نے حس خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی — وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالی) کی جناب میں ہے

ہر کہ بیروں شد ز حس سُنّی وے است — اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست

جو شخص حس سے بالاتر ہو گیا وہ سنی ہے — اہل نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کر لی ہے

---

۱ گاہ خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہر قدرت ہیں۔ تو نہ مظاہر قدرت میں ذات باری نہیں ہیں اس کی ذات وہم سے بھی وراء الوراء ہے۔

۲ روح۔ روح اگرچہ مادی بدن میں متصرف ہے۔ لیکن مادی اثر سے منزہ ہے۔ مشبہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ موحد وہ لوگ جو خدا کو ذات وصفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیرہ سر۔ حیران، یعنی دونوں گروہوں میں سے اس کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ مشبہ مشبہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہو جاتا ہے اور موحد بنجاتا ہے کبھی موحد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت سے مراد عارف کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر مشبہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السن۔ کم عمر۔ رطب البدن۔ نازک بدن۔

۳ گاہ۔ موحد غلبہ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے۔ اور صرف ذات واحد کو موجود مانتا ہے۔ چشم حس۔ ظاہری آنکھ۔ مذہب اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدار خدا ناممکن ہے۔ دیدہ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدار حق ہوگا یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سخرہ حس۔ جو کوئی شخص حس ظاہری رکھتے ہیں۔ وہ بھی حقیقتاً معزلی ہیں تاکو بھی دیدار حق میسر آئے گا سنی وہ حقیقتاً وہ ہے جو باطنی بصیرت پیدا کر کے دیدار حق کر سکے۔ حس خدا حس باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ پیش جناب۔ بہر طاعتے۔ اللہ کی کسی نشانی میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہل بینش۔ صاحب نظر عقل و حواس سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرت قلبی سے کام لیتا ہے۔

گر بدیدے حسِ ۱ حیواں شاہ را　　پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
اگر حیوانی حس، شاہ کو دیکھ سکتی　　تو گاؤ اور خر (بھی) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِ دیگر مر ترا　　جز حسِ حیوانِ بیروں از ہوا
اگر دوسری حس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی　　حیوانی حس کے علاوہ، خواہش نفسانی سے باہر

پس بنی آدم مکرّم کے بُدے　　کے بہ حسِ مشترک محرم شدے
تو بنی آدم مکرم کب ہوتے؟　　مشترک حس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟

نامصوّر ۲ یا مصوّر گفتنت　　باطل آمد بے ز صورت رفتنت
تیرا (خدا کو) با صورت یا بے صورت کہنا　　بے کار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نامصوّر یا مصوّر پیشِ اوست　　کو ہمہ مغز است بیروں شد ز پوست
با صورت یا بے صورت تو اس کے سامنے ہے　　جو مجسم مغز ہے چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حرج　　ورنہ رو کالصّبرُ مفتاحُ الفرج
اگر تو اندھا ہے، تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں　　ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را داروئے صبر　　ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو داروئے صبر　　جلا بھی دیتی ہے اور شرح صدر بھی کر دیتی ہے

آئینہ ۳ دل چوں شود صافی و پاک　　نقشہا بینی بروں از آب و خاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا　　تو آب و خاک سے بالا تر نقش دیکھے گا

ہم بہ بینی نقش وہم نقاش را　　فرشِ دولت را وہم فراش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقاش کو بھی　　دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنے والے کو

چوں خلیل آمد خیالِ یارِ من　　صورتش بُت معنیٔ اُو بُت شکن
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہوا　　اس کا ظاہر بت اور اس کی حقیقت بت شکن ہے

شکر یزداں را کہ چوں اُو شد پدید　　در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا　　اس کے تصور میں اللہ تعالیٰ کا تصور حاصل ہوا

شکر معطی را کہ چوں اُو در رسید　　در خیالش جاں خیالِ خود بدید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا　　اس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا

---

۱ حس حیواں۔ ظاہری حس۔ شاہ۔ اللہ تعالیٰ۔ حس دیگر۔ حس باطنی۔ بیروں از ہوا۔ ہوا و ہوس سے بالا تر۔ مکرم۔ قرآن میں ہے لقد کرّمنا بنی آدم "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔" حس مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ راز داں۔

۲ نامصور۔ یعنی خدا کا با صورت ہونا یا صورت سے منزہ ہونا اس شخص کیلئے متحقق ہے جو مجاہدے کر کے سراپا مغز بنگیا ہو۔ کوری۔ کور ہستی۔ اعمیٰ۔ نا بینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ۔ ورنہ۔ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کرو گے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹا دے گا۔

۳ آئینہ دل۔ بغیر اضافت کے پڑھا جائے۔ آب و خاک۔ عالم ناسوت۔ نقش یعنی مخلوق نقاش۔ یعنی خالق۔ فرش دولت دربار۔ فراش۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ خیال یار۔ تصور شیخ۔ حضرت ابراہیم نے ستارے کو دیکھ کر ھذا ربّی "یہ میرا رب ہے" کہا۔ ایک مدعی تھا جو بظاہر بت پرستی تھی لیکن در اصل اس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بت شکنی تھی اسی طرح تصور شیخ بظاہر بت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بت شکنی ہے۔ شکر یزداں۔ تصور شیخ نے اللہ تعالیٰ کے تصور تک پہنچا دیا۔ چوں او۔ تصور شیخ یعنی شیخ کے تصور کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہوئی اور اس کے ذریعہ معرفت خداوندی حاصل ہوئی۔ مَن عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔"

خاکِ درگاہت دلم رامی فریفت[۱]   خاک بروے کوز خاکت می شگیفت

تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر دیا   اس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی برتی

گفتم ار خوبم پذیرد ایں ازو   ورنہ خود خندید بر من زشت رُو

میں نے کہا کہ اگر میں اچھا ہوں تو اللہ اس اچھائی کو اس در میں مجھ سے قبول کر لیا   ورنہ مجھ بدصورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود رابنگریم   در خور آنیم و یا نادر خوریم

تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں   ہم اس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یحبُّ الجمال   کے جوانِ نوگزیند پیرہ زال

وہ حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے   بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیّبات از بہرِ کہ للطَّیبین   خوب خوبی راکند جذب ایں یقیں

پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں، پاک مردوں کے لئے   اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی راکند جذب[۲] ایں بداں   طیبات و طیّبین بروے بخواں

اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، سمجھ لے   طیبات اور طیبین اس پر پڑھ دے

در ہرآں چیزے کہ تو ناظر شوی   می کند با جنس سیرا ے معنوی

تو جس چیز کو بھی دیکھے گا   اے معنیٰ شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد   گرم گرمی راکشید و سرد سرد

دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے   گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قسم[۳] باطل باطلاں رامی کشند   باقیاں از باقیاں ہم سر خوشند

باطل قسم باطلوں کو کھینچتی ہے   باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مر ناریاں را جاذب اند   نوریاں مر نوریاں را طالب اند

جہنمی جہنمیوں کو کھینچنے والے ہیں   نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صاف راہم صافیاں راغب شوند   دُرد راہم تیرگاں جاذب بوند

صاف لوگ، صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں   بد باطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ راہم زنگیاں باشند یار   روم رابا رومیاں افتاد کار

حبشی کے حبشی دوست ہوتے ہیں   رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کندنیست   چشم را از نورِ روزن صبر نیست

تو نے جب آنکھ بند کی۔ تجھے بیقراری ہے   آنکھ روزن کے نور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

[۱] فریفتن۔ عاشق بنانا۔ شگیفتن۔ بے نیاز ہونا۔ ازو۔ از دل۔ زشت رو۔ بدصورت۔ چارہ۔ تدبیر۔ در خور۔ لائق۔ پیرہ زال۔ بوڑھی عورت ایں۔ یقیں۔ یہ یقینی بات ہے۔

[۲] جذب۔ کشش۔ طیبات۔ قرآن پاک میں ہے۔ الطّیباتُ للطّیبین "پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں" ناظر دیکھنے والا۔ اے معنوی اے حقیقت میں۔

[۳] قسم۔ فرقہ گروہ باقیان اہل ہدایت ناریاں۔ جہنمی۔ نوریاں۔ جنتی۔ صافیاں صاف باطن تیرگاں۔ سیاہ باطن۔ زنگ۔ حبشی۔ روم۔ رومی۔ جاں کندنی گھبراہٹ۔ روزن۔ روشندان

چشم چوں بستی ترا تاسہ[1] گرفت   نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
جب تو نے آنکھ بند کی، تجھے گھبراہٹ نے پکڑا   آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسہ تو جذبِ نورِ چشم بُود   تا بہ پیوندد بہ نورِ روز زُود
تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی   تاکہ جلد دن کی روشنی سے وابستہ ہو جائے

چشم باز ار تاسہ گیرد مر ترا   دانکہ چشمِ دل بہ بستی بر گشا
کھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے   سمجھ لے کہ تو نے دل کی آنکھ بند کی ہے، کھول لے

آں[2] تقاضائے دو چشمِ دل شناس   کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس
سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضا تھا   کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نورِ بے ثبات   تاسہ آوردت کشادی چشمہات
جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے   تجھے بیقرار کر دیا تو تو نے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار   تاسہ چوں آرد مر آں را پاس دار
تو دو پائدار نوروں کی جدائی   کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اس کا خیال رکھ

اُو چو می خواند مرا من بنگرم   لائق جذبم ویا بد پیکرم
وہ جب مجھے بلاتا ہے میں غور کرتا ہوں   میں کشش کے قابل ہوں یا بد صورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کند   تسخرے باشد کہ اُو بروے کند
اگر کوئی خوبصورت، بد صورت کا پیچھا کرے   یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اس سے کرتا ہے

کے ببینم روئے خود را اے[3] عجب   تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
تعجب ہے میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں؟   جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں، میں دن کی طرح ہوں یا رات کی مانند

نقشِ جانِ خویش می جستم بسے   ہیچ می نمود نقشم از کسے
میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا   (لیکن) میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست   تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست
میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے   (اسی لئے) کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہے

آئینہ آہن برائے پوستہاست   آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے   جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست اِلا روئے یار   روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
جان کا آئینہ یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے   اس یار کا چہرہ جو اس دیار (عالم ملکوت) کا ہو

---

[1] تاسہ۔ بیقراری۔ نورِ چشم۔ آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے اور نہ گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ چشم باز۔ آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطراب دل کی آنکھ بند ہونے کی وجہ سے ہے۔

[2] آں تقاضائے۔ دل کی گھبراہٹ دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوئی جو لاانتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں۔ دو نور۔ یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لامحدود نور۔ بد پیکر۔ بدصورت۔ گر لطیفے۔ جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے۔

[3] اے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے۔ ہمچو روزم۔ یعنی منور چو شب۔ یعنی سیاہ باطن نقشِ جان۔ شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہو جائے۔ گفتم۔ آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے۔ آئینہ سیمائے جاں۔ جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آتی ہے وہ مرشد شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے۔ روئے یار۔ شیخ۔ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں۔ آں دیار یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالم ملکوت سے ہو۔

گفتم اے دل آئینۂ[۱] کلی بجو | روبدریا کار برنیاید ز جو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر | دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید | درد مریم را بخرما بن کشید
اس طلب کی وجہ سے خادم تیرے کوچہ میں پہنچا | مریم کو درد کھجور کے درخت کی طرف لے گیا

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد | صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا | سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوئے میں سما گئے

آئینہ کلی بر آوردم ز دود | دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دھوئیں سے مکمل آئینہ نکالا | میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا

آئینہ کلی ترا دیدم ابد | دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا | میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا

گفتم[۲] آخر خویش را من یافتم | دردو چشمش راہِ روشن یافتم
میں نے کہا بالآخر میں نے اپنے آپ کو پالیا | اس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پالیا

گفت وہمم کاں خیالِ تست ہاں | ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے خبردار! | اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد | کہ منم تو تو منی در اتحاد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی | کہ میں تو ہوں تو میں ہے، یگانگت میں

کاندریں[۳] چشمِ منیرِ بے زوال | از حقائق راہ کے یابد خیال
اس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں | خیال راستہ کب پا سکتا ہے؟

دردو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود | گر ببینی آں خیالے دان و رد
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش | اگر تو دیکھے تو اس کو (محض) خیال اور (قابل) رد سمجھ

زانکہ سرمہ نیستی درمی کشد | بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
اس لئے کہ وہ نیستی کا سرمہ لگاتا ہے | (اور) شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے

چشمِ او خانۂ خیالست و عدم | نیستہا را ہست بیند لاجرم
اس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے | لامحالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے

۱ آئینہ کلی۔ یعنی شیخ کامل۔ دریا۔ یعنی شیخ کامل۔ جو۔ نہر یعنی ناقص۔ پیر۔ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ۔ خرما بن۔ کھجور کا درخت حضرت مریم کے دردِ زہ کا اضطراب کھجور کے سائے۔ پھل اور ٹھنڈے پانی اور بچہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صد دل۔ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ بر آوردم ز دود۔ یعنی میں نے نورِ مطلق کو تعینات کے دھوئیں سے جدا کیا تو اسمیں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینہ کلی۔ مکمل آئینہ۔ ابد۔ ہمیشہ چشم تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

۲ گفتم۔ شیخ کے آئینہ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہوگیا۔ اور اس کی وجہ سے مجھے راہ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال۔ خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نفس الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت دائمی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

۳ کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشم دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر دائمی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ دردو چشم غیر۔ ناقص کی چشم دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے۔ نیستی۔ عالم فانی۔ بادہ شراب۔ تصویر۔ تخیل۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اس کی چشم بصیرت عالم سفلی میں پھنسی ہوئی ہے وہاں شیطانی تصویر پہنچ جاتا ہے۔ خانہ خیال۔ یعنی اس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کئے ہوئے ہیں۔

چشمِ من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال[1]　　خانۂ ہستی ست نے خانۂ خیال
میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سُرمہ دیکھا ہے　　وہ موجود کا خانہ ہے نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو　　در خیالت گم شود مستیِ تو
جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا　　تیری مستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم　　در خیالت گوہرے باشد چو یشم
جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہو گا　　تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہو گا

یشم را آنگہ شناسی از گُہر　　کز خیالِ خود کُنی کُلّی گذر
تو یشم (پتھر) اور موتی میں اسوقت تمیز کر سکیگا　　جب اپنے خیال سے بالکلیہ گزر جائے گا

یک حکایت بشنوا اے گوہر شناس　　تا بدانی تو عیاں را از قیاس
اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سن لے　　تا کہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمرؓ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ[2] روزہ گشت در عہدِ عُمرؓ　　بر سرِ کوہے دوید نداں نفر
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں رمضان آیا　　سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ را گیرند فال　　آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال
تا کہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں　　ایک شخص بولا، اے عمرؓ! چاند یہ ہے

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید　　گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید
جب (حضرت) عمرؓ نے آسمان پر چاند نہ دیکھا　　فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بیناترم[3] افلاک را　　چوں نمی بینم ہلالِ پاک را
ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں　　پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تر کُن دست و بر ابرو بمال　　آنگہاں تو بر نگر سُوئے ہلال
فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مل　　پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُو تر کرد ابرو مہ ندید　　گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید
جب اس نے ابرو تر کر لی چاند کو نہ دیکھا　　بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے، وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں　　سُوئے تو افگند تیرے از گماں
فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا　　اس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

[1] ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ کے تصور کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے مو۔ یعنی جب تک عالم ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ ہستی تو۔ عالم وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کلی گزر فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ قیاس۔ تخمینی بات۔

[2] ماہ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال۔ نیک شگون۔ از خیال تو یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

[3] بیناتر۔ حضرت عمرؓ کی نگاہ اس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمرؓ کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

چوں یکے مُوکژ شداز ابروئے اُو شکلِ ماہے نو نمودآں موئے اُو
جب اس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا اس کے بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُوکژ شداورا راہ[۱] زد تابد عوئ لافِ دید ماہ زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اس نے گمراہ کر دیا یہاں تک کہ دعوے کیساتھ چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردہ گردوں بُود چوں ہمہ اَجزات کژ شد چوں بُود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہو جائیں تو کیا ہوگا؟

راست کُن اَجزات را از راستاں سَر مکش اے راست روزاں آستاں
ان کے ذریعہ اپنے اجزا سیدھے کر لے اے سیدھا چلنے والے اس چوکھٹ سے سر نہ ہٹا

ہم ترا زورا ترا زوراست کرد ہم ترا زورا ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہرکہ بانا راستاں ہم سنگ شد در کمی اُفتادو عقلش دنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تلا کمی میں مبتلا ہوا اور اس کی عقل ماری گئی

رَو اَشِدَّاء [۲] عَلَی الْکُفَّار باش خاک بر دلداریِ اغیار پاش
جا کفار پر بھاری پڑ بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سَرِ اغیار چوں شمشیر باش ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
بیگانوں کے سر پر تلوار بن خبردار! مکاری نہ کر شیر بن

تاز غیرت از تو یاراں نگسلند زانکہ آں خاراں عدوے ایں گلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں اسلئے کہ وہ کانٹے (اغیار) اس گلستان (محبت) کے دشمن ہیں

آتش [۳] اندر زن بگرگاں چوں سپند زانکہ ایں گرگاں عدوے یوسف اند
کالے دانے کی طرح ان بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگا دے کیونکہ یہ بھیڑیے یوسف (محبوب حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں تابہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
خبردار! شیطان تجھے جان پدر کہے گا تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس بابا بات کرد آدمے را ایں سیہ رُخ مات کرد
شیطان نے تیرے بابا (حضرت آدمؑ) سے ایسی ہی مکاری کی (حضرت) آدمؑ کو اس سیاہ رو نے ہرا دیا

برسَرِ شطرنج چُست ست ایں غراب تو مبیں بازی بچشم نیم خواب
یہ کوا شطرنج پر چست (ہو کر بیٹھا) ہے تو بازی کو اونگھتی آنکھ سے نہ دیکھ

---

۱ راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سرمکش۔ رو گردانی نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم ہم سنگ شدن۔ برابر تلنا۔ دنگ۔ شدن۔ حیران ہونا۔

۲ اشداء۔ شدید کی جمع ہے سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تاز غیرت۔ غیروں سے جڑنا، اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خاراں۔ یعنی اللہ سے بیگانے گل۔ ذاتِ خداوندی

۳ آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے اور نظر بد کے دفع کرنے کیلئے اس کو جلایا جاتا ہے۔ یوسف یعنی محبوب حقیقی، حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا، اگرچہ یہ غلط تھا مولانا نے ان کے قول کے مطابق بھیڑیے اور حضرت یوسف کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جان بابا۔ نور نظر لاڈلا بیٹا۔ دم۔ فریب۔ بابا بات۔ بابائے تو۔ مات۔ شاہ شطرنج کو مقید کر دینا۔ جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنی میں مستعمل ہو جاتا ہے۔

زانکہ فرزیں بندہا داند بسے ۔۔۔ کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
اس لئے کہ وہ فرزین کے بہت سے گھر او جانتا ہے ۔۔۔ تا کہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خس او سالہا ۔۔۔ چیست آں خس مہر جاہ و مالہا
اس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے ۔۔۔ وہ تنکا کیا ہے؟ رتبہ اور مال کی محبت

مال خس باشد چو ہست آں بے ثبات ۔۔۔ در گلویت مانع آبِ حیات
مال چونکہ فانی ہے وہ تنکا ہے ۔۔۔ تیرے گلے میں وہ آب حیات سے مانع ہے

گر برد مالت عدوے پُر فنے ۔۔۔ رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے ۔۔۔ ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

دزدیدنِ مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر
ایک سپیرے کا دوسرے سپیرے کے سانپ کو چرانا

دُزدکے[۲] از مارگیرے مار بُرد ۔۔۔ زابلہی آں را غنیمت می شمرد
ایک چور، ایک سپیرے کا سانپ لے گیا ۔۔۔ بیوقوفی سے اس کو (مال) غنیمت سمجھ رہا تھا

وار ہید آں مار گیر از زخم مار ۔۔۔ مار کشت آں دزد را بس زار زار
وہ سپیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا ۔۔۔ سانپ نے اس چور کو بری طرح مار ڈالا

مار گیرش دیدش بشناختش ۔۔۔ گفت از جاں مارِ من پرداختش
سپیرے نے اس کو دیکھا تو پہچان گیا ۔۔۔ بولا، اس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعامی خواستے جانم ازو ۔۔۔ کش بیابم، مار بستانم ازو
دعا میں میری جان اس کو طلب کرتی تھی ۔۔۔ کہ میں اس کو پکڑ لوں، سانپ اس سے لے لوں

شکر حق راکاں دُعا مردود[۳] شد ۔۔۔ من زیاں پنداشتم آں سود شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی ۔۔۔ میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دعا ہا کاں زیانست ہلاک ۔۔۔ از کرم می نشنود یزدانِ پاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور [illegible] ۔۔۔ اللہ پاک ان کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مُصلح ست او مصلحت را داند او ۔۔۔ کاں دعا را بازی گرد انداو
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے ۔۔۔ کہ اس دعا کو وہ [illegible] ہے

واں دعا کنندہ شاکی می شود ۔۔۔ مے بَرد ظنِ بد، ۔۔ بد بُود
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے ۔۔۔ برا گمان کرتا ہے اور یہ بدگمانی بری ہوتی ہے

---

۱ فرزیں۔ شطرنج کے مہروں میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے۔ جو دورخی چال چل سکتا ہے اس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرزیں بند ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزین گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ مہر۔ محبت جاہ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ پُر فن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہی گمراہ کرتا ہے۔

۲ دزدک۔ کمینہ چور۔ مار گیر۔ سپیرا۔ وارہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بری حالت۔ پرداخت۔ خالی کر دیا۔ در دعا۔ یعنی سانپ کے مل جانے کی دعا کرتا تھا۔ کش۔ کہ اُس۔

۳ مردود۔ نامقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سود۔ فائدہ مُصلح۔ بہتری کرنے والا۔ باز گردانیدن۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بدبُود۔ یعنی بدگمانی بری ہوتی ہے۔

می نداند کہ بلائے خویش خواست — وزکرم حق آں بدونا[1] وردراست
وہ نہیں سمجھتا کہ اس نے اپنی مصیبت کی دعا کی ہے — اور خدا نے کرم کر کے اس کو قبول نہیں کیا ہے

اِلتماس کردنِ ہمراہِ عیسیٰ علیہ السلام بزندہ کردنِ استخوانہا از عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا ان سے ہڈیوں کو زندہ کردینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰ یکے ابلہ رفیق — استخوانہا دید در گورے عمیق
ایک بیوقوف (حضرت) عیسیٰ کا سفر کا ساتھی بن گیا — اس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ نام آں سنی[2] — کہ بداں تو مُردہ زندہ می کُنی
کہنے لگا کہ اے ساتھی! اس بلند ذات کا نام — جس کے ذریعہ تم مردے کو زندہ کرتے ہو

مَر مرا آموز تا احساں کُنم — استخوانہا را بداں با جاں کُنم
مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں — اس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خامُش کُن کہ آں کارِ تو نیست — لائقِ انفاس و گفتارِ تو نیست
فرمایا چپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے — تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نفس خواہد زباراں پاک تر — وز فرشتہ در روش چالاک تر
وہ (نام) ایسا سانس چاہتا ہے، جو بارش سے زیادہ پاک ہو — اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمر ہا بایست تا دم پاک شُد — تا امینِ مخزنِ افلاک شُد
عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو — اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست — دست را دستانِ موسیٰ از کجاست
یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑی لی ہے — ہاتھ میں موسوی اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اسرار خواں — ہم تو بر خواں نام را بر استخواں
وہ بولا، اگر میں اسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں — (تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰ یارب ایں اسرار[3] چیست — میلِ ایں ابلہ دریں گفتار چیست
(حضرت) عیسیٰ نے کہا اے خدا یہ کیا راز ہے؟ — اس بیوقوف کا میلان اس گفتگو کیطرف کیوں ہے؟

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را — چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را
اس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟ — اس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

---

۱ بدو۔ باو۔ ناورد نیاورد۔ راست۔ مقبول۔ لہٰذا راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول نہ کرے تو۔ یہی سمجھنا چاہیے کہ بھلائی اسی میں تھی۔ التماس کردن۔ اس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اس کی بھلائی اس میں نہیں ہوتی ہے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر، بعض نسخوں میں گوئے ہے، جو گڑھے کے معنیٰ میں ہے۔

۲ سَنی۔ بلند۔ احسان۔ اچھا کام کرنا۔ باجان۔ جاندار۔ خامُش کُن۔ چپ ہو جا۔ اَنفاس۔ نفس کی جمع، سانس۔ عصا۔ لاٹھی۔ راست۔ دایاں۔ دستاں۔ افسوں، اعجاز

۳ اسرار۔ راز۔ نام۔ اسم اعظم۔ چوں۔ دوسرے کے لئے اسم اعظم کا خواہاں ہے۔

مُردهٔ ۱ خودرا رہا کرد ست اُو　مُردهٔ بیگانه را جوید رفُو
اس نے اپنے مردے کو چھوڑا ہے　غیر کے مردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدبارا گر اد بار جوست　خار روئیدن جزائے کشت اوست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا بدبخت ہے اگر بدبختی کا جویاں ہے　اس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکه تخمِ خار را کارد در جہاں　ہاں وہاں اورا مجو در گلستاں
جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بویا　خبردار، خبردار! اس کو گلستاں میں نہ تلاش کر

گر گلے گیرد بکف خارے شود　ور سُوئے یارے رود مارے شود
اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا　اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی　بر خلافِ کیمیائے متقی
وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے　متقی کی کیمیا کے بر خلاف

ہیں مکن بر قول و فعلش اعتمید ۲　کو ندارد میوهٔ مانند بید
خبردار! اس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر　وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں رکھتا ہے

اندر ز کردنِ صوفی خادم را در تیمار داشت
صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا

بہیمه و لاحول گفتنِ آں خادم
اور اس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دورِ افق　تاشبے در خانقاہے شد قُنُق
ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا　ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہو گیا

یک بہیمه داشت در آخُر بہ بست　اُو بصدرِ صُفّہ بایاراں نشست
اس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل میں باندھ دیا　وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقب گشت بایارانِ خویش　دفترے باشد حضورِ یار بیش
پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا　یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی ۳ سوا دو حرف نیست　جُز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست
صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے　برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم　زادِ صوفی چیست اَنوارِ قدم
عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں　صوفی کا توشہ کیا ہے (اللہ تعالیٰ) کے انوار

---

۱ مُردہ خود یعنی اپنی مردہ روح۔ کرد رفو۔ سلائی، اصلاح۔ ادبار۔ بدبختی بمبالغہ۔ بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے کشت۔ کھیتی۔ کارد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں تانبے کو سونا بنادیتے ہیں۔ شقی۔ یعنی شقی سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ متقی۔ یعنی متقی شخص بروں کی ماہیت تبدیل کر کے ان کو بھلا دیتا ہے۔

۲ اعتمید۔ اعتماد کا اِمالہ ہے بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے اندرز۔ نصیحت، بہیمہ۔ چوپایہ یعنی سواری کا جانور۔ دور افق۔ اطراف عالم۔ قنق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صفہ چبوترہ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضور یار معیت حق۔ بیش۔ اکثر و بیشتر

۳ سواد۔ سیاہی۔ اسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثار قلم۔ یعنی نوشتہ قلم۔ انوار قدم۔ انوار الٰہی۔

همچو صیادے[1] سوئے اشکار شد — گام آہو دید و بر آثار شد
اس شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا — ہرن کے قدم دیکھے اور نشان قدم پر چل پڑا

چند گاہش گام آہو در خورست — بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
اس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے — اس کے بعد خود ہرن کا نافہ اس کا رہنما ہے

چونکہ شکرِ گام کرد و رہ بُرید — لاجرم زاں گام در کامے رسید
چونکہ اس نے نشان قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا — لا محالہ اس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف — بہتر از صد منزلِ گام و طواف
ناف کی خوشبو پر ایک منزل چلنا — چکر کی سو منزلوں سے بہتر ہے

آں[2] دلے کو مطلع مہتابہاست — بہر عارف فُتِّحَتْ اَبْوابُہا ست
وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے — عارف کے لئے فتحت ابوابہا (کا مصداق ہے)

باتو دیوارست و با ایشاں درست — با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست
(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور ان کیلئے دروازہ ہے — تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے — پیر لوہے کے ٹکڑے میں اس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیرایشاں ند کایں[3] عالم نبود — جانِ ایشاں بود در دریائے جود
وہ اس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا — ان کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند — پیشتر از کِشت بَر برداشتند
اس جسم سے پہلے انہوں نے عمریں گزاری ہیں — انہوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چنے ہیں

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند — پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں — دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ با فرشتگان در[4] ایجادِ خلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا

۱ صیاد۔ شکاری۔ اشکار۔ شکار۔ گام۔ یعنی نشان قدم۔ آثار۔ اثر کی جمع ہے۔ نشان قدم۔ چندگاہ، کچھ دیر۔ سالک ابتداء تجلیات افعال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر فرط شوق میں مطلوب حقیقی کے منازل قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب و کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہوجاتی ہیں اور تجلی صفاتی اور تجلی ذاتی ہوجاتی ہے۔ سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اور اس میں غلطی کا امکان ہے۔ جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا ہمیں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجرد سالک سے مجذوب سالک بدرجہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافہ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ جَذْبَةٌ رَبِّيَّةٌ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔ رب کی جانب سے ایک کشش جن و انس کی عبادت سے بڑھ کر ہے

۲ آں دلے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اس کا دل دفتر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں۔ فتحت ابوابھا۔ قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھول دیئے جائینگے۔ شعر میں ضرورت کی وجہ سے فتحت کی پہلی تا کو مشدد اور ابوبھا کی دوسری با کو ساکن پڑھنا پڑیگا۔ باتو۔ عامی انسان دفتر دل سے کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا اس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزاں۔ گرامی قدر لوگ۔ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو صیقل کر کے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

۳ ایں عالم۔ عالم ناسوت، اولیاء کی روحیں عالم ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالم ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالم ناسوت کے اعمال صالحہ۔ بر۔ پھل یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسم عنصری۔ بحر۔ یعنی عالم ناسوت۔ دُر۔ یعنی اعمال صالحہ کے نتائج

مشورت می رفت ۱ در ایجادِ خلق — جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا — انکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانعِ آں می شدند — بر ملائک خفیہ خنبک می زدند
جب فرشتے اس کے لئے مانع بنے — انہوں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی بجائی

مطلع بر نقشِ ہر چہ ہست شد — پیش ازاں کیں نقشِ گل پابست شد
وہ ہر اس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی — اس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر زافلاک کیواں دیدہ اند — پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
انہوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے — انہوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند — بے سپاہ و جنگ بر نصرت زدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے — انہوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل کر لی تھی

آں عیاں ۲ نسبت بایشاں فکرت ست — ورنہ خود نسبت بدوراں رویت ست
وہ مشاہدہ ان کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے — ورنہ دور والوں کے اعتبار سے (جو وجود کے بعد مشاہدہ ہوگا) رویت ہے

فکرت از ماضی و مستقبل بود — چوں ازیں دو رست مشکل حل شود
فکر (کا تعلق) ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے — جبکہ ان کا فکر ان (ماضی مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہوگیا

دیدہ چوں بے کیف ہر باکیف را — دیدہ پیش از کاں صحیح وزیف را
چونکہ انہوں نے ہر با کیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے — انہوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے کو دیکھ لیا ہے

پیشتر ۳ از خلقتِ انگورہا — خوردہ میہا و نمودہ شورہا
انگوروں کی پیداوار سے پہلے ہی — انہوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں دکھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند دے — در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ ساون میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں — وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگور مے را دیدہ اند — در فنائے محض شئ را دیدہ اند
انہوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے — انہوں نے عدم محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگور مے را دیدہ است — رُوح از معدوم شی را دیدہ است
روح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے — روح نے معدوم سے موجود دیکھا ہے

❁❁❁❁❁

۱ می رفت۔ می آمد۔ ایجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق۔ یعنی غریق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجاد انسان اور اس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیاء کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر از راہ بے تکلفی ہنسی اڑائی۔ نقش۔ جسم عنصری۔ کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔ پیشتر۔ یعنی اعمال کے نتائج کا ان کو علم تھا۔ بے دماغ۔ ان کو ازل میں قوتِ علمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ ان کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

۲ آں عیاں۔ عالم ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ ان کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے جس کے ذریعہ ادنیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے جس کے ذریعہ اعلیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ عوام کے علوم میں اس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دوراں۔ وہ لوگ جو تجلی حق سے دور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا ان کا فکر فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق جو مادی نہیں ہیں ذاتِ باری۔ زیف۔ کھوٹا۔

۳ پیشتر۔ ممکنات کے وجود سے پہلے ہی وہ ان کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز۔ ماگھ۔ ساون کے بعد آتا ہے۔ شعاع۔ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

آسماں دردورِ ایشاں جُرعہ[1] نوش　　آفتاب از جودِ شاں زربفت پوش
آسمان ان کے دور (جام) میں شراب نوش ہے　　سورج ان کی سخاوت سے زربفت پوش ہے

چوں از ایشاں مجتمع بینی دو یار　　ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار
جب تو ان میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے　　وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)

بر مثالِ موجہا اَعدادِ شاں　　در عدد آوردہ باشد بادشاں
ان کے شمار موجوں جیسی ہے　　جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے

مُفترِق شد آفتابِ جانہا　　در درونِ روزنِ ابدانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہو گیا ہے　　جسموں کے سوراخوں میں

چوں نظر در قُرص داری خود یکیست　　آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے　　جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے

تفرقہ در رُوحِ[2] حیوانی بُوَد　　نفسِ واحد رُوحِ انسانی بود
تعدد، حیوانی روح میں ہوتا ہے　　انسانی روح ایک جان ہوتی ہے

روحِ انسانی کنفسٍ واحدست　　روحِ حیوانی سِفالِ جامدست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے　　حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے

گفت حق رَشَّ عَلَیھِمْ نُورَہ　　مُفترِق ہرگز نہ گردد نورِ او
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان پر اپنا نور چھڑک دیا ہے　　اس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے

عقلِ[3] جزو از رمزِ ایں آگاہ نیست　　واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست
ناقص عقل اس راز سے آشنا نہیں ہے　　اس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے

عقل را اندر چنیں سودا چہ کار　　کرِّ مادر زاد را سُرنا چہ کار
اس معاملے میں عقل کا کیا کام؟　　پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟

یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال　　تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے　　تاکہ میں تجھ سے اس حسن کے ایک تل کی تعریف کروں

در بیاں ناید جمالِ حالِ او　　ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ او
اس کی خوبی کا حسن بیان نہیں کیا جا سکتا　　دونوں جہان کیا ہیں؟ اس کے تل کا عکس

چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم　　نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
جب میں اس کے حسین تل کا بیان کرتا ہوں　　گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ ڈالے

[1] جرعہ۔ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔ چوں از ایشاں۔ روح اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیاء حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم شش صد ہزار۔ تشخص کے اعتبار سے ان میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ دو قائم مقام چھ لاکھ کے ہیں۔ بر مثال۔ موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق۔ سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔

[2] روح حیوانی۔ اس کا خاصہ درندگی اور شہوت ہی جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روح انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نور او۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔

[3] عقل جزو۔ ناقص عقل عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ بھید کی بات کر۔ بہرا۔ مادرزاد پیدائشی۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تل۔ مراد روح اعظم ہے۔ بشگافد تنم جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

چون کنم لب راکشادن نیست راہ — فکر تے کُن تا نماید رہ الٰہ
میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے — تدبیر کر، تاکہ خدا رہنمائی کردے

ہمچو مورے[1] اندریں خرمن خوشم — تافزوں از خویش بارے میکشم
اس ڈھیر میں میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں — اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا رہا ہوں

بستہ شدنِ تقریرِ معنیِ حکای بسبب میلِ مستمع باستماعِ صورتِ ظاہر حکایت وغیر آں

حکایت کے معنیٰ کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست — تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست
(اسرار کی) وضاحت پر رشک (کرنے والی ذات) کب موقع دیتی ہے؟ — کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد و سدے کند — جرّ کند وز بعد جرّ مدّے کند
سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کر دیتا ہے — کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دیدیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد مگر — مستمع را رفت دل جائے دگر
اب سن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید — سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش[2] شد سوئے صوفیِ قنق — اندراں سودا فروشد تا عُنُق
اس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا — اس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال — سُوئے آں افسانہ بہر وصف حال
اس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا — اس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز — طفلاں تاکے از جوز و مویز
اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا — بچوں کی طرح اخروٹ اور منقی سے کبتک دلچسپی؟

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر — گر تو مردی زیں دو چیز اندر گزر
اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقی ہے — اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا

ورتو[3] اندر نگذری اکرامِ حق — بگذراند مر ترا از نہ طَبَق
اگر تو خود نہ گزر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم — تجھے نو آسمانوں سے گزار دے گا

بشنوا کنوں صورتِ افسانہ را — لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را
سب افسانہ کی صورت سُن لے — لیکن خبردار! بھس سے غلہ کو جدا کر لینا

---

[1] مور۔ چیونٹی۔ خرمن۔ انبار۔ فزوں۔ زیادہ بار۔ بوجھ۔ رشک۔ روشنی اللہ تعالیٰ جو اسرار کے افشاء سے روکتا ہے۔ بحر۔ سمندر کف۔ جھاگ۔ سد۔ روک۔ جر۔ کھینچنا۔ مد۔ پھیلانا۔ مستمع۔ سننے والا۔

[2] خاطر طبیعت۔ دل قنق۔ ترکی لفظ ہے مہمان عُنُق۔ گردن۔ مقال بات چیت۔ صوفی صورت ظاہری صوفی۔ جوز۔ اخروٹ مویز۔ منقی جسم۔ مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے۔

[3] ورتو۔ اگر انسان ذاتی کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے۔ نہ طبق۔ نو آسمان یعنی ملاءِ علی۔ دانہ را۔ یعنی قصہ کی روح کو سمجھ لے۔

التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ راو تخلف نمودن
خادم کا۔ چوپائے کی نگرانی اپنے ذمہ لینا اور وعدہ خلاف کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفیدا ۱ | چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ | جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاور دند بہرِ میہماں | از بہیمہ یاد آورد آں زماں
وہ مہمان کے لئے خوان لائے | تب اس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم راکہ در آخر برو | راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ وجُو
خادم سے کہا اصطبل میں جا | چوپائے کے لئے گھاس اور جو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن ست | از قدیم ایں کارہا کارِ من ست
اس نے کہا لاحول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے | یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت تر کُن آں جَوش را از نخست ۲ | کاں خرک پیر ست و دانداں ہاش سُست
اس نے کہا اس کے جو کو پہلے بھگو لینا | کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اس کے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مِہا | از من آموزند ایں ترتیب ہا
اس نے کہا لاحول یہ جناب کیا فرماتے ہیں؟ | یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فروِنہ پیش پیش | داروئے منبل بنہ بر پُشتِ ریش
اس نے کہا اس کا فوراً پالان اتار دے | زخمی کمر پر منبل دوا مل دینا

گفت لاحول آخرایں حکمت گذار | جنسِ تو مہمانم آمد صد ہزار
اس نے کہا لاحول اس حکمت کو رہنے دے | تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضی ۳ رفتہ انداز پیشِ ما | ہست مہماں جانِ ما و خویشِ ما
ہمارے پاس سے سب خوش ہو گئے ہیں | مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم | گفت لاحول از توام بگرفت شرم
اس نے کہا اس کو پانی پلا دے لیکن نیم گرم | اس نے کہالاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہو رہا ہوں

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کُن | گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کُن
اس نے کہا جو میں گھاس کم ملانا | اس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش را بروب از سنگ و پُشک | ور بود تر ریز بروئے خاکِ خُشک
اس نے کہا اس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا | اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

۱ مستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد۔ کیفیت وجد یہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی کشتی۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل چراگاہ۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

۲ نخست۔ ابتدا خرک۔ معمولی گدھا۔ مِہا۔ بزرگ۔ بڑا۔ پالان۔ گدھے کا چار جامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے۔ جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار لاکھ۔

۳ راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پشک۔ مینگنی۔ لید۔

گفت لاحول اے پدر لاحول کن | با رسولِ ۱ اہل کمتر گُن سخن
اس نے کہا لا حول حاے بابا، لا حول پڑھ | لائق قاصد سے بات کم کر

گفت بُستاں شانہ پُشت خَر بخار | گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
اس نے کہا کھر پرالے گدھے کی کمر پر پھیر دے | اس نے کہا لا حول اے بابا، شرم کر

گفت دُم افسار راکوتہ بہ بند | تاز غلطیدن نیفتد اُو بہ بند
اس نے کہا پچھاڑی چھوٹی کر کے باندھ | تاکہ لوٹنے میں اس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پدر چندیں منال | بہرِ خر چندیں مرو اندر جُوال
اس نے کہا لا حول، اے بابا اس قدر نہ رو | گدھے کے لئے اس قدر پریشان نہ ہو

گفت بر پشتش فگن جُل ۲ زودتر | زانکہ شب سرماست اے کانِ ہُنر
اس نے کہا کہ اس کی کمر پر جلد جول ڈالدے | اے ہنر مند! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو | استخواں در شیر چوں نبود مجو
اس نے کہا لاحول، اے بابا! اس قدر باتیں نہ کر | دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے تلاش نہ کر

من زتو اُستاترم در فنِ خود | میہماں آید مرا از نیک و بد
میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ استاد ہوں | میرے پاس اچھے اور برے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کُنم | من زخدمت چوں گل و چوں سوسنم
میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں | میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت و میاں را بست چُست | گفت رفتم کاہ وجو آرم نخست
خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی | بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جو لاؤں

رفت وز آخر نکرد اُو ہیچ یاد | خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد
وہ چلا گیا اور اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی | اس صوفی کو غفلت کی نیند آ گئی

رفت خادم جانبِ اوباش ۳ چند | کرد بر اندرز صوفی ریشخند
خادم چند آوارہ کے پاس پہنچا | صوفی کی نصیحت کی مذاق اڑائی

صوفی از رہ ماندہ بود و شد دراز | خوابہامی دید با چشمِ فراز
صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا | بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود | پارہا از پشت و رانش می ربود
کہ وہ گدھا ایک بھیڑیئے کے پنجے میں ہے | وہ اس کی کمر اور ان کے ٹکڑے اڑا رہا ہے

۱ رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شانہ۔ یعنی کھریا۔ دم افسار۔ پچھاڑی۔ غلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نہ رو۔ جُوال۔ صاحب غیاث نے بمعنی بورا جس میں غلہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جوال رفتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے۔ ہم نے اسی اعتبار سے ترجمہ کر دیا ہے۔

۲ جُل۔ جھول۔ استخوان۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا۔ نا فضول کام ہے۔ اُستا۔ استاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبو دار پھول ہے۔ خوابِ خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خوابِ غفلت۔

۳ اوباش۔ فارسی میں مفرد سمجھا جاتا ہے، کمینہ، آوارہ، ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ شد دراز۔ لمبے پیر کر کے سو گیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

گفت لاحول ایں چہ مالیخولیا است ۱ — اے عجب آں خادم مُشفق کجاست
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟ — ہائے تعجب! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہرو — گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
پھر اس نے دیکھا کہ اس کا وہ گدھا راستہ چلتے ہیں — کبھی کنوئیں میں گرتا تھا کبھی گڑھے میں

گونا گوں می دید نا خوش واقعہ — فاتحہ می خواند با اَلْقَارِعَہ
قسم قسم کے ناخوشگوار واقعات دیکھتا تھا — سورہ الحمد مع سورہ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند — رفتہ اندو جملہا دَر بستہ اند
اس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں — سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

بازمی گفت اے عجب آں خادمک — نے کہ باما گشت ہم نان و نمک
پھر کہتا ہائے تعجب، وہ نالائق نوکر — کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم باوے اِلّا لُطف ولیں — او چرا با من کند برعکس کیں
میں نے تو اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی — وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

مر عداوت را سبب باید سَند — ورنہ جنسیت وفا تلقیں کُند
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیے — ورنہ ہم جنس ہونا، وفا داری سکھاتا ہے

بازمی ۲ گفت آدم با لُطف وجُود — کے براں ابلیس جورے کردہ بُود
پھر کہتا مہربانی اور کرم کرنیوالے آدم نے — کب اس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مار و کژدم راچہ کرد — کو ہمیخواہند اُورا مرگ و دَرد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟ — کہ وہ اس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ راخود خاصیت بدریدنست — ایں حَسد در خلق آخر روشن ست
بھیڑیے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے — مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت این گمان بد خطاست — بر برادر ایں چنیں ظنم چراست
پھر کہتا یہ بدگمانی بری ہے — بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوء الظن تُست — ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے — جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ وآں خر چناں — کہ چناں ۳ باد اجزائے دشمناں
صوفی وسوسوں میں اور وہ گدھا اس حال میں — کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

---

۱ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گونا گوں۔ قسم قسم فاتحہ سورۂ الحمد، القارعۃ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ تھکا ماندہ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لُطف۔ مہربانی۔ لین۔ نرمی۔ کین۔ کینہ وری۔ سند۔ ٹیک۔ بنیاد جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

۲ بازمی گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ برائی کرنے والے بلاوجہ بھی برائی کرتے ہیں۔ جور ظلم۔ کژدم۔ بچھو۔ شعر

نیش عقرب نہ از پئے کینست
مقتضائے طبیعتش اینست

حسد اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ برائی کرتا ہے۔ برادر یعنی غلام۔ سوء الظن۔ بدگمانی حزم۔ پختہ کاری یا احتیاط۔

۳ کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ — کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ[۱]
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں — پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملہ شب بے علف — گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے — کبھی جاں کنی میں اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے اِلٰہ — جو رہا کردم کم از یکمشت کاہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا! — میں نے جو چھوڑے، ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے

بازبانِ حال می گفت اے شیوخ — رحمتے کن سوختم زیں خامِ شوخ
زبان حال سے کہتا تھا، اے بزرگو! — رحم کرو میں اس نا تجربہ کار بے شرم کے ہاتھوں جل گیا

انچہ آں خُر دید از رنج و عذاب — مُرغِ خاکی بیند اندر سیلِ آب
جو رنج اور عذاب اس گدھے نے دیکھا — خشکی کا پرند پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بہ پہلو گشت آں شب تا سحر — آں خرِ بیچارہ از جوع[۲] البقر
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا — وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراقِ کاہ و جو — مُستمند از اشتیاقِ کاہ و جو
گھاس اور جو کی جدائی میں روتا تھا — گھاس اور جو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز — نالہا می کرد آں شب تا بروز
درد سوزش اور تکلیف میں اسی طرح — اس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد بامداد[۳] — زود پالاں چُست بر پشتش نہاد
دن ہوا، خادم صبح کو آیا — بہت جلد اس کی کمر پر پالان کسا دیا

خر فروشانہ دو سہ زخمش بزد — کرد با خر آنچہ زاں سگ می سزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چوٹیں لگائیں — گدھے سے وہ کیا جو کتے کے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیٔ نیش — کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا — زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا؟

گمان بُردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجور ست
قافلہ والوں کا گمان کرنا صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی بر نشست و شد رواں — خر برو افتادن آمد در زماں
جب صوفی بیٹھا، اور روانہ ہوا — اس وقت گدھا منہ کے بل گرنے لگا

---

[۱] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس چارہ، جاں کندن۔ نزع۔ جان نکلنا، تلف، ہلاکت۔ ذکر، یعنی گدھا دعا کرتا تھا کہ جو نہ سہی ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے خام یعنی نا تجربہ کار مالک جس نے خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ شریر، مرغ خاکی خشکی کا پرندہ سیل۔ بہاؤ۔

[۲] جوع البقر۔ بیل کی سی بھوک، ایک مرض ہے جب انسان اس میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے۔ کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ

[۳] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تا کرد، تیز چلنے لگے۔ آنچہ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار بر و افتادن۔ منہ کے بل گرنا۔

ہر زمانش خلق ۱ می برداشتند	جملہ رنجورش ہمی پنداشتند
ہر موقع پر لوگ اس کو اٹھا دیتے	سب ہی نے اس کو بیمار سمجھا
آن یکے گوشش ہمی پیچید سخت	واں دگر در زیر گامش جست لخت
کوئی اس کا کان سخت مروڑتا	کوئی دوسرا اس کے قدم کے نیچے ٹکڑا تلاش کرتا
واں دگر در نعل اوی جست سنگ	واں دگر در چشم اوی دید رنگ
کوئی اس کے کھر میں پتھر ڈھونڈتا	کوئی اس کی آنکھ کی رنگت دیکھتا
باز می گفتند اے شیخ ایں زچیست	دی ہمی گفتی کہ شکر ایں خر قوی ست
پھر کہتے اے شیخ! اس کو کیا ہوا ہے؟	کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے
گفت آں خر کو بشب لاحول خورد	جز بدیں شیوہ نداند رہ برد
اس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہے	اس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے
چونکہ قوت خر بشب لاحول بود	شب مسبح بود و روز اندر سجود
چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی	رات کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے
چوں ندارد کس غم تو ممتحن ۲	خویشتن کار خویش باید ساختن
اے مبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو	[illegible]
آدمی خوارند اغلب مردماں	از سلام علیک شاں کم جو اماں
اکثر لوگ مردم خور ہیں	ان کو سلام علیک سے مطمئن نہ ہو
خانۂ دیو ست دلہائے ہمہ	کم پذیر از دیو مردم دمدمہ
سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں	انسانی شیطان سے فریب نہ کھا
از دم دیو آنکہ او لاحول خورد	ہمچوں آں خر در سر آید در نبرد
جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا	معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گرے گا
ہر کہ در دنیا خورد تلبیس ۳ دیو	وز عدوے دوست رو تعظیم و ریو
جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے	اور دوست نما دشمن سے تعظیم (پر پھولتا) اور فریب کھاتا ہے
در رہ اسلام بر پول صراط	در سر آید ہمچوں آں خر از خباط
اسلامی طریقہ کے مطابق پل صراط پر	حماقت کی وجہ سے اس گدھے کی طرح سر کے بل گرے گا
عشوہ ہائے یار بد منیوش ہین	دام بین ایمن مرو تو بر زمین
خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سن	جال کو دیکھ، زمین پر بے پروا ہو کر نہ چل

۱ خلق۔ لوگ۔ پنداشتند۔ اس کے کرنے سے اس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشم نو۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ زچیست۔ کرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گزشتہ۔ کوک۔ لاحول خورد۔ یعنی اس گدھے نے چارے کے بجائے خادم کی لاحول کھائی ہے۔ شیوہ۔ طریقہ۔ رہ بردن۔ چلنا۔ مسبح۔ تسبیح۔ پڑھنے والا۔ سجود منہ کے بل گرنے کو سجدہ سے تعبیر کیا ہے۔

۲ ممتحن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ اغلب۔ اکثر کم نفی کے معنی میں ہے دیو۔ شیطان دیو مردم شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ لاحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

۳ تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پول۔ پل۔ خباط دیوانگی۔ بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز فریب۔ منیوش۔ نہ سن۔ دام۔ جال۔ ایمن۔ مطمئن۔ ہو۔

صد ہزار ابلیس لاحول[1] آر بیں　آدما! ابلیس را در مار بیں

لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدنظر رکھ　اے آدمؑ! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست　تا چو قصابے کشد از گوشت پوست

دھوکا دے گا، تجھے اے جان دوست کہے گا　تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ دے

دم دہدتا پوستت بیروں کشد　وائے آں کز دشمناں افیوں چشد

وہ فریب دے گا تیری کھال کھینچ لے　اس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سر نہد برپائے تو قصاب وار　دم دہدتا ریزدت خوں زار زار

قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے　فریب دیتا ہے تاکہ خوب ذلت سے تیرا خون بہادے

ہمچو شیراں صید خود را خویش کن　ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کن

شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر　اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں　بیکسی بہتر زعشوہ ناکساں

کمینوں کی رو رعایت خادم جیسی سمجھ　نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مردماں خانہ مکن　کارِ[2] خود کن کارِ بیگانہ مکن

دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا　اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکی تو　کز برائے اوست غمناکی تو

بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے　جس کے لئے تو فکر مند ہے

تا تو تن را چرب و شیریں می دہی　جوہرِ جاں را نہ بینی فربہی

جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے　روح کے جوہر میں تو موٹاپا نہ پائے گا

گرمیانِ مشک تن را جا شود　روزِ مردن گند او پیدا شود

اگر جسم کی جگہ مشک میں (بھی) ہو گی　موت کے دن اس میں بدبو پیدا ہو جائیگی

مشک[3] را بر تن مزن بر دل بمال　مشک چہ بود نام پاکِ ذوالجلال

مشک کو جسم پر نہ مل، دل پر مل　مشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے

آں منافق مشک بر تن می نہد　روح را در قعرِ گلخن می نہد

منافق جسم پر مشک ملتا ہے　روح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زباں نام حق و در جانِ او　گند ہا از کفرِ بے ایمانِ او

زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی روح میں　بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

[1] لاحول۔ آر۔ یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدم ابلیس درمار مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدم کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ گر گیا تھا۔ جان دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جان من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد دھوکا دیتا ہے۔ افیوں۔ چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بری طرح، عشوہ۔ ناز و انداز۔ خادم، یعنی خانقاہ والا خادم مراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ، ناکس۔ نالائق۔

[2] کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسم خاکی بھی بیگانہ ہے۔ جو ساتھ نہ دیگا۔ تا تو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگنا ہے۔ جوہر جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گرمیان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

[3] مشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح معطر ہوتی ہے قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی، دوزخ، برزباں، منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں گندگی ہے۔

ذکر با ¹ او ہمچو سبزہ گلخن ست | بر سرِ مبرز گُلست و سوسن ست

اس کا ذکر (و فکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے | پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست | جائے آں گل مجلس ست و عشرت ست

وہ سبزہ اس جگہ پر یقینا عارضی ہے | اس پھول کی جگہ مجلس اور مقام عشرت ہے

طیّبات آمد برائے طیّبین | للخبیثات الخبیثین ست ہیں

اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں | ہاں برائیاں بروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند | گورشاں پہلوئے کیں داراں نہند

کینہ وری نہ کر، وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں | ان کی قبر کینہ وروں کے پہلو میں بنائینگے

اصلِ کینہ دوزخ ست ² و کینِ تو | جُزوِ آں کُلّ ست و خصمِ دینِ تو

کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ | اس کل کا جز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار | جُزو سُوئے کُل خود گیرد قرار

چونکہ تو دوزخ کا جز ہے لہٰذا سمجھ لے | جز اپنے کل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

ور تو جُزوِ جنّتی اے نامدار | عیشِ تو باشد زجنّت پائدار

اے نامور! اگر تو جنت کا جز ہے | تیری زندگی جنت کی وجہ سے پائیدار ہوگی

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود | کے دمِ باطل قرینِ حق شود

یقینا کڑوا، کڑووں کے ساتھ مل جاتا ہے | باطل بات، حق (بات) کیساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے ³ برادر تو ہمیں اندیشۂ | مابقی تو استخوان و ریشۂ

اے بھائی! تو فقط غور (و فکر) ہے | باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گل ست اندیشہ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

اگر تیرا فکر پھول ہے تو تو گلزار ہے | اور اگر کانٹا ہے تو تو بھٹی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت زنند | ورتو چوں بولی برونت افگنند

اگر تو گلاب ہے تو سر اور گریبان پر ملینگے | اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دینگے

طبلہا در پیشِ عطاراں بہ بیں | جنس را با جنسِ خود کردہ قریں

عطار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ | جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ | زیں تجانس زینتے انگیختہ

ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے | اس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

¹ ذکر۔ ذکر خداوندی کا مقام منافق ہمقس ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ سوسن۔ مشہور خوشبو دار۔ پھول ہے۔ نبات۔ اگنے والی چیز۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ عشرت عیش وراحت۔ کیں مدار، کینہ وری نہ کر۔ یہ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

² دوزخ شعر۔
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النار ہے
خصم۔ دشمن۔ حدیث شریف میں ہے کینہ ور جنت میں نہ جائیگا۔ جزو دوزخی، جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

³ اے برادر۔ جنتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گل۔ اعمال صالحہ۔ خار، یعنی برے اعمال۔ گلابی۔ نیک۔ کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے لئے ہے۔ بول۔ پیشاب۔ طبلہ۔ ڈبیہ۔ ڈبہ۔ عطار، عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

تو رہائی جو زنا جنساں بجد ۱ — صُحبت نا جنس گورست و لحد
تو کوشش کرکے نا جنسوں سے رہائی حاصل کرلے — نا جنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گر در آمیز ند عُود و شکرش — بر گزیند یک یک از دیگرش
اگر اس کی شکر اور عود گڈ مڈ ہو جائیں — ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا ریختند — نیک و بد در ہمدگر آمیختند
ڈبیاں ٹوٹیں اور روحیں بہہ پڑیں — اچھی اور بری آپس میں مل گئیں

حق فرستاد انبیاء را باورق — تا گزید ایں دانہا را بر طبق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا — یہانتک کہ ان دانوں کو (مختلف) طبق پر چن دیا

حق فرستاد انبیاء را بہر دیں — تا جُدا گرد وز ایشاں کفر و دیں
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے — تاکہ ان کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہو جائے

مُومن و کافر مسلمان و جہود — پیش از ایشاں جُملہ یکساں می نمود
مومن اور کافر، مسلمان اور یہودی — ان سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بُدیم — کس ندانستہ کہ ما نیک و بدیم
ان سے پہلے ہم سب یکساں تھے — کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا برے

قلب ۲ و نیکو در جہاں بودے رواں — چوں جہاں شب بود و ما چوں شبرواں
کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا — چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کیطرح تھے

تا بر آمد آفتابِ انبیاء — گفت اے غِش دور شو صافی بیا
یہانتک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا — اس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو اور اے صاف تو آ

چشم داند فرق کر دن رنگ را — چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے — آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را — چشم را زاں می خلد خاشاک ہا
آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے — اسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمنِ روزند ایں قلّا بگاں ۳ — عاشق روزند آں زرہائے کاں
یہ کھوٹے سکے ڈھالنے والے دن کے دشمن ہیں — کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ روز ست آئینہ تعریف را — تا بہ بیند اشرفی تشریف را
اس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے — تاکہ اشرف بلند رتبے کو دیکھ لے

---

۱ جد۔ کوشش۔ صحبت۔ نا جنس شعر۔
یار سارا بس ایں قدر زنداں
کہ بود ہم طویلۂ رنداں
طبلہا۔ ڈبیاں۔ یعنی عالم ارواح میں نیک و بد روحیں جداگانہ تھیں۔ عالم ناسوت میں نیک و بد مل جل گئے۔ ورق۔ یعنی آسمانی صحیفے۔ طبق۔ بعض شارحین نے بمعنی مطابقت لکھا ہے۔ بعض نے طباق کے معنی میں لیا ہے۔ ایشاں۔ انبیا۔ مومن۔ یہ تقسیمیں انبیاء کی بعثت کے بعد ہوئی ہیں۔

۲ قلب۔ کھوٹا۔ سکہ رواں۔ رائج۔ شب رواں۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ صافی۔ خالص چشم۔ داند۔ انبیاء بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے برے کو پہچان لیتے ہیں۔ می خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اس کی قدر گھٹا دیتی ہے۔

۳ قلا بگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے یہ لوگ اندھیرے سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفے۔ زیادہ شریف، بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے۔ تشریف۔ اعلیٰ منزلت، بلند مرتبہ۔

حق قیامت را لقب زاں روز کرد ۔ روز بنماید جمالِ سُرخ و زرد

اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسی سبب سے دن بتایا ہے کہ ۔ دن سرخ اور زرد کا حسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روز سِرِّ اولیاست ۔ روزِ پیشِ مہرِ شاں چوں سایہاست

پس (اس) روز (قیامت) کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے ۔ انکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکس رازِ مردِ حق[۲] دانید روز ۔ عکس ستاریش شامِ چشم دوز

دن کو مردِ حق کے باطن کا عکس سمجھو ۔ آنکھ کو بند کر دینے والی شام اس کی ستاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ ۔ والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے ۔ اور ضحیٰ مصطفیٰ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست ۔ ہم برائے آنکہ ایں ہم عکس اوست

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) نے چاہا ہے ۔ وہ بھی اسلئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اس کے دل کے نور کا عکس ہے

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست ۔ خود فنا چہ لائقِ گفتِ خداست

ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے ۔ کیا فنا (کا ذکر) اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لا اُحِبُّ الآفلین گفت آں خلیل ۔ کے فنا چوں خواست ربُّ العالمین

خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں ۔ تو فانی کو رب العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لا احب الآفلیں گفت آں خلیل ۔ کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل

میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا ۔ رب جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز واللیل ست ستاریِ او ۔ واں تنِ خاکیِ زنگاریِ اُو

پھر "واللیل" آنحضورؐ کی ستاری ہے ۔ اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش[۳] چوں بر آمد زاں فلک ۔ با شبِ تن گفت ہیں ما ودّعک

ان (آنحضورؐ) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ) جب فلک الوہیت سے برآمد ہو ۔ جسم کی رات کو فرمایا خبردار اسنے تمہیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا ۔ زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا ۔ "اس نے کینہ ہرگز نہیں کی" کی تعبیر شیرینی ہوئی

انشاءاللہ کہنا بھول گئے۔ اس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمہیں وصل حاصل ہے جدا نہیں ابتلاء سے وصل کی بشارت ملی

[۱] قیامت۔ قرآن میں قیامت کو دن بتایا گیا ہے۔ حقیقت صوفیاء کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے۔ تمام کائنات اسماء الٰہی کا مظہر ہے اور اسماء الٰہی ظاہرہ حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہر اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے چونکہ وہ اسم مقسط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اس کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے۔

[۲] مردِ حق۔ اولیاء کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی۔ لہٰذا دن اور رات ان کے قلوب کا عکس ہیں۔ والضحیٰ مولانا فرماتے ہیں کہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کا نور مراد ہے۔ جس کی قسم خدا نے کھائی ہے۔ اگر دوسرے مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نورِ مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے۔ جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے واللیل۔ خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اس سے آنحضور کی ستاری اور جسد عنصری مراد ہے۔ جس میں نور پنہاں ہے۔

[۳] آفتاب۔ ذاتِ خداوندی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلک۔ یعنی آسمان الوہیت۔ شب تن۔ رات کی طرح جسم بھی نور کے نیچے ہے۔ ما ودعک۔ اس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے۔ عین بلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضورؐ نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن

هر عبارت[۱] خود نشانِ حالتیست ‌‌ حال چوں دست و عبارت آلتیست
ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے ‌‌ حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر ‌‌ ہمچو دانہ کِشت کردہ ریگ در
سنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں ‌‌ ایسا ہی ہے جیسے ریت میں بویا ہوا دانہ

وآلت اسکاف پیشِ بزرگر ‌‌ پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر
اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے ‌‌ کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالتا ہے

بود انا الحق در لبِ منصور نور ‌‌ بود انا اللہ در لبِ فرعون زور
انا الحق منصور کے لب پر نور تھا ‌‌ "میں خدا ہوں" فرعون کے لب پر جھوٹ تھا

شُد عصا[۲] اندر کفِ موسیٰ گوا ‌‌ شُد عصا اندر کفِ ساحر ہَبا
لاٹھی ہو موسیٰ کے ہاتھ میں گواہ بنی ‌‌ جادوگر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰ بداں ہمراہِ خود ‌‌ دَرنیا موزید آں اسمِ اَحد
اسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰ نے اپنے ساتھی کو ‌‌ اللہ کا نام (اسم اعظم) نہ سکھایا

کوندانِد نقص برآلت نہد ‌‌ سنگ بر گِل زن تو آتش کے جہد
کیونکہ وہ اپنا نقص سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا ‌‌ تو چقماق کو مٹی پر رگڑ شعلہ کب دے گا؟

دَست وآلت ہمچو سنگ و آہن ست ‌‌ جُفت باید جُفت شرطِ زادن ست
ہاتھ اور آلہ چقماق اور لوہے کی طرح ہے ‌‌ جوڑا چاہیے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[۳] بے جُفت ست و بے آلت یکیست ‌‌ در عدد شک ست و آں یک بے شکیست
جو (ذات خدا) بے جوڑے کے اور بے آلے کے ہے وہ ایک ہی ہے ‌‌ (اسکے) چند ہونے میں شک ہے اور اس کا ایک ہونا بے شک ہے

آنکہ دو گفت و سہ گفت بیش ازیں ‌‌ متفق باشند در واحد یقیں
جنہوں نے (اس کو) دو کہا اور تین کہا اس سے زیادہ کہا ‌‌ یقیناً وہ ایک کے (وجود) میں متفق ہیں

احولی چوں دفع شد یکساں شوند ‌‌ آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند
بھینگا پن جب جاتا رہا، یکساں ہو جائیں گے ‌‌ دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ او ‌‌ گرد بر میگرد از چوگانِ او
اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اس کے میدان میں ‌‌ اس کے ... ہے ... کاٹ

۱ ہر عبارت۔ عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے اور ان دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے تو کام ٹھیک ہو گا ورنہ غلط۔ اسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ الت زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام کرتا ہے ہاتھ اور آلہ میں تناسب ضروری ہے۔ پیش سگ۔ کتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے۔ نہ کہ ہڈی۔ منصور۔ حلاج نے اپنے آپ کو فنا کرکے انا الحق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون۔ خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

۲ عصا۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے رسالت کی گواہی۔ آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ ہار گئے اور انکی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔ زیں سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ تو اوزار کام نہ کریگا۔ کو اپنا قصور نہ سمجھے گا اسم اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ یعنی چقماق۔ جفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

۳ آنکہ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلے سے پاک ہے۔ در عدد۔ چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دو گفت۔ چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے تو لامحالہ قائل ہوئے۔ احولی۔ بھینگا پن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ ... کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تابع فرمان ہے۔

گوی۱ آنگہ راست و بے نقصاں شود — کو ز زخم دست شہ رقصاں شود
گیند اس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے — جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دار اے احول اینہا را بہوش — داروئے دیدہ بکش از راہِ گوش
اے بھینگے! اس کو ہوش سے سن لے — کان کے راستہ سے آنکھ کی دوا لگا لے

پس کلامِ پاک در دلہائے کور — می نپاید می رود تا اصلِ نور
بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں — نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ — می رود چوں کفش کژ در پائے کژ
شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں — اتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری — چوں تو نا اہلی شود از تو بری
اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دہرائے — جبکہ تو نا اہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہیگی

ورچہ۲ بنویسی نشانش می کنی — ورچہ می لافی بیانش می کنی
اگرچہ تو لکھ لے اس کی پہچان بنا لے — اگرچہ تو ڈینگ مارے اس کو بیان کرے

اُو ز تو رُو در کشد اے پُر ستیز — بند ہا را بگسلد بہرِ گریز
اے جھگڑالو! وہ باتیں تجھ سے منہ پھیر لیں گی — بھاگنے کے لئے پھندے توڑیں گی

ورنہ خوانی و ببیند سوزِ تو — علم باشد مُرغِ دست آموزِ تو
اگر تو علم ظاہری نہ پڑھے اور وہ خدا تیرے شوق کو دیکھتا ہے — علم، تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرند ہو گا

اُو نپاید پیشِ ہر نا اوستا — ہمچو بازِ شہ بخانہ رُوستا
وہ بے استاد کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے — جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتن بادشاہ بازِ گم کردہ را بخانہ پیر زن

بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پا لینا

علم آں بازیست کو از شہ گریخت — گندہ۳ پیر از جہل پیشش کاہ ریخت
علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا — بوڑھی نے نادانی سے اسکے سامنے گھاس ڈالی

علم بازے داں کہ او از شہ گریخت — سوئے آں کمپیر کو می آرد بخت
علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا — اس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھانتی تھی

تا کہ تتماجے پزد اولاد را — دید آں بازِ خوش خوش زاد را
تاکہ بچوں کے لئے حریرہ پکائے — اس نے خوبصورت اچھی نسل کے باز کو دیکھا

۱ گوی۔ صحیح گیند وہی ہے جو بلے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ موحد کو بھی چوگان قضا کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ راہِ گوش۔ نصیحت سن کر صحیح عقیدہ قائم کر لے۔ پس نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو۔ فسون۔ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

۲ ورچہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لافی۔ لافیدن۔ شیخی بگھارنا۔ رُو کشیدن۔ منہ موڑنا۔ پُر ستیز۔ جھگڑالو۔ ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا معارف کا سرچشمہ ہے۔ نپاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔ رُوستا۔ دیہاتی۔

۳ گندہ۔ پیر بوڑھی۔ جہل یعنی باز کی خوراک سے ناواقفیت۔ کمپیر۔ بوڑھی۔ بھی آرد بخت۔ آردی۔ بخت۔ تتماج۔ حریرہ۔ خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا

پایکش ا بست و پرش کوتاہ کرد
اس کے نازک پیر باندھے اور اس کے پر کاٹے
ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
اس کے ناخن چھانٹے اور اس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نا اہلاں نکردندت بساز
بولی، نا اہلوں نے تجھے درست نہ کیا
پر فزود از حد و ناخن شد دراز
پر حد سے بڑھ گئے، اور ناخن لمبے ہو گئے

دست ہر نا اہل بیمارت کند
ہر نا اہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند
ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق
اے دوست! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ
کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی
جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے
عاقبت زخمت زند از جاہلی
نادانی سے آخر کار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو [2] بیگاہ شد
بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا
سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد
(بالآخر) اس بڑھیا اور اس کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دید ناگہ باز را در دود و گرد
اچانک باز کو دھوئیں اور غبار میں دیکھا
شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کار تست
بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے
کہ نباشی در وفائے ما درست
کیونکہ تو ہماری وفا داری پر قائم نہ رہا

چوں کنی از خلد در دوزخ قرار
تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟
غافل از لا یستوی اصحٰب النار
اے لا یستوی اصحاب النار سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر [3]
یہی اس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے
خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر
شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیر جاہل ایں دنیا دنی ست
جاہل بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے
ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست
جو اس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست
دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے
عاقل آں باشد کزیں جاہل برست
عقلمند وہ ہے جو اس جاہل سے نجات پالے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز
جو جاہل کا ہمراز ہو گا بالآخر
آں رسد با او کہ با آں شاہ باز
اس کو وہ ملے گا جو اس شاہباز کو

---

[1] پایکش۔ پا یک اش کاف تصغیر کے لئے ہے کوتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کر دیئے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز۔ ساخت پرداخت۔ دست۔ نااہل کے ہاتھوں بری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے نسبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ مہر۔ شعر۔ بود محبت ناداں بلا کہ یوسف را طرب سرائے زلیخا تمام زندان ست۔

[2] در جستجو۔ باز کے ڈھونڈنے میں۔ بیگاہ۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولھے کا دھواں۔ کار۔ یعنی بے وفائی۔ لا یستوی۔ قرآن پاک میں ہے دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ بہشتی۔ نجات پانے والے ہیں۔

[3] خبیر۔ باخبر حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بدو۔ باوٗ۔ غبی۔ کند ذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدر داں ہے۔ باز۔ پھر، بالآخر۔

بازمی مالید پر بردستِ شاہ ۔۔۔ بیزباں[۱] می گفت من کردم گناہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو ملتا تھا ۔۔۔ بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

پس کجا زارد کجا نالد لئیم ۔۔۔ گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
کمینہ کہاں زاری کرے کہاں روئے؟ ۔۔۔ اے کریم! اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

سر کجا بنہد ظلوم شرمسار ۔۔۔ جُز بدر گاہِ تو اے آمُرزگار
ظالم، شرمندہ سر کہاں جھکائے؟ ۔۔۔ تیری درگاہ کے سوا، اے بخشنے والے!

لُطفِ شہ جاں را جنایت جو کُند ۔۔۔ زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کُند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے ۔۔۔ کیونکہ شاہ ہر برائی کو بھلائی کر دیتا ہے

رومکن زشتی کہ نیکیہائے ما ۔۔۔ زشت آید پیش آں زیبائے ما
گناہ کا رخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی) ۔۔۔ اس ہمارے محبوب کے سامنے بری نظر آتی ہیں

خدمتِ[۲] خود را سزا پنداشتی ۔۔۔ تو لوائے جُرم ازاں افراشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا ۔۔۔ اسلئے تو نے خطا کاری کا جھنڈا بلند کر دیا

چوں ترا ذکر و دُعا دستور شُد ۔۔۔ زاں دعا کردن دلت مغرور شد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہو گئی ہے ۔۔۔ اس دعا سے تیرا دل مغرور ہو گیا ہے

ہم سخن دیدی تو خود را باخدا ۔۔۔ اے بسا کوزیں گماں اُفتد جُدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا ۔۔۔ بہت سے لوگ اسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

گرچہ[۳] با توشہ نشیند بر زمیں ۔۔۔ خویشتن بشناس و نیکو تر نشیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے ۔۔۔ اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

بازگفت اے شہ پشیماں می شوم ۔۔۔ توبہ کردم نو مسلماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہ! میں شرمندہ ہوں ۔۔۔ میں نے توبہ کی، از سر نو مسلمان ہوتا ہوں

آنکہ تو مستش کُنی و شیر گیر ۔۔۔ گر ز مستی کژ رو دعذرش پذیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے ۔۔۔ اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اس کا عذر قبول فرما

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا ۔۔۔ برکنم من پرچم خورشید را
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہو گا ۔۔۔ میں سورج کا جھنڈا اکھاڑ دوں گا

ورچہ پرّم رفت چوں بنوازیم ۔۔۔ چرخ بازی کم کند در بازیم
گرچہ میرے پر جاتے رہے (لیکن) جب تو مجھے نواز دے ۔۔۔ آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں بدلتا

۱ بے زباں۔ یعنی حال۔ زارد۔ زاریدن کا فعل ماضی ہے۔ لئیم۔ کمینہ، گنہگار، ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا، جنایت۔ جُو۔ خطا کار۔ نیکو کند۔ برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ زدمکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسہ سے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں ہی اس کے شایان شان نہیں ہیں۔

۲ خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جُرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں۔ گمان۔ عبادت کا گھمنڈ ہلاکت کا سبب ہے۔

۳ گرچہ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ نو از سر نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ دوست جو اپنی گفتار و رفتار پر قابو رکھتا ہو۔ گر۔ ج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخون تراش دیئے تھے۔

گر کمر بخشیم کہ رابر کنم گرد ہی کلکم علمہا بشکنم
اگر تو میرے پنکا باندھ دے پہاڑ کو اکھاڑ دوں اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرا دوں

آخراز پشہ نہ کم باشد تنم مُلکِ نمرودی بپر برہم زنم
آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہو گا نمرودی سلطنت کو پر سے زیرو زبر کر دوں

در ضعیفی تو مرابابل گیر ہر یکے خصم مراچوں پیل گیر
کمزوری میں مجھے ابابیل سمجھ میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ فندق افگنم بندق خریق بندقم در فعل صد چوں منجنیق
فندق کی بقدر پہاڑنے والا غلہ پھینکوں گا میرا غلہ کام میں سو کو پھنوں کی طرح ہو گا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود لیک در ہیجانہ سر ماندنہ خود
اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے لیکن جنگ میں نہ سر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰ ۲ دروغا بایک عصاش زد براں فرعون و بر شمشیر ہاش
موسیٰ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے اس کو فرعون اور اس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زدست برہمہ آفاق تنہا بر زدست
ہر پیغمبر تنہا جو اس جنگ میں داخل ہوا ہے تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو موجِ طوفاں کرد حق شمشیرِ اُو
نوحؑ نے جب اس (اللہ) سے تلوار چاہی اللہ تعالیٰ نے طوفان کی موج کو انکی تلوار بنا دیا

احمدا خود کیست اسپاہِ زمیں ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں
اے احمدؐ! یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟ آسمان پر چاند کو دیکھ اور اس کی پیشانی چیر دے

تابداند سعد و نحسِ بے خبر دور دورِ تست نے دورِ قمر
تاکہ نیک بخت اور جاہل بد بخت جان لے یہ تیرا دور دورہ ہے نہ کہ قمر کا

دور تست ایراکہ موسیٰ کلیم آرزومی بُرد زیں دورت مقیم ۳
یہ تیرا دور ہے اسی لئے موسیٰ کلیم (اللہ) تیرے اس دور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰ رونقِ دورِ تودید کاندرو صبحِ تجلی می دمید
چونکہ موسیٰ تیرے دور کی رونق دیکھی کہ اس میں تجلی کی صبح چمکتی ہے

گفت یارب ایں چہ دَورِ رحمت ست آں گذشت از رحمت اینجا رویت ست
کہا، اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟ وہ تو رحمت سے بھی بڑھ گیا اس جگہ تو دیدار ہے

۱ کمر۔ پٹکا۔ بخشیم۔ بخشی مرا۔ کلک۔ قلم کا پورا۔ علم۔ جھنڈا۔ پشہ۔ مچھر۔ نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اس کی ناک میں گھس گیا جو اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ بابل۔ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اس لشکر پر حملہ کیا۔ اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ ان پر گرا کر ان کو ہلاک کر دیا۔ خصم۔ مقابل دشمن۔ پیل۔ ہاتھی۔ فندق۔ عناب کی وضع کا ایک پھل ہے، چھوٹی گیند۔ بندق۔ غلہ خریق۔ پھاڑنے والا۔ نخود۔ چنا۔ ہیجا۔ جنگ۔ خود لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

۲ موسیٰ۔ ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ عصا لیکر گئے تھے۔ وغا۔ جنگ یک تنہ۔ تنہا۔ در زد۔ داخل ہوا، جارحانہ کیا نوحؑ حضرت نوحؑ کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں۔ احمدا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اسپاہ۔ سپاہ۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا ہے۔ دورِ قمر۔ ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

۳ مقیم۔ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰ کی اس تمنا کا اظہار ہے کہ مجھے آنحضورؐ کا زمانہ مل جائے۔

غوطهٔ خور موسیا اندر بحار — وزمیانِ دورِ احمد سر برآر
اے موسیٰ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا — اور احمدؐ کے دور کے درمیان سر ابھار دے

گفت یا موسیٰ بداں بنمودمت — راہِ آں خلوت بداں بکشودمت
(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ اسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہے — اس خلوت کا راستہ تم پر اسی لئے کھولا ہے

گرتو ۱ ازاں دوری دریں دور اے کلیم — پا بکش زیرا درازاست ایں گلیم
اے کلیم! اگرچہ تو اس دور سے دور ہے (لیکن) اسی میں ہے — پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کمبلی دراز ہے

من کریم ناں نمایم بندہ را — تابگریاند طمع آں زندہ را
میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں — تاکہ اس زندہ کو لالچ رلا دے

بینی طفلے بمالد مادرے — تاشود بیدار و اجوید خورے
ماں بچے کی ناک ملتی ہے — تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر — واں دو پستاں می چکد از مہر در
کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے — اور دونوں پستان، محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کُنْتُ ۲ کَنْزًا رَحْمَةً مَّخْفِيَّةً — فَابْتَعَثْتُ اُمَّةً مَّهْدِيَّةً
میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا — تو میں نے ایک ہدایت یافتہ امت پیدا کی

ہر کراماتے کہ میجوئی بجاں — او نمودت تا طمع کردی دراں
جن عطاؤں کو تو جان (و دل) سے چاہتا ہے — اس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو ان کا لالچ کرے

چند بت بشکست احمدؐ در جہاں — تاکہ یا رب گوی گشتند امتاں
احمدؐ نے دنیا میں چند بت توڑے — تو امتیں یا رب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوشش احمدؐ تو ہم — می پرستیدی چو اجدادت صنم
اگر احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی (اے مخاطب) — اپنے باوا دادا کی طرح بت پوجتا

ایں سرت وارست ۳ از سجدہ صنم — تابدانی حق او را بر امم
تیرا یہ سر بت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا — خبردار، امتوں پر ان کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکر ایں رستن بگو — کز بت باطن ہمت برہاند او
اگر تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کر — تاکہ اندرونی بت سے بھی تجھے چھٹکارا دلا دے

مر سرت را چوں رہانید از بتاں — ہم بداں قوت تو دل را وارہاں
جس طرح اس نے تیرے سر کو بتوں سے آزاد کر دیا — اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو بت پرستی سے آزاد کر

---

۱ گرتو۔ اگرچہ تیرا زمانہ دورِ احمدیؐ سے دور ہے لیکن تو اس سے متمتع اور نفع اندوز ہے۔ گلیم۔ چادر۔ یعنی آنحضورؐ کا زمانہ۔ من کریم۔ میں دنیا چاہتا ہوں اور بندوں کو اپنی نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ انکی خواہش میں گریہ وزاری کریں۔ اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے، حضرت موسیٰؑ کو دورِ احمدیؐ کی جھلک اسی لئے دکھائی گئی۔ مادرے۔ ماں سوئے ہوئے۔ بچے کو بیدار کرتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اس کو پلائے۔

۲ کنت۔ حدیث شریف ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ "میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔" اُمَّةً مَّهْدِيَّةً ہدایت یافتہ امت یعنی امت محمدیؐ۔ جس کو معرفت ذات وصفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ احمد۔ آنحضورؐ کی بعثت بھی انہی عطیات میں سے ہے، جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پالیا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سربسجود تھا۔

۳ وارست۔ چھوٹ گیا۔ بگو۔ اس کا شکریہ۔ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بت سے بھی نجات پائیگا۔ قوت۔ یعنی آنحضورؐ کے اتباع کی قوت۔

سر ا۱ زشکرِ دیں ازاں برتافتی | کز پدر میراثِ ارزاں یافتی
دین کے شکریہ سے تو نے اس لئے منہ موڑا ہے | کہ تو نے باپ سے سستی میراث پا لی ہے

مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال | رُستمے جاں کند مجاں یافت زال
وراثت پانے والا، انسان مال کی قدر کیا جانے؟ | رستم نے جان کھپائی بوڑھی نے مفت حاصل کر لیا

چوں بگریانم بجوشد رحمتم | آں خرو شندہ نیوشد نعمتم
جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے | وہ رونے والا سن لیتا ہے "میں نعمت ہوں"

گرنخواہم داد خود ننمایمش | چونش کردم بستہ دل بکشایمش
اگر میں دینا نہ چاہوں تو اس کو نہ دکھاؤں | جب میں اس کو تنگدل بناتا ہوں تو اس دل کو کشادہ کر دیتا ہوں

رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست | بعدازاں از بحرِ رحمت موج خاست
میری رحمت خوب رونے پر موقوف ہے | اس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اٹھتی ہے

تانگرید۲ طفل کے جوشد لبن | تانگرید ابر کے خندد چمن
جب تک بچہ نہ روئے دودھ کب جوش مارتا ہے؟ | جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہام حق تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے الہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار | از جوانمردیکہ بود اُو نامدار
ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے | اس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے

دہ ہزاراں وام کردے از مہاں | خرچ کردے بر فقیرانِ جہاں
وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے | دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کر دیتے تھے

ہم بوام اُو خانقاہے ساختہ | جان و مال و خانقہ درباختہ
انہوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی | گھر بار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے

احمدِ خضرویہؒ بودے نام اُو | خدمتِ عشاق بودے کام اُو
ان کا نام احمد خضرویہؒ تھا | (خدا کے) عاشقوں کی خدمت ان کا کام تھا

وام اوراحق زہر جائی گزارد | کردحق بہرِ خلیلؑ از ریگ۳ آرد
اللہ تعالیٰ ان کے قرض کہیں نہ کہیں سے اتار دیتا تھا | خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کیلئے ریت سے آٹا کر دیا

---

۱ سر۔ نسلی مسلمان کو نعمت اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدری کی اتنی قدر نہیں کرتا میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو رستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اس کو اڑا دیتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ یہاں سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ و زاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے نعتم۔ یعنی نعمت خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گرنخواہم۔ جس کو دینا مقصود نہیں ہوتا ہے اس کو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اس کو بکر خوش کر دیتا ہوں۔

۲ تانگرید۔ اس سنت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کر لو۔ بچے کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے ابر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے حلوا خریدن۔ اس قصہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے خضرویہ۔ فارسی والے یا، پر زبر ہا کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ وام۔ قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

۳ ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اس کو قرض نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اس نے اونٹ پر ریت لاد لیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

گفت پیغمبرؐ کہ در بازار ہا　　دو فرشتہ می کنند از دل دعا[۱]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں　　دو فرشتے دل سے دعا کرتے ہیں

کاے خدا تو مُنفقاں را دہ خَلَف　　وے خدا تو مُمسکاں را دہ تلف

کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے　　اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خاصہ آں مُنفقِ کہ جاں انفاق کرد　　حَلقِ خود قربانیِ خلّاق کرد

خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی　　اپنے گلے کو اللہ (تعالیٰ) کی قربانی بنایا

حَلق پیش آورد اسماعیلؑ وار　　کارد بر حُلقش نیارد کردگار

(حضرت) اسماعیلؑ کی طرح اس نے گلا پیش کر دیا　　خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا

پس شہیداں زندہ زیں رویند و خوش　　تو بداں قالب بمنگر گبروش

پس شہید اسی لئے زندہ اور خوش ہیں　　تو انکے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خَلَف دادست شاں جانِ بقا　　جان ایمن از غم و رنج و شقا

چونکہ انکو (اللہ تعالیٰ نے) باقی رہنے والی جان عوض میں دیدی ہے　　وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[۲] سالہا ایں کار کرد　　می ستدمی داد ہمچوں پائمرد

قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا　　مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہا می کاشت تا روزِ اجَل　　تا بُوَد روزِ اجل میرِ اجَل

مرنے کے دن تک نیکیوں کی تخم ریزی کرتے رہے　　تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنیں

چونکہ عمرِ شیخ در آخر رسید　　در وجودِ خود نشانِ مرگ دید

جب شیخ کی آخری عمر آگئی　　انہوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گردِ او بنشستہ جمع　　شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ ان کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے　　شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نومید و ترش　　دردِ دلہا یار شد با دردِ شُش

قرض خواہ نا امید اور ناراض تھے　　دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہو گیا تھا

شیخ گفت ایں بدگماناں[۳] را نگر　　نیست حق را چار صد دینارِ زر

شیخ نے فرمایا ان بدگمانوں کو دیکھ　　(کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سو اشرفیاں نہیں ہیں

کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد　　لافِ حلوا بر اُمید دانگ زد

ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی　　پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

---

[۱] دعا۔ یعنی فرشتے ندا دیتے ہیں۔ مُنفق۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والا۔ خلف۔ یعنی خرچ کا بدلہ۔ مُمسک۔ بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خلّاق۔ اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کی خواب کے مطابق حضرت اسماعیلؑ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اخروی حیات ابدی ملی ہے۔ ان کے جسم خاکی کو دیکھ کر کافر اس کا منکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنے والی جان

[۲] وامی۔ قرض لینے کا عادی پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اجَل۔ موت کا وقت۔ اجل۔ بزرگ۔ نشان۔ علامت۔ شمع۔ شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ ترش۔ بدمزاج۔ شُش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کی درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہو گیا۔

[۳] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ یعنی بگھارنا۔ دانگ۔ چھوٹی ... کا ہوتا ہے۔

شیخ اشارت کرد خادم را بسر [۱] — کہ بروآں جملہ حلوا را بخر

شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا — کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند — یک زمانے تلخ درمن ننگرند

کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوہ کھالیں گے — تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

در [۲] زماں خادم بروں آمد زدر — تاخرد آں جملہ حلوا زاں پسر

فوراً خادم دروازے سے باہر آیا — تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت اورا جملہ حلوا بچند — گفت کودک نیم دینارست واند

(خادم نے) اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟ — لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو — نیم دینارت دہم افزوں مگو

اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ — تجھے آدھا دینار دوں گا زیادہ نہ بول

او طبق بنہاد اندر پیش شیخ — توببیں اسرار سر اندیش شیخ

اس نے اندر جا کر طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا — (اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت باغریماں کیں نوال [۳] — نک تبرک خوش خوریدایں را حلال

(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے — یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہر فرماں جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی در ند حلوائے چوقند

حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا — قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شدآں کودک ستد — گفت دینارم بدہ اے پر خرد

جب طباق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا — بولا اے دانشمند میرا دینار دے

شیخ گفتار از کجا آرم درم — وام دارم میروم سوئے عدم

شیخ نے فرمایا درہم کہاں سے لاؤں؟ — میں مقروض ہوں۔ (ملک) عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق رابرزمیں — نالہ و گریہ بر آور دو حنین

لڑکے نے غم کے مارے طباق زمین پر پٹخ دیا — رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کرد و فغان و ہائے ہائے — کاے مرا اشکستہ بودے ہر دو پائے

شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا — کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گرد گلخن گشتمے — بردر ایں خانقاہ نگذشتمے

کاش میں بھٹی کے گرد ہی پھرا کرتا — اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

---

۱ بسر۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ غریما۔ غریم کی جمع ہے قرضخواہ۔ تلخ۔ یعنی غصہ۔

۲ در زماں۔ فوراً۔ بچند۔ کس قیمت کا ہے۔ اند۔ مبہم عدد کے لئے بولا جاتا ہے۔ جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں۔ زیادہ۔ مگو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار۔ سر کی جمع ہے۔ راز۔ سر اندیش راز کو سوچنے والا۔

۳ نوال۔ عطیہ۔ نک۔ اینک کی تخفیف ہے بمعنی یہ ہے واکنوں۔ درم۔ درہم ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی، یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

صوفیان طبل[1] خوار لقمہ جو   سگ دلان همچو گربہ روے شو

پیٹو صوفی، لقمہ ڈھونڈنے والے   کتوں کا دل رکھنے والے بلی کی طرح منہ دھونے والے

از غریو کودک آنجا خیر و شر   گرد آمد گشت بر کودک حشر

لڑکے کے شور و غل سے اس جگہ بھلے اور برے   جمع ہو گئے، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیش شیخ آمد کہ اے شیخ درشت[2]   تو یقیں داں کہ مرا استاد کشت

شیخ کے سامنے آیا کہ اے سنگدل شیخ!   تو یقین کر لے کہ استاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر روم من پیش او دست تہی   او مرا بکشد اجازت میدہی

اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں   وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

واں غریماں هم بانکار و جحود   رو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود

قرضخواہ بھی تردید اور انکار کے ساتھ   شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا؟

مال ما خوردی مظالم می بری   از چہ بود ایں ظلم دیگر برسری

ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے   علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نماز دیگر آں کودک گریست   شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست

عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا   شیخ نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کی طرف دیکھا (بھی) نہیں

شیخ فارغ از جفا و از خلاف   در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف

شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ البال تھے   چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با ازل خوش با ابد خوش شاد کام   فارغ از تشنیع و طعن خاص و عام

ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش اور مسرور   خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہ[3] جاں در روے او خندد چو قند   از ترش روئی خلقش چہ گزند

جس کی جان اس کے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکراتی ہو   اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشم او   کے خورد غم از فلک و زخشم او

جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے   وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟

در شب مہتاب مہ را بر سماک   از سگاں وعوعو ایشاں چہ باک

چاندنی رات میں چاند کو سماک پر   کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف ہے؟

سگ وظیفہ خود بجامی آورد   مہ وظیفہ خود برخ می گسترد

کتا اپنا کام ... رہا ہے   چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

---

[1] طبل خوار۔ طبل۔ ڈھول یعنی کھا کر ڈھول سا پیٹ پھلانے والے۔ گربہ۔ بلی اپنا ناز بد دکھانے کے لئے اپنا منہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شور و غل۔ خیر و شر۔ بھلے برے لوگ۔ حشر۔ مجمع۔

[2] درشت۔ یعنی سنگدل۔ استا۔ استاد۔ کشت۔ مارتے ہوئے مار ڈالے گا۔ دست تہی۔ خالی ہاتھ۔ جحود۔ دیدہ و دانستہ انکار۔ بازی تماشہ۔ مظالم۔ حقوق، مطالبات۔ برسری۔ علاوہ نماز دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لغت ملامت کرنا۔

[3] آنکہ۔ جس کی روح اس کے سامنے مسکرائے کسی کا منہ بناتا اس کے لئے مضر نہیں ہے۔ شب مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ وعوعو۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

کارکِ [1] خود می گزارد ہر کسے — آب نگذارد صفا بہرِ خسے
ہر شخص اپنا کام کرتا ہے — تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خس خسانہ می رود بر روئے آب — آبِ صافی می رود بے اضطراب
تنکا کمینوں کی طرح پانی کے اوپر جا رہا ہے — صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مصطفٰی مہ می شگافد نیم شب — ژاژ می خاید زکینہ بُو لہب
(حضرت) مصطفٰی آدھی رات چاند کوشق کر رہے ہیں — کینہ کی وجہ سے ابو لہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مردہ زندہ می کند — واں جہود از خشم سُبلت می کند
(حضرت) عیسیٰ مردے کو زندہ کر رہے ہیں — یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ — خاصہ ماہے کو بود خاصِ الٰہ
کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟ — خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ برلبِ جُو تا سحر — در سماع از بانگ چُغزاں بیخبر
بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے — گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیعِ [2] کودک دانگ چند — ہمتِ شیخ آں سخارا کرد بند
لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے ہیں — شیخ کی باطنی توجہ نے اس سخاوت کو روکدیا

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز — قوتِ پیراں ازیں بیش ست نیز
تاکہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے — بزرگوں کی قوت اس سے بھی بڑھ کر ہے

شد نمازِ [3] دیگر آمد خادمے — یک طبق برکف زپیشِ حاتمے
عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا — ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر — ہدیہ بفرستاد کزوے بُد خبیر
ایک صاحب مال و حال نے پیر کی خدمت میں — ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق — نیم دینارِ دگر اندر ورق
طباق کے کنارے پر چار سو دینار — آدھا دینار اور کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اکرام کرد — واں طبق بنہاد پیشِ شیخِ فرد
خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی — اور اس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھدیا

چوں طبق را از عطا بکشود زود — خلق دیدند آں کرامت بے جحود
جب فوراً عطیہ کے طباق کو کھولا — لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

---

[1] کارک۔ معمولی کام خس۔ تنکا۔ خسانہ۔ کمینہ پن۔ اضطراب۔ پریشانی دریا کا جوش۔ مصطفٰے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ ابو لہب۔ آنحضورؐ کا چچا جو آپ کی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا۔ حضرت عیسیٰ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود۔ یہودی لوگ۔ سُبلت۔ مونچھ۔ مے خورد شراب می نوشد۔ برلب۔ جو دریا کے کنارے شراب نوشی مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔

[2] توزیع۔ تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا۔ لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک۔ یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ ہمت۔ باوجود دوسرے قرضخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسندیدہ کی اسلئے کہ بزرگوں کی قوتِ باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

[3] نمازِ دیگر۔ عصر کی نماز، اول نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامت جبرئیل میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے حاتم۔ یعنی سخی۔ بُد خبیر۔ وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار۔ جس کا حلوہ خریدا تھا۔ فرد۔ یکتائے زمانہ کرامت۔ بزرگوں سے جو بات غیبی نظام کے ماتحت عام سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

آہ و افغاں از ہمہ برخاست زود — کاے سرِ شیخاں شاہاں ایں چہ بود

فوراً سب کی آہ و فغاں بلند ہوئی — کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار یہ کیا تھا؟

ایں چہ سرہست[1] ایں چہ سلطانیست باز — اے خداوند خداونداںِ راز

یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟ — اے راز داروں کے آقا!

ماندانستیم مارا عفو کن — بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن

ہم نہ سمجھے ہمیں معاف کر دیجئے — وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

ماکہ کورانہ عصا ہامی زنیم — لا جرم قندیلہا را بشکنیم

ہم جو اندھا دھند لاٹھی گھماتے ہیں — یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ماچو کراں ناشنیدہ یک خطاب — ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب

ہم بہروں کی طرح ہیں، ایک بات سنے بغیر — اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

ماز موسیٰ پند نگرفتیم کو — گشت از انکار خضرؑ زرد رو

ہم نے (حضرت) موسیٰ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہ کی جو — (حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

باچناں[2] چشمے کہ بالامی شتافت — نورِ چشمش آسماں رامی شگافت

ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالم (بالا) کی طرف جاتی تھیں — انکی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

کردہ با چشمت تعصب موسیا — از حماقت چشم موشِ آسیا

اے موسیٰ (شیخ خضرویہ) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتا — حماقت کیجہ ہماری چکی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال — من بحل کردم شمارا آں جدال

شیخ نے فرمایا وہ سب انکار اور گفتگو — وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

سرّ آں ایں بود کز حق خواستم — لا جرم بنمود راہِ راستم

اس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی — لا محالہ اس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

گفت[3] ایں دینار اگرچہ اندک است — لیک موقوف غریو کودک است

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں — لیکن بچہ کے رونے پر موقوف ہیں

تانگرید کودکِ حلوا فروش — بحرِ بخشش در نمی آید بجوش

جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے — بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

اے برادر طفل طفلِ چشم تست — کامِ خود موقوف زاری داں نخست

اے بھائی! بچہ تیری آنکھ ہے — پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھ لے

---

[1] سر۔ سروالہ۔ سرّ۔ راز۔ خداوند۔ آقا۔ قندیلہا۔ یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ماچوکراں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے انکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

[2] باچناں۔ چشمے۔ اولیاء کی چشم بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصب۔ بیجا حمایت۔ موسیا۔ یعنی شیخ خضرویہ۔ موش۔ چوہا۔ آسیا۔ چکی۔ انکار۔ یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیں۔ جدال۔ لڑائی۔ جھگڑا۔

[3] گفت۔ یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو۔ شور وغل۔ اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے معاملہ کو سمجھ۔

کام خود موقوفِ زاریِ دل ست — بے تضرّع ۱ کامیابی مُشکل ست

اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے — گڑ گڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گر ہمی خواہی کہ مُشکل حل شود — خارِ محرومی بگُل مُبدَل شود

اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے — محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد — پس بگریاں طفلِ دیدہ برجسد

اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے — تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدنِ شخصے زاہدے راکہ کم گریی تا کورنہ شوی

ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کر، تاکہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے راگفت یارے در عمل — کم گری تا چشم رانا ید خلل

عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا — کم رویا کر تاکہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال — چشم بیند یا نہ بیند آں جمال

زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے — اس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نورِ حق خود چہ ۲ غم ست — در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست

اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟ — اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

ورنہ خواہد دیداز حق نُور ضَو — ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو

اللہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکیں گی — تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخور از دیدہ کاں عیسیٰ ترا ست — چپ مرو تا بخشدت او چشم راست

آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے — ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسیِ روحِ تو با تو حاضر ست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصر ست

تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے — مدد اس سے مانگ وہ بہترین مدد گار ہے

لیک بیگارِ تنِ پُر اِستخواں — بردلِ عیسیٰ مَنِہ تو ہر زماں

لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار — کسی وقت (بھی) عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھ

ہمچو آں ۳ ابلہ کہ اندر داستاں — ذکر اُو کردیم بہر راستاں

اس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں — اہل حق کے لئے ہم نے اس کا ذکر کیا ہے

زندگی تن مجواز عیسیت — کام فرعونی مخواہ از موسیت

اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب نہ بن — اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

۱ تضرّع۔ عاجزی گڑگڑانا۔ خار محرومی۔ یعنی مصیبتیں، نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت۔ شاہی لباس۔ یارے در عمل۔ یار طریقت ہم مشرب گری۔ گریستن۔ سے صیغہ امر ہے۔ خلل نقصان۔ گفت۔ یعنی زاہد نے جواب میں کہا اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجے میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدارِ حق میسر آ جائیگا۔ تو پھر مجھے ان جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدارِ حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدارِ حق سے محروم ہوں۔

۲ چہ غم۔ یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ جو آنکھیں دیدارِ حق کیلئے ملیں گی۔ عیسیٰ۔ یعنی وہ خدا جو مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ چپ مرو۔ کجروی نہ اختیار کر۔ راست۔ درست۔ عیسیٰ روح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ نصرت۔ مدد۔ بیگار۔ بے مزدوری کا کام۔ بردل عیسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے روح کی زندگی چاہو۔

۳ ابلہ۔ حضرت عیسیٰ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کام فرعونی۔ یعنی تن پروری لذات۔ جسمانی۔ موسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بر دلِ خود کم نہ اندیشہ امعاش [1] عیش کم ناید تو بر درگاہ باش

اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را یا مثالِ کشتی مر نوحؑ را

یہ جسم روح کا خیمہ ہے یا کشتی جیسا ہے نوحؑ کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے خاصہ چوں باشد عزیز در گہے

سپاہی جب ملازم ہوتا ہے اس کو خیمہ مل جاتا ہے خصوصاً جبکہ وہ دربار میں با عزت ہو

تمامیِ قصہ زندہ شدنِ استخوانہا بدعائے عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہڈیوں کے زندہ ہو جانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰؑ دیدآں ابلہ رفیق جزکہ استیزہ نمیداند طریق

جب (حضرت) عیسیٰ نے اس بیوقوف ساتھی کو دیکھا کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پندرا از ابلہی بخل می پندارد آواز گمرہی

بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے نادانی کی وجہ سے (اسم اعظم نہ پڑھنے کو) بخل سمجھتا ہے

خواند عیسیٰ نام [2] حق براستخواں از برائے التماس آں جواں

(حضرت) عیسیٰ نے ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ دیا اس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حکمِ یزداں ازپئے انجامِ مرد صورتِ آں استخواں را زندہ کرد

اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اس) انسان کے انجام کیلئے ان ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کر دیا

ازمیاں بر جست یک شیر سیاہ پنجۂ زد کرد نقشش راتباہ

درمیان سے ایک کالا شیر کودا اس (شیر) نے پنجہ مارا اور اس کے نقش کو ہٹا دیا

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود

اسکی کھوپڑی اکھاڑ دی اور جلد اس کا بھیجا بکھیر دیا اس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گر وُرا مغزے بُدے زاشکستنش خود نبودے نقص الا برتنش

اگر اس میں گودا ہوتا، اس کے ٹوٹنے سے محض اس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت عیسیٰ [3] چوں شتابش کوفتی گفت زاں رُوکہ توزو آشوفیت

حضرت عیسیٰ نے اس شیر سے فرمایا تو نے اسقدر جلد اس کی مرمت کیوں کی؟ اس نے کہا اس لئے کہ تم اس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰ چوں نخوردی خونِ مرد گفت در قسمت نبودم رزقِ خود

حضرت عیسیٰ نے فرمایا تو نے اس کا خون کیوں نہ پیا؟ اس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

---

[1] معاش۔ یعنی جسمانی زندگی گذارا درگاہ۔ یعنی بارگاہ خداوندی۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ یعنی اصل روح ہے اور جسم محض اس کی قیامگاہ ہے۔ کشتی۔ اصل حضرت نوح کی ذات تھی اور کشتی محض ان کی نشست گاہ تھی۔ تُرک۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنو گے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمائے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ استیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی نصیحت بخل۔ حضرت عیسیٰ کی نصیحت۔ بخل۔ حضرت عیسیٰ کے اسم اعظم نہ پڑھنے کو ان کے بخل پر محمول کر رہا تھا۔

[2] نام حق۔ یعنی اسم اعظم جواں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا بیوقوف ساتھی ازمیاں۔ یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً شیر سیاہ۔ کالا شیر، خوفناک شیر نقش۔ یعنی ہستی۔ ہمچو۔ یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے بدے۔ یعنی عقل ہوتی۔

[3] گفت عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے شیر سے کہا آشوفتی۔ اس نے بے ا سوال کر کے حضرت عیسیٰ کو پریشان کیا تھا۔ در قسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھا کر طبعی موت مرا تھا۔

اے بسا کس ہمچوں آں شیرِ ژیاں
اے (مخاطب) بہت سے لوگ اس غضبناک شیر کی طرح

صیدِ خود نا خوردہ رفتہ از جہاں
دنیا سے اپنا شکار بغیر کھائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ
اس کی قسمت میں ایک تنکا نہیں تھا اس کی حرص پہاڑ جیسی ہے

جُستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ
ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنیوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور
مال کو جمع کیا اور قبر میں چلا گیا

دشمناں در ماتمِ او کردہ سُور
دشمنوں نے اس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسّر کردہ بر ما در جہاں
اے (دولت) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے

سخرہ و بیگار ما را وارہاں
فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طعمہ بنمودہ بما و آں بودہ شست
ہمیں چارہ نظر آیا، اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا

آنچناں بنما بما آں را کہ ہست
ہمیں اس طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار
اس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار

بود خالص از برائے اعتبار
محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں
اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا

خود چہ کارستے مرا با مُردگاں ۲
میرا مردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابد آبِ صاف
یہ اس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے

ہمچو خر در جُو بمیزد از گزاف
بیہودگی سے گدھے کی طرح اسمیں پیشاب کر دے

گر بداند قیمتِ آں جوئے خر
اگر گدھا اس نہر کی (قدرو) قیمت جانتا

او بجائے پا نہد در جوئے سَر
وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

او بیابد آنچناں پیغمبرے
وہ ایسا پیغمبر پائے

میرِ آبِ زندگانی پرورے
جو زندگی کے پرورش کرنے والے پانی آب حیات کا سردار ہے

چوں نمیرد پیشِ اُو از امرِ کُن ۳
(لفظ) کُن کے حکم سے اس کے سامنے جان کیوں نہ دیدے؟

اے امیرِ آب مارا زندہ کُن
اے آب حیات کے سردار ہمیں زندہ کر دے

ہیں سگِ ایں نفس را زندہ مخواہ
خبردار! اپنے نفس کتے کی زندگی نہ چاہ

کو عدوِ جانِ تُست از دیر گاہ
کیونکہ وہ مدت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک بر سر استخوانے را کہ آں
ان ہڈیوں پر خاک، جو کہ

مانعِ ایں سگ بود از صیدِ جاں
اس کتے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

۱ اے بسا کس۔ یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔ کاہ۔ تنکا، معمولی مال۔ کوہ۔ پہاڑ، بڑی چیز بے وجہ۔ ناموزوں وجوہ۔ آمدنیاں۔ ماتم۔ سوگ۔ سُور۔ محفل نشاط جشن مسرت سخرہ۔ بیگار، بغیر اجرت کی مزدوری طعمہ۔ خوراک شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص۔ محض۔ اعتبار عبرت پکڑنا یعنی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لا حاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

۲ مُردگاں۔ یعنی میں مر کر مردوں میں شامل نہ ہوتا۔ بمیزد۔ میزیدن۔ بمعنی پیشاب کرنا یہ فعل مضارع ہے۔ گزاف بیہودگی۔ اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰ کی ذات گرامی میسر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے، ان کے ذریعہ اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہیے تھی لیکن اس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

۳ امرکن۔ یعنی خدائی حکم۔ امیر آب۔ یعنی آب حیات کے سردار۔ عدو۔ حدیث میں آیا ہے تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں۔ یعنی جسم انسانی۔ جاں۔ یعنی روحانی کمالات۔

سگ ا نہ برا استخواں چوں عاشقی
تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟
دیوچہ وار ازچہ بر خوں عاشقی
جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے؟

آں چہ چشم است آنکہ بینائیش نیست
وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے
زامتحانہا جُز کہ رسوائیش نیست
امتحانوں میں رسوائی کے سوا اس کیلئے کچھ نہیں ہے

سہو باشد ظنّہارا گاہ گاہ
گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے
اینچہ ظن ست اینکہ کور آمد براہ
یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہو!

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری
تو دوسروں پر رویا ہے
مدتے بنشیں و بر خودمی گری
کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رو

زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود
رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے
زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
جیسا کہ شمع، رونے سے اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے

ہرکجا نوحہ کنند آنجانشیں
جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ
زانکہ تو اولٰی تری اندر حنیں
کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

زانکہ ایشاں ۲ در فراقِ فانی اند
کیونکہ وہ فنا ہونے والے (مردے) کے فراق میں (مبتلا) ہیں
غافل از لعلِ بقائے کانی اند
بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں

زانکہ بر دل نقشِ تقلیدست بند
کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رُکاوٹ ہے
رَو بآب چشم بندش رابرند
جا، آنسوؤں سے اس رکاوٹ کو صاف کر دے

زانکہ تقلید آفت ہر نیکویست
کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے
کہ بودِ تقلید گر کوہِ قوی ست
تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے

گر ضریرے ۳ لمتر ست و تیز خشم
اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیلا ہے
گوشت پارہ اش داں کہ اُورا نیست چشم
اسکو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اس کے آنکھ نہیں ہے

گر سخن گوید زمو باریک تر
اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے
آں سَرش رازاں سخن نبود خبر
اس کے دماغ کو اس بات کا پتہ نہیں ہے

مستیٔ دارد زگفتِ خود ولیک
اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن
از بروے تا بمے راہست نیک
اس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے

---

۱ سگ نہ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتے کی خوراک ہے اور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیوچہ جونک، دیک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذ جسمانی اور اخروی نعمتوں میں فرق نہیں کر سکتا ہے تو قابل معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بر دیگراں۔ یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود۔ یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیے۔ زابر گریاں جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہے اسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مردے پر رونا۔ حنین۔ رونا چلانا۔

۲ ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان لعلِ کانی۔ معدنی لعل یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ تو حاسلئے ممنوع ہے کہ وہ دکھلاوے کا رونا ہے اس ممانعت کو پر خلوص رونے سے ختم کرو۔ برند۔ صاف کر دے۔ رندیدن۔ بمعنی سترون سے امر کا صیغہ ہے تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ بود۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

۳ ضریرے۔ نابینا، اندھا لمتر۔ فربہ موٹا۔ تیز خشم۔ غضبناک۔ سخن۔ یعنی باریک نکتے۔ سرش۔ جب تک حال نہ ہو۔ قال۔ بیکار ہے۔ از بروے میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کو ترجمہ کیا ہے۔ مے یعنی عشق خداوندی کا نشہ۔

ہمچو جویست اُونہ آبے میخورد
اس کی مثال نہر کی سی ہے جو پانی نہیں پیتی
آب ازو برآبِ خوراں بگذرد
اس کا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار
پانی اس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا
زانکہ آں جُو نیست تشنہ وآب خوار
کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے نہیں ہے

ہمچو نائے نالۂ و زاری کند
جیسا کہ بانسری نالہ و زاری کرتی ہے
لیک بیگارِ خریدارے کند
لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ۲ گر باشد مُقلّدِ در حدیث
نوحہ گر بات میں مقلد ہوتا ہے
جُز طمع نبود مرا دِآں خبیث
اس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک
نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے
لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک
لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مقلد تا محقق فرقہاست
مقلد اور محقق میں بہت فرق ہے
کیں چو داؤد ست واں دیگر صداست
یہ داؤدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے باز گشت ہے

مَنبع گفتار ایں سوزے بُوَد
اسکی بات کا سر چشمہ سوز ہوتا ہے
واں مقلّد کہنہ آموزے بُوَد
اور وہ مقلد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرہ۳ بداں گفتِ حزین
اس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑنا
بار برگاو ست بر گردوں حنیں
بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چوں چوں ہے

ہم مُقلّد نیست محروم از ثواب
مقلد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے
نوحہ گر را مُزد باشد در حساب
نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند لیک
کافر اور مومن یاخدا کہتے ہیں، لیکن
درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک
دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرناں
بھکاری یا خدا روٹی کے لئے کہتا ہے
متّقی گوید خدا از عینِ جاں
متقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللہ اَللہ می زنی از بہرِ ناں
تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہے
بے طمع پیش آ واللہ رانجواں
لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش
اگر بھکاری اپنی بات کی قدر جانتا
پیشِ چشم اونہ کم ماند نہ بیش
اس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

---

۱ ہمچو۔ یعنی واعظ بے عمل اور مقلد بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے۔ نہر خود نفع نہیں اٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

۲ نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اسی کو دہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گر۔ محقق وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہہ تک پہنچے۔ داؤدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا لحن و لہجہ بڑا پراثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آواز بازگشت۔

۳ غرہ۔ مغرور، دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعث ثواب ہے۔ مُزد۔ مزدوری در حساب طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرناں۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عین جان۔ یعنی تہ دل گفت خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

سالہا گوید خدا آں نان[1] خواہ — ہمچو خر مُصحف کشد از بہرِ کاہ
روٹی مانگنے والا سالوں (یا) خدا کہتا ہے — گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اٹھاتا ہے

گر بدل درتا فتے گفت لبش — ذرّہ ذرّہ گشتہ بودے قالبش
اگر اس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی — تو اس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رَہ برد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بری
جادو گری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے — تو اللہ کے نام کے ذریعہ دمڑی حاصل کرتا ہے

خاریدنِ روستائی درتاریکی شیر رابہ ظن آنکہ گاؤ ست
ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاؤ در آخُر بہ بست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
ایک دیہاتی گائے کو سال میں باندھ دیا — شیر نے اس کی گائے کھالی اور اس کی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاؤ — گاؤ را می جُست شب آں کنجکاؤ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا — وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
شیر کے اعضاء پر ہاتھ پھیرتا تھا — کمر اور کروٹ پر کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بُدے — بردریدے زہرہ اش دل خوں شدے
شیر نے کہا، اگر روشنی تیز ہوتی — اس کا پتا پھاڑ دیتا، اس کا دل خون بنجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خاردم — کو دریں شب گاؤ می پنداردم
اس طرح نڈر ہو کر مجھے سہلا رہا ہے — کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور — نے زنامم پارہ پارہ گشت طور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے! — کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتٰبًا لِلْجَبَلْ — لَانْصَدَعَ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَلْ
کہ اگر ہم (اپنی) کتاب پہاڑ پر اتارتے — تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جگہ سے ٹل جاتا

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے — پارہ گشتے ودلش پُر خوں شدے
اگر احد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا — ٹکڑے ہو جاتا اور اس کا دل پر خون ہو جاتا

از پدر و زما دراین بشنیدۂ — لاجرم غافل ازیں پیچیدۂ
تو نے ماں باپ سے یہ سنا ہے — لا محالہ تو غفلت سے اس میں لگا ہوا ہے

---

[1] نان خواہ۔ روٹی کا بھکاری۔ ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے اور پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اس کا جسم اللہ کے نام کی تجلی سے ...... پارہ پارہ ہو جاتا۔ نام دیو۔ سفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ دمڑی۔

[2] روستائی۔ دیہاتی۔ آخر۔ جانوروں کے باندھنے کی جگہ۔ کنج کاؤ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ کاو کاویدن سے بنا ہے کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زہرہ۔ پتہ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید۔ جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اس دیہاتی کا دل شق نہ ہوا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہٗ معرفت نہ ہونے سے اس کے نام کا تحمل ہو جاتا ہے ورنہ کوہ طور کی طرح جسم انسانی پارہ پارہ ہو جائے۔ کہ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر۔ ماں باپ سے جو ملتا ہے انسان اس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی بے نشاں از لُطف چوں ہاتف[1] شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اس سے واقف ہو جائے ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنو ایں قصہ پئے تہدید را تا بدانی آفت تقلید را
تنبیہ کے لئے یہ قصہ سن لے تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمۂ صوفی مسافر راجہت سماع
سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفیٔ در خانقاہ از رہ رسید مَرکب خود بُرد و در آخُر کشید
ایک صوفی (سفر کے) راستہ سے ایک خانقاہ میں پہنچا اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش داد و علف از دستِ خویش نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اپنے ہاتھ سے اس کو تھوڑا سا پانی، اور چارا دیا اس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خُباط چوں قضا آید چہ سود ست احتیاط
اس (صوفی) نے اس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی سے احتیاط کی جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ؟

صوفیاں درویش بود ند و فقیر کادَ فَقْرٌ اَنْ یَّکُنْ کُفْراً کَبِیر
صوفی درویش اور فقیر تھے قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تو نگر تو کہ سیری[2] ہیں مخند بر کژیٔ آں فقیر دردمند
اے مالدار تو کہ پیٹ بھرا ہے نہ ہنس اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سرِ تقصیر آں صوفی رمہ خر فروشی در گر فتند آں ہمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے سب نے خر فروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مُردارے مباح بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مردار جائز ہے بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہم دراں دم آں خرک[3] بفروختند لوت آوردند و شمع افروختند
فوراً ہی انہوں نے وہ گدھیا بیچ دی مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ کامشباں لوت و سماع ست و ولہ
خانقاہ میں غل مچ گیا کہ آج رات لذیذ کھانا ہے، سماع ہے مستی ہے

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند چند ازیں زنبیل وزیں دریوزہ چند
کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ! کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک!

[1] ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ کسی سنائی بات کو رٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مضر ہوتا ہے۔ مرکب۔ یعنی گدھا۔ آبک۔ تھوڑا پانی۔ نے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گزرا ہے اس نے خود اپنے گدھے کو چارہ، پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی۔ کاد الفقر۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بن جائے یعنی مفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

[2] سیر۔ پیٹ بھرا۔ کژی۔ کجروی۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خرفروشی۔ یعنی انہوں نے اس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے مجبوریاں۔ ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

[3] خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ ولہ۔ مستی جوشِ عشق۔ سہ روزہ۔ اسمیں ہا نسبت کی ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

ماہم از خلقیم جاں داریم ما ۔۔۔ دولت امشب میہماں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں ۔۔۔ آج رات دولت ہماری مہمان ہے

تخم[1] باطل را ازاں می کاشتند ۔۔۔ کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
باطل کا بیج انہوں نے اس لئے بویا ۔۔۔ کہ جو جان نہیں ہے اس کو انہوں نے جان سمجھا

واں مسافر نیز از راہِ دراز ۔۔۔ خستہ بُود و دید آں اقبال و ناز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے ۔۔۔ تھکا ہوا تھا اور اس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

صوفیانش یک بیک بنو اختند ۔۔۔ نَردِ خدمتہاش خوش می باختند
ایک ایک صوفی نے اس کو نوازا ۔۔۔ اس کی خدمت گزاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

آں یکے پایش ہمی مالید و دست ۔۔۔ واں یکے پرسیدش از جائے نشست
ایک اس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا ۔۔۔ ایک اس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے افشاند گرد از رَختِ اُو ۔۔۔ واں یکے بوسید دستش راو رُو
ایک اس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا ۔۔۔ دوسرا اس کے ہاتھ اور منہ کو چومتا تھا

گفت چوں می دید میلانِ شاں بوے ۔۔۔ گر طرب امشب نخواہم کرد کے
جب اس نے ان کو جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا ۔۔۔ اگر آج (عیش و) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

لُوت خوردند و سماع آغاز کرد ۔۔۔ خانقہ تا سَقف شُد پر دُود[2] گرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا ۔۔۔ خانقاہ، چھت تک دھوئیں اور گرد سے بھر گئی

دودِ مطبخ، گردِ آں پا کوفتن ۔۔۔ زاشتیاق و وجد جاں آشوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی ۔۔۔ شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند ۔۔۔ گہ بسجدہ صُفہ رامی روفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے ۔۔۔ کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑو دیتے تھے

دیر یابد صوفی آز از روزگار ۔۔۔ زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
صوفی زمانہ سے حرص دیر میں پاتا ہے ۔۔۔ اسی لئے صوفی پر خور ہوتا ہے

جُز[3] مگر آں صوفیٔ کز نُورِ حق ۔۔۔ سَیر خورد و فارغ ست از ننگ دق
مگر سوائے اس صوفی کے جو اللہ کے نور سے ۔۔۔ پیٹ بھرا ہوا ہو اور دولت اور (صدقہ) پہنچنے سے بے نیاز ہو

از ہزاراں اندکے زیں صوفی اند ۔۔۔ باقیاں در دولتِ آں می زیند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں ۔۔۔ باقی ان کی بدولت جیتے ہیں

---

[1] تخم۔ باطل۔ یعنی برے اعمال۔ کانکہ۔ انہوں نے نفس امارہ کو روح سمجھ کر اس کی پرورش شروع کر دی۔ اقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ با اتصال کے لئے ہے۔ جیسے دربدر۔ نو اختن۔ نوازنا۔ نرد باختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید۔ یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیامگاہ کو پوچھتا تھا۔ رَخت۔ سامان۔ گفت۔ یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی۔ وجد میں رقص کرنا۔

[2] دود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی، پاکوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ نچاتے ہوئے۔ یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں۔ سبب۔ بھوکا زیادہ کھاتا ہے۔

[3] جز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ یعنی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

چوں سماع آمد زاوّل تا کراں[1]		مطرب آغازید یک ضربِ گراں
جب سماع، کا سماں، اوّل تا آخر ہو گیا		گویے نے ایک مؤثر گت شروع کی

خر برفت خر برفت آغاز کرد		زیں حرارہ جملہ را انباز کرد
گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (کی دھن) کو شروع کیا		اس گرمی نے سب کو (دھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر		کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر
اس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے		تالیاں بجاتے ہوئے اے لڑکے گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا گاتے رہے

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں		خر برفت آغاز کرد اندر حنیں
بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی		روتے ہوئے گدا چلا گیا (گانا) شروع کر دیا

چوں گزشت آں نوش و جوش و آں سماع		روز گشت و جملہ گفتند الوداع
جب وہ کھانا پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا		دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شد و صوفی بماند		گرد از رخت آں مسافر می فشاند
خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا		وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رخت از حجرہ بروں آورد او		تا بخر بندد آں ہمراہ جو
اس نے حجرے سے سامان باہر نکالا		تا کہ وہ ساتھیوں کو تلاش کرنے والے (صوفی) گدھے پر لاد دیں

تا رسد در ہمرہاں[2] خویش می شتافت		رفت در آخُر خرِ خود را نیافت
بہت جلدی کر رہا تھا تا کہ ساتھیوں سے جا ملے		اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است		زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
دل میں کہا کہ خادم اس کو پانی پلانے لے گیا ہے		اس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست		گفت خادم ریش[3] بیں جنگے بخاست
خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟		خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (آپس دونوں میں) جھگڑا شروع ہو گیا

گفت من خر را بتو بسپردہ ام		من ترا بر خر مؤکّل کردہ ام
(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے		میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کن حجت میار		وانچہ من بسپردمت واپس سپار
مدلل بات کر، حجت بازی نہ کر		جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس دے

از تو خواہم انچہ من دادم بہ تو		بازدہ انچہ کہ بسپردم بہ تو
جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں		جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس کر

---

۱ کراں۔ کنارہ آخری حد۔ مطرب۔ گویا۔ قوال۔ ضرب گراں۔ بھاری چوٹ، ایسی گت۔ جو بے چین کر دے۔ حرارت۔ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا، کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ وبکا۔ الوداع۔ رخصت کرنا۔

۲ ہمرہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گزشتہ رات گزشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

۳ ریش بیں۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر مؤکل۔ وکیل۔ محافظ، بحث۔ گفتگو، توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حجت ۔ دلیل۔

گفت ۱ پیغمبر کہ دستت ہر چہ بُرد ۔۔۔ بایدش در عاقبت واپس سپرد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے ۔۔۔ اس کو آخر میں واپس کرنا چاہیے

ورنہ از سرکشی راضی بدیں ۔۔۔ نک من و تو خانہء قاضیِ دیں
اور اگر سرکشی سے تو اس پر راضی نہیں ہے ۔۔۔ ابھی میں ہوں اور تو ہے اور شریعت کے قاضی کا گھر ہے

گفت من مغلوب بودم صوفیاں ۔۔۔ حملہ آور دند و بودم بیمِ جاں
(خادم نے) کہا میں مجبور تھا، صوفیوں نے ۔۔۔ حملہ کر دیا اور مجھے جان کا خوف تھا

تو جگر ۲ بندے میانِ گربگاں ۔۔۔ اندر اندازیؔ وجوئی زاں نشاں
تو کلیجہ کو بلیوں میں ۔۔۔ پھینکتا ہے اور اس کا نشان ڈھونڈتا ہے

درمیانِ صد گرسنہ گردۂ ۔۔۔ پیش صد سگ گربہء پژ مردۂ
سو (۱۰۰) بھوکوں میں ایک روٹی ۔۔۔ مری ہلی سو (۱۰۰) کتوں کے سامنے

گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند ۔۔۔ قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند
(صوفی نے) کہا مانتا ہوں تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لیگئے ۔۔۔ مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے

تونیائی و نگوئی مرُ مرا ۔۔۔ کاں خُرت رامی برند اے بینوا
تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے ۔۔۔ کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لے جا رہے ہیں

تا خراز ہر کہ بُردمن وا خرم ۔۔۔ ورنہ تو زیعے کنند ایشاں زرم
تاکہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لے لیتا ۔۔۔ ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے

صد تدارک بود چوں حاضر بُدند ۔۔۔ ایں زماں ہر یک با قلیمے شدند
جب وہ تھے تو سو بندوبست ہو سکتے تھے ۔۔۔ اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا

من کرا گیرم کرا قاضی برم ۔۔۔ ایں قضا خود از تو برآمد سرم
میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟ ۔۔۔ یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے

چوں نیائی و نگوئی کاے غریب ۔۔۔ پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مُہیب
تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن ۔۔۔ ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے

گفت واللہ آمدم من بارہا ۔۔۔ تا ترا واقف کنم زیں کارہا
(خادم نے) کہا خدا کی قسم میں کئی بار آیا ۔۔۔ تاکہ تجھے ان کارناموں سے واقف کر دوں

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر ۔۔۔ از ہمہ گویندگاں باذوق تر
تو کہتا تھا، اے بیٹا! گدھا چلا گیا ۔۔۔ سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

۱ گفت۔ حدیث میں ہے۔ علی الید ما اخذت "ہاتھ جو کچھ نے اس کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ یعنی ورنہ راضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیم۔ جان۔ جان کا خوف

۲ جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربگان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی۔ ٹکیہ، خیمہ۔ گیرم میں مانتا ہوں۔

۳ واخرم۔ میں لوٹا لیتا۔ توزیع۔ تقسیم، چندہ وغیرہ یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک ولایت قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بک جانا۔ غریب۔ مسافر، بے وطن۔ مُہیب۔ خوفناک۔ کارہا۔ یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق تر یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

بازمی گشتم کہ اُو خود واقف ست | زیں قضا راضیست مردِ عارفِ[1] ست
میں واپس ہو جاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے | اس مصیبت پر راضی ہے عارف انسان ہے

گفت آنرا جُملہ می گفتند خوش | مرُ مرا ہم ذوق آمد گفتنش
صوفی نے کہا وہ سب اس کو ذوق سے گا رہے تھے | ان کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہو گیا

مر مرا تقلیدِ شاں بَرباد داد | کہ دو صد لعنت برآں تقلید باد
مجھے ان کی تقلید نے برباد کیا | ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں | کابر ورا ریختند از بہرِ ناں
خصوصاً ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید | جنہوں نے روٹی کی خاطر آبرو لٹا دی

عکسِ ذوقِ آں جماعت میزدے | ویں دلم از عکس ذوقیں می شدے
اس جماعت کے ذوق کا عکس پڑ رہا تھا | میرا دل عکس سے صاحب ذوق بن رہا تھا

عکس چنداں بایداز یارانِ خوش | کہ شوی از بحرِ بے عکس[2] آب کش
اچھے دوستوں کا عکس اس قدر درکار ہے | کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں | چوں پیاپے شد بُود تحقیق آں
شروع میں جو عکس پڑے تو اس کو تقلید سمجھ | جب پے درپے ہو تو وہ تحقیق ہو گی

تانشد تحقیق از یاراں مبُر | از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں سے نہ کٹ | جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جدا نہ ہو

صاف خواہی چشمِ عقل و سَمع را | بر دراں تو پردہائے طمع را
اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے | تو لالچ کے پردوں کو چاک کر دے

زانکہ[3] آں تقلیدِ صوفی از طمع | عقلِ اُو بر بست از نور و لمع
اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اس صوفی کی تقلید نے | اس کی عقل کو نور اور چمک سے روکدیا

زانکہ صوفی را طمع بُردش زِراہ | ماند در خسران و شد کارش تباہ
کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا | ٹوٹے میں پڑا اور اس کا کام برباد ہو گیا

طمع لوت و طمع آں ذوقِ سماع | مانع آمد عقلِ اُو را زِ اطّلاع
حریدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ | اس کی عقل کے لئے باخبر ہونے سے مانع بنگیا

گر طمع در آئینہ بر خاستے | در نفاق آں آئینہ چوں ماستے
لالچ اگر آئینہ میں پیدا ہو جائے | نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہو جائے

---

[1] مرد عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہرِ ناں۔ یعنی شکم پری کے لئے ان صوفیوں نے خیانت۔ کی۔ عکس۔ یعنی ان لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کر دیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست۔ یعنی مرشدین کاملین، یہ اچھی تقلید کا بیان ہے۔

[2] بحرِ بے عکس ذات ہستا، اللہ تعالیٰ۔ عکس کا دل سالک ابتداءً مرشد کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہو جانے پر یہ مقلد محقق بن جاتا ہے۔ مبر۔ منقطع نہ ہوتا کہ وہ شیخ کامل تربیت کرتا رہے۔ صدف۔ سیپ یعنی شیخ۔ دُر۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مستفیض ہونے کے لئے برے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

[3] زانکہ۔ اس لئے کہ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ ز اطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقت حال کا صحیح طور پر واضح کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضرب المثل ہے۔

گر ترازو ۱ را طمع بودے بمال — راست کے گفتے ترازو وصفِ حال

اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا (تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قاروں شوی — آخرِ الامر اندریں ہاموں شوی

(ترازو نے) کہا میں مانتی ہوں لالچ سے تو قارون بنجائیگا انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا — من نخواہم مزد پیغام از شما

ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا میں تم سے پیغام (بری) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمارا مشتری — دادحق دلالیم ہر دو سری

میں رہنما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلالی دیدی ہے

ہست مزدِ کار مزدِ لال را — مزد باید داد تا گوید سزا

ہر دلال کی اجرت ہوتی ہے اجرت دینی چاہئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مزدِ کارِ من ۲ دیدارِ یار — گرچہ خود بو بکر بخشد چل ہزار

میرے کام کی اجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار اگرچہ ابو بکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزارِ او نباشد مزدِ من — کے بود شبہ شبہ دُرِ عدن

ان کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہو سکتے پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش — تابدانی کیں طمع شد بندِ ۳ گوش

میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سن لے تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہرکرا باشد طمع الکن شود — باطمع کے چشم دل روشن شود

جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہو جاتا ہے لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے

پیشِ چشم او خیالِ جاہ وزر — ہمچناں باشد کہ موی اندر بصر

اس کی آنکھ کے سامنے رتبے اور مال کا خیال ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پُر بود — گرچہ بدہی گنجہا او حُر بود

ہاں سوائے اس مست کے جو حق سے بھرا ہو اگرچہ تو اس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہرکہ از دیدار بر خوردار شد — ایں جہاں در چشم او مُردار شد

جو دیدار خداوندی سے بہرہ ور ہو گیا یہ دنیا اس کی نظر میں مردار ہو گئی

لیک آں صوفی زمستی دور بود — لاجرم از حرصِ خود بے نور بود

لیکن وہ صوفی مستی سے دور تھا لامحالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

۱ ترازو۔ ترازو بھی کم و بیش کو صحیح صحیح بتا دیتی ہے۔ قارون۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہاموں جنگل یعنی قبرستان۔ جہاں مالدار اور فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ وغیرہ سب نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل۔ راستہ بتانے والا، دلال۔ مشتری۔ خریدار۔ ہر دوسرا دونوں جانب سے دلالی وصول کرتا ہے سزا مناسب دلال کو دلالی ملجاتی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔

۲ من۔ یعنی یہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ۔ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضورؐ پر اپنی تمام دولت صرف کر ڈالی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے ان کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ۔ شین کے زیر کے ساتھ بمعنی مثل اور شین کے زبر کے ساتھ بمعنی پوتھ۔

۳ بند گوش۔ یعنی لالچ میں پڑ کر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ الکن۔ ہکلا۔ یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ پیش چشم۔ مال و جاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنا دیتا ہے۔ حر بود۔ جو مئے حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا دباؤ قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ مردار۔ حدیث شریف میں ہے دنیا مردار ہے اس کے طلبگار کتے ہیں۔ صوفی۔ وہ بے نور صوفی کھانے اور سماع کے لالچ میں گدھا کھو بیٹھا

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص | درنیاید نکتہ در گوشِ حرص
حرص سے مدہوش سو قصے سنتا ہے | لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف ۱ کردنِ منادیانِ قاضی مفلس را گردِ شہر
قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و ماں | ماند در زندان و بند بے اماں
ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا | جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمہ زندانیاں خوردے گزاف | بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف
خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا | لالچ کیوجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہ قاف کیطرح بھاری تھا

زہرہ نے کس را کہ او لقمہ خورد | زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد
کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے | کیونکہ وہ لقمہ اچک لینے والا فوراً (اڑا) لے جائیگا

ہرکہ دور از رحمتِ رحماں بُود | اوگدا چشم ست گر سُلطاں بود
جو رحمان کی رحمت سے دور ہو | اگرچہ وہ بادشاہ ہو اسکی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروّت را نہادہ زیرِ پا | گشت زنداں دوزخے زاں ناں رُبا
اس نے مروت کو پامال کر رکھا تھا | اس روٹی اچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر اُمیدِ راحتے | زاں طرف ہم پیشت آید کوفتے
اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا | اس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ کُنجے بے دو ۲ و بے دام نیست | جُز بخلوتگاہِ حق آرام نیست
کوئی گوشہ درندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے | حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کنجِ زندانِ جہانِ نا گزیر | نیست بے پا مزد و بے دَقُ الحصیر
دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ | محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخِ موشے در روی | مبتلائے گربہ چنگالے شوی
خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں جائیگا | کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی ۳ را فربہی ہست از خیال | گر خیالاتش بود صاحب جمال
خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے | اگر اس کے تصورات حسین ہوں

ور خیالاتش نماید نا خوشے | می گُدازد ہمچو مومِ آتشے
اگر اس کے خیالات نا خوشگواری ظاہر کریں | آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

---

۱ تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ مان، گھر سامان، یعنی بے گھر و بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہرہ۔ پتہ۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیر کی آنکھ والا، لالچی۔

۲ دو۔ درندہ دام۔ چرندہ زندان جہاں۔ پہلے رکی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جو ایک مومن کا قید خانہ ہے اسکے مصائب کا ذکر ہے۔ نا گزیر۔ دنیوی زندگی میں اس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ پا مزد۔ محنت، مزدوری۔ دق الحصیر۔ دق۔ کوٹنا۔ حصیر۔ بوریا۔ جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنی محنت و مشقت کے آتے ہیں۔

۳ آدمی۔ پہلے اشعار میں انسان کی خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب ان اشعار میں ان مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ صاحب جمال۔ اچھے خیالات انسان کی ترو تازگی کا سبب ہیں۔ نا خوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی نا خوشگوار تصور بندھا دیتے ہیں۔ تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

درمیانِ ۱؎ مار و کژدم گر ترا　　با خیالاتِ خوشاں دارد خدا
اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان　　عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مار و کژدم مر ترا مونس شود　　کاں خیالت کیمیائے مس شود
سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے　　کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست　　کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست
اچھے خیال سے صبر، شیریں بنا ہے　　کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر　　ضعفِ ایماں نا امیدیؔ و زحیر
دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے　　ایمان کی کمزوری نا امیدی اور نا خوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سر کُلہ　　حیث لَا صَبْرَ فَلَا اِیْمَانَ لَهٗ
صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے　　جس کو صبر (نصیب) نہیں اس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبرؐ خداش ایماں نداو　　ہر کہ اصبرے نباشد در نہاد
پیغمبرؐ نے فرمایا خدا نے اس کو ایمان عطا نہیں کیا ہے　　جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں ۲؎ یکے در چشم تو باشد چو مار　　ہم وے اندر چشم آں دیگر نگار
ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے　　وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفر اوست　　واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست
اس لئے کہ تیری نظر میں اس کے کفر کا خیال ہے　　دوست کی نگاہ میں اس کے مومن ہونے کا خیال ہے

کاندریں ۳؎ یک شخص فعلے ہر دو ہست　　گاہ ماہی باشد او گاہ ہست شست
ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں　　کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی پکڑنے کا کانٹا

نیم او مومن بود نیمیش گبر　　نیم او حرص آوری نیمیش صبر
اس کا نصف مومن ہوتا ہے نصف کافر　　اس کا نصف حرص پسند نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ　　باز مِنْكُمْ كَافِرٌ گبر کہن
تیرے خدا نے فرمایا ہے پس تم میں سے مومن ہیں　　پھر فرمایا تم میں سے کافر ہیں پرانے کافر

ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ　　نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ
اس بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے　　اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند　　ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے اس کو لوٹا دیتا ہے　　جو اس آدھے کو دیکھتا ہے خریداری کی کوشش کرتا ہے

۱؎ درمیان مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گزار لیتا ہے۔ خس۔ یعنی اچھے خیالات۔ دشمنوں کو دوست بنا دیتے ہیں۔ خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ زایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ کلہ۔ کلاہ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر۔ دل۔ زحیر۔ پیچش، ناخوشی۔

۲؎ آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔ زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اس کی برائیاں ہیں۔ دوست سمجھنے والے کے خیال میں اس کی بھلائیاں ہیں۔

۳؎ کاندریں۔ ہر شخص میں نفس الامر میں برے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیم او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں۔ مومنانہ صفات بھی ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح ہے۔ ایں نیمہ۔ یعنی کالا حصہ۔ آں۔ نیمہ یعنی سفید حصہ۔

از جمالِ یوسفؑ۱ اخواں بس نفور — لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور

یوسف (علیہ السلام) کے حسن سے بھائی سخت متنفر — لیکن وہ یعقوب (علیہ السلام) کے نور چشم تھے

از خیالِ بد مر اُورازشت دید — چشمِ فرع و چشمِ اصلی نا پدید

(بھائیوں نے) برے خیال کی وجہ سے انکو بدشکل دیکھا — انکی فرعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشمِ ظاہر سایہ آں چشم داں — ہرکہ آں بیند بگرد دایں بداں

ظاہری آنکھ کو اس آنکھ کا پر تو سمجھ — جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اسی طرف گھوم جائیگی

سایہ اصل ست فرع اَمّا کجا — سایہ با خورشید دارد پابجا

فرع، اصل کا سایہ ہے لیکن کہاں — ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی ۲ اصلِ تو در لا مکاں — ایں دُکاں بر بندو بکشا آں دُکاں

تو مکانی ہے تیری اصل لا مکان میں ہے — یہ دُکان بند کر دے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیرا در جہات — ششدرست و ششدرہا ست مات

چاروں طرف نہ بھاگ اس لئے کہ تمام جانبوں میں — پھنساؤ کی جگہ ہے اور پھنساؤ والے کیلئے بازی ہار ہے

ایں سخن را نیست حد زندانیاں — مضطر انداز دستِ آں خرِ قلتباں

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قیدی — اس دیوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردنِ اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس

قیدیوں کا اس مفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

باوکیلِ قاضی اِدراک مند — اہلِ زنداں در شکایت آمدند

عقلمند قاضی کے وکیل سے — قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی بر۳ کنوں — باز گو آزارِ مازیں مردِ دوں

کہ اب ہمارا سلام قاضی کو پہنچا — پھر اس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ بیان کر

کاندریں زنداں بماند او مستمر — یا وہ تاز و طبل خوارست و مُضر

وہ ہمیشہ اس قید خانہ میں رہتا ہے — فضول گشت کرنے والا، پرخور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیا بد لقمۂ — ور بصد حیلت کشاید طعمۂ

قیدی کو (اول تو) روٹی ملتی نہیں ہے — اگر سو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو — حجتش اینکہ خدا گفتہ کُلُوا

وہ جہنم جیسے حلق والا فوراً آجاتا ہے — اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

---

۱ یوسف۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نورِ نظر تھے اور انکو ان کے بھائی برا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ ان کے بھائیوں کے خیالات برے تھے ان کو یوسف برے نظر آئے چشمِ اصلی۔ دل کی آنکھ چشمِ ظاہر۔ جسم کی آنکھ۔ آں چشم۔ دل کی آنکھ ہرکہ۔ جسمانی آنکھ دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ فرع۔ یعنی جسمانی آنکھ

۲ تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اس کا مسکن عالم بالا ہے لہٰذا انسان کو عالم ارواح کے کاروبار میں لگنا چاہیے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں بائیں، آگے پیچھے اوپر نیچے ششدر وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا وہ مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہ شطرنج کا گرفتار ہو جانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہو جاتی ہے۔

۳ بر۔ بردن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل۔ خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا، طعمہ۔ خوراک۔ دوزخ گلو وہ شخص جس کا گلا ہر وقت کھانا مانگے۔ کُلُوا۔ تم کھاؤ یہ کی جگہ قرآن میں آیا ہے۔

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام　　از وقاحت[1] بے صلاح و بے سلام

ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے　　بے شرمی سے بغیر بلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ اُو ہیچست لوتِ شصت کس　　کر کند خود را اگر گوئیش بس

اس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے　　اگر اس کو "بس" کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد　　ظلِّ مولانا اَبد پاینده باد

اس تین سالہ قحط سے فریاد ہے فریاد ہے　　جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گوز زنداں تار وداں گاوِ میش　　یا وظیفہ کن ز وقفے لقمہ ایش

حکم دیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے　　یا اس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے ز تو خوش ہم ذکور و ہم[2] اناث　　داد کن اَلْمُسْتَغَاثُ اَلْمُسْتَغَاث

اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں؟　　انصاف کیجئے المدد المدد

سُوئے قاضی شد وکیلِ با نمک　　گفت با قاضی شکایت یک بیک

خوش مزاج وکیل، قاضی کے پاس گیا　　ایک ایک کر کے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں وُ را قاضی بہ پیش　　پس تفحّص کرد از اعیانِ خویش

قاضی نے اس کو قید خانہ سے (اپنے) سامنے بلایا　　اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ　　کہ نمودند از شکایت آں رمہ

وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا　　جو شکایت میں اس جماعت، نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو　　سُوئے خانہ مردہ[3] ریگِ خویش شو

قاضی نے کہا، اٹھ اس قید خانہ سے چلا جا　　اپنے موروثی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تُست　　ہمچو کافر جنّتم زندانِ تُست

اس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے　　کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گر ز زندانم برانی تو برَو　　خود بمیرم من ز درویشی و کدَ

اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا　　میں مفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام　　رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَام

شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا!　　مجھے قیامت تک مہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم　　تا کہ دشمن زادگاں رامی کُشم

کہ اس دنیا کے قید خانہ میں میں خوش ہوں　　تا کہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

---

[1] وقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ نیکی، کھانے کیلئے بلانا، کر کند یعنی اگر اسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحط سہ سالہ۔ وہ چیز شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاوَ میش۔ بھینس۔

[2] ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد۔ اناث۔ انثی کی جمع، عورت۔ المستغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ با نمک۔ خوش مزاج، با مذاق، یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحص۔ جستجو۔ اعیان۔ سردار۔ رمہ۔ جماعت، گروہ

[3] مردہ ریگ۔ موروثی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے" کد محنت، مشقت، رب۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے۔ "اے میرے پروردگار۔ مجھے روز قیامت تک مہلت دے۔ دشمن۔ زادگان۔ بنی آدم حضرت آدمؑ سے شیطان کی دشمنی ہے۔

ہر کہ اُورا قُوتِ[1] ایمانے بود   وز برائے زادِ رَہ نانے بود
جس کے پاس ایمان کی روزی ہو   اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکرو گہ بریو   تابرآرند از پشیمانی غریو
(اس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا   تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کنم تہدیدِ شاں   گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
کبھی ان کو افلاس سے ڈراوں   کبھی ان کی نگاہ زلف اور تل میں پھنساوں

قُوتِ[2] ایمانی دریں زنداں کم ست   وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ در خم ست
اس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے   جو ہے وہ اس کتے کی وجہ سے پیچ وخم میں ہے

از نماز و صوم و صد بیچارگی   قُوتِ ذوق آید بَرد یکبارگی
نماز اور روزہ اور سو قسم کے عجز سے   ذوق میسر آتا ہے جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَسْتَعِیْذُ اللّٰہَ مِنْ شَیْطَانِہٖ   قَدْ هَلَکْنَا آہِ مِنْ طُغْیَانِہٖ
میں اللہ سے اس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں   آہ ہم اس کی سرکشی سے ہلاک ہو گئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود   ہر کہ دروے رفت اُو آں می شود
ایک کتا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے   جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر کہ[3] سردت کرد میداں کو درو ست   دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست
جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سست بنائے سمجھ لے وہ اس میں گھسا ہے   کھال کے اندر شیطان چھپا ہے

چوں نیابد صورت آید در خیال   تا کشاند آں خیالت در وبال
جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصور میں آجائیگا   تاکہ وہ تصور تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بلا   چوں خیالت فاسد آمد جا بجا
تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے   چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں   گہ خیالِ علم و گاہے خان و ماں
کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال)   کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر در (کا خیال)

گہ خیالِ مَکسب و سوداگری   گہ خیالِ تاجری و داوری
کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال   کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن   گہ خیالِ بُو الفضُول و بُوالحَزَن
کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال   کبھی بکواس اور غمزدہ کا خیال

[1] قُوت۔ خوراک۔ زاد۔ یعنی زادِ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اس کی زادِ راہ چھین لیتا ہوں۔ ریو۔ مکرو فریب۔ غریو۔ شوروغل۔ گہ بدرویشی۔ قرآن پاک میں ہے "شیطان تمہیں افلاس کے احتمال میں مبتلا کردیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے"۔

[2] قوت۔ اس دنیا کے قید خانہ میں مومن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دوسرے قیدیوں کی تھی اور اس چیو منفلس کی تھی۔ از نماز عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کو شیطان اڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اس کی ذریت بہت ہے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

[3] ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سرد کردے اس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اس کا مجسم ہوکر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت بلا دیتا ہے جو تباہی سبب بنجاتے ہے از خیالات انسان کی تباہی اس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے۔ گہ خیال۔ ان تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش ملاحت کا سبب ہے بوالفضول۔ بیہودہ انسان۔ بوالحزن۔ غمگین۔

گہ خیالِ آسیا[1] و باغ وراغ | گہ خیالِ میغ دماغ و لیغ و لاغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال | کبھی ابر اور کہر اور بد دلی اور شوخی کا خیال

گہ خیالِ آشتی و جنگہا | گہ خیالِ نامہا و ننگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال | کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گہ خیالِ کالہ و گاہے قماش | گہ خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا | کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کن از سرایں تخیلہا | ہیں بروب از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! ان خیالات کو سر سے نکال دے | خبردار! ان بری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہاں[2] بگولا حولہا در ہر زماں | از زباں تنہانہ بل از عینِ جاں
خبردار! ہر وقت لا حول پڑھ | صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمۂ قصۂ آں مفلس
اس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مفلسی را وانما | گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
قاضی نے کہا، مفلسی کو ثابت کر | اس نے کہا یہ قیدی آپ کے سامنے گواہ ہیں

گفت ایشاں متہم[3] باشند چوں | می گریزند از تومی گریند خوں
قاضی نے کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ | وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں

وز تو می خواہند تاہم وارہند | زیں غرض باطل گواہی می دہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کرلیں | اس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جملہ اہلِ محکمہ گفتند ما | ہم برادِ بار و برا فلاش گوا
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا ہم | بھی اس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہرکرا پرسید قاضی حالِ او | گفت مولا دست زیں مفلس بشو
قاضی نے جس سے بھی اس کا حال پوچھا | اس نے کہا جناب اس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگر دانید فاش | گردِ شہر ایں مفلس ست و ہم قلاش
قاضی نے کہا اس کو علی الاعلان گھماؤ | شہر کے چاروں طرف کہ یہ مفلس اور کنگال ہے

کو بکو اورا منادیہا کنید | طبلِ افلاسش عیاں ہر جا زنید
کوچہ بکوچہ اس کے بارے میں اعلانات کردو | علی الاعلان اس کے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

---

[1] آسیا۔ چکی۔ راغ۔ جنگل میغ۔ بادل۔ ماغ۔ کہر، غبار، لیغ، بددل۔ لاغ۔ شوخی۔ کالہ۔ سامان۔ قماش۔ ریشمین کپڑا گھر کا سازو سامان۔ مفرش۔ فرش بچھانے کی جگہ۔

[2] ہاں۔ ان فاسد خیالات سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ انسان دل وجان سے لاحول پڑھتا رہے۔ وانما۔ اگر مفلس کا افلاس ثابت ہوجاتا ہے تو اس کو قید نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ گواہ یعنی قیدی افلاس ثابت کردینگے۔

[3] متہم۔ اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے۔ غرض۔ صاحب غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔ کش۔ تا کہ اُس۔ قلاش۔ مفلس کنگال۔

تا کسے نسیہ [1] نبفروشد بدُو — قرض ندہد ہیچکس اُورا تسوٗ
تاکہ کوئی اس کے ہاتھ اُدھار نہ بیچے — کوئی اس کو آدھا حبہ (بھی) قرض نہ دے

ہرکہ دعویٰ آردش اینجا بفن — پیشِ زندانش نخواہم کرد من
جو کوئی اس پر اس جگہ چالاکی سے دعویٰ کریگا — اس کو میں قید میں نہ ڈالوں گا

پیشِ من افلاس اُو ثابت شدست — نقد و کالا [2] نیستش چیزے بدست
میرے روبرو اس کا افلاس ثابت ہو گیا ہے — نقد اور جنس کچھ اس کے پاس نہیں ہے

آدمی در حبسِ دنیا زاں بُود — تابود کا فلاسِ اُو ثابت شود
انسان دنیا کے قید خانہ میں اسی وجہ سے ہوتا ہے — تاکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے

مفلسیِ دیورا یزدانِ ما — ہم منادی کرد در قرآنِ ما
ہمارے خدا نے شیطان کی مفلسی کا — بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے

کو دغا و مُفلس ست و بدسخن — ہیچ با اُو شرکت و سودا مکن
کہ وہ (مجسم) دغا اور مفلس اور بد کلام ہے — تو کبھی اس کے ساتھ شرکت اور معاملہ نہ کر

ور کُنی اورا بہانہ آوری — مُفلس ست اُو صرفہ از وے کم بری
اگر تو کرے گا تو اس کے لئے بہانہ مہیا کرے گا — (وہ) مفلس ہے اس سے ڈگری وصول نہ کر سکیگا

حاضر [3] آوردند چوں فتنہ فروخت — اُشترے کُردی کہ ہیزم می فروخت
جب فتنہ روشن ہو گیا (لوگ) لائے — ایک کردی کا اونٹ جو ایندھن بیچتا تھا

کُرد بے چارہ بسے فریاد کرد — ہم مُوکلؔ را بدانگے شاد کرد
بیچارے کردی نے بہت فریاد کی — سپاہی کو بھی ایک دانگ دے کر خوش کیا

اُشترش بُردند از ہنگامِ چاشت — تاشب و افغانِ اُو سودے نداشت
چاشت کے وقت سے اس کا اونٹ لے گئے — رات تک کے لئے اور اس کا رونا دھونا مفید نہوا

بر شُتر بنشست آں قحطِ گراں — صاحبِ اُشتر پئے اُشتر دواں
وہ بھاری قحط اونٹ پر بیٹھ گیا — اونٹ والا، اونٹ کے پیچھے دوڑ رہا تھا

سُو بسُو و کو بکوئی تاختند — تاہمہ شہرش عیاں بشناختند
ہر ہر جانب اور کوچہ بکوچہ دوڑتے تھے — یہانتک کہ تمام شہر نے اس کو نمایاں طور پر پہچان لیا

پیشِ ہر حمّام و ہر بازارگہ — کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
ہر حمام اور ہر بازار کے سامنے — سب لوگوں نے اسکی صورت پر نگاہ ڈال لی

[1] نسیہ۔ ادھار۔ تسو۔ چار جو کا وزن۔ ہرکہ ۔ نادہندی کی سزا قید ہے لیکن جبکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے تو پھر قید نہیں کیا جاسکتا۔

[2] کالا۔ سامان۔ آدمی۔ انسان کو دنیا کی قید میں قدرت نے اسی لئے مقید کیا ہے تاکہ عمل صالح سے اس کا افلاس یا مالداری ثابت ہو سکے۔ مفلسی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی مُفلسی کا اسی لئے اعلان کیا ہے تاکہ کوئی اس سے کسی قسم کا معاملہ نہ کرے جیسا کہ قاضی نے اس مفلس کے بارے میں کرلیا تھا۔ صرفہ۔ یعنی زرد گری۔

[3] حاضر آوردند۔ چونکہ اس مفلس کا اعلان اور تشہیر کرنی تھی اور مفلس کو سارے شہر میں گھمانا تھا۔ کُرد۔ یک صحرا نورد قوم ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ مُوکل۔ کارندہ۔ دانگ۔ چھ رتی کے وزن کا سکہ ہے۔ شاد کرد۔ یعنی سپاہی کو یک دانگ دے کر خوش کرنا چاہا تاکہ اس کا اونٹ چھوڑ دے قحطِ گراں۔ یعنی وہ مُفلس قیدی چونکہ وہ سب کو بھوکا مارتا تھا تنگ۔ اس کو شناخت کرنے کے لئے سب نے اس کو دیکھا۔

ده[1] منا دیگر بلند آوازیاں ترک و کُردو رُومیان و تازیاں

دس بلند آواز منادی کرنے والے ترک، اور کرد، اور رومی اور عرب

جُملگاں آوازہا برداشتہ کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ

سب چیختے تھے کہ اس نے سب بدمعاملگیوں کا کا بیج بویا ہے

مُفلس ست وایں ندارد ہیچ چیز تاکس اُورا قرض ندہد یک پشیز

یہ مفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے

ظاہر و باطن ندارد حبۂ مُفلسے قلبے دغائے دبۂ

کھلا ڈھپا اس کے پاس ایک حبہ نہیں ہے مفلس ہے کھوٹا ہے دغاباز ہے مٹی کا ڈھیر ہے

بینوائے بدادائے[2] بے وفا ناں رُبائے نرگدائے بے حیا

مفلس ہے نادہند ہے بے وفا ہے روٹی کا اچکا ہے پکا بھکاری ہے بے شرم ہے

ہاں وہاں با اُو حریفی کم کنید چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید

خبردار! خبردار! اس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگا لو

ور بحکم آرید ایں پژمردہ را من نخواہم کرد زنداں مُردہ را

اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے میں مردے کو قید نہ کروں گا

خوش دم ست وآں گلویش بس فراخ با شعارِ نُودِ ثارِ شاخ شاخ

بت بنا (باتونی) ہے اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے

گر بپوشد[3] بہرِ مکر آں جامہ را عاریہ است آں تافریبد عامہ را

اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے

حرفِ حکمت بر زبانِ ناحکیم حُلہائے عاریت داں اے سلیم

نادان کی زبان پر دانائی کی بات اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ

گرچہ دُزدے حُلّۂ پوشیدہ است دستِ تو چوں گیرد آں بریدہ دست

اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے (مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے

چوں شبانگہ از شُتر آمد بزیر کُرد گفتش منزلم دورست و دیر

رات کو جب وہ مفلس اونٹ سے نیچے اترا کردی نے اس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہو گئی ہے

بر نشستی اُشترم را از پگاہ جَو رہا کردم کم از اخراجِ کاہ

تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے جو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ دے)

[1] دہ۔ دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کر رہے تھے۔ پشیز۔ تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبہ۔ دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب۔ کھوٹا۔ دبہ۔ دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ، بچھی۔

[2] بدادا۔ نادہند، بدمعاملہ۔ حریفی۔ معاملہ۔ چونکہ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ حکم۔ یعنی محکمۂ قضا۔ خوش۔ دم چرب زبان باتونی شعار۔ اوپری لباس۔ دثار۔ اندرونی لباس۔ یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن برا شخص ہے۔

[3] گر بپوشد۔ مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرف حکمت بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے گرچہ، چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ۔ رات کے وقت۔ آمد۔ یعنی وہ مفلس اترا۔ پگاہ۔ صبح۔ رہا کردم۔ میں نے جو مناف کئے۔

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس
مفلس نے کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟
ہوشِ تو کو[1] نیست اندر خانہ کس
تیرے ہوش کہاں ہیں؟ بے وقوف!

چرخِ افلاسم شنید اے پُر طمع
اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سن لی
تو نہ بشنیدی بگوشِ بے لمع
پھوٹے کان سے تو نے نہ سنی

طبلِ[2] افلاسم بچرخ سابعہ
میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک
رفت و تو نشنیدۂ ایں واقعہ
پہنچ گیا اور تو نے یہ واقعہ نہ سنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام
تیرا کان بیہودہ لالچ سے پُر ہے
پس طمع کری کند گوش اے غلام
اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید ایں بیاں
یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سن لیا
مُفلس ست و مُفلس ست ایں قلتباں
(کہ) یہ دیوث مفلس ہے مفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحبِ شتر
وہ منادی کرنے والے رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے
بر نزد کواز طمع پُر بود و پُر
پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھرپور تھا

ہست بر سمع و بصر مُہرِ خدا
کان اور آنکھ پر خدا کی مہر ہے
در حُجب بس صورت ست و بس صدا
بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

آنچہ[3] اُو خواہد رسا ندآں بہ چشم
جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے
از جمال واز کمال واز کرشم
(یعنی) حسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رسا ندآں بگوش
جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے
از سماع واز بشارت وز خروش
(یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں
اگرچہ تو اب ان سے غافل ہے
وقتِ حاجت حق کند آنراعیاں
ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ انکو ظاہر کر دیگا

گفت پیغمبرؐ کہ یزدانِ مجیدؐ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
ازپئے ہر درد درماں آفرید
ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں
اگرچہ تو علاج تلاش کریں اور دل سے کہے
کاے خدا درمانِ کارِ من رساں
کہ اے خدا میرے کام کا علاج کر دے!

لیک زاں درماں نہ بینی رنگ و بو
لیکن تو اس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا
بہر دردِ خویش بے فرمانِ اُو
اس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

[1] کو۔ کجا۔ نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے۔ یہ محاورہ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔ چرخ۔ آسمان۔ لمع۔ نور، روشنی، قوت سماعت مراد ہے۔

[2] طبل۔ ڈھول۔ سابعہ۔ ساتواں۔ طمع۔ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا قلتبان۔ دیوث۔ بھڑوا۔ حُجب۔ حجاب کی جمع ہے پردہ۔ بس۔ بہت۔

[3] انچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں۔ جب خدا چاہتا ہے۔ وقت، قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درماں آفرید۔ حدیث شریف میں ہے "خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے" لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے۔ کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے۔ لیکن۔ اس مرض کی دوا بھی بتائید خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

چشم را اے چارہ جو در لا مکاں ۱ — ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں
اے علاج کی جستجو کرنیوالے آنکھ کو لا مکان میں — (ایسے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کی طرف کھلی رہتی ہے)

گون پُر چارہ است و ہیچت چارہ نے — تا کہ نگشاید خدایت روزنے
دنیا علاج سے پر ہے اور تیرا کوئی علاج نہیں ہے — جب تک، خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست — کہ ز بے جائے جہاں را جا شدست
یہ جہان، بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے — لامکان (خدا کی قدرت) سے دنیا کو (عالم وجود میں) جگہ ملی ہے

باز گرد از ہست سوئے نیستی — گر تو از جاں طالب مولیستی
ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ — اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از وے مرم — جائے خرج ست ایں وجودِ بیش و کم
یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر — یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صنعِ حق چوں نیستی ست — جز مُعَطَّل در جہانِ ہست کیست
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا محل نیستی ہے — عالم ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انباز۲ و یار — دست گیر و جرمِ ما را در گذار
اے خدائے پاک جو لاشریک و مددگار سے مستغنی ہے — دستگیری فرما اور ہماری خطا سے درگذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق — کہ تُرا رحم آورد آں اے رفیق
ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے — اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
دعا (کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی — اطمینان تیری طرف سے ہے ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن — مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن
اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے — اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا۳ داری کہ تبدیلش کنی — گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
تیرے پاس کیمیا ہے تو اس و تبدیل کر سکتا ہے — اگر خون کی نہر ہو تو اس کو دریائے نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں میناگریہا کارِ تست — ایں چنیں اکسیر ہا اسرارِ تست
ایسی میناکاری تیرے کام ہے — ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

۱ لامکاں۔ عالم ملکوت۔ چوں چشم کشتہ۔ مقتول کی آنکھیں عموماً پھیل رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہے تو بھی درد کے علاج کے لئے عالم ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالم کون و مکان کو ذات بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹا لے۔ عدم۔ یعنی لا مکان عالم ملکوت۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ اللہ تعالیٰ نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنا لے

۲ انباز۔ شریک ساتھی، یار۔ مدد گار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کر لے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

۳ کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالیٰ بھی سیات کو حسنات میں تبدیل بنا دیتا ہے۔ میناگری۔ کسی میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیر ہا۔ یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

آب ۱ را و خاک را بر ہم زدی
تو نے پانی اور مٹی کو ملایا
ز آب و گِل نقشِ تنِ آدمؑ زدی
پانی اور مٹی سے آدمؑ کے جسم کی صورت بنا دی

نسبتش دادی بجفت و خال و عم
پھر تو نے اس کے ساتھ شوہر اور ماموں اور چچا ہونے کی نسبت قائم کر دی
با ہزار اندیشہ شادی و غم
مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادہٗ
پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا
زیں غم و شادی جدائی دادہٗ
اس غم اور خوشی سے جدا کر دیا

بردہ از خویش و پیوند و سرشت
اس کو اپنے دوستوں عزیزوں اور سرشت سے نکال لیا
کردہ در چشمِ او ہر خوب زشت
اس کی نظر میں ہر بھانے والی چیز کو برا بنا دیا

ہر چہ محسوس ست او ردمی کند
وہ ہر محسوس چیز کو رد کر دیتا ہے
وانچہ نا پیداست مسند می کند
جو غیر محسوس ہے اس کو سہارا بناتا ہے

عشق او پیدا و معشوقش نہاں
اس کا عشق ظاہر ہے اور کا معشوق پوشیدہ ہے
یار بیروں فتنۂ او در جہاں
یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اس کا فتنہ ہے

ہیں ۲ رہا کن عشقہائے صورتی
خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑ
نیست بر صورت نہ بر روئے ستی
وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوقست صورت نیست آں
جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے
خواہِ عشق ایں جہاں خواہ آنجہاں
خواہ اس جہان (عالم ناسوت) کا عشق ہو یا اس جہان عالم ملکوت کا

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ
جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے
چوں بروں شُد جاں چرایش ہشتۂ
جب (اس کی) جان نکل گئی تو اس کو کیوں چھوڑا ہے

صورتش بر جاست ایں سیری ز چیست
اس کی صورت موجود ہے یہ دل بھرنا کیوں ہے؟
عاشقا وا جو کہ معشوقِ تو کیست
اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس ۳ ست گر معشوقہ است
اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے
عاشقستے ہر کہ اورا حس ہست
تو جس میں بھی حس ہے وہ عاشق ہوتا ہے

چوں وفا آں عشق افزوں می کند
جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے
کے وفا صورت دگر گوں می کند
(تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟

---

۱ آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے تو برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب و گل میں یہ نسبتیں بھی پیدا فرما دیں اور اس کو ایسا ذی حس بنا دیا کہ اس میں غم و شادی کے جذبات ہیں۔ باز۔ پھر انہی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کر کے اپنا بنا لیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ خمیر، ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواس ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، معتمد علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عقل سے باہر۔ فتنہ۔ یعنی اس کے عشق میں جہان مبتلا ہے۔

۲ ہیں۔ پہلے اشعار میں عشق حقیقی کا ذکر تھا اب عشق مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں۔ یعنی عالم ناسوت کا عشق۔ آنجہاں۔ یعنی عالم ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق اور اصل صورت ہے تو مر جانے کے بعد بھی تو یوں وہ صورت باقی ہے اب اس سے عشق کیوں نہیں ہے۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

۳ محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اس سے عشق ہونا چاہیے تھا کیونکہ صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت ۔۔۔ تابش عاریتے دیوار یافت
آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا ۔۔۔ (تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کر لی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم ۔۔۔ وَ اطلب اصلی کہ اُوتابد مُقیم
اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے ۔۔۔ اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش ۔۔۔ خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش
اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں) اصلی پر عاشق ہے ۔۔۔ اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ افضل سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حس تو ۔۔۔ عاریت میداں ذہب بر مس تو
تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے ۔۔۔ اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زر اندود[2] ست خوبی در بشر ۔۔۔ ورنہ چوں شد شاہد تو پیرِ خر
انسان کا حسن ملمع کی طرح کا ہے ۔۔۔ ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شد ۔۔۔ کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد
فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا ۔۔۔ کیونکہ اس میں حسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال ۔۔۔ اندک اندک خشک می گردو نہال
اللہ تعالیٰ اس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے ۔۔۔ آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہو جاتا ہے

رو نعمرہ[3] ننکسہ بخواں ۔۔۔ دل طلب کن دل منہ بر استخواں
جا نعمرہ ننکسہ کو پڑھ ۔۔۔ دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست ۔۔۔ دو لبش از آب حیواں ساقی ست
کیونکہ دل کا حسن باقی رہنے والا حسن ہے ۔۔۔ اس کے دونوں ہونٹ، آبِ حیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آب ست و ہم ساقی و مست ۔۔۔ ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست
خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے ۔۔۔ جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس ۔۔۔ بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس
تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا ۔۔۔ اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنی تو صورت ست و عاریہ ۔۔۔ بر مناسب شادی و بر قافیہ
تیری اصل (بھی) صورت (ہی) اور عارضی ہے ۔۔۔ متناسب (اعضا) اور موزونیت پر تو خوش ہے

---

[1] خورشید۔ یعنی اللہ تعالیٰ اصل جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اس کا پرتو ہے لہٰذا اس سے عشق کا تعلق ہے۔ جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہئے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ ہے کہ تو بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوق حقیقی کا مظہر قرار دے کر اس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں محض ان کے عقلی ڈھکوسلے ہیں اور یہ ان کی ملمع سازی ہے عقلی دلائل کے زور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زراندود۔ ملمع کیا ہوا۔ شاہد معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے۔

[3] نعمرہ۔ قرآن پاک میں ہے "ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق" اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں الٹا گھٹاتے ہیں" دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ آنکھوں۔ یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حسن دو لبش۔ اس کے دونوں ہونٹ بعض نسخوں میں دو کفش ہے یعنی اس کا عشق خود ہم تو۔ جب انسان کی خودی مٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں اس کو وجود واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے یعنی ذات احد۔ قیاس۔ یعنی عقلی دلائل۔ بندگی۔ یعنی ذات خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور دار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا ہے اسی سے ژاژ خائیدن "معنی" بکواس کرنا بنا ہے۔ معنی تو یعنی جس کو تو حقیقت سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت سے ہے۔ اور تیرا عشق محض معشوق پر مناسب اور موزوں اعضا کی وجہ سے ہے۔ عاریہ۔ عارضی قافیہ موزونیت

آں بود معنیٰ کہ بستاند ترا ۔ بے نیاز از نقش گرداند ترا
اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کر دے ۔ تجھے صورت سے بے نیاز بنا دے

بنود آں معنیٰ کہ کور و کر کند ۔ مر ترا بر نقش عاشق تر کند
اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے ۔ تجھے صورت پر زیادہ عاشق کر دے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست ۔ بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست
اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں ۔ (ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریراں ۲ معدنند ۔ خر نہ بینند و بپالاں بر زنند
اندھے قرآن کے حروف کی کان ہیں ۔ گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو لوٹتے ہیں

چوں تو بینائی پے خر رو کہ جست ۔ چند ازیں پالاں گری اے تن پرست
اگر تو بینا ہے گدھے کا پیچھا کر جو کہ کود گیا ۔ اے تن پرست یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا ۔ کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا
جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا ۔ جب تک تیری جان ہے رزق نا پید نہ ہو گا

خر چو باشد کم نباید اے عمو ۔ خود بہ پشتش رُو نہد پالانِ او
اے چچا! جب گدھا ہو گا (پالان کی) کمی نہ ہو گی ۔ خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آجائے گا

پشتِ خر دُکانِ مال و مکسب ست ۔ جانِ تو سرمایۂ صد قالب ست
گدھے کی کمر، مال اور کمائی کی جگہ ہے ۔ تیری جان سو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر برہنہ ۳ بر نشیں اے بو الفضول ۔ خر برہنہ نے کہ راکب شد رسول
اے ہوا سی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا ۔ کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسول سوار نہیں ہوئے؟

اَلنَّبِیُّ قَدْ رَکِبَ مَعْرُوْرِیًا ۔ وَالنَّبِیُّ قِیْلَ سَافَرَ مَاشِیًا
نبیؐ ننگی پشت (گدھے) پر سوار ہوئے ۔ کہا گیا ہے نبیؐ نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است ۔ بارِ ایں و آں بسے بپذرفتہ است
بلکہ وہ شاہؐ پیدل بھی چلے ہیں ۔ اس کا اور اس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند ۔ چند بگریزد ز کار و بار چند
تیرا خرِ نفس (قبضہ سے) نکل گیا اس کو کھونٹے سے باندھ ۔ تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر اُو را بُرد نیست ۔ خواہ در صد سال خواہی سی و بیست
صبر اور شکر کا بوجھ اس کو اٹھانا ہے ۔ خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

---

۱ آں بود حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ کور و کر۔ یعنی حقیقت سے کور را۔ یعنی حقیقت بیں سے محروم شخص

۲ ضریری۔ اندھا کمان۔ کان۔ خر نہ بینند چشم بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی۔ صاحب بصیرت کو اصلی مقصود کے درپے ہونا چاہیے فروعات میں نہ پھنسنا چاہیے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پشت۔ خر۔ ایک چیز ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصلی مقصد نہیں ہوتی ہے گدھا، پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصلی مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصلی مقصد ہے۔

۳ خر برہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیے۔ خواہ فروع نہ حاصل ہوں۔ اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہیے اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو منزل تک پیدل چلنا چاہیے۔ شد خر۔ نفس۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اور اس کی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہیے۔ بار صبر۔ انسان کو لامحالہ اپنے فرائض کا بوجھ اٹھانا ہے۔

ہیچ وازر ا وزرِ غیرے برنداشت	ہیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا	کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا
طمع خام ست آں مخور خام اے پسر	خام خوردن علت آرد در بشر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا	کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے
کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں	من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا	میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں دکان کی جستجو کیوں کروں؟
کارِ بخت ست آں وآنہم نادرست	کسب باید کرد تا تن قادرست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے	جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیے
کسب ۲ کردن زِ گنج را مانعِ کے ست	پا مکش از کار آں خود در پے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟	کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) پیچھے ہے
تا نگردی تو گرفتارِ اگر	کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس	کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا
کز اگر گفتن رسولِ با وفاق	منع کرد و گفت ہست آں از نفاق
با توفیق رسولؐ نے اگر کہنے سے	منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے
کاں منافق در اگر گفتن بمرد	وز اگر گفتن بجز حسرت نبُرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا	اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا
اے بسا کس مُردہ در بُوک ۳ و مگر	از نہالِ عاقبت نا خوردہ بر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو اور "اگر" میں مر گئے	آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر
ور نمی یابی تو نقصانِ اگر	ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھ	تو یہ قصہ سن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنئ ایں بیت اگر را با مگر ہم جفت کردند

اس شعر کے معنی سے متعلق قصہ انہوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی ان سے

از ایشاں بچہ آمد	کا شکے نام
"کا شکے" نامی بچہ	پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جُست از شتاب	دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا	ایک دوست اس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

۱ وازر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ وزر۔ بوجھ ہیچکس۔ بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمع خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب۔ باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیے۔

۲ کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے کما کر کھانا اس کیلئے کب مانع ہے اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تا نگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب اور عمل سے مانع بنتا ہے اور اس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عین ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضورؐ نے فرمایا اِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

۳ بُوک۔ یہ "بُود کہ" کا مخفف ہے یعنی شاید کہ۔ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے۔ اگر یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را۔ باگمر "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اس سے "کا شکے" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر

گفت اُو ایں را اگر سقفے بُدے ۔۔۔ پہلوئے من مر تُرا مسکن شُدے
اس دوست نے کہا کہ اگر اس گھر پر چھت ہوتی ۔۔۔ میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ [1] تو بیا سودے اگر ۔۔۔ درمیانہ داشتے حجرہ دگر
تیرے بال بچوں کو بھی آرام ملتا، اگر ۔۔۔ درمیان میں دوسرا حجرہ ہوتا

در رسیدے میہماں روزے تُرا ۔۔۔ ہم بیا سودے اگر بودیت جا
اگر کسی روز تیرا مہمان آ جاتا ۔۔۔ وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا ۔۔۔ خانۂ تو بودے ایں معمورِ ما
کاش یہ مکان آباد ہوتا ۔۔۔ تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش است ۔۔۔ لیک اے جاں در اگر نتواں نشست
(مسافر نے) کہا بیشک دوستوں کا پڑوس اچھا ہے ۔۔۔ لیکن اے جان (من) "اگر" میں سکونت نہیں ہو سکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند ۔۔۔ وز خوش تزویر اندر آتش اند
یہ تمام جہان اچھائی کا طلبگار ہے ۔۔۔ لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالب زر گشتہ جُملہ پیرو خام ۔۔۔ لیک قلب از زر نداند چشمِ عام
تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں ۔۔۔ لیکن عام آنکھ کھرے سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوئے [2] بر قلب زد خالص ببیں ۔۔۔ بے محک زر رامکن از ظن گزیں
دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے ۔۔۔ بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کن ورنہ رَو ۔۔۔ نزدِ دانا خویشتن را کُن گرو
اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا ۔۔۔ اپنے آپ کو کسی دانا کے سپرد کر دے

پس محک [3] باید میانِ جانِ خویش ۔۔۔ ور نداری رَہ مرو تنہا بہ پیش
کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیے ۔۔۔ اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا ۔۔۔ آشنائے کو کشد سوئے فنا
چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے ۔۔۔ (لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کیطرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہان اے کارواں ۔۔۔ سوئے من آئید نک راہ و نشاں
وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے! ۔۔۔ میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہریک می برد غول اے فلاں ۔۔۔ تا کُند آں خواجہ را از آفِلاں
چھلاوہ ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے! ۔۔۔ تاکہ ان صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کردے

---

۱ عیال۔ بال بچے۔ معمور۔ آباد۔ ارے۔ ہاں۔ در اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اس میں رہائش نہیں ہو سکتی ہے ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان ان کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ آتشِ حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اس مسافر کے ساتھ اس دوست نے کیا۔ طالب زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو ملمع سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

۲ پرتوے۔ شیطان برے اعمال کو مزین کر کے دکھا دیتا ہے اگر کوئی ایسا صاحب باطن ہو کہ خود اس فریب کو سمجھ سکے تو امتیاز کر کے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تاکہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں امتیاز کر دے

۳ محک۔ کسوٹی، یعنی برے بھلے میں تمیز کرنے کا نورِ فراست۔ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست۔ نک۔ اینک۔ اینست۔ نشان۔ یعنی نشان منزل، آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر
وہ جب اس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے
عمر ضائع راہ دور و روز دیر
عمر برباد (ہوئی) راستہ دور رہ گیا اور دن بے وقت ہوگیا

چه۱ بود آں بانگ غول اے نیکخو
اے نیک مزاج! چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟
مال خواہم جاہ خواہم آبرو
مال چاہتا ہوں رُتبہ چاہتا ہوں آبرو (چاہتا ہوں)

از درونِ خویش ایں آوازہا
اپنے اندر سے ان آوازوں کو
منع کُن تا کشف گردد رازہا
روک دے تاکہ راز کھلیں

ذکرِ حق کُن بانگِ غولاں رابسوز
اللہ کا ذکر کر چھلاووں کی آواز کو پھونک دے
چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
نرگس جیسی آنکھ اس گدھ سے بند کر لے

صبح کاذب راز صادق و اشناس
صبح صادق کو صبح کاذب سے پہچان
رنگِ مے رابا زداں از رنگِ کاس
شراب کے رنگ کو پیالہ کے رنگ سے علیحدہ کر

تاَبُود کز دیدگانِ ۲ہفت رنگ
ہوسکتا ہے کہ سات پردوں والی آنکھوں کی بجائے
دیدهٔ پیدا کند صبر و درنگ
صبر اور استقلال ایک آنکھ پیدا کر دے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا
ان رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے
گوہراں بینی بجائے سنگہا
سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی
موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے
آفتابِ چرخ پیمائی شوی
آسمان کو طے کرنے والا، سورج بن جائے

کارکُن در کارگاہ باشد نہاں
کاریگر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے
تو برو در کارگہ بینش عیاں
تو جا، کارخانہ میں اس کا مشاہدہ کر لے

کارچوں ۳ بر کارکُن پردہ تنید
کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے
کارکُن برکارگہ باشد پدید
کاریگر کارخانہ میں رونما ہو گا

خارج ایں کار نتوانیش دید
کام سے علیحدہ تو اس کو نہ دیکھ سکے گا
منتظَر درکارگہ آید پدید
جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہو گا

کارگہ چوں جائے باش عاملِ ست
جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے
آں کہ بیرون است ازو غافل ست
جو اس (کارخانہ) سے باہر ہے وہ اس سے غافل ہے

---

۱ چہ بود آں بانگ غول۔ چھلاوے کی آوازانسان کے اپنے اندرونی جذبات ہیں جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ رازہا یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح آسمان کے مشرق کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبح کاذب کہلاتی ہے اس سے کہ اس کے بعد پھر تاریکی آجاتی ہے اس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبح صادق کہا جاتا ہے جو در اصل صبح ہے۔ یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

۲ دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے دیدہ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالم بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۳ کار۔ اللہ کی صنعت اس کے لئے پردہ پوش ہے تو اب اس کو کارگاہ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کارگہ۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے اس کو باہر تلاش کرنا بیوقوفی ہے۔

پس در آدر کارگہ یعنی عدم ۱؎ تابہ بینی صُنع و صَانع رابہم

لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست پس برونِ کارگہ پوشیدگیست

کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُوبہ ہستی داشت فرعونِ ۲؎ عنود لاجرم از کار گاہش کور بود

سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا لامحالہ اس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لاجرم میخواست تبدیلِ قدر تا قضا را باز گرداند زدر

یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے واپس لوٹا دے

خود قضا بر سُبلتِ آں حیلہ مند زیر لب می کر دہر دم ریشخند

فیصلہ (خداوندی) اس حیلہ گر کی مونچھوں پر ہر وقت زیر لب مسکرا رہا تھا

صد ہزاراں طفل کُشت اُو بے گناہ تابگردو حُکم و تقدیرِ الٰہ

اس نے لاکھوں معصوم بچے قتل کر ڈالے تاکہ (اللہ تعالیٰ) کا فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تاکہ موسیٰ نبی ناید بروں کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں

تاکہ موسیٰ نبی ظاہر نہ ہوں اس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لے لئے

آں ہمہ خوں کردو موسیٰ زادہ شُد وز برائے قہرِ اُو آمادہ شُد

اس نے بہت (کشت و) خون کیا اور موسیٰ پیدا ہو گئے اور اس کو سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کار گاہِ لا یزال دست و پایش خُشک گشتے زاحتیال

اگر وہ (خدائے) لا یزال کا کارخانہ دیکھ لیتا حیلہ گری سے اس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰ معاف وز بروں می کُشت طفلاں را گزاف

اس کے گھر میں موسیٰ آرام سے تھے وہ باہر خواہ مخواہ بچوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو۳؎ صاحبِ نفس کوتن پَر ورد بردِ گرکس ظن حقدے می برد

اس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے دوسرے پر دشمنی کا گمان کرے

کایں عَدُوّ وآں حَسود و دشمن ست خود حسود و دشمن اُوآں تن ست

کہ یہ دشمن اور وہ حاسد اور مخالف ہے (حالانکہ) اس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے

۱؎ یعنی عدم۔ اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجود واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانہ عالم۔ ہستی کو ختم کرے۔ مشاہدہ حق کرنے کا مقام ہے۔ جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

۲؎ فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیل قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی سلطنت کو زیروزبر کردینگے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ بر سبلت کے خندیدن کے معنیٰ ہیں کسی کو بنظر حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰ۔ فرعون کو اس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہ لایزال۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانہ قدرت۔ احتیال۔ قضاء الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرون خانہ۔ حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اس نے قتل عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

۳؎ ہمچو صاحب نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اس کی مثال فرعون کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

اُوچو موسیٰ و تنش فرعونِ اُو | اُوبہ بروں می دود کہ کو عدو؟
وہ موسیٰ کی طرح ہے اور اس کا جسم اس کا فرعون ہے | وہ باہر بھاگا پھرتا ہے کہ دشمن کہاں ہے؟
نفس اندر خانہ تن ناز نیں | بر دگرکس دست می خاید بکیں
نفس بجسم کے گھر میں نازوں میں پلا رہا ہے | وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردن مردم شخصے راکہ مادر را کُشت بہ تہمت

لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکُشت | ہم بزخمِ خنجر وہم زخم مُشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا | خنجر کے زخم اور مکوں کی مار سے
آں یکے گفتش کہ از بد گوہری | یاد نا وردی تو حق مادری
ایک شخص نے اس سے کہا کہ بد ذاتی کی وجہ سے | تو نے ماں کا حق یاد نہ کیا
ہے چرا کشتی ورا اے زشت رُو | می نگوئی اُوچہ کرد آخر بتو
افسوس! اے بدو تو نے اس کو کیوں مار ڈالا؟ | کیوں نہیں بولتا؟ آخر اس نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟
ہیچ کس کشت ست مادرا اے عنود | می نگوئی کوچہ کرد آخرچہ بُود
اے سرکش! کسی نے ماں کو (بھی) قتل کیا ہے؟ | کیوں نہیں بولتا کہ اس نے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟
گفت کارے [2] کرد کاں عارِویست | کشتمش کاں خاک ستارِ ویست
وہ بولا اس نے وہ کام کیا جو اس کے لئے عار تھا | میں نے اس کو قتل کر دیا کیونکہ مٹی ہی اس کی پردہ پوشی کرنیوالی ہے
متہم شد بایکے زاں کشتمش | غرق خوں در خاکِ گورآ غشتمش
وہ ایک کیساتھ متہم ہوئی اسلئے میں نے اس کو قتل کر دیا | خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اس کو ملا دیا
گفت آں کس رابکش اے محتشم | گفت بس ہر روز مردے راکشم
اس نے کہا، ارے بھلے اس شخص کو قتل کر | اس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں
کشتم اُورا رستم از خونہائے خلق | نائے اوبرّم بہ است از نائے خلق
میں نے اس کو قتل کر دیا لوگوں کے خون سے چھٹکارا پا لیا | اس کا گلا کاٹوں یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا
نفسِ [3] تست آں مادرِ بدرخاصیت | کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
وہ بری عادت ماں تیرا نفس ہے | کہ ہر جانب اسی کا فساد ہے
ہیں بکُش اورا کہ بہرِآں دنی | ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
آگاہ! اسی کو قتل کر اس کمینے کی وجہ سے | تو ہر وقت کسی عزیز کی جان لینے کا قصد کرتا ہے

[1] او۔ یعنی اس کی روح۔ نفس تن۔ یعنی نفس لوامہ۔ نازنین۔ نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن۔ اس حکایت کا منشاء یہ ہے کہ برائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہئے نفس امارہ ہی سب برائیوں کی جڑ ہے۔ زخم مشت۔ گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری۔ اس میں یاء کو مصدری اور خطاب کے لئے مان کر دو طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ عنود۔ سرکش۔

[2] کارے۔ یعنی وہ ایک اجنبی سے ملوث تھی۔ خاک۔ یعنی قبر کی مٹی ہی اس کی پردہ پوش ہے۔ آں کس۔ یعنی جس کے ساتھ وہ متہم ہوئی تھی۔ خونہائے خلق۔ یعنی آج جس سے متہم ہے اس کو قتل کروں کل کو کسی دوسرے سے متہم ہو تو اس کو قتل کروں۔

[3] نفس۔ انسان کی تمام برائیاں نفس امارہ کی وجہ سے ہے۔ ناحیت۔ گوشہ جانب۔ آں دنی۔ کمینہ نفس۔

ازوے ایں دنیائے خوش بر تست تنگ ازپئے او باحق و با خلق جنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے اسی کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے

نفس کشتی باز رستی زاعتذار کس ترا دشمن نہ ماند در دیار
اگر تو نے نفس کو مار ڈالا عذر خواہی سے چھوٹ جائیگا دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا

گر شکال آرد کسے بر گفتِ ما از برائے انبیا و اولیا
اگر ہماری بات پر کوئی اشکال (اعتراض) کرے انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے

کانبیا رانے کہ نفسِ کشتہ بود پس چراشاں دشمناں بود و حسود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا تو ان کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟

گوش نہ تو اے طلبگارِ صواب بشنو ایں اشکال و شبہت را جواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر اس اشکال اور شبہ کا جواب سن لے

دشمنِ ۲ خود بودہ اند آں منکراں زخم بر خودمی زدند ایشاں چناں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے اس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کند دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ رہے

نیست خفاشک عدوِ آفتاب او عدوِ خویش آمد در حجاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے

تابشِ خورشید اورامی کشد رنج او خورشید ہرگز کے کشد
سورج کا نور اس کو مارے ڈالتا ہے اس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟

دشمن آں باشد کزو آید عذاب مانع آید لعل را از آفتاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے

مانع خویشند جملہ کافراں از شعاع جوہرِ پیغمبراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں پیغمبروں کے جوہر کی شعاع سے

کے حجابِ ۳ چشم آں فرد ند خلق چشم خود را کور و کژ کردند خلق
لوگ اس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں؟ لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بہرا بنالیا ہے

چوں غلامِ ہندوی کو کیں کشد از ستیزِ خواجہ خود رامی کشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

۱ ازوے۔ اس نفس کی وجہ سے اعتذار۔ عذر خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے جب دشمنی ختم ہو جائیگی۔ تو معذرت کی ضرورت نہ رہے گے۔ کانبیا۔ یہ اشکال کی وضاحت ہے کہ انبیاء اور اولیا نے تو اپنے نفس اتارہ کو مار دیا تھا پھر ان سے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

۲ دشمن خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے دشمن ان کے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود ان کو پہنچے تھے۔ قصد جاں۔ یعنی روح اور اس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ می کند۔ خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی۔ خفاشک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے۔ لعل۔ لعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

۳ کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی انکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنا لیتے ہیں۔ کین۔ کینہ۔ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

سرنگوں می افتد از بامِ سرا تازیانے کردہ باشد خواجہ[۱] را

کوٹھے پر سے اوندھا گر جاتا ہے تاکہ آقا کو نقصان پہنچائے

گر شود بیمار دشمن با طبیب ور کند کودک عداوت با ادیب

اگر بیمار طبیب کا دشمن ہو جائے اگر بچہ استاد سے عداوت کرے

در حقیقت دشمنِ جانِ خودند راہِ عقل و جانِ خود را خود زند

در حقیقت وہ خود اپنی جان کے دشمن ہیں اپنی عقل اور جان کا راستہ خود کاٹتے ہیں

گازرے[۲] گر خشم گیرد ز آفتاب ماہیے گر خشم می گیرد ز آب

دھوبی اگر سورج پر غصہ کرے مچھلی اگر پانی سے دشمنی کرتی ہے

تو نکو بنگر کرا دارد زیاں عاقبت کہ بود سیاہ اختر ازاں

تو غور کر، نقصان کس کا ہے آخر کار اس سے زیادہ بدنصیب کون ہو گا؟

گر ترا حق آفریند زشت رو ہاں مشو ہم زشت رو ہم زشت خو

اگر تجھے اللہ (تعالی) نے بدصورت پیدا کیا ہے خبردار، بدصورت اور بدعادت نہ بن

ور بود کفشت مرو در سنگلاخ ور دو شاخستت مشو تو چار شاخ

اگر تیرے پاس جوتا ہے تو پتھریلی زمین میں نہ چل اگر تیرے دو شاخیں ہیں چار شاخوں والا نہ بن

تو حسودی[۳] کز فلاں من کمترم می فزاید کمتری در اخترم

تو اس پر حاسد ہے کہ میں فلاں سے کم ہوں وہ میرے نصیب میں کمتری بڑھا رہا ہے

خود حسد نقصان و عیبِ دیگرست بلکہ از جملہ بدیہا بدترست

خود حسد ایک دوسرا عیب اور نقصان ہے بلکہ تمام برائیوں سے برا ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری خویشتن افگند در صد ابتری

شیطان نے کمتری کی ذلت اور عار سے اپنے آپ کو سینکڑوں تباہیوں میں پھنسا دیا

از حسد می خواست تا بالا بود خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بود

اس نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ اونچا بنے اونچا تو کیا بنتا، بلکہ خون آلود ہو گیا

آں ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت وز حسد خود را ببالا می فراشت

ابوجہل کو محمدؐ سے ذلت محسوس ہوئی اور حسد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اونچا کرتا

بو الحکم نامش بُد و بوجہل شد اے بسا اہل از حسد نااہل شد

اس کا نام بو الحکم تھا، بو جہل ہو گیا بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل بنے

۱ خواجہ را۔ خواجہ کو نقصان کیا پہنچتا دشمنی میں خود اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ راہِ عقل۔ نہ عقل کی تکمیل ہوگی نہ جان پالیدگی ہوگی۔

۲ گازر۔ دھوبی کو کپڑے سکھانے کیلئے دھوپ کی ضرورت ہے۔ ماہیے۔ مچھلی کو اپنی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ سیاہ اختر۔ بدنصیب۔ گر ترا۔ ایک عیب ہے تو اسمیں اضافہ نہ کرنا چاہیے۔ انبیا اور اولیا، کے دشمنوں میں جہل تو تھا ہی دشمنی کر کے اور اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ ور بود۔ پیادہ یا جوتے پہن کر چلنا ایک مصیبت ہے اس کو پتھریلی زمین میں چل کر دوگنا نہ کر۔ شاخ۔ سینگ، ٹہنی۔ نکو۔ مشو۔ یعنی اپنی مصیبت میں اضافہ نہ کر۔

۳ تو حسودی۔ حسد کی بنیاد دوسرے کے مال وجاہ کی زیادتی ہے حاسد کا مال تو کم ہی ہوتا ہے۔ حسد کر کے اور مصائب میں اضافہ کرتا ہے۔ ابلیس شیطان نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا اور سو مصیبتوں میں اپنے آپ کو پھنسا دیا۔ ز حسد۔ حسد کی وجہ سے بلندی تو کیا ملتی تباہ ہو گیا۔ ابوجہل۔ آنحضورؐ کے چچا عمر بن ہشام کو ابوالحکم کہا جاتا تھا وہ سب کے فیصلے کرتا تھا۔ حسد میں مبتلا ہوا تو ابوجہل یعنی نادان لقب پڑا۔

من ندیدم در جہانِ جُستجو ہیچ اہلیت بہ از خُوئے [1] نکو
میں نے تگ و دو کی دنیا میں نہیں دیکھی کوئی اہلیت نیک عادت سے بہتر

انبیا را واسطہ زاں کرد حق تا پدید آید حسدہا در فلق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کا واسطہ اسی سے بنایا ہے تاکہ حسد روشنی میں نمایاں ہو جائے

در گزر از فضل وز چُستی و فن کار خدمت دارد و خُلقِ حَسن
بڑائی اور چالاکی اور ہنر سے در گزر کر خدمت اور اچھے اخلاق کام کے ہیں

زانکہ [2] کس را از خدا عارے نبود حاسدِ حق ہیچ دیّارے نبود
اس لئے کہ خدا سے تو کسی کو عار نہ تھی کوئی باشندہ اللہ (تعالیٰ) کا حاسد نہ تھا

آں کسے کش مثلِ خود پنداشتے زاں سبب با اُو حسد برداشتے
جس شخص کو تو اپنا جیسا سمجھتا ہے اس سے اسی وجہ سے تو حسد کرتا ہے

چوں مقرّر شد بزرگی رسولؐ پس حسد ناید کسے را از قبول
جب رسولؐ کی بڑائی طے ہو گئی تو کسی (مؤمن) کو ماننے میں حسد نہیں آتا

پس [3] بہر دَورے ولی قائم ست تا قیامت آزمائش دائم ست
ہر زمانے میں ایک ولی قائم ہے قیامت تک دائمی آزمائش ہے

ہر کرا خوئے نکو باشد بِرَست ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست
جس کی اچھی عادت ہو گی وہ نجات پا گیا جس کا دل شیشے کا ہو گا وہ ٹوٹ گیا

پس امامِ حیّ و قائم آں ولی ست خواہ از نسلِ عُمرؓ خواہ از علیؓ ست
زندہ اور قائم امام وہ ولی ہے خواہ (حضرت) عمرؓ کی نسل سے ہو یا (حضرت) علیؓ کی

مہدیؔ و ہادی ولیست اے نیکخو ہم نہان و ہم نشستہ پیشِ رُو
اے نیک بخت! مہدی اور ہادی وہی ہے چھپا ہوا بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اُو چو نورست و خرد جبرئیلِ اُو آں ولیِ کم از و قندیلِ اُو
وہ نور کی طرح ہے اور عقل اس کا جبرئیل ہے اس سے کم (درجہ کا) ولی اس کا قندیل ہے

---

[1] خوئے نیکو۔ نیک خصلت ہونا سب سے بڑی خوبی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا کو واسطہ اسی لئے بنایا ہے تاکہ حاسدوں کا مخلصوں سے امتیاز ہو جائے گا۔ خدمت گزاری اور خوش خلقی ہی کام کی چیزیں ہیں۔

[2] زانکہ۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کا واسطہ نہ بناتا تو حاسدوں کا ... ظاہر نہ ہوتا اللہ کو کوئی بھی اپنے برابر کا تصور کر کے حسد نہ کرتا۔ آں۔ کسے۔ انسان کے حسد کی بنیاد یہی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے برابر کا سمجھتا ہے پھر اس بڑائی پر حسد کرتا ہے۔

[3] پس۔ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو جانے سے حاسدوں کے حسد کے اظہار کا موقع ختم نہیں ہوا۔ اب اولیاء اللہ کی ذات بھی حاسدوں کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ ولی قائم۔ قطب الاقطاب۔ جو تمام عوام پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقاء عالم اس کی بقا سے ہے۔ ہر کہ۔ اچھی عادت والے اس کا اتباع کر کے نجات حاصل کر لیں گے تنگ مزاج محروم رہیں گے امام حی و قائم۔ شیعہ حضرات بارھویں امام محمد مہدیؑ کو زندہ اور قائم مانتے ہیں چونکہ ان کے نزدیک امام صرف اہل بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ امام کے لئے نسل کوئی خصوصیت نہیں ہے ہر دور کا قطب الاقطاب امام حی و قائم ہے مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی وہی ہے اس کی یہ خوبیاں مخفی ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کی نگاہوں سے سُر من رای کے غار میں پوشیدہ ہیں۔ خرد جبرئیل۔ او۔ اس کی عقل اس کے لئے منجانب اللہ پیغام رساں ہے۔ قندیل او۔ دوسرے اولیاء اس کے ہی نور سے فیض پہنچاتے ہیں۔

وانکہ ازیں قندیل کم مشکوٰۃ ماست　　نور رادر مرتبہ تر تیبہات
اور جو اس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے　　مرتبہ میں نور کی تر تیبیں ہیں

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق　　پر دہائے نور داں چندیں طبق
اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا نور سات سو پردے رکھتا ہے　　تو ان مراتب کو نور کے پردے سمجھ

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام　　صف صف انداین پردہاشاں تاامام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے　　ان کے یہ پردے امام تک صف بہ صف ہیں

اہلِ صفِ آخریں از ضعفِ خویش　　چشم شاں طاقت ندارد نورِ بیش
آخری صف والے اپنی کمزوری کی وجہ سے　　انکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

واں صفِ پیش از ضعیفیِ بصر　　تاب نارد از شعاعِ بیش تر
اگلی صف نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے　　زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

روشنی کو حیاتِ اوّل ست　　رنجِ جان وفتنۂ ایں احول ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے　　اس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت و آفت ہے

احولیہا اندک اندک کم شود　　چوں زہفصد بگذرد او یم شود
اس کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے　　جب سات سو پردوں سے گزر جاتا ہے جس میں وہ غرق ہوجاتا ہے

آتشے[3] کاصلاحِ آہن یازرست　　کے صلاحِ آبی وسیب ترست
وہ آنچ جو لوہے یا سونے کی (باعث) اصلاح ہے　　تازہ سیب اور بہی کی (باعث) اصلاح کب ہے؟

سیب و آبی خامیِ دارد خفیف　　نے چو آہن تابشے خواہد لطیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچا پن رکھتے ہیں　　لوہے جیسا نہیں، اسلئے ہلکی گرمی چاہتے ہیں

لیکن آہن رالطیف آں شعلہاست　　کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں　　کیونکہ وہ گرمی کے ان اژدہوں کو خوب چوسنے والا ہے

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش　　زیرِ پتک و آتش ست او سرخ وخوش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے　　ہتھوڑے اور آگ کے نیچے وہ اور سرخ اور خوش ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ　　دردلِ آتش رَوَد بے رابطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے　　بغیر کسی ذریعہ کے آگ کے درمیان گھس جاتا ہے

---

[1] وانکہ۔ قطب الاقطاب۔ نور ہے جو اولیاء اس سے مستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں دیگر بزرگ جو ان اولیاء سے منور ہیں ان کی مثال طاقچہ کی سی ہے جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد۔ یعنی بہت سے طبق۔ یعنی اولیاء کے طبقات از پس اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جاکر ختم ہوجاتے ہیں۔

[2] اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔ صف پیش۔ یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ شعاع۔ یعنی نور خداوندی حیات اول۔ یعنی وہ تجلی جو صف اول کے لئے باعث حیات ہے۔ احول بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ احولیہا۔ دوم سے تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کر کے درجات طے کرکے عارف کامل بن جاتے ہیں۔ او یم۔ ہیں وہ ہول، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

[3] آتشے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کرسکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر وہ آنچ جو لوہے کیلئے مفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہو جائیگی۔ آبی بہی سے شعلہا۔ جو سخت آنچ لوہے کیلئے درکار ہے لوہے کے لئے وہی لطیف ہے۔ اژدہا۔ یعنی شعلے فقیر سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی حالت لوہے کی طرح ہے حاجب۔ وہ اس آگ کو براہ راست بدن پر لے لیتا ہے۔

بے حجابے آب و فرزندانِ[1] آب — پختگی ز آتش نیابند و خطاب

پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے — آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

واسطہ دیگے بُود یا تابہ — ہمچو پارا در روشِ پاتابہ

دیگ کا واسطہ ہو یا توے کا — جس طرح چلنے میں پیر کے لئے جوتا

یا مکانے درمیاں تا آں ہوا — میشود سوزاں وَمی آرد نما

یا درمیان میں الگ ہو، تاکہ وہ ہوا — گرم ہو اور بڑھائے

پس فقیر آنست کو بے واسطہ ست — شعلہا را با وجودش رابطہ ست

درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے — شعلوں کو اس کی وجود سے تعلق ہے

پس دلِ عالم ویست ایرا کہ تن — می رسد از واسطہ ایں دل بفن

وہ درویش عالم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم — اسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نباشد تن چہ داند گفتگو — دل نہ جوید تن چہ داند جُستجو

اگر دل نہ ہو جسم گفتگو کیا جانے؟ — دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شُعاع آں آہن ست — پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست

لہٰذا شعلے کا منظورِ نظر، لوہا ہے — خدا کا منظورِ نظر دل ہے نہ کہ جسم

باز ایں دلہائے جزوی چوں تن ست — بادلِ صاحبدلے کو مُعدن ست

پھر یہ جزوی دل جسم کی طرح ہیں — صاحب دل کے دل کے مقابلہ میں جو کان ہے

بس مثال و شرح خواہد ایں[2] کلام — لیک ترسم تا نہ لغزد فہم عام

یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

تا نہ گردد نیکویِ ما بدی — ایں کہ گفتم ہم نہ بُد جز بیخودی

تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے — یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے کچھ نہ تھا

پائے کژرا کفشِ کژ بہتر بود — مر گدا را دستگہ بر در بود

ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے — گداگر کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ[3] بادشاہ باآں دو غلام کہ نو خریدہ بُود

بادشاہ کا ان دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ارزاں خرید — تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید

ایک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے — ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سنی

---

۱ فرزندان۔ آب سے پانی کی پیداوار۔ خطاب۔ یعنی ان کو مثلاً روٹی۔ پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ تابہ۔ توا آٹا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اس کو روٹی کہا جائیگا۔ پاتابہ۔ جوتہ۔ نما۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشوونما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارف کامل براہ راست کسب فیض کرتا ہے۔ ویست۔ قطب الاقطاب عالم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہ خدا دل خدا کا منظورِ نظر قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی یعنی اس دور کے دیگر اولیاء۔ بادل صاحب دلے۔ قطب الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

۲ ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصل کلام درکار ہے۔ جس کا مآل وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالا تر ہے۔ تانہ گردد نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیے۔ باریک مسائل ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مر گدا را۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا۔ گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

۳ امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے مناسب حال اس سے بات کرنی چاہیے اسی ذیل میں یہ حکایت ہے۔ ارزان۔ سستی چیز کو خریدتے وقت زیادہ نہیں پرکھا جاتا ہے اسلئے بادشاہ نے خریدنے کے بعد انکو آزمایا۔

یافتش زیرک دل و شیریں جواب ‌‌ از لب[1] شکر چه زاید شکر آب
اس نے اس کو ذہین اور شیریں جواب پایا ‌‌ حسین ہونٹوں سے کیا ٹپکتا ہے؟ شربت

آدمی مخفیست در زیرِ زباں ‌‌ ایں زباں پرده است بر درگاهِ جاں
انسان زبان میں پوشیدہ ہے ‌‌ یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

چونکه بادے پرده را درہم کشید ‌‌ سرِّ صحنِ خانه شُد برما پدید
جب ہوا نے پردہ ہٹا دیا ‌‌ گھر کے صحن کا راز ہم پر کھل گیا

کاندراں خانه گہر یا[2] گندم ست ‌‌ گنجِ زر یا جُمله مار و کژدم ست
کہ اس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں ‌‌ سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

یا درو گنجست و مارے بر کراں ‌‌ زانکه نبود گنجِ زر بے پاسباں
یا اس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے ‌‌ اسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

بے تأمل او سخن گفتے چناں ‌‌ کز پسِ پانصد تأمل دیگراں
وہ بے تأمل ایسی باتیں کرتا ‌‌ جو دوسرے پانچ سو بار غور کر کے (کرتے)

گفتے دربا طنش دریا ستے ‌‌ جمله دُر یا گوہر گویا ستے
گویا اس کے اندر ایک دریا ہے ‌‌ جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدے ‌‌ حق و باطل را ازاں فرقاں شُدے
ہر موتی (بات) کا نور جو اس سے چمکتا ‌‌ حق اور باطل اس سے الگ الگ ہو جاتا

نورِ فرقاں[3] فرق کردے بہرِ ما ‌‌ ذرّه ذرّه حق و باطل را جُدا
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا ‌‌ حق اور باطل کے ذرے ذرے کو علیحدہ

نورِ گوہر نورِ چشمے ما شُدے ‌‌ ہم سوال و ہم جوابِ ما بُدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا ‌‌ ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چشم کژ کردی دو دیدی قرصِ ماه ‌‌ چوں سوال ست ایں نظر در اشتباه
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی ٹکیہ دو دو دیکھا ‌‌ اشتباہ کے معاملہ میں یہ نظر کی طرح سوال (کرتی) ایسی ہے

راست گرداں چشم را در ماہتاب ‌‌ تا یکے بینی تو مه را اینک جواب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کر لے ‌‌ تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے، یہ جواب ہے

---

[1] لب شکر۔ شیریں دہن۔ زیرِ زباں۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ اَلْمَرءُ مَخْبُوٌّ تحتَ لِسَانِهٖ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔ صحن خانہ یعنی انسان کا باطن۔

[2] گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔ گندم۔ یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم یعنی بری خصلتیں۔ یا درو۔ یعنی اس میں اچھی اور بری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔ بے تأمل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقاں۔ الگ الگ نظر آتا۔

[3] نورِ فرقاں۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا تھا اس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا ان اشعار میں مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی کجی اس میں آڑے آ جاتی ہے فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر۔ یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اس کا جواب وہ قرآن میں مل جاتا۔ چشم کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ تمک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کر لے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

فکرتت را راست کن نیکو نگر ہست اِ ہم نور و شعاعِ آں گہر
اپنی فکر کو سیدھا کر لے اچھی طرح دیکھ وہ بھی اسی موتی کا نور اور شعاع ہے

ہر جوابے کاں زگوش آید بدل چشم گفت از من شنو آں را بہل
جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے چشم (بصیرت) کہتی ہے مجھ سے سن، اس کو چھوڑ

گوش دلّالست و چشم اہلِ وصال چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال
کان (تو) دلال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحب وصل ہے چشم (بصیرت) صاحب حال ہے اور کان زبانی بات کرنے والوں میں سے ہے

در شنیدِ گوش تبدیلِ صفات در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

ز آتش ار علمت یقیں شد بے سخن پختگی جو در یقیں منزل مکن
بلا شبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہو گیا ہے یقین میں پختگی طلب کر ٹھکانہ نہ کر

تا نسوزی نیست آں عین الیقیں ایں یقیں خواہی در آتش نشیں
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے تو یہ یقین چاہتا ہے تو آگ میں بیٹھ

گوش چوں ناقد بود دیدہ شود ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود
کان اگر پرکھنے والا ہو تو چشم (بصیرت) بنتا ہے ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد تا کہ شہ باآں غلامانش چہ کرد
یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے واپس لوٹ دیکھ بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردنِ بادشاہ یکے را ازاں دو غلام وازیں دیگر حال پرسیدن
بادشاہ کا ان دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کر دینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامک ۳ راچو دید اہلِ ذکا آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
جب اس (شاہ) نے اس پیارے غلام کو ذہین سمجھا دوسرے کو اشارہ کیا کہ آ جا

کافِ رحمت گفتمش تصغیر نیست جدّ چو گوید طفلکم تحقیر نیست
میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے بڑھایا ہے تحقیر کا نہیں ہے دادا جب میرا بچونگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیامد آں دوم در پیش شاہ بود او گندہ دہاں دنداں سیاہ
جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا

---

۱ ہست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر۔ یعنی ذات باری۔ ہر جوابے۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلال اور محبوب میں ہے۔ صاحب حال جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہو اصحاب قال۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کیفیت کو لوگوں سے سنا ہو۔

۲ در شنید۔ کسی بری بات کے نتیجہ کو سن کر انسان اس سے پرہیز کرتا ہے، جس میں یہ ممکن ہوتا ہے، کہ اس برائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجام بد میں پھنس کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اس برائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبر صادق خبر دے اس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اس کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ عین الیقین ہے۔ خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ حق الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

۳ غلامک۔ اس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ لگایا جاتا ہے اس کو چھوٹا کر کے ظاہر کرنا ہوتا ہے اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اس چیز کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے، نیز پیار کے اظہار کے لئے

گرچہ شہ ناخوش شد از گفتارِ او — جستجوئے کرد ہم ز اسرار ۱ او

بادشاہ اگرچہ اس کی گفتگو سے (منہ کی بدبو سے) ناخوش ہوا — (تاہم) اس کے بھیدوں کی جستجو کی

گفت با ایں شکل و گندہ دہاں — دور بنشیں مرکب ایں سوتر مراں

اس (بادشاہ) نے کہا اس شکل اور منہ کی بدبو کے ہوتے ہوئے — پرے ہو کر بیٹھ، سواری اس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاہلِ نامہ و رقعہ بُدی — نے جلیس و یار ہم بُقعہ بُدی

کیونکہ تو خط و پیام کے لائق ہے — نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دہانِ تو کنیم — تو حبیب و ما طبیبِ پُر فنیم

جبتک کہ ہم تیرے منہ کا علاج کریں — تو پیارا ہے اور ہم ہنر مند طبیب ہیں

بہرِ کیکے تو گلیمے سوختن — نیست لائق از تو دیدہ دوختن

ایک پسو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں) — (اسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود — نزدِ ما آ کہ توبہ زاں یارِ بد

لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے — ہمارے پاس آجا کیونکہ تو اس برے دوست سے بہتر ہے

باہمہ بنشیں دو سہ دستاں بگو — تا بہ بینم صورت عقلت نکو

سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سنا — تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی ۲ را پس فرستاد او بکار — سُوئے حمامے کہ رو خود را بخار

پھر اس ذہین کو اس نے کام کیلئے بھیج دیا — حمام کی جانب، کہ جا اپنے آپ کو مل دل

ویں دگر را گفت توچہ زیر کی — صد غلامی در حقیقت نے یکی

اس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے — درحقیقت تو سو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نہ کاں خواجہ تاش تو نمود — از تو مارا سرد کرد آں حسود

تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا ہے — اس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دزد و کژ دست و کژ نشیں — حیز و نامرد و چنانست و چنیں

اس نے کہا ہے کہ وہ تو چور اور بدچلن ہے اور بدصحبت ہے — کم ہمت (ہے) اور نامراد ہے اور ایسا ہے اور ویسا ہے

گفت ۳ پیوستہ بُدست او راست گو — راست گوئے من ندیدستم چو او

اس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے — اس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا — حلم و دینداری و احسان و سخا

سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم — برد باری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

۱ اسرار۔ بھید۔ مرکب۔ یعنی دور تو بیٹھ لیکن اس قدر دور نہیں کہ بات ہی نہ سن سکے کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اس لئے تو ہم مجلس تو ہے گا لیکن تجھ سے نامہ و پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔ بہر کیک۔ جس طرح ایک پسو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اس لئے اس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یار بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ باہمہ۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دستاں۔ داستاں۔

۲ ذکی۔ ذہین، روشن طبع بخار۔ یعنی بدن ملکر غسل کر لے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلام۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی۔ خواجہ تاش۔ آقا شریک سرد کردن۔ برگشتہ۔ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا بدچلن۔ کژ نشین۔ آوارۂ بدصحبت۔ حیز۔ مخنث نامرد

۳ گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُدست۔ بوده است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حلم بردباری۔

راست ۱ گوئی در نہادش خلقتست
(اور) سچائی اس کے مزاج میں پیدائش ہے
ہر چہ گوید من نگویم تہمت ست
وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں بتاتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ ندانم آں نکواندیش را
میں اس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں
متہم دارم و جودِ خویش را
اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد او درمن بہ بیند عیبہا
ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے عیبوں کو دیکھتا ہو
من نہ بینم در وجودِ خود شہا
اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیب خود دیدے زپیش
ہر شخص اگر پیشگی، اپنا عیب دیکھ لیتا
کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش
اپنی اصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل اند ایں خَلق از خود اے پدر
اے باوا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں
لا جرم گویند عیب ہمدگر
لامحالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم رُوئے خود را اے شمن ۲
اے صورت پرست! میں اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں
من بہ بینم روئے تو تو در روئے من
میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ او بہ بیند روئے خویش
جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے
نورِ او از نورِ خلقان ست بیش
اس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ او باقی بُود
اگر وہ مر (بھی) جائے اس کا نور باقی رہتا ہے
زاں کہ دیدش دید خلاقی بُود
کیونکہ اس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حسی نبود آں نورے کہ او
وہ نور حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ
روئے خود محسوس بیند پیش رُو
اپنے چہرے کو آمنے سامنے محسوس کرے

گفت ۳ تو ہم عیب او گو مُو بمُو
(اس نے کہا تو بھی اس کے عیب ایک ایک کر کے کہہ دے
آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو
جس طرح اس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غم خوارِ منی
تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے
کد خدائے مملکت یارِ منی
سلطنت کا منتظم (اور) میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش
اس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اس کے عیوب بتاتا ہوں
گرچہ ہست او مرا خوش خواجہ تاش
اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ او مہر و وفا و مردمی
اس کا عیب محبت اور وفاداری اور انسانیت ہے
خوئے او صدق و ذکاو ہمدمی
اس کی خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

۱ راست گوئی۔ سچ بولنا۔ نہاد۔ طبیعت۔ ہر چہ گوید۔ وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے۔ متہم۔ تہمت زدہ بدنام۔ باشد۔ ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ شہا۔ اے شاہ۔ ہر کسے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بُدے۔ ہوتے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

۲ شمن۔ بت پرست، عابد۔ روی۔ منہ، یعنی عیب۔ خلقان۔ مخلوق۔ باقی بود۔ خدائی نور باقی رہنے والا۔ ہے روئے خود۔ اپنے عیوب اس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے کے۔

۳ گفت۔ یعنی بادشاہ نے اسے ابھار کر دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کدخدا۔ منتظم مملکت۔ سلطنت میں۔ اور یہ اس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردی۔ انسانیت۔ ذکا۔ ذہانت۔ ہمدمی۔ غمخواری

کمتریں عیبش جوانمردی ۱ وداد — آں جوانمردی کہ جاں راہم بداد

اس کا سب سے چھوٹا عیب، سخاوت اور بخشش ہے — لیکن سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید — چہ جوانمردی بود کاں را ندید

خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں — جس نے انکو نہ دیکھا اس سے (جان کی) سخاوت کیا ہوگی؟

در بدیدے ۲ کے بجاں بخلش بدے — بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے

اگر (ان جانوں کو) وہ دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟ — اپنی ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جو بخلِ آبِ آں رابود — کو زجوئے آب نا بینا بود

نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اس میں ہوگا — جو نہر کے پانی سے اندھا ہوگا

گفت پیغمبرؐ کہ ہر کس از یقیں — داند او پاداشِ خود در یومِ دیں

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر — قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ہر یکے رادہ عوض می آیدش — ہر زماں جودے دگر گوں زادیدش

کہ اس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے — اس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہو گی

جودِ جملہ از عوضہا دیدن ست — پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن ست

سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے — بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل ۳ نادیدنِ بُود اعواض را — شاد دارد دیدِ دُر غوّاص را

بدلوں کو نہ دیکھنا بخل (کا سبب) ہوتا ہے — موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچکس نبود بخیل — زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل

(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے تو دنیا میں کوئی شخص بخیل نہ ہو — اس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے زدست — دیدہ دارد کار جز بینا نرست

تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے — معاملہ سمجھنے پر ہے دیکھ لینے والے نے (بخل سے) نجات حاصل کی

عیبِ دیگر آنکہ خود بیں نیست او — ہست در ہستی خود او عیب جو

(اس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بیں نہیں ہے — وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جویِ خود بُدست — باہمہ نیکو و با خود بد بُدست

وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے — سب کے ساتھ بھلا اور اپنے لئے برا ہے

---

۱ جوانمردی شجاعت، سخاوت۔ داد۔ بخشش۔ آں۔ جوانمردی۔ سخاوت کا انتہائی درجہ ہے کہ اپنی جان بھی ضرورت مند کو دیدے۔ صد ہزاراں۔ اس شعر کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جان دینے اور شہادت کا شوق اس شخص کو ہو گا جس کے مدنظر وہ جانیں ہوں گی جو اس ایک جان کو اللہ کے راستہ میں لٹا دینے سے حاصل ہونگی دوسرا مطلب بعض صاحبان نے یہ لکھا ہے کہ بدلے میں جو جانیں ملیں گی وہ مدنظر نہ ہوں بلکہ صرف مولیٰ کی رضا مد نظر ہو تو اس صورت میں دوسرے مصرع کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ سخاوت کیا ہی اچھی ہے جس میں بدلے کی جانیں پیش نظر نہ ہوں۔ ان دونوں مطلبوں کے اعتبار سے آئندہ چند شعروں کا مطلب بیان کرنا ہوگا۔

۲ در بدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ بر لب جو نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ ... بدلہ۔ یوم دین۔ بدلہ کا دن، قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابنِ آدمَ بعشرۃ امثالہا۔ "انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گناہ ملیگا" ترسیدن۔ شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔

۳ بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اس کو یقین نہ ہو۔ اعواض۔ عوض کی جمع بدلے۔ غواص۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا عین الیقین سخاوت کا سبب ہے نہ کہ دست ہاتھ محض آلہ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا۔ جسکو بدلہ نظر آ رہا ہو۔ بُدست۔ بودہ است۔ باہمہ سب کی نیکیاں پیش نظر رکھتا ہے۔ باخود۔ اپنے لئے عیب جو ہے۔

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار — مدحِ ۱ خود در ضمنِ مدحِ اُو میار

بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر — اس کی تعریف کے ضمن میں خود ستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم وُرا — شرمساری آیدت درما جرا

اس لئے کہ میں اس کو آزماؤں گا — (اس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہو گی

قسم غلام در صدق و وفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِ خود نزدیک شاہ

بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفا داری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت لے۲ واللّٰہِ باللّٰہِ العظیم — مالکِ المُلکِ و رحمٰنِ و رحیم

اس غلام نے کہا تجھے خدا کی قسم اس خدا کی قسم جو بزرگ ہے — سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا — نے بحاجت بل بفضل و کبریا

وہ خدا جس نے نبی بھیجے — مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل — آفرید اُو شہسوارانِ جلیل

وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے — بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں — بگذرانید از تگِ افلاکیاں

ان کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا — آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

بر گرفت از نار و نورِ صاف ساخت — وانگہ اوبر جملہ انوار تاخت

آگ سے ان کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا — تب وہ (نور) تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سنا۳ برقے کہ بر ارواح تافت — تا کہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت

وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی — یہاں تک کہ (حضرت) آدمؑ نے اس نور سے معرفت حاصل کر لی

آں کز آدمؑ رُست و دست شیث چید — پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید

وہ جو کہ حضرت آدمؑ سے پھوٹا اور اس کو حضرت شیث کے ہاتھ نے چنا — جب اس نور کو حضرت آدمؑ نے دیکھا تو ان حضرت شیث کو خلیفہ بنایا

نوحؑ ازاں گوہر چو بر خور دار شد — در ہوائے بحرِ جاں دُر بار شد

جب حضرت نوحؑ اس موتی نور سے نفع اندوز ہوئے — جان کے سمندر کے تموج سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ ازاں انوارِ زفت — بے حذر در شعلہائے نار رفت

انہی عالی قدر نوروں کی وجہ سے (حضرت) ابراہیمؑ کی جان — بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

---

۱ مدحِ خود۔ انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجری۔ جو ہوا واقعہ۔

۲ لے۔ یعنی جو میں تعریف کر رہا ہوں۔ غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں شعر "کہ در صفات خواجہ تاش" جواب قسم ہے۔ نے بحاجت یعنی خدا انبیاء کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا۔ بلکہ انبیاء کی رسالت بھی اس کا کرم ہے۔ شہسواراں۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ خاکیاں۔ عنصری مخلوق۔ تگ۔ رفتار۔ افلاکیاں۔ آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ، برے اخلاق تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

۳ سنا۔ روشنی حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے ان پر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پہ نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیث۔ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں ان کو اپنا جانشین بنایا۔ نوحؑ۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایک سو چالیس سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جو ان ہوتے ہی رسول بنا دیئے گئے۔ ابراہیمؑ۔ نمرود کا زمانہ تھا، جس وقت حضرت ابراہیمؑ ستائیس سال کے تھے انکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

چونکہ اسماعیلؑ ا در جویش فتاد — پیش دشنۂ آبدارش سر نہاد

چونکہ (حضرت) اسماعیلؑ اس (نور) کی نہر میں گھسے — اور اس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داؤدؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد

(حضرت) داؤدؑ کی جان اس نور کی شعاع سے گرم ہوئی — لوہا ان کے بننے والے ہاتھ میں نرم ہو گیا

چوں سلیمانؑ بُد وصالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع

چونکہ حضرت سلیمانؑ اس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے — دیو (اور پری) ان کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہو گئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر

(حضرت) یعقوبؑ نے جب نور کے اثر سے خدائی حکم کے آگے سر رکھ دیا — تو بیٹے کی خوشبو سے آنکھوں کو روشن کیا

یوسفِ۲ مہ رو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب

چاند جیسے چہرے والے حضرت یوسفؑ نے جب اس نور کا آفتاب دیکھا — تو خواب کی تعبیر (دینے میں بہت بیدار مغز) ہو گئے

چوں عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد — مُلکتِ فرعون را یک لقمہ کرد

جب لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی — فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت

(حضرت) جرجیسؑ کی جان نے جب اس نور کی عظمت کا راز پالیا — سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پالی

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے — کرد در جوفِ درختش جاں فدے

(حضرت) زکریاؑ نے (اس نور کی وجہ سے) اس کے عشق کا دم بھرا — اس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کر دی

چونکہ یونسؑ۳ جرعہ زاں جام یافت — در درونِ ماہی او آرام یافت

چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اس نور کے جام سے ایک گھونٹ پیا — مچھلی کے (پیٹ کے) اندر انہوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از ذوقِ او — سر بطشتِ زر نہاد از شوقِ او

چونکہ (حضرت) یحییٰؑ اس (نور) کے ذوق سے مست ہوئے — اس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دے دیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا — چشم را در باخت از بہرِ لقا

جب (حضرت) شعیبؑ اس (نور کی وجہ سے) عروج سے واقف ہوئے — ملاقات کے لئے آنکھیں ہار دیں

۳ یونسؑ۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے۔ قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب ان پر عذاب نازل ہو گا مع اہل و عیال کے اس بستی سے نکل کر چلے گئے عذاب نازل نہ ہوا تو شرمندگی کی وجہ سے کسی اور طرف چل دیئے اس پر عتاب ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے انکو نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔ یحییٰ مردوس نامی بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے اس نے ایک عورت کی سازش سے انکو قتل کر دیا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کی وجہ سے وہ لوگ صاعقہ اور زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔

۱ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔ داؤدؑ۔ حضرت شمویلؑ اور اس دور کے بادشاہ طالوت کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ رسول بنائے گئے اور زبور ان پر نازل ہوئی ان کا معجزہ تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ کے فرزند ہیں۔ اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے۔ آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

۲ یوسفؑ حسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نباتات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اسے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ ملکت۔ ملک۔ لقمہ کرد۔ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیسؑ حضرت عیسیٰؑ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں۔ ان کی قوم نے ان کو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہو گئے۔ زکریاؑ۔ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انہوں نے ایک درخت میں پناہ لی جس کو قوم نے آرے سے چیر کر ان کو شہید کر دیا۔

شُکر کرد ایوبؑ [1] صابر ہفت سال
حضرت ایوبؑ صابر نے (اس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا

دَر بلا چوں دید آثارِ وصال
مصیبت میں جب کہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ والیاسؑ از میش چوں دم زدند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اس نور کی شراب کا گھونٹ پیا

آبِ حیواں یافتند و کم زدند
انہوں نے آبِ حیات پا لیا اور پروا نہ کی

گرد بانِش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت
(حضرت) عیسیٰ ابن مریمؑ نے جب اس (نور) کی سیڑھی پالی

بر فرازِ گنبدِ چارم شتافت
چرخِ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم
جب حضرت محمدؐ نے نور کی وہ دولت اور نعمت پالی

قُرصِ مہ راکرد اندر دم دو نیم
نور چاند کی ٹکیا کے دو ٹکڑے کر دیئے

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد
جب حضرت ابوبکرؓ (نور کی بدولت) (خداوندی) کے نشان بنے

باچناں شہ صاحب و صدیق شد
ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنیوالے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد
جب (حضرت) عمرؓ اس معشوق (نور) کے شیدا بنے

حق و باطل راز دل فاروق شد
دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنیوالے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اس نور مشاہدہ کی آنکھ بنے

نور فائض بودہ ذوالنورین [2] گشت
نور فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں زنورش مرتضیٰؓ شد دُر فشاں
جب اس کے نور سے حضرت علی المرتضیٰؓ موتی برسانے والے بنے

گشت اُو شیرِ خدا در مرجِ جاں
تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند
چونکہ حسینؓ اس کے نور سے روشن پیدا ہوئے

عرش را دُرّیں و قُرطین آمدند
عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں یکے [3] از زہر جاں کردہ نثار
اس ایک نے زہر سے جان نثار کر دی

واں سر افگندہ براہش مست وار
اور اس (دوسرے) نے مستانہ وار اس کی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطینؓ از سرش واقف بُدند
چونکہ حسینؓ اس (نور) کے راز سے واقف تھے

گوشوارِ عرشِ ربانی شدند
خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حُسینؓ و ہم حسنؓ
ان کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی

گوشوارِ عرشِ حی ذوالمنن
حی ذوالمنن کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جُندِ او دید آں مدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اس (نور) کے لشکر کی مدد دیکھی

خود مقاماتش فزوں شد از عدد
ان کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

---

[1] ایوبؑ۔ انکی طرح طرح سے آزمائش ہوئی مال واولاد تباہ ہوئی جسم پھوٹنے لگا لیکن ان کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔ خضر والیاسؑ۔ حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے لیکن قوم نے ان کا کہنا نہ مانا تو حضرت الیسعؑ کو قائم مقام بنا کر روپوش ہو گئے ان کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰ۔ صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں ان کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرصِ مہ۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ سے مکہ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جدا کرنے والا۔

[2] ذوالنورین۔ دو نوروں والا، حضرت عثمانؓ کی شادی حضورؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی۔ اسلئے ان کا یہ لقب پڑا۔ مرتضیٰ۔ حضرت علیؓ۔ دُرفشاں۔ موتی برسانے والا۔ مرج۔ چراگاہ، جنگل۔ سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

[3] آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے انکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشت کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جنیدؒ مشہور بزرگ ہیں تصوف میں صاحب تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع مزار مبارک بغداد میں ہے۔ جند لشکر مقاماتش۔ حضرت جنیدؒ سید الطائفہ کہلاتے ہیں۔

بایزیدؒ ۱؎ اندر مزیدش راه دید ۔ نامِ قطب العارفیں از حق شنید
(حضرت) بایزیدؒ نے اس نور کی زیادتی میں راستہ پایا ۔ خدا سے قطب العارفین کا لقب سنا

چونکہ کرخیؒ کرخ را شد حرس ۔ شد خلیفہ حقؔ و ربّانی نفس
چونکہ حضرت کرخیؒ اس کے کرخ کے محافظ بنے ۔ خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پورِ ۲؎ ادہمؒ مرکب آں سو راند شاد ۔ گشت او سلطانِ سلطاناں راد
ادہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اسطرف سواری ہانکی ۔ تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شق آں راهِ شگرف ۔ گشت او خورشید رای و تیز طرف
(حضرت) شقیقؒ اس عجب راستہ کو طے کرنیکی وجہ سے ۔ آفتاب جیسی رائے والے اور تیز نگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیرِ راه ۔ چوں بلحظِ لُطف شد ملحوظِ شاه
(حضرت) فضیلؒ راستے کی رہزنی سے راہ (طریقت) کے شیخ ہوگئے ۔ جب شاہ کی مہربانی سے منظور نظر بنے

بشر حافی را مُبشّر شد ادب ۔ سر نہاد اندر بیابانِ طلب
بشر حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا ۔ تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنونؒ ۳؎ از غمش دیوانہ شد ۔ مصرِ جاں راہمچو شکر خانہ شد
چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اس کے غم میں دیوانہ بنے ۔ روح کی بستی کے لئے شکر خانہ جیسا بنگلے

چوں سریؒ بے سر شد اندر راهِ او ۔ بر سریرِ سروراں شد جاهِ او
جب سریؒ اس کے راستہ میں فنا ہو گئے ۔ شاہوں کے تخت پر ان کی جگہ ہو گئی

رحمت و رضوانِ حق در ہر زماں ۔ باد بر جان و روانِ پاکِ شاں
ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی اور رحمت ۔ ان کی پاک جان اور روح پر ہے

صد ہزاراں بادشاہانِ مہاں ۔ سر فراز انند زاں سوئے جہاں
لاکھوں بڑے بڑے شاہ (طریقت) ۔ جو اس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند ۔ ہر گدائے نامِ شاں را بر نخواند
ان کا نام اللہ (تعالیٰ) کے رشک کی وجہ سے پوشیدہ رہا ۔ کسی درویش نے بھی ان کا نام ظاہر نہ کیا

۱؎ بایزیدؒ۔ بسطامی کہلاتے ہیں ان کا لقب قطب والعارفین ہے۔ کرخی کرخ کا رہنے والا کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے۔ حرس۔ نگہبان، چوں کہ حضرت معروفؒ مقام کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے ان کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

۲؎ پورادہمؒ۔ ادہم بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ۔ شاہی خاندان سے تھے، بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور جامع طریقت و شریعت تھے۔ شقیقؒ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کرکے فقیری اختیار کرلی تھی امام ابو یوسفؒ کے شاگرد تھے۔ فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز باجماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاء کاملین میں سے ہوگئے۔ بشر حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہوئے مُبشّر شد ادب۔ بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اس کو اٹھایا اور اسپر خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھا ان کا یہ ادب ان کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیا کاملین میں شمار ہوئے۔

۳؎ ذوالنون مصری مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ کا شمار ہے۔ سری۔ بوزرن۔ علی مشہور بزرگ ہیں۔ آپکے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کباڑ فروشی بھی کرتے تھے معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد۔ یعنی خود کو فنا کردیا

اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیا اللہ کو ایسے محبوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے ان کو مخفی رکھتا ہے اور اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے انکو پہچانیں۔

حق آں نور و حقِ نورانیاں — کاندراں بحر اند ہمچو ماہیاں[1]
قسم ہے اس نور کی اور قسم ہے ان نور والوں کی — جو اس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحرار گویمش — نیست لائق نام نوی جویمش
اگر میں اس نور کے سمندر کو جان کا سمندر اور سمندر کی جان کہوں — مناسب نہیں ہے اسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حق آں آنے کہ این و آں از دست — مغزہا نسبت بدو باشند پوست
اس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اسی سے ہے — اسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفاتِ[2] خواجہ تاش و یارِ من — ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں — میرے اس بیان سے سو گنا ہیں

آنچہ می دانم زوصفِ آں ندیم — باورت ناید چہ گویم اے کریم
اس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں — اے صاحب کرم! میں کیا کہوں آپ یقین نہیں کرتے ہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو — چند گوئی آنِ این و آنِ او
شاہ نے کہا اب اپنی بات کہہ — اس کی اور اس کی کب تک کہے گا؟

توچہ داری وچہ حاصل کردۂ — از تگ دریاچہ دُر آوردۂ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تو نے کیا حاصل کیا ہے؟ — دریا کی تہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِ تو باطل شود — نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
مرتے وقت تیری یہ حس تو بیکار ہو جائے گی — تیرے پاس روح کا نور (بھی) ہے جو دل کا رفیق بنے

در لحد[3] کیں چشم را خاک آگند — ہست آنچہ گور را روشن کند
قبر میں اس آنکھ کو مٹی بھر دے گی — وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار — مستعار آں را مداں اے مستِ عار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے — اے مغرور! اس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست و پایت بر درد — پرّ و بالت ہست تا جاں بر پرد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے — بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند — جان باقی بایدت بر جا نشاند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی — اس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیے

شرطِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَن بے کردن ست — بل حسن را سوئے حضرت بردن ست
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے — بلکہ نیکی کو دربار میں لے جانا ہے

---

[1] ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دیجاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقرب الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اس کا کوئی نام ظاہر نہیں کرسکتا۔ مغزہا۔ ملکتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیت خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

[2] کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ہم پیالہ۔ باور۔ یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نور جاں۔ یعنی قوائے باطنی۔

[3] لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہوگی۔ پرو بال۔ یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جان۔ باقی۔ روح انسانی من جاء بالحسن۔ قرآن پاک میں ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ "جو ایک نیکی لایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے" مولانا فرماتے ہیں کہ اس شرطیہ جملہ میں من جاء بالحسنة کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

جوہرے[1] داری زانساں یا خری ‖ ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری

تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا خر (گدھا) ہے ‖ یہ اعراض جبکہ فنا ہو گئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

ایں عرضہائے نماز و روزہ را ‖ چونکہ لَا یُبْقَیٰ زَمَانَیْنِ انتفا

نماز روزہ عرض ‖ جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں، ناپید ہو گئے

نقل نتواں کرد مر اعراض را ‖ لیک از جوہر برند امراض را

اعراض کو منتقل نہیں کیا جا سکتا ‖ ہاں (یہ اعراض) جوہر سے امراض خارج کر دیتے ہیں

تا مبدّل گشت جوہر زیں عرض ‖ چوں ز پرہیزے کہ زائل شد مرض

ان اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہو جاتی ہے ‖ جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد ‖ شد دہان تلخ از پرہیز شہد

کوشش سے پرہیز (عرض) جوہر کو مکمل کرنیوالا بنگیا ‖ کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بنگیا

از زراعت[2] خاکہا شد سُنبلہ ‖ داروئے مُو کرد مُو را سلسلہ

کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی ‖ بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

آں نکاح زن عرض بُد شد فنا ‖ جوہر فرزند حاصل شد زما

عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہو گیا ‖ فرزند جو ہر ہم سے برآمد ہو گیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض ‖ جوہر کُرّہ بزائیدن غرض

گھوڑے اور اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے ‖ مقصود بچہ جوہر جننا ہے

ہست[3] آں بستاں نشاندن ہم عرض ‖ گشت جوہر میوہ اش اینک عرض

باغ لگانا بھی عرض ہے ‖ اس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

ہم عرض داں کیمیا بُردن بکار ‖ جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار

کیمیا گری کو بھی عرض سمجھ ‖ کیمیا کرنے والے سے جوہر دوست کے پاس آ گیا

صیقلی کردن عرض باشد شہا ‖ زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا

اے شاہ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے ‖ یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کر دیتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام ‖ دخل آں اعراض را بنما مرم

تو یہ نہ کہہ کہ میں نے عمل کیے ہیں ‖ ان اعراض کی پیداوار دکھا بھاگ نہیں

خداوندی میں پیش نہیں کیجا سکینگی بلکہ وہ پیش ہوگی۔ جو جوہری ہی اور عبادات وغیرہ سے اس کی نشوونما مقصود ہے۔

---

[1] جوہر۔ موتی۔ منطقی اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو بلکہ بالذات قائم ہو خری۔ خر ہستی۔ عرض۔ وہ چیز ہو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ۔ نماز و روزہ۔ حرکات۔ اور اقوال۔ کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہے زمانہ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں ان کا وجود نہیں رہتا ہے۔ اعراض۔ عرض کی جمع ہے عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جوہر۔ روح۔ امراض۔ یعنی برے اخلاق۔ پرہیز۔ عرض ہے اس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور انسان میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ دہان۔ صفراوی مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

[2] زراعت۔ کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا۔ زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہو کر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دارو۔ دوا کرنا عرض ہے۔ مو۔ بال جوہر ہے جس میں درازی آئی۔ نکاح۔ عرض ہے جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہو۔ جفت کردن۔ گھوڑے یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ۔ جوہر ہے۔

[3] ہست۔ باغ کا لگانا عرض ہے اس کا پھل جوہر ہے جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیا گری ایک عرض ہے اس سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ صیقلی۔ صیقل کرنا عرض ہے اس سے جو چیز صاف ہو جاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس تو۔ بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں۔ جو نا قابل انتقال ہیں اور دربار

ایں صفت کردن۱ عرض باشد خمش — سایۂ بُز راپئے قرباں مکش
اسی طرح "کرنا" عرض ہو گا، چپ رہ — قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح نہ کر

گفت شاہا بے قنوط عقل نیست — گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
اس غلام نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے — اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے

بادشاہا جز کہ یأس بندہ نیست — ہر عرض کاں رفت وباز آئندہ نیست
اے شاہ (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے — (کہ) جو عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر — فعل بودے باطل واقوال قشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے — "کرنا" باطل ہو گا اور "کہنا" چھلکا ہوگا

ایں عرضہا نقل شد لون دگر — حشر ہر فانی بُود کون دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے — ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہو گا

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش — لائق۲ گلّہ بُود ہم سائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اس کے مناسب ہو گا — گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست — صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہو گی — ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (معین) ہے

بنگر اندر خود کہ تو بودی عرض — جنبش جُفتے بہ جُفتے با غرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا — ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی

بنگر اندر خانۂ و کاشانہا — در مُہندس بود چوں افسانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ — انجینئر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش — بود موزوں ۳صُفّہ و سقف و درش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا — اس کا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا

از مُہندس آں عرض و اندیشہا — آلت آورد و ستوں از بیشہا
انجینئر کا وہ عرض اور خیالات — آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے

چیست اصل و مایہ ہر پیشہ — جُز خیال و جُز عرض و اندیشۂ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟ — سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے

جملہ اجزائے جہاں را بے غرض — در نگر حاصل نشد جُز از عرض
دنیا کے تمام اجزاء کو بے غرض (ہو کر) — دیکھ سوائے عرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

۱ کردن۔ یعنی انسان کا فعل بز۔ بکری جوہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر نا قابل انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہو گی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربار خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیل بصورت جواہر کر دیجائے تو پھر ان کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کر لیگا اور دربار خداوندی میں پیش ہوگا۔

۲ لائق گلہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا۔ اور ہوتا ہے۔ نوبتیست، عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کریگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض، جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جنبش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچے کی جوہری صورت اختیار کر لی۔ مہندس انجینئر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

۳ صفہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ بنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجینئر میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

۳۲

اوّل [1] فکر آمد آخر در عمل　　بنیت عالم چناں داں در ازل
پہلے فکر آیا، پھر عمل　　ایسے ہی عالم کی بنا ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکر دل اوّل بُود　　در عمل ظاہر بآخری می شود
پھل، اول دل کے خیال میں ہوتے ہیں　　آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندی　　اندر آخر حرف اوّل خواندی
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی　　(گویا) آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل ست　　آں ہمہ از بہرہ میوہ مُرسل ست
اگرچہ اس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے　　وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پس سرے کہ مغزیاں افلاک بود　　اندر آخر خواجہ [2] لولاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا　　آخر میں صاحب لولاک ہوا

نقل اعراض ست ایں [3] بحث و مقال　　نقل اعراض ست ایں شیر و شگال
یہ بحث اور گفتگو اعراض کی نقل ہے　　یہ شیر اور گیدڑ اعراض کی نقل ہے

جملہ عالم خود عرض بودند تا　　اندریں معنی بیامد ھل اتیٰ
تمام عالم خود عرض تھا یہاں تک　　کہ اسی مقصد کے لئے ھل اتی (قرآن میں) آیا ہے

ایں عرضہا از چہ زائید از صُوَر　　وین عرض ہم از چہ زائید از فکر
یہ اعراض دنیا کس چیز سے پیدا ہوئے، صور (مثالی سے)　　اور یہ عرض (صور مثالی) کس چیز سے پیدا ہوئے، فکر صور علمیہ سے

ایں جہاں یک فکرتست از عقل کُل　　عقل چوں شاہ است و فکرتہا رُسل
یہ دنیا ایک عقل کل (اللہ) کا ایک علم ہے　　عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صور علمیہ) قاصد ہیں

عالم اوّل جہانِ امتحان　　عالم ثانی جزائے این و آں
پہلا عالم امتحان کی دنیا ہے　　دوسرا عالم اس اور اس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کند　　آں عرض زنجیر و زنداں می شود
اے شاہ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے　　وہ عرض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے

---

[1] اوّل فکر۔ مشہور مقولہ ہے۔ اوّل الفکر اٰخر العمل یعنی پہلے تجویز پھر عمل۔ در ازل۔ جملہ اجزائے عالم ازل میں صور علمیہ تھے پھر ان کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ ذہنی ہوتا ہے اور اس کے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں۔ آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اور آخر تصور کا ابتدائی نقشہ عمل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ شاخ و برگ اصلی مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود میں آتا ہے۔

[2] خواجہ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ یعنی اے محمد اگر تمہارا وجود پیش نظر نہ ہوتا تو میں عالم کو نہ پیدا کرتا۔ عالم کی پیدائش سے اصل مقصود حضور کی ذات گرامی ہے اسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے۔ محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

[3] ایں بحث۔ اعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرتا ہے۔ ابتداً تصورات بھی بعد کو بصورت جوہر وجود میں آتے شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے افسانے پہلے ان کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں شگال شغال، گیدڑ ھل اتی۔ قرآن مجید میں ہے "بیشک انسان پر ایسا وقت آیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا" اس سے معلوم ہوا کہ عالم عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ از صور۔ یعنی مثالی صورتیں، جو عالم شہود سے پہلے عالم مثال میں تھیں۔ وین عرض۔ یعنی یہ مثالی صور میں اللہ تعالیٰ کی صور علیمہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ عقل کل۔ ذات باری تعالیٰ۔ عالم اول۔ دنیا۔ عالم ثانی۔ آخرت خیانت نوکر کی چوری ایک عرض ہے وہ بصورت زنجیر قید خانہ ظہور میں آ جاتی ہے۔

بندہ اَت چوں خدمتِ اشائستہ کرد ۱ — آں عَرَض نے خلعتے شد درنبرد

آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی — وہ عرض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرَض با جوہر آں بیضہ است و طیر — ایں ازاں و آں ازیں زاید بہ سیر

اس عرض (کی نسبت) جوہر کیساتھ انڈے اور پرندکی ہے — یہ اس سے اور وہ اس سے مسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت ۲ شاہنشہ چنیں گیر المُراد — ایں عَرَضہائے تو یک جوہر نزاد

شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو — تیرے ان اعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آں راخرِد — تا بُوَد غیب ایں جہانِ نیک و بد

اس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے — تاکہ یہ جہا نیک و بد پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر — کافر و مومن نگفتے جز کہ ذکر

اس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہو جاتیں — (تو) کافر اور مومن سوائے ذکر (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں — نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں

اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہو جاتا نہ کہ غیب — پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بتگر بُدے — چوں کسے راز ہرہ تسخُر بُدے

اس عالم میں بت اور بتگر کب ہوتے؟ — کس طرح کسی کو مذاق اڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما — در قیامت ۳ کے کند جُرم و خطا

ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی — (اور) حشر میں جرم و خطا (کوئی) کب کر سکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد — لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود

بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) نے برائی کی سزا پوشیدہ رکھی ہے — لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خواص سے

گر بدامے افگنم من یک امیر — از امیراں خفیہ دارم نز وزیر

اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں — سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود پس پاداشِ کار — وز صُوَر ہائے عَملہا صد ہزار

اللہ (تعالیٰ) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کر دیا ہے — لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام — ماہ را بر من نمی پوشد غمام

تو اپنے اعمال کی نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا — ابر چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا

---

۱ خدمت۔ خدمت کرنا عرض ہے وہ بصورت خلعت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ ایں عرض۔ عرض اور جوہر کی وہی نسبت ہے، جو انڈے اور مرغی کی ہے انڈے سے مرغی مرغی سے انڈا ابنتا رہتا ہے اسی طرح عرض سے جوہر اور جوہر سے عرض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عرض نا قابل انتقال ہے یا عرض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے غلط بات ہے۔

۲ گفت۔ شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ چلو یہی صحیح کہ عرض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ عرض بصورت جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اشکال فکر۔ یعنی اعراض بشکل جواہر نمودار ہو جائیں۔ پس۔ مومن کے اعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اعمال بری صورتوں میں نمایاں ہو جاتے۔ کے۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

۳ در قیامت۔ محشر میں سب مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے خاصان خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر۔ امراء کی مثال عوام کی اور وزیر کی مثال خاصان خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارف کامل تھا اور خاصان خدا میں سے تھا۔ تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بتا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا برا۔

گفت اپس از گفت من مقصود چیست　　چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست

اس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟　　جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے

گفت ۱ شہ حکمت در اظہارِ جہاں　　آنکہ دانستہ بروں آید عیاں

شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت　　یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد　　بر جہاں ننہاد رنج طلق و درد

جبتک (اللہ تعالیٰ نے) اسکو پیدا نہ کردیا جس کو وہ جانتا تھا　　دنیا پر دردزہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست　　تابدی یا نیکی از تو نجست

تو تھوڑی دیر (بھی) بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے　　جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہ ہو

ایں ۲ تقاضا ہائے کار از بہرِ آں　　شد مُوکل تا شود سرت عیاں

کام کے یہ تقاضے اس لئے　　مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے

ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار　　چوں ضمیرت می کشد اورا بکار

ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟　　چونکہ تیرا دل اس کو کام کی طرف کھینچتا ہے

پس کلابہ تن کجا ساکن شود　　چوں سرِ رشتہ ضمیرش می کشد

جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟　　جب دل کا دھاگا اس کو چلاتا ہے

تاسہ ۳ تو شد نشان آں کشش　　بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش

اس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے　　بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے

تاسۂ تو آں کشش را شد نشاں　　ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں

تیری بے قراری اس کشش کی علامت ہے　　ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد　　ہر سبب مادر اثر ازوے ولد

یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے　　ہر سبب ماں ہے مسبب اس کا بچہ ہے

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب　　تابزاید زد اثر ہائے عجب

جب مسبب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا　　یہاں تک کہ اس نے عجب مسببات پیدا کئے

ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک　　دیدۂ باید منور نیک نیک

یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن　　بہت روشن آنکھ چاہیے

۱ گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ۔ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے۔ ورنہ اس کے علم میں سب کچھ ہے اسی لئے اس نے عالم کو بنایا ہے اور پھر اس کو عالم تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا برا کام کرتا ہے۔

۲ ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے ورنہ۔ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ برائی بھلائی کو عالم وجود میں لانا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ ہر وقت کیوں گھومتا ہے اور اس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ چرخہ آئی۔

۳ تاسہ بے چینی، بیکاری میں انسان کی بے چینی اس کی دلیل ہے کہ اس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالم اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اس سے وجود میں آجاتا ہے یہ سب اسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبب وجود میں آتا ہے۔ پھر وہ مسبب سبب بن کر کسی دوسرے مسبب کو موجود کردیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا۔ یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

شاہ با او[۱] در سخن اینجا رسید — تابدید از وے نشانے یاندید

بادشاہ اس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا — (نہ معلوم) اس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں دیکھا

گر بدیدآں شاہِ جو یا دُور نیست — لیک ما زاذکرآں دستور نیست

اگر میں جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں — لیکن اس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں زگرمابہ بیامدآں غلام — سوئے خویشش خواندآں شاہِ ہُمام

جب وہ غلام حمام سے آیا — تو ملک معظم نے اس کو اپنی طرف بلایا

بازپرسیدن حالِ آں غلام
پھر اس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صَحا[۲] لک نعیمٌ دائم — بس لطیفی و ظریف و خو بُرو

اس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تندرست رہے (اور تیرے لئے دائمی نعمت ہو — تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستادآں دگر — تا ازیں دیگر شودا و با خبر

پھر اس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا — تاکہ اس دوسرے سے وہ باخبر رہے

پیش بنشاندش بصد لُطف و کرم — بعدازاں گفت اے چو ماہ اندر ظلم

بڑی مہربانی اور کرم سے اس کو سامنے بٹھایا — اس کے بعد کہا، اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد مُوئی مُشکبُو — نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خو

تیرا چاند جیسا مکھڑا ہے تو گھنگھریالے بال والے مشک کی سی خوشبو والا ہے — تو نیک خو ہے، تو نیک خو ہے نیک خو ہے

اے دریغا گر نبودے در توآں — کہ ہمی گوید برائے تو فلاں

ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں — جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدیئے — دیدنت مُلک جہاں اَرزیدیئے

جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا — تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے[۳] زاں بگوا ے بادشاہ — کز برائے من چہ گفت آں دیں تباہ

اس (غلام) نے کہا اے شاہ! اسمیں سے کچھ بتایئے — اس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ دو روئیت کرد — کا شکارا تو دوائی خفیہ درد

اس شاہ نے کہا پہلے تو اسنے تیرے دورخ ہونے کی بات کی — کہ بظاہر تو دوا ہے بباطن درد ہے

خُبث یارش راچو از شہ گوش کرد — درزماں دریائے خشمش جوش کرد

جب اسنے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سنی — فوراً ہی اس کے غصہ کا دریا جوش میں آ گیا

---

۱ شاہ با او۔ غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا اسنے صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دور نیست۔ چونکہ بادشاہ عارف کامل تھا لہٰذا وہ بذریعہ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرمابہ۔ حمام۔ ہمام۔ معظم۔

۲ صحا۔ صح صحا جملہ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لک نعیم دائم۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ظریف۔ خوش مزاج آں دگر۔ گندہ دہن غلام ازیں۔ وہ غلام جو نہا کر آیا تھا۔ ماہ اندر ظلم۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے دن میں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مو۔ گھنگھریالے بال۔ فلاں۔ یعنی گندہ دہن۔ غلام۔ دیدے۔ دیدے ماضی تمنائی ہے اس میں ایک یا زیادہ لگادی گئی ہے۔

۳ رمزے۔ اشارہ۔ دیں۔ تباہ۔ بے دین، فاسق۔ دو۔ روئی۔ دوغلہ پن منافقت۔ کا شکارا۔ کہ آشکارا دوائی۔ دوا ہستی۔ خبث۔ بد باطنی۔ گوش کرد۔ سنا۔ درزماں۔ فوراً

کف برآورد آں غلام و سرخ گشت
وہ غلام منہ میں جھاگ بھر لایا اور سرخ ہو گیا
تا کہ موجِ ہجوِ اواز حد گذشت
یہاں تک کہ مذمت کرنے کا جذبہ حد سے گزر گیا

کوز اوّل دم کہ با من یار بود
کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا
ہمچو سگ در قحط سرگیں خوار بود
قحط میں کتے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دما دم کرد ہجوش چوں جرس
جب اس نے اس کی گھنٹے کی طرح دمادم مذمت کی
دست برلب زد شہنشاہش کہ بس
شہنشاہ نے اس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا از وے بداں
اس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اور اسے سمجھ گیا سمجھ لے
از تو جاں گندست از یارت دہاں
تیری روح گندی ہے اور اس کا منہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندہ ۲ جاں از دور تو
بس اے گندہ روح! تو دور بیٹھ
تا امیر او باشد و مامور تو
تاکہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں
اسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے
راحۃُ الانسانِ فی حفظِ اللّسانْ
انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریاکاری کیساتھ تسبیح
ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا
اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوب نکو
پس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت
با خصالِ بد نیرزد یک تسو
بری عادتوں کے ہوتے ہوئے چار جَو کے لائق نہیں ہے

ور بود ۳ صورت حقیر و ناپذیر
اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو
چوں بود خلقش نکو در پاش میر
جب اس کے اخلاق اچھے ہوں تو اسکے قدموں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں
سمجھ لے ظاہری صورت فنا ہو جائے گی
عالمِ معنیٰ بماند جاوداں
باطن کا عالم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو
بتا، صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟
طالبِ معنیٰ شود معنیٰ بجو
سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر

چند بازی عشق با نقشِ سبو
ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک؟
بگذر از نقشِ سبوو آب جو
ٹھلیا کے نقش (ونگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی
تو نے اس کی صورت دیکھی اس کی سیرت سے غافل ہے
از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
سیپ میں سے موتی چن اگر تو عقلمند کا ہے

---

۱ کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمت۔ ہجو۔ کتا خود ذلیل جانور ہے اور اس کی دنائت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دمادم۔ دم بدم۔ جرس۔ گھنٹا، اس کی آواز مسلسل ہوتی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ پر یا غلام کے ہونٹ پر۔ دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن۔ کا صیغۂ امر ہے۔ دہان۔ وہ گندہ دہن تھا۔

۲ گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ از وے۔ اس زیادہ ہے۔ راحت۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے۔ من سکت نجی و راحۃ الانسان فی حفظ للّسان جو خاموش رہا۔ بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے۔ "در حدیث"۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے صورت معتبر نہیں ہے۔ گولخن۔ آگ کی بھٹی، کوڑی۔ پس۔ خوبصورت پر نہ۔ بد سیرت تھا لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

۳ ور بود۔ صورت کی نہیں جو سیرت کی قدر دانی ہونی چاہیے۔ در پاش۔ دریائے او۔ صورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے۔ اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنیٰ سیرت اخلاق حقیقت۔ نقش سبو۔ یعنی ظاہر آب۔ یعنی سیرت اور باطن از صدف در۔ سیپ ظاہر ہے۔ موتی باطن ہے۔

این صدفہائے قوالب در جہاں گرچہ جملہ زندہ اندازبحرِ[۱] جاں
جسموں کے یہ سیپ، دنیا میں اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صدف نبُود گہر چشم بکشا در دلِ ہریک نگر
لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد ویں چہ داردمی گزیں زانکہ کم یاب ست آں درِ ثمیں
اس میں کیا ہے، اس میں کیا ہے چُن کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گربصورت می روی کوہے بشکل در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل
اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں بڑائی میں لعل سے کئی سو گناہ زیادہ ہے

ہم بصور دست و پا وپشم تو ہست صد چنداں کہ نقشِ چشم تو
نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں فائق ہیں

ازیک اندیشہ[۲] کہ آید در دروں صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
ایک خیال جو دل میں آتا ہے اس سے ۱۰۰ جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سُلطاں گربصورت یک بُود صد ہزاراں لشکرش درپے دَوَد
بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے لیکن اس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی ہست محکوم یکے فکر خفی
پھر (اسی) منتخب بادشاہ کی صورت ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں زیک اندیشہ[۳] بیں گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں
دیکھو (اللہ تعالیٰ) ایک ارادہ سے لا انتہا مخلوق زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خُرد لیک چوں سیلے جہاں را خوردو بُرد
اگرچہ وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے لیکن بہاؤ کی طرح اس نے دنیا کو خورد برد کر دیا

خلقِ عالم چوں رمہ ست وحق شباں میدواند جملہ را روز و شباں
دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ چرواہا شب و روز سب کو دوڑا رہا ہے

۱؎ بحر جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذات حق تعالیٰ بعض نسخوں میں از بہر جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔ کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جس میں خوبیاں ہوں اس کو پسند کرو۔ دُرِ ثمین۔ قیمتی موتی۔ گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ لعل سے افضل ہوتا۔ ہم بصورت انسان کا باقی بدن اس کی آنکھوں سے چند گنا ہے لیکن شرافت آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

۲؎ اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیروزبر کر ڈالتا ہے ایک شاہی ارادہ خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسم سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمران محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر یہی حکمراں کا جسم اس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے۔ تو فضیلت کا مدار معنی اور باطن پر ہے۔

۳؎ اندیشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآن پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمہ کن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ رمہ۔ ریوڑ۔ شباں۔ چرواہا۔ شباں۔ خلاف قیاس شب کی جمع ہے۔

پس ۱؎ چومی بینی کہ از اندیشۂ قائم ست اندر جہاں ہر پیشۂ
پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے ہر چیز دنیا میں قائم ہے

خانہاؤ قصر ہاؤ شہر ہا کوہہاؤ دشتہاؤ نہرہا
مکانات، محلات اور شہر پہاڑ اور جنگل اور نہریں

ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی اسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے

پس چرا از ابلہی پیش تو کور تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور
تو تجھ اندھے کے سامنے حماقت سے جسم سلیمان ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا

می نماید پیش چشمت کہ بزرگ ہست اندیشہ چو میش و کوہ گرگ
تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا

عالم ۲؎ اندر چشم تو ہول و عظیم زابر و برق و رعد داری لرز و بیم
جہاں تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے

وز جہان فکرتی اے کم زخر ایمن و غافل چو سنگ بے خبر
اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالم فکر سے بے علم، پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے

زانکہ نقشی وز خرد بے بہرۂ آدمی خو نیستی خر کرۂ
کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے تو آدمی خصلت نہیں ہے، گدھے کا بچہ ہے

جہل محضی وز خرد بیگانۂ بو نداری از خداد یوانۂ
تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے

سایہ را تو شخص می بینی ز جہل شخص از آں شد نزد تو بازی و سہل
نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے

بنگر زغیبت ۳؎ یک نمودار آتش ست کز لطافت چوں ہوائے دلکش ست
دیکھ، آگ عالم غیب کا ایک نمونہ ہے جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے

تا بجسمے درنمی پیچیدہ کثیف آگہی نبود بصر را زاں لطیف
جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے اس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے

۱؎ پس چومی بینی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالی کے ارادہ سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے۔ پس چرا۔ جبکہ اتنی مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمان جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کہ۔ گو وہ مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ۔ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

۲؎ عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہان فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے آدمی خو۔ انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفت حق پیدا کرتی ہے۔ سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود بنا رکھا ہے۔

۳؎ زغیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے بناتا ہے کہ حقیقت میں نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب صحیح حقیقت سامنے آجائیگی غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے۔ آگ ایک لطیف عنصر ہے جو نظروں سے غائب ہے نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

بازا فزون ست ہنگام اثر — از ہزاراں[1] تیشۂ و تیغ و تبر
پھر تاخیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے — ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے

باش تاروزیکہ آں فکرو خیال — بر کشاید بے حجابے پرو بال
اس دن تک ٹھہر جبکہ وہ فکر اور خیال — کھلم کھلا بال و پر نکالے

کوہہا[2] بینی شدہ چوں پشم نرم — نیست گشتہ ایں زمین سرد و گرم
تو پہاڑوں کو نرم اون کی طرح دیکھے گا — یہ سرد و گرم زمین نابود ہو جائے گی

نے سما بینی نے اختر نے وجود — جز خدائے واحد حی و ودود
تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود — ایک خدا، حی اور و دود کے علاوہ

یک فسانہ راست آید یا دروغ — تا دہد مر راستیہارا فروغ
ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (ذکر کیا جاتا ہے) — تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حسد کردن حشم بر غلام خاص

غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشاہے بندۂ را از کرم — برگزیدہ بود بر جملہ حشم
ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو — تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا

جامگی او وظیفہ چل امیر — دہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر
اس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی — سو وزیروں نے بھی اس کے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا

از کمالِ طالع[3] و اقبال و بخت — او ایازے بود و شہ محمود وقت
چھتر اور اقبال اور نصیب کے کمال کی وجہ سے — وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمود دوراں (تھا)

روحِ او باروح شہ دراصل خویش — پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند و خویش
اس کی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں — اس جسم سے پہلے جڑی ہوئی اور یگانہ تھی

کار آں دارد کہ پیش از تن بدست — بگذر از انہا کہ نو حادث شدست
(اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے — ان (تعلقات) اور ہٹ جا جو نئے پیدا ہوئے ہیں

چشم عارف راست گو نے احول ست — چشم او بر کشتہائے اول ست
عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی — اس کی نظر پہلی کھیتیوں پر ہے

---

[1] از ہزاراں۔ آگ جنگلوں کو اس درجہ تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اس کو اس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ باش۔ ارادہ الٰہی جو نظروں سے مخفی ہے اس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہوں گی۔

[2] کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور ناچیز ہو جائیگا۔ پشم۔ اون۔ سما۔ آسمان۔ حی۔ زندہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ودود۔ محبت کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ فسانہ۔ انسان اللہ تعالیٰ کے مخفی ارادے سے غافل ہے۔ یہ قصہ جو آگے آ رہا ہے اس میں بھی اسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادہ سے غافل تھے یہی حسد کی وجہ ہوئی۔ جامگی۔ وظیفہ۔ تنخواہ۔ راتب۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ چل۔ چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک بٹا دس، دسواں حصہ۔

[3] طالع۔ ستارۂ قسمت۔ بخت۔ نصیب۔ ایاز۔ سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے۔ اصل۔ یعنی علم الٰہی یا عالم روح کا راز دارد۔ اہمیت ان باتوں کی ہے جو جسم عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ ازنہا۔ جو معاملات عالم اجسام میں پیش آتے ہیں۔ نو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ چشم راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اول۔ تقدیر ازلی۔

انچہ گندم[1] کاشتندش وانچہ جو
چشم اُو آنجاست روز و شب گرِو

جو انہوں نے گیہوں بویا ہے اور جو
اس کی نظر شب و روز اس طرف لگی ہے

آنچہ آبست ست شب جُز آں نزاد
حیلہا و مکر ہا جُملہ ست باد

رات جس سے حاملہ ہی ہے اس کے سوا نے نہیں جنا
حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش
آنکہ بیند حیلہ حق بر سرش

چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے
جو اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر (مسلط) دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] و دامے می نہد
جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد

وہ جال میں ہے اور ایک جال اور بچھاتا ہے
تیری جان کی قسم نہ اس سے نکلتا ہے نہ اس سے نکلتا ہے

گر بروید ور بریزد صد گیاہ
عاقبت بر رویدآں کشتہ الٰہ

اگر سینکڑوں جائیں اگیں یا اگائے
انجام کار اللہ (تعالیٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کشت نو کارید بر کشتِ نخست
ایں دوم فانیست وآں اوّل درست

پرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی
دوسری فنا ہونے والی ہے، پہلی ٹھیک ہے

تخم اوّل کامل و بگزیدہ است
تخم ثانی فاسد و بوسیدہ است

پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے
دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

افگن[3] ایں تدبیرِ خودرا پیشِ دوست
گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست

اپنی اس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے
اگرچہ تیری تدبیر بھی اسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کارآں دارد کہ حق افراشت ست
آخر آں روید کہ اوّل کاشت ست

اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے
آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہرچہ کاری از برائے اُو بکار
چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار

جو بوئے اس کے لئے بو
اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گردِ نفس دُزدو کارِ اُو مپیچ
ہرچہ آں نے کارِ حق ہیچست و پیچ

چور نفس کے گرد اور اس کے کام میں نہ لگ
جو اللہ (تعالیٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ اور پیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود
نزدِ مالک دُزدِ شب رُسوا شود

اس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو
مالک کے سامنے رات کا چور رسوا ہو

رختِ دُزدیدہ بتدبیرو فنش
ماندہ روزِ داوری در گردنش

تدبیر اور اس کے ہنر سے چرایا ہوا مال
انصاف کے دن اس کی گردن پر ہو گا

---

[1] گندم۔ یعنی اچھی افعال۔ کاشتند۔ کارکنانِ قضا و قدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جو۔ یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلہ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام۔ یعنی تقدیرِ الٰہی کا جال دامے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کشتہ الٰہ۔ یعنی جو خدا نے مقدر کردیا ہے۔ کشت۔ نو۔ یعنی تدبیر کشت۔ نخست۔ یعنی تقدیر ایں دوم۔ یعنی تدبیر تخمِ اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی توجہ ہے۔

[3] افگن۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کردینا چاہیے۔ ہرچہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اس کی شریعت پر عمل کرنا چاہیے۔ اور اس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیے۔ نفس۔ یعنی امارہ ہرچہ۔ نفس امارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ دادوری، منصفی۔

صد ہزاراں ا؎ عقل باہم بر جہند — تا بغیر دامِ او دامے نہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں — تاکہ اس کے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دام خود را سخت تر یابند و بس — کے نماید قوتے با بادِ خس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس — تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من رو ببیں — در نبے واللّٰہُ خَیرُ المَاکِرِین
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے، جا دیکھ — قرآن میں ہے اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے

گر تو گوئی ۲؎ فائدہ ہستی چہ بود — در سوالت فائدہ ہست اے عنود
اگر تو کہے ہستی (عالم) تدبیر کا کیا فائدہ تھا — اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر ندارد ایں سوالت فائدہ — چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
اگر تیرے اس سوال میں فائدہ نہیں ہے — (تو) میں اس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سنوں؟

در سوالت فائدہ دارد یقیں — پس جہاں بے فائدہ نبود ببیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے — تو غور کر عالم (تدبیر) بے فائدہ نہ ہو گا

از سوالت ار بود بس فائدہ — چوں نجوید در جہاں کس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں — تو عالم (تدبیر) میں کوئی شخص فائدہ کیوں نہ تلاش کریگا؟

ور سوالت را بسے فائید ہاست — پس جہاں بے فائدہ آخر چراست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں — تو عالم (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

در جہاں ۳؎ از یک جہت بے فائدہ است — از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
اگر عالم (تدبیر) ایک اختیار سے بے فائدہ ہے — دوسری جہتوں سے فائدہ سے پُر ہے

فائدہ تو گر مرا فائیدہ نیست — مر ترا چوں فائدہ است از وے مایست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے — چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نبود مفید — چوں ترا شد فائدہ گیر اے مرید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے — چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اسے اختیار کر

ور منم زاں فائدہ حرابن حر — مر ترا چوں فائدہ است از وے مبر
اگر میں اس فائدہ سے آزاد ہوں — چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے نہ کٹ

حسنِ یوسف عالمے را فائدہ — گرچہ بر اخواں عبث بُد زائدہ
یوسف کے حسن میں عالم کا فائدہ تھا — اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

۱؎ صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار ہیں۔ با بادِ خس۔ باد تقدیر الٰہی ہے اور خس تدبیر عقلاء۔ واللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کرسکتا ہے۔

۲؎ گر تو گوئی۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ در سوالت۔ جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم و علیم کا فعل کیسے عبث ہوسکتا ہے۔

۳؎ در جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے اگر عالم تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدہ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مفید ہو ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مفید ہوتی ہے۔ حسن یوسف۔ حضرت یوسف کے حسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کے لئے نہ تھی۔

لحنِ ۱ داؤدی چناں محبوب بُود
داؤدی نغمہ کس قدر محبوب تھا

لیک بر محروم نا مطلوب بُود
لیکن محروم (منکر) سے نا پسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں
نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا

لیک بر قبطیِ مُنکر بود خوں
لیکن منکر قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہست بر مومن شہیدی زندگی
مومن کے لئے شہادت زندگی ہے

بر مُنافق مُرد نست و ژندگی
منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست ۲ در عالم بگو یک نعمتے
بتا دنیا میں کونسی نعمت ہے؟

کہ نہ محروم اندازوے اُمّتے
کہ اس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاؤ و خر را فائدہ چہ در شکر
گدھے اور بیل کے لیے شکر میں کیا فائدہ ہے؟

ہست ہر جاں را یکے قُوتے دگر
ہر جاندار کی جدا گانہ غذا ہے

لیک گر آں قوت بروے عارضیست
لیکن اگر وہ اس کی عارضی غذا ہے

پس نصیحت کردن اورا انقی ست
تو نصیحت کرنا، اس کو سدھانا ہے

چوں ۳ کسے کو از مرض گِل داشت دوست
جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے

گرچہ پندارد کہ آں گِل قُوتِ اوست
اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اس کی (اصل) غذا ہے

قوتِ اصلی را فرامش کردہ است
(لیکن) اس نے اصلی غذا کو بھلا دیا ہے

روئے در قُوتِ مرض آوردہ است
بیماری کی غذا کی طرف رخ کر لیا ہے

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است
شہد کو چھوڑ کر زہر کھایا ہے

قوتِ علّت ہمچو چوبش کردہ است
بیماری کی غذا نے اس کو لکڑی جیسا بنا دیا ہے

قوتِ اصلی بشر نورِ خداست
انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے

قُوتِ حیوانی مر اُو را نا سزاست
حیوانی غذا اس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علّت دریں افتاد دل
لیکن بیماری کی وجہ سے (اس کا) دل اس میں پڑا ہے

کہ خورد او روز و شب از آب و گِل
کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زرد و پائے سُست و دل سُبک
چہرہ زرد، پیر سست، اور دل کمزور

کو غذائے والسَّماء ذاتَ الحُبُک
کہاں راستوں والے آسمان کی غذا؟

---

۱ لحن داؤدی۔ حضرت داؤد کا نغمہ پرندوں تک کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کے لئے مفید نہ تھا۔ آب نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوق خدا کیلئے مفید تھا فرعون کے لئے مہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مومن کیلئے مفید ہے۔ کافر کیلئے مضر ہے۔

۲ چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مفید ہے اور محروم انسانوں کے لئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے، شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے حیوانوں کیلئے نہیں ہے۔ لیک۔ بعض اصلی غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہو جاتے ہیں۔ تو نصیحت ان کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رائضی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

۳ چوں کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنا لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصلی غذا شہد کی طرح مفید ہوتی ہے اور بیماری کی وجہ سے جس چیز کو اس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اس کے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنا دیتی ہے۔ نور خدا نور معرفت خداوندی۔ قوت حیوانی۔ جسمانی لذتیں اور نفسانی شہوتیں۔ از آب و گل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار، گوشت۔ ترکاریاں پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذا میں اس کی روح میں کمزوری علامتیں۔ پیدا کر دیتی ہیں۔ والسماء ذات الحبک۔ سورہ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔"

آں غذائے خاصگانِ دولت است ؎۱
وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے
خوردنِ آں بے گلو و آلت است
اس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے آفتاب از نورِ عرش
آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے
مر حسوُد و دیو را از دودِ فرش
حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرْزَقُوْنَ فرمود حق
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یرزقون فرمایا ہے
آں غذا را نے دہاں بُد نے طبق
اس غذا کے لئے نہ منہ ہے نہ طباق

دل ز ہر یارے غذائے می خورد
دل ہر محبوب (چیز) سے غذا حاصل کرتا ہے
دل ز ہر علمے صفائے می برد
دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورتِ ؎۲ ہر آدمی چوں کاسہ ایست
ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے
چشم از معنیٰ او حساسہ ایست
آنکھ اس کے باطن کا ادراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری
تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا
وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں
جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے
لائق ہر دو اثر زاید یقیں
یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قرانِ مرد و زن زاید بشر
مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے
وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر
اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قرانِ خاک با بارانہا
مٹی اور بارشوں کے ملنے سے
میوہا و سبزہا ریحانہا
میوے اور سبزے (اور) خوشبودار گھاسیں (پیدا ہوتی ہیں)

وز قرانِ سبزہا با آدمی ؎۳
انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے
دل خوشی و بے غمی و خرمی
دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قرانِ خرمی با جانِ ما
ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے
می بزاید خوبی و احسانِ ما
خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما
ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں
چوں برآید از تفرج کامِ ما
جبکہ تفرج سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے

؎۱ آں غذا۔ آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالم ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دود فرش۔ عالم ناسوت کی غذا۔ یرزقون۔ قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے "بل احیاء عند ربھم یرزقون" بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دی جاتی ہے "آں غذا۔ جنت کی یہ غذا بغیر مادی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے دل۔ جس طرح دنیا داروں اور اہل اللہ کی غذا میں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذا میں ہیں دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصول علم ہے۔

؎۲ صورت۔ چشم۔ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے ملکر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ۔ اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کر لیتی ہے قران السعدین اور قران النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کر لیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قران مرد و زن۔ میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قران۔ پتھر اور لوہے کو ملا کر رگڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔

؎۳ آدمی۔ انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خرم۔ انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو قوائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرج۔ سیر و تفریح۔ کام۔ مقصد

سُرخروئی [۱] از قران خوں بُود　　خوں زخورشیدِ خوشی گلگوں بُود

خون کے ملنے سے سرخروئی حاصل ہوتی ہے　　خوشی کے آفتاب سے خون سرخ ہوتا ہے

بہترینِ رنگہا سُرخی بود　　واں زخورشید ست از وے میرسد

رنگوں میں بہترین رنگ سرخی ہوتی ہے　　وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اس سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قریں شُد بازُحل　　شورہ گشت و کِشت را نبود محل

جو زمین زحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی　　وہ شورہ بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قُوت اندر فعل آید ز اتفاق　　چوں قرانِ دیو با اہلِ [۲] نفاق

متفق ہو جانے سے کام میں قوت آجاتی ہے　　جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم　　بے ہمہ طاق و طُرم طاقِ طرم

ان معانی کے لئے نویں آسمان　　بغیر شان و شوکت والے سے شان و شوکت ہے

خَلق [۳] را طاق و طُرم عاریت است　　اَمر را طاق و طُرم ماہیت است

عالم کی شان و شوکت عارضی ہے　　(عالم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

از پئے طاق و طرم خواری کشند　　بر اُمیدِ عِزّ در خواری خوشند

شان و شوکت کے لئے ذلت برداشت کرتے ہیں　　عزت کی امید پر ذلت میں خوش ہیں

بر امیدِ عِزّ دہ روزہ خُدوک　　گردنِ خود کردہ اندازغم چو دوک

دس روزہ عزت کی امید پر پریشان ہیں　　فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم　　کاندریں عِزّ آفتابِ روشنم

اس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں　　کہ میں اس عزت میں روشن سورج ہوں

مشرقِ خورشید بُرجِ قیر گوں　　آفتابِ ماز مشرقہا بروں

سورج کی مشرق سیاہ برج ہے　　ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مشرقِ او نسبت ذراتِ اُو　　نے برآمد نے فروشد ذاتِ او

اس کی مشرق ذروں سے ساتھ اس کی نسبت ہے　　نہ اس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ماکہ واپس ماندہ ذراتِ وئیم　　دردو عالم آفتابِ بے فئیم

ہم جو کہ اس کے ذرات میں سے پسماندہ ہیں　　دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

---

[۱] سُرخروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے تو چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ سرخی۔ سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زحل۔ ایک ستارہ ہے۔ جس کو نحس اکبر بھی کہا جاتا ہے اس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اس کا رخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

[۲] اہل نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ انکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخ نہم۔ شرع میں اسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکما اسکو فلک لا فلاک اور فلک اطلس کہتے ہیں۔ جو بالکل سادہ ہے اسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے صوفیاء کے نزدیک علوم و معارف ربانی کا نزول اسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیے جن میں بڑی شان و شوکت ہے۔

[۳] خلق۔ عالم مادیات۔ امر۔ عالم مجردات۔ جس میں علوم و معارف الٰہی بھی داخل ہیں۔ عز۔ یعنی دنیا کی عزت۔ خدوک۔ غصہ پریشانی دوک۔ تکلا، اٹیرن۔ یعنی مقام معرفت خداوندی۔ قیر گوں۔ سیاہ۔ آفتاب ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذات باری ہے جو مشرقوں سے وراء الوراء ہے مشرق تو ذات باری کیلئے جب ہم لفظ مشرق بولتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرات یعنی اولیاء اللہ اسوقت اس سے کسب نور کر رہے ہیں۔ جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسب نور میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اس کی ذات ہر وقت نور فشاں ہے۔ واپس ماندہ۔ ذرات یعنی ہم اس کے اولیاء میں بہت کم درجہ کے ہیں۔ فیئی۔ سایہ۔

باز گردِ شمس میگردم عجب — ہم زفرِ شمس باشد ایں سبب
تعجب ہے میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں — یہ سبب بھی سورج کی شان وشوکت کی جانب سے ہے

شمس باشد بر سببہا مطلع — ہم ازو حبلِ سببہا منقطع
اسباب سے سورج با خبر ہوتا ہے — اسباب کی رسی کا ٹوٹنا بھی اسی کی جانب سے ہے

صد ہزاراں ۲ بار بریدم امید — از کہ از شمس ایں شما با ورکنید
میں نے لاکھوں بار امید منقطع کی — کس سے؟ سورج سے اس کا تم یقین کرو

تو مرا باور مکُن کز آفتاب — صبر دارم من و یا ماہی زآب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے — میں صبر کر سکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کر سکتی ہے)

ور شوم نو مید نو میدی من — عین صنعِ آفتاب ست اے حسن
اگر میں نا امید ہوں، میری نا امیدی — بالکل سورج کا کام ہے اے پیارے!

عینِ صنع از نفسِ صانع چوں بُرد — عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
عینِ کام کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا ہو سکتا ہے؟ — خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کر سکتا ہے؟

جُملہ ۳ ہستیہا ازیں روضہ چرند — گر بُراق و تازیاں ور خود خرند
تمام وجودات اسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں — خواہ براق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

لیک اسپ کور کورانہ چرد — می نہ بیند روضہ را ازانست رد
لیکن اندھا گھوڑا اندھے پن سے چرتا ہے — وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے اس لئے مردود ہے

وانکہ گردشہا ازاں دریا ندید — ہر دم آرد رو بمحراب جدید
اور جس نے گردشوں کو اس دریا سے نہ سمجھا — ہر آن ایک نئی محراب کی طرف کرتا ہے

اُوز بحرِ عذب آبِ شور خورد — تا کہ آبِ شور اُورا کور کرد
اس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا — یہاں تک کہ کھارے پانی نے اس کو اندھا کر دیا

بحر می گوید بدستِ راست خور — زآبِ من اے کور تایابی بصر
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی — میرا پانی اے اندھے! تاکہ تو بینائی حاصل کرے

ہست دست راست اینجا ظنِ راست — کو بداند نیک و بد را کز کجاست
داہنے ہاتھ (سے مراد) یہاں صحیح عقیدہ ہے — تاکہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے

---

۱ باز۔ یعنی میں باوجود الکتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اس شمس کو لپٹا ہوا ہوں اور یہ میرا لپٹنا اور چکر جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ ایں سبب۔ ہم شعر شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اس کی ہی پیدا کردہ ہے۔ جس طرح نتائج قبضہ قدرت میں ہیں اسی طرح ان کے اسباب بھی قبضہ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرت خداوندی کے تابع ہے۔

۲ صد ہزاراں۔ وصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوئی ہیں۔ تو میرا یقین مایوسی ترکِ سعی کا سبب نہیں بنی۔ صبر دارم۔ مایوس ہو کر صبر کر کے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عین صنع جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ عین ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے لا موجود الا اللہ لہٰذا وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ ہے۔

۳ جملہ ہستیہا۔ اچھے ہوں یا برے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردود بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحر حقیقت، اللہ تعالیٰ۔ اوز بحر۔ منکرین کی کج فطرتی ان کو تباہ کر دیتی ہے۔ بحر عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدست راست۔ یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظن راست۔ یعنی تمام تصرفات کو خدا کا سمجھنا۔

نیزہ ا گردانے ست اے نیزہ کہ تو ۔۔۔ راست می گردی گہ و گاہے دو تو
اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو ۔۔۔ کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوہرا

ما ز عشق شمس دیں بے ناخنیم ۔۔۔ ورنہ ما آں کور را بینا کنیم
ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں ۔۔۔ ورنہ ہم اس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء ۲ الحق حسام الدیں تو زود ۔۔۔ داروئیش کن کوری چشم حسود
ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو جلد ۔۔۔ اس کا علاج کر دینے کا حاسد کے اندھے پن کے باوجود

جملہ کوراں رادوا کن اے قمر ۔۔۔ اے نہالِ میوہ دارافشاں ثمر
اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے ۔۔۔ اے پھلدار درخت! پھل گرا

تو تیائے کبریائی تیز فعل ۔۔۔ داروئے ظلمت کُش استیز فعل
زود اثر خدائی سرمہ ۔۔۔ تاریکی کو دور کرنے والی دوا، اکھاڑ کرنیوالی

آنکہ گر بر چشم اعمیٰ بر زند ۔۔۔ ظلمتِ صد سالہ رازو بر کند
وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں ۔۔۔ سو سالہ تاریکی کو اس سے دور کر دے

جملہ کوراں رادوا کن جز حسود ۔۔۔ کز حسودی بر تومی آرد جحود
حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر ۔۔۔ جو حسد کی وجہ سے تیرا انکار کرتا ہے

مر حسودت ۳ را اگرچہ آں منم ۔۔۔ جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم
اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں ۔۔۔ جان عطا نہ کرنا کہ اسی طرح جان توڑتا ہوں

آنکہ او باشد حسودِ آفتاب ۔۔۔ کوری گردو ز بودِ آفتاب
جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے ۔۔۔ سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اینت دردِ بے دوا کو راست آہ ۔۔۔ اینت افتادہ ابد در قعرِ چاہ
عجب اس کا لا علاج مرض ہے! افسوس ۔۔۔ عجب، یہ ہمیشہ کے لئے کنوئیں کی گہرائی میں گرا ہوا ہے

نفی خورشید ازل بایست او ۔۔۔ کے بر آید ایں مرادِ او بگو
اس نے ازلی سورج کا عدم چاہا ۔۔۔ بتا اس کی یہ تمنا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ ۔۔۔ بازِ کور ست آنکہ شد گم کردہ راہ
باز وہی ہے جو شاہ کے پاس نہ واپس آ جائے ۔۔۔ جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے

۱ نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دوہرا۔ شمس دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بے ناخن۔ مجبور، معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یہ فنائیت نے بنا رکھی یہ تصرف سے محجوب تھے یا ملاوات تو تھی لیکن تشبہ بالانبیا کی بنا پر تصرف نا پسند کرتے تھے۔ ورنہ بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ منکر قدموں پر آ گرتا ہے۔

۲ ضیاء الحق مولانا کے خلیفہ ہے جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق۔ جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ توتیا۔ سرمہ۔ استیز فعل۔ جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمی۔ یعنی جو عرصہ سے منکر ہے۔ جز حسود۔ حسد کی بنا پر منکر کی شفا ناممکن ہے۔

۳ مر حسود۔ حاسد کی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کوری۔ ۔۔۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اندھا بنتا ہے۔ اینت۔ ۔۔۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشید ازل۔ اولیاء اللہ یا ذات خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو منکر نہ ہو بلکہ کوشش جاری رکھے پھر مناسبت پیدا ہوں اور فیض حاصل ہونے لگے گا منکر ۔۔۔ یہ تو تباہی ہے۔

گرفتار شدن ۱ باز میانِ چُغداں بویرانہ

ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں بر چُغداں فتاد — راہ راگم کرد و در ویراں فتاد

باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا — راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اترا

اُو ہمہ نورست از نورِ رضا — لیک کورش کرد سرہنگِ قضا

وہ خوشنودی (حق) کے نور سے سراپا نور ہے — لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کردیا

خاک در چشمش زد واز راہ بُرد — درمیانِ چُغدو ویرانش سپرد

(قضانے)اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دی اورراستہ سے ہٹادیا — اس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سری چُغدانش بر سری زنند — پرّو بالِ نازنینش می کنند

علاوہ ازیں الوؤں اس کے سرپر(ٹھونگیں) مارتے تھے — اس کے ناز پرور وہ پر و بال اکھاڑتے تھے

ولولہ ۲ افتادہ در چُغداں کہ ہا — باز آمد تا بگیرد جائے ما

الوؤں میں شور مچا کہ خبردار! — باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کرلے

چوں سگانِ کوئی پُرخشم و مہیب — اندرافتا دند در دَلقِ غریب

گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح — مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خوردم بُچغد — صد چنیں ویراں رہا کردم بُچغد

باز کہتا ہے مجھے الوؤں سے کیا لگاؤ؟ — ایسے سو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیئے ہیں

من ۳ نخواہم بود اینجا می رَوم — سُوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا میں جاتا ہوں — شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغداں کہ من — نے مقیم می روم سوئے وطن

اے الوؤ! اپنے آپ کو نہ مارے ڈالو کیونکہ میں — میں مقیم نہیں ہوں وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست — ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست

یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے — ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کلائی واپسی کی جگہ ہے

چُغد گفتا باز حیالت می کُند — تاز خان و ماں شمارا بر کَند

ایک الو بولا، باز مکاری کرتا ہے — تاکہ تمہیں گھر بار سے اکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد اُو بہ مکر — بر کَند ما را زسالوسی زوکر

مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کرلے — چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہمکو اجاڑ دے

۱ گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کلائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے۔ چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذات حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ اُو ہمہ نور۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ بر سری۔ علاوہ ازیں۔ می زنند۔ یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ نازنین۔ ناز پروردہ۔

۲ ولولہ۔ واویلا کرنا جوش وخروش۔ تا بگیرد انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکالکر اس پر قبضہ جمالے۔ دلق۔ گدڑی غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کہا ہے۔

۳ من نخواہم۔ شعر

خرم آں روز کزیں منزل ویران بروم
راحت جاں طلبم وزپے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسر ایں غم روزے تا
در میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

شاہنشاہ۔ ذات حق۔ وطن یعنی دار آخرت۔ ساعد شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ حیلت۔ حیلہ بازی۔ خان و ماں۔ گھربار۔ سالوس۔ فریب، مکاری۔ وکر۔ گھونسلا۔

۳

می‌نماید سیری ایں حیلت پرست
یہ مکار سیر چشمی دکھاتا ہے
وَاللہ از جملہ حریصاں بدتر ست
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے

اُو خورداز حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی انگور کے شیرے کی طرح چاٹتا ہے
دُنبہ مسپارید اے یاراں بخرس
اے دوستو! دنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو

لاف ازشہ می زند و زدستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے
تا بَرَد اَبلہ سلیماں رازِ راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کر دے

خُود چہ جنس[۲] شاہ باشد مُرغکے
ذلیل پرند بادشاہ کی کیا مناسب ہو گا؟
مشنوش گر عقل داری اندکے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اس کی نہ سنو

جنسِ شاہ است اُو و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟
ہیچ باشد لائقِ لوزینہ سیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟

آنچہ می گوید ز مکر و فعل و فن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے
ہست سلطان باحشم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے

لعنت مالیخولیائے ناپذیر
عجب! نا قابلِ قبول پاگل پن ہے
لعنت لافِ خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بھولوں کو پھانسنے کا جال ہے

ہر کہ ایں باور کند اُو ابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے
مُرغکِ لاغر چہ در خورِ شہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟

کمترین[۳] چغدار زند بر مغزِ اُو
چھوٹے سے چھوٹا الو اگر اس کے بھیجے پر (ٹھونگ) ملادے
مرُو را یاری گری از شاہ کو
اس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟

گفت باز ار یک پرِ من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پر (بھی) تم توڑو
یا زغم برگِ گلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مارو

بیخ چغدستاں شہنشہ بر کند
بادشاہ بوستان کی بیخ کنی کر دے گا
جانہاں تاں جُملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اجاڑ دے گا

چغد خود چہ بُود اگر بازے مرا
الو کیا ہوتا ہے؟! اگر کوئی باز (بھی) میرا
دل برنجاند کُند بر من جفا
دل رنجیدہ کرے اور مجھ پر ظلم کرے

شہ کُند تو دہ بہرِ شیب و فراز
بادشاہ ہر نشیب، فراز میں ڈھیر لگا دے
صد ہزاراں خرمن از سر ہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں کھلیان

۱ سیری۔ پیٹ بھراپن۔ طین۔ مٹی۔ دِبس۔ انگور کا شیرہ۔ خرس۔ ریچھ۔ لاف۔ یعنی یہ اس کی بکواس ہے کہ اس کی شاہ سے دوستی ہے۔ اور وہ اس کی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیماں سلیم کی جمع ہے۔ بھولا انسان از راہ بردن۔ دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

۲ جنس۔ ہم جنس، مناسب۔ مُرغک۔ حقیر۔ پرند۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔ سیر۔ لہسن۔ لعنت۔ تعجب۔ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ ناپذیر۔ نا قابلِ قبول۔ لافِ خام۔ بے بنیاد شیخی۔ گول۔ بالضم و واو مجہول، احمق، ابلہ۔

۳ کمترین۔ اکثر منکروں نے بھی اس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت۔ انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز۔ اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحب علم و شہر برباد ہوئے ہیں۔ شیب۔ نشیب کا مخفف ہے۔ پست زمین۔

پاسبانِ ۱ من عنایات وے ست | ہر کجا کہ می روم شہ در پے ست
اس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں | میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے
در دلِ سلطاں خیالِ من مقیم | بے خیالِ من دلِ سلطان سقیم
بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے | میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے
چوں پرّاند مراشہ در روِش | یا بم اندر اوجِ جاں خوش پرورش
جب بادشاہ مجھے کسی روش میں اڑاتا ہے | میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں
ہمچو ماہ و آفتابے می پرم | پردہائے آسما را بر درم
میں چاند اور سورج کی طرح اڑتا ہوں | آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں
روشنی عقلہا از فکرتم | انفطارِ آسماں از فطرتم
عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے | آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے
باز دم و حیراں شود در من ہما | چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما
میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے | الو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے؟
شہ برائے من ززنداں یاد کرد | صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا | لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا
یک دم با چُغد ہا دمساز کرد | از دمِ من چُغد ہا را باز کرد
(مجھے) تھوڑی دیر کے لئے الوؤں کا ساتھی بنایا | میرے دم بدم سے الوؤں کو باز بنا دیا
اے خنک ۳ چُغدے کہ در پروازِ من | فہم کرداز نیک بختی رازِ من
وہ الو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں | نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا
در من آویز ید تا بازاں شوید | گرچہ چُغدانید شہبازاں شوید
مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ | اگرچہ تم الو ہو باز بن جاؤ
آنکہ باشد باچنیں شاہے حبیب | ہر کجا افتد چرا باشد غریب
جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو | جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟
ہر کہ باشد شاہ درد ش را دوا | گر چو نے نالد نبا شد بینوا
بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو | اگرچہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے سازوسامان نہیں ہوتا

۱ پاسبان۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مقیم۔ جا گزیں۔ سقیم۔ بیمار۔ یا بم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراج جسمانی اور اولیاء کو معراج روحانی حاصل ہوجاتی ہے۔
۲ روشنی عقلہا۔ یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ انفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم۔ میری پیدائش کی وجہ سے ہے۔ آسمانوں کا انفطار انبیاء کی معراجوں یا بارشوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما۔ یعنی ملائکہ افضل بشر با افضل ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں را بہ نیکاں۔ بہ بخشد کریم۔ یک دم۔ کفار، انبیاء کی صحبت سے اور مجوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔
۳ خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادت ازلی۔ راز من۔ یعنی حسن عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

مالکِ[۱] مُلکم نیَم من طَبل خوار | طَبلِ بازم می زندشہ از کنار

میں سلطنت کا مالک ہوں پیٹو نہیں ہوں | کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

طَبلِ بازِ من ندائے ارجعی | حق گواہِ من بر غمِ مُدّعی

میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے | مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

من نیَم جنسِ شہنشہ دُورا زو | لیک دارم در تجلّیٰ نور ازو

میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اس سے جدا ہوں | لیکن تجلی میں اس کا نور رکھتا ہوں

نیست جنسیت زروئے شکل وذات | آب جنسِ خاک آمد در نَبات

ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کی وجہ سے نہیں ہے | زمین کی پیداوار میں پانی مٹی کی جنس ہو گیا

باد[۲] جنسِ آتش آمد در قوام | طبع را جنسِ آمدست آخر مُدام

بناوٹ میں ہوا، آگ کی جنس ہو گئی | شراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی ہے

جنسِ ماچوں نیست جنسِ شاہِ ما | مائے ماشد بہر مائے اُو فنا

ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے | ہماری ہستی اس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد | پیشِ پائے اسپِ اُو گردم چو گرد

جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا | اس کے گھوڑے کے پیروں کے سامنے میں گرد کی طرح ہو گیا

خاک شد جان و نشانیہائے او | ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو

ہماری جان خاک ہو گئی اور اس کی نشانیاں | اس (جان) کی خاک پر اس کے پاؤں کے نشان ہو گئے

خاکِ پایش شو برائے ایں نشاں | تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں

اس نشان کے لئے اس کے پانوؤں کی خاک بن جا | تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

تا کہ نفریبد شمارا شکلِ من | نُقلِ[۳] من نوشید پیش از نقلِ من

ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے | میرے مرنے سے پہلے میرا نقل چکھ لو

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد | قصد صُورت کرد بر اللہ زد

اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا | انہوں نے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا اور اللہ پر حملہ کیا

[۱] مالک۔ الملک۔ بادشاہی کا مالک۔ طبل خوار۔ حریص۔ طبل باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اس کو واپس بلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ ارجعی۔ تو واپس آجا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بلانے کے لیے فرماتا ہے اللہ کا یہ فرمانا طبل باز ہے۔ رغم مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ من نیم۔ الووں نے اعتراض کیا تھا کہ بازشاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہذا اسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اسکے نور کی تجلی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جنسیت۔ یعنی جنسیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم شکل وصورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہے حالانکہ دونوں کی شکل وصورت جدا جدا ہے۔

[۲] باد۔ چند مثالیں دیگر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل وصورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے طبیعت انسانی اور شراب میں تعلق ہے۔ شراب پی کر طبیعت میں چستی آجاتی ہے۔ مائے۔ مائیت، ہستی۔ فنا۔ یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اس کیلئے فنا دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اس مٹی پر اس کے نقش قدم ہیں۔ سرزن کشاں۔ متکبر لوگ۔

[۳] نقل۔ بادام، میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے یا نقل مکانی، انتقال یعنی محض صورت ظاہری پر نظر کرکے تحقیر نہ کرنی چاہئے اور استفاضہ سے محروم نہ رہنا چاہیے۔ بسا کس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر منکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو دراصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

آخر[1] جاں بابدن پیوستہ است　　ہیچ ایں جاں بابدن مانستہ است

آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے　　نہیں یہ جان، بدن سے مشابہ ہے؟

تاب نورِ چشم باپیہ است جُفت　　نُورِ دل در قطرۂ خونے نہفت

آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے　　دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گُردہ و غم در جگر　　عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر

خوشی گردے میں اور غم جگر میں (ہے)　　عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ درا انف و منطق در لسان　　لہو در نفس و شجاعت در جنان

خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے)　　کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

ایں تعلقہانہ بے کیف ست وچوں　　عقلہا در دانش چونی زبوں

کیا یہ تعلقات ناقابل بیان اور ناقابل مثال نہیں ہیں؟　　عقلیں (ان کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ[2] کل باجانِ جُزو آسیب کرد　　جاں ازو دُرّے ستد در جیب کرد

جان کل نے جان جزو پر اثر ڈالا　　جان (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریم جاں ازاں آسیبِ جیب　　حاملہ شُد از مسیحِ دلفریب

(حضرت) مریم کی طرح جان اس دل کی تاثیر سے　　حسین مسیح سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک وتر ست　　آں مسیحے کز مساحت برتر ست

وہ مسیح نہیں جو بحر و بر پر ہے　　وہ مسیح جو ناپ تول سے بالا ہے

پس ز جانِ[3] جاں چو حامل گشت جاں　　از چنیں جانے شود حامل جہاں

تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی　　ایسی جان سے جہان پر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے　　ایں حشر را وا نماید محشرے

تو جہان دوسرا جہان جن دیتا ہے　　یہ گروہ (جہان دیگر اس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم　　من ز شرحِ ایں قیامت قاصرم

قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گنوں　　میں اس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت ایں قیامت را اگر　　شرح گویم قاصر آیم اے پسر

قیامت تک اس قیامت کی اگر　　میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آجاؤں

---

[1] آخر۔ جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین صورت کی عدم مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تاب نور۔ جب آنکھ کی چربی نور چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نور حق سے مجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور مغز میں صوری مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ انف۔ ناک۔ جناں۔ دل، ان چیزوں میں صورتاً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ اس تعلقہائے۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے۔ اس تعلق کو پوری طرح سمجھانا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

[2] جان کل۔ ذات حق یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جان جزو۔ انسان۔ آسیب۔ اثر۔ ہمچو مریم یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حامل امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیح سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ مسیحے۔ حضرت مریم تو ایک انسان مسیح سے حاملہ ہوئیں مومن کا قلب تجلیات رب کا حامل ہو گیا۔ خشک۔ وتر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

[3] جان جاں۔ روح الارواح ذات حق۔ حامل حق۔ شیخ کے قلبی نور سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ ایں حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنے والے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو جائینگے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں۔ تا۔ قیامت برسر مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تا قیامت۔ جبکہ بزرگوں کا سلسلہ قیامت۔ تک جاری ہے تو اس کی شمار مشکل ہے۔

ایں بخبہا[۱] خود بمعنیٔ یاربے ست　　حرفہا دام دمِ شیریں لبے ست

خود یہ باتیں یا رب کے معنی میں ہیں　　انکے حروف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند　　چونکہ لبیکش زیارب می رسد

کوتاہی کیوں کرے، اور خاموش کیوں رہے؟　　جبکہ یارب کی وجہ سے اس کے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید　　لیک سر تاپائے بتوانی چشید

وہ ایسی لبیک ہے جو سنی نہیں جا سکتی　　ہاں سر سے پیر تک تو چکھ سکتا ہے

یک مثل[۲] آوردمت تاپے بری　　وزچنیں لبیک بہارا بر خوری

میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے پتہ چل جائے　　اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے پھل کھائے

کلوخ انداختن تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب

پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈلے پھینکنا

بر لبِ جو بود دیوارے بلند　　بر سرِ دیوار تشنہ دردمند

ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی　　دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنۂ مستسقیٔ زار و نزار　　عاشقِ مستِ غریبِ بے قرار

پیاسا، پانی کا طلبگار، بد حال اور لاغر　　عاشق، مست، پردیسی بے قرار تھا

مانعش از آب آں دیوار بود　　ازپئے آب او چو ماہی زار بودہ

وہ دیوار اس کے لئے پانی سے روک تھی　　پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شد حجاب آب آں دیوارِ او　　بر فلک می شد فغانِ زارِ او

اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی　　اس کی درد ناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب　　بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب

اچانک اس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی　　اس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

چوں خطاب[۳] یار شیرین ولذیذ　　مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ

دوست کی میٹھی اور لذیذ گفتگو جیسی　　اس کو پانی کی اس آواز نے شراب کی طرح مست کردیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن　　گشت خشت انداز وزانجا خشت کن

وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کی وجہ سے　　اینٹ پھینکنے والا اور اس جگہ سے اینٹ اکھاڑنے والا ہو گیا

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا　　فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا

پانی پکارتا تھا، یعنی ارے تجھے　　میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

[۱] ایں بخبہا۔ یہ نصیحت کی باتیں جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں ان کا وعظ و نصیحت کرنا ذکر الٰہی کے ہم معنی ہوتا ہے۔ یا رب۔ یعنی ذکر خداوندی۔ حرفہا۔ ذکر اور نصیحت سے خدا سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند جبکہ ذکر سے شرف ہمکلامی حاصل ہو تو کون بدنصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

[۲] یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے۔ وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اس قصہ سے سمجھانا ہے کہ پیاسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بد حال۔ نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق مست۔ یعنی پانی کے عشق سے

[۳] خطاب۔ یعنی ذکر کرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں گرفتار۔ خشت کن۔ اینٹ اکھاڑنے والا۔ بانگ۔ یعنی پانی نے زبان حال سے کہا۔

تشنہ گفت آبا[1] مرا دو فائدہ است
من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست

پیاسے نے کہا اے پانی میرے دو فائدے ہیں
میں اس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اوّل سماعِ بانگِ آب
کو بُود مر تشنگاں راچوں سحاب

پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سننا ہے
جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگ اُوچوں بانگ اسرافیل شُد
مُردہ رازیں زندگی تحویل شُد

اس کی آواز اسرافیل کی آواز کی طرح ہے
مُردے (کو) اس سے زندگی حاصل ہو جاتی ہے

یا چو بانگِ رعد ایامِ بہار
باغ می یابد ازو چندیں نگار

یا موسم بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے
جس سے باغ بہت سے نقش و نگار حاصل کر لیتا ہے

یا چو بردرویش[2] آوازِ زکات
یا چو بر محبوس پیغامِ نجات

یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز
یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لئے رہائی کا پیغام

یادمِ رحمٰن بُود کاں از یمن
میر سد سُوئے محمدؐ بے دہن

یا اللہ (تعالیٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر منہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسل بُود
کاں بعاصی در شفاعت میرسد

یا رسول اللہ احمدؐ کی خوشبو تھی
جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بُوئے[3] یوسفِ خوبِ لطیف
میزند بر جانِ یعقوبؑ نحیف

یا حسین پاکیزہ یوسفؑ کی خوشبو کی طرح
جو لاغر (حضرت) یعقوبؑ کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دارالسّلام
سوئے عاصی می رسد بے انتقام

یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے
جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِّ سیہ از کیمیا
می رسد پیغام کاے اَبلہ بیا

یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے
پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یاز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام
یافر ستدویس را میں را پیام

یا جس طرح کہ لیلیٰ کی جانب سے مجنوں کلام سنتا ہے
یا ویس (معشوق) رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے گزیں
بر کنم آیم سُوئے ماءِ معیں

دوسرا فائدہ (یہ ہے) کہ ہر اینٹ جو اس میں سے
میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آ جاتا ہوں

---

[1] آبا۔ اے پانی۔ ندارم ہے۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیل حضرت اسرافیل کے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ رعد گرج باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

[2] درویش۔ فقیر جب زکوۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اسمیں نشاط پیدا ہو جاتا ہے۔ دمِ رحمٰن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے بے دہن۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزہ ہے۔ بوئے احمد شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

[3] بوئے یوسف۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو بہت دور سے محسوس کر لی تھی جو ان کے نشاط کا سبب تھی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر نسیم۔ ہلکی۔ خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دارالسلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام۔ یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلی۔ رامین۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ ہے کہ دیوار کم ہو رہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے

کز کمی [۱] خشت دیوارِ بلند — پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
اسلئے کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے — جتنی مرتبہ اکھڑتی ہے زیادہ نیچی ہو جاتی ہے

پستیِ دیوار قربے می شود — فصلِ او درمانِ وصلے می شود
دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے — اس (اینٹ) کا جدا ہونا وصل کا سبب ہو جاتا ہے

پستی آمد کندنِ خشت لزب — موجب قربت کہ واسجدوا قترب
چپکی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا — (یہ) قرب کا سبب ہے جیسا کہ اسجدو اور قریب ہو جا

تا کہ ایں دیوار عالی گردن ست — مانعِ ایں سر فرود آوردن ست
جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے — یہ سر جھکانے سے مانع ہے

سجدہ نتواں کرد بر آب [۲] حیات — تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات
آب حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا — جبتک کہ تو اس مٹی کے جسم سے نجات نہ پائیگا

بر سرِ دیوار ہر کو تشنہ تر — زود تر او میکند خشت و مدر
جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہو گا — وہ اینٹ اور ڈھیلا جلد اکھاڑے گا

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب — او کلوخِ زفت بر کند از حجاب
جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہو گا — وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اکھاڑیگا

او ز بانگ آب پُر مے تا عنق — نشنود بیگانہ جز بانگ بلق
وہ پانی کی آواز سے گلے تک شراب سے پر ہے — بیگانہ سوائے "لڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

اے خنک [۳] آں را کہ او ایام پیش — مغتنم دارد، گذارد وامِ خویش
اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو — غنیمت سمجھے (اور) اپنا قرض ادا کر دے

اندراں ایام کش قدرت بود — صحت و زورِ دل و قوت بود
اس زمانے میں جبکہ اس کو قدرت ہوتی ہے — صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہے

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تر — می رساند بے دریغے بار و بر
اور وہ جوانی سرسبز و شاداب باغ کی طرح — بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

چشمہائے قوت و شہوت رواں — سبز می گردد زمینِ تن بداں
قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں — جسم کی زمین ان سے سرسبز ہوتی ہے

خانۂ معمور سقفش بس بلند — معتدل ارکان بے تخلیط و بند
گھر آباد ہے، اس کی چھت اونچی ہے — بغیر گڑبڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

[۱] کز کمی۔ پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اکھڑنے سے کم ہو رہا تھا۔ فصل لو۔ اینٹ کا اکھڑنا پیاسے کے پانی سے وصل کو قریب کر رہا تھا۔ پستی آمد۔ جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قرب خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لزب۔ چپکنے والا۔ تا کہ۔ جب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے۔ جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔

[۲] آب حیات۔ ذات خداوندی کا سجدہ اور قرب جب حاصل ہو گا جب تن خاکی کی اینٹیں اکھاڑ دو گے۔ تشنہ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہو گا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زفت۔ موٹا، مضبوط۔ حجاب۔ پردہ۔ او۔ اس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا۔ بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے۔ بلق پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔

[۳] اے خنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی اللہ کے حقوق۔ اندراں ایام۔ یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز۔ تروتازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ معمور۔ ارکان۔ عناصر، ستون تخلیط ملاوٹ بند رکاوٹ۔

نورِ چشم ا؂ و قوتِ ابداں بجا
آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے

قصرِ محکم خانہ روشن پُر صفا
قلعہ مضبوط، گھر روشن صفا ستھرا ہے

ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر
اے صاحبزادے! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ

سر فرود آور بکَن خشت و مدر
سر جھکالے اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

پیش ازاں کایامِ پیری در رسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آئے

گردنت بندو بحبلٍ من مسد
تیری گردن مونج کی رسی سے بندھ جائے

خاک شورہ گردد و ریزان و سُست
مٹی شوریلی اور جھڑنے والی اور سُست ہو جائے

ہرگز از شورہ نبات خوش نرُست
شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

آبِ زور و آبِ شہوت منقطع
طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی منقطع ہو جائے

اوز خویش و دیگراں نا منتفع
وہ اپنے آپ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھا سکے

ابرواں چوں پاردم ۲؂ زیر آمدہ
ابرو میں موچھی کی طرح لٹکی ہوئی

چشم رانم آمدہ تاری شدہ
آنکھ میں موتیا اترا ہوا، دھند لائی ہوئی

از تشنج رُو چو پُشت سُو سمار
جھریوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح

رفتہ نُطق و طعم و دندا نہاز کار
گویائی اور ذائقہ ختم، اور دانت بیکار

پُشت دوتا گشتہ دل سُست و تپاں
کمر دوہری، دل سُست اور لرزاں

تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں
جسم کمزور، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

بر سرِ رہ زادکم مرکوب سُست
راستہ پر، توشہ ندارد، سواری سُست

غم قوی و دل تنگ تن نا دُرست
غم بھاری، دل کمزور، جسم بگڑا ہوا

خانہ ویراں کار بے ساماں شُدہ
گھر تباہ، کام بے سہارا

دل زافغاں ہمچو نائی ۳؂ انباں شُدہ
دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

عمر ضائع سعی باطل راہ دور
عمر برباد، کوشش بیکار، راستہ دراز

نفس کاہل دل سیہ جاں ناصُبور
نفس سست، دل کالا، جان بے صبر

مُوئے برسر ہمچو برف از بیمِ مرگ
موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے

جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
تمام اعضاء پتے کی طرح سخت لرزاں

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز
دن بے وقت، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز

کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
کارخانہ ویران، عمل ناکارہ

۱؂ نورِ چشم۔ جوانی میں حواس ظاہری اور حواس باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بکن خشت و مدر۔ یعنی برے اخلاق زائل کر دے۔ گردنت بندو۔ یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہو سکے گی۔ مسد۔ کھجور کے ریشے یا مونج کی رسی۔ خاک شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بارآور نہیں ہوتی ہے۔ آبِ زور۔ جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اسکی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے اور خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

۲؂ پاردم۔ دمچی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیا بند ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں دھند پیدا ہو جاتی ہے۔ تشنج۔ کھنچن، کھنچے سکڑتے ہیں تو کھال میں جھریاں اور سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ سوسمار۔ گوہ، جس کی کمر کھردری ہوتی ہے۔ نطق۔ گویائی طعم ذائقہ دوتا۔ دوہرا۔ ریسماں۔ دھاگا، رسی۔ زاد توشہ۔ مرکوب۔ سواری۔ تنگ۔ پریشان

۳؂ نائی انباں۔ مشک والی بین۔ مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ہوا بھر دی جاتی ہے۔ جس سے بم بجتی رہتی ہے۔ ہمچو برف۔ یعنی سفید لاشہ۔ کمزور حیوان یا انسان، گدھا کارگہ۔ کارخانہ۔

بیخہائے ۱ خوئے بد محکم شدہ — قوتِ بر کندن آں گم شدہ
بری عادتوں کی جڑ مضبوط اس کے اکھاڑنے کی طاقت گم

فرمودنِ والی شخص راکہ خار بُن کہ نشاندۂ از سرِ راہ مردماں بر کن و عذر آوردنِ او

حاکم کا ایک شخص سے کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تو نے بویا ہے لوگوں کے راستہ سے اکھاڑ دے اور اس کا عذر کرنا

ہمچوآں شخص درشت خوش سخن — درمیانِ رہ نشاند او خار بُن
اس باتونی، سنگدل، انسان کی طرح جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذر یانش ملامت گر شدند — پس بگفتندش بکن آنرا نکند
راستہ چلنے والے اس کو ملامت کرتے اس نے کہا، اس کو اکھاڑ، اس نے نہ اکھاڑا

ہردمے آں خار بُن افزوں شدے — پائے خلق از زخم آں پُرخوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا لوگوں کے پیر اس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے زخار — پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم راخبر شد زیں حدیث — یافت آگاہی زفعلِ آں خبیث
جب حاکم کو اس بات کی خبر ہوئی اس خبیث کے کام سے واقف ہو گیا

چوں بجدّ ۲ حاکم بدو گفت ایں بکن — گفت آرے برکنم روزیش من
جب حاکم نے تاکید سے اس سے کہا اس کو اکھاڑ دے بولا، ہاں کسی دن میں اس کو اکھاڑ دوں گا

مدتے فرد او فردا وعدہ داد — شد درختِ خارِ او محکم نہاد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا وہ خار دار درخت مضبوط جڑ کا ہو گیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ — پیش آدر کارِ ما واپس مغژ
ایک روز حاکم نے اس سے کہا اے وعدہ خلاف! ہمارے (کہے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت الْأَیَّامُ ۳ یَا عَمِّ بَیْنَنَا — گفت عَجِّلْ لَا تُمَاطِلْ دَیْنَنَا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کر دی اس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارے قرض میں ٹال مٹول نہ کر

تو کہ می گوئی کہ فردا ایں بداں — کہ بہر روزے کہ می آید زماں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

---

۱ بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بری عادتیں اور راسخ ہو جاتی ہیں اور ان کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ فرمودن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بدخصلتوں کا ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اور جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ درشت۔ سنگدل۔ خوش سخن۔ باتونی۔ خار بن۔ کانٹوں والا درخت۔ رہ گذریاں۔ راستہ چلنے والے حدیث۔ بات۔ فعل۔ یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

۲ بجد۔ یعنی تاکید اور سختی سے فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ خزیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ گھٹنوں کے بل نہ چل۔

۳ الایام۔ دن۔ زمانہ باعد۔ دوری پیدا کردی ہے بیننا ہمارے درمیان۔ عجل تو جلدی کر۔ لا تماطل۔ ٹال مٹول نہ کر دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دوں گا۔

آں درختِ بد جواں ترمی شود　　ویں کَنندہ پیر و مُضطر می شود
وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے　　اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہو جاتا ہے

خار بُن در قُوّت و بَرخاستن ۱　　خار کَن در سُستی و در کاستن
خار دار درخت قوت اور بلند ہونے میں ہے　　کانٹے اکھاڑنے والا سستی اور گھٹاؤ میں ہے

خار بُن ہر روز وہر دم سبز و تر　　خارکَن ہر روز زارو خشک تر
خار دار درخت ہر دن اور ہر وقت سبز و تازہ ہے　　کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تر　　زود باش و روز گارِ خود مبر
وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا　　جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خار بن داں ہر یکے خوئے بدت　　بارہا در پائے خار آخر زدت
اپنی ہر بری عادت کو خار دار درخت سمجھ　　بارہا کانٹا تیرے پیر میں چبھا ہے

بار ہا بر فعلِ خود نادم شدی　　بر سَرِ راہِ تحیُّر آمدی
تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے　　تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے ۲ خود خستہ شدی　　حِس نداری سخت بے حِس آمدی
تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے　　تجھے احساس نہیں ہے تو سخت بے حس ثابت ہوا ہے

گر زختہ کردنِ دیگر کساں　　کز خُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں
اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے　　جو کہ تیرے برے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

غافلی بارے ز زخمِ خود نۂ　　تو عذابِ خویش و بر بیگانۂ
تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو (غافل) نہیں ہے　　تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تبر گیرو بہ بُن مردانہ زن؟　　تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکَن
یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار　　تو علیؓ کی طرح خیبر کے اس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ ۳ چوں صدّیق وفاروقِ مہیں　　ہیں طریقِ دیگراں رابر گزیں
ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح　　خبردار ! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگُلبن وصل کُن ایں خار را　　وصل کُن با نار نُورِ یار را
یا اس کانٹے کو بوٹے کے ساتھ ملا لے　　آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تا کہ نورِ او کُشد نارِ ترا　　وصلِ اُو گلشن کُند خارِ تُرا
تاکہ اس کا نور تیری آگ کو بجھا دے　　اس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستاں بنا دے

۱ برخاستن۔ اٹھنا اونچا ہونا۔ کاستن۔ گھٹنا، کم ہونا۔ کز۔ پہلے مصرع میں بمعنی مرعوب اور دوسرے میں معنی زیادہ ہے۔ خار بن واں۔ یعنی خار دار درخت اپنی بری عادت کو سمجھ۔ بارہا۔ بری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیُّر۔ حیران ہونا۔

۲ خوی۔ یعنی بد عادت خُلقِ زشت۔ برے اخلاق غافلی۔ غافل ہستی۔ نہ ہستی۔ بر بیگانہ بر بیانہ ہستی۔ تبر۔ کلہاڑا یعنی اخلاق ردیہ خود اپنے مجاہدات سے دور کر دے۔ علی وار۔ حضرت علی کی طرح حضرت علی کا مسلک مسلک ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں خیبر۔ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے۔ وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا۔ جو اس قدر بھاری تھا کہ اس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھ سکا۔

۳ ورنہ۔ حضرات شیخین کا مسلک۔ مسلک نبوت تھا جس میں متوجہ مخلوق لگ کر حق رہتے ہیں۔ یا بگلبن۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں لگے رہو۔ نار۔ یعنی مرید کے اخلاق ذمیمہ۔

تو مثالِ ۱ دوزخی اُو مُومن ست — کشتنِ آتش بمُومن ممکن ست
تو دوزخ جیسا ہے وہ مُومن ہے — مُومن کے ذریعہ آگ بجھانا ممکن ہے

مصطفیٰ فرمود از گفتِ جحیم — کو بمومن لابہ گر گردد زبیم
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے — کہ وہ خوف سے مومن کی خوشامد کرے گی

گویدش بگذر زمن اے شاہ زود — ہیں کہ نورت سُوزِ نارم را رَبود
اس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا — دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کی گرمی ختم کردی

پس ہلاکِ نار نورِ مُومن ست — زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا یمکن ست
تو مومن کا نور، آگ کی تباہی ہے — کیونکہ مقابل کے بغیر مقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل — کاں زقہر انگیختہ شد ویں زفضل
انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہو گی — اس لئے کہ وہ غضب سے بھیجی گئی ہے اور یہ مہربانی سے

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ ۲ نار — آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار
اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے — تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مُومن ست — آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن ست
اس آبِ رحمت کا چشمہ مومن ہے — محسن کی پاک روح آبِ حیوان ہے

بس گریز انست نفسِ تو ازو — زانکہ تو از آتشی اُوز آبِ مجو
تیرا نفس اس سے بہت بھاگتا ہے — اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

زآبِ آتش زاں گریزاں می شود — کآتشش از آب ویراں می شود
آگ، پانی سے اس لئے بچتی ہے — کہ اس کی سوزش پانی سے برباد ہو جاتی ہے

حسِ ۳ وفکرِ تو ہمہ از آتش ست — حسِ شیخ وفکرِ او نورِ خوش ست
تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے — شیخ کا حس اور اس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ اُو چو بر آتش چکد — چلچک از آتش بر آید بر جہد
اس کے نور کا پانی جب آگ پر سے ٹپکتا ہے — آگ سے بھڑ بھڑ کی آواز آتی ہے اور وہ غائب ہو جاتی ہے

چوں کند چلچک تو گویش مرگ و درد — تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد
جب وہ بھڑ بھڑ کرے تو اس سے کہہ (تجھے موت اور درد نصیب ہو) — تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہو جائے

تا نسوزد اُو گلستانِ تُرا — پست نکند عدل و احسانِ تُرا
تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے — تیرے عدل اور احسان کو نہ گھٹا دے

۱ تو مثالِ دوزخی پہلے شعر میں کہا تھا نور نار کو بجھا دیتا ہے اب اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں مُومن۔ نوری ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لابہ۔ خوشامد۔ بیم خوف۔ بے ضد۔ جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کر دیتی ہے نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں نار قہر کا مظہر ہے۔ اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۲ شرِ نار۔ اخلاق رذیلہ کے اثرات۔ آبِ رحمت۔ یعنی شیخ کی صحبت مُومن۔ یعنی شیخ محسن۔ یعنی بس گریزاں۔ برے بھلوں کی صحبت سے اسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ زآب۔ شیخ ترکِ لذات کا حکم دیتا ہے۔ عوام گریز کرتے۔

۳ حس وفکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاق رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آبِ نور شیخ کی صحبت سے جب اخلاق رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مرید خود اس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چلک چک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ چوں کند۔ اخلاق رذیلہ کے ازالہ سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اس سے پریشان ہونا چاہیے۔ تا نسوزد۔ برے اعمال سے اچھے اعمال بھی تباہ ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔

یک اشر[1] راز وے ہزاراں گلستاں — از یکے نے نام بینی نے نشاں
اس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں — کہ تو ایک کا (بھی) نام و نشان نہ دیکھے

بعد ازاں چیزے کہ کاری بر دہد — لالہ و نسرین و سیسن بر دہد
اس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا — لالہ اور سیوتی اور سیسن اگائے گا

باز پہنامی روَیم از راہِ راست — باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں — اے جناب! واپس لوٹیے ہمارا راستہ کدھر ہے؟

اندریں تقریر بودیم اے خُسور — کہ خرت لنگ ست و منزل دُور دُور
ہم یہ کہہ رہے تھے اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے! — کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ — کج مرو راست اندر شاہ راہ
تیرا بوجھ بھاری ہو گا، راستہ میں کنواں ہے — ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

سال شصت آمد کہ شستت[2] گشد — راہ دریا گیر تا یابی رَشد
ساٹھ سال ہو گئے تاکہ تجھے کانٹے میں بیندھ لیں — دریا (میں) کا راستہ اختیار کرتا کہ تو ہدایت حاصل کرے

آنکہ عاقل بود در دریا رسید — شد خلاص از دام و از آتش رہید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی — جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھوٹ گئی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت — مُردہ گرد و رو سوئے دریا ز دشت
چونکہ بے وقت ہو گیا، اور وہ موقع نکل گیا — مردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

ورنہ در تابہ شوی بریاں لیے — ایں چنیں برخود کند ہرگز کسے
ورنہ تو توے پر خوب بھنے گا — کیا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار — گفتہ شد انجا برائے اعتبار
ان تین مچھلیوں اور اس نہر کا قصہ — یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

فَانتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ — وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ اجْهَدْ تُصِبْ
پس بیدار ہو جا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہو جا — اللہ سے مدد چاہ پھر کوشش کر پالے گا

سال[3] بے گہ گشت وقت کشت نے — جز سیہ رُوئی و فعلِ زشت نے
سال بے وقت ہو گیا بونے کا وقت نہیں ہے — سوائے کالا منہ ہونے اور برے کام کے کچھ نہیں ہے

کرمِ در بیخِ درختِ تن فتاد — بایدش بر کند و بر آتش نہاد
جسم کے درخت کے جڑ میں، دیمک لگ گئی ہے — اس کو دور کرنا اور آگ پر رکھ دینا چاہیے

---

۱ یک شرر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اسے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں۔ نفس کی اصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسرین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبودار گھاس ہے جس کی خوشبو پودینے اور نعناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا۔ یعنی راست از راہ راست اس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دئے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ اشارہ راہ بصراط مستقیم۔

۲ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل ایک نیم عاقل ایک بیوقوف شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہہ میں چلی گئی اور نجات پا گئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اس نے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مردہ بنا لیا شکاری نے اس کو مردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی۔ تیسری بیوقوف نے جال میں بھی اچھل کود کی شکاری نے اس کے کباب بنائے تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دریائے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اس عمر میں پہنچ کر بھی نجات کی تدبیر کی جائے۔ ورنہ پھر آگ میں بھننا پڑے گا۔

۳ سال۔ ساٹھ سال تک بھی نیکی کی ہو تو بڑی رسوائی کی بات ہے۔ کرم۔ یعنی برے افعال کے جراثیم۔

ہیں وہیں اے راہ رو بیگاہ شد　　آفتابِ عُمر سوئے چاہ [1] شد

خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہو گیا ہے　　زندگی کا سورج کنوئیں کی جانب (روانہ) ہو گیا ہے

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود　　پیر افشانی بکُن از راہِ جود

ان دو دنوں جبکہ طاقت ہے، جلد　　از راہِ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کر لے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار　　تادر آخر بینی آں را برگ و بار

اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے بو دے　　تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباز　　تابروید زیں دو دم عمرِ دراز

جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اس کو بازی پر لگا دے　　تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر آگے آئے

تانہ مُردست ایں چراغِ باگُہر　　ہیں فتیلہ اش ساز و روغن زودتر

جب تک یہ جواہر دار چراغ بجھا نہیں ہے　　خبردار، بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کر لے

آفتِ تاخیرِ خیرات بفردا

اچھے کاموں کو کل پر موخر کرنے کی آفت

ہیں مگو فردا [2] کہ فرداہا گذشت　　تا بکُلی نگذرد ایامِ کشت

خبردار کل نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے　　کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گزر جائے

پندِ من بشنو کہ تن بندِ قویست　　کہنہ بیروں کُن گرت میلِ نویست

میری نصیحت سن لے کہ جسم مضبوط قید ہے　　پرانے کو چھوڑ دے اگر نئے کی خواہش ہے

لب ببند و کفِ پُر زر برکُشا　　بُخلِ تن بگذار پیش آور سخا

ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھول دے　　جسم کا بخل چھوڑ دے، سخاوت اختیار کر

ترکِ لذتہا و شہوتہا سخاست　　ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست

لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا، سخاوت ہے　　جو شخص شہوت میں ڈوبا نہ ابھرا

ایں سخا شاخیست از سروِ بہشت　　وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت

یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے　　اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑ دے

عُروۃُ [3] الوثقیٰ ست ایں ترکِ ہوا　　برکشد ایں شاخِ جاں را بر سما

خواہشِ نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط دستہ ہے　　جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش　　مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش

اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ　　تجھے اوپر اور کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

---

1 چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔ دو روزک۔ یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی۔ بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر۔

پیری ستمی کن گر یہ جوانی رفت کار زدست
زر گم گشتہ در آتش زخاکستر شود پیدا

بکار۔ بودے اکاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر۔ آخرت۔ بباز۔ بازی دن۔ اور باختن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ عمرِ دراز۔ جاودانی۔ عمر چراغ۔ یعنی چراغ زندگی۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔

2 مگو فردا۔ یعنی کار امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت۔ یعنی عمل کا وقت تن۔ روح کے اعمال کے لئے جسم مانع ہے۔ لب بربند۔ یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ برکشا۔ یعنی سخاوت اور خیرات کر بخل تن۔ یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا۔ یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا۔ حدیث شریف میں ہے سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اپنے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑتی۔ جبتک کہ اس کو بہشت میں داخل نہیں کر لیتی ہے۔

3 عروۃ۔ دستہ۔ آویزہ دستہ ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جا سکے۔ الوثقیٰ مضبوط محکم۔ سما آسمان۔ خوب کیش۔ اچھی عادت والا۔ اصل یعنی جنت

یوسفِ حُسنی وایں عالم چو چاہ　ویں رسن صبرست بر امرِ الٰہ
تو حسن کا یوسف ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے　اور یہ رسی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

یوسفا آمد رسن در زن دو دست　از رسن غافل مشو بیگہ شدست
اے یوسف! رسی آ گئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑ لے　رسی سے غافل نہ ہو، بے وقت ہو گیا ہے

حمدُ للہ کایں رسن آویختند　فضل و رحمت را بہم آمیختند
الحمد للہ کہ یہ رسی لٹکا دی ہے　فضل اور رحمت کو باہم ملا دیا ہے

در رسن زن دست بیروں روز چاہ　تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ
رسی پکڑ لے کنوئیں سے نکل آ　تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

تا بہ بینی عالمِ جانِ جدید　عالمے بس آشکار و ناپدید
تاکہ تو جان کے نئے عالم کو دیکھ لے　وہ عالم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ　وآں جہانِ ہست بس پنہاں شدہ
معدوم جہان، موجودات کی طرح ہو گیا ہے　وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہو گیا ہے

خاک[2] بر بادست و بازی می کند　کژ نمائی پردہ سازی می کند
ہوا پر گرد ہے اور وہ ناچ رہی ہے　غلط نمائش اور پردہ پوشی کر رہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد　باد را داں عالی و عالی نژاد
ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے　ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

چشمِ خاکی را بخاک افتد نظر　ہوابیں چشمے بود نوعِ دگر
مٹی کی آنکھ کی، گرد پر نظر پڑتی ہے　ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

اینکہ[3] بر کارست بیکارست و پوست　وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست
یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے　وہ جو پوشیدہ ہے مغز اور اصل ہے

اسپ داند اسپ کو ہست یار　ہم سوارے داند احوالِ سوار
گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے　سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

چشمِ حس اسپ ست و نورِ حق سوار　بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار
ظاہری آنکھ گھوڑا ہے اللہ کا نور سوار ہے　سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

پس ادب کُن اسپ را از خوئے بد　ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد
تو گھوڑے کو بری عادت سے (چھڑا کر) مودب بنا　ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہو گا

---

۱ یوسف۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ یوسف۔ اے یوسف جیسے ہر وہ شخص جو دنیا کے کنوئیں میں پڑا ہوا ہے۔ حمد للہ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہو جاؤ گے۔ عالم جاں۔ عالم ارواح۔ ایں جہاں۔ یعنی عالم شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالم ارواح جو دائمی ہے۔

۲ خاک بر باد۔ جب بگولا اٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے۔ انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کر رہی ہے خاک۔ عالم شہود میں بھی دراصل عالم غیب کام کر رہا ہے۔ باد را داں۔ اصل عالم غیب کو سمجھو۔ چشم۔ خاکی۔ حواس ظاہرہ عالم شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوع دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالم غیب کو دیکھتی ہے۔

۳ اینکہ۔ عالم شہادت کی جو موجودات مصروف عمل ہیں وہ محض چھلکا ہیں اصل محرک عالم غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ۔ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حس نظر تو عالم شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالم شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشم۔ حس۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اس کے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں۔

چشمِ اسب از چشمِ شہ رہبر[1] بُوَد — چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُوَد

گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے — اس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر معذور ہے

چشمِ اسپاں جُز گیاہ و جُز چَرا — ہر کجا خوانی بگوید نے چرا

گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا — جہاں تو بلائے گا وہ کہے گی نہیں، کس لیے؟

نورِ حق بر نورِ حسّ راکب شود — وانگہے جاں سوئے حق راغب شود

حسّی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے — تب جان اللہ (تعالیٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ — شاہ باید تا بداند شاہراہ

گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟ — شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

سوئے حسّے رَو کہ نورش راکب ست — حسّ را آں نورِ نیکو صاحب ست

اس حس کی جانب جا جس پر نور سوار ہے — حس کے لئے وہ نور بہترین ساتھی ہے

نورِ حسّ را نورِ حق تزئیں بُوَد — معنیٔ نُورٌ علیٰ نُور ایں بُوَد

حسی نور کے لئے اللہ کا نور باعث زینت ہے — نور بالائے نور کے یہی معنیٰ ہیں

نورِ[2] حسّی می کشد سوئے ثریٰ — نورِ حقّش می بَرد سُوئے عُلیٰ

حسی نور مٹی کی طرف کھینچتا ہے — اللہ (تعالیٰ) کا نور اس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

زانکہ محسوسات دُوں تر عالم ست — نورِ حق دریا و حسّ چوں شبنمے ست

کیونکہ (عالم) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے — اللہ (تعالیٰ) کا نور دریا اور حس شبنم کی طرح ہے

لیک پیدا نیست آں راکب[3] بر او — جز بہ آثار و بہ گفتارِ نکو

لیکن وہ سوار (نورِ حق) اس (نورِ چشم) پر نظر نہیں رہتا ہے — سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

نورِ حسّی کو غلیظ ست و گراں — ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں

حسی نور جو کہ کثیف اور بھاری ہے — وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

چونکہ نورِ حسّ نمی بینی بہ چشم — چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم

جبکہ حسی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے — تو اس نور کو آنکھ سے کیسے دیکھ لے گا!

نورِ حسّ با آں غلیظی مختفی ست — چوں خفی بود ضیائے کاں صفی ست

حسی نور باوجود کثافت کے پوشیدہ ہے — تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے ہوگی!

---

[1] رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے۔ چشم۔ اسپاں۔ گھوڑے کے مدِ نظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حسی آنکھ کے پیشِ نظر صرف لذائذِ دنیوی ہیں۔ نورِ حق۔ جب نورِ بصر پر نورِ حق سوار ہوتا ہے۔ تب اس کو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چہ داند۔ نورِ بصیرت کے بغیر محض نورِ بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نورِ حق۔ نورِ حس۔ نورِ بصارت کی زیب و زینت نورِ بصیرت ہی سے ہے قرآن پاک میں "نورٌ علیٰ نور" سے یہی مراد ہے۔

[2] نورِ حسی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور تو یہ بصیرت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نورِ حسی انسان کو دنیا کی طرف اسلئے لے جاتا ہے کیونکہ اس کے جملہ محسوسات عالمِ اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نورِ چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

[3] راکب۔ یعنی نورِ حق۔ جز بہ آثار۔ جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہو جاتا ہے ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جبکہ نورِ بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادی چیز ہے تو نورِ بصیرت اور نورِ ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے کیسے نظر آ سکتا ہے۔ مختفی۔ خفی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ منتخب صاف شفاف۔

ایں[۱] جہاں چوں خس بادِ غیب　　عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب

یہ جہان تصیبی ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے　　اس نے (عالم) غیب کی مہربانی سے عاجزی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے

گہ بلندش می کند گاہی پست　　گہ درستش می کند گاہے شکست

وہ (ہوا) اس کو کبھی اونچا کرتی ہے کبھی نیچا　　کبھی اس کو درست کر دیتی ہے کبھی شکستہ

گہ یمینش می برد گاہے یسار　　گہ گلستانش کند گاہیش خار

کبھی اس کو دائیں جانب لے جاتی ہے کبھی بائیں جانب　　کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے کبھی کانٹا

گہ بہ بحرش می برد گاہیش بر　　گاہ خشکش می کند گاہیش تر

کبھی اس کو سمندر میں لے جاتی ہے، کبھی خشکی میں　　کبھی اس کو خشک کر دیتی ہے کبھی تر

تیر پراں بین و ناپیدا کمان　　جانہا پیدا و پنہاں جانِ جاں

تیر کو اڑتا ہوا دیکھ اور کمان نہیں ہے　　جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

دست پنہان و قلم بیں خط گذار　　اسپ در جولان و ناپیدا سوار

ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچنے والا دیکھ　　گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر را مشکن کہ ایں تیر شہی[۲] ست　　نیست پرتابی ز شستِ آگہی ست

تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے　　انکل پچو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ گفت حق　　کارِ حق برکارہا دارد سبق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا　　اللہ تعالیٰ کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے

خشم خود بشکس تو مشکن تیر را　　چشم خشمت خوں شمارد شیر را

اپنے غصہ کو ختم کر دے تو تیر کو نہ توڑ　　تیرے غصہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیش شاہ بر　　تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر

تیر کو چوم لے اور بادشاہ کے سامنے لے جا　　خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

آنچہ[۳] پیدا عاجز و بستہ زبوں　　وانچہ ناپیدا چنیں تند و حروں

جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے　　جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ما شکاریم ایں چنیں دامے کراست　　گوئی چوگانیم و چوگانے کجاست

ہم شکار ہیں ایسا جال کس کا ہے؟　　ہم بلے کی گیند ہیں اور بلا کہاں ہے؟

می دَرَدْمی دوزد ایں خیاط کو　　می دمد می سوزد ایں نفّاط کو

پھاڑتا ہے، سیتا ہے یہ درزی کون ہے؟　　پھونکتا ہے جلاتا ہے یہ نِفّاطی کون ہے؟ ۱

---

۱ ایں جہاں۔ عالم شہادت۔ بادِ غیب۔ عالم غیب۔ عاجزی۔ یعنی عالم شہادت اسی تصرف کو قبول کر لیتا ہے جو عالم غیب اس میں کام کرتا ہے۔ گہ۔ عالم غیب عالم شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے۔ دست پنہاں۔ کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا نہ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے۔ تو ظاہر کے عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنے والا ہے۔ جانِ حق۔ ذاتِ حق۔

۲ تیر شہی۔ قضا و قدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم و قدیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ ان میں حکمت پوشیدہ ہے۔ ما رمیت۔ جنگ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد و غبار کی طرح ان کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی۔ کارِ حق۔ مصرع اول کی توجیہ ہے۔ خشم خود۔ اگر کوئی تیر آ کر لگے تو اس کو قضا و قدر سے سمجھ اس پر غم و غصہ کر، غصہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے۔ بوسہ دہ۔ انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیے۔

۳ آنچہ پیدا۔ عالم شہادت مجبور محض ہے قضا و قدر کے سامنے بے بس ہے۔ ما شکاریم۔ قضا و قدر کے پھندے میں ہم مرغ اسیر ہیں ہمارے کام چوگان قدر کے تابع ہیں۔ می درد۔ جو ثابت حقیقتاً متصرف ہے وہ نگاہوں سے مستور ہے۔

۱ ساعتے کافر کند صدّیق را — ساعتے زاہد کند زندیق را
کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بناتا ہے — کبھی بے دین کو زاہد بناتا ہے

زانکہ مُخلِص در خطر باشد مُدام — تاز خود خالص نگردد اُو تمام
اپنے آپ کو خالص بنانے والا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے — جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہو جائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحد ست — اُو رہد کو در امانِ ایزد ست
چونکہ وہ راستہ میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں — نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینہ خالص نگشت اُو مُخلِص ست — مُرغ را نگرفتہ است اُو مقتنص ست
آئینہ صاف نہیں ہوا ہے وہ صاف کر رہا ہے — پرند کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

۲ چونکہ مُخلِص گشت مُخلَص باز رست — در مقام امن رفت و بُرد دست
جب صاف کرنے والا مصفّیٰ ہو گیا نجات پا گیا — امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شُد — ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شُد
کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے — کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شُد — ہیچ میوہ پختہ باکورہ نہ شُد
کوئی پکا انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے — کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پُختہ گردو از تغیر دُور شو — رَو چو برہانِ ۳ محقق نور شو
پختہ بن جا اور تغیر سے دور ہو جا — جا برہان (الدین) محقق کی طرح نور بن جا

چوں ز خود رَستی ہمہ بُرہاں شدی — چونکہ گفتی بندہ ام سُلطاں شُدی
جب تو نے خودی سے نجات پالی تو مجسم برہان الدین ہو گیا — جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح لدّین نمود — دیدہا را کرد بینا و کشود
تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے صلاح الدین نے دکھا دیا ہے — آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے اُو — دید ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو
فقر کو ان کی آنکھوں اور پیشانی سے — ہر اس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعّالست بے آلت چو حق — با مُریداں دادہ بے گفتے سبق
پیر اللہ تعالیٰ کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرف کرنے والا ہے — بغیر بولے مریدوں کو سبق پڑھاتا ہے

---

۱ ساعتے۔ انسان کا دل قبضہ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ دیتی ہے۔ صدیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بیدین' کافر۔ مُخلِص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقام امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیا کا مقولہ ہے الفنی لایرد۔ یعنی سالک مقام فنا میں پہنچ کر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

۳ برہان۔ مولانا رومؒ شروع میں مولانا برہان الدین محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزیؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ برہان۔ یعنی مجسم برہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہو جاتی ہے۔ صلاح الدین۔ زرکوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا انکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرف کرتا ہے۔

دل بدستِ اُو چو مومِ نرم رام　　مُہر ۱ اوگہ ننگ سازد گاہ نام

دل اس کے ہاتھ میں نرم موم کی طرح مسخر ہے　　اس کی مہر کبھی ذلت کی مہر لگاتی ہے کبھی شہرت کی

مُہر مُومش حاکیِ انگشتری ست　　باز آں نقشِ نگیں حاکیِ کیست

اس کے موم کی مہر انگوٹھی کا نقش ہے　　پھر وہ نگ کا نقش کس کا نقش ہے؟

حاکیِ اندیشۂ آں زر گرست　　سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگر ست

وہ (نقش) سنار کے خیال کا عکس ہے　　ہر حلقہ کا سلسلہ دوسرے میں (جڑا ہوا) ہے

این ۲ صدا در کوہِ دلہا بانگِ کیست　　گہ پُرست از بانگ گہ گاہے تہی ست

دلوں کے پہاڑ میں یہ گونج کس کی آواز کی ہے؟　　پہاڑ کبھی آواز سے پر ہیں کبھی خالی ہیں

ہر کجا ہست اُو حکیم ست اوستاد　　بانگِ اُو زیں کوہِ دل خالی مباد

جہاں یہ آواز ہے وہ دانا ہے استاد ہے　　خدا کرے اس کی آواز اس دل کے پہاڑ سے جدا نہ ہو

ہست کُہ کآواز مثنیٰ می کُند　　ہست کُہ کآواز صد تامی کُند

(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو دوگنا کر دیتے ہیں　　(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو سوگنا کر دیتے ہیں

می زہاند کوہ زاں آواز وقال　　صد ہزاراں چشمۂ آبِ زلال

پہاڑ اس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے　　تیز پانی کے لاکھوں چشمے

چوں زکہ آں لُطف بیروں می شود　　آبہا در چشمہا خوں می شود

جب پہاڑ سے وہ لطف نکل جاتا ہے　　چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے

زاں شہنشاہِ ۳ ہمایوں نعل بود　　کہ سراسر طورِ سینا لعل بود

یہ اس شہنشاہ مبارک قدم کی وجہ سے تھا　　کہ طور سینا (پہاڑ) لعل ہو گیا تھا

جاں پذیرفت و خرد اجزائے کوہ　　ما کم از سنگیم آخر اے گروہ

پہاڑ کے اجزا نے جان اور عقل قبول کر لی　　اے لوگو! کیا ہم آخر پہاڑ سے بھی کم ہیں؟

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود　　نے بدن از سبز پوشاں می شود

نہ تو جان سے ایک چشمہ جوش زن ہوتا ہے　　نہ بدن ہی سبزہ زاروں کی طرح بنتا ہے

نے صدائے بانگِ مُشتاقی درو　　نے صفائے جُرعہ ساقی درو

نہ تو اس میں عشق کی آواز کی صدا ہے　　نہ اس میں ساقی کے گھونٹ کی صفائی ہے

---

۱ مہر لو۔ شیخ کے تصرف سے کبھی قبض کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جو باعث ننگ ہوتی ہے، کبھی بسط کی کیفیت جو موجب نام ہوتی ہے۔ مہر۔ مرید کے دل پر پیر کا نقش ابھرتا ہے پیر کے دل پر نقش خداوندی ہوتا ہے۔ حاکی۔ ناقل، عکس۔ اندیشہ زرگر۔ یعنی ارادہ اللہ ہر حلقہ۔ سلسلہ کے بعد دیگرے، جس قدر مرید ہوتے چلے جائیں گے ان کی یہی صورت ہوگی۔

۲ ایں صدا۔ پیر کے دل پر جو نقوش خداوندی ہیں ان کی وضاحت ہے۔ ہر کجا۔ یہ شیوخ کیلئے دعا ہے۔ کاؤں کہ آواز مثنیٰ۔ دو ہرا۔ صدتا۔ سو گنا۔ می زہاند۔ شیخ۔ کی توجہ سے مرید کے دل میں اسرار و حکم کے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ بیرون۔ فیوض باطنیہ کے بند ہو جانے سے معارف، کفریہ خیالات کا سبب بن جاتے ہیں۔

۳ شہنشاہ۔ ذات حق یا حضرت موسیٰ طور سینا۔ ملک شام کا مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو شرف ہمکلامی بخشا گیا تھا اور اس پہاڑ پر خدا کی تجلی پڑی تھی۔ کوہ۔ یعنی طور نے تجلی کو قبول کیا۔ نے زجان۔ پہاڑ تو فیوض قبول کر لے اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت نہ پیدا کرے تو بڑے شرم کی بات ہے دل اور اعضاء پر فیوض طاری ہونے چاہئیں۔ مشتاقی۔ شوق۔ صفا۔ صفائی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ ساقی۔ یعنی شیخ نہ شیخ کی توجہ اثر کرتی ہے۔ نہ خود دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

کو حمیت تا زتیشہ وز کلند ۱ — ایں چنیں کہ را بکلی بر کنند
غیرت کہاں ہے تا کہ کلہاڑ اور پھاوڑے سے — ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں

بو کہ بر اجزائے او تابد مہے — بو کہ در وے تاب خور یابد رہے
ہوسکتا ہے کہ اس کے اجزا پر چاند چمک جائے — ہوسکتا ہے کہ اس میں سورج کی شعاع رسایاب ہوجائے

چوں قیامت کوہہا را بر کند — پس قیامت ایں کرم را کے کند
جب قیامت پہاڑوں کو اکھاڑ دے گی — پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست — آں قیامت زخم وایں چوں مرہم ست
یہ قیامت اس قیامت سے کب کم ہے؟ — وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے

ہر کہ دید آں مرہم ۲ از زخم ایمن ست — ہر بدے کایں حسن دید او محسن ست
جس نے وہ مرہم دیکھ لیا، زخم سے مطمئن ہے — جس برے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے

اے خنک زشتے کہ خوبش شد حریف — وائے گلروئیکہ جفتش شد خریف
اے مخاطب اور وہ صورت قابل مبارکباد ہے جس حسین کا ساتھی ہوگیا — افسوس ہے اس خوبصورت پر جس کا ساتھی موسم خریف بنا

نان مردہ چوں حریف جاں شود — زندہ گردد نان عین آں شود
بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے — روٹی زندہ ہو جاتی ہے بعینہ وہ وہی ہو جاتی ہے

ہیزم تیرہ حریف نار شد — تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا — تاریکی ختم ہو گئی اور مجسم نور بن گیا

در نمکسار از خر مردہ فتاد — آں خری و مردگی یکسو نہاد
نمک کی کان میں اگر مردہ گدھا گرا — اس نے گدھا پن اور مردار پن کو علیحدہ کر دیا

صبغۃ اللہ ۳ ہست رنگ خم ہو — پیسہا یکرنگ گردد اندرو
اللہ کے مٹکے کا رنگ "صبغۃ اللہ" ہے — اس میں چتکبرے یک رنگ رہ جاتے ہیں

چوں دراں خم افتد و گوئیش قم — از طرب گوید منم خم لا تلم
جب وہ اس مٹکے میں گر جائے اور تو اس سے کہے کھڑا ہوجا — مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر

آں منم خم خود انا الحق گفتن ست — رنگ آتش دارد الا آہن ست
اس کا "میں خود مٹکا ہوں" انا الحق کہنا ہے — آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے

---

۱ کلند۔ پھاوڑا۔ کوہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ جو کہ۔ بو کہ ہے۔ یعنی نور معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تاب خور۔ یعنی نور معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھڑ جائیں گے لیکن قیامت سے فیض حاصل نہ ہوگا۔ اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا۔ اس قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہ جسم کو اکھاڑنا۔ مطلب یہ کہ مجاہدوں کے ذریعہ سے اس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جاسکتا ہے۔

۲ مرہم۔ یعنی مقام فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب۔ ہر بدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقام فنا حاصل کرلیگا تو اس کو مقام احسان حاصل ہو جائیگا۔ زشت۔ یعنی برے اعمال والا۔ خوب۔ یعنی جمال روحانی۔ حریف۔ شریک پیشہ، ساتھی۔ جفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسم خزاں۔ نان مردہ چند مثالوں سے برے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کے برکات کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ یکسو نہاد۔ اب اس کا کھانا بھی جائز ہے۔

۳ صبغۃ اللہ قرآن پاک میں ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من صبغۃ۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہوگا۔ ہو۔ ذات حق تعالیٰ ہیں۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قم۔ اٹھ کھڑا ہو۔ لا تلم ملامت نہ کر۔ یعنی مقام فنا پر فائز ہو جانیوالا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا منم خم۔ مقام فنا میں پہنچ کر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اپنے آپ کو خم کہہ دیتا ہے۔ یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقام فنا میں پہنچ کر انا الحق کہہ گزرے گئے۔

رنگِ آہن محوِ رنگِ ۱ آتش ست　　ز آتشی می لافد و خامُش وش ست
لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا　　آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرکان　　پس اَنا النّار ست لافش بے زباں
جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا　　تو "میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد ز رنگ و طبع آتش محتشم　　گوید اُو من آتشم من آتشم
وہ (لوہا) رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا　　تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر تُرا شک ست و ظن　　آزموں کُن دست را بر من بزن
میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے　　آزمالے میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شُد مشتبہ　　روئے خود بر روئے من یکدم بنہ
میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے　　تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھ دے

آدمی ۲ چوں نور گیرد از خدا　　ہست مسجودِ ملائک زاجتبا
انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے　　وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کو چوں ملک　　رَستہ باشد جانش از طغیان و شک
نیز اس شخص کا مسجود بن جاتا ہے فرشتہ کی طرح　　جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند　　ریش تشبیہ مشبّہ بر مخند
کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ　　مشبہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اڑا

پائے در دریا منہ کم گو ازاں　　بر لب دریا خمش کُن لب گزاں
دریا میں قدم نہ رکھ اس کی بات نہ کر　　ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر　　لیک ۳ می نہ شکیبم از غرقابِ بحر
اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے ہیں　　لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحر باد　　خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد
دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو　　عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تا کہ پایم می رَوَد رانم دَرُو　　چوں نماند پا چو بطّانم دَرُو
جب تک میرے پیر چلتے ہیں انکو اس میں چلاتا رہوں گا　　جب پیر کام نہ دینگے تو میں اس میں بطخ کی طرح ہوں

۱ رنگ آتش۔ فنا کی کیفیت کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفات خداوندی سے متصف ہو گئے تھے جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے۔ بے زباں۔ لوہا۔ سرخ ہو کر زبان حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا۔ آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ محتشم۔ شاندار بارعب۔ من آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

۲ آدمی۔ انسان میں جب اخلاق خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس میں مسجود ہونے کی صفت خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ پہلے اشعار میں ذات حق کو آگ سے تشبیہ دی گئی جو محض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ تشبیہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے پائے در دریا۔ ذات و صفات کی بخششیں ناپیدا کنار سمندر ہیں، ان میں نہ گھسنا چاہئے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

۳ لیک۔ فرماتے ہیں بیشک نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات و ذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر۔ یعنی ذات و صفات خداوندی۔ خونبہا۔ جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے۔ تو اس کے قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطانم۔ بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرح چاہے بہالے جائے۔

بادب ۱ حاضر ز غائب خوشتر ست — حلقہ گرچہ کژ بود نے بر درست

حاضر ناآدب، غائب سے بہتر ہے — حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا) در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد — پاک کے گردد برونِ حوض مرد

اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا — انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کواز حوض مہجور اوفتاد — اوز طُہرِ خویش ہم دور اوفتاد

وہ پاک جو حوض سے دور ہو گیا ہے — وہ اپنی پاکی سے بھی دور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بُوَد — پاکیِ اَجسام کم میزاں بُوَد

اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے — (عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں — سوئے دریا راہِ پنہاں دارد ایں

اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر — یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ محدُودِ تو خواہد مدد — ورنہ اندر خرج کم گردد عدد

تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے — ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثلِ ۲ خواندنِ آب آلودگاں رابپا کی
پانی کی ناپاکوں کو پاکی کی طرف بلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را در من شتاب — گفت آلودہ کہ دارم شرم زآب

ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آجا — گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود — بے من ایں آلودہ زایل کے شود

پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہو گی؟ — میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

زآب ہر آلودہ گر پنہاں شود — اَلْحَیَاءُ ۳ یَمْنَعُ الْاِیْمَان بُوَد

اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا — تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے ہو جائے گا

دل زپایہ حوضِ تن گلناک شُد — تن زآبِ حوضِ دلہا پاک شُد

دل جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سن گیا ہے — جسم دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گردِ پایہ حوض گردی اے پسر — ہاں زپایہ حوضِ تن می کُن حذر

اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا — خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

---

۱ بادب۔ ذات وصفات کے ذکر میں غلبہ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہر حال بہتر ہے۔ حلقہ۔ زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ۔ مولانا دریائے حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض۔ یعنی شیخ طہر خویش۔ فی الحال نفس پاک صاف ہے لیکن برائی کا امکان ہے اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہو گی۔ ایں حوض۔ شیخ۔ کا دریائے باطن۔ اجسام۔ یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ شیخ کے باطن کا اتصال ذات باری سے ہے۔ پاکی محدود۔ نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیے۔ ورنہ انکی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

۲ مثل خواندن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم۔ یہ ناپاکی کی شرم۔

۳ الحیاء۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَان۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیے۔ حوض تن۔ انسان کے بدن میں گویا دو حوضیں ہیں ایک تو وہ جو برے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا برائیوں کا مخزن حوض تن ہے اور بھلائیوں کا مخزن حوض دل ہے۔ پایہ۔ درجہ، زینہ، عذر۔ یعنی برے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

بحرِ تن بر بحرِ دل برہم[1] زنان — درمیاں شاں بَرزَخٌ لَّا یَبْغِیَان

جسم کا دریا دل کے دریا سے ملا جلا ہے — انکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست وَر باشی تو کژ — پیشتر می غو و تو واپس مَغو

خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو — آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں — لیک نشکیبند عالی ہمتاں

بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہے — لیکن بلند ہمت والے اس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ[2] چوں شیریں تراز شکر بُوَد — جاں بشیرینی رود خوشتر بُوَد

بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے — مٹھاس کے بدلے میں جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے ملامت گو سلامت مر ترا — اے سلامت جو توئی وَاہی العُرَیٰ

اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو — اے سلامتی کی جستجو کرنے والے! تو کمزور دستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست وبا آتش خوشست — کورہ را ایں بس کہ خانۂ آتش ست

میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے — بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہمچو کورہ عشق را سوزیدنے ست — ہر کہ اُو زیں کور باشد کودنے ست

بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے — جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگِ[3] بے برگی ترا چوں برگ شُد — جانِ باقی یافتی و مرگ شُد

سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا — تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کر لی اور موت ختم ہو گئی

چوں ز غم شادیت افزودن گرفت — روضۂ جانت گُل و سوسَن گرفت

جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا — تو تیری جان کے باغ میں گل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تست — بطِ قوی از بحر و مرغِ خانہ سُست

جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا — بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سست ہوتا ہے

باز دیوانہ شُدم من اے طبیب — باز سودائی شُدم من اے حبیب

اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا — اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حلقہائے سلسلہ تو ذوفنوں — ہر یکے حلقہ دہد دیگر جُنوں

تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں — ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حلقہ فنونِ دیگر ست — پس مرا ہر دم جنونِ دیگر ست

ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے — تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

---

[1] برہم زنان۔ دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر توباشی۔ سلوک میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیے۔ غو۔ امر کا صیغہ ہے، غو یدن، کھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیش شاہاں۔ مشہور مقولہ ہے "نزدیکان رابیش بود حیرانی"

[2] شاہ۔ دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اس کے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ملامت گو۔ عشقِ الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنے والے کا سہارا خود کمزور ہے۔ کورہ۔ بھٹی۔ عشق بھی وہی کام کرتا ہے۔ جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہے۔ کودن۔ احمق، نااہل۔

[3] برگ۔ سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غم۔ غمِ عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ۔ دوسرے کے لئے غم وخوف کا سبب ہے عاشق کے لئے موجب اطمینان ہے۔ سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعث مسرت ہے۔ باز۔ عشق ومعشوق کے ذکر سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کا اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے زنجیرِ عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

پس افنوں باشد جنوں ایں شد مثل — خاصہ در زنجیر ایں میر اجل

تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں یہ ضرب المثل بن گئی ہے — خاص طور پر اس بڑے آقا کی زنجیر میں

آنچناں دیوانگی بگسست بند — کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند

دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں — کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدنِ دوستاں بہ بیمارستاں جہت پرسشِ ذوالنونِ مصری رحمۃ اللہ علیہ

دوستوں کا شفا خانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

ایں چنیں ۲ ذوالنونِ مصری رافتاد — کاندرو شورو جنونِ نو بزاد

اسی طرح ذوالنون مصری کے لئے ہوا — کہ ان میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا

شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک — میر سد ازوے جگر ہارا نمک

انہیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک — ان کی وجہ سے جگروں پر نمکپاشی ہوئی

ہیں مَنہ تو شورِ خود اے شورہ خاک — پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک

خبردار! اے شوریلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ — پاک صاحبوں کے عشق کے برابر

خلق راتابِ جنونِ او نبود — آتشِ او ریشہا شاں می ربود

لوگوں میں ان کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی — ان کی آگ ان کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی

چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزنداں المراد

چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی — ان کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے

نیست ۳ امکاں واکشیدن ایں لجام — گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام

اس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے — اگرچہ اس طریقہ سے عوام تنگ ہوں

دیدہ ایں شاہاں زعامہ خوفِ جاں — کایں گرہ کورند و شاہاں بے نشاں

ان شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے — کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے

چونکہ حکم اندر کفِ رنداں بود — لا جرم ذوالنون در زنداں بود

جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہو گا — لا محالہ ذوالنون قید خانہ میں ہونگے

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کفِ طفلاں چنیں دُرِ یتیم

عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے — ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

---

۱ پس۔ مثل مشہور ہے "فنون فنون" جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میرا جل۔ بڑا سردار، اللہ تعالیٰ۔ پندم دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اس قدر بےخودی نہ چاہیے۔ آمدن۔ دوستاں۔ اس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ جنون کا نتیجہ قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمارستان۔ یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔

۲ ذوالنون۔ مچھلی والا۔ یہ حضرت ثوبان بن ابراہیمؒ کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے ان کو متہم کر دیا انہوں نے عاجز آ کر دعا شروع کی تو سینکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں اسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انہوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اس تاجر کو دیدیا۔ ہیں۔ منہ۔ مولانا فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے جنون عشق کے سلسلہ میں ذوالنون کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو ان کے عشق جیسا سمجھتا ہوں ان کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنون عشق میں ریاکاروں کا پردہ فاش کرتے تھے جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔

۳ نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنون اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنون کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں بے نشاں۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں ان کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے۔ رنداں یعنی ذوالنون کی بزرگی کے منکر شاہ عظیم یعنی ذوالنون۔

ذرّ چہ[1] دریائے نہاں در قطرۂ | آفتابے درج اندر ذرہ
موتی کیا ہوتا ہے ایک قطرہ میں پوشیدہ دریا | (یا) ایک سورج ذرے میں

آفتابِ خویش را ذرّہ نمود | واندک اندک روئے خود رابر کشود
اس نے اپنے سورج کو ذرہ دکھایا | اور تھوڑا تھوڑا اپنا منہ کھولا

جملہ ذرات دروے محو شُد | عالم ازوے مست گشت و صحو شُد
تمام ذرے اس میں محو ہو گئے | دنیا اس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دستِ غدارے بُوَد | لا جرم منصور بردارے بُوَد
جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہو گا | تو لا محالہ منصور سولی پر ہو گا

چوں سفیہاں راست ایں کار و کیا | لازم آمد یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَا
جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو | ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیاء را گفتہ قومِ راہ گم[2] | از سفہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ
گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا | حماقت سے کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

جہلِ ترسا بیں اماں انگیختہ | زاں خداوندے کہ گشت آویختہ
نصرانیوں کی نادانی دیکھ امن کے طالب ہیں | اس آقا سے جو (انکے عقیدہ میں) سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقولِ اوست مصلوبِ یہود | پس مرا اورا امن کے تاند نمود
جب انکے بقول یہودیوں نے انکو سولی پر چڑھا دیا ہے | تو وہ ان کو نجات کب دے سکتے ہیں؟

چوں[3] دلِ آں شاہ زیشاں خوں بُوَد | عصمتِ وَاَنْتَ فِیْھِمْ چوں بُوَد
جبکہ اس (ذوالنون) شاہ کا دل اسطرح خون ہو | تو "انت فیھم" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زرِّ خالص را و زرگر را خطر | باشد از قلّابِ خائن بیشتر
خالص سونے، اور سنار کو خطرہ | زیادہ ہوتا ہے خائن جعلساز سے

یوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند | کز عدو خوباں در آتش می زیند
بہت سے یوسف بدصورتوں کے رشک کی وجہ سے پوشیدہ ہیں | کیونکہ حسین، دشمن کی وجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

سونا اور سنار جعلساز کو رسوا کر دیتا ہے لہٰذا جعلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیا اور اولیا کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں۔ یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ برے لوگ۔ در آتش بروں کی وجہ سے بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

[1] ذرچہ۔ ذوالنون۔ کو در یتیم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں اور معرفت کا آفتاب ایک ذرہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنون مصری۔ ذرات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں۔ کھو بیٹھا۔ مرشد۔ یعنی انکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدار۔ یعنی شاہ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلاجؒ۔ کار و کیا۔ معاملہ کا اختیار یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ سورۂ آل عمران کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

[2] راہ گم۔ گمراہ سفہ بیوقوفی انا تطیرنا بکم۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہل ترسا۔ اوپر جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ اس کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ ان کے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

[3] چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے ما کان اللہ معذبھم وانت فیھم۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ جب تک تم ان میں موجود ہو ان پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم ان میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قوم تمہیں نہ ستائے تو شخص موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفع عذاب نہ کر سکے گا۔ اور چونکہ ذوالنون کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ زر خالص۔ خالص

یوسفاں ۱ از مکرِ اخواں درچہ اند — کز حسد یوسف بگرگاں می دہند
بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کی وجہ سے کنوئیں میں ہیں — کیونکہ وہ حسد کی وجہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت — ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت
حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گزری؟ — یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لا جرم زیں گرگ یعقوبؑ حلیم — داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم
لا محالہ اس بھیڑیے کی وجہ سے بردبار یعقوبؑ — یوسف کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگِ ظاہر گردِ یوسف خود نگشت — ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت
ظاہری بھیڑیا، یوسف کے پاس بھی نہ آیا — یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ وز عذرِ لبق — آمدہ کہ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
اس بھیڑیے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر — (حضرت) یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست — عاقبت رسوا ۲ شود ایں گرگ بایست
لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے — ٹھہر جا، بالآخر، یہ بھیڑیا رسوا ہو گا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند — بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند
کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر — یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر ۳ پر حرصِ سگِ مُردار خوار — صورتے خوکے بُود روزِ شمار
مردار خوار، حریص کتے کا حشر — قیامت کے دن سور کی صورت میں ہو گا

زانیاں را گندہ اندامِ نہاں — خمر خواراں را بُود گندہ دہاں
(قیامت کے دن) زناکاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی — شراب نوشوں کے منہ بدبو دار ہونگے

گندِ مخفی کاں بد لہائی رسید — گشت اندر حشر محسوس پدید
چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے — وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہو گی

بیشۂ آمد وجودِ آدمی — بر حذر شو زیں وجود ار آدمی
انسان کا وجود ایک بن ہے — اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجاتِ او شکے
اگر ظاہر و باطن یکساں ہوں — اس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک — صالح و ناصالح و خوب و خشوک
ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیے اور سور ہیں — نیک اور بد، اور اچھے اور برے

۱ یوسفاں۔ حضرت یوسف کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ بگرگاں۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسف کے بھائیوں نے انکو بھیڑیے کے پھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد، حضرت یوسف کو بھیڑیے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ عذر۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسف کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا۔ سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔
۲ رسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسف کی بڑائی کا رسوا ہو کر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی۔ یہ ہو گی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہو گا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہو گئے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو مقام نبوت حاصل ہوا تھا ان کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہو گا۔
۳ حشر۔ حرامخور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہو گا۔ زانیاں۔ زناکاروں کا حشر اس حالت میں ہو گا کہ انکی شرمگاہیں سڑتی ہونگی شرابیوں کے منہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی بیشہ۔ بن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی خصلتیں ہیں۔ ظاہر۔ یعنی باطن انسانی وجود میں سینکڑوں بری خصلتیں پوشیدہ ہیں۔ لوگ۔ موذی۔ عمسوک شریر برا۔

حُکم آنخو اراست کو غالب ترست — چونکہ زر بیش از مس آمد آں زرست
حکم اس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے — جب سونا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے

سیرتے کاں در وجودت غالب ست — ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے — اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

ساعتے گرگی در آید در بشر — ساعتے یوسف رُخی ہمچوں قمر
ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے — ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رُخی آتی ہے

می رود از سینہا در سینہا — از رہِ پنہاں صلاح و کینہا
سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں — پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر — می رود دانائی و علم ہنر
بلکہ انسان سے بیل اور گدھے میں — سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے

اسپ سُکسُک می شود رہوا رورام — خرس بازی می کند بز ہم سلام
کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار، اور فرمانبردار ہو جاتا ہے — ریچھ کھیلتا ہے، بکری بھی سلام کرتی ہے

رفت ۲ در سگ ز آدمی حرص و ہوس — یا شباں شد یا شکاری یا حرس
انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی — چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا

در سگِ اصحاب خوئے زاں رقود — رفتہ تا جویائے اللہ گشتہ بود
اصحاب (کہف) کے کتے میں ان سوئے ہوؤں کی خصلت — پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا

ہر زماں در سینہ نوعے سر کند — گاہ دیو گہ ملک گہ دام و دد
ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے — کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ (اور) کبھی چرندہ اور درندہ بنجاتا ہے

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است — تا بِبامِ سینہا پنہاں رہ است
اس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے — سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے

دُزدی ۳ کن از دُرومرجانِ جاں — اے کم از سگ از درونِ عارفاں
جان کا موتی، اور مونگا چرا لے — عارفوں کے دل میں سے اے کتے سے کمتر!

چونکہ دُزدی دُزدآں دُرِ لطیف — چونکہ حامل می شوی بارِ شریف
جبکہ تو چور ہے تو پاکیزہ موتی چرا — جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ (اٹھا)

فہم کردنِ مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ متعمدؔ ایں صورت کردہ

مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصداً یہ صورت بنائی ہے

---

۱ حکم۔ آنخو۔ جو خصلت غالب ہوگی اسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے ساعتے۔ کسی وقت انسان میں اخلاق ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاق حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے برے اخلاق ابھرتے ہیں۔ بلکہ۔ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں سُکسُک۔ کم رفتار گھوڑا۔ راہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بُز۔ بکرا۔

۲ رفت۔ انسان کی صحبت سے کتے میں کام کرنیکی حرص وہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ قطمیر نامی اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائیگا۔ رقود۔ سونے والے راقد کی جمع ہے۔ نوعے۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ

۳ دزدی کن پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں۔ جبکہ خفیہ راستہ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمدؔ۔ جان بوجھ کر

چونکہ ذوالنّون سوئے زنداں رفت شاد — بند بر پا دست بر سر زافتقاد [1]

جب ذوالنون خوشی خوشی قید خانہ کی طرف چلے — پابزنجیر (اٹھے) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو — سُوئے زنداں بہرِ پرسش نزدِ اُو

دوستوں نے ہر جانب سے رخ کیا — قید خانہ کی جانب ان کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصۂ ذوالنّوں شدند — سوئے زنداں و دراں رائے زدند

دوست ذوالنون کے معاملہ میں روانہ ہوئے — قید خانہ کی جانب، اور اس میں رائے زنی کی

کایں مگر قاصد کند یا حکمتے ست — اُو دریں رہ قبلہ است و آیتے ست

کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں یا کوئی راز ہے — کیونکہ وہ اس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقل چوں دریائے اُو — تا جنوں باشد سفہ فرمائے اُو

ان کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے — کہ جنوں ان سے بیوقوفی کی باتیں کرائے

حاشَ للہ از کمالِ جاہِ اُو — کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو

خدا بچائے ان کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے — کہ بیماری کا ابر ان کے چاند کو چھپائے

اوز شرِ عامہ [2] اندر خانہ شُد — اوز ننگِ عاقلاں دیوانہ شُد

وہ عوام کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں گئے ہیں — وہ عقلمندوں کے عیب کی وجہ سے دیوانے بنگئے ہیں

اوز عارِ عقلِ کُندِ تن پرست — قاصداً رفت ست و دیوانہ شدست

وہ تن پرست کند عقل کی ذلت کی وجہ سے — جان کر (قید خانہ میں) گئے ہیں اور دیوانہ بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز ساز گاوٗ — بر سر و پشتم بزن وایں را مکاوٗ

کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھ دے اور ساٹنا — میرے سر اور کمر پر مار اور اس میں کنج و کاوش کر

تا ز زخمِ لخت یا بم مَن حیات — چوں قتیل از گاوِ موسیٰ اے ثقات

تا کہ چمڑے کے ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کرلوں — اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰ کی گائے سے مقتول نے زندگی پائی

تا ز زخم [3] لختِ گاوے خوش شوم — ہمچو کُشتہ گاوِ موسیٰ گش شوم

تا کہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہو جاؤں — (حضرت) موسیٰ کی گائے کے مقتول کی طرح شاداں ہوجاؤں

زندہ شد کُشتہ ز زخمِ دُمِ گاوٗ — ہمچو مس از کیمیا شُد زرِ ساوٗ

گائے کی دم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہو گیا — جیسے تانبا کیمیا سے خالص سونا بنگیا

کُشتہ بر جست و بگفت اسرار را — وانمود آں زُمرۂ خونخوار را

مقتول اٹھ بیٹھا، اور راز بتائے — اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

---

[1] افتقاد۔ گم کرنا۔ یعنی چونکہ انہوں نے حضرت ذوالنون کو گم کر دیا تھا۔ رائے زدند۔ یعنی ذوالنون کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانہ بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنا دیا ہے اسمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دور دور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ ان جیسے عقلمند سے دیوانگی بیوقوفی کے کام کرا سکے۔ ابر۔ یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

[2] شر عامہ۔ عوام کی شرارت زننگ چونکہ عقلمند لوگ باعث ننگ کام کرنے لگے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو ان کے زمرے سے خارج کر لیا ہے۔ عقل کند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو روحانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً بالا رادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قید خانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انٹرے سے پٹوا رہے ہیں۔ ساز گاوٗ چمڑے کا تسمہ جس میں جانوروں کو سدھارتے ہیں۔

[3] تا ز زخم۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اس کا چمڑہ لیکر مردے پر مارا تو تو مردہ زندہ ہوگیا۔ اور اس نے قاتل کا پتہ بتا دیا تھا۔ گش۔ خوش زرساو۔ خالص سونا۔ اسرار۔ یعنی چھپے ہوئے قاتل کا پتہ۔

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند | تخمِ ایں آشوبِ ایشاں کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اس جماعت نے قتل کیا ہے | اس فساد کے بیج انہوں نے بوئے ہیں

چونکہ ا کشتہ گردد ایں جسمِ گراں | زندہ گردد ہستیِ اسرارداں
جب یہ بھاری جسم مردہ ہو جاتا ہے | راز داں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ اُو بیند بہشت و نار را | باز داند جملہ اسرار را
اس کی جان دوزخ اور جنت کو دیکھتی ہے | اور تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وانُما ید خونیانِ دیورا | وانُما ید دامِ خدعہ وریورا
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے | مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

گاوِ ۲ کشتن ہست از شرطِ طریق | تاشود از زخمِ دُمش جاں مُفیق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے | تاکہ جان اس کی دم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاوِ نفسِ خویش را زوتر بکُش | تا شود روحِ خفی زندہ بہُش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے | تاکہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو | حالِ ذوالنّون با مُریداں باز گو
اس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر | ذوالنون کا مریدوں کے ساتھ معاملہ سُنا

رجوع کردن بحکایت ذوالنّون رحمۃ اللہ علیہ
ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسید ند آں نفر نزدیکِ اُو | بانگ برزدہے کیا نند اتّقُو
جب وہ لوگ ان کے پاس پہنچے | وہ چیخے خبردار تم کون ہو؟ بھاگو

با ادب گفتند ماز دوستاں | بہر پُرسش آمدیم اینجا بجاں
انہوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں | ہم (دل و) جان سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

چونی اے دریائے عقلِ ذُفنون ۳ | ایں چہ بُہتان ست بر عقلت جُنون
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟ | آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب | چوں شود عنقا شکستہ از غُراب
بھٹی کا دھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟ | عنقا کوے سے کب شکست کھاتا ہے

وامگیر از ما بیاں کُن ایں سخُن | ما محبّانیم باما ایں مکُن
ہم سے نہ چھپائیے، یہ بات بتایئے | ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

---

۱ چونکہ جس طرح اس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں جان او۔ مقام فنا پر پہنچ کر اسرار آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وانُما ید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اس کے قاتل ہیں اور انکے مکر فریب کو پہچان جاتا ہے۔

۲ گاو کشتن۔ یعنی مادی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریق معرفت مفیق۔ ہوشمند۔ بہش۔ بہ ہوش۔ مریداں۔ یعنی ذوالنون کے وہ مرید جو پاگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اتقوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو، پرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت۔

۳ فنون۔ فن کی جمع ہے۔ بہتان۔ جھوٹا الزام۔ جنون یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے گلخن بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا دھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکن۔ یعنی حقیقت نہ چھپایئے۔

مَر مُحبّاں رانشاید دور کرد — یا برُو پوش و دغل مہجورا کرد

دوستوں کو نہ بھگانا چاہیے — یا رو پوشی اور دھوکے سے دور نہ کرنا چاہیے

راز را اندر میاں نہ با مُحِب — اے کہ بحرِ علم و عقلی اِستَجِب

راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے — اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں! مان جائیے

راز را اندر میاں آور شہا — رُو مکُن دراَبر پنہانی مُہا

اے شاہ! راز بتا دیجئے — اے چاند! ابر میں منہ نہ چھپائیے

ما مُحِبِّ صادق و دلخستہ ایم — در دو عالم دل بتو وابستہ ایم

ہم سچے دوست اور دل شکستہ ہیں — دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکُن — درمیاں نہ راز و قصدِ جاں مکُن

راز کو دوستوں سے نہ چھپائیے — راز بتا دیجئے اور ہماری جان کے درپے نہ ہوجئے

چونکہ ذوالنُّون ایں سخن زایشاں شنید — جُز طریقِ امتحاں مخلص ندید

جب ذوالنون نے ان کی یہ بات سنی — آزمائش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فحش آغازید۲ و دشنام از گزاف — گفت اُو دیوانگانہ زی وقاف

خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کر دی — دیوانوں کی طرح انہوں نے زق زق بق بق شروع کر دی

بر جہید و سنگ پرّاں کرد و چوب — جملگاں بگر یختند از بیم کوب

کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے — چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جُنبا نید سَر — گفت بادِ ریش ایں یاراں نگر

قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا — کہا ان دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں — دوستاں رارنج کے باشد زجاں

دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟ — دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں۳ گیرد زرنجِ دوست دوست — رنج مغز و دوستی اُورا چو پُوست

دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟ — تکلیف اٹھانا مغز ہے اور دوستی اس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی — رُو مگرداں گر تو نیکو خوستی

اگر تو دوست ہے تکلیف برداشت کر — اگر تو اچھی عادت والا ہے رو گردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی — در بَلا و محنت و آفت کَشی

کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟ — مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کرنے میں

۱ مہجور کرد۔ یعنی روپوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ استجب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ مہا۔ اے مہ دلخستہ۔ رنجیدہ قصد جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمائش۔ مخلص چھٹکارے کی جگہ۔

۲ آغازید۔ شروع کر دیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زی وقاف۔ جھک جھک، بک بک۔ بادریش غرور، شیخی نشان۔ علامت۔ رنج۔ یارے کہ تحمل نہ کند یار نباشد

۳ کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل لُبِ لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ رو مگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہنچائے۔ بے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضا دوست رہے۔

دوست ہمچوں زر بلا چوں آتش ست — زرِ خالص در دلِ آتش خوش ست
دوست سونے کی طرح تکلیف آگ کی طرح ہے — خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان ۲ کردنِ خواجہ لقمانؑ زیرکیِ لقمانؑ را
حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود — روز و شب در بندگی چالاک بود
کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے — دن رات خدمتگاری میں چست تھے

خواجہ اش میداشتے در کار پیش — بہترش دیدے زفر زندانِ خویش
آقا ان کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا — اپنی اولاد سے بھی ان کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود — خواجہ بُود واز ہوا آزادہ بود
اسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے — (لیکن) آقا تھے اور خواہش نفسانی سے سرآزاد تھے

گفت ۳ شاہے شیخ را اندر سخن — کز من از بخشش تو چیزے خواست کُن
ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا — مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر ترا — کہ چنیں گوئی مرا زیں بر تر آ
اس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی — کہ مجھسے یہ کہتا ہے اس سے بالا تر بن

من دو بندہ دارم وایشاں حقیر — واں دو بر تو حاکمانند و امیر
میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں — اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست — گفت آں یک خشم ودیگر شہوت ست
بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے — اس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں داں کوز شاہی فارغ ست — بے مہ و خورشید نورش بازغ ست
بادشاہ اس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے — چاند اور سورج پر اس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عار اوست — ہستی آں دارد کہ باہستی عدوست
وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ (ظاہری) خزانہ اس کی ذلت ہے — وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجہ لقماں بظاہر خواجہ وش — در حقیقت بندہ لقماں خواجہ اش
حضرت لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے — حقیقتاً غلام ہے، لقمانؑ اس کے آقا ہیں

---

۱ ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

۲ امتحان کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھایا اسی طرح ایک انسان کو منجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ خواجہ آقا ان کو معزز اور اولاد سے زیادہ پیار سے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کی دلیل۔ بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو ان کے باپ کو جبراً غلام بنایا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

۳ گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ بر تر آ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ من۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا۔ میرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ رشاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ۔ ہستی آں دارد۔ یعنی اس کا روحانی وجود ہے۔ جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ۔ یعنی دراصل لقمانؑ خواجہ تھے اور ان کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

در جہانِ ابازگونہ زیں لبسے ست ۔۔۔ در نظر شاں گوہرے از خسے ست

الٹی دنیا میں ایسا بہت ہے ۔۔۔ ان کی نظر میں جو ہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد ۔۔۔ نام و ننگے عقلِ شاں رادام شد

بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا ۔۔۔ عزت و ذلت، ان کی عقل کا جال بنا

یک گُروہ راخود مُعرّف جامہ است ۔۔۔ در قبا گویند کواز عامہ است

ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے ۔۔۔ قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گُرہ را ظاہرا سالوس و زرق ۔۔۔ کردہ زاہد نام واندر زُہد غرق

ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے ۔۔۔ زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھ لئے

یک گُرہ را ظاہر۲ سالوس و زُہد ۔۔۔ نُور باید تا بُود جاسوسِ زہد

ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے ۔۔۔ نور چاہیے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و غول ۔۔۔ تا شناسد مرد را بے فعل وقول

نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو ۔۔۔ تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رَوَد در قلب اُو از راہِ عقل ۔۔۔ نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل

اس کے دل میں عقل کے راستے سے گھس جائے ۔۔۔ اس کا نقد دیکھ لے سُنی سنائی کا پابند نہ ہو

بندگان ۳ خاصِ علّام الغُیوب ۔۔۔ در جہانِ جاں جواسیس القلوب

علام الغیوب کے خاص بندے ۔۔۔ روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل در آید چوں خیال ۔۔۔ پیشِ شاں مکشوف باشد سرِّ حال

جب دل میں کوئی خیال آتا ہے ۔۔۔ پوشیدہ بھید ان کے سامنے کھل جاتا ہے

در تنِ گنجشک چہ بُود برگ و ساز ۔۔۔ کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز

چڑیا کے جسم میں کیا ساز و سامان ہوتا ہے؟ ۔۔۔ کہ وہ باز کی عقل پر چھپ سکے

آنکہ واقف گشتہ بر اسرارِ ھُو ۔۔۔ سرِّ مخلوقات چہ بُود پیشِ اُو

جو اللہ (تعالیٰ) کے بھیدوں سے واقف ہو گیا ۔۔۔ مخلوق کے بھید اس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُود ۔۔۔ بر زمیں رفتن چہ دُشوارش بُوَد

جس کی گذر آسمانوں پر ہو ۔۔۔ اس کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہو گا؟

در کفِ داوُد کاہن گشت موم ۔۔۔ موم چہ بُود در کفِ اُو اے ظَلُوم

حضرت داؤد کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہو گیا ۔۔۔ اے ظالم! ان کے ہاتھ میں موم کیا ہو گا؟

۱۔ جہان بازگون۔ الٹی دنیا۔ در نظر یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ صحرا کو کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مہلکہ یعنی ہلاکت کی جگہ ہے۔ نام نہند زنگی کافور۔ نام و ننگ عزت و ذلت کے خیال سے بے عقلی کے کام کرتے ہیں۔ یک گرہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہنے والے کو معمولی انسان تصور کرتے ہیں۔

۲۔ ظاہر سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زہد کے قائل ہوتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نور قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کہے اور کام دیکھے انسان کو پہچانا جا سکے۔ نقد او۔ انسان کی صحیح حالت۔

۳۔ بندگان۔ پیر پر مرید کے دل کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ علام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جو اسیس۔ جاسوس کی جمع ہے۔ راز کو جاننے والا۔ در درون۔ جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندے بھی دل میں گھس کر پوشیدہ احوال جان لیتا ہے۔ در تن گنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرار ھو اللہ کے سر بر افلاک انبیاء علیہم السلام اولیاء کو آسمانوں کی سیر بھی کرا دیجاتی ہیں۔ داؤد۔ حضرت داؤد کا معجزہ تھا انکے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

بود لقمانؑ ۱ بندہ شکلے خواجۂ　　بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
لقمانؑ بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے　　غلامی ان کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رَوَد خواجہ بجائے ناشناس　　در غلامِ خویش پوشاند لباس
آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے　　اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

اُو بپوشد جامہائے آں غلام　　مَر غلامِ خویش را سازد امام
وہ اس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے　　اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

دَرَ پیش چوں بندگاں در رَہ شود　　تانباید زو کسے آگاہ ۲ شود
راستہ میں غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چلتا ہے　　تاکہ اس کو کوئی نہ پہچان سکے

گویداے بندہ تو رَو بر صدر شیں　　من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں
کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ　　میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو دُرشتی کُن مراؤ شنام دہ　　مَر مَرا تو ہیچ تو قیرے مَنہ
تو سختی کر مجھے برا بھلا کہہ　　تو میری کوئی عزت نہ کر

تَرکِ خدمت خدمتِ تو داشتم　　تا بغُربت تخمِ حیلت کاشتم
خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے　　جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہے

خواجگاں ۳ ایں بندگیہا کردہ اند　　تاگماں آید کہ ایشاں بندہ اند
آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں　　تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیراز خواجگی　　کارہا را کردہ اند آمادگی
وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے　　انہوں نے استعداد (کے لئے) بہت سے کام کیے ہیں

ویں غلامانِ ہوابر عکسِ آں　　خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں
اور یہ خواہش کے غلام اس کے برعکس　　اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی　　نایداز بندہ بغیر از بندگی
آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے　　(اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالَم بدیں عالم چناں　　تعبیتہا ہست بر عکسِ ایں بداں
پس اس عالم سے اس عالم تک　　بہت سی بناوٹی باتیں ہیں ان کو الٹا سمجھ

---

۱ بود لقمانؑ۔ حضرت لقمانؑ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چوں رود۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے، اجنبی جگہ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔

۲ آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ شیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمیں۔ کمینہ تو درشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترکِ خدمت یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔

۳ خواجگاں۔ بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفاء کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ انکی استعداد قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ ویں۔ غلاماں۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ۔ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالمِ آخرت ازیں عالم۔ عالمِ دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیہ کی جمع ہے بناوٹ بر عکس۔ جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؑ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؑ آقا اور ان کا آقا ان کا غلام تھا اسی طرح اس عالم اور آخرت میں اور بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے برعکس ہیں۔

خواجہ لقمانؑ ازیں ۱ حالِ نہاں　　بود واقف دیدہ بود از وے نشاں
(حضرت) لقمانؑ کا آقا اس راز سے　　واقف تھا اور اس کی نشانی دیکھ چکا تھا

راز می دانست خوش می راند خر　　از برائے مصلحت آں راہبر
راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا　　اس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مر ورا آزاد کردے از نخست　　لیک خوشنودیِ لقمانؑ را بجست
ان کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا　　لیکن اس نے (حضرت) لقمانؑ کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمانؑ را مرا دایں بودتا　　کس نداند سرِّ آں شیرِ فتا
کیونکہ (حضرت) لقمانؑ کا مقصد یہی تھا، تاکہ　　اس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ ۲ عجب گر سر زبد پنہاں کُنی　　ایں عجب کہ سر زخود پنہاں کُنی
یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کو برے سے چھپا لے　　عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کن تو از چشمانِ خود　　تا بُوَد کارت سلیم از چشمِ بد
اپنی نظروں سے چھپا کر کام کر　　تاکہ تیرا کام نظر بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کن بر دا رمزد　　وانگہ از خود بے زخود چیزے بدزد
اپنے آپ کو سپرد کر دے مزدوری کما لے　　پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چرا لے

می ۳ دہند افیوں بمردِ زخم مند　　تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند
زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں　　تاکہ اس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج اُو را میدرند　　اُو بداں مشغول شد جاں می برند
مرتے وقت اس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں　　وہ اس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد　　از تو چیزے در نہاں خواہند بُرد
جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا　　تو وہ تیری چیز چپکے سے چرا لیں گے

پس بداں مشغول شو کاں بہتر ست　　تاز تو چیزے بَرد کاں کہتر ست
تو اس میں لگ جو اچھی چیز ہو　　تاکہ (چور) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہرچہ اندیشی و تحصیلے کُنی　　می در آید دُز زاں سو کایمنی
جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے　　چور اس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

۱ ازیں حال۔ یعنی اس بات سے کہ حضرت لقمانؑ کے ظاہراً غلامی اختیار کررکھی ہے ورنہ بباطن ان کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ ان کو غلام بنائے رکھے سِرّ۔ ان کا روحانی مرتبہ۔

۲ چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات کمال نہ ہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشم بد۔ خود اپنی نظر بد سے اپنے اعمال کو بچاؤ۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جاؤ تب اپنے رذائل کو اپنے آپ سے چرا کر غائب کر سکو گے۔

۳ می دہند۔ افیوں کو کھلا کر خودی منادی جاتی ہے تب اصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اصلاح ہو گی۔ وقت مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہتر ست۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرو پھر ضائع ہوگی تو معمولی چیز ضائع ہو گی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بے توجہی کرتا ہے تو چور اس کو چراتا ہے جس چیز کی انسان فکر رکھتا ہے اس کی جانب چور نہیں آتا۔

بارِ ۱ بازرگاں چو در آب اوفتد | دست اندر کالۂ بہتر زند
تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے | تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتیِ مالش بغرقاب ار فتد | ہرچہ نازِل تر بدریا افگند
اس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پھنسے | جو گھٹیا ہے اس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب | ترکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب
چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی | گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچا لے

نقدِ ایماں رابطاعت گوش دار | تاز روئے حق نگردی شرم سار
بندگی کے ذریعہ ایمان کی نقد کی حفاظت کر | تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے رو برو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت رانگہداری کُنی | حرص و غفلت رابَرد دیوِ دَنی
جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا | کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیرکیِ لقمانؒ پیشِ امتحان کنندگان

امتحان کرنیوالوں کے سامنے (حضرت) لقمانؑ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا

خواجۂ لقماں چو لقمانؒ را شناخت ۲ | بندہ بود اُورا و با اُو عشق باخت
(حضرت) لقمانؑ کے آقا نے جب لقمانؑ کو پہچان لیا | ان کا غلام ہو گیا اور ان پر فریفتہ ہو گیا

ہر طعامے کاوریدندے بُوے | کس سوئے لقمانؒ فرستادے زپے
وہ جو کھانا اس کے پاس لاتے | تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؑ کی جانب روانہ کرتا

تا کہ لقمانؒ دست سوئے آں بَرد | قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد
تاکہ (حضرت) لقمانؑ اس میں ہاتھ ڈال دیں | اس ارادے سے کہ آقا ان کا جھوٹا کھائے

سُورِ ۳ اُو خوردے وشور انگیختے | ہر طعامے کو نخوردے ریختے
ان کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا | جو کھانا وہ نہ کھاتے اس کو ضائع کر دیتا

ور نخوردے بیدل و بے اشتہا | ایں بُوَد پیوستگی بے مُنتہا
اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے | لا محدود تعلق یہ ہوتا ہے

خربزہ آوردہ بودند ار مُغاں | لیک غائب بود لقمانؒ آں زماں
تحفے میں خربوزہ لائے تھے | لیکن اس وقت (حضرت) لقمانؑ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں | زود رَو فرزندِ لقمانؒ رابخواں
آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے! | جلد جا عزیز لقمانؑ کو بلا لیا

---

۱ بار۔ پہلے سمجھایا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو اب اس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالا۔ سامان۔ نازل تر۔ گھٹیا۔ بہتر قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے رذائل کی حفاظت۔ نہ کرتا کہ وہ چھوٹی ہو جائیں۔

۲ شناخت۔ یعنی ان کا آقا انکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرک کا کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی ان کو بلانے کیلئے پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

۳ سُور۔ پس خوردہ۔ شور انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ ریختے۔ انکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی تعلق۔ خربزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

چونکہ لقمانؑ آمد و پیشش نشست ۔۔۔ خواجہ پس بگرفت سکینے ابدست

جب (حضرت) لقمانؑ آئے اور اس کے سامنے بیٹھ گئے ۔۔۔ اس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں بُرید و داد اُورا یک بُریں ۔۔۔ ہمچو شکر خوردش و چوں انگبیں

جب تراشا، اور ان کو ایک قاش دی ۔۔۔ انہوں نے اس کو شکر و شہد کی طرح کھا لیا

از خوشی کہ خورد داو اُورا دوم ۔۔۔ تا رسید آں گُرچہا تا ہفدہم

چونکہ انہوں نے خوشی سے کھایا ان کو دوسری دی ۔۔۔ یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہنچیں

ماند گُرچے گفت ایں را من خورم ۔۔۔ تا چہ شیریں خُر بزست ایں بنگرم

ایک قاش بچی تو بولا اس کو میں کھاؤں گا ۔۔۔ تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

او چنیں خوش میخورد کز ذوقِ او ۔۔۔ طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو

وہ اسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ انکے ذوق سے ۔۔۔ طبیعتیں خواہشمند ہو گئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں ۲ بخورد از تلخیش آتش فروخت ۔۔۔ ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت

جب اسنے کھایا اس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی ۔۔۔ زبان پر آبلہ پڑ گیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخیِ آں ۔۔۔ بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں

تھوڑی دیر اس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا ۔۔۔ اس کے بعد اسنے کہا، اے جانِ عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را ۔۔۔ لُطف چوں انگاشتی ایں قہر را

آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟ ۔۔۔ اس قہر کو لطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبر ست ایں صبوری از چہ دست ۔۔۔ جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست

یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟ ۔۔۔ گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں ۳ نیاوردی بحیلت حجتے ۔۔۔ کہ مرا عذریست بس کن ساعتے

کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کر دیا ۔۔۔ کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخشِ تو ۔۔۔ خوردہ ام چنداں کہ از شرم دو تو

فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے ۔۔۔ میں نے اسقدر کھایا ہے کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرم آمد گر یکے تلخ از کفت ۔۔۔ می نخورم اے تو صاحب معرفت

مجھے شرم آئی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز ۔۔۔ نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو ۔۔۔ رُستہ اند و غرقِ دانہ و دامِ تو

جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے ۔۔۔ اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

۱ سکین - چھری - بُریں - قاش - پھانک - انگبیں - شہد - گرچہا - گرچ کی جمع ہے بالضم وکاف و جیم فارسی، خربوزے، تربوز کی قاش۔ مشتہی - خواہشمند۔

۲ چوں - کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑ گیا۔ جانِ جہاں - یعنی حضرت لقمانؑ۔ زہر - یعنی کڑوا خربوزہ۔ عدو - ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے۔

۳ چوں - یعنی صاف انکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے۔ گفت - حضرت لقمانؑ نے فرمایا جب اس ہاتھ سے سینکڑوں شیریں چیزیں کھا چکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے۔ اجزام - میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں۔ دام جال۔

گر زیک[1] تلخے کنم فریادو داد — خاکِ تیرہ بر سرِ اجزام باد

اگر میں ایک کڑوی چیز سے فریاد اور واویلا کروں — تو کالی خاک میرے اجزاء پر ہو

لذتِ دستِ شکر بخشت کہ داشت — اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت

تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذت رکھتا تھا — اس نے اس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبت تلخہا شیریں شود — از محبت مسہاز ریں شود

محبت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبت دُردہا صافی شود — وز محبت دَردہا شافی شود

محبت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں — محبت سے درد شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبت خارہا گل می شود — وز محبت سرکہا مُل می شود

محبت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں — محبت سے سر کے شراب بن جاتے ہیں

از محبت دار تختے[2] می شود — وز محبت بار بختے می شود

محبت سے سولی، تخت بن جاتی ہے — محبت سے بوجھ نصیب بن جاتا ہے

از محبت سجن گلشن می شود — بے محبت روضہ گلخن می شود

محبت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے — بغیر محبت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبت نار نورے می شود — وز محبت دیو حورے می شود

محبت سے آگ نور بن جاتی ہے — محبت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود

محبت سے پتھر تیل بن جاتا ہے — بغیر محبت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبت حزن شادی می شود — وز محبت غول ہادی می شود

محبت سے غم خوشی بن جاتا ہے — محبت سے چھلاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبت نیش[3] نوشے می شود — وز محبت شیر موشے می شود

محبت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے — محبت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبت سُقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود

محبت سے بیماری تندرستی بنجاتی ہے — محبت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبت خار سوسن می شود — وز محبت خانہ روشن می شود

محبت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے — محبت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

---

[1] گرزیک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ دردہا۔ یعنی امراض۔ مُل۔ شراب۔

[2] تختے۔ یعنی تختِ شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سجن۔ قید خانہ۔ روضہ۔ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بد صورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت خون۔ غم۔ غول۔ چھلاوا جس کا کام راستے سے بھٹکانا ہے۔

[3] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ نوش۔ شہد۔ موش۔ چوہا۔ سُقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

از محبت مُردہ زندہ می شود　　وز محبت شاہ بندہ می شود
محبت سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے　　محبت سے شاہ غلام بن جاتا ہے

ایں محبت ہم نتیجہ دانش[1] است　　کے گزافہ بر چنیں تختے نشست
یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے　　بکواس ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانش ناقص کجا ایں عشق زاد　　عشق زاید ناقص لمّا بر جماد
ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟　　ناقص (عقل) عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر سے

بر جمادے رنگ مطلوبے چو دید　　از صَفیرے بانگِ محبوبے شنید
پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا　　سیٹی سے محبوب کی آواز سن لی

دانش ناقص نداند فرق را　　لا جرم خورشید داند برق را
ناقص عقل فرق نہیں سمجھتی　　لا محالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[2] ملعون خواند ناقص را رسول　　بود در تاویل نقصانِ عُقول
ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے　　از روئے تاویل، عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقص تن بُود مرحومِ رحم　　نیست بر مرحوم لائق لعن و زحم
اس لئے کہ ناقص جسم قابل رحم ہوتا ہے　　قابل رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بدرنجوریست　　مُوجبِ لعنت سزائے دوریست
بری بیماری عقل کی کمی ہے　　جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[3] تکمیل خرد با دُور نیست　　لیک تکمیل بدن مقدور نیست
کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے　　لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کُفرِ فرعونے وہر گبرِ عنید　　جُملہ از نقصانِ عقل آمد پدید
فرعون اور ہر سرکش کافر کا کفر　　سب عقل کی کمی سے رونما ہوا ہے

بہرِ نقصان بدن آمد فَرَج　　دَر نُبی کہ مَا عَلَی الْاَعْمیٰ حَرَجْ
بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے　　قرآن میں ہے، اندھے پر گناہ نہیں ہے

برق آفِل باشد و بس بے وَفا　　آفِل از باقی نداد بے صفا
برق چھپ جانے والی ہوتی ہے، بہت بے وفا ہوتی ہے)　　بے نور، غائب ہوجانے والا باقی رہنے والے سے متمیز نہیں کرتا ہے

برق خندد برکہ می خندد بگو　　بر کسے کہ دل نہد بر نورِ اُو
بجلی ہنستی ہے بتا کس پر ہنستی ہے؟　　اس شخص پر جو اس کی چمک سے دل لگائے

---

[1] دانش۔ یعنی عشق و محبت کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جمادے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوب حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اس کی گرویدہ ہو جاتی ہے یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرند کو شکاری کی سیٹی سے دھوکا لگتا ہے اور اس کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر۔ سیٹی جو شکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

[2] چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقص تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بدرنجوری۔ بری بیماری۔

[3] زانکہ باعث لعنت وہ برائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور نہ کیا جائے بے عقل عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر۔ چونکہ عقلی نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعث لعنت ہے فرج۔ کشادگی۔ اعمیٰ۔ اندھا۔ حرج۔ گناہ۔ آفل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو قہقہہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نور ہائے برق بریدہ[1] پے ست ۔۔۔ آں چو لاشرقی و لاغربی کے ست
بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں ۔۔۔ وہ لاشرقی و لاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق راچوں یَخْطَفُ الْاَبْصَار واں ۔۔۔ نورِ باقی راہمہ اِبصار داں
بجلی کو تو نگاہیں اچک لینے والی سمجھ ۔۔۔ باقی رہنے والے نور کو مجسم نگاہیں سمجھ

برکفِ دریا فرس را راندن ست ۔۔۔ نامہ را در نورِ برقے خواندن ست
دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑانا ہے ۔۔۔ خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

از حریصی عاقبت نادید نست ۔۔۔ بر دل و بر عقل خود خندید نست
حرص کی وجہ سے نا عاقبت اندیش ہے ۔۔۔ اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اڑانا ہے

عاقبت بین ست عقل از خاصیت ۔۔۔ نفس باشد کونہ بیند عاقبت
عقل طبعاً عاقبت بیں ہے ۔۔۔ جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوبِ نفسِ اُو نفس شد ۔۔۔ مُشتری مَاتِ زحل شد نحس شد
وہ جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے ۔۔۔ جب مشتری زحل سے مات کھاجاتا ہے منحوس ہوجاتا ہے

ہم دریں[2] نحسے بگرداں ایں نظر ۔۔۔ در کسے کو کرد نحست درنگر
اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما ۔۔۔ اس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر و مد ۔۔۔ اُوز نحسے سوئے سعدے نقب زد
جو نگاہ اس اتار چڑھاؤ کو دیکھے ۔۔۔ اس نے نحوست سے سعادت کیطرف راستہ بنالیا ہے

زاں[3] ہمی گرداند از حالے بحال ۔۔۔ ضد بضد پیدا کناں در انتقال
(خدا) اسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے ۔۔۔ تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زایدا ز ذاتُ الشمال ۔۔۔ لذتِ ذاتُ الیمیں یَرجی الرِجَال
تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اہل ظلمہ) سے پیدا کرے ۔۔۔ اس دائیں جانب والے (اہل نعمہ) کی لذت جس کی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عُسرت نہ بینی خونہا ۔۔۔ کے ز لیُسرے بازیابی لطفہا
جب تک کہ تو تنگی کے خونوں کو نہ دیکھ لے گا ۔۔۔ تو تجھے سہولت سے لطف کب حاصل ہونگے؟

تانہ بینی خوف نحسِ مشاٗمہ ۔۔۔ کے شناسی قدرِ لطفِ میمنہ
جب تک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف نہ دیکھ لیگا ۔۔۔ دائیں جانب (والوں) کے لطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پَر باشی کہ مُرغِ یک پرہ ۔۔۔ عاجز آید از پریدن یکسرہ
تاکہ تو دو پروں والا ہو جائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ ۔۔۔ اڑنے سے بالکل عاجز رہتا ہے

---

[1] بریدہ پے۔ پیر کٹے ہوئے لاشرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے یخطف۔ قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے "یکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ" قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اچک لے از حریصی۔ ناپائیدار عشق ایسا ہے جیسا کہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کوند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے۔ نفس کوتاہ بین ہے مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی داب میں آ کر نحس بن جاتا ہے۔

[2] ہم دریں نحسے۔ اگر انسان وساوس قلبی میں مبتلا ہو تو ان کے درپے نہ ہو بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ یہ ہوتے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہو کر عروج کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ جزر۔ سمندر کا اتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

[3] زاں ہمی۔ انسان کے احوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ عاقبت کی قدر اسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذات الشمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذات الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عُسر تنگی۔ یُسر۔ سہولت۔ مشئمہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر۔ یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

ہیں ۱؎ گذر از میمنہ وز میسرہ | در سرائے سابقاں آں یکسرہ
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گزر جا | بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یار ہا کن تا نیایم در کلام | یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں | یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست | کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
اگر تو نہ یہ چاہے، نہ وہ چاہے تجھے اختیار ہے | کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

جانِ ابراہیم باید تا بنور | بیند اندر نار فردوس و قصور
حضرت ابراہیم کی جان چاہیے تاکہ نور کے ذریعہ | آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ پایہ ۲؎ بر رود بر ماہ و خور | تانماند ہمچو حلقہ بندِ در
درجہ بدرجہ چاند اور سورج سے اونچا جائے | تاکہ کنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیل از آسمانِ ہفتمیں | بگذرد کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن
(حضرت ابراہیم) خلیل (اللہ) کی طرح ساتویں آسمان سے | گزر جاتا ہے کیونکہ وہ "لا احب الآفلین" (کہتے ہیں)

ایں جہان تن غلط انداز شد | جز مرآں راکوز شہوت باز شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنے والی ہے | علاوہ اس کے جو خواہش نفسانی سے باز رہا

حسدِ آں حشم برآں غلام خاصِ سُلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصہ ۳؎ شاہ و امیران و حسد | بر غلام خاص و سلطانِ خرد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ | خاص غلام اور شہنشاہ عقل پر

دور ماند از جر جرارِ کلام | باز باید گشت و کرد آں را تمام
دور رہ گیا کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کی وجہ سے | واپس لوٹنا چاہیے اور اس کو مکمل کرنا چاہیے

باغبانِ مُلک با اقبال و بخت | چوں درختے وَا نداند از درخت
اقبال اور نصیبہ والا، ملک کا باغبان | درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیوں نہ جانیگا؟

آں درختے را کہ تلخ و رد بود | واں درختے کہ یکش ہفصد بود
وہ درخت جو کڑوا اور ناپسند ہو | اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت | چوں بہ بیند شاں بچشم عاقبت
(ان کو) رتبے میں برابر کب رکھے گا؟ | جب ان کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

۱؎ ہیں۔ قرآن پاک میں اصحاب میمنہ اور میسرہ کا ذکر آیا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اُوْلٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ "یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یارہا کن۔ مولانا سننے والے کو مخاطب کرتے ہیں کہ یا تو اسرار کا یہ بیان ختم ہونا چاہیے یا توجہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیم۔ عقل کامل ہو تو حضرت ابراہیم کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

۲؎ پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیے۔ تاکہ خلوت راز سے باہر نہ رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن۔ میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا حضرت ابراہیم نے یہ اس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

۳؎ قصہ درمیان میں مولانا نے کچھ اسرار و حکم کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جر۔ کھینچنا۔ جرار کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور ان سے انکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے لہذا حسد بیجا ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا قیمتی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑا ہوا ہوتا ہے۔

کاں درختاں را نہایت چیست بر ۔۔۔ گرچہ یکسانند ایں دم در نظر

کہ ان درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے ۔۔۔ اگرچہ اس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو ینظر بنورِ اللہ شد ۔۔۔ از نہایت وز نخست آگاہ شد

وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا ۔۔۔ ابتداء اور انتہاء سے واقف ہو گیا

چشم آخر بیں بہ بست از بہر حق ۔۔۔ چشم آخر بیں گشاد اندر سبق

اسنے اللہ (تعالیٰ) کیلئے چرکو دیکھنے والی آنکھ بند کر لی ہے ۔۔۔ آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بد درختاں بودہ اند ۔۔۔ تلخ گوہر شور بختاں بودہ اند

وہ حاسد، برے درخت تھے ۔۔۔ کڑوی اصل والے بد بخت تھے

از حسد جوشان وکف می ریختند ۔۔۔ در نہانی مکرمی انگیختند

حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھگوں گراتے تھے ۔۔۔ خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا غلامِ خاص را گردن زنند ۔۔۔ بیخ اُورا از زمانہ بر کنند

تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں ۔۔۔ دنیا سے اس کی جڑ اکھاڑ دیں

چوں شود فانی جو جانش شاہ بود ۔۔۔ بیخ اُو در عصمتُ اللہ بُود

وہ فانی کب ہو سکتا ہے جبکہ بادشاہ اس کی جان تھا ۔۔۔ اس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقفِ آمدہ ۔۔۔ ہمچو بوبکرؒ ربابی تن زدہ

بادشاہ ان رازوں سے واقف ہو گیا ۔۔۔ ابو بکرؒ ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دلِ بدگوہراں ۔۔۔ میزد خنبک براں کوزہ گراں

بد اصلوں کے دل کو دیکھ کر ۔۔۔ ان جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکرمی سازند قومِ حیلہ مند ۔۔۔ تاکہ شہ را دُر فقاعے۳ در کنند

مکار قوم، مکاری کر رہی تھی ۔۔۔ تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیم بیکراں ۔۔۔ دُر فقاعے کے بگنجد اے خراں

لا انتہا عظیم بادشاہ ۔۔۔ اے گدھو! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے؟

از برائے شاہ دامے دوختند ۔۔۔ آخر ایں تدبیر از و آموختند

بادشاہ کے لئے جال بن رہے تھے ۔۔۔ آخر یہ تدبیر (بھی) اسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش ۔۔۔ ہمسری آغاز دو آید بہ پیش

وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے استاد سے ۔۔۔ مقابلہ کرے اور سامنا کرے

---

۱ کاں۔ درختاں۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں۔ بر۔ پھل۔ شیخ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ چشم آخر بیں۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو محض غذا جسمانی کو دیکھتی ہے۔ حسوداں۔ یعنی ان کے اعمال کے پھل تلخ تھے۔ تلخ گوہر۔ کڑوی جڑ والے۔ کف۔ جھاگ۔

۲ تاغلام۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں۔ عصمتُ اللہ۔ اللہ کی حفاظت۔ بوبکرؒ ربابی۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے۔ کوزہ گراں۔ کمہار۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل ساز اور ملمع گر کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے خنبک زدن۔ ہتھیلیاں بجاتا۔

۳ فقاع۔ دھوکہ۔ بادشاہ۔ یعنی شیخ اے خراں۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے۔ دام۔ جال۔ تدبیر سپاہی، شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے۔ نحس۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو استاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ استاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے

با کدام ۱؎ اُستاد اُستادِ جہاں — پیش اُو یکساں ہُو ید اونہاں
کونسے استاد سے ؟ دنیا کے استاد سے — جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے

چشمِ او ینظُر بنُور اللہ شُدہ — پردہائے جہل را خارق بُدہ
اسکی نظر اللہ (تعالیٰ) کے نور سے دیکھنے والی ہوگئی ہے — جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہو گئی ہے

از دلِ سُوراخ چوں کہنہ گلیم — پردہ بندو بہ پیشِ آں حکیم
پرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر — اس دانا کے سامنے پردہ تانتا ہے

پردہ می خندد برو با صد دہاں — ہر دہانے گشتہ اشگافے درآں
پردہ سو منہ سے اس پر ہنستا ہے — اس کا ہر سوراخ ایک منہ بن گیا ہے

گوید آں ۲؎ اُستاد مر شاگرد را — کاے کم از سگ نیستت با من وفا
وہ استاد، شاگرد سے کہتا ہے — اے کتے سے کمتر! تو میرا وفادار نہیں ہے

خود مرا اُستا مگیر آہن گسل — ہمچو خود شاگرد و گیر و کور دل
مجھے لوہے کو توڑنے والا استاد نہ سمجھ — اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ

نہ از منت یاریست در جان وروان — بے منت آبے نمی گردد رواں
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے — میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی

پس دلِ من کار گاہِ تختِ تست — چہ شکنی ایں کارگہ اے نادرست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے — اے نالائق اس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟

گوئیش ۳؎ پنہاں زنم آتش زنہ — نے بقلب از قلب باشد روز نہ
تو اس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں — کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے

آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو — دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے — تیرے اس ذکر کی دل گواہی دیتا ہے

لیک در رُویت نما لداز کرم — ہرچہ گوئی خندد و گوید نعم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے منہ پر نہیں کہتا ہے — تو جو کچھ کہتا ہے وہ مسکرا دیتا ہے اور وہاں کہہ دیتا ہے

اُونمی خندد ز ذوقِ مالشت — اُو ہمی خندد براں اسگالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے — وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے

۱؎ باکدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو روحانی استاد ہے۔ جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ ینظُر۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه "مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارق۔ پھاڑنے والا۔ از دل۔ جو دل معصیتوں کی وجہ سے پرانی گدڑی کی طرح سوراخ در سوراخ ہے یہ اس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پردہ۔ اس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

۲؎ گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کتے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں۔ شدن۔ کامیاب ہونا۔ دل من۔ تجھے جو تختِ عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کاریگری ہے۔

۳؎ گوئیش۔ شاگرد استاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے آتش زنہ۔ چقماق۔ روزنہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مرید کے دل کی حالت معلوم کر لیتا ہے دل گواہی مرید کا دل بتا دے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بسا اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ نمی خندد۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تحمیق کے لئے ہوتی ہے۔

پس خدائی ۱ را خدائی شد جزا — کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا

دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے — پیالی مارا پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو وِرا خندہ رضا — صد ہزاراں گل شگفتے مر تُرا

اگر تیرے ساتھ اس کی رضا مندی کی ہنسی ہوتی — تجھ میں لاکھوں پھول کھل جاتے

چوں دلِ اُو در رضا آرد عمل — آفتابے داں کہ آید در حمل

جب اس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے — سمجھ لے کہ سورج (برج) حمل میں آ گیا

زو بخندد ہم نہارو ہم بہار — در ہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار

اس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور موسم بہار بھی — شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صد ہزاراں بُلبُل و قمری نوا — افگند اندر جہانِ بے نوا

لاکھوں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے — لگتی ہیں (اس) اجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار — چوں بدانی رمز خندہ در ثمار

جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے — تو پھلوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ ۲ برگِ رُوح خود زرد و سیاہ — می نہ بینی چوں بدانی خشم شاہ

جبکہ تو اپنی روح کے پتوں کا زرد اور سیاہ ہونا — نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در بُرجِ عتاب — میکند رُو ہا سیہ ہمچوں کتاب

شاہ کا سورج غصہ کے برج میں آ کر — اعمال نامہ کی طرح رو سیاہ کر دیتا ہے

آں عطارد را ورقہا جانِ ماست — آں سپیدو آں سیہ میزانِ ماست

ہماری جان اس عطارد کے لئے کاغذ ہے — وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز منشورے ۳ نویسد سُرخ و سبز — تا رہند ارواح از سودا و عجز

پھر وہ سرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے — حتیٰ کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پا جاتی ہیں

سُرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار — چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار

نو بہار کی تحریر اور سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے — جو قیاس کرنے میں دھنک کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنی شنو تو قصہ — تا بیابی از معانی حصہ

اس مقصد میں تو ایک قصہ سن لے — تاکہ تو بھی معانی سے حصہ پا لے

---

۱ خدائی۔ دھوکا یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ کیا ویسا ہی برتاؤ اس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مرید کے کاموں سے خوش ہو کر فیض تو مرید فیض سے مالا مال ہو جائے حمل۔ بکری کا بچہ سورج کے برجوں میں سے ایک برج بکری کے بچہ کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اس میں آتا ہے تو موسم بہار شروع ہو جاتا ہے۔ زو بخندد۔ یعنی موسم بہار کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسم بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی جب مرید حس باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیض کی آمد کو سمجھے گا نہ اسے محرومی کو۔ در ثمار۔ پھلوں کا خندہ یہ ہے کہ ان پر پکنے کی رونق آ جائے۔

۲ چونکہ چونکہ باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اس کی روح پر خزاں طاری ہے تو وہ پیر کے غصہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ عُطارد۔ ستارہ جس کو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے اور مرید کی قلبی حالت ہی اس کی اچھائی یا برائی کا معیار ہے۔

۳ منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا یعنی نفسانی لذتوں سودا۔ عجز یعنی وصولی الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز شیخ کے انوار مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنک کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنی۔ شیوخ مظہر اولیاء اللہ کا مظہر ہیں بلقیس نے حضرت سلیمان کے خط کو ان کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور بندی کی حقارت کو مد نظر نہ رکھا۔

عکس تعظیم پیغمبرِ سلیمانؑ دردلِ بلقیس ۱ از صورت حقیرِ ہُد ہُد

(حضرت) پیغمبر سلیمان (علیہ السلام) کی تعظیم کا عکس بلقیس کے دل پر حقیر ہُد ہُد کی صورت کے ذریعہ

رحمتِ صد تو براں بلقیس باد — کہ خدایش عقلِ صد مرداں بداد
اس بلقیس پر سوگنی رحمت ہو — جس کو خدا نے سینکڑوں مردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُد ہُدے نامہ بیاورد و نشاں — از سلیمانؑ چند حرفے بابیاں
ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا — (حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حروف والا

خواند اُو آں نکتہائے باشمول — وز حقارت ننگرید اندر رسول
اس نے ان جامع نکتوں کو پڑھا — اور نامہ بر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشم ہُد ہُد دید و جان عنقاش دید — حس چو کفّے دید و دل دریاش دید
آنکھ نے ہُد ہُد دیکھا اور جان نے اس کو عنقا دیکھا — حس نے اس کو جھاگ دیکھا اور دل نے اس کو دریا دیکھا

عقل باحس زیں طلسماتِ دو رنگ — چوں محمدؐ با ابو جہلاں بجنگ
ان دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حس کے ساتھ — جنگ میں رہتی ہے جیسے محمدؐ ابو جہلوں کیساتھ

کافراں ۲ دید ند احمد را بشر — چوں ندیدند ازوے اِنْشَقَّ الْقَمَر
کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف انسان دیکھا — جبکہ ان سے شق القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حس بینِ خویش — دیدۂ حس دشمنِ عقل ست و کیش
اپنی حسی آنکھ پر خاک ڈال — حسی آنکھ عقل اور مذہب کی دشمن ہے

دیدۂ حس را خدا اَعماش خواند — بُت پرستش گفت وضدِ ماش خواند
حسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے — اس کو بت پرست کہا اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ اوکف دید و دریا را ندید — زانکہ حالے دید و فردا را ندید
کیونکہ اس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا — کیونکہ اس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ ۳ فرد او حالی پیشِ او — او نمی بیند ز گنجے جز تسو
وہ آخرت کے آقا ہیں اور اس کے نزدیک وہ موجودہ وقت کے — وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرّہ زاں آفتاب آرد پیام — آفتاب آں ذرّہ را گردد غلام
اگر ایک ذرہ اس سورج کا پیغام لائے — سورج اس ذرے کا غلام بن جائے

۱ بلقیس۔ ملک یمن کے شہر سبا کی حکمران تھی۔ جس کا قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ عقلِ صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اس کو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہُد ہُد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہُد ہُد۔ ظاہری آنکھ وہ ہُد ہُد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اس کو عنقا سمجھا۔ طلسمات دو رنگ۔ وہ چیزیں۔ جو بظاہر حقیر ہیں لیکن بباطن عظیم ہیں ان کے بارے میں عقل اور حس میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابو جہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔

۲ کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شق القمر کا معجزہ ہے اس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدہ حس۔ محض ظاہر بین نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اعماش خواند۔ خدا نے اس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ آپ فرما دیجئے۔ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں اس آیت میں اعمیٰ سے وہ مراد ہیں جو صرف حسی نظر سے کام لیتے ہیں۔ اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ۔ کافروں کی ظاہر بین نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔ یعنی انجام۔

۳ خواجہ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ حضور کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جو کی بقدر وزن اگرچہ اس کا حصہ یعنی آنحضور جو ایک عظیم خزانہ رکھتے ہیں میں سے کسے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ حق تعالیٰ۔ آفتاب یعنی سورج

قطرۂ کز بحرِ وحدت شد سفیر ۱ ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
ایک قطرہ جو دریائے وحدت کا پیغامبر بنا ساتوں سمندر اس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو پیشِ خاکش سر نہد افلاکِ اُو
اگر ایک مٹھی مٹی اس کے لئے (اطاعت میں) چست ہوجائے تو اس کی مٹی کے آگے اس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق پیشِ خاکش سر نہد املاکِ حق
(حضرت) آدمؑ کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چست بنی اس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھدیا

اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ آخر از چہ بود از یکے چشمے کے خاکے بر کشود
"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟ اس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
مٹی تلچھٹ ہوجانے کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے مٹی کو دیکھ! تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آب نیست جز عطائے مبدعِ وہّاب نیست
تو سمجھ لے وہ لطافت آب و گل کی نہیں ہے ایجاد کرنیوالے عطا کرنیوالے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں ہے

گر کُند سِفلی ہواؤ نار را ورز گُل اُو بگرو راند خار را
اگر وہ ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکمست وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ اُوز عینِ درد انگیزد دوا
وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے وہ بعینہ درد سے دوا پیدا کردیتا ہے

در زمین ۲ و آب را علوی کُند راہِ گردوں را بپا مطوی کُند
اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے آسمان کے راستے کو پیروں سے طے کرا دے

گر ہواو نار را سِفلی کُند تیرگی و دُودی و ثقلی ۳ کُند
اگر ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں بس جگر ہا کاندریں رہ گشت خوں
کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟ بہت سے جگر ہیں جو اس راستہ میں خون بنے ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ خاکئ را گفت پَرہا بر کُشا
لہذا یقین ہوگیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے" ایک خاکی کو کہا کہ پر کھول

آتشی را گفت رَو ابلیس شو زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو
آتشی کو کہا جا شیطان بن ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

۱ سفیر۔ پیغامبر۔ اُسیر۔ پابند۔ چالاک۔ یعنی فرمانبرداری میں چست۔ املاک۔ یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے۔ اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ حضور کی معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے خاک بیں حضور معراج جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔ آں لطافت۔ معراج جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تھا۔ سفلی۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے۔ عناصر اربعہ میں سے ہوا اور آگ علوی ہیں جن کا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے۔ انگیزد دوا۔ قدرت حق۔ درد کو دوا بنا دیتی ہے۔

۲ زمین و آب۔ یہ دونوں عنصر سفلی ہیں۔ راہ گردوں آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبروں کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ گر ہواو نار۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے ان میں سفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے۔

۳ ثقل، تلچھٹ، کثافت۔ جگر ہا۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہوگئے ہیں۔

آدمِ خاکی تو بر رو بر سَما
اے خاکی آدم ! تو آسمان پر جا
اے بلیسِ آتشی رَو تا ثَریٰ
اے آتشی شیطان زمین کے نیچے جا

چار طبع و علتِ اُولیٰ نِیَم
میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں
در تصرّف دائماً من باقیم
میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علت ست و مستقیم
میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے
نیست تقدیرم بعلت اے سقیم
اے بیمار میری (خلق و) تقدیر علت کی وجہ سے نہیں ہے

عادتِ ۲ خود را بگر دانت بوقت
(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں
ایں غبارا از پیش بنشانم بوقت
اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر راگویم کہ ہیں پُر نار شو
میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا
گویم آتش راکہ رُو گُلزار شو
میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم سُبک شو ہمچو پشم
میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا
چرخ راگویم فروشو پیشِ چشم
میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اتر آ

گویم ۳ اے خورشید مقروں شو بماہ
میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا
ہر دورا سازم چودہ ابرِ سیاہ
دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازیم خُشک
میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں
چشمۂ خوں رابفن سازیم مُشک
خون کے چشمہ کو ہنر سے مشک بنا دوں

آفتاب و مہ چودو گاو سیاہ
سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح
یوغ بر گردن بہ بندو شاں الٰہ
ان کے کندھے پر اللہ تعالیٰ جو باندھ دے

انکارِ فلسفی بر قرآن ان اصبح ماء کم غورا
قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے" پر فلسفی کا انکار

مُقرئی میخواند از روئے کتاب
ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا
ماءُ کُم غوراً ز چشمہ بندم آب
ماء کم غورا یعنی میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غو را گر پنہاں کنم
اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں
چشمہا را خُشک و خُشکستاں کنم
چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں

---

۱ خاکی جو کہ سفلی ہے اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری علوی ہے اس کو سفلی بنا دیا۔ ثریٰ۔ نمناک مٹی یعنی زمین ۔ چار طبع۔ چاروں عنصر بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالا ضطرار متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت ہوتی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

۲ عادتِ خود اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرما دینے پر قادر ہے۔ غبار۔ یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے آگ کو حکم دے تو گلزار بنجائے۔ کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

۳ گویم۔ قیامت میں چاند اور سورج باہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہو جائیگا جیسا کہ سورۃ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمہ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمہ خوں۔ ہرن کے نافہ میں خوش مشک بنجاتا ہے۔ آفتاب۔ یعنی صرف تبدیلی صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت بدل دے۔ یوغ۔ ہل گاڑی کا جوا۔ مقری۔ میانجی۔ کتاب۔ قرآن پاک۔ ماءکم۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُ کُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْن اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا۔ زچشمہ۔ یہ سب اس آیت کے معانی کا بیان ہے غور۔ گہرا۔

آب را در چشمہ کہ آرد دِگر — جُز منِ[۱] بیمثل با فضل و خطر
(تو) پانی کو چشمہ میں دوبارہ کون لا سکتا ہے؟ — مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں — مےگذشت از سوئے مکتب آں زماں
ایک ذلیل، فلسفی، منطقی — اس وقت مکتب کی جانب سے گزر رہا تھا

چونکہ بشنید آیت اُو از ناپسند — گفت آریم آب را ما با کُلند
جب اس نے آیت سنی تو ناپسندیدگی سے — بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تبر — آب را آریم از پستی زبَر
ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے — پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بخفت و دید اُو یک شیر مرد — زد طپانچہ هر دو چشمش کور کرد
وہ رات کو سویا اور اس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا — اس (مرد) نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا، دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا

گفت زیں دو چشمۂ چشم اے شقی[۲] — با تبر نورے برآر ار صادقی
اس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے ان دو چشموں سے — اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشمِ خود را کور دید — نورِ فائض از دو چشمش ناپدید
دن ہو گیا، اور اس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا — بہنے والا نور اس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہو گیا

گر بنالیدے و مُستغفر شُدے — نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے
اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا — تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہو جاتا

لیک استغفار ہم در دست نیست — ذوقِ توبہ نقل ہر سَرمَست نیست
لیکن توبہ بھی اپنے بس میں نہیں ہے — توبہ کا ذوق ہر مست کا چبینا نہیں ہے

زشتیِ اَعمال و شومیِ جحُود — راہِ توبہ بر دلِ اُو بستہ بُود
بد اعمالی اور انکار کی بدبختی نے — توبہ کا راستہ اس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل بسختی[۳] ہمچو روئے سَنگ گشت — چوں شگافد توبہ آں را بہر کشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا — توبہ کھیتی کے لئے اس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا اَواز دُعا — بہر کشتن خاک سازد کوہ را
(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے — پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنا دے

از نیاز و اعتقادِ آں خلیل — گشت ممکن امرِ صَعبِ مستحیل
اس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے — سخت، ناممکن کام ممکن بن گیا

۱ جز من۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مُستہان۔ ذلیل۔ با کلند یعنی فلسفی۔ بولا نغیہ بالمعُوْلِ وَالفُعُیْن ہم اس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر۔ بلندی پر۔

۲ شقی۔ بد بخت۔ نورے۔ یعنی ان آنکھوں کا نور جو اندھی ہو گئی تھیں۔ گر بنالیدے۔ اگر اس گستاخی پر نادم ہو کر توبہ کر لیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست۔ ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ نقل۔ وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جحود۔ انکار۔

۳ دل سختی۔ گناہوں سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ شعیبؑ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ کھیتی کے قابل ہو گیا تھا، لیکن اس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صعب۔ دشوار۔ مستحیل۔ محال۔ ناممکن۔

یادبدریوزہ ۱ مقوقس از رسول — سنگلاخے مزرعے شد باوصول
یا مقوقس کی رسولؐ سے درخواست کی وجہ سے — پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں انکارِ مرد — مس کنذ را وصلحے را نبرد
اسی طرح انسان کا انکار الٹا — سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہربائے مسخ آمد ایں دُعا — خاکِ قابل را کند سنگ و حصیٰ
یہ (بد اعتقادی کی) پیکر مسخ کی کہربا ہے — جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مُزدِ رحمت قِسمِ ہر مزدور نیست
ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے — ہر مزدور کی مزدوری کا رحمت میں حصہ نہیں ہے

ہیں ۲ بہ پشت آں مکُن جرم و گناہ — کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
خبردار! اس کے بھروسہ جرم اور گناہ نہ کر — کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آجاؤں گا

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شد برق و سحابے توبہ را
توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں — توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیے — اس طریقہ کے لئے ابر اور برق ضروری ہے

تانبا ۳ شد برقِ دل و آبِ دو چشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم
جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہو — دھمکی اور غصہ کی آگ کب فرو ہو سکتی ہے؟

تانبا شد گریۂ ابر از مطر — تانبا شد خندۂ برق اے پسر
جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو — اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہ نہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال — کے بجوشد چشمہا ز آب زُلال
وصال کے ذوق کا سبزہ کب اگتا ہے؟ — نیز پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گُلستاں راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سمن
گلستان چمن سے راز کب کہتا ہے؟ — بنفشہ سمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے سر فشاند در ہوا
دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟ — ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار — بر فشاندن گیرد ایامِ بہار
نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب — بکھیرتا ہے موسم بہار میں؟

۱ دریوزہ۔ سوال، درخواست۔ مقوقس۔ شاہ مصر کا نام ہے جس کے پاس حضورؐ نے دعوتی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ باوصول۔ قابل پیداوار۔ انکار۔ یعنی خدا کی قدرت کا انکار۔ کہربا۔ ایک قسم کا پتھر ہے جس میں کشش ہوتی ہے۔ حصیٰ۔ کنکر۔ دستور۔ حکم، اجازت۔ مزد۔ مزدوری

۲ ہیں۔ توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب و آب۔ یعنی وہ دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزش دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق۔ یعنی دل کی شورش۔ سحاب۔ یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ۔ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی ضروری ہے اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید و خشم۔ گناہوں پر جو اللہ کی وعیدیں اور غصہ ہے۔

۳ تانباشد۔ جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزشِ اندرونی اور آبِ چشم پر موقوف ہے۔ وصال۔ یعنی وصالِ حق۔ کے بجوشد۔ موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ گل بنفشہ اور گل سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں چنار ایک درخت ہے۔ جس کے پتے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ۔ شگوفے کے ذریعہ کو زر کہا جاتا ہے۔

کے فرو زد لالہ را رُخ ہمچو خوں ۱؎ — کے گُل از کیسہ برآرد زر برُوں

خون جیسے (رنگ) سے لالہ چہرے کو کب دمکاتا ہے؟ — پھول تھیلی سے سونا، کب نکالتا ہے؟

کے بیاید بُلبُل و گُل بُوکُند — کے چو طالب فاختہ کُوکُو کند

بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟ — عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟

کے بگوید لکّ لکّ آں لکلک بجان — لکّ چہ باشد مُلک لک اے مستعان

لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟ — لک کیا ہوتا ہے؟ اے مدد گار ملک تیرا ہے

کے نماید خاک اسرارِ ضمیر — کے شود چوں آسماں بُستان مُنیر

زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟ — باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟

از کجا ۲؎ آوردہ انداین حُلّہا — مِنْ کَرِیْمٍ مِنْ رَحِیْمٍ کُلُّھَا

یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟ — سب کی سب کریم (اور) رحیم کی جانب سے ہیں

آں لطافتہا نشانِ شاہد یست — ایں نشانہا پائمردِ عابدیست

وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں — یہ نشانیاں عابد کی مدد گار ہیں

آں شود شاد از نشاں کو دیدہ شاہ — چوں ندید اورا نبا شد انتباہ

نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جسنے شاہ کو دیکھا ہو — جب اس کو نہ دیکھا ہو، آگاہی نہ ہو گی

رُوحِ آنکس کو بہنگامِ اَلَسْتُ — دیدربّ خوش شد بے ہوش ومست

اس شخص کی روح (عہد) الست کے وقت — اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا

اُو شناسد ۳؎ بوئے مے کوں خورد — چوں نخورد اُو مے چہ داند بوئے کرد

شراب کی بو وہ پہچانتا ہے جو شراب پئے — جب اس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟

زانکہ حکمت ناقہ ضلّہ است — ہمچو دلّالہ شہاں راد الہ است

کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے — دلال کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے

تو بہ بینی خواب در یک خوش لقا — کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا

تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے — جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے

کہ مُرادِ تو شود اینک نشاں — کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں

کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے — کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا

۱؎ ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر۔ یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اس کی کوکو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لک لک۔ پانی کا پرندہ ہے۔ جس کو لق لق بھی کہتے ہیں اس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے۔ جس کے معنی ہیں "تیرے لئے" مولانا فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ مُلک لک یا مُسْتَعَان "اے خدا ملک تیرا ہے" اسرار ضمیر۔ موسم بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرا ہیں۔ سب کہاں کچھ لالہ گل میں نمایاں گئے۔

۲؎ از کجا۔ موسم بہار میں تو بہاران چمن کو خدا الباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسم بہار کی لطافتیں۔ نشان۔ علامت۔ ایں نشاں۔ ایک عابد و عارف برگ درختان سبز کو معرفت کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرت حق۔ انتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اس کی نظر مصنوع پر رک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے الست ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کرکے کہا تھا اَلَسْتُ۔ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

۳؎ او شناسد۔ آثار سے موثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اس کو دیکھ لیتا ہے اس کو لے لیتا ہے اسی طرح آیات الٰہیہ سے اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے ایک عارف کو ان آیات کو دیکھ کر ذات حق یاد آ جاتی ہے۔ دلالہ۔ مشاطہ۔ دالہ۔ دلالت کرنے والی۔ تو بہ بینی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں آ کر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتادے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہوگی

یک نشانے ۱ آنکہ او باشد سوار — یک نشانے کہ ترا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ سوار ہو گا — ایک نشانی یہ ہے کہ تجھ سے بغلگیر ہو گا

یک نشانیکہ بخندد پیشِ تو — یک نشاں کہ دست بندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے وہ تیرے سامنے ہنسے گا — ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھیگا

یک نشانے آنکہ ایں خواب از ہوس — چوں شود فردا نگوئی پیشِ کس
ایک نشانی یہ ہے کہ یہ خواب خواہش سے — کل جب ہو گی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں با والدِ یحییٰ بگفت — کہ نیائی تا سہ روز اصلا بگفت
یہ نشانی (حضرت) یحییٰ کے والد سے کہی — کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دم مزن سہ روز ازیں اے نیک خو — کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
اے نیک عادت والے! اس بارے میں تین دن تک دم نہ مارنا — یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے

ہیں میاور ایں ۲ نشانے را بگفت — ویں سخن را دار اندر دل نہفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا — اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کن از نیک و بدت — ایں نشاں باشد کہ یحییٰ آیدت
تین رات تک اچھی بری بات سے چپ رہنا — یہ نشانی ہو گی کہ یحییٰ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر — ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا — یہ کیا، دوسری سو نشانیاں بھی (کہے گا)

ایں نشانِ آں بود کاں مُلک و جاہ — کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
یہ اس کی نشانی ہو گی کہ جو ملک و مرتبہ — تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پالے گا

آنکہ ۳ می گریی بہ شبہائے دراز — وانکہ می سوزی سحر گہ در نیاز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے — اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شد — ہمچو دوکے گردنت باریک شد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے — تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہرچہ داری در زکات — چوں زکاتِ پاکبازاں رختہاست
وہ (جس کے لئے) تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا — جبکہ پاکبازوں کی خیرات، سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگِ رُو — سر فدا کردی و گشتی ہمچو مُو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹا دی — سر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

۱ یک نشاں۔ مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ شخص کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ آ کر بغلگیر ہو گا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہو گا، پانچویں یہ ہے تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والد یحییٰ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خو۔ یعنی حضرت زکریا۔ مقصود تو۔ یعنی حضرت یحییٰ کی پیدائش۔

۲ ایں نشانے۔ یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیت۔ تمہارے گھر پیدا ہو گا۔ ایں نشانہا۔ یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اس کو ملک و جاہ حاصل ہو اس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں۔

۳ آنکہ۔ جس کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دوک۔ تکلا۔ ہرچہ داری۔ تمام مال و دولت۔ زکات۔ یعنی خیرات رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوا دی۔

چند در آتش نشستی ہمچو عُود ۱ — چند پیش تیغ رفتی ہمچو خُود
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا؟ — ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زیں چنیں بیچار گیہا صد ہزار — خوئے عشاقست و ناید در شمار
اس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں — عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہو سکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا — آنکہ بُودے آرزویش سالہا
چونکہ تو نے خواب میں وہ احوال دیکھے — جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد — از امیدش روزِ تو پیر و زشد
تو نے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا — اس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردۂ بر چپ و راست — کاں نشان و آں علامتہا کجاست
تو نے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں — کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

بر مثالِ ۲ برگ می لرزی کہ وائے — گر رود روز و نشاں ناید بجائے
تو پتے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے — اگر دن ختم ہو گیا اور نشانی نمودار نہ ہوئی

می دَوی در کوی و بازار و سرا — چوں کسے کو گم کند گوسالہ را
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا — اس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کر دیا ہو

خواجہ خیرست ایں دوا دو چیستت — گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟ — تیرا اس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گوئیش خیرست لیکن خیرِ من — کس نشاید کہ بداند غیرِ من
تو اس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت — مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر بگویم ۳ یک نشانم فوت شد — چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
اگر میں ایک نشانی (بھی) بتا دوں تو وہ جاتی رہی — جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آ گیا

بنگری در روئے ہر مردِ سوار — گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تو ہر سوار انسان کے منہ کو تکتا ہے — وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گوئیش من صاحبے گم کردہ ام — رُو بجُست وجوی اُو آوردہ ام
تو اس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کر دیا ہے — میں اس کی تلاش میں ہوں

دولتت پائندہ باد اے سوار — رحم کُن بر عاشقاں معذور دار
اے سوار! تیری دولت باقی رہے — عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

۱ عود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خود۔ ڈھال۔ زیں چنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اس طرح کی چیزوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب۔ چشم گرداں۔ یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں نظریں دوڑاتا رہا۔

۲ بر مثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گوسالہ۔ بچھڑا۔ دوادو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ خیرِ من۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

۳ گر بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہہ دینے سے وہ نشانی فوت ہو جائیگی اور اس کا فوت ہو جانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ منگر۔ اشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ مجھے معذور سمجھو اور معاف کر دے۔

چوں طلب کردی بجدّ ۱ آمد نظر　　جدّ خطا نکند چنیں آمد خبر
جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی　　حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت　　پس گرفت اند کنارت سخت سخت
اچانک ایک نیک بخت سوار سامنے آیا　　اس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش وافتادی بطاق　　بیخبر گفت ایں سالوس نفاق
تو بیہوش ہو گیا اور محراب میں گر پڑا　　ناواقف نے کہا، یہ مکر اور نفاق ہے

اُوچہ می بیند دروایں شور چیست　　اُونداند کاں نشانِ وصل کیست
وہ کب دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے　　وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

ایں نشاں درحق اُو باشد کہ دید　　آں دگر راکے نشاں آید پدید
یہ نشانی اس کیلئے (ہی) ہے جس نے مقصد سمجھا ہے　　دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہو سکتی ہے؟

ہر۲ زماں کزوے نشانے می رسد　　شخص را جانے بجانے می رسد
جب بھی اس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے　　(اس) شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہی بیچارہ را پیش آمد آب　　ایں نشانہا تلک آیاتُ الکتاب
بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آ گیا　　یہ نشانیاں تلک آیات الکتاب (جیسی) ہیں

پس ۳ نشانہا کہ اندر انبیاست　　خاص آں جاں راُبو دکو آشناست
وہ نشانیاں جو انبیاء میں ہیں　　وہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار　　دل ندارم بیدلم معذور دار
یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی　　میرا دل نہیں ہے میں بیدل ہوں معذور سمجھ

ذرّہا را کے تواند کس شمرد　　خاصہ آں کوعشق از وہ عقل بُرد
ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟　　خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم برگہائے باغ را　　می شمارم بانگ کبک و زاغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں؟　　میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من　　می شمارم بہر رُشد مُمتحن
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں　　مبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحس کیواں یاکہ سعد مُشتری　　ناید اندر حصر گرچہ بشمری
زحل کی نحوست یا مشتری کی سعادت　　گنتی میں نہیں آتی ہے اگرچہ تو شمار کرے

۱ جدّ۔ کوشش۔ خبر۔ اصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ من جد وجد جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے بغلگیر ہوا۔ طاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصہ سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

۲ ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیات قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تلک آیاتُ الکتٰب یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ہی یقینی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

۳ پس نشانہا۔ انبیاء میں جو نشانیاں ہیں ان سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ ایں سخن۔ یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار۔ غیر مرتب۔ ذرہا۔ انبیاء کی نشانیاں۔ ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق انکو کیا گن سکتا ہے۔ می شمارم۔ باغ کے پتے اور پرندوں کی آوازیں نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہر رُشد۔ انبیاء کی لاتعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کئے دیتا ہوں کیواں۔ زحل ستارہ جس کی نحوستیں بیشمار ہیں۔ مشتری۔ اس ستارہ کی سعادتیں بیشمار ہیں۔

لیک ۱ ہم بعضے ازیں ہر دو اثر — شرح باید کرد بہر نفع و ضر

لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ (لوگوں کے) نفع ونقصان کے لئے بیان کردینا چاہیے

تا شود معلوم آثارِ قضا — شمۂ، مراہل سعد و نحس را

تاکہ قضا (خداوندی) کے اثرات معلوم ہو جائیں کچھ سعادت اور نحوست والوں کو

طالع آں کس کہ باشد مشتری — شاد گردد از نشاط و سروری

جس کا طالع مشتری ہو وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالعِ زحل از ہر شرور — احتیاطش لازم آمد در امور

جس کا طالع زحل ہوگا ہر قسم کے شروں سے معاملات میں اس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زحل استارہ را — زآتشش سوزد مرآں بیچارہ را

اگر میں اس زحل ستارے کے (متعلق) نہ کہوں اس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کن اے بیہودہ تازاں آفتاب — آتشے ناید بیکبارہ بتاب

بے بیہودہ! بس کر، کہیں اس آفتاب کی آگ یکبارگی چمک نہ اٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں — دردمے نے نور ماند نے نشاں

لا محدود آسمان کے ستاروں میں ایک دم نہ نور رہے نہ نشان

آنچہ بردار دوراں مشغول شو — وز دگر گفتار ہا معزول شو

جس کا نتیجہ نکلے اس میں مشغول ہو دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبش اختر نیاید جز سقیم — بر ندارد جز کہ لطف آں رحیم

ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے سوائے اس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

اذکرواللہ شاہِ مادستور داد — دید اندر نار رو مارا نور داد

ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفت ۲ اگرچہ پاکم از ذکر شما — نیست لائقِ مر مرا تصویر ہا

فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مستِ تصویر و خیال — درنیابد ذاتِ مارا بے مثال

لیکن مثال اور تخیل کا عادی ہے ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرِ جسمانہ ۳ خیالِ ناقص ست — وصفِ شاہانہ از آنہا خالص ست

جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے شاہانہ صفات ان سے منزہ ہیں

---

۱ لیک۔ باوجود بیشمار ہونے کے کچھ بیان کردی جاتی ہیں۔ بس کن۔ اللہ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آ گئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ آنچہ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی چالیں صحیح نہیں ہوتی ہیں۔ فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اذکروا اللہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے۔ خواہ ہم اس کی حمد و ثناء میں اس کی شایان شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

۲ گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں، خدا کی ذات ان سے پاکیزہ ہے۔ لیک۔ چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے۔ لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

۳ ذکر جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہا نہیں ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست — ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست

(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے — یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

انکار کردنِ[۱] موسیٰ علیہ السلام بر مناجات شبان

ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار

دید موسیٰ یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے کریم واے الٰہ

(حضرت) موسیٰ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا — کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارُقت دوزم کنم شانہ سرت

تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں — تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کجائی تاکہ خدمتہا کنم — جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم

تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں — تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کر دوں

جامہ ات شویم[۲] شپشہایت کُشم — شیر، پیشت آورم اے محتشم

تیرے کپڑے دھو دوں تیری جوئیں مار دوں — اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ور ترا بیماری آمد بہ پیش — من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش

اگر تجھے بیماری لاحق ہو — اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار ہوں

دستکت بوسم بمالم پایکت — وقت خواب آید بروبم جائیکت

تیرے پیارے ہاتھ چوموں تیرے نازک پیر دباؤں — سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کر دوں

اے خدائے من فدایت جانِ من — جملہ فرزندانِ و خان و مانِ من

اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان — تمام اولاد، اور میرا گھر بار

گر بدانم خانہ، تو من مُدام — شیر و روغن آرمت ہر صبح و شام

اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ مل جائے تو میں ہمیشہ — صبح و شام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نا نہائے[۳] روغنیں — خم ہائے جوغرات اے نازنیں

پنیر بھی اور روغنی روٹیاں بھی — دہی کی مٹکیاں اے نازنیں

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام — از من آوردن زتو خوردن طعام

تیار کروں، اور صبح و شام تیرے سامنے لاؤں — میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من — وے بیادت ہی ہی وہیہائے من

اے وہ (ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان — اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ وزاری ہے

---

۱ انکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعریف امکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیے اسی کی مناسبت سے یہ قصہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی ناشائستہ تعریف چونکہ خلوص نیت سے تھی لہٰذا مقبول بارگاہ ہوئی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

۲ شپش۔ سین کے ضمہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستکت۔ دستک تو۔ پایکت۔ پایک تو۔ جائیکت۔ جائیک تو، ان تینوں لفظوں میں کاف تصغیر، پیار کے لئے ہے۔ مُدام۔ ہمیشہ۔

۳ نا نہا۔ روٹیاں۔ روغنین۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی و ہیہائے۔ ہائے ہائے، آہ وزاری۔

زیں نمط بیہودہ می گفت آں شُباں — گفت موسیٰ باکیستت[۱] اے فلاں
وہ چرواہا اس طرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا — (حضرت موسیٰ نے کہا اے فلاں تو کس سے مخاطب ہے؟)

گفت با آں کس کہ مارا آفرید — ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
اسنے کہا اس ذات سے ہمکلام ہوں جسنے ہمیں پیدا کیا ہے — یہ زمین اور آسمان جس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی — خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
حضرت موسیٰ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہوگیا ہے — مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہو گیا ہے

ایں چہ ژاژست ایں چہ کفرست و فُشار — پنبہ اندر دہان خود فشار
یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟ — اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفرِ تو جہاں را گندہ کرد — کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبودار کر دیا ہے — تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنا دیا

چارق[۲] و پاتابہ لائق مر تراست — آفتابے را چنینہا کے رواست
چپل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے — آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را — آتشے آمد بسوزد خلق را
اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا — آگ آئے گی اور دنیا کو جلا دے گی

آتشے گر نامدست ایں دود چیست — جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟ — جان کالی ہو گئی، روح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں داورست — ژاژ و گستاخی ترا چوں باورست
اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے — بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستی[۳] بے خرد چوں دشمنی ست — حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے — اللہ تعالیٰ اس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

باکہ می گوئی تو ایں با عم و خال — جسم و حاجت درصفات ذوالجلال
تو یہ کس سے کہہ رہا ہے، چچا اور ماموں سے — جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیر اُو نوشد کہ در نشو و نماست — چارق اُو پوشد کہ اُو محتاجِ پاست
دودھ پیتا ہے جو نشوونما میں ہے — چپل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

در برائے بندہ است ایں گفتگو — آنکہ حق گفت اُو منست و من خود اُو
اگر یہ گفتگو (اس) بندے کے لئے ہے — جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ میں

---

[۱] باکیستت۔ یعنی خطاب تو باکیست۔ خیرہ سر۔ بیوقوف۔ ژاژ۔ ایک خاردار گھاس ہے۔ ژاژ خائی۔ بکواس کرنا۔ فُشار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ بیہودہ بات۔ فِشار۔ فا کے فتح کے ساتھ فشردن بمعنی نچوڑنا۔ گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا۔ گدڑی، یعنی تیری اس گفتگو سے کفر والحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

[۲] چارق۔ جوتا، چپل۔ پاتابہ۔ جوتا، کھڑاؤں۔ آفتابے۔ یعنی ذاتِ خداوندی۔ خلق را۔ ایک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اس کے آثار آگئے ہیں جس سے دل سیاہ ہو گیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

[۳] دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں۔ یعنی وہ خدمتیں جو گدڑیا اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کر رہا تھا۔ عم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گدڑیے پیر دبانے کو کہا تھا حاجت گدڑیے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا۔ شیر۔ غذا کی اس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اس کا نشوونما ہوتا ہو محتاج پا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ در برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کر کے حضرت حق کی مرضیات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں انکے بارے میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بنی آدم کو خطاب کر کے فرمائے گا۔ خطاب کا مضمون آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

آنکہ گفت اِنِّی مَرِضْتُ لَمْ تَعُدْ
جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟
من شدم رنجور اُو تنہا نہ شُد
میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا

آنکہ بی یسمع وبی یبصر شدہ است
وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہوگیا ہے
در حقِ آں بندہ ایں ہم بیہدہ است
اس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے

بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق
اللہ تعالیٰ کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا
دل بمیراند سیہ دارد وَرق
دل کو مردہ کر دیتا ہے اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے

گر تو مردے را بخوانی فاطمہ
اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بلائے
گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں

قصدِ خونِ تو کند تا ممکن ست
حتیٰ الامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے
گرچہ خوشخوی و حلیم و ساکن ست
اگرچہ خوش مزاج اور بردبار اور صاحب سکون ہو

فاطمہ[2] مدحست در حقِ زناں
عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے
مرد را گوئی بود زخمِ سناں
(اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہو گا

دست و پا در حقِ ما استایش ست
ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے
در حقِ پاکیِ حق آلائش ست
اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے

لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ اورا لائق ست
نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے
والد و مولود را اُو خالق ست
(کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے

ہرچہ جسم آمد ولادت وصفِ اوست
جو جسم ہے پیدا ہونا اس کی صفت ہے
ہرچہ مولودست اوزیں سوئے جوست
جو جنا ہوا ہے وہ اس طرف (جسم) کا جویندہ ہے

زانکہ از کون[3] و فسادست و مہیں
چونکہ وہ بننے بگڑنے والے عالم کا اور کمزور ہے
حادِث ست و مُحدِثے خواہد یقیں
وہ تو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنیوالے کا خواہاں ہے

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا منہ سی دیا
وز پشیمانی تو جانم سوختی
اور شرمندگی سے میری جان جلا دی

جامہ را بدرید و آہے کرد تفت
کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی
سَر نہاد اندر بیابان و بَرفت
بیاباں کا رخ کیا اور چل دیا

---

[1] اِنِّی مَرِضْتُ لَمْ تَعُدْ۔ "میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پرسی کو نہ آیا۔" تو اس سے مراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی مزاج پرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بی یسمع وبی یبصر وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اس کی قوت سامعہ اسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوت باصرہ اسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔ بے ادب۔ اللہ کے ان مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

[2] فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی یہ جنتی عورتوں کے سردار آنحضورؐ کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کرے گی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ برا مان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کے لیے ثابت تو اس کے تنزیہ کے منافی ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بحر وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذات باری سے کم درجہ کے لئے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے ازیں سو۔ یعنی عالم امکان۔

[3] کون و فساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ جسمانی اور مادی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادث۔ تو پیدا۔ محدث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت۔ چرواہے نے کہا۔ دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں۔ اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام بہر شُباں

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا ‏ ‏ ‏ بندۂ ما را زما کردی جُدا ۱

اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ پر وحی آئی ‏ ‏ ‏ تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی ‏ ‏ ‏ نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے ‏ ‏ ‏ جدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا منہ اندر فراق ‏ ‏ ‏ کہ اَبْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِی الطَّلَاق

جب تک ہو سکے جدائی میں قدم نہ رکھ ‏ ‏ ‏ اسلئے کہ طلاق میرے نزدیک چیزوں میں سے سب سے بری ہے

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم ‏ ‏ ‏ ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے ‏ ‏ ‏ ہم نے ہر شخص کو ایک اصطلاح دی ہے

در حقِ اُو مدح درحقِ تو ذم ‏ ‏ ‏ در حقِ اُو شہد و در حقِ تو سم

اسکے حق میں تعریف ہے (اور) تیرے حق میں برائی ہے ‏ ‏ ‏ اس کے حق میں وہ شہد ہے (اور) تیرے حق میں زہر ہے

در حقِ ۲ اُو نور در حقِ تو نار ‏ ‏ ‏ در حقِ اُو ورد در حقِ تو خار

تیرے حق میں وہ نور ہے اس کے حق میں آگ ہے ‏ ‏ ‏ اسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

در حقِ اُو نیک در حقِ تو بد ‏ ‏ ‏ در حقِ اُو خوب در حقِ تو رد

اسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بری ہے ‏ ‏ ‏ اس کے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ ‏ ‏ ‏ از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزہ ہیں ‏ ‏ ‏ سستی اور چستی سب سے (منزہ ہیں)

من ۳ نکردم امر تا سودے کنم ‏ ‏ ‏ بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

میں نے حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اٹھاؤں ‏ ‏ ‏ بلکہ اس لئے کہ بندوں پر بخشش کر دوں

ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح ‏ ‏ ‏ سندیاں را اصطلاحِ سند مدح

ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے ‏ ‏ ‏ سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیح شاں ‏ ‏ ‏ پاک ہم ایشاں شوند و دُر فشاں

میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں ‏ ‏ ‏ وہی پاک اور موتی برسانے والے بن جاتے ہیں

---

۱ جدا۔ یعنی ذکر سے جو اسے قرب حاصل تھا وہ نہ رہا۔ وصل۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ طلاق سے میاں بیوی میں فرق ہوتا ہے۔ ہر کسے ہر انسان اپنی استعداد اور اپنے مروجہ الفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اس کی تعریف بہر حال مقبول ہے اور اس کی وہ حمد اس کے لئے باعث تعریف ہے۔ ایک عامی انسان اپنی استعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ لفظ پڑھا لکھا بولے تو اس کے لئے وہ برائی ہے۔

۲ در حق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا خدا کہاں ہے تو اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اس کے لئے نور بنا۔ آنحضورؐ نے اس کا اسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالم واصل کہے تو کفر ہے جو موجب نار ہے۔ رد۔ مردود۔ مابری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اس سے بلند ہے لہٰذا جو بھی کچھ کہے اس کو ندو کو۔

۳ من نکردم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کر کے رحم و کرم کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر ملک والے اپنی لغت اور اصلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ دُرفشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کہلانے ہیں۔

مابروں ۱؎ را ننگریم و قال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں
مادروں را بنگریم و حال را
ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں

ناظر قلبیم اگر خاشع بود
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنیوالا ہو
گرچہ گفت لفظ نا خاضع بود
اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عرض
اس لئے کہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض ہے
پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
تو عرض ضمنی چیز ہے جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ ۲؎ و اضمار و مجاز
یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟
سوز خواہم سوز با آں سوز ساز
میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں، سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں بر فروز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر
سر بسر فکر و عبارت را بسوز
(غورو) فکر اور عبارت کو بالکل جلا دے

موسیا آداب داناں دیگر اند
اے موسیٰ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں
سوختہ جان و رواناں دیگر اند
سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں را ہر زماں سوزیدنیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے
بردہِ ویراں خراج و عشر نیست
اجاڑ گاؤں پر خراج اور عشر نہیں ہے

ور خطا ۳؎ گوید ورا خاطی مگو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اس کو خطا وار نہ کہہ
گر بود پر خوں شہید آں را مشو
اگر شہید خون میں لتھڑا ہو اس کو نہ دھو

خوں شہیداں را ز آب اولیٰ تر ست
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے
ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر ست
یہ غلطی سو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در درونِ کعبہ رسم قبلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رو ہونے) کی رسم نہیں ہے
چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست
اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سر مستاں قلاؤزی مجو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر
از رفو مر جامہ چاکاں را مگو
جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملت عشق از ہمہ ملت جداست
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے
عاشقاں را مذہب و ملت خداست
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

۱؎ مابروں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع۔ عاجزی کرنیوالا۔ خاضع۔ خاکساری کرنیوالا۔ جوہر۔ خود قائم رہنے والی چیز عرض۔ دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض۔ یعنی اصلی مقصد۔

۲؎ الفاظ۔ جو منہ سے بولا جائے۔ اضمار۔ دل میں کسی بات کا رکھنا۔ مجاز۔ لفظ کے حقیقی معنی چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لینا انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا۔ اے موسیٰ۔ آداب۔ داناں۔ عارفین کا ملین۔ سوختہ۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشق خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بردہ۔ یعنی ویران گاؤں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

۳؎ ور خطا جذبہ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خون۔ خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مردوں سے افضل ہے۔ درون۔ جب انسان بیت اللہ کے اندر پہنچ کر نماز پڑھے تو جدھر کو بھی چاہے رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پاچیلہ۔ چپل۔ قلاؤزی۔ رہنمائی۔ ملت عشق۔ غلبہ حال میں صرف ذات ہی کی طرف توجہ ہوتی ہے مذہبی رسول و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

لعل ۱؎ را اگر مُہر نبود باک نیست — عاشق از دریائے غم غمناک نیست
لعل پر اگر ٹھپہ نہیں ہے پروا نہیں ہے — عاشق غم کے دریا سے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام در عُذر خوستن آں شُباں
(حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آنا اس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سرِ موسیٰ حق نہفت — رازہائے گفت کاں ناید بگفت
اسکے بعد اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰ کے باطن میں مضمر کر دیئے — بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسیٰ سخنہا ریختند — دیدن و گفتن بہم آمیختند
(حضرت) موسیٰ کے دل میں بہت سی باتیں ڈالدیں — مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود — چند پرّید از ازل سوئے اَبد
چند بار، بیہوش ہوئے چند بار ہوش میں آئے — چند بار ازل سے ابد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی ست — زاں کہ شرح ایں ورائے آگہی ست
اسکے بعد اگر میں تشریح کر دوں تو بیوقوفی ہے — اس لئے کہ اس کی تشریح عقل سے بالا تر ہے

ور بگویم عقلہا را بَرکَنَد — ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کر دے — اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے مُعتبر — تا قیامت باشد ایں بس مختصر
اگر میں اس کی قابل بھروسہ شرحیں بیان کروں — قیامت تک (بھی) وہ بہت مختصرا (بیان) ہوگی

لاجرم ۲؎ کوتاہ کردم من زباں — گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
مجبورا میں نے زبان کوتاہ کر لی — اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسیٰ ایں عتاب از حق شنید — در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جب (حضرت) موسیٰ نے یہ ناراضی اللہ سے سنی — جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند — گرد از پرّہ بیاباں بر فشاند
اس دیوانے کے نقش قدم پر رواں ہو گئے — بیابان کے دامن سے گرد اڑائی

گام ۳؎ پائے مردمِ شوریدہ خود — ہم زگامِ دیگراں پیدا بُوَد
دیوانوں کے پیروں کی رفتار — دوسروں کی رفتار سے جدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ ز بالا تا نشیب — یک قدم چوں پیل رفتہ بر اُریب
ایک قدم رخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو — ایک قدم ہاتھی کی طرح آڑا ترچھا

۱؎ لعل۔ لعل وگر ہبر پر کسی ٹھپے اور سکے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سر۔ باطن۔ دیدن وگفت۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسیٰ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے نئے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالم ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ در بگویم۔ ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

۲؎ لاجرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کر تب کچھ معلوم ہو سکے گا۔ چوپاں۔ وہی گڈریا جس کو حضرت موسیٰ نے ڈانٹا تھا۔

۳؎ گام پائے۔ دیوانوں کے قدم بھی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

گاہ ا چوں موجِ برآ فرازاں عَلَم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے

گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

گاہ بر خاکے نوشتہ حالِ خود
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا

ہمچو رَمّالے کہ رملے بر زند
رمال کی طرح جو رمالی کرتا ہے

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا

گاہ غلطاں ہمچو گوی از صولجاں
کبھی لڑھکتا ہوا جیسے بلے سے گیند

عاقبت دریافت اُورا و بدید
انجام کار اس کو پا لیا اور دیکھا

گفت مژدہ دہ کہ دستورے رسید
فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر

ہرچہ می خواہد دلِ تنگت بگو
جو تیرا تنگ دل چاہے کہتا رہ

کفرتو دین ست و دینت نورِ جاں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جان کا نور ہے

ایمنی از تو جہانے در اماں
تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

اے مُعافِ یَفْعَلُ اللّٰہ مَا یَشَاء
اے "یفعل اللہ یشاء" کے معافیدار

بے مُحابا رَو زباں را بر کُشا
جا، بے تامل زبان کھول

گفت اے موسیٰ ازاں بگذشتہ ام
کہا، اے موسیٰ اس سے میں گذر چکا ہوں

من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

من ز سدرہ ۲ منتہیٰ بگذشتہ ام
میں سدرۃ المنتہیٰ سے گذر گیا ہوں

صد ہزاراں سالہ زاں سو گشتہ ام
لاکھوں سال (کی مسافت کا) اس (آگے کی) جانب چلا گیا ہوں

تازیانہ برزدی اسپم بگشت
تو نے کوڑا مارا میرا، گھوڑا مڑ گیا

گنبدی کرد و ز گردوں بر گذشت
جست لگائی اور آسمان سے پار ہو گیا

محرم ناسوتِ ما لاہُوت باد
(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم) بنے

آفریں بردست و بر بازوت باد
تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

حالِ من اکنوں بُرون از گفتن ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے

انچہ می گویم نہ احوالِ من ست
جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے احوال نہیں ہیں

نقش ۳ می بینی کہ در آئینہ ایست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے

نقشِ تُست آں نقشِ آں آئینہ نیست
وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اس آئینہ کا نہیں ہے

---

۱ گاہ۔ دیوانہ کبھی سر اٹھائے بھاگتا نظر آئے گا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا۔ بر جائے مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت بالا آخر وہ گدڑیا حضرت موسیٰ کو مل گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا تجھے اسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفرتو۔ دوسروں کے لئے اگرچہ وہ کلمات کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عین دین ہے۔ تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہ مَا یَشَاءُ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے تجھے ان کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں سے یعنی مقام مناجات

۲ سدرۃ المنتہیٰ۔ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیل تک کی پرواز کی آخری حد ہے یعنی اب میں اپنے اس مقام سے گذر گیا جہاں غلبہ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ میری طبیعت کے لئے آپ کی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت۔ عالم اجسام۔ لاہوت۔ عالم ذات الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حال من۔ ذوقی حالت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۳ نقش می بینی۔ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق شاہد گا گوید کے جواب نیست سے ہے یعنی اللہ کی تعریف ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق کرتا ہے آئینہ میں خود اپنا عکس نظر آتا ہے وہ کچھ نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے وہ آئینے کے نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔

دم کہ ا مردِ نائی اندر نائے کرد — در خورِ نایست نے در خوردِ مرد

نے بجانے والے نے جو پھونک نے میں بھری — وہ نے کے مناسب ہے نہ کہ نے بجانے والے مرد کے مناسب

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس — ہمچو نا فرجام آں چوپاں شناس

خبردار، خبردار تو جو شکر گزاری اور تعریف کرے — اس نالائق گڈریے کی سی سمجھ

حمدِ تو نسبت بتو گر بہتر ست — لیک آں نسبت بحق ہم ابتر ست

تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے — لیکن وہ اللہ (تعالیٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

کاشکے ۲ بہتر نبودے مر ترا — دردِ اُو و سوز بودے مر ترا

کاش تیری (وہ) بہتر (دعا) نہ ہوتی — اس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

چند گوئی چوں غطا برداشتند — کایں نبودست آنچہ می پنداشتند

جب پردہ اٹھا دیں گے، تو کتنا کہے گا؟ — جو انہوں نے (خدا کے بارے میں) تصور کیا تھا وہ نہ تھا

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت ست — چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست

تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے — جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

با نمازِ اُو بیالود دست خوں — ذکرِ تو آلودۂ تشبیہ وچوں

اس کی نماز سے خون وابستہ ہے — تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

خوں پلید ست و بآبے می رود — لیک باطن رانجاستہا بُود

خون ناپاک ہے اور پانی سے دھل جاتا ہے — لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کاں ۳ بغیرِ آبِ لطفِ کردگار — کم نہ گردد از درونِ مردِ کار

جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر — کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دھلتیں

در سجودت کاش رُو گردانیۓ — معنیِ سُبحانَ رَبّیِ دانیۓ

کاش تو سجدے میں رخ پھیرتا — "اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنیٰ جان لیتا

کاے سجودم چوں وجودم ناسزا — مَر بدی را تو نکوئی دو جزا

یعنی اے خدا میرا سجدہ میرے وجود کی طرح تیرے لائق نہیں ہے — تو برائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

ایں زمیں از حلمِ حق دار اثر — تا نجاست بُرد و گلہا داد بر

اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی بردباری کا اثر ہے — کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے

---

۱ دم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اس کو قبول نہیں کر سکتی ہے۔ جس طرح نے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نے میں پھونک نہیں بھرتا ہے ورنہ اس کے پردے پھٹ جائیں۔ نے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔

۲ کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے۔ تو تمہیں پتہ چل جائیگا کہ ذات باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔ ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے۔ جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں ان میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں ان کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔

۳ کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دھل سکتی ہے۔ کاے۔ یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں یبدل اللہ سیئاتھم حسنٰت۔ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمیں۔ زمین اللہ کی صفت حلم سے متصف ہے۔

تا بپوشد او پلید یہائے ۱ ما　　در عوض بر رویداز وے غنچہا

یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے　　بدلے میں اس سے غنچے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو درد اد و جود　　کمتر و بے مایہ تر از خاک بود

تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں　　مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ او گل و میوہ نرست　　جز فسادِ جملہ پاکیہا نجست

اس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اگا　　پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اس نے کچھ نہ کیا

گفت واپس رفتہ ام من در ذہاب　　حسرتا یا لیتنی کنت تراب

کہے گا میں نے الٹی چال چلی ہے　　افسوس! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے　　ہمچو خاکے دانہ می چیدمے

کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا　　مٹی کی طرح بیج کو چن لیتا

چوں ۲ سفر کردم مرا رہ آزمود　　زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود

جب میں نے ترقی کی مجھے راہ نے آزما لیا　　اس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کو　　در سفر سودے نہ بیند پیش رو

اسی وجہ سے اس کا میلان مٹی کی طرف ہے کیونکہ وہ　　ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

روئے واپس کردنش از حرص و آز　　در رہِ او ہیچ نہ صدق و نیاز

اس کا واپسی کی طرف رخ کرنا حرص اور لالچ کی وجہ سے ہے　　اس کے راستہ میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا را کش بود میلِ علا　　در مزید ست و حیات ست و نما

جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے　　وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشو) نما میں ہے

چونکہ گردانید سر سوئے زمیں　　در کمی و خشکی و نقص و غبیں

چونکہ اس نے زمین کی طرف رخ کیا　　وہ گھٹاؤ اور خشکی اور نقصان اور ٹوٹے میں ہے

میلِ ۳ روحت چوں سوئے بالا بود　　در تزاید مرجعت آں جا بود

تیری روح کا میلان جب (عالم) بالا کی طرف　　ترقی میں تیرا مرجع وہی ہو گا

ور نگو نساری سرت سوئے زمیں　　آفلی حق لا احب الآفلیں

اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے　　تو غروب کرجانے والا ہے حقیقتاً میں غروب کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

۱ پلید یہاں۔ کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ دید۔ یعنی قیامت میں کافر سمجھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ جز فساد۔ زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت۔ یعنی قیامت میں حسرت سے کہے گا۔ کہ کاش میں مٹی ہوتا کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دے سکتا۔ سفر۔ جمادات سے ترقی کر کے نوعِ حیوانی وجود میں آئی ہے۔ دانہ۔ زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلہ میں پھل پھول اگا دیتی ہے۔

۲ چوں سفر۔ سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ رہ آورد۔ تحفۂ سفر۔ میلش۔ یعنی اس کا کہنا لیتنی "کنت ترابا" کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا۔ کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہے کہ گھاس میں جب تک نشو و نما ہے۔ بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مردنی چھائی ہے تو اس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔

۳ میل۔ روحت۔ روح انسانی کو جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اس کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ ورنگونساری۔ جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین پر واپس ہونے کی خواہش کرتی ہے۔ حق۔ دراصل حقا تھا۔

پُرسیدن موسیٰ علیہ السّلام از سرِّ غلبۂ ظالماں
(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰ اے کریمِ کار ساز
(حضرت) موسیٰ نے عرض کیا اے کار ساز کریم!
اے کہ یک ادم[۱] ذکرِ تو عمرِ دراز
اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمر دراز ہے

نقشِ کژ مژ دیدم اندر آب و گل
میں نے عالم آب و گل میں بہت آڑی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں
چوں ملائک اعتراضے کرد دل
ملائکہ کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصودست نقشے ساختن
کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بنانا
واندرو تخمِ فساد انداختن
اور اس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن
ظلم اور فساد کی آگ بھڑکانا
مسجد و سجدہ کناں را سوختن
مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ[۲] خونابہ و زردابہ را
خون اور پیپ کے ذخیرے کو
جوش دادن از برائے لابہ را
دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت ست
میں بالیقیں جانتا ہوں کہ (یہ) بعینہٖ حکمت ہے
لیک مقصودم عیان رویت ست
لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقیں می گویدم خاموش کن
وہ یقین مجھ سے کہتا ہے چپ رہ
حرصِ رویت گویدم نے جوش کن
دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مر ملائک رانمودی سرِّ خویش
تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا
کاینچنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش
کہ اس طرح کا شہد ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کر دی نور آدمؑ را عیاں
تو نے آدمؑ پر علم کھلم کھلا پیش کر دیا
بر ملائک گشت مشکلہا بیاں
فرشتوں کے اشکالات حل کر دیے

حشرِ تو[۳] گوید کہ سرِّ مرگ چیست
تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟
میوہا گویند سرِّ برگ چیست
میوے بتاتے ہیں کہ پتوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سرِّ خون و نطفہ حسنِ آدمی ست
خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حسن ہے
سابقِ ہر بیشی آخر کمی ست
ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

اور حسین بنجاتا ہے۔ سابق۔ سانقص۔ چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

---

[۱] یک دم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکر الٰہی ہو، دراز عمر کے قائم مقام ہے۔ کژ مژ۔ یعنی سمجھ میں نہ آنیوالی چیزیں۔ چوں ملائک۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال و اعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا۔ کہ چہ مقصود۔ دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی سجدہ کرنیوالیوں کا قتل عام ہوتا ہے۔

[۲] مایہ۔ انسان کی تخلیق منی اور خون سے ہوئی ہے پھر وہ ظلم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیان۔ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقین۔ یعنی یہ یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کن۔ یعنی جوش و خروش سے سوال کر۔ کاینچنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قوٰی ہی خلافت خداوندی کے اہل اور صفات الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش۔ یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مضمر ہے۔ نور آدمؑ۔ علم آدمؑ۔ مشکلہا۔ یعنی آدمؑ کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔

[۳] حشر تو۔ حضرت موسیٰ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہوگا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہ تھی کہ وہی اخروی نعمتوں کے حصول کا سبب بنے۔ برگ۔ پتے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو ان کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ سر خون۔ انسانی قوام کا حسن جب ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس سے انسان نوجوان

لوحِ ۱ را اوّل بشوید بے وقوف　　آنگہے بروے نویسد او حروف

نا واقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے　　پھر اس پر حروف لکھتا ہے

خوں کند دل را ز اشکِ مستہاں　　بر نویسد بروے اسرار نہاں

(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے　　(پھر) اس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے

وقتِ شستن لوح را باید شناخت　　کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت

دھوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہیے　　کہ اس کو ایک دفتر بنائیں گے

چوں اساسِ خانہ می افگنند　　اوّلیں بنیاد را بر می کنند

جب کسی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں　　پہلے نیو کھودتے ہیں

گِل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں　　تا بآخر بر کشی ما معیں

پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں　　تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے

از حجامت ۲ کودکاں گریند زار　　کہ نمی دانند ایشاں سرِ کار

پچھنوں سے بچے زار زار روتے ہیں　　کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں

مرد خود زر می دہد حجّام را　　می نوازد نیشِ خوں آشام را

مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے　　خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے

می دود حمّال دربارِ گراں　　میرُ باید بار را از دیگراں

بھاری بوجھ لئے ہوئے قلی دوڑتا ہے　　دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے

جنگِ حمّالاں برائے بار بیں　　ایں چنیں ست اجتہادِ مردِ دیں

بوجھ کے لئے قلیوں کی جنگ پر غور کر　　دیندار کی کوشش اس طرح کی ہے

چوں گرانیہا اساسِ رحمت ست　　تلخیہا ہم پیشوائے نعمت ست

جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں　　تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں

حُفَّتِ الجَنَّةُ بِمَکْرُوهَاتِنَا　　حُفَّتِ النِّیْرَانُ مِنْ شَهْوَاتِنَا

جنت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے　　(اور) جہنم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دی گئی ہے

تخمِ ۳ مایہ آتشت شاخِ ترست　　سوختہ آتش قرینِ کوثر ست

تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے　　آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے

ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست　　آں جزائے لذّتے و شہوتے ست

جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے　　وہ لذت اور شہوت کی سزا ہے

---

۱ لوح را۔ یعنی ہر کمی دھیشی کا سبب ہے۔ تختی پر سب سے پہلے ہر چیز مٹا دی جاتی ہے پھر اس پر حسین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خوں کند۔ انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے۔ پھر اس پر اسرار نمودار ہوتے ہیں۔ وقتِ شستن۔ عقلمند انسان کمی میں بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چوں اساس۔ نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ گل بر آرند۔ پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

۲ از حجامت۔ تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے، پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود۔ بوجھ اٹھا لینے والا تکلیف برداشت کرتا ہے تو مزدوری پاتا ہے۔ مردِ دیں۔ دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں۔ دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی۔ حُفّت۔ انسان نفس کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنت پاتا ہے شہوتوں کو پورا کرتا ہے تو جہنم ملتی ہے۔

۳ تخم مایہ۔ شاخ تر ہوتی ہے تو سکھا کر اس کو جلایا جاتا ہے جب جلتی ہے تو اس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ ہر کہ۔ نفس کی لذتوں کے نتیجہ میں قید خانہ جانا پڑتا ہے۔

ہر کہ در قصرے[۱] اقرینِ دولتے ست — آں جزائے کارزارے محنتے ست

جو محل میں صاحب سلطنت ہے — وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

ہر کرا بینی بزد زرّ و سیم فرد — داں کہ اندر کسب کردن صبر کرد

جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے — سمجھ لے اس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب[۲] بیند چو دیدہ شد گزار — تو کہ در حسّی سبب را گوش دار

جب آنکھ عالم اسباب سے اگذر جانیوالی بنجائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے — تو حس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست — منصبِ خرقِ سببہا آنِ اوست

جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے — اسباب کو ترک کر دینے کا مقام اسے حاصل ہے

بے سبب بیند نہ از آب و گیا — چشم چشمہ مُعجزاتِ انبیا

بغیر سبب کے، پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہے — کثرت سے انبیاء کے معجزات (جیسے)

ایں سبب[۳] ہمچوں طبیب ست و علیل — ایں سبب ہمچوں چراغست و فتیل

یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار — یہ سبب چراغ اور بتی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب — پاک داں زینہا چراغِ آفتاب

رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتی بٹ لے — سورج کے چراغ کو ان سے پاک سمجھ

رَو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ جاں — سقفِ گردوں را ز کہگل پاکداں

گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کرلے — آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وہ کہ چوں دلدارِ ما غم سوز شد — خلوتِ شب در گذشت و روز شد

ولو ولو جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا — رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جُز بشب جلوہ نباشد ماہ را — جز بدردِ دل مجو دلخواہ را

چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا — درد دل کے بغیر محبوب کی جستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کردہ خر پروردہٗ — لا جرم چوں خر برونِ پردہٗ

تو نے عیسیٰ کو چھوڑا ہے، گدھے کی پرورش کی ہے — لا محالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

رو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ منہدم ہوجائیگا آسمان اس سے منزہ ہے یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے۔ وہ کہ۔ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ جُز بشب۔ چونکہ پہلے ہم دُکھی سے رہتے تھے لہٰذا ہم پر تجلّی ہو گئی۔ تُرک۔ خاص مقام اور تجلی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے۔ عیسیٰ یعنی روح، فتیل۔ خر۔ یعنی جسم نفس، پردہ۔ بارگاہ رب العزت

۱ در قصرے۔ جنگوں کی مشقیں اور محنت برداشت کرنے سے ہی تخت شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر کرا۔ کمائی کی محنت پر صبر کرنے انسان دولت کا مالک بنتا ہے غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوموں کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

۲ بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتلایا تھا۔ اب اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرت الٰہی سے سمجھتا ہے تب اس کے لئے ترک اسباب جائز ہے طبائع۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اس کی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے اب اس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ بیند۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے ان کو ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے اسباب سے ان کو متعلق نہیں کرتا

۳ ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں

طالعِ عیسیٰ است علم و معرفت — طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
علم و معرفت عیسیٰ کا نصیب ہے — اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیب نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت — پس ندانی خر خری فرمایدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے، تجھے رحم آجاتا ہے — تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰ کن و بر خر مکن — طبع را بر عقل خود سرور مکن
عیسیٰ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر — نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را ہل تا بگرید زار زار — تو ازو بستان و وامِ جاں گذار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے — تو اس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کر دے

سالہا خر بندہ بودی بس بُوَد — زانکہ خر بندہ زخر واپس بُوَد
تا سالوں گدھے کا غلام رہا ہے کافی ہے — کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے سے پیچھے رہتا ہے

زاخِّرُوْ ۲ ھُنَّ مرادش نفسِ تست — کو بہ آخر باید و عقلت نخست
ان کو "پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مراد ہے — کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خر شدست ایں عقلِ پست — فکرش اینکہ چوں علف آرم بدست
یہ پست عقل گدھے کی مزاج کی ہو گئی ہے — اس کو یہی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خرِ عیسیٰ مزاجِ دل گرفت — در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
(حضرت) عیسیٰ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا — عقلمندوں کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف — از سوارِ زفت گردد خر نحیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا — بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود ۳ ز ضعفِ عقلِ تو اے خر بہا — ایں خرِ پژمردہ گشتست اژدہا
اے گدھے برابر! تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے — یہ ادھموا گدھا اژدہا ہو گیا ہے

گر ز عیسیٰ گشتۂ رنجور دل — ہم ازو صحت رسد اورا مہل
اگر تو عیسیٰ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہو گیا ہے — اسی سے صحت حاصل ہو گی، اس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ خوش نفس چونی ز رنج — کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے؟ — دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

---

۱ اطلاع۔ عیسیٰ علم و معرفت روح کا حصہ ہے نفس اس سے بے بہرہ ہے۔ نالۂ خر۔ نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو انکو پورا کر دیتا ہے۔ رحم۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچیگا۔

۲ اخروھن۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اخروھن حیث اخرھن اللہ موخر کرو ان کو جبکہ موخر کیا ہے ان کو اللہ نے مولانا فرماتے ہیں اس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے موخر رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس میں نفس کو عقل سے موخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقل پست۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہو گئی ہے۔ خر عیسیٰ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے گدھے میں ہوا۔ سوار زفت۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

۳ خود۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گر ز عیسیٰ۔ شیخ بمنزلہ حضرت عیسیٰ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت کرنا چاہیے کیونکہ ذریعہ صحت وہی ہے اے مسیح۔ پہلے شعر میں مرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے۔

چونی اے عیسیٰ ۱؎ ز دیدار یہود چونی اے یوسف ز اخوانِ حسود
اے عیسیٰ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟ اے یوسفؑ! حاسد بھائیوں کی وجہ سے آپ کیسے ہیں؟

تو شب و روز از پئے ایں قوم غمر چوں شب و روزی بدو بخشائی عُمر
تو دن رات اس بے وقوف قوم کے پیچھے دن رات کی طرح ہے (اور) اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہنر چہ ہُنر زاید زصفرا دردِ سر
ان بے ہنر صفراوی مزاج والوں پر افسوس ہے صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ دردِ سر (پیدا ہوتا ہے)

تو ہماں کُن کہ کُند خورشید شرق بانفاق وحیلہ ودُزدی وزُرق
تو وہی کر جو مشرق کا سورج کرتا ہے باوجود نفاق اور حیلہ اور چوری اور مکاری کے

تو عسل ما سِر کہ در دنیا و دیں دفعِ ایں صفرا بود سرکنگبیں
دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم سرکہ ہیں سکنجبین اس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

سر کہ ۲؎ افزو دیم ما قومِ زحیر تو عسل بفزا کرم را وامگیر
ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے تو شہد میں اضافہ کر دے، مہربانی کم نہ کر

ایں سزیداز ما چنیں آمد زما ریگ اندر چشم چہ افزاید عما
ہم اس لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سزد از تو ایا کحلِ عزیز کہ بیا بداز تو ہر نا چیز چیز
اے پیارے سرمے! تیری یہی لائق ہے کہ تجھ سے ہر ناچیز، کوئی چیز حاصل کر لے

ز آتشِ ایں ظالمانت دل کباب از تو جملہ اہدِ قومی بُد خطاب
ان ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے تیری جانب سے "اہد قومی" کا جملہ و خطاب ہے

کانِ ۳؎ عُودی در تو گر آتش زنند ایں جہاں از عطر و ریحان پُر کنند
تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے اس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عودی کز آتش کم شود تو نہ آں رُوحی اسیر غم شود
تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بنجائے

عُود سوزد کانِ عُود از سوز دور باد کے حملہ بَرد بر اصلِ نور
"اگر" جل جاتا ہے "اگر" کی کان جلنے سے دور ہے اصل نور پر ہوا کب حملہ کر سکتی ہے؟

۱؎ اے عیسیٰ۔ یعنی شیخ۔ یہود۔ یعنی بدکردار مرید۔ یوسف۔ یعنی پیر۔ اخوان حسود۔ یعنی بدعمل مرید۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ روح کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفراوی مزاج والے جن پر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست ہوتے ہیں نہ ان کو شیخ پیر نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں تو ہماں۔ کن جس طرح سورج باوجود تمام نالائقوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے ان کو فیض سے محروم نہ کریں۔ تو عسل۔ پیر کے افعال و اخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ما سرکہ۔ مریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں یا سفرا نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سرکنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

۲؎ سرکہ۔ یعنی نفس کے رذائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے آں سزد۔ آپ بمنزلہ سرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ ز آتش۔ یعنی بے شک مریدوں کی بد عملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اہد قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے۔ یہ دعا آنحضورؐ نے اس وقت کی جب قوم نے ان کو ستایا اور آپ نے ان کو بددعا نہ دی۔

۳؎ کان۔ عودی۔ اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اس کی اور خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں پیر بمنزلہ عود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے۔ یعنی مریدوں کی بدکاری اس کے فیض کو ختم نہیں کر سکتی ہے۔

اے زتو مر آسماں ہارا صفا　　اے جَفائے تو نکو ا̤تر آزوفا

اے (وہ کہ) تیری وجہ سے آسمانوں کو صفائی حاصل ہے　　اے وہ (ذات) کہ تیری جفا، وفا سے بہتر ہے

زانکہ از عاقِل جفائے گر رَوَد　　از وفائے جاہلاں بہتر بُوَد

کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے　　تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے

عاقِل آرد معرفت را در میاں　　جاہِل آرد معرفت رادر زباں

عقلمند معرفت کو درمیان میں لاتا ہے　　جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے

گفت پیغمبرؐ عداوت از خِرد　　بہتراز مہریکہ از جاہِل رسد

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کیساتھ دشمنی　　اس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کیجانب سے ہو

دوستی با مردمِ دانا نکوست　　دشمن دانا بہ از نا دان دوست

عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے　　دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجا نیدن امیرے آں خفتہ راکہ مار در دہانش رفتہ بُوَد

ایک امیر کا اس سونیوالے کو تکلیف دینا جس کے منہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے براسپ می آمد سوار　　در دہانِ خفتۂ می رفت مار

ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا　　ایک سوئے ہوئے کے منہ میں سانپ گھس رہا تھا

آں سوارآں رابدید و می شتافت　　تارہا ند خفتہ را فرصت[۲] نیافت

اس سوار نے اس کو دیکھا اور دوڑا　　تاکہ سوتے ہوئے کو بچا لے موقع نہ ملا

چونکہ از عقلش فراواں بُد مدد　　چند دَبوّسے قوی بر خفتہ زد

چونکہ عقل کی اس کو بہت مدد حاصل تھی　　چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے

خفتہ از خواب گراں چوں بر جہید　　یک سوارِ تُرک بادَبوّس دید

سویا ہوا جب گہری نیند سے اٹھا　　ایک ترک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا

بے محابا تُرک دَبوّسِ گراں　　چونکہ افزوں کوفت اوراشد دواں

ترک نے بے جھجک سخت کوڑے　　چونکہ اس کے بہت مارے وہ بھاگا

خفتہ زاں زخمِ گراں برجست زود　　گشت حیراں گفت آیا ایں چہ[۳] بود

سویا ہوا اس سخت چوٹ سے بہت جلد اٹھا　　حیران ہو گیا، بولا یہ کیا تھا؟

بزد اورا زخم آں دَبوّسِ سخت　　زوگریزاں تابزِ یک درخت

اس سخت کوڑے کی چوٹ اس کو لے گئی　　اس سے بھگا کر، ایک درخت کے نیچے

---

[۱] نکو تر۔ شیخ کی سختی سے مرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ۔ عقلمند کا ظلم نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ عاقل۔ عقلمند علم و معرفت پر عمل کرتا ہے جاہل نفس زبان سے ذکر کرتا ہے۔ گفت۔ پیغمبر۔ ان الفاظ کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ دشمن دانا۔ عقلمند دشمنی ہی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اس میں حکمت پوشیدہ تھی۔

[۲] فرصت نیافت۔ یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اس کے منہ میں گھس گیا۔ مدد۔ یعنی وہ سوار عقلمند تھا۔ دبوس۔ گرز۔ کوڑا۔ شد دواں۔ وہ سونے والا بھاگا۔

[۳] چہ بود۔ یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ بزد۔ یعنی وہ اٹھ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

سیب[1] پوسیدہ بسے بُد ریختہ — گفت زیں خور اے بدرد آمیختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے — بولا، یہ کھا اے درد مند!

سیب چنداں مرد را در خورد داد — کز دہانش باز بیروں می فتاد
(اس) شخص کو اس قدر سیب کھلائے — کہ اس کے منہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کائے امیر آخر چرا — قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
وہ چیخا اے سردار، آخر کیوں؟ — بغیر قصور کے تو نے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر ترا از اصلست با جانم ستیز — تیغ زن یکبارگی خونم بریز
اگر اصلاً تجھے میری جان سے دشمنی ہے — تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہا دے

شوم ساعت کہ شُدم بر تو پدید — اے خُنک آں را کہ روئے تو نہ دید
وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا — وہ قابل مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت[2] بے گنہ بے بیش وکم — مُلحِداں جائز ندارند ایں ستم
بلا زیادتی، بلا خطا، بلا کمی اور بیشی کے — کافر (بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جہد خوں از دہانم با سخن — اے خدا آخر مکافاتش تو کن
بات کے ساتھ میرے منہ سے خون نکلتا ہے — اے خدا تو اس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرینِ نو — اُوش می زد کاندریں صحرا بدو
وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا — (اور) وہ اس کو مارتا تھا کہ اس بیاباں میں دوڑ

زخمِ دَبّوس و سوارِ ہمچو باد — می دوید و باز بر روی فتاد
کوڑے کی چوٹ اور ہوا کی طرح کا سوار — وہ دوڑتا تھا اور پھر منہ کے بل گرتا تھا

مُمتلی و خوابناک و سست بُد — بر سَرو پایش ہزاراں زخم شُد
وہ شکم پر اور نیند میں، اور سست تھا — اس کے سر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہو گئے

تاشبانگہ می کشید[3] و می کشاد — تاز صفراقے شدن بروے فتاد
رات تک کھینچا تانی ہوتی رہی — یہاں تک کہ اس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زو بر آمد خوردہا زشت و نکو — مار با آں خوردہ بیروں جست ازو
اس سے اچھا برا کھایا ہوا نکل پڑا — اس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اس سے نکلا

چوں بدید از خود بروں آں مار را — سجدہ آورد آں نکو کردار را
جب اس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا — اس بھلے (انسان) کے سامنے اس نے سجدہ کیا

[1] سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔ گفت۔ سوار نے کہا۔ مرد را۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعۃً قتل ہو جانا آسان ہوتا ہے۔ اے خنک روئے تو یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

[2] جنایت۔ ظلم، زیادتی ملحد بے دین۔ اے خدا ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مکافات۔ بدلہ۔ اوش۔ یعنی وہ ترک سوار اس بھاگنے والے کو۔ ہمچو باد۔ وہ تیز رو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ ممتلی یعنی سیب کھانے سے اس کا پیٹ پر تھا۔

[3] کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھولنا۔ یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ مار قی میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اس کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ نکوکردار یعنی بھلا سوار۔

بیمِ[۱] آں مارِ سیاہِ زشت و زفت　　چوں بدید آں درد ہا از وے برفت
اس کالے بھدے موٹے سانپ کا ڈر　　جب اسے نظر آیا وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رحمتی　　یا خداوندو ولیِ نعمتی
بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے　　یا میرا آقا، اور مربی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدیم　　مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیم
وہ کتنی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا　　میں مر چکا تھا تو نے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں　　من گریزاں از تو مانندِ خراں
تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے　　میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خر گریزد از خداوند از خَری　　صاحبش در پے ز نیکو اختری
گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے　　اس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اس کے درپے ہے

نزپئے سُود و زیاں می جویدش　　لیک تا گرگش ندرّد یا دَدش
وہ اس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے　　لیکن (اسوجہ سے) کہ اس کو بھیڑیا اور درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے خُنک[۲] آں را کہ بیند روئے تو　　یا درافتد نا گہاں در کوئے تو
مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے　　یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ تُرا　　چند گفتم ژاژو بیہودہ ترا
اے وہ کہ پاک جان تیری ثنا خواں ہے　　میں نے تجھے کس قدر بیہودہ باتیں ہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر　　من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر
اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار!　　میں نے نہیں میری نادانی نے کہا اس پر دارو گیر نہ کر

شمۂ زیں حال اگر دانستمے　　گفتنِ بیہودہ نتوانستمے
اگر میں اس حال کا تھوڑا سا حصہ بھی جان لیتا　　تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال　　گر مرا یک رمزی گفتی زحال
اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا　　اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کر دیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی　　خامُشانہ بر سَرم می کوفتی
لیکن تو تو چپ رہ کر پریشان کرتا تھا　　خاموشی سے میرے سر کو کچل رہا تھا

شد سَرم کالیوہ[۳] عقل از سَر بجست　　خاصہ ایں سَر را کہ مغزش کمتر ست
میرا سر دیوانہ ہو گیا عقل سر میں سے بھاگ گئی　　خصوصاً یہ سر جس میں مغز بہت کم ہے

۱ بیم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی تکلیف بھول گیا۔ ولی نعمت جو نعمتیں بخشے مردہ بودم۔ سانپ کاٹ لیتا اور میں مر جاتا۔ بخشیدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

۲ اے خنک۔ چونکہ تو اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اے نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے۔ جہل من گفت۔ میری نادانی اس بکواس کا سبب تھی۔ زیں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گھس گیا ہے۔ اور تو اسے نکالنے کی تدبیر کر رہا ہے۔

۳ کالیوہ احمق، بے عقل دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بے وقوف تھا بچنے سے اور بے عقل ہو گیا۔

عفو کن اے خوبروئے خوب کار　　　آنچہ گفتم از جنوں اندر[۱] گذار
اے خوبصورت، خوب سیرت! معاف کر دے　　　پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا اس سے در گزر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں　　　زہرہ تو آب گشتے در زماں
اس نے کہا اگر میں اس میں سے تھوڑا بھی بتا دیتا　　　فوراً تیرا پتا پانی بن جاتا

گر ترامی گفتمے اوصافِ مار　　　ترس از جانت بر آوردے دِمار
اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا　　　خوف تیری جان نکال دیتا

مصطفیٰ فرمود اگر گویم براست　　　شرحِ آں دشمن کہ در جانِ شماست
مصطفیٰؐ نے فرمایا اگر میں صاف صاف کہہ دوں　　　اس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہرہائے پُر دلاں بر ہم دَرَد　　　نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد
تو وہ بہادروں کے پتے پھاڑ دے　　　نہ کوئی راستہ چلے نہ کسی کام کی فکر کرے

نے دلش راتاب ماند در نیاز　　　نے تنش راقوتِ صوم و نماز
نہ اس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے　　　نہ اس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے

ہمچو[۲] موشے پیشِ گر بہ لاشود　　　ہمچو برّہ پیشِ گرگ از جار ود
(وہ) چوہے کی طرح بلی کے سامنے معدوم ہو جائے　　　اس بکری کے بچے کی طرح جو بھیڑیئے کے سامنے سے بھاگے

اندروں نے حیلہ ماند نے روش　　　پس کنم نا گفتہ تاں من پرورش
اس میں نہ کوئی تدبیر رہے، نہ چال　　　میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ رُبانیؒ تن زنم　　　دست چوں داؤدؑ در آہن زنم
ابو بکر ربابیؒ کی طرح میں خاموش رہتا ہوں　　　ہاتھ سے (حضرت) داؤدؑ کی طرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود　　　مُرغ پَر بر کندہ رابا لے شود
تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہو جائے　　　پر نچے ہوئے پرندے کے پر لگ جائیں

چوں یَدُ اللہِ[۳] فَوْقَ اَیْدِیْھِم بُوَد　　　دستِ مارا دستِ خود فرمود احد
جب کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوا　　　تو اللہ (تعالیٰ) نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں　　　بر گزشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
تو یقیناً میرا دراز ہاتھ　　　ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا

---

۱ اندر۔ زیادہ ہے گفت۔ اس کی معذرتوں کے بعد سوار نے کہا۔ ازاں یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصاف مار۔ یعنی اس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنا۔ دمار۔ ہلاکت۔ فرمود اس کے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبان جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پتا۔ پردل بہادر نے دلش۔ بدحواسی طاری ہو جائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت ہے نہ روزہ نماز کی۔

۲ ہمچو موشے۔ چوہا بلی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیئے کے سامنے مردہ ہو جاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برّہ۔ بکری کا بچہ نا گفتہ۔ یعنی شیطان کے مکرو دشمنی کی تفصیل کہے بغیر۔ بو بکر ربابی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف سے کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر

۳ یَدُ اللہِ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے" دستِ ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اھ اللہ تعالیٰ۔

دست من بنمود بر گردوں ہنر — مقریا برخواں کہ انشق ۱ القمر
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھایا — اے قاری انشق القمر پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضعفِ عقلہاست — با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے — کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟

خود بدانی چوں برآری سر ز خواب — ختم شد و اللہ اعلم بالصواب
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اٹھائے گا — (بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا ۲ می گفتمے ایں ماجرا — آں دم از تو جانِ تو گشتے جدا
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا — اسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مر ترا نے قوتِ خوردن بُدے — نے رہ و پروائے قے کردن بُدے
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی — نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خرمی راندم — رَبِّ یَسِّر زیرِ لب می خواندم
میں بری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا — آہستگی سے رب یسر پڑھتا رہا

از سبب گفتن مراد ستور نے — ترکِ تو گفتن مرا مقدور نے
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے — تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتم از دردِ دروں — اِھْدِ قَوْمِی اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا — (اے اللہ) میری قوم کو ہدایت دے بے شک وہ جانتے نہیں ہیں

سجدہا ۳ می کرد آں رستہ ز رنج — کاے سعادت وے مرا اقبال گنج
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا — کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدا یابی جزا ہائے شریف — قوتِ شکرت ندارد ایں ضعیف
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا — اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شکرِ حق گوید ترا اے پیشوا — آں لب و چانہ ندارم واں نوا
اللہ تیرا شکریہ ادا کرے اے پیشوا! — میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زیں ساں بود — زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بود
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے — ان کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال — ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے — مثال کے لئے یہ قصہ سن لے

---

۱ فشق القمر۔ چاند پھٹ گیا۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ ایں صفت۔ یعنی آنحضورؐ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا۔ خود قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

۲ گر ترا۔ یہاں تک مولانا نے حدیث کے حوالے سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کر کے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں۔ نے رہ۔ نہ روز سکتا نہ قے کر سکتا۔ خرمی راندن۔ کام چلانا۔ رب یسر۔ خدا مشکل آسان کر دے۔ اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ میری قوم کو ہدایت کر دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضورؐ نے اس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

۳ سجدہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہو گیا۔ کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ۔ جبڑا۔ ندارم۔ یعنی میرا منہ تمہاری تعریف کے قابل نہیں ہے۔ دشمن۔ یہ مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ ابتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستی ابلہاں۔ اب مولانا بیوقوف کی دوستی کے ابتر ہونے پر قصہ سناتے ہیں۔

اعتماد کردنِ شخصے بر تملق ۱؎ و وفائے خرس
ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس را در می کشید | شیر مردے رفت و فریادش رسید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا | ایک بہادر گیا اور اس کی مدد کی

شیر مرداں اند در عالم مدد | آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں | اس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگِ ۲؎ مظلوماں زہر جا بشنوند | آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سنتے ہیں | اس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں | آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں | وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہر و داوری و رحمت اند | ہمچوں حق بے علت و بے رشوت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں | اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبار گیش | گوید از بہر غم و بیچار گیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً | وہ کہے گا اس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیر مرد | در جہاں دارو نہ جوید غیرِ درد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے | درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا ہے؟

ہر کجا درد ے دوا آنجا رَوَد | ہر کجا فقرے نوا آنجا رَوَد
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے | جہاں افلاس ہوتا ہے سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی ۳؎ ست آب آنجا رَوَد | ہر کجا مشکل جواب آنجا رَوَد
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے | جہاں کوئی اشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست | تا بجوشد آبت از بالا و پست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر | تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سَقٰھُمْ رَبُّھُمْ آید خطاب | تشنہ باش اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابْ
تاکہ "ان کے رب نے انکو سیراب کیا" کا خطاب آئے | پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رَو پست شو | وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیے؟ جا پست بن | پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

۱؎ تملق۔ چاپلوسی۔ خرس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھاجاتے ہیں شیر مرد۔ بہادر۔ شیر مرداند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

۲؎ بانگ۔ بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خللہائے۔ یعنی ظلموں کے خلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے ایں چہ۔ یعنی اگر ان سے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے۔ مہربانی۔ بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے۔ وہ مہربانی کرنے کی اس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے مہربانی کرنے کا موقع و محل بہادر ہے۔ درد۔ دوا کا محل درد ہے۔ بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

۳؎ پستی۔ پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کرو گے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے سقاہم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آب رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

رحمتے[۱] اندر رحمت آید تا بسر — بر یکے رحمت فرومآ اے پسر

پھر سر تمہ رحمت ہی رحمت ہو لی — اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را درز زیرِ پا آرائے شجاع — بشنواز فوقِ فلک بانگِ سماع

اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا — آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کُن زگوش — تا بگوشت آیداز گردوں خروش

کان سے وسوسوں کی روئی نکال — تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاک[۲] کُن دوچشم راازموئے عیب — تابہ بینی باغ وسَر وستانِ غیب

عیب کے بڑبال سے (دونوں) آنکھوں کو صاف کرلے — تاکہ تو غیب کے سرو ستان اور باغ دیکھے

دفع کُن از مغز و از بینی زُکام — تاکہ ریح اللہ آید در مَشام

سر اور ناک سے زکام رفع کر — تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر — تابیابی از جہاں طعمِ شکر

صفرا دی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ — تاکہ تو عالم (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

داروئے مردی کُن و عنّیں مپو — تابرُوں آیند صد گوں خوبرو

مردی کا علاج کر اور عنّین (بنا ہوا) نہ بھاگا پھر — تاکہ سو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندہ[۳] تن راز پائے جاں بکن — تاکند جولاں بگردِ آں چمن

جان کے پاؤں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے — تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غُلِ بخل از دست وگردوں دور کُن — بخت نو دریاب از چرخِ کہُن

بخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال — پرانے آسمان سے نیا نصیب حاصل کر لے

ورنمی تانی بہ کعبہ لطف پر — عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر

اگر (خود) نہیں کرسکتا ہے مہربانی کے کعبہ کیطرف پرواز کر — بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کر دے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست — رحمتِ کلی قوی تر دایہ ایست

عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے — عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایۂ و مادر بہانہ جُو بود — تاکہ کے آں طفلِ اُوگریاں شود

انا اور اماں بہانے ڈھونڈتی ہیں — تاکہ کب اس کا بچہ روئے؟

طفلِ حاجاتِ شمارا آفرید — تا بنالید و شود شیرش پدید

اللہ تعالیٰ نے تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کر دیا — تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

۱۔ رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ کو فضل بے پایاں سے طالب رہو۔ چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدم بوسی کرنے لگے پھر اسرارِ حق سن سکو گے۔ پنبہ وسواس۔ شیطانی اثر کا ازالہ کرکے اسرارِ حق سن سکو گے۔

۲۔ پاک کن۔ چشم بصیرت کو وسواس کے بڑبال سے صاف کرلو کہ اسرارِ غیب دیکھ سکو دفع کن۔ حواس باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کرلو تب عالم غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گے۔ صفرا۔ صفراوی بخار میں میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے عنّین۔ نامرد۔ یعنی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرو تاکہ تم مظہر کمالات بن سکو۔ خوبرو۔ یعنی خوبصورت بچے۔

۳۔ کندہ وتن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلخانے نہ تھے قیدی کا پاؤں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا۔ وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا۔ غل۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک، پھر نیا نصیب حاصل ہو گا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ چارہ گر۔ شیخ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ انا اور اماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانہ جوید۔ طفل حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگا دی ہیں جنکی بدولت انسان گریہ وزاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بمنزلہ بچہ کے ہیں۔

گفت اُدعوا اللہ بے زاری مباش — تابجو شد شیر ہائے مہر ہاش

اس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کو پکارو گریہ زاری کے بغیر بندہ — تا کہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

ہائے و ہوئے بادشیر افشانِ ابر — در غمِ ما اندیک ساعت تو صبر

ابر سے دودھ برسانے والی ہوا کے زنانے — ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کر لے

فی السَّماءِ رِزْقُکُمْ نشنیدۂ — اندریں پستی[۱] چہ بر چسفیدۂ

آسمان میں تمہاری رزق ہے، تو نے نہیں سنا؟ — پھر اس پستی سے تو کیوں چپکا ہوا ہے؟

ترس و نومیدیت داں آوازِ غول — می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفول

اپنے خوف اور نا امیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ — جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

ہر ندائے کاں تُرا بالا کشد — آں ندائے داں کہ از بالا رسد

جو آواز تجھے (عالم) بالا کی طرف کھینچے — سمجھ لے کہ وہ آواز (عالم) بالا سے آتی ہے

ہر ندائے کاں تُرا حرص آورد — بانگِ گرگے[۲] داں کہ اُو مردم دَرد

جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے — بھیڑیے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں — ایں بلندیہاست سوئے عقل وجاں

یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے — یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہے

ہر سبب بالا تر آمد از اثر — سنگ و آہن فائق آمد بر شرر

ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے — پتھر اور لوہا چنگاری سے بلند ہے

آں فلانے[۳] فوق آں سرکش نشست — گرچہ در صورت بپہلویش نشست

وہ فلاں اس متکبر سے اونچا بیٹھا — اگرچہ صورتاً برابر میں بیٹھا ہے

فوقی آنجاست از روئے شرف — جائے دور از صدر باشد مُستخف

وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے — صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است — در عمل فوقیِ ایں دو لائق ست

پتھر اور لوہا اس اعتبار سے کہ پہلے ہیں — عمل میں ان دونوں کی فوقیت مناسب ہے

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش — ز آہن و سنگست زیں رو بیش بیش

چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے — اس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

سنگ و آہن اوّل و پایاں شرر — لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر

پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں — لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

---

۱ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سرگردانی۔ ترس۔ اللہ کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے رزق کی کمی کا اندیشہ شیطانی وسوسہ ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ "شیطان تمہیں فقر کی دھمکی دیتا ہے" قرآن میں وارد ہوا ہے۔ قعر سفول۔ یعنی دنیاوی انہماک۔ ہر ندائے۔ جس طرف سے آواز آتی ہے انسان ادھر متوجہ ہوتا ہے

۲ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے ایں بلندی۔ پہلے شعر میں لفظ بالا بمعنی بلندی اور فوقیت بولا تھا اب بلندی اور فوقیت کی قسمیں سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں کبھی بلندی اور پستی مکان کے اعتبار سے ہوتی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ روحانی اور عقلی فوقیت اور بلندی مراد ہے۔ ہر سبب۔ سبب کو نتیجہ پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ چقماق جو کہ لوہے اور پتھر سے ملا کر بنایا جاتا ہے وہ سبب ہے اور اس سے جو آگ نکلی ہے وہ نتیجہ ہے اس اعتبار سے چقماق کو آگ کی چنگاریوں پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن یہ فوقیت اور برتری مکانی نہیں ہے

۳ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر مانا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رتبہ کی ہے۔ آنجا۔ یہ پہلے شعر والا فوقیت۔ جائے دور۔ صدر مجلس اگرچہ نیچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو لیکن اس جگہ کو فوقیت حاصل ہے۔ سنگ و آہن۔ ایک چیز میں ایک اعتبار سے فوقیت ہوتی ہے دوسرے اعتبار سے پستی چقماق سبب ہونے کی وجہ سے آگ پر فوقیت رکھتا ہے۔ لیکن آگ مقصود ہونے کی وجہ سے اس پر فوقیت رکھتی ہے۔ ہر دو تن۔ پتھر اور لوہا بمنزلہ جسم سمجھو اور آگ کو بمنزلہ روح کے

کاں ۱ شرر کاندر زماں واپس ترست　　در صفت از سنگ و آہن برترست

وہ چنگاریاں جو زمانہ میں بہت بعد میں ہیں　　پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

در زماں شاخ از ثمر سابق ترست　　در ہنر از شاخ اُو فائق ترست

شاخ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے　　خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر　　پس ثمر اوّل بُود آخر شجر

چونکہ درخت سے پھل مقصود ہے　　اس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے ۲ خرس و اژدہا گردیم باز　　زانکہ طولے دار دا خمار و مجاز

ہم پھر ریچھ اور اژدھے کی طرف لوٹتے ہیں　　کیونکہ اضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد از اژدہا　　شیر مردے کرد از چنگش رہا

ریچھ نے جب اژدھے کی وجہ سے واویلا کی　　بہادر مرد نے اس کو اس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم دادند پشت　　اژدہا را اُو بدیں حیلہ بکشت

تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی　　اس تدبیر سے اس نے اژدھے کو مار ڈالا

اژدہا را اُو بدیں حیلہ بہ بست　　تا کہ آں خرس از ہلاکِ تن برست

اژدھے کو اس نے اس تدبیر سے باندھ دیا　　یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست　　لیک ۳ فوقِ حیلہ تو حیلہ ایست

اژدھے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے　　لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں　　ماکر اُوداں وَھُوَ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن

تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں　　اس تدبیر کرنے والے کو سمجھو اور وہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو　　کز کجا آمد سوئے آغاز رو

جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے، واپس لوٹ　　کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا　　چشم را سوئے بلندی نہ بلا

جو کچھ بھی (عالم) پستی میں ہے (عالم) بالا سے آیا ہے　　خبردار! آنکھ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا　　گرچہ اوّل خیر گی آرد بلا

(عالم) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے　　اگرچہ آزمائش ابتداءً تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوئے کن　　گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کن

آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال　　اگر تو چمگادڑ نہیں ہے اس طرف دیکھ

---

۱ کاں شرر۔ چنگاریاں۔ بعد میں وجود میں آئی ہیں چقماق کو تقدم اور شرف زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے لہٰذا اس کو تقدم اور شرف رتبہ کا حاصل ہے۔ در زماں۔ شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مقدم ہے۔ اول یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

۲ سوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدھے کا قصہ۔ اضمار۔ دل میں چھپانا۔ امر معنوی فوقیت معنویہ۔ مجاز۔ فوقیت مجازی حیلت۔ حیلہ تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت۔ دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہا را۔ اژدھے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اس لئے بہادر اژدھے پر غالب آ گیا

۳ لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبیر سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن۔ حیلۂ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالم دنیا۔ علا۔ عالم آخرت۔ روشنی۔ مصائب میں پھنس کر ذات حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اس کو منجانب اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نور معرفت کا عادی بنانا چاہیے خفاش۔ چمگادڑ سے گھبراتی ہے۔

عاقبت [۱] بینی نشانِ نورِ تست — شہوتِ حالی حجابِ سُورِ تست
انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے — موجود شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید — مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سو کھیل دیکھے ہیں — اس جیسا نہ ہوگا جس نے ایک کھیل سُنا ہے

زاں یکے بازی چناں مغرور شُد — کز تکبّر زاوستاداں دُور شُد
ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا — کہ تکبر کی وجہ سے استادوں سے دور ہو گیا

سامری [۲] وار آں ہُنر درخود چودید — اوز موسیٰؑ از تکبّر سَر کشید
سامری کی طرح جب اس نے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا — اس نے موسیٰ سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی

اُوز موسیٰؑ آں ہُنر آموختہ — وز مُعلّم چشم را بردوختہ
اس نے وہ ہنر ان سے سیکھا ہے — اور استاد سے آنکھ بند کر لی

لا جَرم موسیٰؑ دگر بازی نمود — تاکہ آں بازیِ اُو جانش ربود
لامحالہ موسیٰ نے دوسرا کھیل دکھایا — یہاں تک کہ وہ کھیل اس کی جان لے گیا

اے بسا دانش کہ اندر سَر دَوَد — تا شود سَرور بداں خود سَر رَوَد
بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں — تاکہ ان کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سر ہی چلا جاتا ہے

سر نخواہی [۳] کہ رود تو پائے باش — در پناہِ قُطبِ صاحب رائے باش
اگر تو نہیں چاہتا ہے کہ سر جائے تو ہمہ تن پاؤں بنجا — اور تدبیر والے قطب کی پناہ میں آجا

گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں — گرچہ شہدی جُز نباتِ او مچیں
اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اس سے بالا نہ سمجھ — اگرچہ تو شہد ہو اس کی شکر کے علاوہ نہ چُن

فکرِ تو نقش ست و فکرِ اُوست جاں — نقدِ تو قلب ست نقدِ اُوست کاں
تیرا فکر تصویر ہے اور اس کا فکر جان ہے — تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اس کا نقد کان ہے

اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو — کو کو گو فاختہ شو سوئے اُو
وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اس کی ہستی میں تلاش کر — اس کے لئے فاختہ بن اور کو کو کہتا رہ

ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس — در دہانِ اژدہائی ہمچو خرس
اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے منہ میں ہے

---

۱ عاقبت۔ جس شخص کو دور معرفت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ انجام پر نظر رکھتا ہے فوری شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہو جاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صد ہا جلوے دیکھتا ہے۔ زاں۔ انتہائی بیوقوفی ہے کہ قدرت کا معمولی کرشمہ دیکھ کر اپنے آپ کو کامل شیوخ سے مستغنی سمجھ لیا جائے۔

۲ سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے۔ جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ سبزہ اُگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے تو اس نے اس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰ عنب کوہ طور پر گئے ہوئے تھے تو اس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اسمیں زندگی کے آثار پیدا ہو گئی اور قوم کو اس کی پرستش پر لگا دیا اور حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے لگا۔ دگر بازی نمود۔ حضرت موسیٰ نے بددعا کی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ کسی کے جسم سے اس کا جسم مل جائے تو اس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

۳ سر نخواہی۔ اس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے سپرد کردو۔ گرچہ مرید تو خواہ کتنے ہی کمالات حاصل ہو جائیں۔ اس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکر تو بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ او توئی یعنی شیخ سے اپنے آپکو بالکل متحد کرلو۔ سوئے او۔ وجود او۔ کوکو۔ فاختہ کی آواز ہے۔ جس کا مطلب ہے کہاں ہے کہاں ہے۔ یعنی وہ اپنے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اس دھوکے میں تباہ ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو شیخ کیسے بنالے۔

ور ترش۱ ای آیدت قند رضا ——— ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا

اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے ——— تو تو ریچھ کی طرح اژدھے کے منہ میں ہے

بو کہ استادے رہاند مر ترا ——— وز خطر بیروں کشاند مر ترا

شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے ——— اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاری میکن چوز ورت نیست ہیں ——— چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں

خبردار! اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر ——— تو چونکہ اندھا ہے راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی زدرد ——— خرس رست از درد چوں فریاد کرد

تو ریچھ سے بھی گیا گزرا ہے درد کیوجہ سے نالہ نہیں کرتا ہے ——— ریچھ نے درد سے نجات پالی جب فریاد کی

اے۲ خدا ایں سنگدل راموم کن ——— نالۂ اُو را خوش و مرحوم کن

اے خدا! اس سنگدل کو موم کر دے ——— اس کے رونے کو مبارک اور باعث رحمت بنا دے

گفتن نا بینائے سائل با مردم کہ من دو کوری دارم

ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت الاماں ——— من دو کوری دارم اے اہلِ زماں

ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا پناہ بخدا ——— میں دو گناہ اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دو بارہ رحمتم آرید ہاں ——— چوں دو کوری دارم و من درمیاں

مجھ پر ضرور دوگنا رحم کرو ——— چونکہ میں دوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اور بیچ میں ہوں

از تعجب مرد ماں گفتند لیک ——— ایں دوکوری رابیاں کن نیک نیک۳

لوگوں نے تعجب سے پوچھا، لیکن ——— اس دوہرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما ——— آں دگر کوری چہ باشد وا نما

اسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں ——— وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے ظاہر کر

گفت زشت آوازم و نا خوش نوا ——— زشت آوازی و کوری شد دوتا

بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز والا ہوں ——— آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دوگنا (اندھا پن) ہوگیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود ——— مہر خلق از بانگِ من کم می شود

میری بری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے ——— میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود ——— مایۂ خشم و غم و کیں می شود

میری بری آواز جہاں بھی جاتی ہے ——— غصہ اور غم و کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

---

۱ ور ترش۔ شیخ کی رضا مندی بمنزلہ شکر ہے۔ بو کہ۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑ سے ہوگے تو تمہیں دنیا وی کی ہلاکت سے نجات مل جائیگی۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کردے گا پھر اس کا اتباع کر لینا۔ از درد۔ ریچھ چیخا چلایا تو بہار اس کی مدد کو پہنچا۔

۲ اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اس کو رونے کی توفیق دے اور اس کا رونا مقبول ہو۔ گفتن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابل رحم ہوتا ہے۔ دو کوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دو بارہ۔ مکرر۔

۳ نیک نیک۔ خوب اچھی طرح وانما۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اس لئے اس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگ زشتم۔ بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے مہر۔ مہربانی۔ کیں۔ کینہ۔

بر دو کوری رحم را دو تا کنید — ایں چنیں نا گنجؔ را گنجا کنید

دہرے اندھے پن پر دوگنا رحم کرو — ایسے نہ سمانے والے (شخص) کو سما جانے والا بنا دو

زشتی آواز کم شد زیں گلہ — خلق شد بروے برحمت یکدلہ

اس طرح شکوہ کرنے سے اس کی آواز کا بھدا پن کم محسوس ہوا — لوگ اس پر رحم کرنے پر متفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت او راز را — لطفِ آوازِ دلش آواز را

جب اس نے راز بتایا، تو بھلا بنا دیا — اس کے دل کی آواز نے (اس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بود — آں سہ کوری زشتی سرمد بود

جس کے دل کی آواز بھی بری ہو — وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی برائی ہو گی

لیکؔ وہّاباں کہ بے علت دہند — بو کہ دستے بر سرِ زشتش نہند

لیکن وہ بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں — ہو سکتا ہے کہ اس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھ دیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد — زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شد

چونکہ اس کی آواز اچھی اور قابل رحم بن گئی — اس سے سنگدلوں کے دل (بھی) موم جیسے ہو گئے

نالۂ کافر چو زشت است و شہیق — زاں نمی گردد اجابت را رفیق

کافر کا نالہ چونکہ برا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے — اس لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِخسئوا بر زشت آواز آمدست — کو ز خونِ خلق چوں سگ بود مست

دور ہو، بھدی آواز پر آیا ہے — کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کتے کی طرح مست تھا

چونکہ نالہ خرس رحمت کش بود — نالہ ات نبود چنیں' نا خوش بود

جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو — تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) نا پسندیدہ ہے

دانکہؔ با یوسفؑ تو گرگی کردۂ — یا ز خونِ بیگنا ہے خوردۂ

سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیا پن کیا ہے — یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کن وز خوردہ استفراغ کن — ور جراحت کہنہ شد رو داغ کن

توبہ کر، اور کھایا ہوا اگل دے — اگر زخم پرانا ہو گیا ہے تو جا داغ دے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر — نصرت از حق می طلب نعم النصیر

اے بوڑھی لومڑی، بھیڑیا پن چھوڑ دے — اللہ (تعالیٰ) سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے

---

۱ نا گنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا۔ سمائی کے قابل۔ مرشد آواز کا بھدا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبہ دل سے بات کی لوگوں کو رحم آ گیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا۔ آخر میں ہا نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آواز دل چونکہ شکوہ درد مند دل سے کیا لہٰذا اس کا اثر ہوا۔ وانکہ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدی پھر جذبہ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اس میں تین اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں سرمد۔ لازوال۔

۲ لیک۔ اس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بے علت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض یا وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابل رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ نالہ کافر۔ چونکہ وہ درد دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق۔ گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر، اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اجابت۔ قبولیت۔ اخسئوا۔ قرآن پاک میں ہے اخسئوا فیھا ولا تکلمون دور ہو اسی میں پڑے رہو مجھ سے کلام نہ کرو یہ کفار سے اسوقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے نا خوش بود۔ یعنی اس نالہ کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

۳ دانکہ۔ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوق النفس یا حقوق العباد کو تلف کیا ہے۔ استفراغ۔ قے۔ یعنی حقوق کی ادائیگی کر دے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ روباہ۔ پیر یعنی وہ شخص جس کی ساری عمر مکاری میں گذری ہے۔ نعم النصیر بہترین مددگار

تتمۂ حکایت خرس وآں ابلہ کہ بروفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصہ جس نے ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا

خرس از اژدہا چوں وار ہید[1] | واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید
ریچھ جب اژدھے سے نجات پا گیا | اور اس نے اس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگ اصحابِ کہف آں خرسِ زار | شد ملازم در پئے آں یارِ غار
(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحاب کہف کے کتے کیطرح | اس یار غار کا ساتھی بن گیا

آں مسلماں سر نہاد از خستگی | خرس حارس گشت از دلبستگی
تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا | تعلق خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست | اے برادر مر ترا ایں خرس کیست
ایک شخص وہاں سے گزرا اور اسے اس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟ | اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصہ واگفت[2] و حدیثِ اژدہا | گفت بر خرسے منہ دل ابلہا
اسنے وہ قصہ اور اژدھے کی بات سب سنائی | اس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی زابلہ بتر از دشمنی ست | او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست
بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے | اس کی ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں | ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں
اس نے کہا، خدا کی قسم (یہ بات) حسد سے کہی ہے | ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے اس محبت کو دیکھ

گفت مہر ابلہاں عشوہ[3] دہ است | ایں حسودی من از مہرش بہ است
اس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے | میرا یہ حسد کرنا اس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را | خرس را مگزیں مہل ہم جنس را
خبردار، میرے ساتھ آجا، اس ریچھ کو بھگا دے | ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رو رو کارِ خود کن اے حسود | گفت کارم ایں بد و بختت نبود
اس نے کہا اے حاسد جا جا اپنا کام کر | اسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خرسے نباشم اے شریف | ترکِ او کن تا منت باشم حریف
اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا | اس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزدم زاندیشۂ | با چنیں خرسے مرو در بیشۂ
فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے | ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

[1] وارہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگ۔ اصحاب کہف کا کتا نیکی میں ضرب المثل ہے یارِ غار۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور تین دن حضور کے ساتھ غار ثور میں گذارے لہٰذا ان کو یار غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یار غار کہدیا جاتا ہے۔ حارس۔ نگہبان۔

[2] واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی۔ یعنی ہر تدبیر سے ریچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیے۔ انگری۔ الف زیادہ ہے۔

[3] عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی۔ یعنی اگر بالغرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس یعنی مجھے بختت نہ بہد۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا تھا۔ تیرے نصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست ساتھی، بالمقابل بیشہ جنگل۔

اين دلم هرگز نه لرزيد از گزاف [۱] — نورِ حق ست اين نه دعوی و نه لاف
میرا دل خواہ مخواہ نہیں لرزا — یہ لرزنا اللہ کے نور (کیوجہ) سے ہے بیہودہ یا بکواس

مؤمنم يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ شُده — هاں وهاں بگريز ازيں آتشكده
میں مومن ہوں وہ (مومن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے — خبردار خبردار، اس آگ کی بھٹی سے بھاگ

اين همه گفت و بگوشش در نرفت — بد گمانی مرد را سَدّيست زفت
اس نے یہ سب کچھ کہا اور اس کے کان میں نہ گیا — انسان کیلئے بد گمانی بڑا بندھ ہے

دستِ وے بگرفت دست ازوے كشيد — گفت رفتم چوں نه يارِ رشيد
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اس نے اس سے ہاتھ چھڑا لیا — اس نے کہا جبکہ سیدھا ہونے والا دوست نہیں ہے میں جاتا ہوں

گفت رَو بر من تو غمخواره مباش — بُو الفُضُولا معرفت كمتر تراش
اس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا — اے بکواسی! معرفت (خداوندی کی باتیں) نہ کر

باز گفتش [۲] من عَدوے تو نيم — لطف بيني گر بيائی در پیم
اس نے پھر کہا، میں تیرا دشمن نہیں ہوں — اگر میرے پیچھے (پیچھے) آ جائیگا لطف (محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار ورَو — گفت آخر يار را مُنقاد شو
اس نے کہا، مجھے نیند آ رہی ہے، مجھے چھوڑ اور جا — اس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخُسپی در پناهِ عاقلے — در جوارِ دوستے صاحبدلے
تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے — ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خيال افتاد مرد از جد او — خشمگين شُد زو بگردانيد رُو
اس کے اصرار سے وہ مرد شک میں پڑ گیا — غضبناک ہو گیا، اس سے منہ پھیر لیا

كيں مگر قصدِ من آمد خونی ست — يا طمع دارد گدائی و تُونی ست
کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے — یا لالچ کرتا ہے بھک منگا اور چور ہے

يا گروِ [۳] بست ست با ياراں بديں — كه بترساند مرا از همنشيں
یا اس نے دوستوں سے اس پر شرط باندھی ہے — کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

يا حَسَد دار دز مِهرِ يارِ من — كاينچنين جدّ ميكند در كارِ من
یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے — کہ میرے معاملہ میں اس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نيامد هيچ از خُبثِ سرش — يک گمانِ نيک اندر خاطرش
اس کی بد دماغی سے نہ آیا — کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

---

۱ گزاف۔ لغو، بیہودہ، نورِ حق، یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعویٰ یعنی خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں لاف۔ شیخی بگھارنا۔ ینظر حدیث میں ہے اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ۔ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ۔ یعنی ریچھ کی دوستی۔ سدّ۔ بندھ۔ زفت۔ بھاری، موٹا۔ بگرفت۔ یعنی نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اس نے اس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

۲ باز گفتش۔ اس نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ منقاد۔ مطیع فرمانبردار عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدّ۔ اصرار۔ قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ تونی۔ بھنگی، چور، دغاباز یعنی میری خدمت کر کے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

۳ گرو بست۔ اس نے شرط باندھی ہے۔ ہمنشیں۔ یعنی ریچھ۔ یار من۔ یعنی ریچھ خود یعنی چونکہ بد دماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اس کے دل میں نہ آیا۔

ظنِ نیکش جملگی بر خرس بود — او مگر آں خرس راہم جنس بود
اس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا ، شاید وہ اس ریچھ کا ہم نسل تھا

بد گمان وابلہ و نا اہل بود — وز شقاوت او مطیعِ جہل بود
بد گمان اور بے وقوف اور نا اہل تھا بدبختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھا

بدرگ و خود رای و بد بختِ ابد — گمرہ و مغرور و کور و خوار و رد
بد سرشت اور خود سر اور ہمیشہ کا بد بخت گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردود

خرس رابگزیدہ بر صاحب کمال — روسیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ کو صاحب کمال پر ترجیح دی رو سیاہ بد انجام گندے خیال والا

عاقلے را از سگی تہمت نہاد — خرس را دانست اہلِ مہر و داد
کتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتن ۲ موسیٰ گو سالہ پرست راکہ آں خیال اندیشی وحزمِ تو کجارتف

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰ با یکے مستِ خیال — کاے بداندیش از شقاوت در ضلال
(حضرت) موسیٰ نے ایک وہمی سے فرمایا کہ اے بدبختی کی وجہ سے گمراہ اور بد خیال!

صد گمانت بود در پیغمبریم — با چنیں برہان و ایں خُلقِ کریم
تجھے میری پیغمبری میں سو شک تھے ایسی دلیل اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے

صد ہزاراں معجزہ دیدی زمن — صد خیالت می فزود و شک وظن
تو نے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بدگمانیاں بڑھیں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی — طعن بر پیغمبریم می زدی
تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہو گیا میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی

گرد ۳ از دریا بر آوردم عیاں — تا رہید یداز شر فرعونیاں
میں نے کھلم کھلا دریا سے گرد اڑا دی یہاں تک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے

ز آسماں چل سالہ کاسہ وخواں رسید — وز دعایم جوئے از سنگے دوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

---

۱ اوگر۔ یعنی ریچھ جیسی فطرت کا تھا۔ مطیع۔ فرمانبردار۔ بدرگ۔ بد سرشت۔ خودرای کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بدبخت ابد۔ ازلی شقی۔ رد۔ مردود ۔ حاصل تبہ۔ بدانجام۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنے والا داد۔ انصاف۔

۲ گفتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت۔ بدبختی۔ ضلال۔ گمراہی صد گماں۔ سینکڑوں شبہات ۔ برہان۔ دلیل۔ شک۔ یعنی پیغمبر میں شک شبہ۔

۳ گرد برآوردن۔ ہلاک کردینا۔ خاک اڑانا۔ یعنی حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہوگیا تھا۔ فرعونیاں فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کرسکا تھا۔ ز آسماں۔ میدان تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من وسلویٰ اترا رہا۔ وز دعایم۔ حضرت موسیٰ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

چوب[1] شد در دستِ من نر اژدہا — آب خوں شد بر عدوّے نا سزا

میرے ہاتھ میں لکڑی نر اژدھا بنی — نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب — آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب

لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی — سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بن گیا

ایں وصد چندیں وچندیں گرم وسرد — از تو اے سرد آں توہم کم نہ کرد

اسنے اور ایسے ایسے سینکڑوں مختلف قسم (معجزوں) نے — اے کج فہم! تیرا وہم نہ مٹایا

بانگ[2] زد گو سالہ از جادوئی — سجدہ کر دی کہ خدائے من توئی

جادو گری سے بچھڑا بولا — تو نے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں تو ہمہات را سیلاب بُرد — زیرکیِ باردت را خواب بُرد

تیرے ان وہموں کو سیلاب بہا لے گیا — تیری لا یعنی ذہانت سو گئی

چوں نبودی بد گماں در حقِ اُو — چوں نہادی سر چناں اے زشت رُو

تو اس کے بارے میں بد گمان کیوں نہ ہوا؟ — اے بدصورت! تو نے اس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامداز تزویر[3] او — وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ اُو

تجھے اس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟ — اور اس کے احمقوں کو پھنسانے والے جادو کا

سامری خود کہ باشد اے مُہاں — کہ خدائے بر تراشد در جہاں

اے ذلیل! سامری خود کیا ہے؟ — کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویرِ او یک دل شُدی — وز ہمہ اشکالہا عاطل شُدی

تو جب تو اس کی اس مکاری سے مطمئن ہو گیا — اور تمام اشکالات سے خالی ہو گیا

گاوٗ می شاید خدائی را بلاف — در رسولی ام تو چوں کر دی خلاف

بکواس سے بچھڑا خدائی کے لائق ہو سکتا ہے؟ — میرے رسول ہونے میں تو نے کیوں خلاف کیا؟

پیش گاوے سجدہ کر دی از خری — گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری

گدھے پن سے تو نے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا — تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہو گئی

چشم دُزدیدی ز نورِ ذوالجلال — لَخْتْ جہلِ وافر و عینِ ضلال

تو نے اللہ (تعالیٰ) کے نور سے آنکھیں چرائیں — عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ براں عقل وگزینش کہ تراست — چوں تو کانِ جہل راکشتن سزاست

تیری عقل اور اس کے انتخاب پر جو تو نے کیا تف ہے — تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

---

[1] چوب۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ کفم۔ حضرت موسیٰ کو ید بیضاء کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سرد۔ جلد طبع بیوقوف۔

[2] بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادو گری تو ہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ درحق او۔ بچھڑے کی خدائی۔

[3] تزویر۔ فریب۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا۔ مُہان۔ ذلیل۔ یک دل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رسولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاوٗ۔ بچھڑا۔ خری۔ گدھا پن۔ سحر سامری۔ سامری کا جادو۔ یہی تھا کہ اس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اس بچھڑے کے بت میں ڈال دی تھی جو اس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ لخت ز۔ کلمہ تعجب ہے۔ وافر گھنا۔ ضلال۔ گمراہی شہ۔ کلمہ نفرین ہے تف۔ گزیں۔ انتخاب کان معدن۔

گاوِ زرّیں ۱ بانگ کرد آخر چہ گفت — کاحمقاں را اینہمہ رغبت شگفت
سونے کا بچھڑا بولا ، آخر کیا کہا؟ — کہ احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدہ از من بسے — لیک حق را کے پذیر دہر خسے
مجھ سے تو نے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے — لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے؟

باطلاں راچہ رُباید باطلے — عاطلاں راچہ خوش آید عاطلے
بیہودوں کو کیا بھاتا ہے؟ بیہودہ بات — لغو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود — گاؤ سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد
کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے — گائے ، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے؟

گرگ بر یوسفؑ کجا عشق آورد — جز مگر از مکر تا اُو را خورد
بھیڑیا ، یوسفؑ سے کب عشق کرتا ہے؟ — مکر کے سوا ؟ تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے

چوں ۲ زگرگی وارہد محرم شود — چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
جب بھیڑیے پن سے نجات حاصل کرلیتا ہے محرم ہوجاتا ہے — اصحاب کہف کے کتے کی طرح انسان ہوجاتا ہے

چوں محمد را ابوبکرؓ نکو — دید صدقش گفت ھٰذا صادق
جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) — کی سچائی کو دیکھا بول اٹھے یہ سچا ہے

چوں ابو بکرؓ از محمدؐ بردہ بُو — گفت ھٰذا لَیسَ وَجہُ کاذِب
جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی — کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد — دید صد شقُّ القمر باور نہ کرد
چونکہ ابو جہل اصحاب درد میں سے نہ تھا — سو شق القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش زبام اُفتاد طشت — زونہاں کردیم حق پنہاں نگشت
وہ دردمند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا — ہم نے اس سے حق کو چھپایا (پھر بھی) نہ چھپا

وانکہ ۳ اُو جاہل بُد از دردش بعید — چند بنمودیم و اُو آں را ندید
وہ جو کہ جاہل تھا اور اس کے درد سے دور تھا — ہم نے اس کو ہر چند دکھایا اسنے اس کو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا درو — واشناسی صورتِ زشت از نکو
دل کا آئینہ صاف ہونا چاہیے تاکہ اس میں — بری اور اچھی صورت میں تو امتیاز کر سکے

ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را

اس نصیحت کرنیوالے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد ریچھ سے دھوکے میں پڑے ہوئے آدمی کی نصیحت کو ترک کرنا

---

۱ گاوِ زرّیں ۔ بچھڑے کا بت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔ دیدہ ۔ یعنی معجزے ۔ خس ۔ کمینہ ۔ باطلاں ۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز ۔ گاؤ ۔ گائے شیر کی جنس نہیں ہے ۔ گرگ ۔ حضرت یوسف کے ساتھ گرگ کا تصور ان کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے محترم ۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے ۔ جس طرح کہ اصحاب کہف کے کتے کا کتا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

۲ چوں ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہذا ان کا ان کی طرف میلان ہوا ۔ ھٰذا صادق ۔ یعنی آنحضور اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں تو جہل ۔ ابو جہل اور آنحضور میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہذا شق القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا ۔ دردمندے ۔ یعنی طالب حق ۔ طشت ۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہو جانا۔

۳ وانکہ ۔ جو شخص طلب حق میں دردمند نہیں ہے ۔ آئینہ دل ۔ کفار کا آئینہ دل زنگ آلود تھا لہذا وہ منکر بنے ۔ ترک کردن ۔ اگر مخاطب میں نصیحت سننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیے مغرور دھوکے میں مبتلا۔

آں مُسلماں[1] ترکِ آں اَبلہ گرفت　　زیرِ لَب لاحَول گویاں باز رفت
اس مسلمان نے اس بے وقوف کو چھوڑ دیا　　خاموشی سے لاحول پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پند و از جدال　　در دلِ اُو بیش می زاید خیال
بولا جبکہ، اصرار اور نصیحت اور بحث سے　　اس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رہِ پند و نصیحت بَستہ شُد　　امرِ اَعرِض عَنہُم پیوستہ شُد
تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہو گیا ہے　　"ان سے اعراض کر" کا حکم وابستہ ہو گیا ہے

چوں دوایت می فزاید دردِ پس　　قصہ بر طالب بگو بر خواں عبس
جب تیری دوا درد بڑھائے تو　　طلبگار سے بات کر (سورہ) عبس پڑھ لے

چونکہ اَعمیٰ طالبِ حق آمدست　　بہرِ فقرِ اُو نشاید سینہ خَست
جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے　　اس کے افلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیے

تو حریصی بر رشادِ مِہتراں　　تا بیا موزند عام از سَروَراں
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے　　تاکہ عوام سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک[2]　　مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک
اے احمد! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت　　سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

ایں رئیساں یارِ دیں گردند خوش　　بر عرب لشہا سر اندو بر حَبَش
یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے　　یہ عرب اور حبش کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک[3]　　زانکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی　　کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مُہتدی　　رُو بگر دانیدی و تنگ آمدی
اس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے　　رو گردانی کی، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ　　تو زیارانی و وقتِ تو فراخ
کہ اس وقت یہ موقع کم ملتا ہے　　تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کر دیم در وقتِ تنگ　　ایں نصیحت می کنم نہ از خشم و جنگ
تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا　　یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی

[1] آں مسلماں۔ یعنی نصیحت کرنیوالا جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث ومباحثہ۔ خیال یعنی شک۔ پس اگر نصیحت مزید انکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت سے اعراض کرنا چاہیے۔ اعرض عنہم۔ ان سے منہ پھیر لو۔ یہ آنحضورؐ سے ان کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عبس۔ آنحضورؐ قریش کے بڑے سرمایہ داروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اس اثنا میں ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور ان سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا اس پر سورۂ عبس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن ام مکتوم۔ مہتراں۔ یعنی سرداران قریش۔

[2] ملوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بوک۔ شاید۔ مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سرداران قریش۔ سر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی ان سرداروں کے مسلمان ہو جانے سے صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

[3] تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے ضریر نابینا یعنی ابن ام مکتومؓ مُہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ یعنی یہ موقع کم آتا ہے کہ یہ لوگ آکر بات سنیں یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مزدحم ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کہ تم اس وقت قرآن سننے کا سوال نہ کرو۔

احمدا نزد خدا ایں یک ضریر — بہتر از صد قیصرؒ است و صد وزیر
اے احمد! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا — سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یادِ النّاس معادن ہیں بیار — معدنے باشد فزوں از صد ہزار
خبردار! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ — ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

معدنِ لعل و عقیقِ مکتنس — بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مس
لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان — تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدا اینجا ندارد مال سُود — سینہ باید پُر ز عشق و درد و دود
اے احمدؐ! یہاں مال مفید نہیں ہے — ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

اعمیٔ روشندل آمد در دمند — پند اُورا دہ کہ حقِ اُوست پند
ایک اندھا، روشندل، درد مند آیا — اس کو نصیحت کر، نصیحت اس کا حق ہے

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند — تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند
اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں — تو آپ تلخ کب ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہے

گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد — حق برائے تو گواہی می دہد
اگر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں — اللہ (تعالیٰ) تیری گواہی دیتا ہے

گفت[2] ازا قرارِ عالم فارغم — آنکہ حق باشد گواہ اُورا چہ غم
فرمایا (اب) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں — جس کا خدا گواہ ہو اس کو کیا غم ہے

گر خفاشے را ز خورشیدے خوریست — ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست
اگر چمگادڑ کو سورج سے خوراک حاصل ہے — یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِ[3] خفّاشگاں باشد دلیل — کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل
چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہو گی — کہ میں (رب) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شود — آں دلیلِ نا گلابی می بود
اگر کسی گلاب (کے پھول) کیطرف گبریلا رغبت کرے — وہ اس کے گلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ محک — در محکیٔ اش در آید نقص و شک
اگر کھوٹا (سکہ) کسوٹی کا طالب ہے — اس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہو گا

دزد شب خواہد نہ روز ایں را بداں — شب نیَم روزم کہ تابم در جہاں
یہ جان لے کر چور رات چاہتا ہے، نہ کہ دن — میں رات نہیں ہوں دن ہوں جو دنیا میں چمکتا ہوں

[1] قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ النّاس معادن "لوگ کانیں ہیں" اس حدیث کے بقیہ لفظ یہ ہیں۔ المعادن الذّھب والفضّۃ خیارھم فی الجاھلیّۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا جیسا کہ سونے اور چاندی کی کانیں جو انمیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ معدنے یعنی ابن ام مکتومؓ صد ہزار۔ یعنی سرداران قریش مکتنس۔ پوشیدہ مخفی مال۔ تا نبا انجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں اعمیٰ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ منکر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

[2] گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ گواہ یعنی رسالت و صداقت پر خورے۔ خوراک۔ نیست۔ ورنہ چمگادڑ کو اس سے نفرت ہوتی۔

[3] نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اس کے مکمل ہونے کی دلیل ہے جلیل۔ یعنی رب جلیل۔ گر بدبو میں پرورش پانیوالا گبریلا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اس کا گلاب ہونا مشکوک ہو جائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنی میں ہے تکلف۔ کسوٹی۔ دزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغا باز مجھے پسند نہیں کر سکتے ہیں۔

فارقم ۱ فارو قیم غربیل وار — تا کہ کاہ از من نمی باید گزار

میں غرق کرنیوالا ہوں چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں — حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم کیں نقوش ست و آں نفوس

میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں — تا کہ دکھا دوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں — وانمایم ہر سُبک را از گراں

میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں — ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاؤ ۲ را داند خدا گَو سالہ — خر خریدارے و در خورِ کالہ

بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے — گدھا خریدار، اور اس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاؤم تا گَو سالہ خرد — من نہ خارم کاشترے از من چرد

میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے — میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے

او گماں دارد کہ با من جور کرد — بلکہ از آئینۂ من روفت گرد

وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے میرا کچھ بگاڑا — بلکہ اس نے میرے آئینہ سے گرد صاف کر دی ہے

تملّق کردن دیوانہ جالینوس را و ترسیدنِ جالینوس از وے

ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحاب ۳ خود — مر مرا تا آں فلاں دارو دہد

جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی) — مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذو فنوں — ایں دوا خواہند از بہرِ جنوں

اس سے کسی نے کہا اے صاحب کمالات! — یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دور از عقلت مگو ایں گفتگو — گفت در من کرد یک دیوانہ رُو

خدا کرے جنون! تیری عقل سے دور رہے، گفتگو نہ کر — اس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید — چشمکم زد آستینِ من درید

تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا — مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیّت بُدے در من ازو — کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو

اگر مجھ میں اس کی جنسیت نہ ہوتی — وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے — کے بغیرِ جنسِ خود را برزدے

اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا! — اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا؟

---

۱ فارق۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا۔ فاروق۔ دو چیزوں میں فرق دکھانے والا۔ غربیل۔ غربال، چھلنی۔ کاہ۔ تنکا۔ بھوسی۔ سبوس۔ بھوسی۔ نقوش۔ یعنی بے جان تصویریں۔ میزان۔ ترازو۔ سُبک۔ ہلکا۔

۲ گاؤ۔ بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے۔ در خور۔ مناسب، لائق۔ کالہ۔ سامان۔ نہ خارم۔ اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے۔ او گماں۔ ناقص کامل کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے کامل کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اس کا انکار اس کے کمال کی بنیاد بنتا ہے۔ تملّق۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اس سے مانوس ہونے سے یہ شبہ ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا۔

۳ اصحاب۔ یعنی شاگرد۔ فلاں دارو۔ یعنی وہ فلاں دوا۔ جو مرض جنون میں کھلائی جاتی ہے۔ آں یکے۔ یعنی ایک شاگرد نے۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ ایں گفتگو۔ یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات۔ رو۔ یعنی رو کرد، چشمکم زد۔ جو دوستی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے۔ بدے۔ بے تکلفی کی وجہ سے جنسیت۔ یعنی اگر اس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں۔ جنس خود۔ یعنی دیوانہ۔

چوں دو کس برہم زند بے ہیچ شک — درمیانِ شاں ہست قدرِ ۱مشترک
جب دو شخص آپس میں ملیں، بلا شک — ان میں کوئی قدرِ مشترک ہے

کے پرد مرغے مگر با جنسِ خود — صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ہر پرند اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اڑتا ہے — ناجنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سببِ پریدن و چریدنِ مرغے با مرغِ دیگر کہ جنسِ او نبود
ایک پرند کے غیر جنس پرند کے ساتھ اڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے — در بیاباں زاغ را با لکلکے
ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا — جنگل میں کوے کو تعلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں — تا چہ قدرِ مشترک یابم نشاں
میں تعجب میں رہ گیا، میں نے ان کے حال کی جستجو کی — تاکہ قدرِ مشترک کا پتہ لگا لوں

چوں شدم نزدیک من حیران ۲و دنگ — خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ
جب میں حیران اور دنگ قریب پہنچا — میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ او عرشی بود — با یکے چغدے کہ او فرشی بود
خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو — ایک چغد کے ساتھ جو فرشی ہو (کیسے تعلق رکھ سکتا ہے)

آں ۳ یکے خورشیدِ علیین بود — ویں دگر خفاش کز سجیں بود
ایک وہ جو علیین کا سورج ہو — اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجین کی ہو

آں یکے نورے زہر عیبے بری — واں دگر کورے گدائے ہر دری
ایک وہ نور جو ہر عیب سے بری ہے — اور دوسرا وہ اندھا جو ہر در کا بھکاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پرویں زند — واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند
ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے — ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسف رخے عیسیٰ نفس — ویں دگر گرگے ویا خر یا خرس
ایک یوسف جیسے چہرے والا عیسیٰ جیسے سانس والا — دوسرا بھیڑیا، یا گدھا، یا ریچھ

آں یکے پرّاں شدہ در لامکاں — ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
ایک وہ جو لامکان میں اڑتا ہے — اور یہ ایک کوڑیوں پر کتوں کی طرح

آں یکے سلطانِ عالی مرتبت — ویں دگر در گلخنے در تعزیت
وہ ایک بلند مرتبہ بادشاہ — اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر ماتم میں

---

۱ قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوا اور تعلق تھے یا نہ تھے لیکن ان میں لنگڑا پن قدرِ مشترک تھی ہم تگی۔ مل کر چلنا پھرنا۔ لکلک۔ لعلق۔

۲ حیران و دنگ۔ اس لئے کہ دو غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاصہ۔ جبکہ کوے اور تعلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں زمینی پرند ہیں تو نبی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا چغد ہے باہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ چغد۔ منکر۔

۳ یکے۔ یعنی رسول و نبی۔ علیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے بہشت کا بلند مقام سجین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے جہنم کی وادی۔ نورے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پرویں۔ ثریا۔ جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسف۔ حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پرّاں۔ پرواز کرنے والا۔ لامکاں۔ عالمِ لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

آں یکے خلقے زا کرامش ١ خجل ویں دگراز بینوائی مُنفعل
ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ اور یہ دوسرا، بے سرو سامانی سے شرمندہ

آں یکے سرور شدہ زاہلِ زماں ویں دِگر در خاکِ خواری بس نہاں
ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بُلبلاں راجائے می زیبد چمن مر جُعَل رادر چمیں خوشتر وطن
بلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے گبریلے کا گندگی بہترین وطن ہے

بازبانِ معنوی ٢ گُل با جُعَل ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بَغَل
پھول، گبریلے کو زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی زگلشن بیگماں ہست آں نفرت کمالِ گلستاں
اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً وہ نفرت چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سرِ تو دور باش می زندکاے خَس ازیں در دُور باش
میری غیرت تیرے سر پر نیزہ (پھینک کر) مارتی ہے اے کمینے، اس در سے دُور رہ

در بیا میزی تو بامن اے دَنی ایں گماں آید کہ از کانِ منی
اے کمینے! اگر تو مجھ سے گھل مل جائے گا یہ خیال ہو گا کہ تو میری جنس کا ہے

گرور آمیزد ٣ زنقصانِ من ست زاں کہ پندارند کو زانِ من ست
اگر گھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مراچوں ازپلیدی پاک داشت چوں سزد برمن پلیدی راگماشت
خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہو گا؟

یک رگم زاں شاں بُدو آں رابُرید درمن آں بدرگ کجا خواہد رسید
میری ایک رگ میں کی ان میں کی تھی اس کو کاٹ دیا وہ بری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدمؑ آں بُداز ازل کہ ملائک سر نہندش از مَحل
(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے ان کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس نہندش سر کہ منم شاہ و رئیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان ان کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے اُونہ بودے آدمؑ اُو غیرے بُدے
تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

١ اکرام۔ تعظیم کرنا، بخشنا۔ خجل۔ شرمندہ۔ منفعل۔ نادم۔ شرمندہ سرور۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب دیتا ہے۔ جُعَل۔ نجاست کا کیڑا۔ گبریلا۔ چمیں۔ نجاست، گندگی

٢ معنوی۔ باطنی یعنی زبان حال۔ گندہ بغل۔ بغل گندہ بدبودار۔ گرگریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیا علاوہ بزرگوں کی غیرت کا تقاضا ہے کہ خدا کے دشمن ان سے دور رہیں۔ دور باش۔ پہلے مصرع میں اس دو شاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تاکہ لوگ راستے سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دَنی۔ کمینہ کان۔ معدن۔

٣ گرور آمیزد۔ برونکا بھلوں سے میل، بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آں منست۔ یعنی ہم جنس ہے۔ بریدآ۔ آنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشاں۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ ان کو سجدہ کریں دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ منم۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اس کو سجدہ کیوں کروں پس اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

هم سجودِ ہر ملک میزانِ۱ اُوست — هم جحودِ آں عدو برہانِ اُوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اس کا معیار ہے — اس دشمن کا انکار بھی اس کی دلیل ہے

هم گواہِ اُوست اقرارِ ملک — هم گواہِ اُوست کفرانِ سگک
فرشتہ کا اقرار کرنا بھی اس کا گواہ ہے — ذلیل کتے کا انکار بھی اس کا گواہ ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تاچہ کرد آں خرس با آں شیر مرد
اس بات کی انتہا نہیں ہے، واپس چل — کہ اس ریچھ نے اس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمہ قصہ اعتمادِ آں مغرور بر تملق خرس
اس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنیکا باقی حصہ

اُو۲ بخفت و خرس میراندش مگس — وز ستیز آمد مگس شد باز پس
وہ سو گیا اور ریچھ اس کی مکھیاں اڑاتا تھا — اور ضد سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں

چند بارش راند از روئے جواں — واں مگس زوبازمی آمد دواں
اس نے کئی بار ان کو جوان سے منہ پر سے اڑایا — وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں

خشمگیں شد با مگس خرس و برفت — بر گرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا — پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اٹھا لیا

سنگ آورد و مگس را دید باز — بر رُخِ خفتہ گرفتہ جائے۳ ساز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا — سوئے ہوئے کے منہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے

بر گرفت آں آسیاسنگ و بزد — بر مگس تا آں مگس واپس خزد
اس نے چکی (جیسا) پتھر اٹھایا اور مارا — مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد — ایں مثل بر جملہ عالم فاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے منہ کو خشخاش (جیسا) کردیا — یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کر دی

مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں — کینِ اُو مہر ست و مہرِ اُوست کیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے — اس کا کینہ محبت ہے اور اس کی محبت کینہ ہے

عہدِ اُو سست ست و ویران و ضعیف — گفتِ اُو زفت و وفائے اُو نحیف
اس کا عہد و پیمان کمزور اور برباد اور ضعیف ہے — اس کی باتیں گھنی ہیں اور اس کی وفاداری کمزور ہے

گر خورد سوگند ہم باور مکن — بشکند سوگند مردِ کژ سخن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر — الٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

۱ میزان۔ معیار۔ جحود۔ انکار عدو۔ شیطان۔ گواہ حضرت آدم کے کمال پر، جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اسی طرح شیطان کا انکار بھی گواہ ہے۔ کفران۔ انکار، ناشکری سگک۔ کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان۔ ایں سخن۔ یعنی ناقصین کا انکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے۔ تملق۔ چاپلوسی، خوشامد

۲ او۔ یعنی شیر مرد۔ وز ستیز۔ مکھی کی عادت ہے کہ اڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے۔ جواں یعنی شیر مرد۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔

۳ جائے ساز۔ موافق جگہ۔ آسیا سنگ۔ آسیا چکی کا پتھر۔ خزد۔ خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے۔ ایں مثل۔ وہ ضرب المثل جو دوسرے شعر میں مذکور ہے۔ کین او۔ بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا عہد او۔ بیوقوف کا کوئی عہد و پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ ماتونی ہوتا ہے اس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے۔ گر خورد۔ بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے وہ فوراً قسم توڑ ڈالتا ہے۔

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ — تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ [۱]

چونکہ اس کی بغیر قسم کے بات، جھوٹ تھی — تو اس کے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفس او میرست و عقل او اسیر — صد ہزاراں مصحفش خود خوردہ گیر

اس کا نفس حاکم ہے، اور اس کی عقل قیدی ہے — لاکھوں قرآن اس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند — گر خورد سوگند ہم آں بشکند

جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے — اگر قسم بھی کھا لے گا اس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازاں — کہ کند بندش بسوگند گراں

کیونکہ اس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہو گا — کہ اس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد — حاکم آں را بر درد بیروں جہد

جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے — حاکم اس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سرش کوبد ز خشم آں بند را — می زند بر روئے اُو سوگند را

اس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا — قسم کو اس کے منہ پر پھینک مارے گا

تو ز اَوْفُوا بِالْعُقُوْدش دست شو — اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ با اُو مگو

تو "عہدوں کو پورا کرو" سے اس سے ہاتھ دھو لے — "اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اس سے نہ کہہ

وانکہ [۲] داند عہد با کہ می کند — تن کند چوں تار و گرد او تند

جو شخص یہ سمجھ لے کہ عہد کس سے کرتا ہے — جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اس کے گرد تنتا ہے

بعیادت در رفتن حضرت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم بر صحابیِ رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شد — واندراں بیماریش چوں تار شد

صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہو گئے — اور اس بیمار میں وہ دھاگے کی طرح ہو گئے

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے اُو — چوں ہمہ لطف و کرم بُد خوئے اُو

(حضرت) مصطفیٰ ان کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے — چونکہ آپ کی عادت مجسم لطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است — فائدہ آں باز بر تو عائدہ است

بیمار پرسی کے لئے تیرا فائدہ ہے — اس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے

فائدہ اوّل کہ آں شخص علیل — بُو کہ [۳] قطبے باشد و شاہِ جلیل

پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص — ہو سکتا ہے کوئی قطب اور بڑا شاہ ہو

۱۔ دوغ۔ چھاچھ۔ مکر۔ نفس بیوقوف کی عقل پر اس کا نفس ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں مصحف بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہر حال عہد توڑ ڈالتا ہے۔ زانکہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسیر نفس حاکم ہوتا ہے۔ اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس کو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کریگا۔ اسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم۔ یعنی نفس۔ بر سرش۔ قسم تڑوا کر دوگنے عذاب میں مبتلا کریگا۔ تو فوا بالعقود مومنین کو خطاب ہے اپنے عہدوں کو پورا کرو احفظوا ایمانکم اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو۔

۲۔ وانکہ ایک مومن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے تن۔ کند۔ یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اس کو مضبوط باندھتا ہے اور اس کی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔ عیادت۔ بیمار پرسی، اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا فنائیت کے اس مقام پر ہوتے ہیں کہ انکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے۔

۳۔ بُو۔ شاید قطب۔ اولیاء میں سے ایک خاص مرتبہ رکھنے والے کو کہا جاتا ہے جلیل۔ بزرگ۔

چوں دو چشمِ دل نداری اے عَنود — وانمی ۱ دانی تو ہیزم راز عُود
اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہے — تو عود کو ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مَرنج — ہیچ ویراں را مَداں خالی زگنج
جبکہ دنیا میں خزانہ ہے رنجیدہ نہ ہو — کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصد ہر درویش می کُن از گزاف — چوں نشاں یابی بجد می کُن طواف
ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر — جب پتہ پالے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں ترا آں چشمِ باطن بیں نہ بود — گنج ۲ می پندار اندر ہر وجود
جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے — ہر وجود میں خزانہ سمجھ

ور نباشد قُطب یارِ رہ بُوَد — شہ نباشد فارِس اسپہ بُوَد
اگر قطب نہ ہو گا، راستہ کا یار ہو گا — شاہ نہ ہو گا، گھوڑا سوار ہو گا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار — ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار
یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ — کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عدو باشد ہم ایں احساں نکوست — کہ باحساں دوست گردد گر عدوست
اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے — اگر دشمن ہے احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

ور ۳ نگردد دوست کینش کم شود — زانکہ احساں کینہ را مرہم شود
اگر دوست نہ بنا تو اس کی دشمنی کم ہو جائیگی — اس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیرِ ایں ولیک — از درازی خائفم اے یارِ نیک
اس کے علاوہ بھی فائدے ہیں، لیکن — اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش — ہمچو بتگر از حجر یارے تراش
خلاصہ یہ نکلا کہ جماعت کا دوست بن — بت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ انبوہی و جمعِ کارواں — رہزناں را بشکند پشت و سناں
اس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اس کی کثرت — ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بہ موسیٰ کہ چرا بہ عیادتِ من نیامدی

حضرت موسیٰ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں عتیب — کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو زجیب
موسیٰ کی جانب سے اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی — اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

---

۱ دانمی۔ دانی۔ جب تم خاص قطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مومن کی عیادت کر لیا کرو۔ چونکہ۔ دنیا اولیاء سے خالی نہیں ہے تلاش جاری رکھو پالو گے۔ چوں۔ جب ولی دستیاب ہو جائے اس پر جان قربان کر دو۔

۲ گنج۔ اہل باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ ان کو تلاش کرو یار رہ۔ یعنی پیارا اگر قطب نہ ہوگا۔ تو کوئی سالک راہ طریقت ہوگا شہ۔ یعنی قطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق۔ ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوڑا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو۔ دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

۳ ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ حجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کرو زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتیب۔ عتاب، ناراضی جیب۔ گریبان حضرت موسیٰ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

مُشرقت ۱ کردم بنورِ ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی
میں نے خدائی نور سے تجھے مشرق بنایا — میں خدا ہوں، میں بیمار ہوا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — اینچہ رمز ست ایں بکن یارب عیاں
حضرت موسیٰ نے کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے — یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم — چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم
(اللہ تعالیٰ نے) پھر اس سے کہا کہ میں مریض ہوں — تو نے از روئے کرم میری پرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ رابر کشا
انہوں نے عرض کیا کہ خدا تیرے لئے کوئی گھاٹا نہیں ہے — عقل گم ہو گئی ہے یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں — گشت رنجور اُو منم نیکو بہبیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ — بیمار ہوا، اور وہ میں ہوں، خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من — ہست معذوریش معذوریِ من
اس کی بیماری میری بیماری ہے — اس کی معذوری، میری معذوری ہے

ہرکہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا
جو خدا کی ہم نشینی چاہے — کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از ۲ حضورِ اولیا گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی
اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا — تو برباد ہے کیونکہ تو جزو ہے کل نہیں ہے

ہر کرا دیواز کریماں وا برد — بیکسش یا بد سرش راواخورد
شیطان جس کو بھلوں سے جدا کر دے — اس کو بے سہارا پالیتا ہے اس کا سر چبا لیتا ہے

یک بدست از جمعِ رفتن یکزماں — مکر شیطاں باشدو نیکو بداں
تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا — شیطان کا مکر ہو گا، خوب سمجھ لے

جدا کردنِ باغباں صوفی و فقیہ و عَلوی را از یکد گرو اَدب کردن

باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر درباغ کرد — دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مَرد
ایک باغبان نے جب باغ کو دیکھا — اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ ۳ ویک شریف وصوفیے — ہر یکے شوخے فضولی یوفیۓ
ایک مولوی اور ایک سید اور صوفی — (جنسمیں سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی لغو گو

---

۱ مشرق۔ حضرت موسیٰ نور خداوندی کے مظہر تھے رنجور۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصان۔ یعنی بیماری وغیرہ۔ در رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان۔ یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ اُو منم۔ جب انسان فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقام فنا میں آگے جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیاء اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو انکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

۲ از حضور۔ اولیا کی صحبت باعث نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجب ہلاکت بنیں گے۔ جزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کلی۔ یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ واخورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب بنجاتا ہے۔ یدشت۔ یعنی بمقدار بالشت جمع جماعت جدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی مضرت سمجھائی تھی اب اس کو اس حکایت سے واضح کرتے ہیں۔

۳ فقیہ۔ مولوی مفتی۔ علوی۔ وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے۔ چوں۔ دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت باغ میں آئے تھے شریف مطلق سید کے معنی بھی بولا جاتا ہے اور خاص امام حسنؓ کی اولاد کو بھی کہا جاتا ہے فضول بغیر حق کے کام کرنیوالا۔ یوفی۔ لغو گو۔ حق

گفت با اینہا مرا صدِ[1] حجت ست — لیک جمع اند و جماعت رحمت ست

اس نے (دل میں) کہا ان کے مقابلہ میں میری سو دلیلیں ہیں — لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

بر نیایم یک تنہ با سہ نفر — پس ببرّم شاں نخست از یکدگر

تنہا تین کے ساتھ جیت نہ سکوں گا — پہلے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم — چونکہ تنہا شاں کنم سر بر کنم

میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں — جب ان کو اکیلا اکیلا کر دوں گا سر پھوڑ دونگا

حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ — تا کند یارانش را بے او تباہ

تدبیر اور صوفی کو ایک راستہ پر کیا — تا کہ اس کے دوستوں کو اس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وثاق[2] — یک گلیم آور برائے ایں رفاق

اس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا — ان ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار — تو فقیہی ویں شریفِ نامدار

صوفی چلا گیا اس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا — آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوئے تو نانے می خوریم — ما بہ پرِّ دانشِ تو می پریم

ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کھاتے ہیں — ہم آپ کی عقل کے پر سے پرواز کرتے ہیں

ویں[3] دگر شہزادہ و سلطانِ ماست — سید ست از خاندانِ مصطفیٰ ست

یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں — سید ہیں (حضرت) مصطفیٰ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس — تا بود باچوں شما شاہاں جلیس

وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟ — کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیاید مر ورا پنبہ کنید — ہفتہ بر باغ و راغِ من زنید

جب آئے اس کی روئی دھن دو — تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست — اے شما بودہ مرا چوں چشم راست

باغ کیا ہوتا ہے؟ میری جان تمہاری ملک ہے — تم تو میری داہنی آنکھ ہو

وسوسہ کرد و مرا ایشاں را فریفت — آہ کز یاراں نمی باید شکیفت

اس نے (ان میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور ان کو دھوکا دیا — افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را و رفت — خصم شد اندر پیش با چوبِ زفت

جب انہوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا — دشمن اس کے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

---

[1] صد حجت زبانی دلائل سے قائل کر دونگا۔ لیک۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا۔ پس۔ لہٰذا ان تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہیے۔ بے او۔ پہلے اسکو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

[2] وثاق۔ واؤ کے کسرہ کے ساتھ قید واؤ کے پیش کے ساتھ گھر گلیم۔ کمبل۔ رفاق۔ رفیق کی جمع ہے ساتھی بخلوت۔ یعنی تنہائی میں فتویٰ۔ عوام فقیہ کے فتوے سے حلال وحرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پر دانش۔ فقیہ عقلی دلائل قلم کرتا ہے۔

[3] ویں۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت، شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین پنبہ کنید یعنی اس کو روئی کی طرح دھن دو بعض صاحبان نے تجنہ سمجھ کر تجلیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خیمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشم راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ شکیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ زفت۔ موٹا۔

گفت اے سگ صوفی باشد کہ تیز — اندر آئی باغِ ما تواز ستیز[1]
بولا اے کتے! تو وہی صوفی ہے کہ تیزی سے — تو ہمارے باغ میں جبراً اندر آتا ہے

ایں جنیدتؒ رہ نمود و با یزیدؒ — از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
یہ راستہ تجھے جنیدؒ اور بایزیدؒ نے دکھایا ہے — کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

کوفت صوفی را چو تنہا یافتش — نیم کشتش کرد و سر بشکافتش
جب صوفی کو اکیلا پایا اس کو پیٹ ڈالا — اس کو ادھ موا کر دیا اور اس کا سر پھاڑ دیا

گفت[2] صوفی آنِ من بگذشت لیک — اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک
صوفی بولا، میرا وقت، تو گزر گیا لیکن — اے دوستو! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اغیار دانستید ہاں — نیستم اغیار تر زیں قلتباں
خبردار! تم نے مجھے غیر سمجھا — اس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شمار اخوردنی ست — وا ٓنچنیں ضربت جزائے ہر دنی ست
جو کچھ میں نے چکھا، تمہیں بھی چکھنا ہے — اس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست — آنچنیں شربت شمارا خوردنی ست
مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے — اس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں[3] جہاں کوہ ست گفت و گوئے تو — چوں صدا ہم باز آید سُوئے تو
یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفتگو — گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں — یک بہانہ کرد زاں پس جنسِ آں
جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا — اس کے بعد اسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریفِ من بروے سوُ وثاق — کہ ز بہرِ چاشت پختم من رُقاق
کہ اے میرے سید گھر کی جانب چلا جا — اس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از درِ خانہ بگو قیماز را — تا بیارد آں رُقاق وقاز را
دروازے میں نوکر سے کہنا — تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں — تو فقیہی ظاہر ست ایں و یقیں
جب اس کو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے! — تو مولوی ہے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

اُو شریفی می کند دعویٔ سرد — مادرِ اُورا کہ داند تا چہ کرد
وہ سید ہونے کا بغیر دلیل دعویٰ کرتا ہے — اس کی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے

[1] ستیز۔ لڑائی۔ جنید۔ بغدادی مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید۔ بایزید بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔

[2] گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا۔ قلتبان۔ دیوث۔ بے غیرت ضربت۔ مار۔ کوٹی۔ کمینہ

[3] ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے۔ جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رُقاق۔ چپاتیاں۔ قیماز۔ خادم قاز۔ بطخ۔ دعویٰ سرد۔ دعویٰ بغیر دلیل۔

برزن ۱ او بر فعلِ زن دل می نہید — عقلِ ناقص وانگہائے اعتمید
عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو — ناقص عقل، اور پھر بھروسہ!

خویشتن رابر علی و بر نبی — بستہ است اندر زمانہ بس غبی
اپنے آپ کو علیؓ اور نبیؐ سے — وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہرکہ ۲ باشد از زنا وز زانیاں — ایں بَرد ظن در حقِ ربّانیاں
جو شخص زنا اور زانیوں کی اولاد ہو — وہ خدا والوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ پُر گردو سَرش از چرخہا — ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را
جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے — وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ بوالفضول — حالِ اُو بُد دور زاولادِ رسولؐ
اس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا — خود اس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دور

گر نہ بودے اُو نتیجہ مُرتداں — کے چنیں گفتے برائے خانداں
اگر وہ مرتدوں کا نطفہ نہ ہوتا — خاندانِ نبوت کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں رافقیہ — در پیش رفت آں ستمگارِ سفیہ
اس نے منتر پڑھے، مولوی نے وہ سنے — وہ احمق ظالم اس کے تابع بن گیا

گفت ۳ اے خر اندریں باغت کہ خواند — از پیمبر دُرِّیت میراث ماند
بولا! اے گدھے! اس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے — پیمبر سے ورثہ میں تجھے چھوڑی ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو — تو بہ پیغمبر چہ می مانی بگو
شیر کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے — بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

با شریف آں کرد آں دواں از کجی — کہ کُند با آلِ یٰسین خارجی
کجی سے اس کمینہ نے سید کے ساتھ وہ کیا — جو خاندانِ نبوت کے ساتھ خارجی کرتا ہے

تاچہ کیں دارند ایم دیو و غول — چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ
دیکھو! شیطان اور بھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں — یزید اور شمر کی طرح، رسولؐ کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب — با فقیہ اُو گفت با چشمِ پُر آب
سید اس ظالم کی مار سے برباد ہوا — آنسو بھری آنکھوں سے اس نے مولوی سے کہا

پائدار اکنوں کہ ماندی فرد و کم — چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم
ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا — ڈھول بن جا، پیٹ پر مار کھا

---

۱ برزن۔ نسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اعتمید۔ اعتماد۔ خویشتن۔ یعنی اس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپ کو آنحضورؐ اور حضرت علیؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

۲ ہرکہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سید کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اس لئے مولانا اظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ رَبّانیاں۔ یعنی اہل بیت۔ ہرکہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد نطفہ مُرتد۔ دین سے منحرف ہو جانے والا۔ خانداں۔ یعنی اہل بیت۔ ستمگار۔ یعنی باغباں۔ سفیہ۔ بے وقوف۔

۳ گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا۔ میراث چونکہ وہ آل رسول تھا۔ مانی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسرین نے اس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے منحرف ہو کر ان کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابن معاویہؓ اسی کے دور حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ پائیدار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دُہل۔ ڈھول۔

گر شریف ولایق و ہمدم نیم　از چنیں ظالم[1] ترا من کم نیم
میں اگر سید اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں　تیرے لئے اس ظالم سے کم نہیں ہوں

مر مرادادی بدیں صاحب غرض　احمقی کردی ترا بئس العوض
تو نے مجھے اس خود غرض کے سپرد کر دیا　تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے برا بدلہ ہے

شُد ازو فارغ بیامد. کاے فقیہ　چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
وہ اس سے نبٹا، آیا کہ او مولوی!　تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے

فتویت اینست اے بریدہ دست　کاندر آئی و نگوئی امر ہست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتویٰ ہے　کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے

ایں چنیں رخصت بخواندی در وسیط　یا بدست ایں مسئلہ اندر محیط
اس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے　یا یہ مسئلہ محیط میں ہے

ایں بگفت و دست بروے بر کشاد　دست او کین دلش راداد داد
یہ کہا اور اس پر ہاتھ چھوڑ دیا　اس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی

گفت حقستت بزن دستت رسید　ایں سزائے آنکہ از یاراں برید
اس نے کہا تجھے حق ہے، مار تیرا قابو چل گیا　یہی اس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا

من سزا وارم بایں و صد چنیں　تا چرا ببریدم از یاراں بکیں
میں اس اور اس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں　کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا؟

گوش کردم آں ہمہ افسوس[2] تو　میزنم بر سر کہ شُد ناموس تو
تیرے سب ملامت میں نے سنی　سر پر (ہتھڑ) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی

زد ورا القصہ بسیار و بخست　کرد بیرونش زباغ و در بہ بست
قصہ مختصر اس کو بہت مارا اور چورا کر دیا　اس کو باغ سے نکالا اور دروازہ بند کر دیا

ہر کہ[3] تنہا ماند از یاران خود　ایں چنیں آید مر اورا جملہ بد
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا　اس طرح کی سب خرابیاں اس پر آتی ہیں

ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست　ویں صلہ از صد محبت حاملہ ست
یہ بیمار پرسی اس تعلق کے لئے ہے　یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصۂ مریض و عیادت رفتن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مریض اور آنحضور کے مریض پرسی کے لئے جانے کی طرف رجوع

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بئس العوض۔ برا بدلہ۔ فتویت۔ فتوائے تو۔ امر۔ حکم اجازت۔ وسیط۔ امام غزالی کی مشہور کتاب ہے محیط حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔

[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے ایں عیادت۔ عیادت سے جماعتی زندگی بنتی ہے۔

در عیادت شد رسول بے ندید[1] ‌ ‌ آں صحابی را بحال نزع دید
بے نظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے ‌ ‌ ان صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شدی دور از حضور اولیا ‌ ‌ در حقیقت گشتہ دور از خدا
جب تو اولیا کے پاس، حاضری سے دور ہو گیا ‌ ‌ حقیقتاً تو خدا سے دور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجر ہمراہاں غم ست ‌ ‌ کے فراق روئے شاہاں زاں کمست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے ‌ ‌ شاہوں کے حضور سے جدائی اس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب ‌ ‌ تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑتا رہ ‌ ‌ تاکہ تو اس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رو نجسپ اندر پناہِ مقبلے[2] ‌ ‌ بو کہ آزادت کند صاحبدلے
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ ‌ ‌ شاید کوئی صاحب دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیت برو ‌ ‌ ور حضر باشد ازیں غافل مشو
اگر تو سفر کرے تو اس نیت سے جا ‌ ‌ اگر اقامت ہو (تو بھی) اس سے غافل نہ ہو

در بدری گرد و میر و گو بگو ‌ ‌ جستجو کن جستجو کن جستجو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا ‌ ‌ تلاش کر تلاش کر تلاش

تا توانی ز اولیاء بر متاب ‌ ‌ جہد کن واللہ اعلم بالصواب
جب تک ہو سکے اولیا سے منہ نہ موڑ ‌ ‌ کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتن شیخے مر بایزید[3] را کہ کعبہ منم گرد من طواف کن

ایک شیخ کا بایزید سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کر لے

سوئے مکہ شیخ امت بایزید ‌ ‌ از برائے حج و عمرہ می دوید
امت کے شیخ بایزید مکہ کی جانب ‌ ‌ حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

او بہر شہرے کہ رفتے از نخست ‌ ‌ مرد عزیزاں رابکردے باز جست
وہ جس شہر میں جاتے ابتداء ‌ ‌ خاصان خدا کی تلاش کرتے

گرد می گشتے کہ اندر شہر کیست ‌ ‌ کو برار کان بصیرت متکی ست
چکر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے ‌ ‌ جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو

گفت حق اندر سفر ہر جا روی ‌ ‌ باید اول طالب مردے شوی
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے ‌ ‌ یہ چاہیے کہ ابتداءً تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

[1] ندید۔ مثال، نظیر۔ نزع۔ جانکنی۔ چوں شوی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیاء کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبت اولیاء کی بات شروع کر دی۔ چوں۔ نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری قرب حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر ز آفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاء کے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

[2] مقبلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ اس کی صحبت خواہشات نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ کہ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیاء اللہ کی صحبت کی جستجو کرے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیاء اللہ ارکان۔ بصیرت یعنی شرائط طریقت۔ متکی۔ تکیہ لگانیوالا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزید کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد یعنی ولی اللہ۔

قصد گنج[۱] کن کہ ایں سود و زیاں　　　در تبع آید تو آں را فرع داں
خزانہ کا ارادہ کر۔ کیونکہ یہ نفع نقصان　　　تبعاً حاصل ہو جائے گا اس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش　　　کاہ خود اندر تبع می آیدش
جو بوتا ہے اس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے　　　بھوسا تبعاً اس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نیاید گندمے　　　مردمے جو مردمے جو مردمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اگے گا　　　کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مردِ حق کی

قصد کعبہ کن چو وقت حج بود　　　چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر　　　جب تو پہنچے گا مکہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دید دوست بود　　　در تبع عرش و ملائک ہم نمود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا　　　تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سید[۲] الاعمال بالنیات گفت　　　نیت خیرت بسے گلہا شگفت
سید (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہیں　　　تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیت مومن بود بہ از عمل　　　ایں چنیں فرمود سلطانِ دُوَل
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے　　　سلطنتوں کے بادشاہ نے اسی طرح فرمایا ہے

حکایت[۳] خانہ ساختن مریدے و امتحانِ پیر مرید را

ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مرید سے امتحان لینے کا قصہ

خانہ نو ساخت روزے یک مرید　　　پیر آمد خانۂ اورا بدید
ایک مرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا　　　پیر آیا اس نے اس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نومرید خویش را　　　امتحاں کرد آں نکو اندیش را
شیخ نے اپنے اس نئے مرید سے فرمایا　　　اس خیر اندیش کا امتحان لیا

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق　　　گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اے دوست، تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے　　　اس نے کہا تاکہ اس راستے سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست ایں باید نیاز　　　تا ازیں رہ بشنوی بانگ نماز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیے　　　تاکہ تو اس راستے سے اذان سنے

نور خود اندر تبع می آیدت　　　نیت آں را کن کہ آں می بایدت
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی　　　اس کی نیت کر جس کی نیت کرنی چاہیے

---

۱ قصد گنج۔ یعنی سفر کا اصل مقصد کسی ولی اللہ کی زیارت ہو یا دوسرے منافع تبعاً حاصل کرو اور انکو فروع سمجھو۔ ہر کہ۔ جس طرح کا شتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے، بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے۔ قصد کعبہ۔ حج کا مقصد اصلی کعبہ کی زیارت ہے مکہ شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ در معراج۔ آنحضور کا مقصود معراج میں دیدار باری تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

۲ سید۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اس عمل کا نتیجہ ہو گا۔ نیت۔ حدیث شریف ہے نیۃ المومن خیر من عملہ و عمل المنافق خیر من نیتہ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا منشاء یہ ہے کہ عمل میں اعلیٰ مقصد کی نیت کرنی چاہیے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائے گا۔ نو مرید۔ یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا مستفید نہیں ہوا تھا۔ روزن۔ روشندان۔ گھر میں روشندان بناتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے۔ روشنی روشندان سے خود حاصل ہوتی جاتی۔

بایزید اندر سفر جُستے بسے ‌‌‌‌‌‌ تا بیابد خضرِ وقت خود کسے

بایزید نے سفر میں بہت تلاش کیا ‌‌‌‌ تا کہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالے

دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال[1] ‌‌‌‌ یافت در وے فرّ و گفتار رجال

ایک بوڑھے ہلال جیسے قد والے کو دیکھا ‌‌‌‌ اس میں مردان (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب ‌‌‌‌ ہمچو فیلے دیدہ ہندستاں بخواب

آنکھوں سے نابینا اور دل سورج کی طرح ‌‌‌‌ اس ہاتھی کی طرح جس نے ہندوستان کو خواب میں دیکھا ہو

چشم[2] بستہ خفتہ بیند صد طرب ‌‌‌‌ چوں کشاید آں نہ بیند اے عجب

آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے ‌‌‌‌ جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ نہیں دیکھتا

بس عجب در خواب روشن می شود ‌‌‌‌ دل درونِ خواب روزن می شود

خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے ‌‌‌‌ نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے

آنکہ بیدارست و بیند خواب خوش ‌‌‌‌ عارفست اُو خاک اُو در دیدہ کش

جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے ‌‌‌‌ وہ عارف (باللہ) ہے اس کی خاکِ قدم آنکھوں میں لگا

بایزید اورا چواز اقطاب یافت ‌‌‌‌ مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

ان کو بایزید نے جب قطبوں میں سے پایا ‌‌‌‌ انکساری کا اظہار اور ان کی خدمت میں دوڑے

پیشِ او بنشست و می پرسید حال ‌‌‌‌ یافتش[3] درویش و ہم صاحب عیال

ان کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے ‌‌‌‌ ان کو نادار اور عیال دار پایا

گفت عزم تو کجا اے بایزید ‌‌‌‌ رختِ غُربت را کجا خواہی کشید

انہوں نے کہا اے بایزید تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ ‌‌‌‌ سامان سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزمِ کعبہ دارم از ولہ ‌‌‌‌ گفت ہیں با خود چہ داری زادِ رہ

بایزید نے کہا شوق سے میرا کعبہ کا قصد ہے ‌‌‌‌ فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از درم نقرہ دویست ‌‌‌‌ نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست

کہا چاندی کے دو سو درہم رکھتا ہوں ‌‌‌‌ یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار ‌‌‌‌ ویں نکوتر از طوافِ حج شمار

انہوں نے فرمایا میرے سات بار طواف کر لے ‌‌‌‌ اور اس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں درمہا پیشِ من نہ اے جواد ‌‌‌‌ داں کہ حج کردی و شد حاصل مُراد

اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھ دے ‌‌‌‌ سمجھ لے کہ تو نے حج کر لیا اور مقصد پورا ہو گیا

۱۔ ہمچو ہلال۔ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے خمیدہ کمر تھے۔ رجال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیدہ نابینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالم ملکوت کی سیر سے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

۲۔ چشم بستہ۔ اولیاء اللہ آنکھیں بند کر کے جب عالم ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو انکو عجائب قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ درونِ خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل عالم ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ اولیاء اللہ بیداری میں آنکھیں ... وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو ... انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

۳۔ ... وہ شیخ تنگدست تھے اور عیالداری بہت تھی۔ ولہ۔ عشق، شوق ... ہوتی ... بایزید اپنے طواف ... حج ... ان سے ... ایسی صورت میں ... ہوگا۔

عُمره کردی عمرِ باقی ۱ یافتی — صاف گشتی بر صفا بشتافتی
تو نے عمرہ کرلیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کر لی — تو پاک ہو گیا (کوہ) صفا پر (بھی) دوڑ لیا

حق آں حقے کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
اس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے — کہ اس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ ۲ ہر چندیکہ خانہ بر اوست — خلقت من نیز خانہ سرِّ اوست
ہر چند کہ کعبہ اس کی عبادت کا گھر ہے — میرا وجود بھی اس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را دروے نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت
جب سے اس نے وہ گھر بنایا ہے اس میں نہیں گیا ہے — اور اس گھر میں اس حی (وقیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدارا دیدۂ — گردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ
جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے — سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت وحمد خدا است — تا نہ پنداری کہ حق از من جدا است
میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے — خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشم نیکو باز کن در من نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر
اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ — تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

با یزیدا ۳ کعبہ رادر یافتی — صد بہاء و عزّ و صد فر یافتی
اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا — سینکڑوں رونقیں اور عزتیں سینکڑوں شان وشوکت پائی ہیں

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار — گفت "یا عبدی" مرا ہفتاد بار
دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایکبار تو میرا گھر کہا ہے — مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

بایزید آں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زرّیں حلقہ اش در گوش داشت
(حضرت) بایزید نے ان نکتوں کو یاد کر لیا — سونے کے بالے کی طرح ان کو کان میں پہنا

آمد از وے بایزید اندر مزید — منتہی در منتہی آخر رسید
ان سے بایزیدؒ بڑھوتری میں پہنچے — کامل (مرید) مرتبہ کمال میں پہنچے

دانستنِ پیمبر کہ سبب رنجوریِ آں شخص گستاخی بودہ است در دعا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جان لینا کہ اس شخص کی بیماری کا سبب دعا میں گستاخی تھی

چوں پیمبر دید آں بیمار را — خوش نوازش کرد یارِ غار را
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار کو دیکھا — سچے دوست پر اچھی نوازش کی

---

۱ عمر باقی۔ ابدی زندگی۔ صفا۔ کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ مرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے۔

۲ وے۔ یعنی عبادتخانہ ہے۔ خانہ سر۔ یعنی اسرار الٰہی کا مخزن ہے۔ تا بکرو۔ یعنی حضرت حق جل مجدہ کو جو تعلق قلب مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اسی لئے قلب مومن تجلیات باری کا زیادہ مظہر ہے۔ چوں مرا۔ اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے۔

۳ بایزیدا۔ یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے۔ کعبہ را۔ قرآن میں بیتی ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔ "طهرا بيتي" "تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔ یا عبدی۔ مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور اهدنا الصراط المستقيم "ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما" پر پہنچتا ہے تو حضرت حق کی جانب سے کہا جاتا ہے لعبدی ما سأل۔ میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔ آمد۔ اس گفتگو سے حضرت بایزید کے مقامات بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا۔ یار غار۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ چونکہ غار ثور میں ہجرت کے وقت آنحضور کے ساتھ تھے سچا دوست۔

زندہ[1] شد چوں اُو پیمبر را بدید　　گوئی آں دم حق مرا اُورا آفرید
جب اس نے پیغمبرؐ کو دیکھا اس میں جان پڑ گئی　　تو کہیگا اللہ نے اسی وقت اس کو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد　　کامدایں سلطان بر من بامداد
اس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیب دیا　　کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تامرا صحت رسید و عافیت　　از قدوم ایں شہِ پُر خاصیت
یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہو گیا　　اس پر خاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے خُجستہ رنج و بیماری و تب　　اے مبارک دردو بیداریِ شب
مبارک ہے مرض اور بیماری اور بخار　　مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نک مرادر پیری از لُطف و کرم　　حق چنیں رنجوری دادو سقم
یہ کہ لطف و کرم سے بڑھاپے میں　　اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پشتم داد تامن ہم زخواب　　بر جہم برنیم شب لا بُد شتاب
کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے　　لا محالہ جلدی سے آدھی رات کو اٹھ بیٹھوں

تانہ خسپم جملہ شب چوں گاؤمیش　　درد ہا بخشید حق از لُطفِ خویش
تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سوؤں　　اللہ (تعالیٰ) نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کیے

زیں[2] شکست آں رحمِ شاہاں جوش کرد　　دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد
اس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آ گیا　　کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چپ کر دیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست　　مغز تازہ شد چو بخراشید پوست
مرض، خزانہ بنا کیونکہ اس میں رحمتیں ہیں　　جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سرد　　صبر کردن بر غم و سستی و درد
اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں　　غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جام مستی است　　کاں بلند[3] یہامہ در پستی است
آب حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے　　اس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں (مضمر) ہیں

آں بہاراں مُضمرست اندر خزاں　　پُر بہارست ایں خزاں مگریزازاں
بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں　　یہ خزاں پر بہار ہے اس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و باوحشت بساز　　می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز
غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ　　اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

[1] زندہ۔ یعنی ان صحابی کواز سرنو زندگی ملی ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بامداد۔ صبح کا وقت۔ پر خاصیت۔ بعض نسخوں میں بے حاشیت یعنی بے خلا دل کے شہنشاہ۔ خجستہ۔ وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے۔ نک یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی درد کمر کی وجہ سے لامحالہ رات کو اٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں۔

[2] زیں شکست۔ بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی۔ مغز۔ بیماری غفلت کے پردے چاک کر دیتی ہے اور روح تازہ ہو جاتی ہے۔ اے برادر۔ مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے۔

[3] بلند یہاں۔ مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں۔ غم، غم و وحشت پر صبر کرنے سے ابدی زندگی حاصل ہوتی۔

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بُدست ‌ ‌ مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست

تیرا نفس کچھ بھی کہے کہ یہاں برائی ہے ‌ ‌ اس کی نہ سن کیونکہ اس کا کام بالعکس ہے

تو خلافش کن کہ از پیغمبراں ‌ ‌ ایں چنیں آمد وصیت در جہاں

تو اس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے ‌ ‌ دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے

مشورت[2] درکارہا واجب شود ‌ ‌ تا پشیمانی در آخر کم بود

کاموں میں مشورہ ضروری ہے ‌ ‌ تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو

حیلہا کردند بسیارے انبیا ‌ ‌ تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا

نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں ‌ ‌ تب اس بات پر چکی چلی ہے

نفس می خواہد کہ تا ویراں کند ‌ ‌ خلق را گمراہ و سر گرداں کند

نفس چاہتا ہے کہ تباہ کر دے ‌ ‌ مخلوق کی گمراہ اور پریشان کر دے

گفت امّت مشورت با کہ کنیم ‌ ‌ انبیاء گفتند با عقلِ امیم

امت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟ ‌ ‌ انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے

گفت اگر کودک در آید یا زنے ‌ ‌ کو ندارد عقل و رایِ روشنے

دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے ‌ ‌ جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے

گفت با او مشورت کن وانچہ گفت ‌ ‌ تو خلاف آں کن و در راہ اُفت

فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے ‌ ‌ تو اس کے خلاف کر اور چل پڑ

نفس[3] خود را زن شناس از زن بتر ‌ ‌ زانکہ زن جزوست نفست کل شر

اپنے نفس کو عورت سمجھ، عورت سے (بھی) بدتر ‌ ‌ اس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے

مشورت با نفسِ خود گر می کُنی ‌ ‌ ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دنی

اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے ‌ ‌ جو وہ کہے اس کمینہ کے خلاف کر

گر نماز و روزہ می فرمایدت ‌ ‌ نفس مکارست مکرے زایدت

اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے ‌ ‌ نفس مکار ہے تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے

مشورت با نفسِ خویش اندر فعال ‌ ‌ ہر چہ گوید عکس آں باشد کمال

کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (کر سکتے ہو) ‌ ‌ وہ جو کچھ کہے اس کے بالعکس کرنا کمال ہے

بر نیائی بادے و استیزِ او ‌ ‌ رو بر یارے بگیر آمیزِ او

اگر اس سے اور اس کی لڑائی میں نہ جیتے ‌ ‌ کسی یار کے پاس جا اس سے میل جول کر

---

۱ نفس۔ نفس امارہ ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے اس کے مشورے کے خلاف عمل کرو۔ خلافش کن۔ نفس امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت نصیحت کی ہے۔

۲ مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے۔ لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ حیلہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفس۔ نفس امارہ راہ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقل سلیم والے سے کرنا چاہیے۔ امیم۔ امام کا امالہ ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچہ اور عورت کا مشورہ قابل قبول نہیں ہے۔

۳ نفس خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ نا قابل قبول ہے تو نفس کا اس سے بھی زیادہ نا قابل قبول ہونا چاہیے۔ دنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہو گیا ہے اور مجاہدات کو ترک کر دے۔ بر نیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کر سکے تو شیخ کی مدد حاصل کر لے۔

عقل ۱ قوت گیرد از عقل دگر نیشکر کامل شود از نیشکر
عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کر لیتی ہے نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے

من ز مکر نفس دیدم چیزہا کو بَرَد از مکر خود تمیزہا
میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں وہ اپنے مکر کے ذریعہ (اچھے برے کی) تمیز ختم کر دیتا ہے

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست کو ہزاراں بار آنہارا شکست
تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے جن کو اس نے ہزاروں بار توڑا ہے

عمر ۲ اگر صد سال خود مہلت دہد اوت ہر روزے بہانہ نو نہد
عمر اگر سو سال کی بھی فرصت دے وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سکھائے گا

گرم گوید وعدہائے سرد را جادوے مردی بہ بندد مرد را
غلط وعدوں کو درست بتائے گا قوت مردی کا جادو مردی کو ختم کر دیتا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیا کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا
اے ضیاء الحق حسام الدین! آجا کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اگتی

از فلک آویختہ شد پردۂ از پئے نفرینِ دل آزردۂ
آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے درد مندل دل کی ملامت کے لئے

ایں ۳ قضا راہم قضا داند علاج عقلِ خلقاں در قضا گیج ست و کاج
اس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے

اژدہا گشت ست آں مار سیاہ آنکہ کرمے بود افتادہ براہ
وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا

اژدہا مارا اندر دستِ تو شد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو
تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ لاٹھی بن گیا اے وہ کہ (حضرت) موسیٰ کی جان تجھ سے مست ہے

حکم خذہا لا تخف دادت خدا تا بدستت اژدہا گردد عصا
خدا نے تجھے "اس کو پکڑ لے، نہ ڈر" کا حکم دیا ہے تاکہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے

ہیں ید بیضا نما اے بادشاہ صبح نو بکشاز شبہائے سیاہ
ہاں، اے بادشاہ ید بیضا دکھا دے کالی راتوں میں سے نئی صبح نمودار کر دے

---

۱ عقل۔ مرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہو جاتی ہے۔ نیشکر۔ گنا اگر گنے کی ہی کھیتی میں بویا جائے تو اچھا ہوگا۔ بعض کہتے ہیں پیشہ ور سے یعنی عام چیزوں میں بھی استاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمیزہا۔ نفس اچھے برے کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔

۲ عمر۔ انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراش دیتا ہے۔ وعدہائے سرد۔ پرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو۔ مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی۔ از شورہ۔ شور زمین میں گھاس اگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک۔ نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔

۳ ایں قضا۔ نفس کی مکاریاں بھی قضا خداوندی سے ہیں تو قضاء خداوندی ہی اس کا علاج کر سکتی ہے۔ انسانی عقل اس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج۔ پراگندہ، پریشان۔ کاج۔ بھینگا۔ اژدہا۔ نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا دست تو یعنی ضیاء الحق حسام الدین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جس کے ذریعہ وہ نفس کو راہ راست پر لا سکتے ہیں خذہا۔ قرآن میں ہے۔ خذہا ولا تخف جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بن گئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اس کو پکڑ لو اور نہ ڈرو۔ ید بیضا۔ موسیٰ نے بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بن کر نکلا تھا یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لے کر نفس کی اصلاح کرو۔

دوزخے افروخت بروے دم فسوں
اس نفس نے دوزخ بھڑکا دی ہے اسپر پھونک مارے

اے اِ دم توازدم دریا فزوں
اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھکر ہے

بحر مکّارست و بنموده کفے
وہ نفس مکار سمندر ہے جھاگ دکھائی دیتا ہے

دوزخ ست از مکر بنموده تفے
دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشمِ تو
تیری نگاہ میں اس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے

تاز بوں بینیش جنبد خشمِ تو
تاکہ تو اس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

ہمچناں کہ لشکر انبوه بود
جیسا کہ لشکر بہت تھا

مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

تابر ایشاں ۲ زد پیمبر بے خطر
یہاںتک کہ پیغمبر نے اسپر بلا جھجک حملہ کر دیا

ورفزوں دیدے ازاں کردے حذر
اگر زیادہ دیکھتے اس سے ہچکچاتے

آں نمایش بود فضلِ ایزدی
وہ دکھاوا اللہ تعالیٰ کا کرم تھا

احمدا ور نہ تو بد دل می شدی
ورنہ اے احمد! تم بد دل ہو جاتے

کم نمود اُورا واصحاب وُرا
ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کم دکھایا

آں جہادِ ظاہر و باطن خدا
اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا میسّر کرد یُسرے را بُرو
یہاںتک کہ آپ کو سہولت میسر کر دی

تاز عُسرے اُو نگر دانید رُو
جبکہ انہوں نے دشواری سے منہ نہ موڑا

کم نمودن ۳ مرورا پیر و زبود
ان کو کم دکھانا کامیابی تھی

زاں نمودن روزِ اُو نو روز بود
اسلئے کہ اس طرح دکھانا ان کیلئے عید کا دن تھا

کم نمودن بس مُجستہ روز بود
کم دکھانا بہت مبارک دن تھا

کہ حقش یارو طریق آموز بود
کیونکہ اللہ (تعالیٰ) ان کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر
وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو

دانکہ خر گوشش نماید شیرِ نر
سمجھ لے اس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

وائے گر صد رایکے بیند زدور
اس پر افسوس ہے اگر دور سے سو کو ایک سمجھ بیٹھے

تا بچالش اندر آیداز غرور
تاکہ جھگڑے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربہ
چونکہ اس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے

زاں نماید شیر نر چوں گربہ
چونکہ اس کو نر شیر بلی کی طرح نظر آتی ہے

۱ اے دم تو۔ اے ضیاء الحق تمہارا پھونکنا اس دوزخ کی آگ کی بجھانے میں سمندر سے بھی زیادہ ہے۔ بحر۔ نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھے۔ ہمچناں۔ جنگ بدر میں دشمنوں کو حقیر کر کے دکھانے کی یہی مصلحت خداوندی تھی۔

۲ تا۔ اگر کافروں کی فوج زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش۔ یعنی تھوڑا کر کے دکھاتا۔ آں جہاد۔ جنگ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یسر۔ سہولت۔ نرمی۔ عسر۔ سختی۔ دشواری۔

۳ کم نمودن۔ جنگ بدر میں آنحضورؐ کو دشمن کم نظر آئے یہی فتح مندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حقش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شامل حال نہ ہو اس کو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا کبھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر سے، کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا تاکہ دھوکا کھا کر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ حربہ۔ نیزہ۔

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کر کے جنگ کر بیٹھے
واندر آردشاں بدیں حیلت بچنگ
اور (خدا) انکو تدبیر سے پنجے میں پکڑ لے

تا بپائے خویش باشد آمدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں
آں قلیواں[1] جانبِ آتشکدہ
آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ برگے می نماید تا تو زود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے، تاکہ تو جلد
پف کنی اور ابرانی از وجود
پھونک مار دے اور اس کو فنا کر دے

ہیں[2] کہ آنکہ کوہہا برکندہ است
خبردار وہ ایسا ہے کہ اس نے پہاڑوں و اکھاڑ دیے
زو جہاں گریان واو درخندہ است
جہان اس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تابہ کعب ایں آبِ جو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے
صد چو عوجِ بن عنق شد غرقِ او
عوج بن عنق جیسے سینکڑوں اسمیں ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تل مشک
اس کو خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے
می نماید قعرِ دریا خاکِ خشک
اس کو دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کور
اندھے فرعون نے اس دریا کو خشک دیکھا
تادرو راندز سر مستی و زور
یہاںتک کہ مستی اور طاقت سے اس میں گھس پڑا

چوں درآید درتگ دریا بود
جب گھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے
دیدۂ فرعون کے بینا بود
فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ[3] بینا از لقائے حق شود
اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے
حق کجا ہمرازِ ہر احمق شود
اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے؟

قند بیند خود شود زہرِ قتول
شکر سمجھتا ہے وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے
راہ بیند خود بود آں بانگِ غول
وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا ہے

اے فلک در فتنۂ آخر زماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں
تیزمی گردی بدہ آخر اماں
تیزی سے گھومتا ہے آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیز تو اندر قصدِ ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے
نیشِ زہر آلودۂ در قصدِ ما
زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحمِ حق آموز رحم
اے آسمان! اللہ تعالیٰ کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے
بردلِ موراں مزن چوں مار زخم
چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

[1] قلیواں۔ قلیو کی جمع ہے احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگ۔ کاہ۔ یعنی مبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اس کی اصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک ہے۔ پف۔ پھونک۔ ابرانی از وجود۔ راندن۔ فنا کر دینا۔

[2] ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی مثال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید۔ اس نفس کی خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

[3] دیدہ۔ بینا۔ بصیرت اہل حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اس کا مستحق نہ تھا۔ قتول بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں مار۔ سانپ

حق ۱ آنکہ چرخۂ چرخ ترا — گرد گرداں بر فرازِ ایں سرا
اس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے چرخے کو — اس گھر پر گھمایا ہے

کہ دگر گوں گردی و رحمت کنی — پیش ازاں کہ بیخ مارا بر کنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر — اس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِ آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہالِ ماز آب و خاک رست
اس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی — یہاں تک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اگا

حق آں شہ کہ ترا صاف آفرید — کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفاف پیدا کیا — اور اس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور ۲ و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھے اس قدر آباد اور باقی رکھا — کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شکر دانستیم آغازِ ترا — انبیاء گفتند آں رازِ ترا
(خدا کا) شکر ہے ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے — انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادث ست — عنکبوتے نے کہ در وے عابث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے — مکڑی نہیں، جو اس میں کھیل رہی ہے

پشہ کے داند کہ ایں باغ از کیست — کو بہاراں زاد و مرگش در دیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟ — اسلئے کہ وہ موسم بہار میں پیدا ہوا اسی میں اس کی موت ہے

کرم ۳ کاندر چوب زاید سست حال — کے بداند چوب را وقتِ نہال
سست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا — وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

ور بداند کرم از ماہیتش — عقل باشد کرم باشد صورتش
اور اگر کیڑا اس کی حقیقت کو جان لے — وہ عقل ہو گا، اس کی صورت کیڑے کی ہو گی

عقل خود را می نماید رنگہا — چوں پری دورست زاں فرسنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے — پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از ملک بالاست چہ جائے پری — تو مگس پری بہ پستی می پری
پری کیا چیز ہے فرشتوں سے (بھی) بالا ہے — تو مکھی کے پر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے

---

۱ حق۔ یہ قسم ہے اس کا جواب اگلا شعر ہے۔ سرا۔ یعنی دنیا۔ کہ دگر گوں یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہ ہو۔ حق آنکہ۔ زمانہ نے ہمیں پرورش کیا ہے۔ یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مشعلہ۔ یعنی ستارے۔

۲ معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو اور تمام مادی تصرفات خود مادہ کی طرف منسوب کرے۔ شکر۔ یعنی خدا کا شکر ہے۔ راز۔ یعنی آسمان کا نور پیدا ہونا۔ حادث نو پیدا۔ عنکبوت۔ مکڑی اپنے جالے کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابث۔ لغو کام کرنیوالا۔ پشہ۔ مچھر، باغ کی ابتدا اور انتہاء سے ناواقف ہوتا ہے۔

۳ کرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اس درخت کی ابتدا سے ناواقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن دراصل وہ عقل مجسم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از ملک۔ عقل فرشتے سے بھی زیادہ مجرد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ اور عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف ہے، جو عالم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

گر چہ ۱ عقلت سوئے بالا می پرد — مرغِ تقلیدت بہ پستی می چرد
اگر چہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہے — تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چلتا ہے

علمِ تقلیدی و بالِ جانِ ماست — عاریہ است و ما نشستہ کآن ماست
تقلیدی علم ہمارا وبال جان ہے — عارضی علم ہے اور ہم (مطمئن ہو کر) بیٹھے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن — دست در دیوانگی باید زدن
اس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیے — دیوانگی اختیار کر لینی چاہیے

ہر چہ بینی سودِ خود زاں می گریز — زہر نوش و آبِ حیواں را بریز
جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اس سے گریز کر — زہر پی لے آبِ حیات کو بہا دے

ہر کہ ۲ بستاید ترا دشنام دِہ — سود و سرمایہ بمفلس وام دِہ
جو تیری تعریف کرے اس کو برا بھلا کہہ — نفع اور سرمایہ مفلس کو قرض دیدے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش — بگذراز ناموس و رسوا باش فاش
امن کی جگہ کو چھوڑ خوف کی جگہ میں رہ — عزت کو خیر باد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن

آزمودم عقلِ دور اندیش را — بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
میں نے دور اندیش عقل کو آزما لیا — اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عذر گفتنِ دلقک با سیّد کہ چرا فاحشہ بنکاح آورد

آقا سے ذوم کا عذر کرنا کہ اس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سیّد اجل — قحبہ را خواستی تو از عجل
ایک رات ایک بڑے آقا نے ذوم سے کہا — جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کر لیا

با من ایں را بازمی بایست گفت — تا یکے مستورہ ۳ کردیمیت جفت
مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیے تھا — تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کر دیتا

گفت نُہ مستورہ صالح خواستم — قحبہ گشتند و ز غم تن کاستم
اس نے کہا میں نے نو پاکدامن پردہ نشینوں سے نکاح کیا — وہ رنڈی بنیں، اور میں غم سے گھلا

خواستم ایں قحبہ را با معرفت — تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے — تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے!

۱ گر چہ۔ بہر یہ اور عام انسان میں بھی عقاب ہے جو عالم کے حدوث کا ادراک کر سکتی ہے لیکن اس کا تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علم تقلیدی تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اس سے دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ زیں۔ خرد۔ ناقص عقل اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے عقلی بہتر ہے۔ ہر چہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اس کو برا سمجھنا چاہیے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ اصل آب حیات ہے اور جس کو آب حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

۲ ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے سمجھیں چاہیے کہ منہ پر تعریف کرنے والے کو برا بھلا کہہ دو، اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ کو نیکیوں سے مفلس کے سپرد کر دو۔ ایمنی ناقص عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اس کو چھوڑ کر اس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے۔ جس کو وہ عزت سمجھتی ہے اس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اس کو اختیار کرو۔ عقل دور اندیش۔ یعنی عقل ناقص دلقک۔ ذوم، اس نے پردہ نشینوں کو برت کر رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کر کے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کر کے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیے جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

۳ مستورہ۔ پردہ نشین عورت قحبہ۔ رنڈی، بدکار عورت

عقل ۱ را ہم آزمودم من بسے — زیں سپس جویم جنوں رامغرسے

میں نے عقل کو بھی بہت آزمایا — اس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کروںگا

بہ حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود

سوال کرنیوالے کا تدبیر سے ان بزرگ کو باتوں پر آمادہ کر لینا جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے

ایک شخص کہہ رہا تھا میں ایک عقلمند چاہتا ہوں — اس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما

ایک (شخص) نے اس سے کہا ہمارے شہر میں — اس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے

برنئے گشتہ سوارہ نک فلاں — می دواند درمیانِ کودکاں

بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں — بچوں میں اس کو دوڑا رہا ہے

گوئے می بازد برد زانو شباں — در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں

دن رات گیند سے کھیلتا ہے — دنیا میں چھپا خزانہ ہے دنیا کی روح ہے

صاحب ۲ رایست و آتش پارۂ — آسماں قدرست و اختر بارۂ

صاحب رائے ہے اور چنگاری ہے — آسمان کے رتبے والا ہے اور ستارے کا سوار ہے

فرِ او کروبیاں راجاں شدست — او دریں دیوانگی پنہاں شدست

اس کی عزت فرشتوں کی جان ہے — وہ اس دیوانگی میں چھپا ہوا ہے

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سر منہ گوسالہ راچوں سامری

لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا — سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا

چوں ولیِ آشکارا باتو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت

جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہہ دیئے — غیب کے لاکھوں (معاملے) اور پوشیدہ راز

مر ترا آں فہم وآں دانش نبود — وانداستی ۳ تو سرگیں راز عود

تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی — تو گوبر کو عود سے نہ پہچان کا

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مرو را اے کور کے خواہی شناخت

ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا — اے اندھے! تو اس کو کب پہچان سکتا ہے؟

گر ترا بازست آں دیدہ یقیں — زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بیں

اگر تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے — ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

---

۱ عقل۔ جس طرح اس دوئے پردہ نشینوں سے عاجز آ کر رندی کا تجربہ شروع کیا اسی طرح میں عقل سے عاجز آ کر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا مغرس۔ پودا لگانے کی جگہ کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کو گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے۔ مشکلے۔ یعنی معرفت کا مشکل مسئلہ۔ شہر۔ یعنی بغداد مجنوں نما۔ حضرت بہلول جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب و روز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہیں۔ گنج نہاں معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جان جہاں دنیا ان کی بدولت قائم ہے۔

۲ صاحب۔ یعنی بہلول صاحب رائے اور ذہین ہے، اور بلند شخصیت ہے۔ فر او۔ فرشتے اس کی تعظیم کرتے ہیں اس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے یعنی بعض اولیاء نے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی تو یہ ہے۔

۳ واندانستی۔ تو بھلے برے میں امتیاز نہ کر سکا۔ از جنوں جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے۔ تو اس کو کیسے پہچان سکے گا۔ زیر هر سنگ۔ شعر کا مطلب۔ ان جہاں را احتقارت منگر تو چہ دانی کہ درویں گردہ اے باشد

پیش آں چشمے کہ بازو رہبر ست ہر گلیمے را کلیمے در برست

اس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے ہر کملی کی آغوش میں ایک کلیم ہے

مر ولی راہم ولی شہرہ کند ہرکرا اُو خواست با بہرہ کند

(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے

کس نداند از خرد اُورا شناخت خاصہ اُو مرخویش را دیوانہ ساخت

عقل کے ذریعہ کوئی اس کو نہیں پہچان سکتا خصوصا اس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا

چوں بد زدد دُزدِ بینا رخت کور ہیچ یا بد دُزد را اعمیٰ بزور

جب بینا چور نا بینا کا سامان چرا لے اندھا، چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟

کور نشناسد کہ دُزد اوکہ بُود گرچہ خود بروے زند دُزدِ عنود

اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اس کا چور کون ہے؟ اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے بھڑا دے

چوں گزد سگ کور صاحب ژندہ را کے شناسد آں سگ درّندہ را

جب اندھے، گدڑی والے کو کتا کاٹ لے وہ کاٹنے والے کتے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردن سگ برکور گدا

ایک اندھے فقیر پر کتے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے برکورے گدا حملہ می آورد چوں شیر وغا

ایک کتا کسی گلی میں اندھے فقیر پر معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا

سگ۲ کند آہنگ درویشاں بخشم در کشد مہ خاک درویشاں بچشم

کتا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے

کور عاجز شد زبانگ و بیم سگ اندر آمد کور در تعظیم سگ

اندھا کتے کی آواز اور ڈر سے عاجز آ گیا اندھا کتے کی تعظیم کرنے لگا

کاے۳ امیر صید و اے شیر شکار دست دست تست دست از من بدار

کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر! غلبہ تجھی کو ہے مجھے چھوڑ دے

کز ضرورت دُم خررا آں حکیم کرد تعظیم و لقب دادش ادیم

اس دانا نے مجبوراً گدھے کی دم کی تعظیم کی اور اس کو "نرمی" کا لقب دیا

گفت اُو ہم از ضرورت اے اسد از چوں من لاغر شکارت چہ رسد

اس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر! مجھ جیسے لاغر شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

۱ بازو۔ کھلا ہوا۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ مر ولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرا دیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جا سکتا ہے۔ چوں۔ اندھا، چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے اعلیٰ انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کتے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وغا۔ میدان جنگ۔

۲ سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل ان کی خاک پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔

۳ کاے۔ اندھے نے کتے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کر دیا۔ از ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہے۔ ادیم۔ نرمی جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں من۔ یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

گورمی[1] گیرند یا رانت بدشت
تیرے دوست جنگل میں گورخر پکڑتے ہیں
کورمی گیری تو در کوچہ بگشت
تو اندھے کو پکڑتا ہے، جو گلی میں گشت میں ہے

گورمی جویند یارانت بہ صید
تیرے دوست شکار میں گورخر تلاش کرتے ہیں
کورمی جوئی تو در کوچہ بہ کید
تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

آں سگِ عالِم شکارِ گور کرد
اس سدھے ہوئے کتے نے گورخر کا شکار کیا
ویں سگِ بے مایہ قصدِ کور کرد
اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

علم چوں آموخت سگ رَست از ضلال
جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا
می کُند در بیشہ ہا صیدِ حلال
جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عالم گشت شد چالاک زَحف
کتا جب صاحبِ علم بنا چالاک و چست ہو گیا
سگ چو عارف گشت شد ز اصحابِ کہف
کتا جب با خدا بنا اصحابِ کہف میں سے ہو گیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست
کتا واقف ہو گیا کہ میرِ شکار کون ہے
اے خدا آں نورِ اشنا سندہ چیست
اے خدا [illegible] پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

کور[2] نشناسد نہ از بے چشمی است
اندھا نہیں پہچانتا ہے (نہ پہچاننا) آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے
[illegible] جہلست مست
[illegible] جہل سے مست ہے

نیست خود بے چشم تر کور از زمیں
زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے
ایں زمیں از فضلِ حق شد خصم بیں
یہ زمین اللہ کے کرم سے دشمن کو دیکھ لینے والی ہو گئی

نورِ موسیٰ را دید و موسیٰ را نواخت
موسیٰ کے نور کو اس نے دیکھا اور موسیٰ کو نوازا
خسفِ قاروں کرد و قاروں را شناخت
قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

رَحف کرد اندر ہلاکِ ہر دعی
ہر جھوٹے دعوے دار کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آ گئی
فہم کرد از حق کہ یا ارضُ ابلعی
"اے زمین تو پانی نگل لے" اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

خاک[3] و باد و آب و نارِ باشرر
مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ
بے خبر از ما و از حق با خبر
ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے باخبر ہیں

ما بعکسِ آں ز غیرِ حق خبیر
ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے باخبر ہیں
بے خبر از حق با چندیں نذیر
اور باوجود اسقدر ڈرانے والوں کے خدا سے بےخبر ہیں

لَا جَرَمْ اَشْفَقْنَ مِنْهَا جملہ شاں
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بارِ امانت) سے ڈر گئی
کُند شد ز آمیزِ حیواں جملہ شاں
انکی آمادگی حیوان کی صفات کی آمیزش سے سست ہو گئی

---

[1] گور۔ گورخر۔ کید۔ مکر۔ سگ عالم۔ سدھایا ہوا کتا۔ غرض علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کر کے رہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کر کے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ زحف۔ چست۔ اصحاب کہف۔ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ سگ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ خداوہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کر لیں۔

[2] کور۔ اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نیست۔ زمین کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے نور حضرت موسیٰ کو اسنے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل کی زمین خشک ہو گئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے۔ قارون کو پہچان کر دھنسا دیا۔ رحف کرد۔ منکروں کو زلزلے سے ہلا کر دیا۔ حضرت نوحؑ کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

[3] خاک۔ عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں ما بعکس۔ انسان کی آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے۔ خبیر۔ خبردار۔ نذیر۔ ڈرانے والا۔ اشفقن منہا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو قبول نہ کیا۔ کند۔ ان کے ڈرنے کی وجہ یہ بھی کہ اس کے تحمل کیلئے حیوانیت کے اوصاف ضروری تھے جس میں خدا سے غفلت کا مادہ بھی ہے انہوں نے اس وصف سے ڈر کر امانت کے تحمل سے انکار کر دیا۔

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات — کہ بود با خلق حی با حق موات

کہا ہم سب اس زندگی سے بیزار ہیں — کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مردہ ہے

چوں[۱] بماند از خلق گردد او یتیم — انس حق را قلب می باید سلیم

جب مخلوق سے جدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے — اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے قلب سلیم چاہیے

چوں ز کورے دزد دزدد کالہ — می کند آں کور عمیا نالہ

جب چور اندھے کا سامان چرا لیتا ہے — وہ اندھا، اندھا دھند روتا ہے

تا نہ گوید دزد اورا کاں منم — کز تو دزدیدم کہ دزد پرفنم

جب تک چور اس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں — میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

کے شناسد کور دزد خویش را — چوں ندارد نور چشم واں ضیا

اندھا اپنے چور کو اب پہچان سکتا ہے؟ — جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

چوں بگوید ہم بگیر اورا تو سخت — تا بگوید او علامتہائے رخت

جب وہ کہہ دے اس کو مضبوطی سے پکڑ لے — تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتا دے

پس جہاد[۲] اکبر آمد عصر دزد — تا بگوید کو چہ دزدیدست مرد

پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے — تاکہ وہ بتا دے کہ اس نے کیا چرایا ہے؟

اوّلاً دزدید کحل دیدہ ات — چوں ستانی بازیابی تبصرت

اس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چرایا ہے — جب تو (واپس) لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کریگا

کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل ست — پیش اہل دل یقیں آں حاصل ست

دانائی کا سرمایہ جو دل نے کھویا ہے — اہل دل کے سامنے یقینا وہ مل جاتا ہے

کور دل با جان و با سمع و بصر — می نداند دزد شیطاں را اثر

دل کا اندھا، جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے — شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

ز اہل[۳] دل جو از جماد آں را مجو — کہ جما آمد خلائق پیش او

اہل دل کے پاس تلاش کر بے حس کے پاس تلاش نہ کر — اس لئے کہ مخلوق اس کے مقابلہ میں بے حس ہے

بازمی گردیم سوئے راز جو — تا شود ہم مشورت با راز گو

راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں — تاکہ راز بتانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے

---

۱ چوں۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر وہ تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا رہ جائے۔ انس حق حیوانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے انس قلب سلیم کا کام ہے جو ہمیں حاصل نہیں۔ یہاں تک یہ قول اس کائنات کا تھا جس نے امانت کے حمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے۔ کے شناسد۔ جب انسان نور چشم اور نور باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں۔ بگوید۔ جب چور اقرار کر لے تو سختی کرنی چاہیے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ دیدے۔ یہی معاملہ انسان کو اپنے نفس سے ہونا چاہیے۔

۲ جہاد اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا۔ نچوڑنا۔ اس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے۔ تا بگوید۔ چہ برد آں زن بمرد۔ زن مرد کے معنی ہیں بیوی کے زنا کی کمائی کھانے والا دیوث۔ اولاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چرا لیتا ہے۔ کالہ حکمت۔ نفس انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دے تو وہ دوبارہ اہل دل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کور دل۔ کور باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳ ز اہل دل۔ حکمت اہل دل کے پاس ہے اجوام بے حس پتھر ہیں۔ بازمی گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلول اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

مشورت جوینده آمد نزدِ او ۱ — کاے ابِ کودک شده رازے بگو
مشورہ چاہنے والا اس کے پاس آیا — اے بچے بنے ہوئے باپ ایک راز بتا دے

گفت روزیں حلقہ کیں در باز نیست — باز گرد امروز روزِ راز نیست
اسنے کہا اس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے — واپس ہو جا آج راز (بتانے) کا دن نہیں ہے

گر مکاں را رہ بُدے در لا مکاں — ہمچو شیخاں بودمے من بر دکاں
اگر مکان کے لئے لا مکان میں راستہ ہوتا — مشائخ کی طرح میں گدی پر ہوتا

خواندنِ ۲ محتسب مستِ خراب افتاده را بسوئے زنداں
محتسب کا ایک بد مست پڑے ہوئے کو قید خانہ کی طرف بلانا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید
کوتوال، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا — دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو — گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سبُو
اس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تو نے کیا پیا ہے؟ — اس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے

گفت آخر در سبو وا گو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست
اس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ — اسنے کہا جو میں نے پیا ہے کہا یہ گول مول بات ہے

گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آں — گفت آنکہ در سبو مخفی ست آں
اس نے کہا یہ بتا کہ جو تو نے پیا ہے وہ کیا ہے۔ — اس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے

دور می ۳ شد ایں سوال و ایں جواب — ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
یہ سوال اور جواب چلتا رہا — کوتوال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا

گفت او را محتسب ہیں آہ کن — مست ہُو ہُو کرد ہنگام سخن
اس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہ بھر — مست نے بات کرتے وقت آہا ہا کیا

گفت گفتم آہ کن ہو می کنی — گفت من شادم تو از غم منحنی
اسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آہا ہا کرتا ہے — اسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جھک گیا ہے

آہ از درد و غم و بیدادی ست — ہُوی ہُوی مے خوراں از شادی ست
آہ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے — شرابیوں کا آہا ہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے

محتسب گفت ایں ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار ایں ستیز
کوتوال نے کہا میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اٹھ — بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

۱ آمد۔ یعنی حضرت بہلولؒ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کا رتبہ باپ کا تھا لیکن بچہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکان۔ یعنی ناسوتی انسان۔ لا مکان۔ عالم لاہوت۔ دکان۔ چبوترہ مسند

۲ خواندن۔ اس قصہ سے قصہ یہ بتاتا ہے کہ ناسوتی انسان و لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ محتسب۔ کوتوال۔ بن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے جس سے تو نشہ میں ہے۔ فت۔ مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت آخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ گو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتا دے۔

۳ دور می شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ، ہو و ہن۔ یعنی اب مجھے قید خانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ہوہو۔ یعنی خوشی کا نعرہ ہی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم کرتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

گفت رو تواز کجا [۱] من از کجا گفت مستی خیز تا زنداں بیا

اس نے کہا جا، تو کہاں اور میں کہاں اس نے کہا تو نشہ میں ہے اٹھ قید خانہ چل

گفت مستا ئے محتسب بگذار و رَو از برہنہ کے تواں بُردن گرو

مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا ننگے کا کیا گروی کیا جا سکتا ہے؟

گر مرا خود قوت رفتن بُدے خانہ خودی رفتمے ویں کے شُدے

اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ جھگڑا کب ہوتا؟

من [۲] اگر با عقل و با امکانمے ہمچو شیخاں بر سرِ دُکانمے

میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا مشائخ کی طرح مسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیر بُدے ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے

اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی مشائخ کی طرح رتبہ اور عزت ہوتی

ہم مرا زنبیل و دریوزہ بُدے نذر و ادرارِ ہمہ روزہ بُدے

میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذر [۳] از من زانکہ گم کردی تو راہ باز جو ریشِ بزرگ و خانقاہ

میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کر لے

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ را تا حالِ باقی معلوم گردد

سوال کرنیوالے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگنا تا کہ باقی حال معلوم ہو جائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نفس اے سوارہ برنے ایں سُو راں فرس

اس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے اے بانس کے سوار، گھوڑا اس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُو کہ ہیں زوتر بگو کاسپ من بس توسن است و تُند خو

گھوڑا اس طرف بڑھایا، کہ ہاں جلد کہہ کیونکہ میرا گھوڑا بہت منہ زور اور تند مزاج ہے

تا لگد بر تو نہ کو بد زود باش از چہ می پُرسی بیانش کن تو فاش

تا کہ تیرے دولتی نہ مارے دے جلدی کر کیا پوچھتا ہے اس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید زو بروں شو کرد و در لاغش کشید

اس نے دلی راز کہنے کا موقع نہ دیکھا اس کو ٹالدیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے کیست لائق از برائے چوں منے

اسنے کہا میں اس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہو گی؟

---

[۱] تواز کجا۔ یعنی تیر اور میرا راستہ جدا گانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔ از برہنہ۔ جو خود ننگا ہو اس سے کپڑے گروی کیسے رکھے جا سکتے ہیں۔ مجھے قید خانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی کرنے کو کہا جائے۔ گر مرا۔ اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش آتا۔

[۲] من اگر۔ درمیان میں مولانا نے شرابی کا قصہ شروع کر دیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں حضرت بہلولؒ نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقرا اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں ادرار۔ روزینہ۔

[۳] بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقاہ میں جا۔ اے سوارہ برنے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اس پر سوار تھے۔ اسپ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ توسن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولت۔ لو مجال مشورہ چاہنے والے نے راز دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔ بروں شو کردن۔ ٹالدینا لاغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتا ہوں۔

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں — آں دو رنج واں یکے گنجِ رواں¹
اس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں — دو وبال ہیں اور ایک گنج رواں ہے

آں یکے را چوں بخواہی کُل تراست — ویں دگر نیمے ترا نیمے جُداست
ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہے — دوسری آدھی تیری ہے، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچ او ترا نبود بداں — ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں
سمجھ لے، تیسری بالکل تیری نہ ہو گی — تو نے یہ سن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نپراند لگد — کہ² بیفتی برنہ خیزی تا ابد
تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ اڑا دے — اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اٹھے

شیخ راند اندر میانِ کودکاں — بانگ زد بارِ دگر اورا جواں
شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا — جوان نے ان کو دوبارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیرِ ایں — ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں
کہ آئیے آخر اس کی تفصیل بتائیے — آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں، منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو و گفتش بکرِ خاص — کُل ترا باشد زغم یابی خلاص
اس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اس سے کہا باکرہ خاص — سب تیری ہو گی تو غم سے نجات پا لے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ³ بُود — وانکہ ہیچست آں عیالِ باولد
جو آدھی تیری ہو گی بیوہ ہو گی — وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت ہو گی

چوں زشوئے اولش کودک بود — مہرِ کل خاطرش آں سو رود
جب اس کے پہلے شوہر سے بچہ ہو گا — اس کے دل کی محبت اس طرف جائیگی

دور شوتا اسپ نندازد لگد — سمِّ اسپِ تو سنم بر تو رسد
بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے — میرے سرکش گھوڑے کا کھر تیرے لگے

ہائے و ہوئے کرد شیخ و باز راند — کودکاں را باز سوئے خویش خواند
شیخ نے ہائے وہو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا — بچوں کو پھر اپنی طرف بلا لیا

باز بانگش کرد آں سائل بیا — یک سوالم ماند اے شاہِ کیا
سوال کرنیوالے نے پھر انکو آواز دی کہ آیئے — اے شہنشاہ! ایک سوال رہ گیا

باز راند ایں سو بگو زوتر چہ بود — کہ زمیداں آں بچہ گویم ربود
پھر (گھوڑا) اس طرف کو دوڑایا کہ جلد کہہ کیا تھا؟ — کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

---

۱ گنج رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو جسم شوہر کی ہوتی ہے۔ ویں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اجنبی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔

۲ کہ بیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لات میں مار دیگا تو تو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا برگزیں۔ یعنی عورت کی ان تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔

۳ بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔ سُم۔ کھر۔ ہائے و ہوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہی بچے جن کے ساتھ حضرت بہلولؒ کھیل رہے تھے۔ زوتر۔ زود تر، بہت جلد۔ کہ زمیداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

گفت اے شید با چنیں عقل وادب ایں چہ شیداست ایں چہ فعلست اے عجب

اس نے کہا اے شاہ اس عقل وادب کے ہوتے ہوئے یہ کیا بناوٹ ہے؟ یہ کیا کام ہے؟ تعجب ہے

تو ورائے عقل کلی در بیاں آفتابی در جنوں چونی نہاں

تو بیان میں عقل کل سے آگے ہے تو سورج ہے پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں اوباش رائے می زنند تا دریں شہر خودم قاضی کنند

کہا عوام سوچتے ہیں کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفع می گفتم مرا گفتند نے نیست چوں تو عالمے صاحب فنے

میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحب فن عالم نہیں ہے

با وجودِ تو حرام ست و خبیث کہ کم از تو در قضا گوید حدیث

تمہارے ہوتے ہوئے نا جائز اور برا ہے کہ تم سے کم، فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستورے کہ ما کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا

شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا دیں

زیں ضرورت گیج و دیوانہ شدم زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم

اس مجبوری میں میں، پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں عاجز آ کر ان لوگوں سے بیگانہ بن گیا ہوں

ظاہرا شوریدہ وشیدا شدم لیک در باطن ہمانم کہ بُدم

بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں لیکن در حقیقت میں وہی ہوں کہ جو تھا

عقلِ۲ من گنج ست و من ویرانہ ام گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں اگر میں خزانہ کو ظاہر کر دوں تو میں دیوانہ ہوں

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد ایں عسس را دید و در خانہ نہ شد

دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانش۳ من جوہر آمد نے عرض ایں بہائے نیست بہر ہر عرض

میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عرض (غیر مستقل) یہ ہر عرض کی قیمت نہیں ہے

کانِ قندم نیستانِ شکرم ہم زمن می روید و من می خورم

میں شکر کی کان ہوں، شکر کی ایکھ ہوں (شکر) مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں خود کھاتا ہوں

علمِ تقلیدی و تعلیمی ست آں کز نفورِ مستمع دارد فغاں

وہ تقلیدی اور (محض) پڑھا ہوا علم ہے جو سننے والے کی بے رغبتی سے واویلا کرے

۱؎ شید۔ مکر، فریب مغالطہ بناوٹ۔ عقل کل۔ حضرت جبرئیل۔ آفتابی۔ آفتاب ہستی۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم میں نے ٹالا۔ باوجود تو۔ یہاں عوام نے کہا حدیث۔ بات۔ دستور طریقہ قانون۔ شہ یعنی قاضی۔ گیج۔ پریشاں، بدحال۔ شیدا۔ دیوانہ۔ باطن۔ یعنی۔ حقیقتا

۲؎ عقل عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقت ضرورت اس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آ رہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے عسس۔ کوتوال۔

۳؎ دانش من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے۔ وہ نمائش سے مستغنی ہوتی ہے۔ عرض۔ سامان یعنی میری عقل اس سے افضل ہے کہ میں اس کو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کان قندم۔ یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ علم تقلیدی و تعلیمی نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیا داری کیلئے سیکھا ہو ایسا علم، اوکا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

چوں ۱ پے دانہ نہ بہر روشنی ست ہمچو طالب علم دنیائے دنی ست

چونکہ وہ روٹی کیلئے ہے نور (معرفت) کیلئے نہیں ہے (اس کا حال) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالب علم ست بہر عام و خاص نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص

وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے نہ اس لئے کہ اس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد نیست مرغے از ہمہ سوراخ فرد

وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے وہ پرندہ نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو موشے ہر طرف سوراخہا می کند غافل زا نوار لقا

وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ کھودتا ہے لقا (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود ہم دراں ظلمات جہدے می نمود

چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہ تھا انہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدایش پر دہد پر خرد بر ہد از موشی و چوں مرغاں پرد

اگر خدا اس کو عقل کے پر دے دے تو وہ چوہے پن سے نجات پاجائے اور پرندوں کیطرح پرواز کرے

ورنہ جوید پر بماند زیر خاک نا امید از رفتن راہ سماک

اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا سماک کے راستہ پر چلنے سے ناامید ہو کر

علم گفتارے ۲ کہ او بے جاں بود عاشق روئے خریداراں بود

وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقت بحث علم زفت چوں خریدارش نباشد مرد و رفت

اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو جب اس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور جاتا رہا

مشتری من خدایست و مرا می کشد بالا کہ اللہ ۳ اشتری

میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ (ارشاد ہے) اللہ نے خریدا

خونبہائے من جمال ذوالجلال خونبہائے خود خورم کسب حلال

میرا خوں بہا ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کا جمال ہے میں اپنا خونبہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریداران مفلس را بہل چہ خریداری کند یک مشت گل

ان مفلس خریداروں کو چھوڑ ایک مشت خاک کیا خریداری کر سکتی ہے؟

---

۱ چوں پے دانہ۔ اس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے البذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے نہ کہ تحقیقی علم کا منشا دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے ہمچو موشے۔ جس طالب علم کا مقصد دنیا ہو اس کی مثال چوہے کی سی ہے جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نور معرفت سے متنفر ہے انوار لقا۔ معرفت خداوندی کے نور۔ خدایش۔ اگر طالب علم کو خدا عقل عنایت فرما دے تو پرندوں کی طرح عالم بالا کی طرف پرواز کرے۔ سماک۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودھویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

۲ علم گفتارے۔ وہ علم جس میں حقانیت کی روح نہ ہو اور اس میں محض لفظی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش۔ یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہو جاتا ہے۔ مشتری من۔ حضرت بہلول نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

۳ اللہ اشتری۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے ان کی جان اور مال خرید لیا ہے اس عوض پر کہ ان کے لئے جنت ہے خونبہا۔ جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم پر داد دینے والے انسان۔ مشت گل۔ یعنی انسان۔

گلِ مخور گل را مخر گل را مجو
مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر
زانکہ گل خوارست دائم زرد رُو
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رو ہوتا ہے

دل بخر تا دائما باشی جواں
دل کو خرید تا کہ تو ہمیشہ جوان رہے
از تجلی چہرہ ات خوں ارغواں
تجلی سے تیرا چہرہ گل بابونہ کی سرخی کیطرح رہیگا

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گل
دل کا طالب بن تا کہ تو پھول کی طرح بنے
تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مُل
اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل[۲] نباشد آنکہ مطلوبش گلِ ست
وہ دل ہی نہ ہوگا جس کا مطلوب مٹی ہے
ایں سخن را روئے با صاحبدلست
یہ روئے سخن صاحب دل کے لئے ہے

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارِ ماست
اے خدا! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے
لُطفِ تو لُطفِ خفی را خود سزاست
مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے

دست گیر از دست ما ما را بخر
ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے
پردہ را بردار و پردہ ما مدر
پردے کو اٹھا دے اور ہمارا پردہ دری نہ فرما

باز خر ما را ازیں نفسِ پلید
اس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے
کاردش تا استخوان ما رسید
اس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت
ہم مجبوروں سے یہ سخت بیڑی
کہ کشاید اے شہ بے تاج و تخت
اے تاج وتخت سے مستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے؟

ایں چنیں قفلِ گراں[۳] را اے ودُود
اے محبوب اس قدر بھاری قفل کو
کہ تواند جز کہ فضلِ تو کشود
تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رخ کرتے ہیں
چوں توئی از ما بما نزدیک تر
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

با چنیں نزدیکی دوریم دُور
اسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی) ہم بہت دور ہیں
در چنیں تاریکی بفرست نوُر
اس تاریکی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تُست
یہ دعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے
ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست
ورنہ بھٹی میں چمن کیسے اگتا؟

۱ گلِ مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے۔ مٹی کھانے والے کی طرح ہے جو زرد رو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحب دل کا دل خرید لو اس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گل بابونہ کی طرح سرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مُل۔ شراب کی رنگت سرخ ہوتی ہے

۲ دل نباشد۔ جو دل مادیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یا رب۔ چوں کہ مادیات سے دل کو ہٹا لینا مشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں لطف۔ مہربانی۔ لطف خفی۔ یعنی مادیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ ما را بخر یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کر دے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذاتِ خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اس کی ایذا رسانی حد سے گزر گئی ہے بند سخت۔ یعنی نفس کی گرفت

۳ قفل گراں۔ یعنی خواہشات نفسانی کا قفل ودود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ما ز خود اس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مفید نہیں ہے یوں تو خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق سے ہے۔ ۵ گلخن۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے۔ گلستاں۔ یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اگا دینا قدرت خداوندی کی ایک مثال ہے۔

درمیانِ ۱ خون و روده فهم و عقل — جز ز اکرام تو نتواں کرد نقل
خون اور انتڑی میں سمجھ اور عقل — تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کر سکتا ہے

از دو پاره پیه ایں نورِ رواں — موجِ نورش می زند تا آسماں
یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے! — اس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے

گوشت پاره که زباں آمد ازو — می رود سیلاب حکمت جو بجو
گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے اس سے — دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے

سوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست — تا بباغِ جاں کہ میوہ اش ہوشہاست
اس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے — جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں

شاہراہِ باغِ جانہا شرعِ اوست — باغ و بُستانہائے عالم فرعِ اوست
جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے — دنیا کے باغ اور چمن اس کی شاخ ہیں

اصل و سرچشمہ خوشی آنست ۲ آں — زود تجری تحتہا الانہار خواں
اصل اور خوشی کا سرچشمہ وہی وہ ہے — جلدی سے "اس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے

قصہء رنجور گو با مصطفےٰ — زانکہ لطفِ حق ندارد منتہیٰ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا — اس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے

شکرِ نعمت چوں کنی چوں شکرِ تو — نعمت تازه بود ز احسانِ او
تو نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا — اس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے

عجزِ تو در شکر شکر آمد تمام — فہم کن در یاب قد تم الکلام
شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے — سمجھ لے جان لے بات پوری ہوئی

تتمہ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مرآں بیمار را — چوں عیادت ۳ کرد یارِ زار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار سے فرمایا — جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی

کہ مگر نوعے دعائے کردۂ — از جہالت زہر بائے خوردۂ
شاید تو نے کوئی دعا کی ہے — نادانی سے زہر یا شہد پیا ہے

یاد آور چہ دعائے گفتۂ — چوں ز مکرِ نفس می آشفتۂ
یاد کر کیا دعا کی ہے؟ — جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

---

۱ درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور آنتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرت خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ از دو پاره۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کر دینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرت خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پاره۔ انسان کی زبان ہے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان ان کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرت خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ شرعِ اوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستان حکمت اس چمن کی شاخ ہیں۔

۲ آنست۔ یعنی حکمت کا سیلاب۔ الانہار مولانا نے اس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارف الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد منتہیٰ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے۔ شکر نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اس کا شکریہ ادا کرو گے تو اس کی ایک اور نعمت موجود ہو جائیگی تو مطلب بھی تم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکو گے۔ عجز۔ ہم اس کے شکریہ سے عاجز ہیں بس یہی ہمارا شکریہ ہے۔

۳ عیادت۔ بیمار پرسی۔ زہر با۔ زہر یلا شوربا۔

گفت یادم نیست الّا ہمّتے[1] | دار با من یادم آید ساعتے
اس نے کہا مجھے یاد نہیں مگر توجہ | ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضورِ نور بخشِ مصطفیٰ | پیش خاطر آمد اورا آں دُعا
آنحضور کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے | وہ دعا اس کے دل میں آگئی

ہمّتِ پیغمبرِ روشن کدہ | پیش خاطر آمدش آں گم شدہ
نورانی خاندان کے پیغمبر کی توجہ سے | وہ بھولی ہوئی (دعا) اس کے دل میں آگئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تا دلست | روشنی کو فرقِ حق و باطل ست
اس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی | روشنی جو حق اور باطل میں فرق کردینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول | آں دُعا کہ گفتہ ام من بوالفضول[2]
اس نے کہا اے رسول! اب مجھے یاد آگئی | وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتارِ گنہ می آمدم | غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم
جب میں گناہ میں مبتلا ہو گیا | ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

پُر گنہ بابِ کُشایش می زند | غرقہ دست اندر حشایش می زند
گنہگار، نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے | ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید | مُجرماں را از عذابِ بس شدید
آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا | گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مُضطرب[3] می گشتم و چارہ نہ بود | بند محکم بُود و قفل نا کشود
میں پریشان ہو گیا اور کوئی تدبیر نہ تھی | مضبوط قید تھی اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گُریز | نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز
نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ | نہ توبہ کی امید نہ جھگڑے کا موقع

نے بغیرِ حق تعالیٰ یارِ من | ایں چنیں دشوار آمد کارِ من
نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست | میرا کام ایسا مشکل ہو گیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حزن | آہ می کردم کہ اے خلّاقِ من
میں غم سے ہاروت و ماروت کی طرح | آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنے والے!

ذکرِ دُشواریٔ عذابِ آخرت و سختیٔ آں
آخرت کے عذاب کی دشواری اور سختی کا ذکر

[1] ہمّت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر۔ گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضور کی باطنی توجہ سے آپ کے قلب مبارک سے ان کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آگئی
[2] بوالفضول۔ بیہودہ گو۔ گنہگار۔ حشایش۔ حشیش کی جمع گھاس مقولہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈراوا۔ وعید۔ سزا کا وعدہ مجرماں۔ گنہگاراں
[3] مضطرب۔ یعنی ان حالات میں میں پریشان ہو گیا ہاروت و ماروت وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے مانے گئے ہیں یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

از خطر ہاروت[1] و ماروت آشکار … چاہِ بابل را بکردند اختیار
ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ بابل کے کنویں کو پسند کر لیا

تا عذابِ آخرت اینجا کشند … گربز[2] اند و عاقل و ساحر وشند
تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادوگر جیسے ہیں

نیک کردند و بجائے خویش بود … سہل تر باشد ز آتش رنجِ دود
اچھا کیا اور با محل تھا دھوئیں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجہاں … سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں
اس عالم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے دنیا کی تکلیف اس کے مقابلہ میں آسان ہے

اے خنک آں کو جہادے می کند … بر بدن زجرے و دادے می کند
قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے بدن کو تنبیہ اور اس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

تا ز رنجِ آں جہانے وارہد … بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد
تاکہ اس جہاں (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

من ہمی گفتم[3] کہ یارب آں عذاب … ہم دریں عالم براں بر من شتاب
میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا اسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کر دے

تا دراں عالم فراغت باشدم … در چنیں درخواست حلقہ می زدم
تاکہ اس عالم آخرت میں مجھے فراغت حاصل ہو اس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

آنچنیں رنجورئے پیدام شد … جانِ من از رنج بے آرام شد
اس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہو گئی کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہو گئی

ماندہ ام از ذکر و از ورادِ خود … بے خبر گشتم زخویش و نیک و بد
ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہو گیا ہوں اپنے اور اچھے برے سے بے خبر ہو گیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من روئے تو … اے خجستہ وے مبارک خوئے تو
اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

می شدم از دستِ من یکبارگی … کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی
میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہو جاتا آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

گفت ہے ہے ایں دعا دیگر مکن … بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
آپ نے فرمایا خبردار! یہ دعا پھر نہ کرنا اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑ

---

[1] از خطر ہا۔ افسانہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کر لیا تب ان سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں جس کی یہ صورت ہوئی کہ ایسے کنویں میں جس میں دھواں بھرا ہوگا قیامت تک کے لئے الٹے لٹکا دیے جاؤ گے۔ اس پر انھوں نے دنیا کی سزا کو پسند کر لیا۔ بابل۔ عراق کا مشہور شہر تھا۔

[2] گربز۔ چالاک۔ ساحر۔ ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش۔ یعنی جہنم کی آگ۔ دود۔ یعنی وہ دھواں جو چاہ بابل میں ہے اے خنک۔ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکلیف میں مبتلا کر کے عبادات اور مجاہدہ کرے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کر لے۔ داد۔ انصاف جسم کے ساتھ یہی انصاف ہے کہ عبادت کر کے اس کو آخرت کے عذاب سے چھڑا لے۔

[3] من ہمی گفتم۔ ان صحابی نے حضور سے عرض کیا کہ میں نے یہی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ ذکر۔ یعنی خدا کا ذکر اوراد۔ وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنا لے من شدم۔ یعنی میں مر جاتا۔

تو چہ طاقت داری اے موزِ نژند	کہ نہد بر تو چناں کوہے بلند
اے مزور نیوونی! تو یہ طاقت رکھتا ہے	کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے
گفت توبہ کردم اے سلطاں کہ من	از سرِ جلدی نیا نم ہیچ فن
اس نے کہا اے شاہ! میں نے توبہ کی	عجلت میں کوئی ترکیبِ عمل میں نہ لاؤں گا
ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰ و ما	از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰ اور ہم	گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں
سالہا رہ می رویم و در اخیر	ہمچناں درِ منزلِ اوّل اسیر
ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں	اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشاں

موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور ان کی شرمندگی کا تذکرہ

قوم موسیٰ ۲ راہ می پیمودہ اند	آخر اندر گام اوّل بودہ اند
حضرت موسیٰ کی قوم راستے طے کرتی	لیکن نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی
گر دلِ موسیٰ زما راضی بُدے	تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
اگر حضرت موسیٰ کا دل ہم سے خوش ہوتا	تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہو جاتا
ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما	کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما
اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے	تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا
کے ز سنگے چشمہا جوشاں شدے	در بیاباں تا امانِ جاں شدے
پتھر سے چشمے کب جوش مارتے	جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے
بل بجائے خواں خود آتش آمدے	اندریں منزل لہب بر ما زدے
بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی	اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی
چوں ۳ دو دل شد موسیٰ اندر کارِ ما	گاہ خصم ماست و گاہے یارِ ما
چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰ دو دلے ہو گئے ہیں	کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں
خشمش آتش می زند در رخت ما	حلمِ اُو رد می کند تیرِ بلا
ان کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے	ان کی بردباری مصیبت کا تیر ہٹا دیتی ہے
کے بُود کہ حلم گردد خشم تیز	نیست نادر ایں زلطفت اے عزیز
کب ہوگا کہ ان کا تیز غصہ بردباری بن جائے	اے خدا! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

۱ ... نیوونی۔ نژند۔ ... پست و خوار ... یعنی دنیا والا عذاب۔ توبہ کردم ... عذاب جھیلنے کی دعا نہ کروں گا بلکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا۔ تیہ۔ بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی میدان میں ان پر من و سلویٰ بھی اترا اور پتھر سے پانی کے چشمے بھی پھوٹے۔ سالہا۔ بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔ یہی حال ہمارا ہے توبہ و استغفار سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

۲ قوم موسیٰ۔ یعنی بنی اسرائیل گر دل۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ور بکل۔ اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من و سلویٰ کیوں اترتا اور پتھر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے۔ بل۔ من و سلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

۳ چوں دو دل۔ حضرت موسیٰ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی خشمش۔ یعنی ان کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے کے بود۔ ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے ان کا غصہ بھی بردباری میں تبدیل ہو جائے گا۔

مدحِ حاضر او وحشت است از بہرِ ایں
منہ پر تعریف کرنا ناراضی کا (سبب) ہے اس لئے

نامِ موسیٰ می برم قاصد چنیں
میں قصداً اس طرح (حضرت) موسیٰ کا نام لے رہا ہوں

ورنہ موسیٰ کے روا دارد کہ من
ورنہ (حضرت) موسیٰ کب گوارا کرتے کہ میں

پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن
آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار
ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے

عہدِ تو چوں کوہ ثابت بر قرار
تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، برقرار ہے

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں
ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے

عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں
تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے

حقِ آں قوت کہ بر تلوین ما
اس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے

رحمتے کن اے امیرِ لونہا
اے حالات کے فرمانروا! رحم فرما دے

خویش را دیدم و رُسوائی خویش
میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا

امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش
اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے

تا فضیحتہائے ۲ دیگر را نہاں
تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ

کردہ باشی اے کریمِ مُستعاں
کر دے اے مدد گار کریم!

بیحدی تو در جمال و در کمال
تو جمال اور کمال میں لا محدود ہے

در کژی ما بیحدیم و در ضلال
ہم کجی اور گمراہی میں لا انتہا ہیں

بیحدی خویش بگما رائے کریم
اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرما دے

بر کژیِ بیحد مُشتے لیئم
ایک مٹھی (ناچیز) کمینے کی لا محدود کجی پر

ہیں ۳ کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند
دیکھ! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے

مصر بودیم و یکے دیوار ماند
ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے

اَلْبقیہ اَلْبقیہ اے خدیو
اے شاہ! باقی کی حفاظت کر

تا نگردد شاد کُلّی جانِ اُو
تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو

بہرِ ما نے بہرِ آں لُطفِ نخست
ہماری وجہ سے نہیں اس پہلی مہربانی کی وجہ سے

کہ تو کردی گمرہاں را باز جُست
کہ تو نے گمراہوں کو تلاش کیا ہے

۱ مدحِ حاضر۔ ان بیمار صحابی نے حضرت موسیٰ کا ذکر کر کے ان کے کچھ فضائل ذکر کئے اب فرماتے ہیں کہ دراصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ منہ پر تعریف کرنے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں انکی تعریف کی جائے۔ عہد۔ ہم نے بندگی کا عہد کیا۔ جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے تلوین ما۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اس کو توڑتے ہیں کبھی اطاعت و عبادت کرتے ہیں کبھی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ سب چیز قدرت خداوندی کا ظہور ہے لونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

۲ تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں نہ ڈالے گا تو دیگر رسوائیاں ڈھکی چھپی رہیں گی مستعاں۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال و کمال لامحدود ہے اور بندہ کی خطا میں لامحدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کرسکتا ہے۔

۳ ہیں۔ ہماری پردہ پوشی نے ظاہری اسباب ختم ہو گئے ہیں لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے نیکی کی تمام قوتیں ہم فنا کر چکے ہیں اس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ البقیہ جو کچھ باقی ہے اس کی حفاظت کر دے تاکہ بالکلیہ تباہی نہ ہو۔ بہر ما نے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے طفیل کر دے جو گناہگاروں کو معاف کرنے سے تلاش رہا ہے۔

چوں نمودی۱ قدرتت بنمائے رحم — اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم

جب تو نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے رحم فرما دے — اے وہ ذات جس نے چربی اور گوشت میں رحم کا مادہ رکھ دیا ہے

زیں دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مہترا

اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے — اے بڑے! تو اور دعا سکھا دے

آنچناں کادم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیوزشت

جیسا کہ حضرت آدم جنت سے گرے — لیکن تو نے طریقۂ تعلیم دی کہ شیطان سے نجات پائے

دیو کہ بود کوز آدم بگذرد — بر چنیں نطعے ازو بازی برد

شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدم سے بڑھ جائے — ایسی بساط پر اس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفعِ آدم شد ہمہ — لعنت حاسد شد آں بد ومدمہ

حقیقتاً سب (حضرت) آدم کا نفع ہوا — وہ برا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازیٔ دید و دو صد بازی ندید — پس ستونِ خیمہ خود را برید

ایک چال دیکھی اور دو سو چالیں نہ دیکھیں — تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے۲ زد شب بکشت دیگراں — باد سوئے کشت او گردش رواں

رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی — ہوا نے اس کو اس کی کھیتی کی طرف روانہ کر دیا

چشم بندے بود لعنت دیورا — تازیانِ خصم دید آں ریو را

لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی — یہاںتک کہ اس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جانِ اوشد ریو او — خود تو گوئی بود آدم دیو او

اس کا مکر اس کی جان کی تباہی بنا — تو خود کہے گا آدم اس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت۳ ایں باشد کہ کژ بینش کند — حاسد و خود بین و پُر کینش کند

لعنت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کج بین دے — اس کو حاسد اور متکبر اور کینہ ور کر دے

تابداند کہ ہر آں کو بد کند — عاقبت باز آیدو بر وے زند

یہاںتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص برائی کرتا ہے — انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اس پر پڑتی ہے

جملہ فرزیں بند با بیند بعکس — مات بر وے گردد و نقصان و نکس

تمام مہروں کو الٹا دیکھتا ہے — مات اور نقصان اور ذلت اس کو ہوتی ہے

---

۱ چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعا کے الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھا دے جیسا کہ تو نے حضرت آدم کو خود دعا سکھادی تھی جس سے ان کی لغزش معاف ہوئی۔ رجعت۔ واپسی اور توبہ۔ بگذرد بازی لیجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا۔ بساط۔ در حقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدم کے نقصان کے لئے کیا وہ ان کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہو گیا۔ بازی شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں نہ رکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہو گیا۔

۲ آتشے۔ شیطان نے حضرت آدم کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اس کے جال میں پھنس گیا چشم بند۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی شیطان تو حضرت آدم کی تباہی کا سبب نہ بنا البتہ حضرت آدم شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

۳ لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور متکبر اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ فرزین بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے مخالف کی نر فرزین کی مار کا خطرہ ختم ہو جائے۔ مات۔ بازی۔ ہارنا۔ نکس۔ اوندھا۔ ذلیل

زانکہ[1] اگر او ہیچ بیند خویش را ٭ مُہلک و ناسور بیند ریش را

اس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو نا چیز سمجھتا ٭ زخم کو مہلک اور ناسور سمجھتا

درد خیزد زیں چنیں دیدن دروں ٭ درد اُورا از حجاب آرد بروں

اس طرح دیکھنے سے اندر درد اٹھتا ہے ٭ درد اس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

تانگیرد مادراں را دردِ زہ ٭ طفل در زادن نیابد ہیچ رہ

جب تک ماؤں کے دروزہ نہ ہو ٭ بچہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

ایں امانت در دل وجاں حاملہ است ٭ واں نصیحتہا مثالِ قابلہ است

یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے ٭ اور یہ نصیحتیں دایہ جیسی ہیں

قابلہ گوید کہ زن را درد نیست ٭ درد باید درد کودک را رہست

دایہ کہتی ہے کہ عورت کو درد (زہ) نہیں ہے ٭ درد چاہیے درد (زہ) بچہ کا راستہ ہے

آنکہ او بیدرد باشد رہزن ست ٭ زانکہ بیدردی انا الحق گفتن ست

جو بے درد ہو وہ رہزن ہے ٭ اس لئے بیدردی انا الحق کہنا ہے

آں[2] انا بیوقت گفتن لعنت است ٭ دیں انا در وقت گفتن رحمت است

انا کو بے موقع کہنا (موجب) لعنت ہے ٭ اور اس انا کو با موقع کہنا (باعث) رحمت ہے

آں انا منصور را رحمت بُدہ ٭ ایں انا فرعون را لعنت بُدہ

وہ انا منصور کے لئے (باعث) رحمت تھا ٭ یہ انا فرعون کے لئے (موجب) لعنت تھا

لاجرم ہر مُرغ[3] بے ہنگام را ٭ سر بُریدن واجب است اعلام را

لا محالہ بے وقت کے ہر مرغ کا ٭ سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

سر بُریدن چیست کُشتن نفس را ٭ در جہاد و ترک گفتن لمس را

سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے ٭ مجاہدہ میں، اور لذت کو خیر باد کہنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم بر کنی ٭ تاکہ یابد اُو زکُشتن ایمنی

جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے ٭ تاکہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

سر بریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبر میں انا الحق کا مدعی ہے تو اس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو قتل کر ڈالے۔ آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

[1] زانکہ۔ اگر تکبر نہ ہو تو انسان اپنی برائی کو برائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ درد۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کر لے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تانگیرد۔ ماں کو اگر دروزہ نہ ہو تو خوشکن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلہ حمل کے ہیں اور روح انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت ان قوی کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ بمنزلہ دایہ کے ہے۔ قابلہ۔ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ جب ہی بتاتی ہیں جبکہ عورت کے دروزہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادہ نہیں وہ بے درد ڈاکوؤں کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبر ہوتا ہے اور تکبر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ متکبر بے درد فرعون نے "انا ربکم الاعلیٰ" کہا یہی انا الحق کہنے کا مطلب ہے۔

[2] آں انا۔ پہلے شعر میں انا الحق کہنے کو بے دردی اور تکبر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اس کی تفصیل فرماتے ہیں بے وقت انا الحق کہنا لعنت ہے لیکن با موقع کہنا درست ہے۔ منصور حلاج نے وحدت الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفات خداوندی سے متصف ہو کر انا الحق کہا تو موجب رحمت تھا فرعون نے بے موقع کہا تو موجب لعنت بنا۔

[3] مرغ بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے اسی طرح فرعون نے بے وقت انا الحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا، اعلان کرنا

بر کَنی ۱؎ دندانِ پُر زہرے زمار — تارہد مار از بلائے سنگسار
سانپ کے زہریلے دانت اکھاڑ دے — تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکُشد نفس را جُز ظلِّ پیر — دامن آں نفس کُش را سخت گیر
نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی ہے — اس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست — در تو ہر قوت کہ آید جذبِ اوست
جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوگی — تجھ میں جو قوت آئے گی وہ اسی کی کشش ہے

ما رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں — ہر چہ دارد جاں بود از جانِ جاں
"تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ — جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کی جانب سے ہوگا

دست ۲؎ گیرندہ وَیست و بُرد بار — دمبدم آں دم از وامید دار
وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اٹھانیوالا ہے — ہر وقت اس سے جذب کی امید رکھ

نیست غم گر دیر بے او ماندہ — دیر گیر و سخت گیرش خواندہ
اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر — تو نے اس کو دیر سے پکڑنے والا اور سخت گرفت کرنے والا پڑھا ہے

دیر گیرد سخت گیرد رحمتش — یک دمت غائب ندارد حضرتش
اسکی رحمت دیر سے شامل حال ہوگی تو ہمیشہ شامل حال ہوگی — اس کا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب نہ ہونے دیگا

ور تو خواہی شرح ایں فضل وولا — از سر اندیشہ می خواں والضحیٰ
اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے — تو غور و فکر سے (سورہ) والضحیٰ پڑھ لے

ور تو گوئی ۳؎ ہم بدی ہا از ویست — لیک آں نقصانِ فضلِ او کیست
اگر تو کہے کہ برائیاں بھی اسی کی جانب سے ہیں — لیکن وہ اس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمال اُوست ہم — من مثالے گویمت اے محتشم
وہ برائی دینا بھی اس کا کمال ہے — اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال درمیان معنیٰ نومن بالقدر خیرہ شرہ

اس معنیٰ کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا — نقشہائے صاف و نقش بے صفا
ایک نقاش نے دو قسم کے نقش بنائے — اچھے نقش اور برے نقش

۱؎ بر کنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے زیر سایہ مارا جا سکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑنا بھی توفیق خداوندی ہے اور مرید کو باطنی قوت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ ما رمیت۔ غزوہ بدر میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اس سے ان کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مرید کو مراد ہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اسلئے اس کا فعل اصل کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

۲؎ دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اسی سے جذب کی امید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیے۔ جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے اور سخت آتا ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیر۔ اس کی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحے کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ۔ یہود نے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاء اللہ نہ کہا تو آنحضور سے وحی کا انقطاع ہو گیا جس سے آنحضور کو بہت پریشانی ہوئی لیکن پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضور کی اس سورے کے ذریعہ تسلی فرمادی گئی۔

۳؎ ور تو گوئی۔ بے وقت ناحق کہنا اور قلب میں بری قوتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمال خداوندی کے خلاف ہے مولانا جواب فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اس کو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

نقشِ یوسفؑ کرد و حُورِ خوش سرشت | نقش عفریتاں و ابلیسانِ زشت
حضرت یوسف کا اور خوبصورت حوروں کا نقش بنایا | بھوتوں اور شیطانوں کا برا نقش بنایا

ہر دو گونہ نقشِ اُستادیِ اُوست | زشتیِ اُو نیست آں رادیِ اُوست
دونوں قسم کے نقش اس کی مہارت کی دلیل ہیں | یہ اس کی برائی نہیں ہے اس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کَشد | حسنِ عالم چاشنی ازوے چشد
خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے | دنیا کے حواس اس سے لطف اٹھاتے ہیں

زشت را در غایتِ زشتی کُند | جملہ زشتی ہا بگردش بر تند
بدصورت کو انتہائی بد صورت بناتا ہے | تمام بد صورتیاں اس پر منڈھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود | مُنکرِ اُستادیش رُسوا شود
تاکہ اس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے | اس کی استادی کا منکر رسوا ہو جائے

ورنہ۲ تا ندزشت کردن ناقص ست | زیں سبب خلّاقِ گبر و مُخلص ست
اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہے | اسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہد اند | بر خداوندیش ہر دو ساجداند
تو اس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں | اس کی خدائی پر (اور) دونوں اس کو سجدہ کرنیوالا ہے

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجداست | زانکہ جویائے رضا وقاصِد ست
لیکن سمجھ لے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے | کیونکہ وہ رضامندی کا جویاں اور قصد کرنے والا ہو

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست | لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگرست
کافر بھی جبراً خدا پرست ہے | لیکن اس کا مقصود دوسرا ہے

قلعہ۳ سلطاں عمارت می کُند | لیک دعویٰ امارت می کند
شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے | لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشت باغی تا کہ مُلک اُورا بُود | عاقبت خود قلعہ سلطاں را شود
وہ باغی بنا تاکہ ملک اس کا ہو جائے | انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ | می کُند معمور نے از بہرِ جاہ
مومن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے | تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

۱ یوسف۔ یوسف کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ۔ حسین نقش اور بھیانک نقش اس عمل میں تو نقاش کے کمال پر دال ہیں۔ رادی دانشمندی۔ حسن عالم۔ حسین نقش سے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے زشتی۔ بدصورتی۔ تا کمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مصور کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔

۲ ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بدصورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو یہ اس کے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اس کو مومن اور کافر دونوں کا خلاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اس کی خلاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان معتبر ہے نہ عبادت۔ مراد دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اس میں اس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

۳ قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر یہی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اس کا قصد یہ ہے کہ بغاوت کر کے اس قلعہ میں شاہی کرونگا۔ ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اس کو حاصل نہیں ہوتے ہیں اسیطرح کافر کا اضطراری سجدہ اس کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے مقصد کو پالیتا ہے۔ معمور۔ آباد تعمیر شدہ۔

زشت[1] گوید اے شہ زشت آفریں — قادری بر خوب و بر زشت مہیں

بدصورت کہتا ہے اے بدصورت کے پیدا کرنے والے شاہ! — تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت (کے پیدا کرنے) پر قادر ہے

خوب گوید شہ حُسن و بہا — پاک گرد انیدیم از عیبہا

خوبصورت کہتا ہے اے شاہ حسن و جمال! — تو نے مجھے عیبوں سے پاک کر دیا

حمد لک والشکر لک یا ذا المنن — حاضری و ناظری بر حالِ من

اے احسانات والے! تیری تعریف ہے اور تیرا شکریہ ہے — تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر انچہ خواست کرد — خوب را و زشت را چوں خار و ورد

خلاصہ یہ ہوا کہ اس نے جو چاہا وہ کیا — اچھے اور برے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشاہ — کارساز یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَا

وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے — کاموں کا بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دعا سکھانا

گفت[2] پیغمبر مر آں بیمار را — ایں بگو کہ سہل کن دشوار را

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا — یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کر دے

اٰتنا فی دارِ دُنیانا حسن — اٰتنا فی دارِ عُقبانا حسن

ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما — ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بُستاں کن لطیف — منزلِ ما خود تو باشی اے شریف

صراط (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرح پرلطف بنا دے — اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے ملک — نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک

مومن حشر میں کہیں گے اے فرشتو! — کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر دیا بد گذار — ماندیدیم اندریں رہ دود و[3] نار

مومن اور کافر اس پر گزرتے ہیں — ہم نے اس راستہ میں دھواں اور آگ نہ دیکھی

نک بہشت و بارگاہِ ایمنی — پس کجا بود آں گذرگاہِ دنی

یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے — تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس ملک گوید کہ آں روضہ خضر — کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر

تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ — جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

---

[1] زشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ مہین۔ ذلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہا۔ رونق، جمال۔ حمد لک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذا المنن۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول۔ اوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یفعل یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختارِ کل ہے۔

[2] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ راہ یعنی پلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود گذار۔ یعنی پلصراط پر سے مومن و کافر کو گزرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[3] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نک۔ مومن پلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ گذرگاہ۔ یعنی پلصراط پس فلک آنحضور کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پلصراط سے گذر کر جنت پہنچ جائے گا۔ گذرگاہ۔ یعنی پلصراط پس فلک آنحضور کی تعلیم کردہ دعا کا شاید اثر ہوگا کہ پلصراط پر سے گزرنے میں دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

دوزخ آنجا بُود و سیاست گاہِ سخت | بر شما شد باغ و بُستان و درخت
دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی | تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بنگئی

چوں ۱ شما ایں نفس دوزخ خوی را | آتشی و گبر و فتنہ جُوئے را
چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر | جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہدہا کر دید تا شد پُر صفا | نار را کشتید از بہرِ خدا
تم نے مجاہدے کئے یہانتک کہ وہ مصطفیٰ ہو گیا | تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتش شہوت کہ شعلہ می زدے | سبزہ تقویٰ شُد و نورِ ہُدے
شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی | تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حلم شُد | ظلمتِ جہل از شما ہم علم شُد
تمہارے غصہ کی آگ بھی بردباری بنگئی | تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شُد | واں حسد چوں خار بُد گلزار شُد
تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی | جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں ۲ شما ایں جملہ آتشہائے خویش | بہرِ حق کُشتید جُملہ پیش پیش
چونکہ تم نے اپنی ان تمام آگوں کو | پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھا دیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید | اندر و تخمِ وفا انداختید
چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا | اس میں وفا کا بیج بو دیا

بُلبلانِ ذکر و تسبیح اندرُو | خوش سرایاں در چمن بر طرفِ جُو
جس میں ذکر اور تسبیح کی بلبلیں | نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اجابت کردہ اید | وز جحیمِ نفس آب آوردہ اید
اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی | اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کر لیا

دوزخِ ما نیز در حقِ شما | سبزہ شت و گلشن و برگ و نوا
ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے | سبزہ اور گلشن اور سازو سامان بن گئی

چیست ۳ احساں را مکافات اے پسر | لُطف و احسان و ثوابِ مُعتبر
اے بیٹا! احسان کا بدلہ کیا ہے؟ | مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربانیم | پیشِ اوصافِ شما ما فانیم
کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں | آپ کے اوصاف کے پیش نظر ہم فانی ہیں

۱ چوں ـ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کر دیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی ان کے لئے تبدیل ہو جائینگے ـ نار ـ یعنی نفسانی آگ آتش شہوت ـ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیا ـ
۲ چوں شما ـ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں ـ چو باغے ـ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے ـ بلبلان ـ اس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں ـ داعی حق یعنی نبی دوراں وز جحیم ـ یعنی نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنا دیا ـ
۳ چیست ـ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے" نے شما ـ پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کے لئے ہے ـ

ما اگر قلّاش و گر دیوانہ ایم   مست آں ساقی[1] و آں پیمانہ ایم

ہم خواہ مفلس اور خواہ دیوانے ہیں   اسی ساقی اور اسی پیالے کے مست ہیں

بر خطِ فرمانِ اُو سرمی نہیم   جانِ شیریں را گروگاں میدہیم

اس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں   اپنی جان شیریں کو ہم گروی رکھتے ہیں

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست   چاکری وجاں سپاری کارِ ماست

جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے   خدمتگاری اور فدا کاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بلا افروختند   صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند

انہوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے   عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز درونِ خانہ اند   شمعِ رُوئے یار را پروانہ اند

وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں   وہ دوست کے رخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجا رو کہ با تو روشن اند   وز بلا با مر ترا چوں جوشن اند

اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں   جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

درمیانِ[2] جاں ترا جامی کنند   تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند

وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں   تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کر دیں

درمیانِ جانِ ایشاں خانہ گیر   در فلک خانہ کن اے بدرِ مُنیر

ان کے دل میں تو جگہ بنا لے   اے روشن چاند، آسمان میں جگہ کر لے

چوں عُطارد دفترِ دل وا کنند   تا کہ بر تو سرہا پیدا کنند

وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دینگے   تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارۂ   برمہِ کامل زن ار مہ پارۂ

اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے   اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے، کامل چاند سے جڑ جا

جُز و را از کُلِ خود پرہیز چیست   با مخالف ایں ہمہ آمیز چیست

جزو کو اپنے کل سے پرہیز کیوں ہے؟   مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس[3] را بیں نوع گشتہ در روش   غیبہا بیں عین گشتہ در رہش

تو اس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ   اسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ

---

[1] ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خطِ فرماں۔ حکم۔ سر نہادن۔ اطاعت کرنا۔ گروگاں۔ گروی۔ اسرار دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فدا کاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو مقربانِ بارگاہ خداوندی ہیں۔ اے دل مولانا فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو۔ جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر تلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

[2] درمیان۔ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کروگے تو وہ اپنے دل میں تمہیں جگہ دینگے اور شراب معرفت سے مست کر دینگے۔ فلک یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عطارد ستارہ کا نام ہے جس کو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم و معارف کا تعلق اس سے جانا جاتا ہے پیشِ خویشاں۔ جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو ان سے کیوں چھپتا ہے۔ مہ کامل۔ یعنی یہ خدائی عشاق۔ مخالف یعنی دنیادار لوگ۔

[3] جنس۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے فرد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی ان عاشقانِ خدا کی صحبت میں تجھے وحدتِ حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ ان کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

تا چوزن ۱ عشوہ خری اے پُر خرد | از دروغ و عشوہ کے یابی مدد
اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا | جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا؟

چاپلوسی لفظِ شیرینِ فریب | می ستانی می نہی چوں زن بہ جیب
خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ | تو قبول کرتا ہے عورتوں کیطرح جیب میں رکھ لیتا ہے

مُر ترادشنام و سیلیِ شہاں | بہتر آید از ثنائے گمرہاں
تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت | مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفع شاہاں خور مخور شہدِ خساں | تا کسے گردی ز اقبالِ کساں
شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا | تا کہ تو صاحب دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت وخلعت رسد | در پناہ روحِ جاں گردد جسد
کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے | روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا | داں کہ اُو بگریختست از اُوستا
جس جگہ تو ننگا بے سرو سامان دیکھے | سمجھ لے کہ وہ استاد سے بھاگا ہے

تاچناں گردد کہ می خواہد دلش | آن دلِ کورِ بدِ بے حاصلش
تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اس کا دل چاہتا ہے | وہ اس کا اندھا، برا، بد نصیب دل

گرچناں ۲ گشتی کہ استا خواستے | خویش راو خلق را آراستے
اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ استاد چاہتا | اپنے آپ کو اور لوگوں کو سدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں | اُوز دولت می گریزد ایں بداں
جو دنیا میں استاد سے بھاگے | یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشہ آموختی در کسبِ تن | چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن
تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا | دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی ۳ | چوں بروں آئی ازینجا چوں کُنی
تو نا مرد تھا دنیا میں چھپا رہا | جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشہ آموز کاندر آخرت | اندر آید کسب و دخلِ مغفرت
ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں | مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں چناں شہریست پُر بازار وکسب | تانہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب
عالم آخرت ایک ایسا شہر ہے جو بازار اور کمائی سے بھرا ہے | تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

۱ چوزن۔ عورتیں بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مر ترا۔ ایک انسان کیلئے دنیا داروں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑوی باتیں زیادہ مفید ہیں شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تمانچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد۔ یعنی جھوٹی تعریف۔ کساں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے حس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہو جاتا ہے، اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ ہر جا جو استاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تاچناں۔ استاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ استاد کو اپنی منشاء پر چلانا چاہتا ہے اور جب اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

۲ گرچناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کر لے تو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے پیشہ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقا حاصل ہے۔

۳ غنی۔ عنین کا مخفف ہے نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ سکتی ہے لیکن آخرت میں کھل رہے گی کسب کمائی دخل۔ آمدنی۔ آں چناں۔ آخرت میں اعمال حسنہ کے اچھے دام لگینگے اور اعمال سیئہ کے کھوٹے دام لگینگے۔ اینجا۔ دنیا میں دنیا کے کاموں کی اجرت ملتی ہے۔

حق تعالیٰ گفت کایں کسب جہاں | پیش آں کسب ست لعب اَکودکاں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالم دنیا کی کمائی | اس (عالم آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تنَد | شکلِ صحبت کُن مساسے می کُند
اس بچہ کی طرح جو بچہ پر چڑھے | (اور) جماع کرنے والے کی طرح مساس کرے

کودکاں ۲ سازند در بازی دُکاں | سُود نبود جز کہ تغیر زماں
بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں | وقت گزاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گر سنہ | کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ
رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے | بچے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگ شب | باز گردی کیسہ خالی پُر لعب
یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے | تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہو گا

سُوئے خانہ گور تنہا ماندۂ | با فُغاں واحسرتا بر خواندۂ
قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے) تو تنہا رہ گیا | فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندروں | قابلیت نورِ حق داں اے حروں
دین کی کمائی عشق اور باطنی جذب ہے | اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسب ۳ فانی خواہدت ایں نفسِ خس | چند کسب خس کُنی بگذار و بس
تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہو جانیوالی کمائی چاہتا ہے | کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ خس گر جویدت کسبِ شریف | حیلہ و مکرے بُود آں را ردیف
خسی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے | کوئی حیلہ اور مکر اس کے پس پشت ہو گا

بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را کہ برخیز کہ وقت نماز ست

شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھیے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں | بود اندر قصرِ خود خفتہ شباں
قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں | رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں در بستہ بود | کز زیارِ تہائے مردم خستہ بود
محل کا دروازہ اندر سے بند تھا | کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے اُورا بیدار کرد | چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد
اچانک ان کو ایک شخص نے جگا دیا | جب انہوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

ا لعب۔ کھیل۔ قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کو سے تعبیر کیا ہے بچو۔ دنیاوی کاروبار محض نمائش ہے جس میں کوئی حقیقت اور بقا نہیں جیسا کہ ایک بچہ دوسرے بچے سے جماع کرے جو شخص جماع کی نقل ہے۔ مساس۔ چھونا مَس کرنا۔

۲ کودکاں۔ دنیاوی کاروبار، بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغیر زماں۔ وقت گذاری۔ ۲ جہاں۔ اس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے ہو گے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کرو گے۔ کسب دین دین کی کمائی عشق خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اس کی قابلیت خداداد ہے۔

۳ کسب فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفس خس۔ نفس امارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہے تو اس کے پس پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہؓ حضرت ام حبیبہ ام المومنین زوجہ النبی کے بھائی ہیں اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصر۔ حضرت امیر معاویہؓ لوگوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

گفت اندر قصر کس را رہ ا نبود　　کیست کایں گستاخی و جرات نمود
بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا　　کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد برگشت وطلب کرد آں زماں　　تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں
انہوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی　　تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگا لیں

از پس در مُدبرے ۲ را دید کو　　در پس پردہ نہاں می کرد رُو
در کے پیچھے انہوں نے ایک پشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ　　پردے کے پیچھے منہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نام تو چیست　　گفت نامم فاش ابلیس شقی ست
فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟　　اس نے کہا میرا نام بد بخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہؓ را
حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کر دی بجدّ　　راست گو با من مگو برعکس و ضدّ
انہوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کر کے کیوں جگایا؟　　سچ بتا مجھ سے الٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگام نماز آخر رسید　　سوئے مسجد زو دمی باید دوید
اس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہو گیا ہے　　مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیے

عجِّلوا۳ الطّاعات قبل الفوت گفت　　مصطفیٰؐ چوں گوہر معنیٰ بسفت
"عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو" فرمایا ہے　　مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنیٰ کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا　　کہ بخیرے رہنما باشی مرا
انہوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہو گا　　کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دُزد آید از نہاں در مسکنم　　گویدم کہ پاسبانی می کنم
چور چھپ کر میرے گھر میں آئے　　(اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دُزد را　　دُزد کے داند ثواب و مُزد را
میں اس چور کا کب یقین کر سکتا ہوں؟　　چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خاصہ دُزدے چوں تو قُطّاع الطریق　　از چہ رُو گشتی چنیں بر من شفیق
خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور　　تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتن ابلیس لعین بار دوم حضرت امیر المومنین معاویہؓ را
لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

ا رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا جرات یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔
۲ مُدبر۔ پشت پھرنے والا بد بخت۔ فاش۔ ظاہر مشہور جد۔ کوشش۔ برعکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف۔ ہنگام۔ وقت باید دوید۔ یعنی تاکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔
۳ عجّلوا۔ یعنی وقتی عبادات کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادات فوت ہونے سے پہلے ادا کرو۔ گفت حضرت معاویہؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسم مضل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کریگا یا اجرت کے لئے چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قطاع الطریق۔ رہزن ڈاکو۔

گفت[1] ما اوّل فرشتہ بودہ ایم — راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
اس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا — میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل و) جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم — ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم
میں راہِ (خدا) کے سالکوں کا راز دار تھا — عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشہ اوّل کجا از دل رَوَد — مہرِ اوّل کے زدل بیروں شود
پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟ — پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟

در سفر گر روم بینی یا خُتن — از دلِ تو کے رود حُبِ وطن
سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا ختن کو — تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ماہم از مستانِ ایں[2] مے بودہ ایم — عاشقانِ در گہِ وے بودہ ایم
ہم بھی اس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں — اس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ مابر مہرِ اُو ببریدہ اند — عشقِ او در جانِ ما کاریدہ اند
ہماری نال اس کی محبت پر کٹی ہے — اس کا عشق ہماری جان میں بویا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روز گار — آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار
زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے — (موسم) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے کہ[3] مارا دستِ فضلش کاشتہ است — از عدم مارا نہ اُو بر داشتہ است
کیا ہمیں اس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا ہے؟ — کیا وہ ہمیں عدم سے اٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم — در گلستانِ رضا گردیدہ ایم
ہم نے اس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں — ہم اس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد — چشمہائے لُطف بر ما می کُشاد
ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھتا تھا — مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

در گہِ طفلی کہ بودم شیر جُو — گاہوارم راکہ جُنبا نید اُو
بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا — میرا پنگوڑا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو — کہ مرا پرورد جُز تدبیرِ اُو
میں نے اس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا ہے — مجھے اس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں باشیر رفت اندر وجود — کے تواں اُورا زمردم وا کُشود
وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو — اس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟

---

[1] گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں معلم الملکوت تھا۔ محرم۔ راز دار۔ ساکنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشہ اول۔ فرشتوں کو تعلیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے جو کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

[2] ایں مے۔ یعنی عشق خداوندی کی شراب۔ وے۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ ناف بر مہر کسے بریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمت خداوندی۔

[3] نے کہ۔ جب اس کے سقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اس کی محبت کیسے نہ ہوگی۔ می نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندہ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارہ۔ جھولنا، پنگھوڑا۔ شیر او یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

گر عتابے[1] کرد دریائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے
بستہ کے گردند در ہائے کرم
کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں؟

اصلِ نقدش لطف و داد و بخشش ست
اس کے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے
قہر بروے چوں غبارے از غش ست
اس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت
اس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے
ذرّہ ہا را آفتابِ اُو نواخت
ذروں کو اس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست
جدائی اگر اس کے غصہ کی حامل ہے
بہرِ قدرِ وصلِ اُو دانستن ست
تو اس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں را فراقش گوشمال
جب اس کی جدائی جان کی گوشمالی کرتی ہے
جاں بداند قدرِ ایّامِ وصال
جان، وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے
قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا ز من سودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں
تا ز شہدم دست آلودے کنند
(اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے برائے[2] آں کہ تا سودے کنم
نہ اسلئے کہ میں (ان سے) فائدہ اٹھاؤں
وز برہنہ راقبائے بر کنم
اور ننگے کی میں قبا اتاروں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دھتکارا ہے
چشمِ من در روئے خوبش ماندہ است
میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہرے عجب
کہ تعجب ہے ایسے چہرے سے ایسا غصہ
ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث ست
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے
زانکہ حادث حادثے را باعث ست
(اور) اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطفِ[3] سابق را نظارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں
ہر چہ آں حادث دو پارہ می کنم
جو حادث ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بُود
میں مانتا ہوں آدم کو سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا
آں حسد از عشق خیزد نہ از جُحود
وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

[1] گر عتابے۔ جبکہ وہ ناراض ہے میں اس کے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصل نقدش۔ حدیث میں ہے خدا نے فرمایا سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ ملمع۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے دربار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ دربار کی قدر معلوم ہو جائے۔ تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔

[2] نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چشمِ من۔ لہٰذا میں اس کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ ہر کسے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اس سبب پر نظر کر کے لڑتے ہیں میں مسبب یعنی اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث یعنی سبب حادثے را یعنی تکالیف۔

[3] لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز ہے میں قدیم صفت کو پیش نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں ترک سجدہ حضرت آدم نہ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ میرا حسد تھا اور وہ حسد عشق خداوندی پر مبنی تھا میں یہ چاہتا تھا کہ کوئی میرے محبوب کا مقرب نہ بنے۔ جحود۔ انکار یعنی کفر خداوندی۔

ہر حسد ۱؎ از دوستی خیزد یقیں — کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
یقیناً (اس طرح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے — کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

ہست شرطِ دوستی غیرت پزی — ہمچو بعد عطسہ گفتن دیر زی
غیرت مندی دوستی کا لازمہ ہے — جیسا کہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

چونکہ ۲؎ بر نطعش جز آں بازی نبود — گفت بازی کن چہ دانم در فزود
چونکہ اس کی بساط پر اس بازی کے سوا کچھ نہ تھا — اس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

آں یکے بازی کہ بُد من باختم — خویشتن را در بلا انداختم
وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیلی — تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

در بلا ہم می چشم لذاتِ اُو — ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ اُو
مصیبت میں بھی میں اس کی لذتیں چکھتا ہوں — اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سرہ — ہیچکس در شش جہت زیں شش درہ
اے کھرے! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے — کوئی ان چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے؟

جزوِ شش از کلِ شش چوں وارہد — خاصہ کہ بے چوں مر اُورا کژ نہد
شش در رہ کی نرد شش در رہ سے کیسے نکلے — خصوصاً جبکہ (ذات) بے مثال نے (اس نرد کو) ٹیڑھا رکھا ہو

ہر کہ در شش ۳؎ در درونِ آتش ست — اوش بر ہاند کہ خلاقِ شش ست
جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے — اس کو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

خود اگر کفرست اگر ایمانِ اُو — دست بافِ حضرتست و آنِ اُو
خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے — اسی دربار کا بنایا ہوا ہے اور اس کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر اُورا کہ ۱؎ ایں ہا راست ست — لیک بخشِ تو ازیں ہا کاست ست
امیر (معاویہؓ) نے اس سے کہا یہ سب درست ہے — لیکن ان میں تیرا حصہ نہیں ہے

صد ہزاراں را چو من تو رہ زدی — حفرہ کردی در خزینہ آمدی
تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے — نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

آتشی از تو نہ سوزم چارہ نیست — کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں کوئی چارہ نہیں ہے — کون ہے جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہے؟

۱؎ ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے۔ ہست۔ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے، جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں سے ہے۔

۲؎ چونکہ۔ جبکہ تقدیر الٰہی کی بساط پر میرے لئے صرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردود بارگاہ بنوں تو میرے لئے اس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا۔ چونکہ میں نے اس کی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں شش درہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزو شش۔ یعنی شش در رہ کی گوٹ یعنی وہ نرد جو شش درہ میں پھنس گئی ہو۔ کل شش۔ یعنی شش درہ۔

۳؎ شش۔ یعنی چھ جہتیں۔ امیر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ بخش۔ حصہ۔ کاس کم ہو زدن۔ گمراہ کرنا۔ حفرہ۔ گڑھا، نقب، خزینہ، خزانہ۔ آتشی۔ شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

طبعت اے آتش چو سوزانید نیست ۔ تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
اے آگ ؟ جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے ۔ جب تک تو جلا نہ ڈالے کوئی تدبیر نہیں ہے

لعنت[1] ایں باشد کہ سوزانت کند ۔ اُوستادِ جملہ دُز دانت کُند
(تجھ پر) یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا ۔ تجھے تمام چوروں کا استاد کر دیا

با خدا گُفتی شُنیدی رُو بُرو ۔ من چہ باشم پیشِ مکرت اے عدو
خدا کے رو برو، تیری کہن سن ہوئی ۔ اے دشمن! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں؟

معرفت ہائے تو چوں بانگِ صَفیر ۔ بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر
تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں ۔ بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے

صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست ۔ مُرغ غرّہ کا شنائے آمدست
(اس سیٹی نے) لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے ۔ پرند دھوکے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے

دَر ہوا چوں بشنوَد بانگِ صَفیر ۔ از ہوا آید شود آنجا اسیر
ہوا میں جب سیٹی کی آواز سنتا ہے ۔ ہوا سے (اتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے

قومِ نوح از مکرِ تو در نوحہ اند ۔ دل کباب و سینہ شُرحہ شُرحہ اند
نوح کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے ۔ دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے

عاد[2] را بر باد دادی در جہاں ۔ در فگندی در عذاب و اندہاں
تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے ۔ عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے

از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوط ۔ در سیاہ آبہ زتو خوردند غوط
قوم لوط تیری وجہ سے سنگسار ہوئی ۔ تیری وجہ سے انہوں نے سڑے پانی میں غوطہ لگایا

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ ۔ اے ہزاراں فتنہا آنگیختہ
نمرود کا بھیجہ تیری وجہ سے بہا ۔ اے (وہ کہ جس نے) ہزاروں فتنے برپا کئے

عقلِ فرعونِ ذکی فیلسوف ۔ کور گشت از تو نیابید اُو وقوف
فلسفی، ذہین فرعون کی عقل ۔ اندھی ہو گئی (اور) تجھے نہ سمجھی

بُو لہب ہم از تو نا اہلے شدہ ۔ بُو الحکم[3] ہم از تو بُو جہلے شدہ
ابو لہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا ۔ ابو الحکم تیری وجہ سے ابو جہل بنا

اے بریں شطرنج بہرِ یاد را ۔ مات کردہ صد ہزار اُستاد را
اے (وہ کہ جس نے) اس بساط پر یادگار کے لئے ۔ لاکھوں استادوں کو مات دی ہے

[1] لعنت۔ تجھ پر خدائی کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ با خدا۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے بانگ صفیر۔ شکاری کی وہ آواز جو وہ پرند کی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے آں۔ یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر۔ قیدی۔ نوحہ۔ رونا۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔

[2] عاد۔ قوم کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے ان کو راہ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اندہاں۔ اندوہ کی جمع ہے غم قوم لوط حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے انکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اس پر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آبہ۔ کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط۔ غوطہ۔ نمرود خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اس کے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف فلسفی حکیم۔ بولہب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضور کی مخالفت کی تھی۔

[3] بو الحکم۔ اسی کو ابو جہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج۔ یعنی مکر اور فریب کی بازی۔ یاد۔ یعنی یادگار

اے زفرزینؔ ۱ بند ہائے مشکلت — سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت

اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین بند (چالوں) سے — بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہو گیا

بحرِ مکری تو خلائق قطرۂ — تو چوں کوہی وِیں سلیماں ذرہ

تو مکاری کا سمندر ہے، لوگ ایک قطرہ ہیں — تو پہاڑ جیسا ہے یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکر تو اے مختصم — غرقِ طوفانیم اِلَّا مَنْ عَصِم

اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹتا ہے؟ — ہم تو طوفان میں غرق ہیں، مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو محترق — بس سپاہِ جمع از تو مفترق

بہت سے نیک ستارے تیری وجہ سے بے نور ہو گئے ہیں — فوج کے بہت سے سپاہی تیری وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں در باختہ — سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ

بہت سے بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں — دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس جو بلعم ۲ از تو نومید آمدہ — بس چو برصیصاز تو کافر شدہ

بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہوئے ہیں — بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جواب گفتنِ ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ رانوبت سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیر المومنین حضرت معاویہؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش کشا ایں عقد ہا — من ۳ محکم قلب را ونقد را

اس سے شیطان نے کہا ان گرہوں کو کھول دیجئے — میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق — امتحانِ نقد و قلبم کرد حق

مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر اور کتے کے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے — مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا ذریعہ امتحان بنایا ہے

قلب را من کے سیہ رُو کردہ ام — صیرفیم قیمتِ او کردہ ام

کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رو بنایا ہے — میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگا دی ہے

نیکواں را رہنمائی می کنم — مربداں را پیشوائی می کنم

میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں — اور بروں کی بھی پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مقتدا و ماننم — طالحاں را نیز یاری می کنم

میں نیکوں کا مقتدا اور ان کی جگہ ہوں — میں بروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

---

۱ فرزین۔ بند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مہرے فرزین کو بند کر دیا جائے اور اس کی چال مشکل ہو جائے۔ سلیمان سلیم کی جمع ہے سادہ مزاج انسان۔ مختصم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہو کر اپنی شعاع کھو بیٹھے

۲ بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گزار تھا لیکن حضرت موسیٰ کی مخالفت کر کے تباہ و برباد ہو گیا۔ برصیصا ایک مشہور عبادت گزار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔

۳ من محک ام میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان۔ لیکن امتحان کا ذریعہ صیرفی۔ صراف۔ سیہ رو۔ کھوٹا سکہ جب پرکھا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے۔ قیمت او۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اس کو ظاہر کر دیتا ہوں لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں لیکن اس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں۔ لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔ شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اپنی برات کے لئے کہے کہ اس میں جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اس تقریر سے بری نہیں ہو سکتا ہے۔

باغبانم [1] شاخِ تر می پرورم | شاخہائے خشک را ہم می برم
میں باغبان ہوں تر شاخ کی پرورش کرتا ہوں | سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں

ایں علفہا می نہم از بہرِ چیست | تا پدید آید کہ حیواں جنسِ کیست
میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے؟ | تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے

سگ چو از آہو بزاید بچکے | در سگے و آہوئے دارد شکے
کتیا جب ہرن کا بچہ جن دے | اس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے

تو گیاہ و استخواں پیشش بریز | تا کدامیں سو کند او گام تیز
تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈال دے | دیکھ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے

گر بسوئے استخواں آید سگ ست | ور گیا خواہد یقیں آہو رگ ست
اگر ہڈی کی طرف آئے، کتا ہے | اگر گھاس کی طرف رغبت کرے یقیناً وہ ہرن کی نسل ہے

قہر [2] و لطفے جفت شد با ہمدگر | زاد ازیں ہر دو جہانِ خیر و شر
(اللہ تعالیٰ کا) قہر اور مہر باہم ملے | ان دونوں سے عالمِ خیر و شر پیدا ہوا

تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن | قوتِ نفس و قوتِ جاں را عرضہ کن
تو گھاس اور ہڈی پیش کر | نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر

گر غذائے نفس جوید ابتر ست | ور غذائے روح خواہد سرور ست
اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو برا ہے | اگر روح کی غذا چاہے تو بڑا ہے

گر کند [3] او خدمتِ تن ہست خر | ور رود در بحرِ جاں یابد گہر
اگر وہ جسم کی خدمت کرے گا تو گدھا ہے | اگر وہ روح کے سمندر میں جاتا ہے تو موتی پاتا ہے

گرچہ ایں دو مختلف خیر و شر اند | لیک ایں ہر دو بیک کار اند راند
اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں | لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہیں

انبیا طاعات عرضہ می کنند | دشمناں شہوات عرضہ می کنند
نبی طاعات پیش کرتے ہیں | (دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں

نیک را چوں بد کنم یزداں نیم | داعیم من خالقِ ایشاں نیم
میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں | میں بلانے والا ہوں میں انکا پیدا کرنیوالا نہیں ہوں

---

[1] باغبانم۔ شیطان کی یہ تقریر بھی غلط ہے باغبان تو تر شاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اس نے تو بہت سے نیکوں کو برباد کیا ہے حضرت آدمؑ تک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ایں علفہا۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو برائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ برا کون ہے اور بھلا کون ہے۔ سگ۔ اگر کتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اس کے سامنے کتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اسی جنس کا ہے۔

[2] قہر و لطفے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیر و شر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تم بھی اس کے سامنے اس کی خوراک ڈال کر دیکھو نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اس کی رغبت ہو وہ اسی جہان کا انسان ہوگا۔

[3] گر کند۔ تن پروری بے عقلی کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے۔ گرچہ۔ خیر و شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور برے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاء کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کرتے ہیں اور شیطان کا بھی یہی کام ہے۔ انبیاء۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے۔ انبیاء خیر کو پیش کر کے بھلے برے میں انبیاء پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن برائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کرتا ہے۔

خوب [1] را چوں زشت سازم رب نیم زشت را و خوب را آئینہ ام

بھلے کو میں برا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں میں تو اچھے اور برے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از درد را کایں سیہ رُومی نماید مرد را

جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا کہ یہ اس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبوُد جُرم اُو رانہ کہ رُوئے من زدود

آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی اس کو خطاوار قرار دے جس نے میری صیقل کی ہے

اُو مرا غمّاز کرد و راست گو تا بگویم زشت کُو و خوب کُو

اسنے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے تاکہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من [2] گواہم بر گوا زنداں کجاست اہلِ زنداں نیستم یزداں گواست

میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قید خانہ کب ہے؟ میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم نہالِ میوہ دار تر بتیہا می کنم من دایہ وار

میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درختِ تلخ و خشک می بُبرّم تا رہد از پشک و مشک

جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں میں کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ مینگنی و بینگنی سے بچے

خُشک گوید باغباں را کائے فتیٰ مر مراچہ می بری سر بے خطا

خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان! تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خُمش اے زشت خو بس نباشد خشکیٔ تو جُرمِ تو

باغبان کہتا ہے کہ اے بد عادت! چپ رہ کیا تیرا خشک ہونا تیرا جرم نہیں ہے؟

خُشک [3] گوید راستم من کژنیم تو چرا بے جُرم می بُری پیم

خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید اگر مسعودیئے کاشکے کژ بودی و تر بودیئے

باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذبِ آبِ حیاتِ گشتئے اندر آبِ زندگی آغشتئے

اگر آب حیات کو جذب کرنیوالا ہوتا تو آب حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخمِ تو بد بودہ است واصلِ تو با درختِ خوش نبودہ وصلِ تو

تیرا بیج اور تیری جڑ بری تھی اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

[1] خوب را۔ اچھا برا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے برے کو اس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اس کی بے عقلی ہے۔ جرم او را۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اس نے اس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کر دے۔

[2] من گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور برے درختوں کو کاٹ پھینکے۔ خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح نا قابل اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

[3] خشک۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا نیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی توقع ہے لیکن خشک درخت کی زندگی ممکن ہے لہٰذا اس کو کاٹا جائیگا شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آب ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور ان کے دل خشک ہو گئے ہیں انسے مایوس ہو کر میں ان کو تباہ کرتا ہوں۔ تخم تو۔ جس کی اصل اور تخم ہی بری ہو وہ بیکار ہے۔

شاخِ تلخ ار با خوشے وصلت کند　　آں خوشے اندر نہادش بر زند
کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے　　وہ اچھا اس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہر دیں　　خوئے اصل من ہمین ست و ہمیں
اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے　　میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف ۲ کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ با ابلیس علیہ اللعنۃ
امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو　　مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
امیر المومنین نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر　　تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریب و تاجرم　　ہر لباسا تے کہ آری کے خرم
تو ڈاکو ہے میں مسافر تاجر ہوں　　تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری　　تو نہ رختِ کسے را مشتری
بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا　　تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن　　ور نماید مشتری مکر ست و فن
ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے　　اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے مکاری اور چالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ بحق تعالیٰ از مکر ابلیس و نُصرت خواستن
شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ و زاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو　　اے خدا فریاد رس ما زیں عدو
نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟　　اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سن لے

گر یکے فصل ۳ دگر در من دمد　　در رُباید از من ایں رہزن نمد
اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا　　یہ ڈاکو نمدہ اڑا لے جائے گا

ایں حدیثش ہمچو دود ست اے الٰہ　　دست گیرار نہ گلیمم شد سیاہ
اے خدا! یہ اس کی گفتگو دھویں کی طرح ہے　　میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیا یم با بلیس　　کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس
میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا　　کیونکہ وہ ہر شریف و ذلیل کے لئے باعث فتنہ ہے

آدمے کو عَلَّمَ الْاَسْمَاءُ بگ ست　　در تگ چوں برقِ ایں سگ بے تگ ست
حضرت آدمؑ جو علم الاسماء والے سردار ہیں　　اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں

---

۱ شاخ تلخ۔ کڑوی شاخ کا اگر میٹھی چیز سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اسی طرح بدعمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بدنسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گرترا شیطان حضرت امیر معاویہؓ کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں اچھوں کے ساتھ اچھائی اور نا قابل اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمہیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

۲ عُنف۔ سرزنش۔ سختی۔ رہزن۔ ڈاکو۔ درمن۔ میرے دل میں۔ غریب تاجرم۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نہ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ ان کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مشتری۔ نبود۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اس میں کوئی مکاری ہوگی۔ چیزے اندر کدو داشتن۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

۳ فصل دگر۔ دوسری مرتبہ نمد۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے من۔ حجت شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضل خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار امیر حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ۔ خدا نے آدمؑ کو اسماء کی تعلیم دی تگ۔ دوڑ۔ بے تگست۔ حضرت آدمؑ ہار گئے اور شیطان نے انہیں دھوکا دے دیا۔

از بہشت انداختش برئے روخاک ۔۔۔ چوں سمک ؁۱ در شست اُو شداز سماک
اس نے ان کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا ۔۔۔ وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحہ اَنّا ظَلَمْنا می زدے ۔۔۔ نیست دستان و فسونش را حدے
انا ظلمنا کا رونا روتے تھے ۔۔۔ اس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندر ون ہر حدیث او شرست ۔۔۔ صد ہزاراں سحر دروے مُضمرست
اس کی ہر بات میں شر ہے ۔۔۔ اس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس ۔۔۔ در زن و در مردا فروزد ہوس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے ۔۔۔ مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیس خلق سو زفتنہ جُو ۔۔۔ بر ؁۲ چیم بیدار کر دی راست گو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتنہ جو! ۔۔۔ سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے ۔۔۔ ہیں غرض را در میاں نہ بے فنے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کرسکتی ہے ۔۔۔ خبردار! بغیر مکاری کے مقصد بتا دے

باز تقریرِ ابلیس تلبیس خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بدگماں ۔۔۔ نشنود اُو راست را با صد نشاں
بولا، جو شخص بد گمان ہو ۔۔۔ وہ سو علامتوں (والی سچی) بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر درونے کہ خیال اندیش شُد ۔۔۔ چوں دلیل آری خیالش بیش شُد
جس کا باطن شکی ہو ۔۔۔ جب تو دلیل بیان کریگا اس کا شک اور بڑھیگا

چوں سخن در وے رود علت شود ۔۔۔ تیغِ غازی دُزد را آلت شود
جب اس کے (دل میں) بات جاتی ہے بیماری بنجاتی ہے ۔۔۔ مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جواب اُو سکوتست و سکوں ۔۔۔ ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
تو اس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے ۔۔۔ بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

تو ؁۳ زحق ترس و زحق جُو قطعِ نفس ۔۔۔ کہ تو از شرش بماندتی بہ حبس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر ۔۔۔ کیونکہ تو اس کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

تو زمن با حق چہ نالی اے سلیم ۔۔۔ تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
اے بھولے! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے ۔۔۔ تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

؁۱ سمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے ایک ستارہ ہے یہاں مراد بلند مرتبہ ہے۔ اَنّا ظَلَمْنا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدم نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

؁۲ بر چیم۔ برائے چہ مرا۔ غرض مقصد بے فن۔ بغیر مکاری۔ با صد نشان۔ یعنی سچائی کی سو علامتوں کے باوجود۔ خیال اندیش شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہے اس کے شکوک میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چرالے تو اس سے غلط کام کرتا ہے۔ بس جواب۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

؁۳ تو زحق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے برا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اس سے رہائی کی دعا کرو تو زمن۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہیگا۔ فلا تلوموني ولوموا انفسکم پس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

تو خوری [1] حلوا ترا دمل شود　　تب بگیرد طبع تو مختل شود

تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا　　بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را　　چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را

تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے　　اپنی جانب سے اس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ہے؟

نیست از ابلیس از تست اے غوی　　کہ چو روبہ سوئے دنبہ می روی

اے گمراہ! شیطان کی جانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے　　کیونکہ تو لومڑی کی طرح دنبہ کی جانب جاتا ہے

چونکہ [2] در سبزہ بہ بینی دنبہ را　　دام باشد ایں ندانی روبہا

جب تو سبزے میں دنبہ کو دیکھتا ہے　　اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہو گا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد　　میل دنبہ چشم عقلت کور کرد

تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے　　دنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیکَ وَ یُصِمّ　　نَفْسُکَ السُّوْءُ قَدْ جَنَتْ لَا تَخْتَصِمْ

چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے　　تیرے برے نفس نے ظلم کیا ہے نہ جھگڑ

تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبیں　　من ز بد بیزارم و از حرص و کیں

تو مجھ پر گناہ نہ ڈال [illegible] آنکھوں سے نہ دیکھ　　میں برائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز　　انتظارم تا دے ام گردد تموز

میں نے برائی بھی کی تھی، ابھی تک شرمندہ ہوں　　انتظار میں ہوں تاکہ میرا ماگھ ساون بن جائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف　　مر مرا کے چار ضد شد مکتنف

کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی پیداوار ہے　　مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

ہم [3] امیدے می برم با درد و سوز　　تا کہ کے گردد شب دیجور روز

میں بھی درد سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں　　کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے؟

متہم گشتم میان خلق من　　فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن

میں لوگوں میں بدنام ہو گیا ہوں　　ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ است　　متہم باشد کہ او در طنطنہ است

بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے　　(لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت　　خلق گوید تخمہ است از قوت زفت

چونکہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے　　لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہے

---

[1] تو خوری۔ یہ مولانا کی جانب سے نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اس کی طرف سے بے توجہی برتتا ہے۔ بے گنہ۔ فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر۔ غوی۔ گمراہ۔ روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

[2] چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے۔ میل۔ دُنبہ۔ خواہش نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے لا تختصم۔ یعنی نفس سے لڑ رہا ہے۔ جھگڑ۔ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون کا جو بہار کا مہینہ ہے ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصر اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں ان چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

[3] ہم امیدے۔ یعنی میں اس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شب دیجور۔ اندھیری رات۔ فعل خود یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیے کا نام طنطنہ۔ دبدبہ، شان و شوکت چونکہ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنے والے کہتے ہیں موٹا جانور کھا گیا ہے اس لئے نہیں چلا جاتا ہے۔

باز جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیرِ راستی نَرہاندت | داد[1] سوئے راستی می خواندت
(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑائیگا | انصاف، تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گوتا وارہی از چنگِ من | مکر ننشاند غبارِ جنگِ من
سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے | مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کر سکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را | اے خیال اندیش و پراندیشہا
اس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھ لیں گے؟! | اے شکی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است | قلب و نیکو را محک بنہادہ است
انہوں نے فرمایا پیغمبرؐ نے علامت بتا دی ہے | کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کر دی ہے

گفتہ است اَلْکِذْبُ رَیْبٌ فِی الْقُلُوْب | باز اَلصِّدْقُ طُمَانِیْنٌ وَ طَرُوْب
فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے) | پھر (فرمایا) سچ اطمینان و خوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[2] نیارامد زگفتارِ دروغ | آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے | پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیثِ راست آرام دلست | راستی ہا دانۂ دامِ دلست
سچی بات میں دل کا سکون ہے | سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں | کو نداند چاشنیِ این و آں
مگر وہ دل جو بیمار ہو اور اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہو | کیونکہ وہ اس کے اور اس کے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[3] شود از رنج و علت دل سلیم | طعمِ صدق و کذب را باشد علیم
جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہو جائے | تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود | از دلِ آدمؑ سلیمی را ربود
حضرت آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی | حضرت آدمؑ کے دل سے سلامتی کو اڑا لے گئی

پس دروغ و عشوہ اس را گوش کرد | غرہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد
تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سن لیا | فریب کھا گئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کژدم ندانست آں نفس | می برد تمیز از مست ہوس
اسوقت وہ گیہوں اور بچھو میں امتیاز نہ کر سکے | (ہوس) ہوس سے مدہوش کی تمیز کو زائل کر دیتی ہے

[1] داد۔ یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتا دے۔ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بات کہوں گا تو آپ کیسے سمجھ لیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شکوک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضورؐ نے بتا دی ہیں۔ الکذب۔ یعنی جھوٹی بات سن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ الصدق سچی بات سن کر مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

[2] دل نیارامد۔ مومن کا قلب جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی سے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ۔ جس طرح پرند دانے پر لپکتا ہے۔ اس طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے دل مگر۔ لیکن یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

[3] چوں شود۔ جب دل امراض سے خالی ہو تب اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہوں کی حرص پیدا ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ پہچان سکے اور دھوکا کھا گئے۔ زہر قاتل یعنی گیہوں۔

خلق ۱؎ مست آرزو اندو ہوا — زاں پذیرا اند دستانِ ترا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں — اس لئے تیرے مکر کو قبول کر لینے والے ہیں

ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد — گوش خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی خصلت سے چھڑا لیا — اس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کر لیا

ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند — بشنو آنرا تا کشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے — اس کو سن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفت قضا و جواب نائبِ اُو
قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اس کے نائب کا جواب

قاضئ بنشاندند اُوی گریست — گفت نائب قاضیا گریہ زچیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا — نائب نے کہا اے قاضی! رونا کس وجہ سے ہے

ایں ۲؎ نہ وقتِ گریہ وفریادِ تست — وقت شادی و مبارک بادِ تست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے — تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے

گفت آہ چوں حکم راند بیدلے — درمیانِ آں دو عالمِ جاہلے
اس نے کہا ہائے! ایک ناواقف کس طرح فیصلہ کرے — ایک نادان دو جانکاروں کے درمیان؟

آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند — قاضئ مسکین چہ داند زاں دو بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں — وہ بندشوں (جہل اور غفلت) کی وجہ سے قاضی بیچارہ کیا جانے

جاہل ست وغافل ست از حالِ شاں — چوں رود در خونِ شان و مال شاں
وہ ان کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے — وہ ان کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟

گفت ۳؎ خصماں عالمِ اند و علتی — جاہلی تو لیک شمع ملتی
اس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں اور غرضی ہیں — آپ ناواقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں

زانکہ تو علت نداری درمیاں — آں فراغت ہست نور دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے — (غرض سے) خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے

واں دو عالم را غرض شاں کور کرد — علم شاں را علت اندر گور کرد
ان دونوں واقف کاروں کو انکی غرض نے اندھا کر دیا ہے — ان کے علم کو غرض نے دفن کر دیا ہے

جہل را بے علتی عالم کند — علم را علت کژ و ظالم کند
بے غرضی ناواقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے — غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

۱؎ خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں دستاں۔ مکر۔ ہوا خو۔ یعنی خوئے حرص۔ راز۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے راز۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہو اور ہوس سے پاک ہوتا ہے تو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر لیتا ہے۔

۲؎ ایں۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے بلکہ مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالم۔ یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں۔ دو بند یعنی ابوجہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

۳؎ گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سمائی ہے۔ ز انکہ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کر دیتی ہے۔ جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں۔ اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

تا تو ۱ رشوت نستدی بینندهٔ	چوں طمع کردی ضریر و بندهٔ
جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے	جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہے
از ہوا من خوی را وا کردہ ام	لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے	میں نے شہوت (نفس) کے لقمے نہیں کھائے ہیں
چاشنی گیر دلم شد با فروغ	راست را داند حقیقت از دروغ
میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے	سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

باقرار آوردنِ حضرت معاویہؓ ابلیس راکہ چرا بیدار کردی

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو	راست گو در دروغے رہ مجو
اے ملعون کتے! میرا جواب دے	سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر
تو چرا بیدار کردی مر مرا	دشمن ۲ بیداریستی اے دغا
تو نے مجھے کیوں جگایا؟	اے (مجسم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے
ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری	ہمچو خمرے عقل و دانش رابری
تو خشخاش کی طرح مجسم خواب آور ہے	شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے
چارمیخت کردہ ام ہیں راست گو	راست را دانم تو حیلتہا مجو
میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے سچ کہہ دے	میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا
من ز ہر کس آں طمع دارم کہ او	صاحب آں باشد اندر طبع و خو
میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں	جبکہ وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے
من ۳ ز سرکہ می نجویم شکری	ہر مخنث رانہ گیرم لشکری
میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں	میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں
ہمچو گبراں می نجویم از بتے	کہ بود حق یاز حق او آیتے
میں کافروں کی طرح بت میں جستجو نہیں کرتا ہوں	کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو
من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک	من در آبِ جو نجویم خشتِ خشک
میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں	میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں
من نجویم پاسبانی راز دزد	کارنا کردہ نجویم ہیچ مزد
میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں	کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

۱ تا تو۔نائب نے قاضی سے کہا جب تک تو رشوت نہ لیگا حقیقت کو دیکھ لے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ از ہوا۔امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا وہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشات نفسانی کی غذا ترک کر دی ہے لہذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جواب من۔یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے۔

۲ دشمن۔شیطان کا کام ہے کہ وہ خوابِ غفلت میں مبتلا رکھے۔ خشخاش۔خود بھی خواب آور ہے اور اس کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چارمیخ۔ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من ز ہر کس۔میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳ من ز سرکہ۔سرکہ کی طبیعت میں کھٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث۔ہیجڑے سے بہادری کی توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد۔چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

مَن زشیطان ایں نجویم کوست غیر | کو مرا بیدار گرداند بخیر
میں شیطان سے یہ امید نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر ہے | کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ
شیطان کا امیر معاویہؓ سے دل کی بات سچ کہہ دینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و غدر | میرا زو نشنید کرد استیز و نکر
شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں | امیر (المومنین) نے نہ سنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بنِ دنداں بگفتش بہر آں | کردمت بیدار میداں اے فلاں
ان سے عاجزی سے اس نے کہا، اس لئے | سمجھ لیجئے میں نے آپ کو بیدار کیا ہے اے فلاں

تارسی اندر جماعت در نماز | از پئے پیغمبرِ دولت فراز
تاکہ آپ نماز با جماعت میں شریک ہو جائیں | پیغمبر بلند دولت کی سنت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے مر ترا | ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا
اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے | یہ دنیا، بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین [2] و درد رفتے اشکہا | از دو چشم او مثالِ مشکہا
نقصان اور درد کے آنسو بہتے | ان کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دارد ہر کسے در طاعتے | لا جرم شکیبد از وے ساعتے
ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے | لامحالہ تھوڑی دیر بھی اس سے صبر نہیں کرسکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز | کو نماز و کو فروغِ آں نیاز
وہ نقصان اور درد سو نمازیں بن جاتا | کہاں نماز اور کہاں اس عاجزی کا نور

فضیلتِ [3] حسرت خوردنِ آں شخص بر فوتِ نمازِ جماعت
نماز با جماعت کے فوت ہو جانے پر اس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں | مردم از مسجد ہمی آمد بروں
ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا | لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پرساں کہ جماعت را چہ بود | کہ ز مسجد می بروں آیند زود
اس نے دریافت کیا کہ جماعت کا کیا ہوا؟ | کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آرہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز | با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
ایک شخص نے اس سے کہا کہ پیغمبرؐ نے نماز | با جماعت (ادا) کر لی اور دعا سے فارغ ہو گئے

---

[1] مَن زشیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہٰذا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے۔ ضمیر۔ یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ از بن دنداں گفتن۔ گڑگڑا کر کہنا۔ پے۔ پیروی، سنت۔ گر نماز یعنی جماعت جھوٹ جاتی۔

[2] غبین۔ نقصان، ٹوٹا، درد۔ یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ ذوق۔ حضرت امیر معاویہؓ کو نماز با جماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں نیاز۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتادیا کہ جماعت فوت ہونے پر جو ان کو صدمہ ہوتا اور اس پر روتے اس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اس لئے اس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

[3] فضیلت۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے گشت پرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں۔ جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اس سے کہا تو حضور تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

تو کجا درمی روی اے مردِ خام
اے ناقص ! تو کہاں اندر جاتا ہے

چوں پیمبر باز داد آخر سلام
جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

گفت آہ و درد زاں آمد بروں
اس نے آہ کہا اور اس آہ سے درد ظاہر ہوا

آہِ اُو می داد از دل بوئے خوں
اس کی آہ نے دل کے خون کی بو دی

آں یکے گفتا بد ایں آہ را
ایک شخص نے اس سے کہا یہ آہ دے دے

ویں نمازِ من تُرا بادا عطا
اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

گفت دادم آہ پذرفتم نماز
اس نے کہا میں نے آہ دیدی ، نماز قبول کر لی

اُو ستد آں آہ را با صد نیاز
اسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

با نیاز و با تضرّع باز گشت
وہ عاجزی اور تضرع کے ساتھ لوٹا

باز بود در پے شہباز رفت
باز تھا اور بعد میں شہباز (ہو کر) لوٹا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے[۲]
ایک غیبی آواز نے خواب میں اس سے کہا

کہ خریدی آبِ حیوان و شفے
کہ تو نے آب حیات اور شفا خریدلی

حُرمت ایں اختیار و ایں دُخول
اس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے

شد نمازِ جملہ خلقاں قبول
تمام لوگوں کی نماز قبول ہو گئی

تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکرو فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہؓ سے اپنے مکرو فریب کے اقرار کر لینے کا تتمہ

پس عزازیلش بگفت اے میر راد
اس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر !

مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
(مجھے) اپنا مکر بیان کر دینا چاہیے

گر نمازت[۳] فوت می شد آں زماں
اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی

می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تاسّف وآں فغان وآں نیاز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد اور وہ عاجزی

در گذشتے از دو صد رکعت نماز
نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من تُرا بیدار کردم از نہیب
میں نے اس خوف سے آپ کو جگا دیا

تا نسوزاند چناں آہے حجیب
تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چناں آہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں نصیب نہ ہو جائے

تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ اس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

---

[۱] مردِ خام۔ ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام۔ آخری سلام پھیر چکے۔ گفت۔ اس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے۔ جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے ثمرات مجھے عطا کر دو۔ باصد نیاز۔ اس کا تعلق ستد فعل سے بھی ہو سکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود۔ یعنی قربِ الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

[۲] ہاتف۔ فرشتہ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے۔ شفے۔ شفا کا مالہ ہے۔ اختیار۔ چننا۔ یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ دخول۔ یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہونا۔ عزازیل شیطان کا نام ہے۔ میر راد۔ دانا سردار۔

[۳] گر نمازت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہو جاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تاسف۔ نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی نہیب۔ خوف۔ حجیب۔ یعنی قربِ الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

من حسودم ۱؎ از حسد کردم چنیں — من عدوم کارِ من مکرست وکیں
میں تو حاسد ہوں، میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا — میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن زمن — تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن
آپ نے میرا مکر دیکھ لیا، مجھ سے مطمئن نہ ہو جیئے — تاکہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جواب گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہؓ ابلیس را بعداز اعتراف

اقرار کے بعد امیر مومنین معاویہؓ کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی — از تو ایں آید تو ایں رالائقی
امیر معاویہؓ نے فرمایا تونے اب سچ کہاہے تو سچا ہے — تجھ سے یہی آتا ہے تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار — من نیم اے سگ مگس زحمت میار
تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتی ہے — اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم ۲؎ شکارم شہ کند — عنکبوتے کے بگردِ من تند
میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے — مکڑی میرا چکر کب کاٹے گی

کارِ تو این ست اے دزدِ لعیں — سوئے دوغ آری مگس راز انگبیں
اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے — مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیر تا تانی ہلا — سوئے دوغے زن مگسہا را صلا
خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ — مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبیں — ہم دروغ دوغ باشد آں یقیں
اگر تو شہد کی طرف بلائے گا — یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہو گا

تو مرا بیدار کر دی خواب ۳؎ بود — تو نمودی کشتی آں گرداب بود
تو نے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا — تو نے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندی — تا مرا از خیر بہتر راندی
تو نے مجھے بھلائی کی طرف اس لئے بلایا — تاکہ مجھے بہتر خیر سے ہٹا دے

فوت شدن دزد بآواز دادنِ آں شخص صاحبِ خانہ را

چور کا بچ نکلنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو

کہ نزدیک شدہ بود کہ دزد را دریابد

جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑے

۱؎ من حسودم۔ لہٰذا میرا سارا کام حسد پر مبنی تھا۔ مکر من۔ یعنی نماز کیلئے جگانا۔ ایمن۔ مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ ایں آید۔ یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت۔ مکڑی جو مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ من نیم۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا قابو نہ چلے گا۔

۲؎ باز اسپید۔ سفید باز زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ شہ۔ باز کو شاہ پھاندتے ہیں۔ سوئے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لاتا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت لاتا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

۳؎ خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی۔ یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یہ قصہ نقل کر کے بھی یہ بتاتا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

ایں ا بداں ماند کہ شخصے دُزد دید — دُرو ثاق اندر پئے اُو می دَوید

یہ اس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا — گھر میں اور وہ اس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پئش — تا در افگنداز تعب اندر خویش

دو تین میدانوں تک اس کے پیچھے دوڑا — یہانتک کہ مشقت سے اس چور کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش — تا بدو اندر جہد دریا بدش

اس حملہ کے دوران کہ وہ اس کے نزدیک پہنچا — یہاں تک کہ ایک جست میں اس کو پکڑ لے

دُزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا — تابہ بینی ایں علاماتِ بلا

دوسرے چور نے اس کو پکارا کہ آ — تاکہ تو مصیبت کی ان علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار — تابہ بینی حالِ ایں جازار زار

جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی! — تاکہ تو یہاں کا حال، زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مرد گشت اندیشناک — گفت باخود کشتہ گیر ایں جامہ چاک

جب اس شخص نے سنا فکر میں پڑ گیا — اپنے آپ سے بولا اس مرتے کو مردہ سمجھ

گفت باشد کاں طرف دُزدے بُود — گرنہ گردم زود زاں برمن دَوَد

اور کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اس طرف چور ہو — اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زن ۲ و فرزندِ من دستے زند — کُشتنِ ایں دُزد سودم کے کند

میرے بیوی اور بچوں پر ہاتھ مار دے — (پھر) مجھے اس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خواندم — گر نگردم زود پیش آید ندم

یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بلاتا ہے — اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہو گا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ — دُزد را بگذاشت باز آمد براہ

اس خیر خواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر — چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت ۳ اے یارِ نکو احوال چیست — ایں فغان و بانگِ تو از دست کیست

کہا اے اچھے دوست! کیا احوال ہیں؟ — یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دُزد — ایں طرف رفت ست دُزدِ زن بمزد

اسنے کہا یہ ہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے — بھڑوا، چور اس طرف گیا ہے

نک نشانِ پائے دُزدِ قلتباں — درپئے اُو رو بدیں نقش و نشاں

دیوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے — اس علامت اور نشان کے ذریعہ اس کا پیچھا کر

---

۱ ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ وثاق۔ گھر۔ تا در افگند۔ گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اسقدر قریب ہو گیا تھا کہ ایک حملہ میں اس چور کو پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے جاگ رہا تھا۔ پکارا۔ گفت باخود۔ پکارنے والے چور کی آواز سنکر دل میں کہنے لگا کشتہ گیر۔ مردہ سمجھ لے۔ جامہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ برمن دود۔ مجھ پر حملہ کر دے۔

۲ برزن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بلا رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو بال بچوں پر حملہ کر دے تو اس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی بال بچوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ۔ یعنی پکارنے والا۔

۳ گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا گفت اینک۔ پکارنے والے نے کہا زن بمزد۔ وہ شخص جو بیوی کی زنا کی کمائی کھائے۔ قلتبان۔ دیوث۔ درپے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

گفت ۱؎ اے ابلہ چہ میگوئی مرا | من گرفتہ بودم آخر دزد را
اس نے کہا اے بیوقوف! مجھ سے کیا کہتا ہے؟ | میں نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا

دزد را از بانگ تو بگذاشتم | من تو خر را آدمی پنداشتم
تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا | میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژشت و چہ ہرزہ افلاں | من حقیقت یافتم چہ بود نشاں
اے فلاں! یہ کیسی بکواس اور بیہودگی ہے | میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم | ایں نشانست از حقیقت آگہم
اس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں | یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طراری تو یا خود ابلہی | بلکہ تو دزدی وزیں حال آگہی
اس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے | بلکہ تو چور ہے اور اس حالت سے واقف ہے

خصم ۲؎ خود را می کشیدم مو کشاں | تو رہانیدی ورا کاینک نشاں
میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا | تو نے اس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

تو جہت گو من برونم از جہات | در وصال آیات کو یا بینات
تو سبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں | وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صنع بیند مرد محجوب از صفات | در صفات آنست کو گم کرد ذات
افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو | صفات میں وہ (مقید) ہے جس نے ذات کو گم کر دیا ہو

واصلاں چوں غرقِ ذات اند اے پسر | کے کنند اندر صفاتِ او نظر
اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں | وہ اس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں؟

چونکہ اندر قعرِ جو باشد سرت | کے برنگِ آب افتد منظرت
جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو | پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

ور برنگِ ۳؎ آب باز آئی زقعر | پس پلاسے بستدی دادی تو شعر
اگر تو (دریا کی) تہہ سے پانی کے رنگ پر واپس آ جائے | تو تو نے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں | وصلتِ عامہ حجاب خاص داں
عوام کی اطاعت خاصانِ خدا کا گناہ ہے | عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایت وزیریکہ پادشاہ اورا از وزارت معزول کردہ بود و [illegible] داد

بادشاہ کے اس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کر کے کوتوالی [illegible] دی

۱؎ گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خر را۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت یعنی اصل چور۔ نشان یعنی نشانِ قدم۔ طراری تو جیب تراش ہے۔ دزدی۔ یعنی تو اس چور کا شریک کار چور ہے۔

۲؎ خصم خود۔ مالک نے کہا تو نے یہ کہہ کر اسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے تو جہت گو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صنع سالک پر افعال کی تجلی پڑتی ہے پھر صفات کی پھر ذات کی، جب سالک صفات کی تجلی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے قطع نظر کر لیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو صفات کی تجلی کی ضرورت نہیں رہتی ہے واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلی میں مستغرق رہتے ہیں۔ چونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اس کے پیش نظر نہیں رہتا ہے۔

۳؎ ور برنگ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلی کے بعد صفات کی تجلی میں مستغرق ہو جائے تو وہ ایک اونچے مرتبہ سے گر کر نیچے درجہ میں آ گیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعت عامہ مشہور مقولہ ہے۔ "حسنات الابرار سیئات المقربین" عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ ہیں مثلاً صفات کی تجلی عام سالکوں کے اعتبار سے بھلائی ہے لیکن واصل [illegible] ذات کی تجلی حاصل ہے [illegible] آ جائے تو اس کا تنزل ہے۔

گر وزیرے را کند شہ محتسب ا | شہ عدو او بود نبود محب
اگر بادشاہ کسی وزیر کے کوتوال بنا دے | تو بادشاہ اس کا دشمن ہو گا دوست نہ ہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر | بے سبب نبود تغیر ناگزیر
اس وزیر نے کوئی خطا کی ہو گی | لازمی تغیر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اوّل محتسب بُد خود وُرا | بخت روزی آں بُدست از ابتدا
جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے | وہ (کوتوالی) شروع سے نصیب اور روزی تھی

لیک کاں اوّل وزیر شہ بُدست | محتسب کردن سبب فعلِ بدست
لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو | اس کو کوتوال بنانا کسی برے کام کی وجہ سے ہے

چوں تراشہ ز آستانہ پیش خواند | باز سوئے آستانہ باز راند
جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بلایا | پھر چوکھٹ کی طرف واپس کر دیا

تو یقیں ۲ میداں کہ جرمے کردہ | جبر را از جہل پیش آوردہ
تو یقین کر لے تو نے کوئی غلطی کی ہے | تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بُدست | پس چرا دی بودت آں دولت بدست
کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی | تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قسمت خود خود بُریدی تو ز جہل | قسمت خود را فزاید مردِ اہل
تو نے نادانی سے اپنے حصہ کو خود منقطع کر دیا | لائق آدمی اپنا حصہ بڑھاتا ہے

یک مثالِ دیگر اندر کژروی | شاید ار از نصِ قرآں بشنوی
کج روی کی ایک دوسری مثال | مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سن لے

قصہء ۳ منافقان و مسجدِ ضرار ساختن ایشاں
منافقوں اور ان کے مسجد ضرار بنانے کا قصہ

ایں چنیں کژ بازی در جفت و طاق | با نبی می باختند اہلِ نفاق
اسی طرح الٹی بازی داؤں میں | نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِ دینِ احمدی | مسجدے سازیم و بود آں مرتدی
کہ احمدی دین کی عزت کے لئے | ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ انکی بے دینی تھی

ایں چنیں کژ بازی می باختند | مسجدے جز مسجدش می ساختند
اس طرح کی الٹی بازی انہوں نے کھیلی | ان کی مسجد کے علاوہ انہوں نے ایک مسجد بنائی

---

۱ محتسب۔ کوتوال۔ زانکہ کسی کا ابتداء کوتوالی کے عہدہ پر سرفراز ہونا اس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا سزا ہے۔ لیک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا سزا ہے۔ چوں ترا۔ آستانہ پر رہنا پیشی میں دینے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

۲ تو یقیں۔ انسان اپنے مرتبہ کے گراؤ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے۔ اور کہہ دیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا حالانکہ اس میں خود اس کا قصور ہوتا ہے ورنہ اس کو پہلے یہ مراتب کیوں حاصل تھا قسمت خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جدوجہد سے اپنی قسمت بڑھالیتا ہے۔

۳ قصہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں برائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اسی بات کو منافقوں کے مسجد ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجد ضرار وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی۔ جفت۔ وہ عدد جو دو پر تقسیم ہو جائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو۔ مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہل نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی مرتدی۔ یعنی ان کا یہ فعل دینداری پر نہ تھا بلکہ بے دینی پر مبنی تھا۔ بخشش۔ مسجد قبا جس کو آنحضور نے بنوایا تھا۔

فرش مُسقف وقُبہ اش آراستہ ۔ لیک تفریقِ جماعت[۱] خواستہ
فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا — لیکن (انہوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

نزد پیغمبر بلابہ آمدند — ہمچو اشتر پیشِ اُو زانو زدند
خوشامد کرنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے — اونٹ کی طرح ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کاے رسولِ حق برائے محسنی — سُوئے آں مسجد قدم رنجہ کُنی
کہ اے اللہ کے رسول برائے کرم — اس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تامبارک گرد داز اقدامِ تو — تا قیامت تازہ بادانام تو
تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے — خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجد روزِ گِل ست و روزِ ابر — مسجدِ روزِ ضرورت وقتِ صبر
(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے — (یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کیلئے ہے

تا غریبے[۲] یابد آنجا خیرو جا — تا فراواں گردد ایں خدمت سرا
تاکہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے — تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر — زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر
تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پر ہو جائے — کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

ساعتے آں جائیگہ تشریف دہ — تزکیہ ما کُن زماں تعریف دہ
تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ تشریف رکھیں — ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز — تو مہی ماشب دمے با ما بساز
مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے — ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز — اے جمالت آفتابِ جاں فروز
تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے — اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا سورج ہے

اے[۳] دریغا کاں سخن از دل بُدے — تا مُرادِ آں نفر حاصل شُدے
ہائے افسوس! کاش یہ باتیں دل سے ہوتیں — تاکہ اس گروہ کا مقصد حاصل ہو جاتا

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں — ہمچو سبزہ توں بُود اے دوستاں
جو لفظ بے دلی اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہے — اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

ہم ز دُورش بنگرو اندر گزر — خوردن و بُورا نہ شاید اے پسر
اس کو دور سے دیکھ لے اور گزر جا — اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

---

۱ جماعت۔ یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ لابہ۔ خوشامد۔ زانو زدند۔ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آں مسجد۔ یعنی مسجد ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت انہوں نے حضور کو یہ دعا دی۔ مسجد روز گل یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

۲ تا غریبے۔ اس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اسمیں مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہو جائیگی۔ بایاراں۔ مسجد بنانا ثواب کا کام ہے۔ ہمارے اتباع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے تعریف۔ یعنی معرفت خداوندی کی باتیں۔ تو مہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منور ہو جائیں گے۔

۳ اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب ان کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو ان کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ خوش کن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے۔ سبزہ توں کوڑیا گھوڑے کا سبزہ۔

سُوئے لُطفِ ۱ بے وفایاں ہیں مرو — کاں پُلِ ویراں بود نیکو شنو

خبردار ! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا — اچھی طرح سن لے وہ ٹوٹے ہوئے پل کی طرح ہے

گر قدم را جاہلے بروئے زند — بشکند پُل واں قدم را بشکند

اگر کوئی ناواقفیت سے اس پر قدم رکھے گا — پل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود — از دو سہ سُست و مُخنّث می بود

کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے — تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

در صف آید با سلاح ۲ و مرد وار — دل برو بنہند کا نیک یارِ غار

وہ نامرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے — (لشکری) اس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رو بگر داند چو بیند زخمہا — رفتنِ اُو بشکند پُشتِ ترا

جب گھائل ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے — اس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود — وانچہ مقصودست پنہاں می شود

یہ (قصہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے — اور جو مقصد ہے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتنِ منافقان پیغمبر علیہ السّلام را تا کہ بمسجدِ ضرار برندو

منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجد ضرار میں لے جائیں اور

اظہار نا کردنِ مصطفیٰ مکرِ ایشاں را از کمالِ حلم خود

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بردباری کی وجہ سے انکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بر رسولِ حق فسونہا خواند ند — رخشِ دستان و حِیَل می راندند

اللہ کے رسولؐ پر انہوں نے بہت سے منتر پڑھے — مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فُسونہا خواند ند — نُزل ۳ خدمت سُوئے حضرت راندند

خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے — خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضورؐ کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان و رحم کیش — جُز تبسم جُز بلے نا ورد پیش

وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسولؐ — سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شکر ہائے آں جماعت یاد کرد — درا جابت قاصداں راشاد کرد

اس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا — قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کردیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو — یک بیک زانساں کہ اندر شیر مُو

آپ کے سامنے ان کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا — فوراً اس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

۱ لطف بے وفایاں۔ بے وفاؤں کی مہربانی پرانے پل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اس پر سے گزرتا ہے تو پل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

۲ سلاح۔ ہتھیار۔ یار غار۔ سچا دوست۔ رفتن۔ ایک بزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصے۔ مقصود۔ یعنی مسجد ضرار کا قصہ۔ فسوں۔ افسوں۔ منتر۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا۔ گھوڑا۔ حیل حیلہ کی جمع ہے

۳ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ کیش۔ شیوہ، عادت۔ بلے۔ ہاں کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافت نفس کی وجہ سے اس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

مُوی را نا دیدہ میکرد آں لطیف [1] — شیر را شاباش می گفت آں ظریف

وہ مہربان بال کو ان دیکھا کر دیتے تھے — وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صد ہزاراں مُوی مکرو دمدمہ — چشم خوابانید آں دم از ہمہ

مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے — اس وقت انہوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

راست می فرمود آں بحرِ کرم — بر شما من از شما مُشفق ترم

اس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے — میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنارِ آتشے — با فروغ و شعلہ بس نا خوشے

میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں — جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پروانہ شما آں سُودَ واں — ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں

تم پروانوں کی طرح اس طرف دوڑتے ہو — میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانے والے بنے ہیں

چوں [2] بر آں شد تا رواں گرد د رسول — غیرتِ حق بانگ زد مشنو ز غُول

جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں — اللہ (تعالیٰ) کی غیرت نے آواز دی چھلاوے کی آواز نہ سنو

کیں خبیثاں مکرو حیلت کردہ اند — جملہ مقلوب ست انچہ آوردہ اند

کہ ان خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے — جو انہوں نے کہا ہے سب الٹا ہے

قصدِ ایشاں جز سیاہ رُوئی نبود — خیرِ دیں کے جُست ترسا و یہود

ان کا ارادہ رو سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا — عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی ہے

مسجد بر جسرِ دوزخ ساختند — با خدا نرد دغا ہا باختند

انہوں نے دوزخ کے پل پر مسجد بنائی ہے — انہوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسول — فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول

انکا مقصد رسولؐ کے صحابہ میں تفرقہ ڈالنا ہے — کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے [3] راز شام اینجا کشند — کہ بوعظِ اُو جہوداں سر خوش اند

تاکہ ایک یہودی کو شام سے اس جگہ لائیں — جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما — بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں لیکن ہم — سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں — سوئے آں مسجد رواں گردم رَواں

جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب — اس مسجد کی طرف چلوں گا

1. لطیف۔ مہربان۔ ظریف۔ داتا، خوش مزاج چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا۔ بحر کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اس میں آ کر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص ان کو دور کرتا ہے۔

2. چوں برآں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد وحی کے ذریعہ ممانعت اور ان منافقوں کے احوال سے آنحضور کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غُول۔ چھلاوا، جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ ان منافقوں نے ظاہر کیا ہے ان کے پیش نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے۔

3. تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کو راہب کہا جاتا ہے۔ وہ ابتداءً آنحضور کی ان پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضور کے بارے میں انجیل میں تھیں۔ لیکن ہجرت کے بعد اس نے آنحضور کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ عزم غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہونے والے تھے۔

دفعِ شاں گفت و بسوے غزو تاخت　　با دغایاں از دغا نردے بباخت
ان کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے　　دغا بازوں کے ساتھ دغا کی چال چلی

چوں بیا مد از غزا[۱] باز آمدند　　چنگ اندر وعدہ ماضی زدند
جب رسولؐ غزوہ سے آئے وہ پھر آئے　　(اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقّش کاے پیمبر فاش گو　　عذر آور جنگ باشد باش گو
اللہ (تعالیٰ) نے ان سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہہ دیجئے　　(جائیے) عذر کر دیجئے، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قومِ دغل خامش کنید　　تا نگویم رازہا تاں تن زنید
(پیغمبرؐ نے) فرمایا اے مکار قوم! چپ رہو　　خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بد درون و دشمنید　　من نخواہم آمد از من بگذرید
(پیغمبر نے) فرمایا تم بد باطن اور دشمن ہو　　میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[۲] نشانِ چند از اسرارِ شاں　　در بیاں آورد بد شد کارِ شاں
جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان　　بیان کر دیئے تو ان کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں　　حاش للہ حاش للہ دم زناں
قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے وقت　　خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل　　سوئے پیغمبر بیاورد از دغل
ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر　　مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لایا

تا خورد سوگند کایماں جُنّہ ست　　زانکہ سوگند آں کژاں را سُنّتے ست
تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے　　اس لئے کہ قسم کھانا ان کجوں کی عادت ہے

چوں[۳] ندارد مردِ کژ در دیں وفا　　ہر زمانے بشکند سوگند را
کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں رکھتا ہے　　ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سوگند نیست　　زانکہ ایشاں را دو چشمِ روشنے ست
سچوں کی قسم کی ضرورت نہیں ہے　　اس لئے کہ ان کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست　　حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے　　قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبرؐ کہ سوگندِ شما　　راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم　　سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[۱] غزا۔ یعنی غزوہ تبوک۔ گفت۔ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ان سے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خامش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ رہو ورنہ تمہاری دیگر جملہ سازشیں کھول دونگا۔

[۲] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے ان کی چند سازشیں ذکر فرما دیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہو کر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برات کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کایماں۔ جنّے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ وہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[۳] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ ڈالتا ہے۔ دو چشم۔ یعنی وہ بد عہدوں کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغام خدا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور منافق جھوٹے ہیں۔

بازا سوگندِ دگر خوردند قوم | مُصحف اندر دست و بر لب مُہرِ صوم
قوم نے پھر دوسری قسم کھائی | ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مہر

کہ بحقِ ایں کلامِ پاک و راست | کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست
کہ اس سچے اور پاک کلام کی قسم | مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندریں جا ہیچ مکرو حیلہ نیست | قصد مازاں صدق و ذکرو یارب نیست
اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے | اس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یا رب کہنا ہے

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا | می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز | میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق | تا باوازِ خدا نارد سبق
اللہ تعالیٰ نے تمہارے، کان پر مہر لگا دی ہے | تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریح آوازِ حق می آیدم | ہمچو صاف از دُردِی پالا یدم
اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے | جو مصفّیٰ کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کر دیتی ہے

چوں کلیم ۲ اللہ کز سوئے درخت | بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت
جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے | اللہ (تعالیٰ) کی آواز سنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنّی انا اللہ می شنید | با کلامِ انوار می آمد پدید
درخت سے "بیشک میں ہی خدا ہوں" سنتے تھے | کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں زنورِ وحی وامی ماندند | باز نو سوگند ہا می خواندند
جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے | پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں ۳ خدا سوگند را خواندہ سپر | کے نہد اسپر زکف پیکار گر
جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے | جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبر بہ تکذیبِ صریح | قد کذبتم گفت با ایشاں فصیح
پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف جھٹلاتے ہوئے | صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب بانکار کہ حضرتِ رسالت
صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرت رسالت رسول

رسولؐ چرا ستاری نمیکند
پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

۱ باز سوگند۔ یعنی انہوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم روزے دار ہیں۔ کہ بحق۔ یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے بنائی ہے۔ یا رب نیست۔ یعنی یارب یارب کہنا ہے۔ آواز خدا۔ یعنی لاتقم فیہ ابدا یعنی اس مسجد ضرار میں کبھی قیام نہ کرنا۔ مہر بر گوش قرآن پاک میں ہے خدا نے ان منافقین کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی ہیں۔ صاف۔ صاف۔ شدہ شراب۔

۲ کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی اِنّی انا اللہ۔ چوں زنور۔ جب وہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے آنحضور تکذیب پر مصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

۳ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اتخذوا ایمانھم جنۃ۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہٰذا وہ بھی ناامیدی کے باوجود قسمیں کھا رہے تھے۔

تا یکے یارے زیارانِ رسول — دردلش انکار[۱] آمد زاں نکول
رسول کے دوستوں میں سے ایک کے — دل میں قسم کے نہ ماننے سے دھوسہ آیا

کاینچنیں پیرانِ با شیب و وقار — می کندشاں ایں پیمبر شرمسار
کہ ایسے بوڑھے اور با وقار لوگوں کو — یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا — صد ہزاراں عیب پوشند انبیاء
کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے۔ حیا کہاں ہے؟ — انبیاء، تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز در دل زود استغفار کرد — تا نگردد ز اعتراض او روئے زرد
پھر دل میں بہت جلد استغفار کی — تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے اللہ کے سامنے شرمندہ نہ ہو

لیک آں نقش کجش از دل نرفت — مہرِ بد از طبع بے حاصل نرفت
لیکن ان کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ مٹا — دل سے بروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

شومیِ یاریِ اصحابِ نفاق — کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق
منافقوں کی دوستی کی نحوست نے — مومن کو ان (منافقوں) کی طرح برا اور نافرمان بنا دیا

بازمی زارید کاے علامِ سر — مر مرا مگذار بر کفراں مصر
انہوں نے پھر گریہ وزاری کی اے بھیدوں کے جاننے والے! — مجھے کفر پر مصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دیدِ چشم — ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم
آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے — ورنہ غصہ میں میں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش در ربود — مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود
اس فکر میں ان کو نیند آگئی — ان کو ان کی مسجد گوبر سے پر نظر آئی

سنگہاش اندر حدث جائے تباہ — می دمید از سنگہا دودِ سیاہ
اس کے پتھر ناپاکی میں بری جگہ (تھے) — اس کے پتھروں سے کالا دھواں اٹھ رہا تھا

دود در حلقش[۳] شد و حلقش بخست — از نہیبِ دودِ تلخ از خواب جست
دھواں انکے حلق میں گھسا اور انکے حلق کو خستہ کر دیا — کڑوے دھوئیں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در رو فتاد و می گریست — کاے خدا ایں ہا نشانِ منکریست
فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے — اے خدا یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

خلم بہتر از چنیں حلم اے خدا — کو کند از نورِ ایمانم جدا
اے خدا! ایسی برد باری سے غصہ بھلا — جو کہ مجھے نور ایمان سے جدا کر رہا ہے

---

۱ انکار۔ شبہ دھوسہ۔ نکول۔ قسم کھانے سے انکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مراد ہے شیب۔ بڑھاپا۔ کو کرم۔ ان صحابی نے آنحضورؐ کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔ روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی۔ نہ ہو۔ مہر بد۔ یعنی بروں کی محبت۔ جوان صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔ بے حاصل بے نتیجہ۔ یعنی یہ محبت اپنا رنگ لا کر رہی اور باوجود استغفار کے اس دھوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔ یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

۲ باز۔ وہ صحابی کفراں یعنی آنحضورؐ سے متعلق دھوسہ۔ چونکہ نظر انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے۔ نمود۔ ان صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد ضرار نجاست سے پر ہے۔ سنگہاش۔ اس مسجد ضرار کے پتھر حدث۔ پلیدی۔

۳ حلقش۔ یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔ نہیب۔ خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب انکے لئے تازیانہ ہے۔ خلم۔ ناک کی ریزش یعنی نفرت یعنی آنحضورؐ نے جس غصہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بہ نسبت اس حلم کے جس کو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اس کو بہتر سمجھنے کی بدولت نور ایمان سے محروم ہو رہا ہوں۔

گر بکاوی کوشش اہلِ (1) مجاز | تو بتو گندہ بود ہمچوں پیاز
اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کریگا | تو وہ پیاز کی طرح تہ بہ تہ بدبو دار ہو گی

ہر یکے از یکدگر بے مغز تر | صادقاں رایک زدیگر نغز تر
ہر (تہ) دوسری سے زیادہ بے مغز ہو گی | سچوں کی ایک (تہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہو گی

صد کمر بستہ بمکر آں قوم سست | از نفاق وزرق و دین نادرست
اس سست قوم نے مکاری پر سو (طرح سے) کمر باندھی تھی | نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا | بہرِ ہدمِ مسجدِ اہلِ قبا
وہ قوم سو طرح سے قبا پر کمر کسے ہوئی تھی | قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچوں آں اصحابِ فیل اندر حبش | کعبہ کردند و حق آتش زدش
ان ہاتھی والوں کی طرح جنہوں نے حبشہ میں | کعبہ بنایا اور اللہ نے اس میں آگ لگا دی

قصد خانہ کعبہ کردند ز انتقام | حالِ شاں چوں شد فرو خواں از کلام
بدلہ لینے کے انہوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا | ان کا کیا حال ہوا؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مرسیہ رویانِ دیں را خود جہیز | نیست الا حیلت و مکر و ستیز
دین کے دو سیاہوں کا سامان | حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی (2) دید زاں مسجد عیاں | واقعہ باشد یقیں شاں سرِّ آں
ہر صحابی نے اس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں | واقعہ، یہانتک کہ ان کو اصلیت کا یقین آ گیا

واقعات ار باز گویم یک بیک | پس یقیں گرد و صفا بر اہلِ شک
میں اگر ایک ایک کر کے واقعات بتاؤں | تو شکی لوگوں کو صاف یقین ہو جائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں | ناز نینا نندو زیبد ناز شاں
لیکن ان کا راز کھولنے میں ڈرتا ہوں | وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں انکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرع (3) بے تقلیدمی پذرفتہ اند | بے محک آں نقد را بگرفتہ اند
انہوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے | بغیر کسوٹی کے اس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چو ضالۂ مومن ست | ہر کسے از ضالہ خود موقن ست
قرآن کی حکمت چونکہ مومن کی گم شدہ چیز ہے | ہر شخص کو اپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آ جاتا ہے

---

(1) اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں ان کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بدبودار ہو گی۔ صد کمر۔ یعنی یہ منافقین مسجد قبا کو تباہ کرنے کی سوسو چالیں چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضورؐ ہجرت کے بعد آ کر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جس کو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ ہمچو۔ ان منافقوں کا مسجد قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ مکی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صنعا میں ایک کعبہ بنایا گیا حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ یمن اس دور میں شاہِ حبشہ کے ماتحت تھا۔ آتش۔ حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اس فرضی کعبہ پر ایک شخص نے پاخانہ کر دیا تھا۔ کلام۔ سورۂ الم تر کیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

(2) ہر صحابی۔ جس طرح سے صحابی آنحضورؐ کے اس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہوئے تھے ان سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ نازنینا نند۔ صحابہ کی جماعت ناز پروردہ تھی اس طرح کا ناز ان کو زیب تھا۔

(3) شرع۔ صحابہ اصلی مسلمان تھے نسلی نہ تھے۔ بے محک۔ ثبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ حکمت قرآن۔ قرآنی احکام ان کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

قصہؑ آں شخص کہ اشتر ضالہ خود رامی جُست و نشاں می پرسید

اس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور پتہ پوچھتا تھا

اُشترے گم کردی و جستیش چُست ۔۔۔ چوں بیابی چوں ندانی کانِ تُست
تو نے اونٹ گم کیا اور اس کو چستی سے ڈھونڈا ۔۔۔ جب تو اسے پا لیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردہ ۔۔۔ از کفت بگر یختہ در پردہ
گم شدہ چیز کیا تھی، گم شدہ اونٹنی ۔۔۔ جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی، چھپ گئی

آمدہ دربار کردن کارواں ۔۔۔ اُشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں
قافلہ لادنے کے لئے آیا ۔۔۔ تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں دربار کردن آمدہ ۔۔۔ اُشتر تو زاں میانہ گم شدہ
قافلہ لادنے کے لیے آیا ۔۔۔ تیرا اونٹ اس درمیان میں گم ہو گیا

می دوی ایں سُو و آں سُو خشک لب ۔۔۔ کارواں دور شد و نزدیک است شب
تو خشک ہونٹوں کے ساتھ ادھر ادھر دوڑتا ہے ۔۔۔ قافلہ دور ہو گیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف ۔۔۔ تو پے اُشتر رواں گشتہ بطوف
خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے ۔۔۔ تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کاے[۲] مسلماناں کہ دید ست اُشترے ۔۔۔ جَستہ بیروں بامداد از آخرے
کہ اے مسلمانو! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے ۔۔۔ جو صبح کو چر سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ بر گوید نشان از اُشترم ۔۔۔ مُژدگانی می دہم چندیں دِرم
جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا ۔۔۔ میں اس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

بازمی جوئی نشاں از ہر کسے ۔۔۔ ریشخندت می کنندزیں ہر خسے
پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے ۔۔۔ اس پر ہر کمینہ تیری مذاق اڑاتا ہے

کاشترے دیدیم می رفت ایں طرف ۔۔۔ اُشترے سُرخے بسوئے آں علف
کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو ادھر جا رہا تھا ۔۔۔ ایک سرخ اونٹ اس چراگاہ کی جانب

آں یکے[۳] گوید بُریدہ گوش بُود ۔۔۔ واں دِگر گوید جُلش منقوش بُود
ایک کہتا ہے کہ کنکٹا تھا ۔۔۔ دوسرا کہتا ہے اس کی جھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بُود ۔۔۔ واں دگر گوید زگر بے پشم بُود
ایک کہتا ہے اونٹ کانا تھا ۔۔۔ دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اون تھا

---

[۱] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامل پہچان جاتا ہے آنِ تست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھو۔ کارواں۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کارواں۔ دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آ گئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو اور پریشانی کا باعث تھا۔

[۲] کاے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخر۔ چر جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ خس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس، یعنی چراگاہ۔

[۳] آں یکے۔ لوگ اس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے جُلش۔ اس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی یک چشم۔ کانا۔ گر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اون۔

از برائے مژدگانی صد نشاں — از گزافہ ا ہر کسے کردہ بیاں
انعام کے لئے سو علامتیں — گپ شپ میں ہر کسی نے بتائیں

اے دل ایں اسرار را در گوش کن — قسم تو گر ہست زیں خوش نوش کن
اے دل! ان رازوں کو سن لے — اگر تیری قسمت میں ہے اس سے خوشگوار غذا حاصل کر لے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت — می کند موصوفِ غیبی را صفت
جس طرح کہ ہر شخص خدا شناسی میں — غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

متردد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلفہ و بیروں شدن و مخلصی یافتن
مختلف مذہبوں میں متردد ہونا اور ان سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی ۲ از نوعِ دیگر کردہ شرح — باحثے مر گفت اورا کردہ جرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی — متکلم نے اس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند — باقیاں از زرق جائے می کنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں — باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہریک از رہ ایں نشانہا زاں دہند — تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
ہر ایک ایک طریقہ سے اسکی علامتیں بتاتا ہے — تاکہ خیال ہو جائے کہ وہ اسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق انداں ہمہ — نے بکلی گمرہاں انداں رمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں — نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ ۳ بے حق باطلے ناید پدید — قلب را ابلہ ببوئے زر خرید
اس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے — بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی امید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں — قلبہا را خرج کردن کے تواں
اگر دنیا میں صحیح سکہ چالو نہ ہوتا — کھوٹوں کو کب صرف کیا جا سکتا؟

تانباشد راست کے باشد دروغ — آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہو گا؟ — جھوٹ، سچ سے فروغ پاتا ہے

بر امیدِ راست کژرامی خرند — زہر در قندے رود آنگہ خورند
سیدھے کی امید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں — زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گر نباشد گندمِ محبوب نوش — چہ برد گندم نمائے جو فروش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو — گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے؟

---

۱ گزافہ۔ بکواس۔ اے دل۔ غرضیکہ راز یہی ہے کہ جس میں قبول حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے۔ معرفت پہچان یعنی خدا کی پہچان۔ موصوف۔ غیبی۔ وہ ذات حق جو نظروں سے غائب ہے اور لوگ اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔

۲ فلسفی۔ صفات باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذات باری ذات خالص ہے اور صفات محض فرضی ہے۔ باحث۔ یعنی متکلم۔ متکلمین صفات باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ یدؔ، وجہؔ وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ ہاں۔ وگر۔ یعنی محقق صوفیاء جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں۔ یعنی جو عرفان کے محض مدعی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں ایں حقیقت۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

۳ زانکہ۔ ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے مولانا نے چند مثالیں اس کی بیان فرمائی ہیں۔ قلب۔ کھوٹے سکے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تانباشد۔ جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر بات کرتا ہے۔ برامید۔ اگر کجی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کجی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر در۔ زہر میں اگر شکر نہ ہو تو کوئی دھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے گرنباشد۔ اگر جو میں گیہوں ملا ہوا نہ ہو تو گندم نما جو فروشی کب ہو سکتی ہے۔

پس مگو ایں جملہ ۱ دمہا باطل اند　　باطلاں بر بوئے حق دام دل اند
یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں　　باطل، حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال　　بے حقیقت نیست در عالم خیال
لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے　　دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شب قدرست در شبہا نہاں　　تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
حق، شب قدر ہے جو راتوں میں پوشیدہ ہے　　تاکہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بود قدر اے جواں　　نے ہمہ شبہا بود خالی ازاں
اے نوجوان! سب راتیں شب قدر نہیں ہیں　　نہ سب راتیں اس سے خالی ہیں

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر　　امتحاں کن وانکہ حق ست آں بگیر
گدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے　　آزما لے، جو حق ہے اس کو اختیار کر لے

مومن کیس ممیز کو کہ تا　　باز داند بادشہ را از گدا
سمجھدار مومن تمیز کرنیوالا کہاں ہے؟ تاکہ　　شاہ کو گدا سے ممتاز کر لے

گر نہ معیوبات ۲ باشد در جہاں　　تاجراں باشند جملہ ابلہاں
اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں　　سب بے وقوف تاجرین بن جائیں

پس بود کالہ شناسی سخت سہل　　چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل
پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو　　جب کوئی عیب نہیں ہے، چاہے اہل ہو یا نااہل

ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست　　چوں ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے　　جب سب لکڑیاں ہیں تو اس جگہ عود ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست　　وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں بیوقوفی ہے　　جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بد بخت ہے

تاجرانِ انبیاء کردند سود　　تاجرانِ رنگ و بو کور و کبود
انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کما لیا　　رنگ و بو کے تاجر اندھے اور نیلے ہیں

می ۳ نماید مارت اندر چشم مال　　ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے　　اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مل لے

منگر اندر غبطہ ایں بیع و سود　　بنگر اندر خسر فرعون و ثمود
اس معاملہ اور فائدہ میں رشک کو پیش نظر نہ رکھ　　فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

۱ جملہ دمہا۔ یہی حال مناسب کا ہے کہ اس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس ملو ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ حق شب قدر حق باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شب قدر دوسری راتوں میں۔ تا کند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے۔ ہر شب میں اس کی تلاش جاری رہے۔ درمیان دلق۔ مصنوعی فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومن کیش عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ ان میں سے اس کی جستجو کرے۔

۲ گر نہ معیوبات۔ اگر سب سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجر بن بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اور سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے اس کا کام باقی نہیں رہتا ہے احمقی۔ دن رات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجران انبیاء جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اعمال حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو۔ یعنی دنیاوی فائدے

۳ می نماید۔ دنیا دار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال کہتا ہے نیکو بمال۔ تاکہ ٹھیک نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر۔ فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا ان کا حشر دیکھ لو۔

امتحاں کردن ۱ ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ دروَیست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اس میں جو بھلائی اور برائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرّر کُن نظر — زانکہ حق فرمود ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرْ

اس آسمان پر مکرر نظر ڈال — کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر نگاہ لوٹا

یک نظر قانع مشوزیں سقفِ نور — بارہا بنگر ببیں هَلْ ۲ مِنْ فُطُوْر

نور کی اس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن — بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے؟

چونکہ گفت ست کاندریں سقفِ نکو — بارہا بنگر چو مردِ عیب جو

چونکہ اس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اس اچھی چھت میں — عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند — دیدن و تمییز باید در پسند

تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کس قدر — دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپالائیم صافاں از دُرد — چند باید عقلِ ما را رنج بُرد

تاکہ ہم صاف اخلاق کو تلچھٹ سے صاف کر لیں — ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اٹھانی چاہیے؟

امتحانہائے ۳ زمستان و خزاں — تابِ تابستاں بہارِ ہمچو جاں

جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں — گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و ابرہا و برقہا — تا پدید آرد عوارض فرقہا

ہوائیں اور ابر اور بجلیاں زمین پر یہ ساری آزمائشیں اسلئے ہیں — تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کر دیں

تابروں آرد زمینِ خاک رنگ — ہرچہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے — جو کچھ اس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہرچہ دُزدیدست ایں خاکِ دژم — از خزانۂ حق و دریائے کرم

اس افسردہ خاک نے جو چرایا ہے — اللہ تعالیٰ کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنۂ تقدیر گوید راست گو — آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو

تقدیر کا کوتوال کہتا ہے سچ بتا دے — اے حیلہ جو! تو نے جو چرایا ہے اس کی تشریح کر دے

تامیانِ قہر و لطف آں خُفیہا — ظاہر آیدز آتشِ خوف و رجا

تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں — خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں

---

۱ امتحان کردن۔ چونکہ دنیا میں نہ خیر محض ہے نہ شر محض لہٰذا ہر چیز پر غور کر لینا چاہیے حق فرمود۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہو گی۔

۲ هَلْ مِنْ فُطُوْر۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْر نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے چونکہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اس کو پسند ہوگا۔ تا بپالائیم۔ خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے برے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

۳ امتحانہائے۔ تکوینیات میں زمین پر مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین مخفی چیزوں میں فرق واضح ہو جائے۔ تابروں۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ ہرچہ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں۔ راست گو۔ یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں تامیاں۔ زمین کو گرم و سرد امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوتوال مجرم سے کبھی نرم اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کر لے اور راز بتا دے۔

آں بہاراں لطفِ شحنۂ کبریاست ۔ واں خزاں تخویف و تہدید خداست
موسم بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے ۔ اور موسم خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈرانا ہے

واں زمستاں چار میخ معنوی ۔ تا توائے دُزدِ خفی ظاہر شوی
جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے ۔ تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مُجاہد راز مانے بسطِ دل ۔ یک زمانے قبض و درد و غشّ و غل
تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط ۔ کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب و گِلِ کابدانِ ماست ۔ مُنکر و دُزدِ ضیائے جانہاست
اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں ۔ ہماری روحوں کے نور کے منکر اور چور ہیں

حق[۲] تعالیٰ گرم و سرد و رنج و درد ۔ بر تنِ ما می نہد اے شیر مرد
اللہ تعالیٰ گرمی اور سردی اور رنج اور درد ۔ اے بہادر! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن ۔ جملہ بہر نقدِ جاں ظاہر شدن
خوف اور بھوک اور جان مال کا گھاٹا ۔ سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیختہ ست ۔ بہرِ ایں نیک و بدے کامیختہ ست
یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں ۔ اس نیک اور بد کیلئے جو ملا ہوا ہے

چونکہ حق و باطلے آمیختند ۔ نقد و قلب اندر چرمداں ریختند
چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کر دی ہے ۔ کھرے اور کھوٹے ایک تھیلے میں بھر دیئے ہیں

پس[۳] محک می بایدش بگزیدہ ۔ در حقائق امتحانہا دیدہ
تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے ۔ جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروقِ ایں تزویرہا ۔ تا بُوَد دستورِ ایں تدبیرہا
تاکہ وہ ان مکاریوں میں فرق کرنیوالی بنجائے ۔ تاکہ وہ ان تدبیروں کا وزیرِ اعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ وُرا ۔ واندر آب افگن میندیش از بلا
اے موسیٰ کی ماں! اس کو دودھ پلا ۔ اور دریا میں ڈالدے مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ الست آں شیر خورد ۔ ہمچو موسیٰ شیر را تمییز کرد
جس نے الست کے دن وہ دودھ پی لیا ۔ اس نے موسیٰ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود بر تو ایں حکایت روشن ست ۔ کہ غرض زیں حکایت گفتن ست
خود تجھ پر یہ بات واضح ہے ۔ کہ مقصد یہاں سنانا نہیں ہے

---

[۱] بہاراں۔ زمین پر موسم بہار کا آنا یہ تو کوتوال کا قہر ہے۔ زمستاں۔ زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چار میخ کی سزا ہے۔ چار میخ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد مجاہدہ کرنیوالے پر جو اچھی بری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسلئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ مٹی کے ہے روح کا نور چرا رکھا ہے۔

[۲] حق تعالیٰ۔ انسانی جسم پر جو قدرت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقص۔ اموال۔ مالوں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور انعام اور جہنم کی وعیدیں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور برے میں امتیاز ہو جائے چرمداں۔ چمڑے کا تھیلا۔

[۳] پس محک۔ مولانا نے اچھے برے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کی جائے اور اس کو ان تدبیروں کا دستور اعظم بنایا جائے۔ شیر دہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرت سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہد الست سے اس ذوق سے واقف ہے۔ جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو خود پہچان لے گا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالدینے کا حکم اسی لئے ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں کے دودھ کے ذائقہ سے واقف ہو جائیں جب دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے آئیں تو ماں کے دودھ کو پہچان لیں۔

گر تو اِبر تمییزِ طفلت مولعی ایں زماں یا اُمِّ موسیٰ ارضعی
اگر تو اپنے بچے کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے اب اے موسیٰ کی ماں! دودھ پلا

تا بہ بیند طعمِ شیرِ مادرش تا فرو ناید بہ دایہ بد سرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے تاکہ بری دایہ کے سامنے اس کا سر نہ جھکے

شرح فائدۂ حکایت آں شخص شتر جوئندہ

اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اُشترے گم کردہ اے معتمد ہر کس از اشتر نشانت می دہد
اے معتمد! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست لیک دانی کایں نشانیہا خطاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم ۲ نہ کرد اُوازِ مرے ہمچوں آں گم کردہ جوید اشترے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام ہر کہ یابد اُجرتش آوردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے جو اس کو پائے اس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کند بہر طمعِ اشتر ایں بازی کند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھیلتا ہے

اُو نشانِ ۳ کژ نہ بشناسد ز راست لیک گفتِ آں مُقلِّد را عصاست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کر سکتا ہے لیکن تیری گفتگو اس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چرا گوئی خطا بود آں نشاں اُو بتقلیدِ تو می گوید ہماں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ پس یقیں گردد ترا لا ریب فیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود مُظہر حس چو گنجورت شود
وہ (علامت) تیری فکر مند جاں کی شفا، نجاتی ہے تیرے خزانچی جیسے حس کو ظاہر کرنیوالی، نجاتی ہے

۱ گر تو۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچہ میں بھی دودھوں کو امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کو پہلے سے دودھ پلا دے تاکہ وہ بروقت اور دودھوں سے تیرے دودھ کو ممتاز کر لے اور شیخ کامل اور شیخ ناقص کو سمجھ سکے اشترے گم کردہ۔ تلاش حق میں جب انسان نکلتا ہے تو مختلف لوگوں سے اس کو واسطہ پڑتا ہے بعض صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور بعض غلط اگر انسان میں فطرت سلیمہ ہے اور اس میں عہد الست کی بو ہے تو وہ ان لوگوں کی صحیح اور غلط نشاندہی میں امتیاز کر لیتا ہے اور صحیح انسان کی دستگیری کرتا ہے۔

۲ اشتر گم۔ نہ کرد بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی وہ دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے مدعی بن جاتے ہیں اور طالب کے حصہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔

۳ او نشان کژ۔ اگر کوئی اس کو اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشان راست۔ جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہے بتانے والا جب اس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اس کی خوشی کا سبب، نجاتی ہے اور اس کے بیان کو بلاغ مبین قرار دیتا ہے۔ اور اس کو اپنا پیشرو بناتا ہے۔

رنگ روئے قوتِ بازو شود — خلق[۱] و خُلقِ یکتوات صد تو شود

چہرے کی رونق اور بازو کی طاقت ہو جاتی ہے — تیرا اکہرا جسم اور اخلاق سو گنا ہو جاتا ہے

چشمِ تو روشن شود پایت دواں — جسم تو جاں گرد دو جانت رواں

تیری آنکھ روشن ہو جاتی ہے تیرے پیر دوڑنے لگتے ہیں — تیرا جسم روح (حیوانی) بن جاتا ہے اور تیری روح (حیوانی) روح (انسانی) بن جاتی ہے

پس بگوئی راست گفتی اے امین — ایں نشانی با بلاغ آمد مبین

پس تو کہتا ہے اے امانت دار! تو نے سچ کہا — یہ علامتیں واضح پیغام ہیں

فیہ آیاتٌ ثقاتٌ بیناتٌ — ایں براتے باشد و قدر و نجات

اس میں روشن، معتبر علامتیں ہیں — یہ دستاویز ہیں اور (قابل) قدر ہیں اور (ذریعہ) نجات ہیں

ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو — وقت آہنگ ست پیش آہنگ شو

جب اس نے یہ علامت بتا دی تو کہے گا آگے چل — (اب) چلنے کا وقت ہے آگے آگے چل

پیروی تو کنم اے راست گو — بوئے بُردی زاشترم بنما کہ کو

اے سچے! میں تیرے پیچھے چلوں گا — تو نے میرے اونٹ کا سراغ پا لیا، دکھا وہ کہاں ہے؟

پیش[۲] آں کس کہ نہ صاحب اشتری ست — کو دریں جستِ شتر بہرِ مری ست

اس شخص کے لئے جو اونٹ کا مالک نہیں ہے — جو اونٹ کی تلاش میں مقابلہ کے لئے (لگا) ہے

زیں نشانِ راست نفزودش یقیں — جُزر عکسِ ناقہ جوئے راستیں

اس سچی علامت نے اس کے یقین میں اضافہ نہیں کیا — واقعی طور پر اونٹ تلاش کرنے والے کی نقل کے سوا

بوئے[۳] بُرد از جدّ و گرمیہائے او — کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او

اس کی کوشش اور اس کی سرگرمیوں سے اس کو پتہ لگا — کہ اس کا شور و غل خواہ مخواہ نہیں ہے

اندریں اشتر نبودش حق ولے — اشترے گم کردہ است او ہم بلے

اس اونٹ میں اس کا کوئی حق نہ تھا لیکن — اس نے بھی ایک اونٹ ضرور کھویا ہے

طمعِ ناقہ غیر روپوشش شدہ — آنچہ زو گم شد فراموشش شدہ

دوسرے کے اونٹ کا لالچ اس کے چہرہ کا پردہ بن گیا — جو اس کا کھویا گیا ہے اس کو اس نے بھلا دیا ہے

ہر کجا او می دود ایں ہم دود — از طمع ہمدردِ صاحب می شود

جدھر وہ بھاگتا ہے یہ بھی بھاگتا ہے — لالچ سے مالک کا ہمدرد بنتا ہے

کاذبے با صادقے چوں شد رواں — آں دروغش راستی شد ناگہاں

ایک جھوٹا جب سچے کے ساتھ روانہ ہوتا ہے — اس کا وہ جھوٹ خواہ مخواہ سچ ہو جاتا ہے

---

۱ خلق و خُلق۔ یعنی اس کی جسمانی اور روحانی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ راست گفتی۔ حقیقی طالب صحیح علامتیں بتانیوالے سے کہتا ہے۔ بلاغ مبین۔ واضح پیام۔ برات شاہی حکم، دستاویز۔ ایں نشاں۔ تو نے جبکہ صحیح علامتیں بتا دی ہیں تو اب میرے ساتھ چل کر اس کو پکڑوا دے۔

۲ پیش آں کس۔ جو اس گمشدہ اونٹ کا مالک نہیں اور محض مقابلہ کیلئے تلاش کا مدعی بن گیا ہے اس کے لئے صحیح علامتیں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔ جزر عکس۔ یہ مدعی تو حقیقی طالب کی نقلیں اتار رہا ہے۔

۳ بوئے برد۔ اس نقال کو طالب کی خوشی سے یہ محسوس ہوا کہ یہ حقیقی طالب تھا۔ اندریں اشتر۔ حقیقی طالب کا جو اونٹ تھا اس نقال کا اس میں کوئی حصہ نہ تھا لیکن اس کا اونٹ بھی گم ہوا تھا۔ اس اونٹ کے لالچ میں اس نے اس کو فراموش کر رکھا تھا۔ کاذبے صحیح طالبوں کے ساتھ جب نقال لگتا ہے تو بسا اوقات اس کو اپنی گم شدہ چیز بھی یاد آ جاتی ہے اور وہ اس کو حاصل کر لیتا ہے۔

اندراں[1] صحرا کہ آں اشتر شتافت   اشتر خود نیز آں دیگر بیافت
جس جنگل میں وہ اونٹ بھاگا   اس دوست نے اپنا اونٹ بھی پا لیا

چوں بدیدش یاد آورد آن خویش   بے طمع شد ز اشتر آں یار بیش
جب اس نے اس کو دیکھا تو اپنا اونٹ یاد آ گیا   (اور) اس دوست کے اونٹ سے بہت بے طمع ہو گیا

آں مُقلِّد شُد محقق چوں بدید   اشتر خود راکہ آنجا می چرید
وہ مقلد محقق بن گیا جب اس نے دیکھا   اپنے اونٹ کو کہ اس جگہ چر رہا ہے

اُو طلبگارِ شتر آں لحظہ گشت   می بجستش تا ندید اورا بدشت
وہ اسی لمحہ اونٹ کا طلبگار بن گیا   جب تک اس کو جنگل میں نہ دیکھا تھا اس کی جستجو میں نہ تھا

بعد ازاں تنہا روی آغاز کرد   چشم سوئے ناقہ خود باز کرد
اس کے بعد اس نے تنہا روی شروع کر دی   اپنی اونٹنی کو نصب العین بنا لیا

گفت[2] آں صادق مرا بگذاشتی   تا بہ اکنوں پاسِ من می داشتی
سچے نے اس سے کہا تو نے مجھے چھوڑ دیا   اب تک تو میرا ساتھ دے رہا تھا

گفت تا اکنوں فسوسی بودہ ام   وز طمع در چاپلوسی بودہ ام
اس نے کہا اب تک میں بناوٹی تھا   لالچ سے خوشامد میں لگا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من   در طلب از تو جدا گشتم بہ فن
اب میں تیرا ہمدرد ہوں کیونکہ میں   طلب میں مصلحتاً تجھ سے جدا ہوا ہوں

از تو می دُزدیدمے وصفِ شتر   جانِ من دید آنِ خود شُد چشم پُر
میں تجھ سے اونٹ کے اوصاف چھپاتا تھا   میں نے مطلوب پا لیا میں سیر چشم ہو گیا

تا نیا[3] بیدم نہ بودم طالبش   مس کنوں مغلوب شد زر غالبش
جب تک میں نے اس کو نہ پایا تھا میں اس کا طلبگار نہ تھا   تانبا اب مغلوب ہو گیا اس پر سونا غالب آ گیا

سیئاتم شد ہمہ طاعات شکر   ہزل شُد فانی وجدّ اثبات شکر
خدا کا شکر ہے میری برائیاں سب بھلائیاں بن گئیں   شکر ہے، مذاق ختم ہو گیا اور سنجیدگی آ گئی

سیئاتم چوں وسیلت شد بحق   پس مزن بر سیئاتم ہیچ دق
میری برائیاں چونکہ حق کا وسیلہ بن گئیں   تو میری برائیوں پر اعتراض نہ کر

مر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود   مر مرا جدّ و طلب صدقے کشود
تجھے تیری سچائی نے طلبگار بنایا تھا   میرے لئے کوشش اور طلب نے سچائی واضح کر دی

---

[1] اندراں صحرا۔ طالب حقیقی کو جس جگہ مطلوب ملا اس نقال کو بھی راہ اس کا فراموش شدہ مطلوب مل گیا۔ چوں۔ بدیدش۔ نقال میں اب اخلاص پیدا ہو گیا۔ اور اپنی گم شدہ چیز کے حصول کے درپے ہو گیا۔ آں۔ لحظہ طالب حقیقی تو فطری صلاحیت کی بناء پر کامیاب ہوا اور یہ اس کی کامیابی کو دیکھ کر راہ پر لگا۔ بعد ازاں پہلے اس کی نقلی طلب تھی اب حقیقی طلب ہو گئی۔

[2] گفت۔ اب یہ مدعی بھی حقیقی طالب بنکر اپنے راستہ پر لگ گیا۔ فسوس۔ استہزاء، مذاق، بناوٹ۔ وز طمع۔ یعنی تیرے اونٹ کے لالچ سے ہمدرد تو۔ اب میں حقیقی معنی میں پیر بھائی اور ہمدرد ہوں۔ جان من۔ جب میں نے اپنے حقیقی مطلوب کو سمجھ لیا تو تمہاری چیز سے استغنا پیدا ہو گیا۔

[3] تا نیابیدم۔ جب تک مجھے اپنا مطلوب نظر نہ آیا تھا میں اس کا حقیقی طالب نہ بنا تھا اب نقلی طلب ختم ہو گئی ہے اور حقیقی طلب غالب آ گئی ہے۔ سیئاتم۔ میری نقالی جو ایک برائی تھی بھلائی میں تبدیل ہو گئی اور حقیقی طالب نے تجھے طلب نے تجھے طالب بنایا تھا۔ میری نقالی نے مجھے حقیقی طالب تک پہنچا دیا۔

صدق[۱] تو آورد در جُستن تُرا　　جستنم آورد در صدقے مرا
تیری سچائی نے تجھے جستجو میں مبتلا کیا　　میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخم دولت در زمیں می کاشتم　　سخرہ و بیکار می پنداشتم
میں نے کھیسے کا بیج زمین میں بویا تھا　　(جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بُد بیکار کسبے بُد درست　　ہر یکے دانہ کہ کِشتم صد برست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی　　میں نے جو ایک دانہ بویا سو اگے

دُزد سُوئے خانہ شد زیردست　　چوں درآمد دید کاں خانہ خُود ست
چور چھپ کر ایک گھر میں گیا　　جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم[۲] باش اے سردتا گرمی رسد　　بادرشتی ساز تا نرمی رسد
اے افسردہ! سرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو　　سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو اُشتر نیست آں یک اُشتر ست　　تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پُرست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے　　الفاظ تنگ ہیں، معنیٰ بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں　　زاں پیمبر گفت قد کلّ اللّساںْ
لفظ معنیٰ (کی ادائیگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں　　اسی لئے پیغمبرؑ نے فرمایا زبان عاجز ہو گئی

نطق اُصطرلاب باشد در حساب　　چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
حساب کرنے میں لفظ، اصطرلاب ہیں　　وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصہ[۳] چرخے کایں فلک زو پرہ ایست　　آفتاب از آفتابش ذرہ ایست
خصوصاً وہ آسمان کہ یہ آسمان اس کا ایک تنکا ہے　　(یہ) سورج اس (فلک) کے سورج کا ایک ذرہ ہے

دربیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست

اس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجد ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود　　خانہ حیلت بُدو دامِ جہود
جب ظاہر ہو گیا کہ وہ مسجد نہ تھی　　مکاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اس کو گرا دیا کوڑی میں تبدیل کرا دیا۔

۱ صدق۔ تیری صادق طلب نے تجھے جستجو میں لگایا میری عملی جستجو نے مجھے طالب صادق بنا دیا۔ تخم دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقالی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اس کو کارآمد بنا دیا اور اس کے بہترین نتائج سامنے آگئے۔ زیر دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی بسا اوقات صحیح مقصد حاصل کر لیتا ہے۔ ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہو جاتا ہے۔

۲ گرم باش۔ انسان کو جدوجہد کرنی چاہیے اور مصائب برداشت کرنے چاہیں تب راحت ملے گی۔ آں دو اُشتر۔ مدعی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ حاصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذات حق واحد ہے۔ قد کلّ اللسان۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ منْ عرفَ ربّہٗ کلّ لسانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ جس سے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

۳ خاصہ۔ جبکہ نطق اور لفظ بمنزل اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالم غیب کے اس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کر سکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔

پس نبی فرمود کا نرا بر کنند | مطرحہ خاشاک و خاکستر کُنند
تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کو اکھاڑ دیں | کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ ۱ مسجد چو مسجد قلب بُود | دانہہا بردام ریزی نیست جُود
مسجد والا کی طرح الٹا تھا | تو جال پر دانے ڈالے، سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شست تو ماہی رباست | آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست
وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اچکنے والا ہے | ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قبا کاں بُد جماد ۲ | آنچہ کفوآں نہ بُد راہش نہ داد
قبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی | جو (مسجد) اس کے ہم جنس نہ تھی اسنے اس کو راستہ نہ دیا

در جمادات ایں چنیں حیفے نہ رفت | زد دراں ناکفو میرِ داد نفت
جمادات میں (بھی) ایسا ظلم چالو نہ ہوا | اس غیر جنس میں حاکم اعلیٰ نے تیل چھڑکوا دیا

پس حقائق راکہ اصل اصلہاست | داں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست
تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں | سمجھ لے ان میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے ۳ حیاتش چوں حیاتِ او بُود | نے مماتش چوں ممات او بُود
نہ اس (مفضول) کی زندگی اس (فاضل) جیسی ہوگی | نہ اس مفضول کی موت اس فاضل کی موت کی طرح ہوگی

گورِ اُوہرگز چو گورِ اُو مداں | خود چہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں
اس مفضول کی قبر کو اس فاضل کی قبر کیطرح نہ سمجھ | اب میں اس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار | تا نسازی مسجدِ اہلِ ضرار
اے مصروف عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے | کہیں تو اہل ضرار کی مسجد بنا لے

پس براں مسجد کناں تسخر زدی | چوں نظر کردی تو خود زاں انسان بُدی
تو نے اس مسجد کے بنانیوالوں کی بہت مذاق اڑائی | جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بد کارید

اس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

و خبر نداشت کہ خود نیز بداں مُبتلاست

اور اس کو خبر نہ تھی کہ خود اس برائی میں مبتلا ہے

۱ صاحب مسجد۔ یعنی ابو عامر راہب جس کے لفظی معنی ہیں آباد کنندہ۔ قلب بود۔ وہ آباد کنندہ نہ تھا بلکہ اس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کا فور کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابو عامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی۔ کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۲ بد جماد۔ مسجد پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اس نے بھی غیر جنس یعنی مسجد ضرار کو گوارا نہ کیا۔ حیفے۔ ظلم یعنی مسجد ضرار مسجد قبا کے برابر کر دی جائے۔ نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائق انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جڑ ہیں ان میں بہت فروق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

۳ نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے نہ موت دنیا میں دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے بر محک۔ انسان کو اپنے اعمال کو پرکھنا چاہیے کہیں ان میں چھپا ہوا حسد اور ریا کار فرما نہ ہو اور اس کے عمل کی صورت مسجد ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بس بسا اوقات انسان دوسروں کے کسی عیب کی مذاق اڑاتا ہے جو اس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اس حکایت سے واضح کیا ہے۔

چار ہندو ۱ در یکے مسجد شدند　　بہر طاعت راکع و ساجد شدند
چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے　　عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد　　در نماز آمد بہ مسکینی و درد
ہر ایک نے ایک نیت کر کے تکبیر کہی　　مسکینی اور درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

موذن آمد ازاں یکے لفظے بجست　　کاے موذن بانگ کردی وقت ہست
موذن آیا، ان میں سے ایک کی زبان سے یہ لفظ نکلا　　اے موذن! تو نے اذان دے دی؟ وقت ہو گیا ہے

گفت ۲ آں ہندوے دیگر از نیاز　　ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
دوسرے ہندوستانی نے عاجزی سے کہا　　ہاں، تو نے بات کر لی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو　　چہ زنی طعنہ بَاو خود را بگو
تیسرے نے دوسرے سے کہا اے چچا　　اس کو کیا طعنہ دیتا ہے خود کو کہہ

آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من　　در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن
چوتھا بولا خدا کا شکر ہے کہ میں　　ان تینوں کی طرح میں کنوئیں میں نہیں گرا

پس نماز ہر چہاراں شد تباہ　　عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ
تو چاروں کی نماز برباد ہوئی　　عیب جو خود زیادہ گمراہ ہوتے ہیں

اے خنک جانے کہ عیب خویش دید　　ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید
قابل مبارکباد ہے، وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے　　جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کرے

زانکہ ۳ نیمے او ز عیبستاں بُدست　　واں دگر ازوے زغیبستاں بُدست
کیونکہ اس کا آدھا عیبوں کی دنیا کا ہے　　دوسرا (آدھا) عالم غیب کا ہے

چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست　　مرہمش بر خویش باید کاربست
چونکہ تیرے سر پر سو زخم ہیں　　ان کا مرہم اپنے لئے لگانا چاہیے

عیب کردن ریش را داروے اوست　　چوں شکستہ گشت جائے ارحموا ست
زخم کو برا سمجھنا (ہی) اس کا علاج ہے　　جب ٹوٹ گیا (ارحموا) کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش　　بو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو بے خوف نہ ہو　　ممکن ہے کہ وہ عیب تجھ میں ظاہر ہو جائے

تجھ میں نہیں ہے تو بھی اس سے بے خوف نہ ہو ممکن ہے کہ وہ عیب تجھ میں پیدا ہو جائے

۱ ہندو: یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت: یعنی نماز۔ تکبیر: یعنی تکبیر تحریمہ۔ موذن: یعنی موذن آیا تو نماز کی حالت میں ایک باتیں کرنے لگا۔ وقت ہست: یعنی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

۲ گفت آں: دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نمازی کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تو نے نماز میں بات کر لی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم: تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیری نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم: چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی پس ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کر رہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اس میں موجود تھا۔ اے خنک: وہ شخص قابل مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرے۔

۳ زانکہ نیمے: انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالم خلق کی چیز ہے جو فاسد ہے لہذا انسان کا عیب دار ہونا ممکن ہے لہذا اس کو عیب تسلیم کر لینا چاہیے۔ انسان میں جب عیب موجود ہیں تو اپنے عیوب کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ عیب کردن ریش: اگر انسان اپنے زخم کو برا سمجھتا ہے تو وہ اس کے معالجہ میں لگے گا، اپنے عیب کو تسلیم کرنا انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا سبب اور مقام ہے ارحموا: رحم کرو۔ نفس انسان پر جو عیب ہے وہ ... جو عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے کر وہ

لَا تَخَافُوا ۱ از خدا نشنیدهٔ — پس چه خود را ایمن و خوش دیدهٔ
تو نے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سنا ہے — تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکو نام زیست — گشت رُسوا بیں کہ اُورا نام چیست
شیطان سالہا سال نیک نامی سے جیا — (پھر) رسوا ہوا، دیکھ اس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بود عُلیائے اُو — گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
جہاں میں اس کی بلندی مشہور تھی — (اس کی) شہرت برعکس ہو گئی اس پر افسوس ہے

تا نہ ایمن تو معروفی مجو — پاک شو از خوف پس از امن گو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ — پہلے خوف سے پاک ہو جا پھر امن کی بات کر

تا نروید ۲ ریش تو اے خوش ذقن — بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن
اے خوبصورت ٹھوڑی والے جب تک داڑھی نہ نکل آئے — دوسرے صاف ٹھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ او — در چہے افتاد تا شد پند تو
یہ غور کر کہ اس کی جان مبتلا ہوئی — وہ کنویں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعث نصیحت بنا

تو نہ نیفتادی کہ باشی پند او — زہر او نوشیدہ تو خور قند او
تو نہ گرا کہ اس کے لئے (باعث) نصیحت ہو — اس نے زہر پیا ہے تو اس کی شکر کھا

قصد کردن غُزان بکشتنِ یک مردے تا آں مرد دیگر بترسد

غزوں کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا تاکہ دوسرا ڈرے

آں غُزانِ ۳ ترک خونریز آمدند — بہر یغما بردِہے ناگہ زدند
خونریز ترک غز آئے — لوٹ کے لئے انہوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کیا

دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند — در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اس شہر کے دو بڑے شخصوں کو انہوں نے پکڑ لیا — ان میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قُربانش کنند — گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اس کو ذبح کریں — اس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہ مرگم چرامی افگنید — از چہ آخر تشنہ خونِ منید
مجھے موت کے کنویں میں کیوں گراتے ہو؟ — آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم — چوں چنیں درویشم و عُریاں تنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟ — جبکہ میں مفلس اور ننگا ہوں

۱ لا تخافوا ۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لا تخافوا ولا تحزنوا تم ڈرو نہ خوف کھاؤ کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تو نے اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنتا ہے۔ سالہا۔ شیطان معلم الملکوت تھا۔ پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کیجائے اپنے عیوب کی نگرانی چاہیے۔ بعکس۔ یعنی ذلت۔ تانہ۔ زندگی میں تو نے امن حاصل ہو گا نہ خوف سے بچی ہوگی۔

۲ تا نروید ۔ بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کر لو دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایں نگر۔ دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی۔ خدا کا شکر کرو اس کے لئے باعث عبرت نہ بنا۔ زہر او نوشیدہ۔ یعنی وہ وعیدار ہے۔ قند او۔ یعنی تو عبرت حاصل کر۔

۳ غزاں۔ غز۔ ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما۔ لوٹ۔ دوکس۔ یعنی اس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے۔ چیست۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

گفت اتا ہیبت بریں یارت زند　　　تا بترسد او و زر پیدا کند
اس نے کہا تا کہ تیرے ساتھی پر ہیبت طاری ہو جائے　　　تا کہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر او ز من مسکیں ترست　　　گفت قاصد کردہ است او راز رست
اس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے　　　اس نے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے ورنہ وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ما ہر دو یکیم　　　در مقام احتمال و در شکیم
اسے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں　　　دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود ورا بکشید اول اے شہاں　　　تا بترسم من دہم زر رانشاں
اے شاہو! پہلے اس کو قتل کر دو　　　تا کہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس [۲] کرمہائے الٰہی بیں کہ ما　　　آمدیم آخر زماں در انتہا
تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم　　　آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرین قرنہا پیش از قرون　　　در حدیث ست آخِرُوْنَ السّٰبِقُوْنَ
آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں　　　حدیث میں ہے (ہم) آخیر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوح و قومِ ہود　　　عارضِ رحمت بجانِ ما نمود
یہانتک کہ قوم نوح اور قوم ہود (عاد) کی ہلاکت نے　　　رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کشت ایشاں را کہ تا ترسم ازو　　　ور خود ایں بر عکس کردے وائے تو
ان کو برباد کیا تا کہ ہم اس سے ڈریں　　　اگر وہ اس کے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

دربیانِ حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمت وجودِ انبیاء و اولیا

ان لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے ناشکر اور خود پرست ہیں

ہر چہ [۳] ز ایشاں گفت از عیب و گناہ　　　وز دلِ چوں سنگ و ز جانِ سیاہ
ان کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ اللہ نے ذکر فرمایا　　　اور ان کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سبکداریِ فرمانہائے او　　　وز فراغت از غمِ فردائے او
اور اس (اللہ تعالیٰ) کے احکام کی بے وقعتی کا　　　اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ ایں دنیائے دوں　　　چوں زناں مر نفس را بودن زبوں
اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا　　　اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونے کا

۱ گفت۔ اس نے کہا۔ تجھے اس لئے قتل کرتا ہوں تا کہ دوسرا تجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالے۔ قاصد۔ یعنی اس نے قصداً اپنے آپ کو مفلس بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہ مالدار ہے۔ چوں وہم۔ یعنی اس کی مالداری کا وہم ہے یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اس کو قتل کر تا کہ میں عبرت حاصل کر لوں۔

۲ پس۔ جب اس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے بعد پیدا کیا تا کہ وہ پہلی امتوں کے فرمانوں سے عبرت حاصل کریں۔ اور زیادہ نیکیاں کر سکیں۔ چنانچہ حدیث شریف ہے نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السّٰبِقُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب امتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تا ہلاک۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض۔ بادل یعنی ان کے لئے بادل بصورت عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابر رحمت بنا بر عکس۔ یعنی ہمیں ان کے لئے باعث عبرت بنا دیتا۔

۳ ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر زیر چشماں الخ تک مبتدا ہے اور اس کی خبر "از وعبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری بے وقعتی۔ فردا۔ یعنی قیامت کی فکر سے لا پروائی۔ چوں زناں۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

واں فرار از نکتہائے ناصحاں … واں رمیدن از لقائے صالحاں
اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا … اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

بادل و با اہلِ ۱ دل بیگانگی … با شہاں تزویر و روبہ شانگی
دل اور اہل دل سے اجنبیت کا … اور بادشاہوں کے ساتھ دھوکہ بازی اور چالاکیوں کا

سیر چشماں راگدا پنداشتن … وز حسد شاں خفیہ دشمن داشتن
اہل قناعت کو بھکاری سمجھنا … اور حسد سے انہیں پوشیدہ دشمن سمجھنا (اس لئے تو نے عبرت نہ پکڑی)

گر پذیرد خیر تو گوئی گداست … ورنہ گوئی مکرو تزویر و دغاست
اگر وہ تیری عطا قبول کر لے تو تو کہتا ہے گدا ہے … ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغا بازی ہے

گرور آمیزد تو گوئی طامع ست … ورنہ گوئی در تکبر مُولع ست
اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے … ورنہ تو کہتا ہے تکبر پر فریفتہ ہے

گر تحمل ۲ کرد گوئی عاجز ست … ور غیور آمد تو گوئی گر پُرست
اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے … غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

یا منافق وار عُذر آری کہ من … ماندہ ام در نفقہ فرزند و زن
یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں … بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست … نے مرا پروائے دین ورزیدن ست
نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے … نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

اے فلاں مارا بہمت یاد دار … تا شویم از اولیا پایان کار
اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے … تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

ایں ۳ سخن ہم نے ز دردو سوز گفت … خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت
یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی … نیند کا ماتا بڑ بڑایا اور پھر سو گیا

ہیچ چارہ نیست از قوت عیال … از بُن دنداں کُنم کسبِ حلال
بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے … بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

چہ حلالے گشتہ، زاہلِ ضلال … غیر خونِ تو نمی بینم حلال
حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے … تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

از خدا چارہ استش واز قوت نے … چارہ است از دین واز طاغوت نے
خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے … دین سے چھٹکارا ہے، شیطان سے نہیں ہے

۱ اہل دل۔ باخدا لوگ شہاں۔ یعنی اہل دنیا۔ سیر چشم۔ مستغنی۔ در حسد۔ تو حسد ان قدموں کے پیچھے بڑے احوال اور ان کا برا انجام تیرے سامنے ہے یعنی تو نے ان سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مُولع۔ فریفتہ۔

۲ تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی برائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اس کو مغلوب الغضب کہتا ہے۔ یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی مصروفیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں۔ اے فلاں۔ بغیر کچھ کئے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تاکہ ولی بن جائے۔

۳ ایں سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست خواب ہے۔ تیری اس درخواست کی یہ مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیر خوں۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کماتا تیرا خون بہانا ہی حلال ہے اور واجب القتل ہے۔ از خدا۔ ساری مجبوریاں خدا اور دین کے معاملہ میں ہیں۔ شیطان اور کھانے کمانے میں نہیں ہیں۔

ایکہ صبرت نیست از دنیائے دوں — صبر چوں داری ز نعم الماھدوں

اے وہ کہ تجھے کمینی دنیا سے بغیر صبر نہیں ہے — ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں سے بغیر تجھے کیسے صبر حاصل ہے

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چوں داری ز اللہ کریم

اے وہ کہ عیش و عشرت سے بغیر تجھے صبر نہیں ہے — اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید — صبر چوں داری ازاں کت آفرید

اے وہ کہ پاک ناپاک سے بغیر تجھے صبر نہیں ہے — جس نے تجھے پیدا کیا اس کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ — صبر چوں داری تو از چشمۂ الٰہ

اے وہ کہ تجھے گدلے پانی کے بغیر صبر نہیں ہے — اللہ تعالیٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صابر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن — صبر چوں داری زحق ذوالمنن

اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے — اللہ ذوالمنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ می [2] گوئی خدا بخشد ترا — آں فریب غول میداں بر ترا

اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخشدے گا — اس کو بہکاوے کا فریب سمجھ، اس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد زغار — گفت ہذا ربّ ہاں کو کردگار

کہاں ہے وہ خلیل جو غار سے نکلا؟ — کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

من [3] نخواہم در دو عالم بنگریست — تا ندانم کایں دو مجلس آں کیست

میں دونوں جہان کو نہ دیکھوں گا — جب تک نہ جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس کی ملکیت ہیں

بے تماشای صفتہائے خدا — گر خورم ناں در گلو گیرد مرا

خدا کی صفات کو دیکھے بغیر — اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدار او — بے تماشای گل و گلزار او

اس کے دیدار کے بغیر لقمہ کیا ہضم ہو سکتا ہے؟ — اور اس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جز بامید خدازیں آب خور — کہ خورد یک لقمہ الّا گاؤ و خر

اس دنیا میں اس کے وصل کی امید کے بغیر — گائے اور گدھے کے سوا کون ایک لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ کالانعام بد بل ہم اضل — گرچہ پر مکرست آں گندہ بغل

وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ — اگرچہ وہ گندی بغل والا بڑے مکر والا ہے

---

[1] ایکہ۔ دنیاداری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بلکہ صابر بنا بیٹھا ہے۔ نعم الماھدون۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ "ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں" از ناز و نعیم دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے ان کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بری چیز سے تو جدا ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حق ذوالمنن۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

[2] می گوئی۔ بے عملی پر عذر کے طور پر کہا جاتا ہے اللہ غفور رحیم ہے بخشدے گا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے غار میں نکلتے ہی جہاں ان کی پرورش کی جا رہی تھی خدا کی جستجو شروع کر دی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب کر گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

[3] من نخواہم۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میں دونوں جہان میں کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں بیتہ تماشای پھر فرمایا خدا کی صفات دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا۔ چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم کا یہ حال تھا تو ان لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جز بامید۔ خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قرآن پاک نے چوپایہ جیسا بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کی بغل گندگی بیماری ہو۔

مکرِ او[1] سر زیر و او سر زیر شد　　　روز گارش بُرد و روزش دیر شد
اس کا مکر ذلیل، اور وہ خود ذلیل ہو گیا　　　اس کا زمانہ گزرا اس کا وقت ضائع ہوا

فکر گاہش کُند شد عقلش خَرف　　　عمر شد خیرے ندارد چوں الف
اس کی گھاس کی فکر سست پڑ گئی اس کی عقل کمزور ہو گئی　　　عمر ختم ہو گئی الف کی طرح اس کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

آنچہ می گوید دریں اندیشہ ام　　　ایں ہم از دستانِ ایں نفس ست ہم
وہ جو یہ کہتا ہے فکر مند ہوں　　　یہ بھی اس نفس کی مکاری ہے

وانچہ می گوید غفورست و رحیم　　　نیست آں جز حیلہ نفسِ لئیم
وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے　　　کمینے نفس کے حیلہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

اے ز[2] غم مُردہ کہ دست از ناں تہی ست　　　چوں غفورست و رحیم ایں ترس چیست
تو اس غم سے مرا جاتا ہے، ہاتھ میں روٹی نہیں ہے　　　جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے؟

شکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوریہا و جواب طبیب اُورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماریوں کی شکایت کرنا اور طبیب کا اس کو جواب دینا

گفت[3] پیرے مر طبیبے را کہ من　　　در زحیرم از دماغ خویشتن
ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے کہا کہ میں　　　اپنے دماغ سے معاملہ میں تکلیف میں ہوں

گفت از پیری ست آں ضعفِ دماغ　　　گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
اس (طبیب) نے کہا دماغ کی کمزوری بڑھاپے کی وجہ سے ہے　　　اس نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیری ست اے شیخ قدیم　　　گفت پشتم درد می آرد عظیم
اس (طبیب) نے کہا اے بڑے میاں یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے　　　اس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیری ست اے شیخ نزار　　　گفت ہر چہ می خورم نبود گوار
اس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے بڑھاپے کی وجہ سے ہے　　　اس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعفِ معدہ ہم از پیری ست　　　گفت وقتِ دم مرا دم گیری ست
اس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے　　　بوڑھے نے کہا سانس لینے میں سانس رکتا ہے

گفت آرے انقطاعِ دم بود　　　چوں رسد پیری دو صد علت شود
اس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے　　　جب بڑھاپا آ جاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آ جاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی　　　گفت کز پیری ست ایں بیچارگی
اس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت ایکدم سے کم ہو گئی ہے　　　اس (طبیب) نے کہا یہ معذوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

---

[1] مکر او۔ جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اس کی مکاری اور زندگی سب تباہ ہے۔ فکر گاہش۔ یعنی اس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کر دی اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں الف۔ الف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔ آنچہ می گوید دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہو کر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور و رحیم اور بندہ نواز ہے بد عمل کی بھی بخشش کا یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔

[2] اے [illegible] صفات کا بہانہ [illegible] دین کا [illegible] چھوڑتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی [illegible] میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اس کی [illegible] پر بھروسہ نہ کر کے [illegible]

[3] گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب [illegible] ظاہر کی جاتی ہے تو [illegible] سے لہٰذا اس مرض کا [illegible] ورنہ لاعلاج ہو جا [illegible] بیماری کی [illegible]

گفت پایم سست شد از رہ بماند — گفت کز پیریست در کنجت انشاند

اس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سست ہو گئے ہیں چلنے سے رہ گئے ہیں — اس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے جس نے تجھے گوشہ نشین بنا دیا ہے

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا — گفت کز پیریست ایں رنج و عنا

اس (بوڑھے) نے کہا میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے — اس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف و مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم — گفت کز پیریست اے پیر حلیم

اس بوڑھے نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دھند ہے — اس (طبیب) نے کہا اے بردبار بوڑھے بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت اے احمق برین بر دوختی — از طبیبی تو ہمیں آموختی

اس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف تو اس پر جم گیا — طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مدمغ[۲] عقلت ایں دانش نداد — کہ خدا ہر درد را درماں نہاد

اے بد دماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی — کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرا احمق زاندک مایگی — بر زمیں ماندی زکوتہ پایگی

تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے — تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش[۳] گفت اے عمر تو شصت — ایں غضب ویں خشم ہم از پیریست

تب طبیب نے اس سے کہا اے ساٹھے! — یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف — خویشتن داری و صبرت شد ضعیف

جب سب اجزا اور اعضا کمزور ہو گئے ہیں — تیری قوت ضبط اور صبر بھی کمزور ہو گئی ہے

بر نتابد دو سخن زوہے کند — تاب یک جرعہ ندارد قے کند

جو دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا ہے سے بکتا ہے — ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جز مگر پیرے کہ از حق ست مست — در درون او حیات طیب ست

بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے — اس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بروں پیر ست و در باطن صبی — خود کیا نند آں ولی و آں نبی

باہر سے (بظاہر) بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے — وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گرنہ پیدا اند پیش نیک و بد — چیست با ایشاں خساں را ایں حسد

اگر وہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں — (تو) کمینوں کو ان سے یہ حسد کیوں ہے؟

ورنمی دانند شاں علم الیقیں — چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں

اگر وہ ان کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں — تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

---

[۱] کنج۔ گوشہ۔ دوتا۔ دوہری۔ عنا مشقت۔ گفت تاریک یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی۔ حلیم بردبار۔ گفت بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے۔

[۲] مدمغ۔ متکبر، بد دماغ بر درد را۔ حدیث شریف میں ہے۔ ما انزل اللّٰہ داءً الا انزل لہ شفاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو۔ بر زمین یعنی نچلا مرتبہ۔

[۳] پس طبیبش۔ طبیب نے اس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے۔ جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے۔ جوان میں قوت برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ نحیف۔ لاغر کمزور۔ خویشتن داری اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔ بر نتابد۔ بڑھاپے میں قوت برداشت کم ہو جاتی ہے مگر جس کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ از بروں۔ اولیا اور انبیا کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے۔ گر نہ پیدا اند۔ ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے۔

وربدے[1] انندے جزائے رستخیز　　چوں زنندے خویش بر شمشیرِ تیز

اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے　　تو آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے ؟

بر تو می خندد مبیں اُورا چناں　　صد قیامت درد رو نستش نہاں

وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اس کو ایسا نہ سمجھ　　اس کے باطن میں سو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخ[2] و جنت ہمہ اجزائے اوست　　ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست

اس کے اجزاء سب دوزخ و جنت ہیں　　(اس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اس سے بلند ہے

ہرچہ اندیشی پذیرائے فناست　　آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست

تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے　　جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بردرِ ایں خانہ گستاخی زچیست　　گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست

اس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟　　اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے؟

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند　　در جفائے اہلِ دل جد می کنند

بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں　　اہل دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آں[3] مجازست ایں حقیقت اے خراں　　نیست مسجد جُز درون سروراں

اے گدھو ! وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے　　بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست　　سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے　　وہ سب کی سجدہ گاہ ہے خدا اس میں ہے

تا دل مردِ خدانا مدبہ درد　　ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد

جب تک مرد خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی　　خدا نے کسی قوم کو رسوا نہیں کیا

قصد جنگ انبیامی داشتند　　جسم دید ند آدمی پنداشتند

انہوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا　　انہوں نے صرف جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاق آں پشینیاں　　چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں

تیرے اندر ان پہلی قوموں کے اخلاق ہیں　　تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں درتو رُست　　نایدت ہر بار دلواز چہ درست

تیرے اندر ان ناشکروں کی عادت پیدا ہوگئی ہے　　ہر بار ڈول کنویں سے درست نہیں نکلتا ہے

---

[1] وربدانندے۔ اگر حاسدین کو اپنی اس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں ان کو ملے گی تو وہ کبھی اولیاء اور انبیاء پر حسد نہ کریں اور انکو برہنہ شمشیر سمجھیں اور ان سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ بر تو می۔ خندد بزرگوں کے ظاہری حلم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے انکا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔

[2] دوزخ۔ یعنی انبیاء اور اولیاء کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیاء اور انبیاء اخلاق خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہٰذا انکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیش۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بردر۔ انبیاء اور اولیاء سے گستاخی کرنے والے اگر یہ جان لیں کہ ان کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرات نہ کریں۔ ابلہاں۔ بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانہ خدا ہے۔

[3] آں۔ یعنی ظاہری مسجد ایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانہ خدا ہے۔ اندرون۔ اولیا۔ یعنی اولیاء اللہ کا دل سجدگاہ۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است تا دل اولیاء کے دل کو ستانا قوموں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی ان معاندین کی نگاہ صرف اولیاء کے جسم پر ہے انکی روح انکے پیش نظر نہیں ہے۔ درتو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اس کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اس کے ساتھ بھی وہ سلوک نہ ہو جو ان کے ساتھ ہوا۔ عادت جبکہ ہلاک شدہ قوموں کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن ہونا چاہیے اگر کسی وقت ان پر گرفت نہیں ہوتی تو نہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی بھی گرفت نہ ہوگی۔

۴۵

آں نشانہا نیہا ہمہ چوں در تو ہست   چوں تو زاینشانی کجا خواہی برست
جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں   جب تو ان میں سے ہے کہاں بچ سکتا ہے؟

قصہ[۱] کودکے کہ در پیش تابوت پدری نالید و سخن جوحی

ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے روتا تھا اور شیخ چلی کی بات

کودکے در پیش تابوت پدر   زار می نالید و بر می کوفت سر
ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے   بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند   تا ترا در زیر خاکے آورند
اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟   تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانہ تنگ و زحیر[۲]   نے درو قالی و نے دروے حصیر
تجھے تنگ اور تکلیف دہ گھر میں لے جا رہے ہیں   نہ اس میں قالین ہے نہ اس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روز ناں   نے درو بوئے طعام و نے نشاں
نہ رات میں چراغ ہے نہ دن میں روٹی   نہ اس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام   نے درو بہر ضیائے بیخ جام
نہ اس کا دروازہ درست ہے نہ چھت نہ بالا خانہ   نہ اس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نہ دروازہ بہر مہماں آب چاہ   نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ
نہ اس میں مہمان کے لئے کنوئیں کا پانی ہے   نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسم[۳] تو کہ بوسہ گاہ خلق بود   چوں شود در خانہ کور و کبود
تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا   سیاہ رنگ گھر میں اس کا کیا حال ہو گا؟

خانہ بے زینہار و جائے تنگ   کہ درو نے روی می ماند نہ رنگ
وہ بے پناہ گھر اور تنگ جگہ   کہ اس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصاف خانہ می شمرد   وز دو دیدہ اشک خونی می فشرد
اس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا   اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی با پدر اے ارجمند   واللہ ایں را خانۂ ما می برند
شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار!   خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو   گفت اے بابا نشانیہا شنو
شیخ چلی سے (اسکے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن   اس نے کہا، اے ابا! علامتیں سن لے

۱ قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ قباحتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ اپنے سے غافل ہے اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا۔ وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے جس کی طرف ہنسی مذاق کے قصے منسوب کر دیے جاتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔ تابوت پدر۔ باپ کا جنازہ نماے۔ یعنی قبر کی مٹی۔

۲ زحیر۔ پیچش۔ مشکل۔ تنگی۔ قالی۔ قالین۔ حصیر۔ بوریا۔ معمور آباد درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالا خانہ۔ جام شیشہ کا روشندان

۳ جسم تو تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے کور و کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانہ ما می برند۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

ایں نشانیہا کہ گفت ا او یک بیک — خانۂ ماراست بے تزویر و شک
یہ جو اس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں — بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیرو نے چراغ و نے طعام — نے درش معمورو نے سقف و نہ بام
نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا — نہ اس کا دروازہ درست، نہ چھت اور نہ بالا خانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں — لیک کے بینند آں را طاغیاں
اسطرح (ہلاک شدہ قومیں) اپنے اندر سو علامتیں رکھتی ہیں — لیکن سرکش انہیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کے ماند بے ضیاء — از شعاعِ آفتابِ کبریا
اس دل کا خانہ جو بے نور ہے — خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود — بے نوا از ذوقِ سلطان و دود
وہ یہود کے باطن کی طرح تنگ و تاریک ہے — محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب — نے کشادِ عرصہ و نے فتحِ باب
اس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے — نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر ترا — آخر از گورِ دلِ خود بر تر آ
تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے — بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ[2] وقتی و خورشید سما — زیں چہ وزنداں بر آو رو نما
تو یوسف دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے — اس کنویں اور قید خانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پختہ شد — مخلصش رانیست از تسبیح بد
تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے — اس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے او مسبح بطنِ نون — حبس وزندانش بدے تا یبعثون
اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ — تو قیامت تک ان کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

او بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست — چیست تسبیح آیتِ روزِ الست
انہوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی — تسبیح کیا ہے؟ الست کے دن کی علامت

گر فراموشت[3] شد آں تسبیح جاں — بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے — تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سن لے

---

[1] گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا ہے۔ نمط۔ جس طرح شیخ چلی نے قبر کی جملہ علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ خانہ آں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالیٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخر از گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے سے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

[2] یوسف وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسف قید خانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو بھی دل کو قید خانہ سے باہر نکال۔ یونست۔ یعنی تیری روح جو بمنزلہ یونس کے ہے۔ بطن ماہی۔ یعنی جسد عنصری تسبیح۔ حضرت یونسؑ نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو بھی تسبیح پڑھ۔ یبعثون۔ حضرت یونسؑ کے قصہ میں ہے۔ فلولا انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون ۔ یعنی اگر وہ یونس تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اس دن تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیت روز الست۔ ازل میں اللہ (تعالیٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کی طرف فطری میلان اس عہد الست کی علامت اور نشانی ہے۔

[3] فراموشت شد۔ اگر کسی انسان میں عہد الست و فطرت سلیم باقی نہیں رہتی ہے تو اولیاء اللہ سے اس کو حاصل کر لے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔

ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست　　ہر کہ دید آں[1] بحر را او ماہی ست

جس نے اللہ (تعالیٰ) کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے　　جس نے اس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے

ایں جہاں دریاست تن ماہی و روح　　یونس محجوب از نور صبوح

دنیا سمندر ہے جسم مچھلی اور روح　　وہ یونس ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے

گر مسبح شد تو از ماہی رہید　　ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید

اگر تو تسبیح خواں ہو گیا مچھلی سے نجات پا گیا　　ورنہ اس میں ہضم ہو گیا اور ناپید ہو گیا

ماہیان[2] جاں در تن دریا پرند　　تو نمی بینی کہ کوری اے نژند

اس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں　　اے بدحال! تو نہیں دیکھتا کیونکہ تو اندھا ہے

بر تو خود رامی زنند آں ماہیاں　　چشم بکشا تا بہ بینی شان عیاں

وہ مچھلیاں تجھ سے ٹکرا رہی ہیں　　آنکھ کھول تاکہ تو ان کو نمایاں دیکھے

ماہیاں را گر نمی بینی پدید　　گوش تو تسبیح شاں آخر شنید

اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے　　آخر تیرے کان نے ان کی تسبیح تو سنی ہے

ماہیاں جملے روح بے جسد　　نے در ایشاں کبر و نے کین و حسد

وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسم روح ہیں　　نہ ان میں تکبر ہے نہ کینہ اور حسد

صبر کردن جان تسبیحات تست　　صبر کن کانست تسبیح درست

تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے　　صبر کر، وہ تسبیح درست ہے

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج　　صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے　　صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے

صبر چوں جسر صراط آں سو بہشت　　ہست با ہر خوب یک لالائے زشت

صبر پل صراط کی طرح ہے اس جانب بہشت ہے　　ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے

تا ز لالا می[3] گریزی وصل نیست　　زاں کہ لالا را ز شاہد فصل نیست

جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے　　کیونکہ غلام کو محبوب سے جدائی نہیں ہے

تو چہ دانی ذوق صبر اے شیشہ دل　　خاصہ صبر از بہر آں نقش چگل

اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے؟　　خصوصاً اس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے

مرد را ذوق از غزا و کر و فر　　مر مخنث را بود ذوق از ذکر

مرد کو جہاد اور شان و شوکت کا ذوق ہے　　نامرد کو آلۂ تناسل کا ذوق ہے

[1] آں بحر۔ یعنی جس نے بحر وحدت کا مشاہدہ کر لیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونس سمجھو۔ گر مسبح جس طرح حضرت یونسؑ نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اسمیں رہتے اسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کر لیگی۔

[2] ماہیان جاں یعنی روحانی مچھلیاں اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو ان سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد۔ یعنی تن پروری سے بغیر۔ صبر کردن۔ یعنی مجاہدات پر صبر کرنا صبر ہے۔ جس طرح پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح صبر سے شادی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

[3] تا ز لالا۔ صبر بصورت غلام ہے اور شادی محبوب ہے شادی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے تو چہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے مرد راہ صبر کی لذت۔ مرد خدا جانتا ہے جس طرح مرد میدان جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے نامرد ان لذتوں سے واقف نہیں ہے اس کی نظر و لذت تو محض شرمگاہ اور اس کے ذکر تک محدود ہے۔

جز ذکر نے دیں او و ذکر او — سوئے اسفل برد اورا فکر او

اس کا دین اور تسبیح آلۂ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے — اس کا خیال اس کو پستی کی طرف لے گیا

گر برا آید تا فلک از وے مپرس — کو بعشق سفل آموزید درس

اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اس کی پرستش نہ کر — اسلئے کہ اس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

او بسوئے سفل می راند فرس — گرچہ سوئے علو جنباند جرس

وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے — اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از علمہائے گدایاں ترس چیست — کاں علمہا لقمۂ ناں راہی ست

بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟ — یہ تو وہ جھنڈے روٹی کے ایک لقمہ کے غلام ہیں

ایں سخن ہارا نکو دریاب تو — ور نمی دانی شنو از باب تو

ان باتوں کو خوب سمجھ لے — اگر تو نہیں جانتا ہے تو اس سلسلہ کی بات سن لے

ترسیدن ۲ کودکے ازاں شخص صاحب جثہ و گفتن آں شخص

ایک بچہ کا ایک بھاری بھرکم انسان سے ڈرنا اور اس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامرد و مرد توئی

کہ اے بچے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں، تو مرد ہے

کنگ زفتے کودکے را یافت فرد — زرد شد کودک ز بیم قصد مرد

ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچہ کو تنہا پایا — بچہ اس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہو گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من — کہ تو خواہی بود بر بالائے من

اس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین! — کہ تو میرے اوپر ہو گا

من ۳ اگر ہولم مخنث داں مرا — ہمچو اشتر بر نشیں می راں مرا

میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ — اوپر بیٹھ اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورت مرداں و معنیٰ ایں چنیں — از بروں آدم دروں دیو لعیں

مردوں کی صورت اور باطن ایسا — باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دہل را مانی اے زفت چو عاد — کہ بر و آں شاخ را می کوفت باد

اے عاد کی طرح موٹے اور اس ڈھول کی طرح ہے — [illegible]

روبہے اشکار خود را باد داد — بہر طبلے ہمچو خیلے پر زباد

لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا — اس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پر تھا

---

۱ گر برآید۔ اگر وہ ولی مرد خدا نہیں ہے اور اس میدان کا مرد نہیں ہے تو اس کا عروج عارضی ہے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ از علمہا۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی ملنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں انہیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں

۲ ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابل اعتبار ہے وہ مخنث ہیجڑے کا تن و توش ہے کنگ۔ قوی ہیکل۔ زبیم۔ قصد مرد یعنی وہ لڑکا اس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا۔ کہ تو خواہی بود یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

۳ من اگر ہولم۔ میرا بھاری بھرکم بدن ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دہل۔ ڈھول جو کہ تنو مند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے۔ وہ درخت [illegible]

چوں ندید اندر دُہل اُو فربہی — گفت خُوکے بہ ازیں خیکے تہی

جب اس نے ڈھول میں موٹاپا نہ دیکھا — بولی، اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے

رو بہاں ترسند ز آوازِ دُہل — عاقلش چنداں زند کہ لا تقل

ڈھول کی آواز سے لومڑیاں ڈرتی ہیں — عقلمند اس کو اتنا پیٹتا ہے کہ چپ رہ بول

قصہ تیر اندازے و ترسیدنِ اُو از سوار یکہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اس کا اس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے با سلاح و بس مُہیب — مے شد اندر بیشہ براسپے نجیب

ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک — ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا

تیر اندازے بحکم اُورا بدید — پس زخوفِ اُو کماں را بر کشید

ایک قدر انداز نے اس کو دیکھا — اس کے ڈر سے اس نے کمان تانی

تا زند تیرے سوارش بانگ زد — من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد

تاکہ اس پر تیر چلا دے سوار نے اس کو پکارا — میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے

ہاں وہاں منگر تو در زفتیِ من — کم کمم در وقتِ جنگ از پیرزن

خبردار خبردار! تو میرے موٹاپے کو نہ دیکھ — کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں

گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش [۲] — بر تو می انداختم از ترسِ خویش

اس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تیر — میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا

بے رجولیت چناں تیغے بمشت — بس کساں را کالتِ پیکار کشت

بغیر بہادری کے اس طرح سے ہاتھ میں تلوار — بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مار لیا

گر بپوشی [۳] تو سلاحِ رستماں — رفت جانت چوں نباشی مردِ آں

اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے — جب تو اس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی

جاں سپر کن تیغ بگذار اے پسر — ہر کہ بے سر بود زیں شہ برد سر

اے بیٹا! جان کی ڈھال بنا لے، تلوار کو چھوڑ — جو بے سر تھا اس نے اس شاہ سے سر کو بچا لیا

آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است — ہم زتو زائید وہم جانِ تو خست

وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں — جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو فنا کر دیا

چوں نکردی ہیچ سُوے زیں حیل — ترکِ حیلت کن کہ پیش آید دُوَل

جب تو نے ان حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا — حیلے چھوڑ دے تاکہ دولتیں سامنے آئیں

---

[۱] خوک۔ سور۔ رو بہاں۔ بدن کے فربہ اور ہمت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں لا تقل۔ یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو نا قابل بیان ہے۔ یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں سلاح۔ ہتھیار مہیب۔ ہیبتناک۔ بیشہ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنے والا من ضعیفم۔ یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔

[۲] نیش۔ تیر، ڈنک ترس۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلت۔ پیکار۔ وہ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا مزدوروں کیلئے ان کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔

[۳] گر بپوشی۔ اگر بزدل۔ میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر آتا تو بچا رہتا۔ جاں سپر کن۔ دنیا داروں کے مقابلہ میں دنیا داری کے ہتھیار مکر فریب سے تجھے نہ نجات پا جاؤ گے ہم زتو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اسی کی ہلاکت کا باعث ہے۔

چوں یکے لحظہ[1] نخوردی بر زفن ترکِ فن گوی طلب ربُّ المِنَن
جبکہ حیلے سے تو نے ایک لمحہ کیلئے پھل نہ کھایا حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست بر تو ایں عُلوم خویشتن گولی کُن و بگذر زُشوم
جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہے اپنے آپ کو سادہ لوح بنالے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لا علمَ لنا یا الٰہی! غیرُ ما علَّمتنا
تو فرشتوں کیطرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے اے خدا! سوائے اس کے جو تو نے سکھایا

حیلہ و مکر اندریں رہ سود نیست ہر کہ شد مغرورِ عقل اُو کود نیست
اس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنوا ے صاحب قبول در بیانِ جہل و عقل بُوالفضول
اے صاحب قبول! ایک حکایت سن لے جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصۂ اعرابی و ریگ در جُوال[2] کردن و ملامت کردنِ آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے یک جُوالے زفت از دانہ بُرے
ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا دیے جا رہا تھا

یک جُوالِ دیگرش از ریگ پُر ہر دورا اُو بار کردہ بر شترُ
دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

اُو نشستہ بر سرِ ہر دو جُوال یک حدیث انداز کرد اُورا سُوال
وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا ایک سوال کرنے والے نے اس سے سوال کیا

از وطن[3] پُرسید و آوردش بگفت وندراں پرسش بسے درہا بسفت
اس کا وطن پوچھا اور اس کو گویا کیا اور اس سوال میں بہت سی موتی پروئے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو جُوال چیست آگندہ بگو مصدوقِ حال
اس کے بعد اس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جُوالم گندم ست در دِگر ریگے نہ قُوتِ مردم ست
اس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں دوسرے میں ریت ہے انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال گفت تا تنہا نماند آں جُوال
اس نے کہا تو نے یہ ریت کیوں لادا ہے؟ اس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

[1] چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ ربُّ المنن۔ اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم۔ یعنی دنیا طلبی کے مکر فریب۔ گول۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر فریب اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہوسکتی ہے بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرمارہے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہی ہے۔

[2] جوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم دانا۔ بر۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

[3] از وطن۔ یعنی اس بدو سے اس کا وطن دریافت کیا اور وش بگفت۔ اس کو ہمکلام بنایا۔ وندراں۔ یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کی۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قوت۔ روزی۔ خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند۔ دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

گفت ۱ نیم گندم آں تنگ را — در دگر ریز از پے پاسنگ را

اس نے کہا اس بورے کے آدھے گیہوں — توازن کے لئے دوسرے بورے میں کر لے

تا سبک گردد جوال وہم شتر — گفت شاباش اے حکیم و اہل حر

تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں — اس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکر دقیق ورای خوب — تو چنیں عریاں پیادہ در لغوب

ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے — تو ننگا اور پیدل دو تکان میں ہے

رحمش ۲ آمد بر حکیم و عزم کرد — کش براشتر بر نشاند نیک مرد

دانا پر اس کو ترس آ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا — کہ وہ اس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھا لے

باز گفتش اے حکیم خوش سخن — شمۂ از حال خود ہم شرح کن

پھر اس نے اس سے کہا اے شیریں کلام دانا — کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

اینچنیں عقل و کفایت کہ تراست — تو وزیری یا شہی بر گوی راست

ایسی عقل اور لیاقت جو تجھے (حاصل) ہے — سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام — بنگر اندر حال واندر جامہ ام

اس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں عوام میں سے ہوں — میری حالت اور میرا لباس دیکھ

گفت اشتر چند داری چند گاؤ — گفت نے ایں ونہ آں مارا مکاؤ

اس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں — کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کرید

گفت رخت چیست بارے در دکاں — گفت مارا کو دکان و کو مکاں

اس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے — کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے

نیست قوت و نے ۳ رخوت و نے قماش — نے متاع و نیست مطبخ نیست آش

نہ کھانا ہے اور نہ برتن اور نہ اسباب — نہ پونجی ہے اور نہ مطبخ نہ شوربا

گفت پس از نقد پرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند

تو پھر میں نقدی پوچھتا ہوں کتنی نقدی ہے — کہ تو اکیلا چلنے والا ہے پسندیدہ نصیحت والا

کیمیائے مس عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است

دنیا کے تانبے کی کیمیا تیرے پاس ہے — عقل اور سمجھ کے موتی تہ بہ تہ ہیں

گنہا بنہادہ باشی بر مکاں — نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں

مکان پر تو نے خزانے جمع رکھے ہوں گے — تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

۱ گفت۔ اس عقلمند نے کہا، بجائے اس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کرے کہ اس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھر لے تو توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائیگا۔ شاباش۔ بدو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی بہت خوش ہوا اور اس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدو نے کہا اس عقل و ذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے۔ لغوب۔ تکلیف۔

۲ رحمش۔ بدو کو اس دانا پر ترس آیا۔ شمہ۔ یعنی بدو نے اس سے کہا اپنے کچھ احوال بتا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اس عقل کیساتھ یہی قرین ہے۔ مکاو۔ کھود کرید نہ کر۔ رخت۔ یعنی اگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

۳ رخوت۔ رخت کی جمع، ...

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب ۱ | در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب
اس نے کہا خدا کی قسم اے عرب کے سردار نہیں ہے | میری ساری ملکیت میں رات کا گزارا

پابرہنہ تن برہنہ می دوم | ہر کہ نانے می دہد آنجا روم
ننگے پیر، ننگے بدن گھومتا ہوں | جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مر مرا زیں حکمت و فضل و ہنر | نیست حاصل جز خیال و درد سر
مجھے اس دانائی اور فضیلت اور ہنر سے | سوائے خیال اور درد سر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دور از برم | تا نبارد شومی تو بر سرم
تو بدو نے اس سے کہا میرے پاس سے دور ہو | تاکہ تیری بدبختی [illegible]

دور بر آں حکمت شومت زمن | نطق تو شوم ست بر اہل زمن
[illegible] | [illegible]

یا تو آں ۲ سو رو من ایں سو می روم | ور ترا رہ پیش من ایں ہست شوم
[illegible] | [illegible]

یک جوالم گندم و دیگر زریگ | بہ بود زیں حیلہہائے مردہ ریگ
میرا ایک تھیلا گیہوں کا بورا اور دوسرا ریت کا | ان ذلیل تدبیروں سے بہت اچھا ہے

کیں جوال گندم دریلم یقیں | بہ بود زاں حکمت تو اے مہیں
[illegible] | [illegible]

احمقی ام بس مبارک احمقی ست | کہ دلم با برگ و جانم متقی ست
[illegible] | [illegible]

گر تو خواہی ۳ ایں شقاوت کم شود | جہد کن تا از تو حکمت کم شود
اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی کم ہو جائے | تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

حکمتے کز طبع زاید و ز خیال | حکمتے بے فیض نور ذوالجلال
وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو | [illegible]

حکمت دنیا فزاید ظن و شک | حکمت دینی برد فوق فلک
دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے | دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

زوبہان زیرک آخر زماں | بر فزودہ خویش بر پیشینیاں
آخری زمانہ کے چالاک اوباش | [illegible]

۱ وجہ العرب۔ عرب کے سردار۔ [illegible] سامان۔ [illegible] ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں [illegible] روٹی کی امید ہوتی ہے [illegible] پہلو۔ شومی۔ [illegible] کے ہوتے ہوئے انا افلاس۔ [illegible] دور ہو دور لیجا۔
۲ یا تو آں سو [illegible] تو جائیگا۔ [illegible] خصیکہ تیرا ساتھ [illegible] جوالم۔ یعنی [illegible] عقلمندی سے [illegible] مردہ ریگ۔ [illegible] متقی۔ یعنی [illegible] والی
۳ [illegible] تو خواہی تیری یہ عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی [illegible] بدبختی کم [illegible] وہ چالاکی اور دانائی [illegible] نور سے [illegible] بدبختی کا سبب بنتی ہے [illegible] فطانت اور [illegible] کا سبب ہے۔ [illegible] وہ فلاسفہ جو عقل اپنے [illegible] کی وجہ سے مقصد [illegible] تے ہیں۔

رو بہان زیرک صاحب کمال　　برفزودہ خویش را زاصحاب ا حال
صاحب کمال ، چالاک لومڑیوں نے　　اصحاب حال پر اپنے آپ کو بڑھا لیا ہے

حیلہ آموزاں جگر ہا سوختہ　　حیلہا و مکر ہا آموختہ
حیلہ بازوں نے جگر جلا کر　　حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبرو ایثار و سخائے نفس وجود　　باد دادہ کاں بود اکسیر سود
صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش　　کو برباد کر دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے　　راہ آں باشد کہ پیش آید شہے
سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے　　راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ[۲] آں باشد کہ ازخود شہ بود　　نے بمخزنہا و لشکر شہ بود
شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو　　نہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تابماند شاہی او سرمدی　　ہمچو عزّ و ملک دینِ احمدی
تاکہ اس کی شاہی ابدی رہے　　جیسے دین احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش را زوال　　گشتہ دور از ملکِ او عین الکمال
قیامت تک ان کی شریعت کو زوال نہیں ہے　　نظر بد ان کی سلطنت سے دور ہے

کرامات سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابن ادہم کی کرامات

ہم زابراہیم ادہمؒ آمدست　　کوز راہے بر لبِ دریا نشست
ابراہیم (ابن) ادہم کے بارے میں منقول ہے　　کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلق خودمی دوخت آں سلطانِ[۳] جاں　　یک امیرے آمد انجا ناگہاں
وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے　　اچانک اس جگہ ایک سردار آگیا

آں امیر از بندگان شیخ بود　　شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود
وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا　　اس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خُلق و خَلق او　　خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او
اس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی　　شیخ اور ان کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کو رہا کرد آنچناں ملک شگرف　　برگزید ایں فقر و بس باریک حرف
کہ انہوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی　　اس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف ہے

۱ اصحاب۔ حال یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں حیلہ آموزاں۔ نفس دنیا کماتے ہیں اور تدبیریں بڑی جگر سوزی سے حاصل کی ہیں صبر و ایثار۔ علوم خداوندی سے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو انہوں نے برباد کر دیا ہے۔ فکر۔ دنیوی معاش کی تدبیر اور فکر بے حقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی شیخ کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے۔

۲ شاہ۔ دنیوی بادشاہ تو لشکر اور خزانے کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں۔ شیخ وہ شاہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند شیوخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دین احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ اس کو نظر بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیوخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھ کر ہے ابراہیم یعنی ادہم کے بیٹے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

۳ سلطان جاں۔ یعنی روحانی شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے درباروں میں رواج تھا۔ جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیرہ شد۔ اس نے اس سے پہلے حضرت ابراہیم کا شاہی ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا۔ تو اس حالت کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ باریک حرف یعنی تحریر میں ظاہری شان و شوکت نہیں ہوتی ہے اور اسپر ورد شوار ہوتا ہے یہی حال فقرا اور تصوف کا ہے۔

ترک کرد او مُلکِ ہفت اِقلیم را　　　می زند بر دلق سوزن چوں گدا
انہوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا　　　گدڑی میں بیٹھ کر گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

مُلکِ ہفت اقلیم ضائع می کُند　　　چوں گدا بر دلق سوزن می زند
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں　　　گداؤں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش　　　شیخ چوں شیر ست و دلہا بیشہ اش
اس کے اس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے　　　شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اس کے جنگل ہیں

چوں رجا و خوف دَر دلہا رَواں　　　نیست مخفی بروے اَسرارِ نہاں
دلوں میں امید اور ڈر کی طرح رواں ہے　　　اس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں

دل نگہدارید اے بے حاصلاں　　　در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو　　　اہل دل کی مجلس کی حاضری میں

پیشِ اہلِ تن ادب بر ظاہر ست　　　کہ خدا از ایشاں نہاں را ساتر ست
اہل ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے　　　کیونکہ خدا ان سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے

پیشِ اہلِ دل ادب بر باطن ست　　　زانکہ دل شاں بر سرار قاطن ست
اہل دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے　　　کیونکہ ان کا دل باطنی احوال پر تکنے والا ہے

تو بعکسے [۲] پیشِ کوراں بہرِ جاہ　　　با حضور آئی نشینی پائگاہ
تو بالعکس اندھوں کے سامنے رتبہ کی خاطر　　　حضور (دل) کے ساتھ آتا ہے اور نچلی جگہ بیٹھتا ہے

پیش بینایاں کُنی ترکِ ادب　　　نار شہوت را از آں گشتی حطب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے　　　اس سے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے

چوں [۳] نداری فطنت و نورِ ہُدیٰ　　　بہر کوراں روئی را میزن جلا
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے　　　اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ

پیشِ بینایاں حدث بر روی مال　　　ناز کم کُن با چنیں گندیدہ حال
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مل لے　　　اس گندی حالت پر فخر نہ کر

شیخ سوزن زود در دریا فگند　　　خواست سوزن را بآوازِ بلند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی　　　(پھر) زور سے سوئی مانگی

---

۱ ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیم نے ہفت اقلیم کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ شیخ واقف گشت۔ بزرگان دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بمنزلہ شیر کے ہیں اور لوگوں کے قلوب انکی کچھار ہیں۔ چوں۔ جس طرح امید و بیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں۔ دل نگہدارید بزرگوں کے سامنے جا کر دل میں برے وسوسے نہ لانے چاہئیں۔ بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔ اہل تن۔ جو اصحاب ظاہر ہیں انکے سامنے تو ظاہر کو مودب رکھنا ضروری ہے اہل باطن کے سامنے باطن کو مودب رکھنا ضروری ہے۔ قاطن۔ مقیم ساکن۔

۲ تو بعکسے۔ لیکن عموماً لوگ اس کے بالعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوراں۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بینایاں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے۔ حطب۔ ایندھن۔

۳ چوں نداری اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں منہ کو پر رونق بنا کر جا پیش بینایاں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے منہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ ناز کم کن۔ لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعث فخر نہیں ہے۔ شیخ چونکہ اس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہٰذا اس کی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی آپ دریا میں پھینک دیں جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر آواز بلند آپ سوئی کا مانگا۔

صد ہزاراں ماہیِ اللّٰہیے — سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے
لاکھوں خدائی مچھلیاں — ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او — کہ بگیر اے شیخ سوزِ نہائے ہو
سونے کی سوئی اس کے دانتوں میں — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سر بر آور دند از دریائے حق — کہ بگیر اے شیخ سوزِ نہائے حق
اللہ (کے) دریا سے انھوں نے سر ابھارا — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزنِ خود خواستم — وادہ از فضلت نشان را استم
ان شیخ نے جواب دیا اے خدا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے — اپنی مہربانی سے مجھے صحیح نشانی عطا کر

ماہیے دیگر بر آمد در زماں — سوزنِ اورا گرفتہ در دہاں
اور ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی — ان کی سوئی منہ میں لئے ہوئے

رُو بدو کرد و بگفتش اے امیر — مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر
کی طرف [illegible] اور کہا اے سردار — دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشان ظاہرست ایں ہیچ نیست — باطنے جوئی و بظاہر بر مایست
یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے — باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سوئے ۲ شہر از باغ شاخے آورند — باغ و بستاں را کجا آنجا برند
شہر کی جانب باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں — باغ اور بستاں کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خاصہ باغے کاں فلک یک برگِ اوست — بلکہ آں مغزست وایں عالم چو پوست
خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اس کا ایک پتہ ہے — بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہے

بر نمیداری سوئے آں باغ گام — بوئے افزوں جوئی و کن دفع زکام
(اگر) تو اس باغ کی طرف قدم نہیں اٹھاتا ہے — تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جستجو کر اور زکام کو دفع کر

تا کہ آں ۳ بو جاذبِ جانت شود — تا کہ آں بو نورِ چشمانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری روح کی کشش کا سبب بنا دے — تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تا کہ آں بو سوئے بستانت کشد — وانما ید مر ترا راہ رشد
تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے — تجھے [illegible] ہدایت کا راستہ [illegible]

چشمِ نا بینات را بینا کند — سینہ ات را سینۂ سینا کند
تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنا دے — تیرے سینے کو (کوہ) سینا کا سینہ بنا دے

۱ صد ہزاراں - لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے دریا سے نمودار ہو گئیں۔ حضرت شیخ ابراہیم نے فرمایا اے خدا میں تو [illegible] اپنی سوئی چاہتا ہوں وہ عطا کر [illegible] اپنی مہربانی کی نشانی ظاہر فرما [illegible] ان مچھلیوں سے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی [illegible] منہ میں شیخ کی سوئی تھی۔ [illegible] شیخ ابراہیم نے [illegible] دل کی [illegible] نشانی [illegible] طالب [illegible] ظاہری نشانی پر اکتفا [illegible]

۲ [illegible] دنیا کی مثال ایک شہر کی سی ہے اور عالم غیب ایک باغ [illegible] دنیا میں دکھا دیا [illegible] جس میں سے [illegible] پھولدار شاخ [illegible] حاصل ہوتی [illegible] آسمان بھی اس باغ کا ایک پتہ ہے بلکہ عالم غیب مغز ہے اور عالم [illegible] اس کا چھلکا [illegible] نا امیدی [illegible] قدم نہیں اٹھاتا ہے تو اس کی خوشبو سونگھ [illegible] یہ جو خواہش نفسانی کی وجہ سے قوت شامہ پر طاری ہو گیا ہے۔

۳ تاکہ آں بو [illegible] عالم غیب کی خوشبو نکلے گا تو روح عالم غیب کی طرف کھینچے گی اور وہ خوشبو تمھاری آنکھوں کے لئے نور بصیرت بن جائے گی اور عالم غیب سے [illegible] بو نمودار ہو جائے گی [illegible] سینہ وہ بینا بن جائے گا جس میں تجلیات رب کا ظہور ہوگا۔

گفت [1] یوسف ابن یعقوب نبی — بہر بو القوا علی وجہ ابی

حضرت یعقوب نبی کے بیٹے (حضرت) یوسف نے فرمایا — خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو

بہر ایں بو گفت احمد در عظات — دائما قرۃ عینی فی الصلوۃ

اسی خوشبو کیلئے احمدؐ نے وعظوں میں فرمایا — ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج [2] حس با ہمدگر پیوستہ اند — رستہ ایں ہر پنج از اصلے بلند

پانچوں حواس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں — ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اگے ہیں

قوت یک قوت باقی شود — ماقی را ہر یکے ساقی بود

ایک کی قوت [illegible] سے قوت بن جاتی ہے — باقی میں سے ایک [illegible] دوسرے والی ہو جاتی ہے

دیدن دیدہ فزاید عشق را — عشق در دیدہ فزاید صدق را

[illegible] — عشق [illegible] میں صدق کو بڑھاتا ہے

صدق [3] بیداری ہر حس می شود — حس ہا را ذوق مونس می شود

صدق [illegible] بیداری بن جاتا ہے — [illegible] ذوق دوست بن جاتا ہے

آغاز منور شدن عارف بنور غیب بین

[illegible] والے نور سے عارف کے حواس [illegible] کا آغاز

چوں یکے حس در روش بکشاد بند — ماقی حس ہا ہمہ مبدل شوند

[illegible] ایک حس نے رفتار میں بندش کو کھول دیا — باقی حواس [illegible] بدل جاتے ہیں

چوں یکے حس غیر محسوسات دید — گشت غیبی بر ہمہ حس ہا پدید

جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا — تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں ز جو جست از گلہ یک گوسفند — پس پیاپے جملہ زاں سو بر جہند

جب ریوڑ میں سے ایک بکری کود جائے — تو سب پے درپے اس جانب کود جاتی ہیں

گوسفندان حواست را بران — در چرا از اخرج المرعی چران

تو اپنے حواس کو بکریوں کی مانند — اخرج المرعی کی چراگاہ میں چرا

میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالم غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو بقیہ لطائف بھی عالم غیب کا ادراک شروع کر دیتے ہیں۔ چوں ز جو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو آزادی حاصل ہونے کی مثال ہے کہ گلہ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کو جاتی ہیں گوسفنداں۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالم غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اس عالم سے اسرار و معارف کی غذا حاصل کرے۔ اخرج المرعی اس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی۔ مولانا نے چراگاہ سے عالم غیب کی چراگاہ کا دل ہے۔

[1] گفت یوسف۔ جب حضرت یعقوب حضرت یوسف کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے تو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اس کو حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈال دینا۔ مولانا فرماتے ہیں اس قمیص میں وہی عالم غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہر ایں۔ یہی عالم غیب کی خوشبو تھی جو آنحضور کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضور نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

[2] پنج حس۔ یعنی لطائف ستہ قلب، روح، سر، خفی، اخفی، چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اس لئے ان کو پانچ کہہ دیا ہے۔ اگر سالک ایک لطیفے کے تصفیہ کی بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں۔ اگر ایک کو غذائے اصلی حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعث تقویت ہے۔ دیدن دیدہ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے متاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اس سے دل متاثر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں کیفیت عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] صدق۔ عشق الٰہی سے اخلاص پیدا ہوا تو اس سے دیگر لطائف متاثر ہو جاتے ہیں اور ان میں وصل محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چوں یکے حس۔ جب ایک لطیفہ موانع کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو بقیہ لطائف

تا در آنجا سنبل وریحاں چرند — تا بہ گلزار حقائق [1] رہ برند
تاکہ وہاں وہ سنبل و ریحان چریں — تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حست پیغمبر حسہا شود — تا یکا یک سوئے آں جنت رود
تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بنجائے — تاکہ فوراً اس جنت کی طرف چلی جائے

حسہا با حس تو گویند راز — بے حقیقت بے زبان و بے مجاز
حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے — بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابل تاویلہاست — ویں توہم مایہ تخییلہاست
کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے — اور یہ توہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت را کہ باشد از عیاں — ہیچ تاویلے نگنجد درمیاں
وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو — اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

چونکہ [2] ہر حس بندہ حس تو شد — مر فلکہا را نباشد از تو بد
جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہو گئی — تو آسمانوں کے لئے (بھی) تیرے سوا چارہ نہیں

چونکہ [3] دعوی میرود در ملک پوست — مغز آں را کہ بود قشر آن اوست
جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے — مغز جس کی ملکیت ہو گا چھلکا اسی کی ملکیت ہو گا

چوں تنازع در فتد و تنگ کاہ — دانہ آن کیست آں را کن نگاہ
جب گھاس کے گٹھر میں جھگڑا ہو — دانہ کس کا ہے اس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نور روح مغز — ایں پدیدست آں خفی زیں رو ملغز
تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے — یہ کھلا ہے وہ نور روح چھپا ہوا ہے اس سے لغزش نہ کھا

جسم ظاہر روح مخفی آمدست — جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم ظاہر ہے روح چھپی ہوئی ہے — جسم آستین کی طرح ہے جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بود — حس بسوئے روح زوتر رہ برد
پھر عقل روح سے زیادہ پوشیدہ ہے — حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جنبشے بینی بدانی زندہ است — ایں ندانی توز عقل آگندہ است
تو حرکت کو دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے — تو نہیں جانتا کہ وہ عقل سے بھرا ہوا ہے

عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح جاندار کو پہچان جاتی ہے اور عقل کو ذریعہ میں پہچانتی جنبش۔ کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو فوراً سمجھ جاتے ہو اس میں روح ہے لیکن محض حرکت سے عقل کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

[1] حقائق۔ یعنی معرفت خداوندی کے حقائق۔ ہر حست۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حسہا۔ جب لطائف سب مصفی بنجاتے ہیں تو مریدین اور مسترشدین لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں۔ کیں۔ حقیقت لفظی عبارت جس میں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے اس میں تو تاویل کی گنجائش ہے لیکن لطائف کی ذہنی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[2] چونکہ ہر حس۔ جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہو گئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہوجائیں گے۔

[3] چونکہ دعوی۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا مغز جس کی ملکیت میں ہے۔ آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات کے مقصود کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اس کے تابع ہوگا۔ چوں تنازع یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اسی کا قرار دیا جائیگا جو اس کے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس فلک۔ چھلکا کھودے پر ہوتا ہے اور اس کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اس میں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرع پہلے مصرع کی دلیل ہے۔ جسم ظاہر۔ اب چند چیزوں کے ظہور اور خفا کی مثالیں دیتے ہیں اور خفی کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی باز عقل۔ عقل اور روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے۔

تا کہ ۱ جنبشہائے موزوں سر کند — جنبش مس را بدانش زر کند
جب تک کہ وہ موزوں اور مناسب حرکتیں کرے — تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست — فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے — تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روح وحی از عقل پنہاں تر بود — زانکہ اُو غیب ست و اُوزاں سر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے — اسلئے کہ وہ عالم غیب سے ہے بلکہ اسی طبقہ میں آئی ہے

عقلِ احمد از کسے پنہاں نشد — روحِ وحیش مُدرک ہر جاں نشد
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی — ان کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روح ۲ وحیی را مناسبہاست نیز — در نیابد عقل کاں آمد عزیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں — عقل ان کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود — زانکہ موقوف ست تا اُو آں شود
(عقل) کبھی ان آثار کو جنون سمجھتی ہے کبھی حیران ہوتی ہے — کیونکہ یہ بات موقوف ہے کہ عقل وحی کی استعداد بن جائے

چوں مناسبہائے افعالِ خضر — عقلِ موسیٰ بود در دیدش کدر
جیسا کہ (حضرت) خضر کے افعال کی مناسبتیں — (حضرت) موسیٰ کی عقل ان کو دیکھ کر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ اُو — پیش موسیٰ چوں نبودش حالِ او
ان (حضرت خضر) کے افعال نامناسب نظر آئے — (حضرت) موسیٰ کیلئے چونکہ موسیٰ کی حالت ان (حضرت خضر) کی نہ تھی

عقلِ ۳ موسیٰ چوں بُود در غیب بند — عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
حضرت موسیٰ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو — چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علم تقلیدی بُود بہرِ فروخت — چوں بیابد مشتری خوش بر فروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے — جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اٹھتا ہے

مشتری علم تحقیقی حق ست — دائما بازار اُو بارونق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے — اس کا بازار ہمیشہ بارونق ہے

لب بہ بستہ ہست در بیع و شری — مشتری بیحد کہ اللہ اشتری
منہ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہے — خریدار لامحدود ذات ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے

درس آدم را فرشتہ مشتری — محرم درسش نہ دیو نے پری
حضرت آدم کے درس کا فرشتہ خریدار ہے — اسکے درس کا راز داں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

---

۱ تا کہ۔ اگر ان سے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمہیں یقین ہو گا کہ وہ صاحب عقل ہے روح وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے ہر انسان نے آنحضور کی عقل کو جان لیا اور ان کو عقلمند یقین بہت سے انسان آپ کی قبول وحی کی استعداد نہ پہچان سکے۔

۲ روح وحی۔ وحی کی استعداد سے کچھ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہیں اسلئے ان کو عقل نہیں پہچانتی ہے۔ بعض ان آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہو جائے۔ چوں مناسبہائے۔ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

۳ عقل موسیٰ۔ اسرار غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰ جیسے عظیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوں تو چوہے جیسی عقل والے کب ان کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علم تقلیدی سنا سنایا۔ علم تحقیقی۔ جو مشاہدہ اور ذاتی تجربے سے حاصل ہو۔ لب بہ بستہ تحقیقی علم والا خاموشی کے ساتھ اللہ کے ساتھ خرید فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللہ اشتری قرآن پاک میں ہے ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ خدا نے مومنین سے ان کی جان اور مال جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ درس آدم ہر علم کا خریدار اس کے مناسب ہوتا ہے حضرت آدم کے علوم خریدار فرشتے تھے دیو پری نہ تھے۔

آدم[1] انبئهم باسماء درس گو | شرح کن اسرارِ حق را مو بمو
(اے) آدم ان کو اسماء کی تعلیم کا درس دو | ایک ایک کر کے اللہ تعالیٰ کے اسرار کی شرح کر دو

آنچناں کس راکہ کوتہ بین بود | در تلون غرق و بے تمکین بود
وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو | تلون میں غرق اور بے ثبات ہو

موش گفتم زانکہ در خاکست جاش | خاک باشد موش راجائے معاش
میں نے اس کو چوہا اسلئے کہا کہ اس کا مقام مٹی میں ہے | چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیرِ خاک | ہر طرف او خاک را کردست چاک
راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے | (اسنے) ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفسِ[2] موشے نیست لا لقمہ رند | قدرِ حاجت موش را عقلے دہند
چوہے کا نفس صرف لقمہ اڑانے والا ہے | ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیتے ہیں

زانکہ بے حاجت خداوندِ عزیز | می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز
اس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالیٰ | کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجت عالم زمیں | نا فریدے ہیچ ربّ العالمیں
اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی | اللہ تعالیٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

ویں زمینِ مضطرب محتاجِ کوہ | گر نبودے نا فریدے با شکوہ
اور یہ ہلنے والی زمین پہاڑ کی محتاج | اگر نہ ہوتی تو اس پر شکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور[3] نبودے حاجتِ افلاک ہم | ہفت گردوں نا فریدے از عدم
اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی | تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ وایں استارگاں | جز بحاجت کے پدید آمد عیاں
سورج اور چاند اور یہ ستارے | ضرورت کے بغیر کب نمودار ہوئے؟

پس کمندِ ہستہا حاجت بود | قدرِ حاجت مرد را آلت بود
تو موجودات کی کمند ضرورت ہے | بقدر ضرورت انسان کے سامان ہوتے ہے

پس چو حاجت شد مندِ ہستہا | قدرِ حاجت میرسد از حق عطا
تو سب ضرورت موجودات کی سند ہے | اللہ تعالیٰ کی جانب سے بقدر ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود | تا بجوشد از کرم دریائے جود
اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا | تا کہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

[1] آدم۔ قرآن پاک میں ہے یا دم انبئهم باسمائهم یعنی اے آدم ان فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو چنانچہ پہلے اشعار میں عقلی علم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں تلون۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ نا پائدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق سفلی سے ہے۔ راہہا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

[2] نفس موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اس کو اتنی عقل عطا ہوتی ہے زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی عطیہ نہیں ملتا۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ وہ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

[3] ور نبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند تارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر ذرائع مہیا ہوتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی محتاجی اور ضرورت کو بڑھاتا کہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

این[1] گدایان بر رہ و ہر مبتلا — حاجت خود می نماید خلق را

فقیر اور مصیبت زدہ ہر راہ پر — اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شلی و بیماری و درد — تا ازیں حاجت بجنبد رحم مرد

اندھا پن اور اپاہج پن اور بیماری اور تکلیف — تاکہ ان ضرورتوں کی وجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آ جائے

ہیچ گوید ناں دہید اے مردماں — کہ مرا مال ست و انبارست و خواں

کوئی کہتا ہے کہ اے لوگو! روٹی دے دو — یعنی میرے پاس مال ہے اور سامان ہے اور خوان نعمت ہے

چشم ننہادہ ست حق در کور موش — زانکہ بے چشمے ربودن ہست خوش

چھچھوندر کو اللہ (تعالیٰ) نے آنکھیں نہیں دیں — اس لیے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تواند زیست بے چشم و بصر — فارغ ست از چشم او در خاک تر

وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے — وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جز بدزدی[2] او بروں ناید زخاک — تا کند خالق ازاں دزدیش پاک

وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے — تاکہ اللہ تعالیٰ اس چور پن سے اسے پاک کر دے

بعد ازاں پر یابد و مرغے شود — چوں ملائک جانب گردوں رود

اس کے بعد وہ وہ پر حاصل کر لے اور پرندہ بن جائے — فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشن شکر خدا — او بر آرد ہمچو بلبل صد نوا

ہر وقت اللہ تعالیٰ کے شکر کے گلشن میں — وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہانندہ مرا از وصف زشت — اے کنندہ دوزخے[3] را تو بہشت

کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے! — اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے!

می نہی در پیہ نور روشنی — استخواں را می دہی سمع اے غنی

تو چربی میں نور اور روشنی پیدا کر دیتا ہے — اے بے نیاز تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہے

چہ تعلق آں معانی را بہ جسم — چہ تعلق فہم اشیا را با سم

ان صفات کا جسم سے کیا تعلق؟ — ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ؟

لفظ چوں وکرست معنیٰ طائرست — جسم جوی روح آب سائرست

لفظ گھونسلے کی طرح ہیں معنیٰ پرندہ ہیں — جسم نہر ہے اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آب و جوئے فکر — نیست بے خاشاک خوب و زشت ذکر

فکر کی نہر سے پانی کی سطح روانی میں — کوڑے اور اچھے برے خیال سے بغیر ہی نہیں رہتی

[1] ایں گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اس کو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ ہیچ گوید۔ فقیر بھی یہ نہیں کہتا کہ میں بہت مالدار ہوں لہذا مجھے روٹی کھلا دو۔ کور موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہذا اس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

[2] جز بدزدی۔ عالم ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا ان کو نور بصیرت عطا کر دے۔ بعد ازاں۔ جب انکو نور بصیرت حاصل ہو جائے تو ان کی عالم لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر ان پر اسرار خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ صد نوا۔ یہ ان کے نغمے ہوں گے۔

[3] دوزخے۔ یعنی برے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں۔ کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرما دی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں فوراً اس سے چیز سمجھ میں آ جاتی ہے۔ لفظ اسم اور شے کی میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اس قدر جیسا کہ پرندہ کا تعلق گھونسلے سے کہ روح کی سمت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی۔ یعنی روح کی قوت فکریہ میں ہمیشہ اچھے برے خیالات آتے رہتے ہیں۔

اُو رواں است اوتو گوئی واقف ست — اُو رواں است تو گوئی عاکف ست

وہ جاری ہے تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے — وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ جھکی ہے

گر نہ بینی سیرِ آب از جا بجا — چیست بروئے نو بنو خاشا کہا

اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں دیکھتا ہے — تو کوڑا کرکٹ اس پر نیا نیا کیوں ہے

ہست خاشاک نو صورتہائے فکر — نو بنو در میرسد اشکالِ بکر

فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرکٹ ہیں — نئی شکلیں اور تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آبِ جوئے فکر اندر روش — نیست بے خاشاکِ محبوب و وحش

فکر کی نہر کے پانی کی سطح رفتار میں — اچھے اور برے (خس) خاشاک کے بغیر نہیں ہے

قشر ہا ۲ بر روئے ایں آبِ رواں — از ثمارِ باغِ غیبی شُد دواں

اس رواں پانی کی سطح پر چھلکے — عالم غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قشر ہا را مغز اندر باغ جو — زانکہ آب از باغ می آید بجو

چھلکوں کا مغز باغ میں تلاش کر — اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گر نہ بینی رفتنِ آبِ حیات — بنگر اندر سیرِ ایں جوئی و نبات

اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے — اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر نظر کر

آب چوں انبہ تر آید در گذر — زو کُند قشرِ صُور زو تر گذر

نہر کا پانی جب شدت سے گذرے — اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جو رواں — غم نہ پاید در ضمیرِ عارفاں

جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے — تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں ۳ بغایت ممتلی بود و شتاب — پس نگنجد اندر و الا کہ آب

جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی اور تیز ہو — تو اس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طعنہ زدن بیگانہ بر شیخ وجواب گفتنِ مُرید شیخ آں بیگانہ را

ایک اجنبی کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مرید کا اس کو جواب دینا

ابلہے یک شیخ را تہمت نہاد — کو بدست و نیست بر راہِ رشاد

ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی — کہ وہ برا ہے اور راہ ہدایت پر نہیں ہے

شارب خمر ست وسالوس وخبیث — مر مُریداں را کجا باشد مُغیث

شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے — تو مریدوں کا کیا رہنما ہو گا؟

۱ اُو رواں است۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تو جس طرح کہ آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے اسی طرح سے روح ملاء اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے گر نہ بینی۔ کہ آب روانی نئے نئے خس وخاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوت فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اس کی روانی معلوم کی جا سکتی ہے۔ روش۔ آب روح کی قوت فکریہ کی کبھی اچھے برے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۲ قشر۔ روح کی قوت فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں۔ ان چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کرو وہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارف غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہو گئے۔ بنگر۔ امتحان اس کا کوئی شخص ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اس لئے ان پر غم وغصے کے خس وخاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

۳ چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم وغصہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے معتدل ہیں۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے ابلہے۔ معترض اس لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقام فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارب۔ پینے والا اور شیخ فرمائی درس دیتے ہیں۔

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
ایک شخص نے اس سے کہا ادب کو محفوظ رکھ
خورد انہ بود ایں چنیں ظن بر کبار
بڑوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دور از وے دور از اوصافِ او
اس سے اور اس کے اوصاف سے بعید ہے
کہ ز سیلے تیرہ گرد و صافِ او
کہ اس کا صاف پانی بہاؤ (کے پانی) سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بہتاں منہ بر اہلِ حق
اہل حق پر اس طرح کا جھوٹ نہ بول
کایں خیالِ تست برگرداں ورق
یہ تیرا (نفس) خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد ور بود اے مرغِ خاک
اے خشکی کے پرندے! ایسا نہ ہو گا اور اگر ہو
بحرِ قلزم را ز مردارے چہ باک
بحر قلزم کو ایک مردار سے کیا خطرہ!

نیست دون القلتین و حوضِ خورد
وہ قلتین سے کم، اور چھوٹا حوض نہیں ہے
کش تواند قطرۂ آب از کار برد
کہ اس کو (گندے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز آتش[2] ابراہیم را نبود زیاں
(حضرت) ابراہیم کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے
ہر کہ نمرودیست گو می ترس ازاں
جو نمرودی ہے کہہ دے وہ اس سے ڈرے

نفس نمرودست عقل و جاں خلیل
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیل ہے
روح در عین ست و نفس اندر دلیل
روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے

ایں[3] دلیلِ راہ رہرو را بود
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے
کو بہر دم در بیاباں گم شود
یعنی وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
اللہ تک پہنچ جانے والوں کے لیے صرف آنکھ اور چراغ ضروری ہے
از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
رہنما سے ان کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے
گفت بہرِ فہمِ اصحابِ جدال
تو بحث کرنے والوں کی سمجھ کیلئے بیان کرتا ہے

بہرِ طفلِ نو پدر تی تی کند
نو (عمر) بچے کے لئے باپ ہے
گرچہ عقلش ہندسۂ گیتی کند
اگرچہ اس کی عقل جہان کی پیمائش کر ڈالے

---

۱ خورد - چھوٹا۔ بڑوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کہ زسیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے۔ ایں نباشد۔ تو نے جو برائیاں بیان کی ہیں وہ ان میں نہ ہونگی۔ اور اگر ہوں تو انکے لئے معصیت نہ بھی جائیں کیونکہ فنائیت کے غلبہ کی وجہ سے اس معصیت کو شرعی اعتبار سے ان کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ القلتین۔ یعنی دو مٹکے پانی جو بارہ سو رطل ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں تھوڑی سی نجاست پڑنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

۲ آتش۔ مختلف مقامات پر اشیاء کے آثار بدل جاتے ہیں قطرۂ نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا دے گا زیادہ کو نہ بنا سکا۔ آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیم کو نقصان نہ پہنچا سکی۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل منزل آگ ہے اور مقتضائے روح وہ گلزار ہے۔ روح در عین۔ روح اور نفس کے اعتبار سے احکام میں فرق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روح مشاہدہ حق میں لگی ہے جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اس سے محروم ہے اور طالب دلیل ہے۔

۳ ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہرو کے لئے ضروری ہے۔ جو مقصود تک پہنچ گئے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ از دلیل۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں۔ وہ بھی استدلال سے کام لیتے ہیں۔ تو وہ ان کے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے نیچے استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہر طفلے۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تتلا کر باتیں کرتا ہے۔ بچے کو عام طور سے پڑھاتے وقت الف خالی یا نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ مبتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اس کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو　　گر الف چیزے ندارد گوید او

استاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی　　اگرچہ کہ کہے الف خالی ہے

از پے ۱ تعلیم آں بستہ دہن　　گوید اُو حطّی و ہوّز کلمن

منہ کے تھوتھنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے　　وہ حطّی اور ہوز (اور) کلمن کہتا ہے

در زبانِ او بباید آمدن　　از زبانِ خود بروں باید شدن

اس کی زبان میں آنا چاہیے　　اپنی زبان سے نکل جانا چاہیے

تابیا موزد زتو او علم و فن　　جملگی از خود بباید گم شدن

تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے　　اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیے

پس ہمہ خلقاں چو طفلان ویند　　لازم است ایں پیر را در وقت پند

لہٰذا تمام مخلوق اس کے بچے جیسے ہیں　　نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں ۲ مُرید شیخ بد گوینده را　　آں بکفر و گمرہی آگندہ را

شیخ کے مرید نے برا کہنے والے کو　　اس کفر اور گمراہی سے بھرے ہوئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز　　ہیں مکن باشاہ با سُلطاں ستیز

کہا تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا　　خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند　　خویش را از بیخ ہستی بر کند

حوض اس دریا سے ٹکرائے گا　　اپنے وجود کو جڑ سے کھود دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا　　تیرہ گردد او زمُردار شما

وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہوتا کہ　　تمہارے مردار سے وہ گدلا ہو

کفر را حدست و اندازه بداں　　شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں

کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے سمجھ لے　　شیخ اور اس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیش ۳ بیحد ہر چہ محدودست لاست　　کُل شئ غیر وجہ اللہ فناست

لا محدود کے سامنے محدود، معدوم ہے　　اللہ (تعالیٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

کفر و ایماں نیست آنجائیکہ اوست　　زانکہ او مغز ست ایں دو رنگ و پوست

جس مقام پر وہ شیخ ہے کفر اور ایمان نہیں ہے　　چونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں

ایں فنا ہا پردۂ آں وجہ گشت　　چوں چراغ خفیہ اندر زیر طشت

یہ فانی چیزیں اس ذات کا پردہ بنی ہیں　　جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

---

۱ از پے تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوز حطی کہتا ہے۔ در زبان۔ جو زبان وہ سمجھ سکے اسی لہجہ اور زبان میں اس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اور زبان سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ پس ہمہ۔ شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو انکی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیے۔

۲ آں مرید۔ اس معترض سے کہا جو کفر اور گمراہی سے پر تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ نیست۔ اگرچہ چونکہ شیخ اخلاق خداوندی سے متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود اور دریائے ناپیدا کنار ہے۔

۳ پیش۔ بیحد۔ جب شیخ لامحدود دریا ہے تو محدود کفر اس کے اعتبار سے غیر موجود ہے۔ خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقام فنا میں پہنچ کر جب ذات باری سے وحدت ہو گئی تو اس مقام پر کفر و ایمان انکی صفت نہیں بن سکتے۔ اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ شخص کفر کرتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فنا۔ فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اس کی حقیقت غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اس لئے لوگ اس کو نہیں دیکھ پاتے ہیں۔

پس سرِ ایں اتن حجابِ آں سر ست　　پیش آں سر ایں سرِ تن کافر ست
تو اس جسم کا اس سر کا پردہ ہے　　اس سر کے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ　　کیست مردہ بیخبر از جانِ شیخ
کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل　　مردہ کون ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جاں نباشد جز خبر در آزموں　　ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں
آزمائش میں سمجھ اصل ہوتی ہے اس کے علاوہ کوئی چیز جان ثابت نہیں ہوتی　　جس کا علم بڑھا ہوا ہے اس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر　　از چہ زاں رُو کہ فزوں دارد خبر
ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے　　کس وجہ سے؟ اس لئے کہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزوں از جانِ ما جانِ مَلَک　　کو منزہ شد ز حسِ ۲ مشترک
ہماری جان سے فرشتے کی جان بڑھی ہوئی ہے　　کیونکہ وہ انسان اور حیوان کی مشترک حس سے پاک ہے

وز ملک جانِ خداوندانِ دل　　باشد افزوں تو تحیر را بہل
اور فرشتے سے اہلِ دل کی جان　　بڑھی ہوئی ہوتی ہے، تو حیرانی چھوڑ دے

زاں سبب آدم بود مسجودِ شاں　　جانِ او افزوں ترست از بودِ شاں
اسی لئے آدم ان کے مسجود بنے　　ان کی جان ان کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجود دوں ترے　　امر کردن ہیچ نبود در خورے
ورنہ اعلیٰ کو کمتر کے سجدہ کرنے کا　　حکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسندد عدل و لطفِ کردگار　　کہ گلے سجدہ کند در پیشِ خار
اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی　　کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جاں ۳ چو افزوں شد گذشت از انتہا　　شد مطیعش جانِ جملہ چیزہا
جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی　　تمام چیزوں کی جانیں اس کی فرمانبردار ہوگئیں

مُرغ و ماہی و پری و آدمی　　زانکہ او بیش ست ایشاں در کمی
پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی　　کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے وہ کمی میں ہیں

ماہیاں سوزنگر و نقش شوند　　سوزناں را رشتہا تابع بوند
مچھلیاں اس کی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانیوالی بنجاتی ہیں　　دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں

۱ سر ایں تن۔ یعنی جسمانی سر اس کے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہیں اور دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ مقابل اور کافر میں۔ یعنی کے اس ظاہری سر میں صرف ظاہری اور حسی ادراک ہوتا رہتا ہے۔ [illegible] مولانا نے پوچھا کہ [illegible] مردہ کافر [illegible] اس سے [illegible] ہوتا ہے کہ اور مردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور اس کے اوصاف سے جاہل ہے جان نباشد۔ علم جان کے لوازم میں سے ہے بلکہ دونوں کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مردہ ہے علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے جان ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے چونکہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے انسان کلیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

۲ حس مشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ ان سے بالاتر ہے لہٰذا کثرت معلومات کی بناء پر وہ انسان سے افضل ہے اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز ملک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے۔ اسی لئے آدم ملائکہ کے مسجود بنے۔ ورنہ اگر حضرت آدم کی جان اور روح فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہے تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہو سکتا ہے۔

۳ جان چوں۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں اس کے تابع فرمان ہیں اسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم کی خادم بنگئیں اور ان کی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر نمودار ہوئیں

بقیہ قصہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ بر لب دریا

دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہم کے قصہ کا باقی

چوں ۱ نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید — زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید
جب اس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا — مچھلیوں کی آمد سے اس پر وجد طاری ہو گیا

گفت آہ ماہی ز پیراں آگہ ست — شُہ تفے را کو لعین درگہ است
اس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیروں سے واقف ہیں — اس پر تف ہے جو مردودِ بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید
مچھلیاں پیر سے باخبر ہیں، ہم دور ہیں — ہم اس دولت سے بدبخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — گشت دیوانہ ز عشق فتحِ باب
اس نے سجدہ کیا اور بدحال روتا ہوا روانہ ہو گیا — (اور) دروازہ کھلنے سے عشق میں دیوانہ ہو گیا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
تو، اے گندہ رو! تو کس خیال میں ہے؟ — کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے؟

بادُمِ شیرے تو بازی می کنی — بر ملائک تُرکتازی می کنی
تو شیر کی دم سے کھیل رہا ہے — فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بد چہ ۲ می گوئی تو خیرِ محض را — ہیں ترفع کم شُمر ایں خفض را
تو خالص خیر کو برا کیوں کہہ رہا ہے؟ — خبردار! اس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بد چہ باشد مسِ محتاجِ مہاں — شیخ کہ بود کیمیائے بیکراں
بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج ذلیل تانبہ — شیخ کیا ہوتا ہے؟ لا محدود کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بد — کیمیا از مس ہرگز مس نہ شد
اگر تانبہ کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا — تو کیمیا تانبے کی وجہ سے تانبا نہ بنی

بد چہ ۳ باشد سرکش آتش عمل — شیخ کہ بود عینِ دریائے ازل
بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا — شیخ کون ہوتا ہے؟ عینِ ازلی دریا

بد کہ باشد ظالمِ ظلمت فزا — شیخ کہ بود عکسِ انوارِ خدا
بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانے والا ظالم — شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے انوار کا عکس

بد چہ باشد آتشِ پُر دود سوز — شیخ آبِ کوثرے اندر تموز
بد کیا ہوتا ہے؟ دھوئیں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ ہے — شیخ ساون میں [illegible] ہے

۱ چوں نفاذ۔ جب اس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیم کے تابع فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک ایک مچھلی ان کی سوئی لائی تو اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ گفت۔ اس سردار نے اپنی لاعلمی پر اظہارِ افسوس کیا کیونکہ اس کے دل میں پہلے وسوسہ آ چکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کر لینے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اس پر اسرار کا دروازہ کھل گیا اس سے عشق میں دیوانہ ہو گیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ بادم شیرے۔ شیر کی دم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائے گا۔

۲ بد چہ می گوئی۔ اس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا۔ خفض۔ پستی۔ بد چہ ۔۔ بد تو وہ مس ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا تعلق جو کہ کیمیا کی طرح ہے۔ مس۔ اگر کوئی مرید فیض حاصل نہ کرے تو اس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا۔ تانبا اگر کیمیا کا اثر قبول نہ کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

۳ بد چہ باشد۔ جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد ظالم اور ظلمت افزا ہے۔ شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک رومی مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

دائم[1] آتش را بترسانند ز آب　　آب کے ترسید ہرگز زالتہاب
ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں　　شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے؟

در رخ مہ عیب بینی می کنی　　در بہشتے خار چینی می کنی
تو چاند کے رخ میں عیب بینی کر رہا ہے　　بہشت میں کانٹے چن رہا ہے

گر بہشت[2] اندر روی اے خار جو　　ہیچ خار آنجا نیابی غیر تو
اے کانٹے تلاش کرنے والے! اگر تو بہشت میں جائیگا　　اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے　　رخنہ می جوئی ز بدر کاملے
تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے　　چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں　　بہر خفاشے کجا گردد نہاں
وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے　　چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے؟

عیبہا از ردّ پیراں عیب شد　　غیبہا از رشک پیراں غیب شد
عیب پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے　　(اسرار) غیب پیروں کے رشک کیوجہ سے غیب بنگئے

بس ہنر از ردّ آنہا عیب شد　　بس یقیں کز شک ایشاں ریب شد
بہت سے ہنر ہیں جوانکی ناپسندیدگی کیوجہ سے عیب بنگئے　　بہت سے یقین ہیں جوانکے شک کیوجہ سے مشکوک ہوگئے

بارے[3] از دوری ز خدمت یار باش　　در ندامت چابک و بر کار باش
آخرکار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا　　ندامت میں چست اور کار آمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد　　آب رحمت راچہ بندی از حسد
تاکہ اس راستہ سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے　　حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دور می جنباں تو دم　　حیثما کنتم فولوا وجوھکم
[illegible]　　تم جہاں کہیں ہو اپنا چہرہ اس کی طرف پھیر لو

چوں خرے در گل فتد از گام تیز　　دم بدم جنبد برائے عزم خیز
[illegible]　　[illegible]

جائے راہموار نہ کند بہر باش　　داند او کہ نیست آں جائے معاش
رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے　　وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

۱ دائم۔ بدجبلہ۔ آگ ہے اور شیخ آب نور تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخ مہ۔ شیخ آفتاب ہے اسمیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعی لا حاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

۲ گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اس کا وجود کانٹا ہے۔ اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گل۔ یعنی عیوب۔ بدر کامل۔ یعنی شیخ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جو۔ عیبہا۔ عیوب تو عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ ان کو شیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ عیبہا۔ اسرار غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ ان کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہنر۔ جس ہنر کو شیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو شیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

۳ بارے۔ آخرکار۔ ندامت یعنی اب تک دربار میں نہ پہنچنے کی شرمندگی۔ آب رحمت حسد کی وجہ سے انکے فیضان سے محروم نہ بن۔ می جنباں۔ تو دم تو دم ہلا یعنی محبت کر حیثما کنتم۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دور سے بھی اس طرف رخ کرنے کا [illegible] اسی طرح [illegible] بھی ہے۔ [illegible] طرف دور سے بھی رخ کرنے سے فیض [illegible] چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا ہے۔ تو اگر انسان دنیاداری کو دلدل میں پھنسا ہوا سمجھ کر نکلنے کی کوشش کرتا ہو۔

✿✿✿✿✿

حس ۱ تو از حس خر کمتر بدست | کہ دل تو زیں وحلہا بر نجست
تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے | کہ تیرا دل ان کیچڑوں سے باہر نہ نکلا

در وحل تاویل رخصت می کنی | چوں نمی خواہی کزاں دل بر کنی
تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی تاویل تلاش کرتا ہے | چونکہ نہیں چاہتا کہ اس سے دل ہٹائے

کایں روا باشد مرا من مضطرم | حق نگیرد عاجزے را از کرم
کہ میرے لئے یہ جائز ہے میں مجبور ہوں | اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا ہے

اے ۲ چو گفتاری گرفتار فجور | ایں گرفتن را نہ بینی از غرور
اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے | دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں دیکھتا ہے

می بگویند اندروں گفتار نیست | از بروں جوئید کاندر غار نیست
(شکاری) کہتے ہیں وہ اندر نہیں ہے | باہر تلاش کرو کیونکہ غار میں نہیں ہے

نیست در سوراخ گفتار اے پدر | رفت تازاں او بسوئے آبخور
اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے | وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے

ایں ہمی گویند و بندش می نہند | او ہمی گوید زمن کے آگہند
یہ کہتے ہیں اور اس کو پھانس لیتے ہیں | وہ بھی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟

گر زمن آگاہ بودے ایں عدو | کے ندا کردے کہ ایں گفتار کو
اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے | تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟

تا کہ بر بندند و بیرونش کنند | غافل آں گفتار از ایں ریشخند
تاکہ باندھ لیں اور اس کو باہر نکال لیں | بجو اس مذاق سے غافل ہے

دعویٰ ۳ کردن آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نہ گیرد بگناہ و جواب گفتن شعیبؑ اورا

ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیب کا اس کو جواب دینا

آں یکے می گفت در عہد شعیبؑ | کہ خدا از من بسے دیدست عیب
(حضرت) شعیبؑ کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا | کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں

چند دید از من گناہ و جرمہا | وز کرم یزداں نمی گیرد مرا
اس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں | اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے

۱ حس تو۔ بدعملی۔ اور بداعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرنے تو گدھے سے بدتر ہے وحل۔ کیچڑ۔ در وحل۔ بعض بداعمال اور گناہگار اپنی مجبوری کا اظہار کرکے اپنے آپ کو مضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ ان کا نہایت غلط خیال ہے۔

۲ اے چو گفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اس سے گناہ ہوں پر خدا اس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اس کو اس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرز عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور در اصل بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں بجو ان کی گفتگو سے مطمئن ہو جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ رفت۔ تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

۳ دعویٰ کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ[1] گفت در گوشِ شعیب — در جواب او فصیح از راہِ غیب
اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کے کان میں کہا — صاف صاف جواب غیب کے راستہ سے

کہ بگفتی چند کردم من گناہ — وز کرم نگرفت در جرم الٰہ
کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں — اور خدا نے کرم سے جرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ — اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ
اے بیوقوف! تو الٹی اور بالعکس بات کہتا ہے — اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر — در سلاسل ماندۂ پا تا بہ سر
میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بےخبر ہے — پیر سے سر تک تو زنجیروں میں ہے

زنگ[2] تو بر توت اے دیگِ سیاہ — کرد سیمائے درونت را تباہ
اے کالی دیگ! تیرے تہ بہ تہ زنگ نے — تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگار ہا — جمع شد تا کور شد زاسرار ہا
تیرے دل پر زنگوں پر زنگ — جمع ہو گیا یہاں تک کہ وہ اسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دود بر دیگِ نوے — آں اثر بنماید ار باشد جوے
اگر نئی دیگ پر دھواں لگے — وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جو کے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود — بر سفیدی آں سیہ رسوا شود
کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے — سفیدی پر سیاہ بدنما ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثیر دود — بعد ازاں بروے کہ بیند اے عنود
جب دیگ کالی ہو گئی تو دھوئیں کی تاثیر — اے ہٹ دھرم! اس کے بعد اس پر کون دیکھتا ہے؟

مرد[3] آہنگر کہ او زنگی بود — دود را باروش ہمرنگی بود
جو لوہار حبشی ہو — دھواں اس کے چہرے کے ہمرنگ ہوتا ہے

مرد رومی کو کند آہنگری — رویش ابلق گردد از دود آوری
رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے — دھواں دینے سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیر گناہ — تا بنالد زود گوید اے الٰہ
تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے — تاکہ روئے (اور) جلد کہے اے خدا!

چوں کند اصرار و بد پیشہ کند — خاک اندر چشم اندیشہ کند
جب اصرار کرتا ہے اور برائی کو پیشہ بنا لیتا ہے — تو فکر کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

---

1 حق تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے بطور وحی اس کا جواب حضرت شعیب سے فرمایا "عکس می گوئی" یعنی تو واقعہ کے خلاف کہتا ہے گرفتار ہے اور کہتا ہے خدا میری گرفت نہیں کرتا ہے۔ تیہ یعنی ریگستان۔ تیہ وہ جنگل تھا جس میں بنی اسرائیل نے راستہ گم کر دیا تھا اور چالیس برس اس میں چکر کاٹتے رہے یعنی گمراہی۔ سلاسل۔ سلسلہ کی جمع ہے۔ زنجیر۔

2 زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اس پر گرفت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ اگر نئی دیگ پر دھوئیں کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس پر پہلے دھواں جم چکا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

3 مرد آہنگر۔ حبشی لوہار۔ اس کے چہرے کا رنگ خود کالا ہے دھوئیں کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اس کے چہرے پر دھوئیں کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اس کو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدا یا خدا کہہ کر کہاں روئے گا۔ اصرار کے سبب آنکھ میں خاک۔ اب اس کو گناہ گناہ نظر نہیں آتا ہے۔

توبہ اندیشد و گر شیریں شود ۔۔۔ بر دلش آں جرم تا بیدیں شود

توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے، اور میٹھا بن جاتا ہے ۔۔۔ اسکے دل پر وہ گناہ یہاں تک کہ وہ بید بن جاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت از و ۔۔۔ شست بر آئینہ زنگ شصت تو

اس سے وہ شرمندگی اور یارب (کہنا) جاتا رہا ۔۔۔ ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھ گیا

آہنش را زنگہا خوردن گرفت ۔۔۔ گوہرش را زنگ کم کردن گرفت

اس کے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کر دیا ۔۔۔ اسکے جوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا

چوں نویسی کاغذ اسپید بر ۔۔۔ آں نبشتہ خواندہ آید در نظر

جب تو سفید کاغذ پر لکھے ۔۔۔ وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سر بنوشتہ خط ۔۔۔ فہم ناید خواندنش گردد [۲] غلط

جب تو لکھے ہوئے پر لکھے ۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کا پڑھنا غلط ہو جاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد ۔۔۔ ہر دو خط شد کور و معنی رو نداد

اسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی ۔۔۔ دونوں خط اندھے ہو گئے اور معنی غائب ہو گئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش ۔۔۔ بس سیہ کردی چو جان کافرش

اور اگر اس پر تو تیسری بار لکھے ۔۔۔ تو تو نے کافر کی جان کی طرح اس کو بالکل کالا کر دیا

پس چہ چارہ جز پناہ چارہ گر ۔۔۔ نا امیدی مس و اکسیرش نظر

تو چارہ سازی کی پناہ کے سوا کیا چارہ ہے؟ ۔۔۔ ناامیدی تانبا ہے اور اس کی نظر اکسیر ہے

نا امید یہا بپیش او نہید ۔۔۔ تاز درد بے دوا بیروں جہید

ناامیدیوں کو اس کے سامنے رکھو ۔۔۔ تاکہ لا علاج درد سے نکل سکو

چوں [۳] شعیب ایں نکتہا باوے بگفت ۔۔۔ زاں دم جاں در دل او گل شگفت

جب (حضرت) شعیب نے یہ نکتے اس سے کہے ۔۔۔ اس روحانی پھونک سے اس کے دل میں پھول کھلا

جان او بشنید وحی آسماں ۔۔۔ گفت اگر بگرفت مارا کو نشاں

اس کی جان نے آسمانی وحی سنی ۔۔۔ بولا اگر اس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے

گفت یارب دفع من می گوید او ۔۔۔ آں گرفتن را نشاں می جوید او

اے (حضرت) شعیب! اے ہمارے خدا وہ میری تردید کرتا ہے ۔۔۔ اس گرفت کی علامت چاہتا ہے

گفت ستارم نگویم راز ہاش ۔۔۔ جز یکے رمزے برائے ابتلاش

(اللہ نے) فرمایا میں پردہ پوش ہوں اس کے رازوں کو نہیں کہتا ہوں ۔۔۔ سوائے ایک اشارے کے اس کی آزمائش کیلئے

---

[۱] توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ پشیمانی۔ یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شست۔ شصت کا مخفف ہے۔ آہنش۔ دل کے لوہے کا گناہوں کا زنگ کھانا شروع کر دیتا ہے اور دل کا جوہر بدرنگ ہو جاتا ہے۔ جب تو سفید کاغذ پر لکھو گے تو عبارت نظر آتی ہے لیکن لکھے پر لکھو گے تو عبارت کا اثر نہ معلوم ہوگا۔ یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے بار بار گناہ کرتا ہے تو اس کا اثر نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

[۲] دو خط لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھنے میں آئے گا، جب دو خط پہلی اور اب کی تحریر مل جاتی ہے تو اس کے معانی سمجھ میں نہیں آتے۔ جان کافر کی جان کا اس طرح تاریک ہوتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسی صورت کا کوئی علاج بجز خدا کی مہربانی کے نہیں، پھر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظر سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ یعنی اپنی مایوسیاں اس کے دربار الٰہی میں پیش کرے اصلاح ممکن ہے۔

[۳] چوں شعیب۔ حضرت شعیب کی باتوں کا اس پر اثر ہوا۔ اس پر یہ وحی نازل ہوئی کہ اس کو پکڑ لیا ہے لیکن پھر بھی گناہ پر خدا کی گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ ستار۔ پردہ پوش۔ رمز۔ اشارہ۔ ابتلاء۔ آزمائش۔

یک نشان[۱] آنکه می گیرم وُرا　　آنکه طاعت دارد از صوم و دُعا
اس کی علامت کہ میں اس کو پکڑتا ہوں ایک　　یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نماز و از زکوٰۃ وغیرِ آں　　لیک یک ذرّہ ندارد ذوقِ جاں
اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی　　لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا ہے

می کُند طاعات و افعالِ سَنی　　لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے　　لیکن ایک ذرہ لطف نہیں پاتا ہے

طاعتش نغزست و معنیٰ نُغز نے　　جوزہا بسیار و دروے مغز نے
اسکی ظاہری عبادات اچھی ہے، روح کی عبادات اچھی نہیں ہے　　اخروٹ بہت ہیں ان میں گری نہیں ہے

ذوق[۲] باید تا دہد طاعات بر　　مغز باید تا دہد دانہ شجر
ذوق چاہیے تاکہ عبادات پھل دیں　　گری چاہیے تاکہ دانہ درخت اگائے

دانۂ بے مغز کے گردد نہال　　صورتِ بیجاں نباشد جز خیال
بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟　　بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیبؑ ایں نکتہا بروے بخواند　　از تفکّر ہمچو خر در گِل بماند
جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اس کو سنائے　　سوچ میں دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کی طرح رہ گیا

بقیہ قصہ طعنہ زدنِ آں مردِ بیگانہ بر شیخ و جوابِ مُرید اُورا

اس بیگانے انسان کا شیخؒ پر طعنہ کرنے اور اس کو مرید کے جواب دینے کے قصہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ　　کژ نگر باشد ہمیشہ چشمِ کاژ
وہ خبیث شیخؒ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا　　بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ منم[۳] بر حالِ زشت او گواہ　　خمر خوارست و بدو کارش تباہ
کہ میں اس کی بری حالت کا گواہ ہوں　　شرابی ہے اور برا ہے اور اس کا کام برباد ہے

کہ منش دیدم میانِ مجلسے　　اُوز تقویٰ عاری ست و مُفلسے
کہ میں نے اس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے　　وہ پرہیزگاری سے خالی اور مفلس ہے

ور کہ باور نیست خیزی امشباں　　تا بہ بینی فسقِ شیخت را عیاں
اور یقین نہیں ہے تو آج رات کو اٹھ　　تاکہ اپنے پیر کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب ببردش بر سرِ یک روزنے　　گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
رات کو وہ اسے ایک روشندان پر لے گیا　　[illegible] دیکھ فسق [illegible]

---

[۱] یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے۔ لیکن ذوق اور لطف عبادت سے محروم رہتا ہے
سَنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی، لذت۔ طاعتش یعنی ظاہری عبادات تو ٹھیک ہیں لیکن وہ اس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اس کی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

[۲] ذوق باید۔ جب تک ذوقِ عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہو گا۔ نہال۔ پودا۔ صورت بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس۔ کاژ۔ بھینگا۔

[۳] کہ منم۔ وہ شخص کہتا میں اس شیخ کی بد چلنی کا گواہ ہوں وہ شرابی اور برا ہے۔ مجلسے۔ یعنی شراب کی محفل۔ مفلسے۔ نیکیوں سے خالی۔ ورکہ۔ اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے۔ روزنے۔ یعنی اس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں شیخ شراب کی مجلس میں تھا۔

بنگر آں سالوس۱ روز و فسق شب — روز ہمچوں مصطفیٰ شب بُولہب
دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق — دن میں مصطفیٰ کی طرح رات میں ابولہب

روز عبداللہ اُورا گشتہ نام — شب نعُوذ باللہ و در دست جام
دن میں اس کا نام اللہ کا خاص بندہ تھا — رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں شراب کا جام

دید شیشہ در کف آں پیر پُر — گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر
اس نے شیخ کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا — بولا اے شیخ! تجھے بھی دھوکا ہے

تو نمی گفتی کہ در جام شراب — دیو می میزد بجدّ ہر دم شتاب
تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں — شیطان کوشش کر کے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت۲ جام راچناں پُر کردہ اند — کاندرو اندر نگنجد یک سپند
اس (شیخ) نے کہا میرے جام کو انہوں نے اتنا بھر دیا ہے — کہ اس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرہ — ایں سخن را کژ شنیدہ غرہ
دیکھ اس میں کوئی ذرہ سماتا ہے — بہکے ہوئے نے اس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جام ظاہر خمر ظاہر نیست ایں — دُور دار ایں راز شیخِ غیب بیں
یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے — غیب بین شیخ کو اس سے دور رکھ

جام مے ہستی شیخ ست اے فلیو — کاندروا ایدر نہ گنجد بول دیو
اے بیہودہ! جام شراب، شیخ کا وجود ہے — کہ اب اس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سماتا ہے

پُر و مُر۳ مالا مال از نور حق ست — جام تن بشکست و نُورِ مطلق ست
وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور سے پر اور مالا مال ہے — جسم کا جام شکستہ ہو گیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نور خورشیدار بیفتد بر حدث — اُو ہماں نورست نپذیرد خبث
سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے — وہ وہی نور ہے نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفت ایں خود نہ جام ست و نہ مے — ہیں بزیر آ منکر انگر بوے
شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب — خبردار! اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبین خاص بود — کور شد آں دشمن و کورو کبود
وہ آیا اور اس نے دیکھا خالص شہد تھا — وہ اندھا، نیلا دشمن، اندھا ہو گیا

---

۱ سالوس روز۔ دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا۔ فسق۔ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرنا۔ ہمچوں یعنی دن میں سنت نبوی پر عمل ہے اور شب کو بولہبی میں مبتلا ہے۔ عبداللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ۔ نعوذ باللہ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔ غر۔ دھوکہ فریب۔ تو می گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

۲ گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اس قدر پر ہے کہ اس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ سپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھونی نظر بد کے ذریعہ کے لئے دی جاتی ہے۔ کژ شنیدہ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ شیخ نہ سمجھا۔ شیخ نے جام سے جام شراب مراد نہ لیا تھا بلکہ جام مے سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن۔ نشیب، احمق، بیہودہ ایدر۔ بوزن۔ دیگر یعنی جا و اکنوں

۳ پر۔ پورا جسم نور حق سے پر ہے اس میں شیطان کے اثرات کی گنجائش نہیں ہے۔ جام تن۔ بلکہ وہ تو اب مقام فنا میں ہے نور خورشید جملہ شیخ نور مطلق ہے تو کوئی اور جملہ مقام اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ سورج کا نور اگر کوڑی پر پڑے تو اس سے وہ نجس نہ ہوگا۔ ... چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی۔ بلکہ خالص شہد تھا۔

گفت اپیر آں دم مُرید خویش را ۔۔۔ رو برائے من بجوے اے کیا

اس وقت پیر نے اپنے مرید سے کہا ۔۔۔ اے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مضطر گشتہ ام ۔۔۔ من زرنج از مخمصہ بگذشتہ ام

کیونکہ میرے درد ہے میں مجبور ہو گیا ہوں ۔۔۔ میں درد کی وجہ سے بھوک کی مجبوری سے بڑھ گیا ہوں

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک ۔۔۔ بر سر منکر زلعنت باد خاک

مجبوری میں ہر مردار پاک ہے ۔۔۔ منکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو

گردِ خمخانہ برآمد آں مُرید ۔۔۔ بہر شیخ از ہر خُمے او مے چشید

وہ مرید شراب خانہ کی جانب گیا ۔۔۔ اس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خمخانہا اُو مے ندید ۔۔۔ گشتہ بُد پراز عسل خُمِ نبیذ

اس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی ۔۔۔ شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت۲ اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار ۔۔۔ ہیچ خُمے در نمی بینم عُقار

اس نے کہا، اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟ ۔۔۔ میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزد آں شیخ آمدند ۔۔۔ چشم گریاں دست بر سر می زدند

سب رند اس شیخ کے پاس آئے ۔۔۔ روتے ہوئے سروں کو پیٹتے تھے

در خرابات آمدی شیخ اجل ۔۔۔ جملہ مِیہا از قدومت شد عسل

(کہ) اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے ۔۔۔ آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد بن گئیں

کردہ مے راتو مبدّل از حدث ۔۔۔ جان ما راہم بدل کُن از خبث

آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کر دیا ۔۔۔ ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کر دیجئے

گر شود۳ عالم پُراز خوں مال مال ۔۔۔ کے خورد بندہ خدا اِلّا حلال

اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے ۔۔۔ اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتن عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلّی بہر جا کہ میروی نماز میکنی

بے مصلے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت ۔۔۔ یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت

ایک دن (حضرت) عائشہؓ نے پیغمبرؐ سے عرض کیا ۔۔۔ یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

گفت۔ شیخ نے اپنے مرید کی بد گمانی دور ... کے لئے اس سے کہا کہ مرا رنج۔ یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھالینا جائز ہو جاتا ہے۔ مخمصہ قرآن پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِی مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھالے تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ منکر یعنی جو اس جواز کا انکار کرے۔ ... یعنی ہر مٹکا شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

۲ گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عقار۔ شراب۔ جملہ رنداں۔ شیخ کی اس کرامت سے شرابی متاثر ہو گئے۔ خرابات۔ میخانہ۔ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

۳ ... شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہر حال سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔ مذکورہ حکایت کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی حکماً پاک بنا دیا ہے۔ بے مصلی یعنی زمین پر آپ کچھ بچھاتے بھی نہیں ہیں۔

هر کجا یابی نمازے می کنی | می روی در خانۂ ناپاک و دنی ۱
جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں | آپ ہر ذلیل اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلّٰی می گذاری تو نماز | ہر کجا روئے زمیں بکشای راز
بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں | جہاں کہیں روئے زمین ہو، راز بتاتے ہو؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفلِ پلید | کرد مستعمل بہر جا کہ رسید
اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ | جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ از بہر مہاں | حق نجس را پاک کرد ایں را بداں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے | اللہ (تعالیٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے اس کو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لطفِ حق | پاک گردانید تا ہفتم طبق
اسلئے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو | ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں | ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
خبردار خبردار! شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے | ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

کو۲ اگر زہرے خورد شہدے شود | تو اگر شہدے خوری زہرے بود
کیونکہ وہ اگر زہر کھائے تو شہد بن جائیگا | تو اگر شہد کھائے زہر ہو گا

کو بدل گشت و بدل شد کارِ او | لطف گشت و نور شد مر نارِ او
کیونکہ وہ بدل گیا اور اس کا کام بدل گیا | وہ محبت بن گیا، اس کی آگ نور بن گئی ہے

قوتِ حق بود مر بابیل را | ورنہ مرغے چوں کشد مر پیل را
ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی | ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے؟

لشکرے را مرغکے چندے شکست | تا بدانی کاں صلابت۳ از حق ست
بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی | تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل | رو بخواں تو سورۂ اصحاب فیل
اگر تجھے اس معاملہ میں شک ہو | جا، تو اصحاب فیل کی سورۃ پڑھ لے

ور کنی با او مرے و ہمسری | کافرم داں گر تو زیشاں سر بری
اگر تو اس سے جھگڑا اور برابری کرے گا | مجھے کافر سمجھ اگر تو ان سے بچ جائے

کشیدن موش مہار اشترے را و معجب شدن موش در خود
چوہے کا اونٹ کی مہار کھینچنا اور چوہے کا گھمنڈ میں آ جانا

۱ دنی۔ حقیر، ذلیل۔ گرچہ میدانی۔ عموماً بچے پیشاب پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور باعث پاکی بنا دی گئی ہے یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں اور پانی نہ ہونے کی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

۲ کو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اس کی تاثیر بدل دیتا ہے اور وہ اُولٰئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوت حق۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈال دیتا ہے ورنہ ابابیل جیسا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

۳ صلابت۔ سختی۔ سورہ سورۂ فیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ ور کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعویٰ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ معجب۔ متکبر۔

موشکے در کف مہارِ اشترے　　در ربود و شد رواں اُواز مرے [1]

ایک حقیر چوہے نے ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں　　لے لی اور اترتا ہوا روانہ ہوا

شتر با چستی کہ با اُوشد رواں　　موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں

جب اونٹ تیزی سے اس کے ساتھ چلا　　چوہے کو گھمنڈ ہو گیا کہ میں پہلوان ہوں

بر شتر زد پرتو اندیشۂ اش　　گفت بنمایم تراتو باش خوش

اس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا　　اس نے کہا تو خوش ہو لے میں تجھے دکھاؤں گا

تابیامد بر لبِ جوئے بزرگ　　کاندرو گشتے زبوں پیل سترگ

یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچے　　جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آ جاتا ہے

موش آنجا ایستاد و خشک گشت　　گفت اشترِ اے رفیق کوہ و دشت

چوہا وہاں کھڑا ہو گیا اور خشک ہو گیا　　اونٹ بولا اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی!

ایں توقف چیست حیرانی چرا　　پانہ مردانہ اندر جُود رآ

یہ ٹھہراؤ کیسا ہے؟ حیرانی کیوں ہے؟　　بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آ جا

تو قلاوزی [2] او پیش آہنگِ من　　درمیانِ رہ مباش و تن مزن

تو میرا رہبر اور پیش رو ہے　　راستہ میں نہ رک اور چپ نہ ہو

گفت ایں جوئے شگرفت و عمیق　　من ہمی ترسم زغرقاب اے رفیق

(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے　　اے ساتھی! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

گفت اشتر تا ببینم حدِّ آب　　پا دروں بنہاد آں اشتر شتاب

اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگا لوں　　اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

گفت تا زانوست آب اے کور موش　　از چہ حیراں گشتی و رفتی زہوش

(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے! پانی ران تک ہے　　تو کیوں حیران ہو گیا اور ہوش کھو بیٹھا

گفت [3] مور تست مارا اژدہاست　　کہ ز زانو تا بہ زانو فرقہاست

چوہے نے کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے　　اس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہنر　　مر مرا صد گز گذشت از فرقِ سر

اے ہنرمند، اگر تیری ران تک ہے　　تو میرے سر کی چندیا سے سو گز اونچا ہے

گفت گستاخی مکن بارِ دگر　　تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر

(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا　　کہیں اس چنگاری سے تیرا جسم اور جان نہ جلیں

[1] مرے — مقابلہ و جھگڑا۔ پہلواں۔ یعنی زور میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں رکھا۔ اندیشہ۔ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال۔ تابیامد۔ یعنی نہر کی اس میں ہاتھی بھی بے بس ہے۔ خشک گشت۔ یعنی ٹھہر گیا۔ توقف۔ ٹھہراؤ۔

[2] قلاوزی۔ راہنما۔ تن مزن۔ خاموش نہ ہو۔ شگرف۔ عجیب و غریب، خوفناک، غرقاب۔ پانی میں ڈوبنا۔ حداب۔ یعنی پانی کی گہرائی۔ کورموش۔ اندھا چوہا، چھچھوندر۔

[3] گفت۔ چوہے نے کہا کہ تیرے نزدیک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے۔ فرق سر۔ سر کا وہ اگلا حصہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے۔ گستاخی یعنی ہمسری کا دعویٰ شرر۔ چنگاری۔

تو مرے با مثلِ خود موشاں بکن ‏ ‏ با شتر مر موش را نبود سخن
تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر ‏ ‏ چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا ‏ ‏ بگذراں زیں آبِ مہلک مر مرا
اس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیلئے ‏ ‏ اس مہلک پانی سے مجھے پار کر دے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں ‏ ‏ بر جہ ۱ و بر کردبانِ من نشیں
اونٹ کو رحم آگیا، بولا، ہاں ‏ ‏ کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

ایں گذشتن شد مسلّم مر مرا ‏ ‏ بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا
میرا پار کرنا یقینی ہے ‏ ‏ تجھ جیسے لاکھوں کو پار کر دوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ ‏ ‏ تا رسی از چاہ روزے سوئے جاہ
جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر ‏ ‏ تاکہ کسی دن کنوئیں سے (نکل کر) رتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیت باش چوں سلطان نہ ‏ ‏ تنگ مراں چوں مردِ کشتیباں نہ
تو رعیت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے ‏ ‏ گہرائی میں (کشتی) نہ چلا جبکہ تو ملاح نہیں ہے

چوں ۲ نہ کامل دکاں تنہا مگیر ‏ ‏ دست خوش می باش تا گردی خمیر
جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دکان نہ لے ‏ ‏ تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش ‏ ‏ ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش
جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا ‏ ‏ خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

انصتوا را گوش کن خاموش باش ‏ ‏ چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش
"انصتوا" کو سن، چپ رہ ‏ ‏ جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بنجا

ور بگوئی ۳ مشکل استفسار گو ‏ ‏ با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو
تو اگر کوئی اشکال ہے تو پوچھنے کے طریقہ پر کہہ ‏ ‏ شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست ‏ ‏ راسخی شہوت از عادت ست
تکبر اور کینہ کی ابتدا خواہش نفسانی سے ہے ‏ ‏ خواہش نفسانی میں کا جماؤ عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشت محکم خوئے بد ‏ ‏ خشم آید بر کسے کت وا کشد
جب عادت کی وجہ سے بری عادت پختہ ہو جائے ‏ ‏ تجھے اس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے

---

۱ بجہ۔ جہیدن۔ بمعنی کودنا سے بنا ہے۔ کردبان۔ پالان، جھول۔ مسلم۔ تسلیم شدہ، یقینی چوں تو پیمبر۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیت باش۔ انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیے تنگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے سے جانی چاہیے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیے۔

۲ چوں نہ۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیے ورنہ نقصان ہوگا دست خوش۔ تابع مطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے چونکہ۔ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیے۔ اطلس۔ مشہور ریشمی کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، غرضیکہ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ سے تابع رہنا ضروری ہے۔ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنتا رہ۔

۳ ور بگوئی۔ اگر کوئی اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کرے بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کرے۔ ابتداء۔ انسان بزرگوں سے برتری تکبر کی وجہ سے کرتا ہے اور اس قسم کی برائیاں نفس کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں اور جب انسان برائیوں کو بار بار کرتا ہے تو اس کی اس خواہش میں جماؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اب اگر کوئی اس برائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

چونکہ تو گلخوار ۱ گشتی ہر کہ او — واکشد از گل ترا باشد عدو
چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی — تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہو گا

بت پرستاں چونکہ خو با بت کنند — مانعانِ راہِ خود را دشمن اند
بت پرست چونکہ بتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں — اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خو با سروری — دید آدمؑ را بہ تحقیر از خری
چونکہ شیطان سرداری کا عادی ہو گیا تھا — گدھے پن سے اس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سرورے دیگر بود — تا کہ او مسجودِ چوں من کس شود
مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہو گا؟ — تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سروری زہرست جز آں روح را — کہ بود تریاقِ لانی ز ابتدا
اس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے — جو شروع سے لان (پہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پر مار شد باکے مدار — کو بود اندر دروں تریاق زار
پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پرواہ نہ کر — کیونکہ اس میں تریاق زار ہوتا ہے

سروری چوں شد دماغت را ندیم — ہر کہ بشکستت شود خصم عظیم
سرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی — جو تجھ شکست دے تیرا دشمن ہو گا

چوں ۲ خلافِ خوئے تو گوید کسے — کینہا خیزد ترا با او بسے
جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے — تجھ میں اس سے بہت سے کینے پیدا ہونگے

کہ مرا از خوئے من بر میکند — خویش بر من میرد سرور میکند
کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے — اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں ۳ نباشد خوئے بد سرکش درو — کے فروزد از خلاف آتش درو
اس میں جب کوئی بری عادت ظہور پذیر نہ ہو — تو مخالفت کی آگ اس میں کیوں بھڑکے؟

چوں نباشد خوئے بد محکم شدہ — کے شود اندر خلاف آتشکدہ
جب اس میں بری عادت مستحکم نہ ہوئی ہو — تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو؟

با مخالف او مدارا می کند — در دلِ او خویش را جا می کند
وہ مخالف کی (بھی) خاطر تواضع کرتا ہے — اس کے دل میں اپنی جگہ کر لیتا ہے

زانکہ خوئے بد بگشتست استوار — مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار
کیونکہ تیری عادت بڑی مضبوط ہو گئی ہے — نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کی وجہ سے سانپ ہو گئی ہے

---

۱ گلخوار مٹی کھانے والا چونکہ کرد شیطان کو سرداری کی عادت پڑ گئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سروری۔ سرداری۔ زہر ست۔ حب جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاق لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہذا جاہ ورتبہ کا سانپ ان پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس ساتھی۔ خصم عظیم۔ بڑا دشمن۔

۲ چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ نصیحت کرنے والا اپنی بڑائی اور سرداری جتاتا ہے۔

۳ چوں نباشد۔ اگر انسان میں بری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ محکم۔ مضبوط مدارا خاطر تواضع۔ زانکہ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بری عادت مستحکم ہو گئی ہے۔ مور۔ یعنی ادنیٰ نفسانی خواہش۔ مار یعنی مہلک نفسانی خواہش۔

مار شہوت [1] را بکُش در ابتدا　　ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا

نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتداء ہی میں مار ڈال　　ورنہ تیرا یہ سانپ اژدہا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش　　توز صاحبدل کُن استفسار خویش

لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے　　تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کر لے

زابتدا و ایں مارِ شہوت را بکُش　　ورنہ اژدر ہا شود اے تیز ہُش

نفسانی خواہش کے اس سانپ کو شروع میں مار ڈال　　ورنہ اے تیز ہوش! وہ اژدہا بنجائے گا

تانہ [2] شد زر مس نداند من مسم　　تانہ شُد شُد دل نداند مُفلسم

جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں　　جبتک دل شعلہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مفلس ہوں

خدمت اکسیر کُن مس دار تو　　جَورمی کَش اے دل از دلدار تو

تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر　　اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہل دل نیکو بداں　　کو چو روز و شب جہانست از جہاں

دلدار کون ہے؟ خوب سمجھ لے اہل دل ہے　　جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را　　متہم کم کُن بد زدی شاہ را

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کی عیب جوئی نہ کر　　بادشاہ کو چوری نہ لگا

ورنہ [3] باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں　　پس روِ ہر دیو باشی مُستہاں

ورنہ تو نا چیزوں میں سے نا چیز تر بنجائے گا　　اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامات آں درویش کہ در کشتی بُد زدیش متہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درون کشتے　　ساختہ از زخت مردی پشتے

ایک کشتی میں ایک درویش تھا　　جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یا وہ شد ہمیانِ زر او خفتہ بود　　جملہ را جُستند اُورا ہم نمود

اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہو گئی وہ سویا ہوا تھا　　انہوں نے سب کی تلاشی لی اس مالک نے اس درویش کو بھی دکھایا

کیں فقیر خفتہ را جوئیم ہم　　کرد بیدارش زغم صاحب درم

اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں　　اشرفیوں والے نے غم کی وجہ سے اس کو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی چرمداں گم شدہ است　　جُملہ را جستیم نتوانی تو رست

کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہو گئی ہے　　ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو (بھی) نہ چھوٹ سکیگا

[1] مارشہوت۔ نفسانی خواہش کو ابتداء ہی دبا دینا چاہیے ورنہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لیک۔ لیکن عیدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے۔ توز صاحبدل۔ کسی شیخ سے اس رذیلہ کا صحیح درجہ دریافت کر لے۔

[2] تانہ شد۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا۔ تانہ شد۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ خدمت اکسیر جو تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اس کے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے۔ روز و شب۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں مانا جاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے۔

[3] ورنہ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا۔ شیطان کا تابع ہو جائیگا۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ زخت مردی۔ اس کا اعتماد و بھروسہ صبر و قناعت پر تھا۔ یاوہ گم، ضائع۔ اورا۔ یعنی مالک نے اس سوتے ہوئے فقیر کو بھی کھوج دکھایا۔ صاحب درم۔ یعنی جس کی اشرفیاں گم ہوئی تھیں۔ چرمداں۔ چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیانی۔ جملہ را جستیم۔ ہم سب کی تلاشی لی ہے۔

دلق بیروں کن برہنہ شوز دلق — تاز تو فارغ شود اوہام[1] خلق

گدڑی اتار دے، گدڑی سے ننگا ہو جا — تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے دفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را خساں — متہم کردند فرماں در رساں

اس (درویش) نے کہا اے خدا تیرے غلام کو کمینوں نے — متہم کیا، حکم فرما دے

یاغیاثی عند کل کربۃ — یا معاذی عند کل شدۃ

اے ہر مصیبت میں میرے فریاد رس! — اے ہر مصیبت میں میری پناہ!

یا مجیبی عند کل دعوۃ — یا ملاذی عند کل محنۃ

اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے! — اے ہر مشقت میں میرے ملجا!

چوں بدرد آمد دل درویش زاں — سر بروں کردند ہر سو در زماں

جب اس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی — فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیانِ بے حد از دریائے ژرف — درد بانِ ہر یکے دُرِ شگرف

گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پر — دُرد بانِ ہر یکے دُرے چہ دُر

بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں موتی کیسا (اچھا) موتی

ہر[2] یکے دُرِ خراجِ مملکتے — کز آلہ ست ایں ندارد شرکتے

ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی — کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے، شرکت سے پاک ہے

دُر چند انداخت در کشتی و جست — مر ہوا را ساخت کرسی و نشست

چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی — ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربع چوں شہاں بر تخت خویش — اُو فراز اوج و کشتی اش بہ پیش

اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کی طرح اپنے تخت پر — وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اس کے آگے

گفت[3] او کشتی شما را حق مرا — تانباشد با شما دُز دگدا

اس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے میرا خدا ہے — تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تاکرا باشد خسارت زیں فراق — من خوشم جفت حق واز خلق طاق

دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو — میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا او تہمت دُزدی نہد — نے مہارم را بغمازے دہد

وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے — نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

[1] اوہام خلق۔ لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں۔ کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث۔ مدد۔ کربۃ۔ مصیبت۔ معاذ جائے پناہ۔ مجیب۔ جواب دینے والا ملاذ جائے پناہ۔ محنۃ۔ مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف گہرا۔ دُرے چہ دُر یعنی عجیب وغریب موتی۔

[2] مچھلی کے منہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا۔ چند درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیے اور خود شاہوں کی طرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربع۔ چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ فراز۔ اونچائی۔ اوج۔ بلندی۔

[3] گفت۔ ہوا میں معلق ہو کر اس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم بھی چور فقیر کے ساتھ نہ ہوتا کہ اب دیکھنا ہے کہ جدائی تمہارے لئے مضر ہے یا میرے لئے اب میرا اور اللہ کا جوڑ ہے اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا۔ خدا نہ مجھ پر تہمت چوری کی ... نہ مجھے ... چغلخور...

بانگ کردند اہل کشتی کاے ہمام ۱ — ازچہ دادندت چنیں عالی مقام
کشتی والے چیخے اے بزرگ! — تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے؟

گفت از تہمت نہادن بر فقیر — وزحق آزادی پئے چیزے حقیر
اس نے کہا، فقیر پر تہمت لگانے کی وجہ سے — اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کی وجہ سے

حاش للہ بل ز تعظیم شہاں — کہ نبودم بر فقیراں بد گماں
خدا بچائے، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے — کہ میں فقیروں پر بد گمان نہ تھا

آں ۲ فقیرانِ لطیف و خوش نفس — کز پئے تعظیم شاں آمد عبس
وہ پاکیزہ اور نیک دم فقیر — جنکی تعظیم کیلئے سورہ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہری پیچا پیچ نیست — بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست
وہ فقیری ایچ پیچ کے لئے نہیں ہے — بلکہ اسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

متہم چوں دارم آنہا راکہ حق — کرد امینِ مخزنِ ہفتم طبق
میں ان کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے — ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

متہم نفس ست نے عقلِ شریف — متہم حس ست نے نورِ لطیف
متہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل — متہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفس ۳ سوفسطائی آمد میزنش — کش زدن سازد نہ حجت گفتنش
نفس سوفسطائی ہے اس کی سرزنش کر — کیونکہ مارنا ہی اس کے لائق ہے نہ اس سے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فروزد آں زماں — بعد ازاں گوید خیالے بود آں
معجزہ دیکھتا ہے اس وقت منور ہو جاتا ہے — اس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

در حقیقت بود آں دید عجب — چوں مقیم چشم نامد روز و شب
اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا — تو دن رات آنکھ میں کیوں نہ ٹھہرا؟

ایں مقیم چشم پاکاں می بود — نے قرین چشم حیواں می شود
وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے — حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیے تھا۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیے تھا۔ ایں مقیم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز انمیں نہیں ٹھہرتی ہے۔ پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا ہے۔

۱ ہمام۔ سردار، بزرگ عالی مقام۔ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاش للہ۔ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامات کا صحیح سبب بتایا۔

۲ آں فقیراں۔ جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورہ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضورؐ نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضورؐ سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اس اثناء میں عبداللہ بن ابن مکتومؓ نابینا آ گئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضورؐ کو یہ ناگوار گزرا اس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ پر بھی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری صرف تعلق مع اللہ کے لئے ہے نہ لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کرد امیں۔ جب اللہ نے بزرگ امین ہیں تو ان پر چوری کی تہمت ہے۔ متہم۔ یہ بزرگ جسم۔ عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

۳ نفس۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ ان میں سے اور یہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا ان کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ ان کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اس حقیقت کے قائل ہو جائیں گے۔ معجزہ۔ یہ لوگ معجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض

کاں عجب زیں حسن دارد عار وننگ　　کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ

کیونکہ وہ عیب (لگانا) اس حسن سے ذلت اور خواری محسوس کرتا ہے　　مور تنگ کنویں میں کب رہتا ہے ؟

تا نگوئی [۱] مر مرا بسیار گو　　من زصد یک گویم وآں ہمچو مو

تو مجھے ہرگز باتیں بتانے والا مت کہہ　　میں سو میں سے ایک کہتا ہوں اور وہ بھی برابر

تشنیع صوفیاں پیش شیخ براں صوفی کہ بسیاری گوید و می خورد

صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند　　پیش شیخ خانقاہے آمدند

صوفیوں نے ایک صوفی کی برائی کی　　(اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ راگفتند دادِ جانِ ما　　توازیں صوفی بجو اے پیشوا

شیخ سے کہا ، ہمارا انصاف　　اس صوفی سے کر دیجئے ، اے پیشوا !

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں　　گفت ایں صوفی سہ خو [۲] دارد گراں

اس نے کہا ، اے صوفیو ! آخر کیا شکایت ہے ؟　　ایک نے کہا ، یہ صوفی تین بری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس　　در خورش افزوں خور از بست کس

بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواسی ہے　　کھانے میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چوں اصحابِ کہف　　صوفیاں کردند پیش شیخ زحف

اگر سو جائے تو اصحاب کہف کی طرح ہے　　صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رو آورد سوئے آں فقیر　　کہ زہر حالیکہ ہست اوساط گیر

شیخ نے اس فقیر کی طرف رخ کیا　　کہ ہر حالت میں اوسط اختیار کر

در خبر [۳] خیرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا　　نافع آمد زاعتدال اخلاطہا

حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں سے درمیانی اچھی بات ہے　　خلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خلطے فزوں شد از عرض　　در تنِ مردم پدید آید مرض

عارض کی وجہ سے اگر ایک خلط بڑھ جائے　　انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش میفزا در صفت　　کاں فراق آرد یقیں در عاقبت

صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ　　کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جدائی پیدا کر دیتا ہے

نطق موسیٰ بود با اندازہ لیک　　ہم فزوں آمد ز گفت یارِ نیک

حضرت موسیٰ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن　　نیک دوست کی گفتگو سے بڑھ گئی

---

[۱] تا نگوئی۔ میری ناصحانہ تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام مت لگانا اس لئے کہ بسیار گوئی ایک نسبتی چیز ہے میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع۔ برائی سے منسوب کرنا۔ اس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنیوالوں کی نسبت سے تھی خود اس کے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب، طعنہ۔ داد۔ انصاف۔

[۲] سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بری عادتیں ہیں۔ زیادہ باتیں کرتا ہے۔ زیادہ کھاتا ہے۔ زیادہ سوتا ہے۔ اصحاب کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سوتے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا، حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملہ میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

[۳] در خبر۔ حدیث شریف ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ اخلاطہا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم، اگر اعتدال پر رہتی ہے تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے۔ عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے۔ در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اس سے بڑھ کرنے کر ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ نطق موسیٰ۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی باہمی گفتگو میں اگرچہ حضرت موسیٰ کی گفتگو اپنے اندازہ کے مطابق تھی لیکن حضرت خضر کے اعتبار سے وہ زیادہ تھی اسلئے جدائی ہوئی۔ یار نیک۔ اس سے حضرت خضر مراد ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مراد ہو تو اس گفتگو کیطرف اشارہ ہے جو کوہ طور پر اللہ سے ہوئی تھی۔

آں فزونی با خضرؑ آمد شقاق ‏ گفت تو مکوی ہذا فراق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی بنی ‏ انہوں نے کہہ دیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے

موسیا بسیار گوئی [1] در گذر ‏ چند گوئی رو وصال آمد بسر
اے موسیٰ! تم بہت بولتے ہو، معاف کرو ‏ کتنا بولو گے؟ جاؤ ساتھ ختم ہوا

موسیا بسیار گوئی خیز و رو ‏ ورنہ با من گنگ باش و کور شو
اے موسیٰ! تم بہت بولتے ہو، اٹھو اور جاؤ ‏ ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے ہو

ور نرفتی وز ستیزہ شستۂ ‏ تو بمعنیٰ رفتہ و بگسستہ
اگر تم نہ گئے، اور ضد سے بیٹھے رہے ‏ تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہو گئے ہو

چوں حدث کردی تو ناگاہ در نماز ‏ گویدت سوئے طہارت رو بتاز
جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہو گئے ‏ وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ دوڑو

ور نرفتی خشک جنباں می شوی ‏ خود نمازت رفت بنشیں اے غوی
اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو ‏ اے گمراہ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا

رو بر [2] آنہا کہ ہم جفت تواند ‏ عاشقان و تشنۂ گفت تواند
ان کے پاس جا، جو تیرے جوڑ کے ہیں ‏ تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں

پاسباں بر خوابناکاں بر فزود ‏ ماہیاں را پاسباں حاجت نہ بود
پہرہ دار کی سوئے ہوؤں پر بخشش ہے ‏ مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی

جامہ پوشاں را نظر بر گازرست ‏ جانِ عریاں را تجلّی زیورست
کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے ‏ عریاں جان کے لئے تجلی زیور ہے

یا ز عریاناں [3] بیک سو باز رو ‏ یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو
یا ننگوں سے علیحدہ ہو کر چل ‏ یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن

ور نمی تانی کہ کل عریاں شوی ‏ جامہ کم کن تا رہِ اوسط روی
اگر تو نہیں کر سکتا کہ بالکل ننگا ہو ‏ تو کپڑے کم کر دے تاکہ تو درمیانی راہ چلے

عذر گفتن فقیر با آں شیخ خانقاہ

خانقاہ کے شیخ سے فقیر کا عذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را احوال گفت ‏ عذر را با آں غرامت کرد جفت
پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے ‏ اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

[1] در گذر۔ معاف کر۔ وصال۔ یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ جو کچھ میں کہوں اس کے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اس پر اعتراض نہ کرو۔ شستہ۔ نشستہ کا مخفف ہے۔ بمعنیٰ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہو گے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہو جائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو بیکار ہے محض اٹھک بیٹھک ہے نماز نہیں ہے۔

[2] رو بر آنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں انکے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب افادہ اور استفادہ ختم ہو گیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونے والوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

[3] یا ز عریاناں۔ یا تو تم بھی علائق دنیوی قطع کر کے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو۔ ور نمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان الزام۔

ہر سُوالِ شیخ را داد اُو جواب
شیخ کے ہر سوال کا اس نے جواب دیا

چوں جواباتِ[1] خضرؑ خوب و صواب
(حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جواباتِ سوالاتِ کلیم
(حضرت موسیٰ) کلیم کے سوالوں کے جواب

کش خضرؑ بنمود از ربّ علیم
جوان کو خدائے علیم کی جانب سے (حضرت) خضرؑ نے دیئے

گشت مُشکلہاش حل وافزوں زیاد
ان کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ)

از پئے ہر مُشکلش مفتاح داد
ان کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا

در جوابِ شیخ ہمّت بر گماشت
شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ارچہ حکمت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے

لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست
لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ[2] جو نسبت باشتر ہست کم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے

لیک باشد موش را آں ہمچویم
لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں

دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دوراز اوسط ست
اگر وہ چار کھائے اوسط سے دور ہے

اُو اسیر حرص مانندِ بَط ست
وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ اُورا اشتہا دہ ناں بُود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو

شش خورد مُیداں کہ اوسط آں بُود
وہ چھ کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں[3] مرا پنجاہ ناں ست اشتہے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے

مرا تراشش گردہ، ہمد ستیم نے
تجھے چھ روٹیوں کی ہم برابر ہیں؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی ملول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے

من بپا نصد ورنہ آیم در نحول
میں پانچو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رود
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے

دیں یکے تا مسجد از خود می شود
اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے

---

[1] جوابات۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ کو تسلی بخش جواب دیے تھے۔ آں۔ جوابات۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰ کو جس قدر اشکالات پیش آئے تھے وہ ان کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آ گئی۔ از خضرؑ اس درویش کو بھی جواب دہی کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے۔ ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

[2] آب جو۔ پہلے قصہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بط۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہیں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

[3] چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے تو دس رکعتیں اس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اس کے اعتبار سے دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر با سہولی جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اس کے اعتبار سے غیر اوسط نہیں ہے۔ دوسرا شخص جو محلہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اس کے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

آں ۱ یکے در پاکبازی جاں بداد — وِیں دِگر جاں کند تا یک ناں بداد
ایک نے پاکبازی میں جان دے دی — دوسرے کی جان نکلتی ہے یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وسط دریا نہایت می رود — کہ مرورا اول و آخر بود
یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے — جس کا اوّل اور آخر ہو

اوّل و آخر بباید تا دراں — در تصوّر گنجد اوسط یا میاں
اوّل اور آخر چاہیے تا کہ ان میں — اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد دو طرف — کے بُوَد اُو را میانہ مُنصرف
لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے — تو اس کے لئے (افراط وتفریط) سے ہٹا ہوا میان کب ہو سکتا ہے؟

اوّل و آخر نشانش کس نداد — گفت لَو کَانَ لَہُ الْبَحْرُ مِدَاد
اس کے اول اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا — فرمایا، خواہ اس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلّی مدید ۲ — نیست مر پایاں شدن را ہیچ اُمید
پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں — ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بُوَد یکسر قلم — زیں سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں — اس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہو گا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود — وِیں حدیثِ بے عدد باقی بُوَد
یہ سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائینگے — یہ ان گنت بات باقی رہے گی

حالتِ من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مر اُورا گمرہے
کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے — اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشمِ من خفتہ دلم بیدار داں — شکل ۳ بیکارِ مرا برکار داں
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ — میری بے کار صورت کو با کار سمجھ

گفت پیغمبرؐ کہ عَیْنَایَ تَنَامُ — لَا یَنَامُ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّ الْاَنَام
پیغمبرؐ نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں — میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ خسپد چشمِ من — لیک کے خسپد دلم اندر وسَن
پیغمبرؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

۱ آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ ایں وسط۔ ابتک تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک اسکے اعتبار سے درمیانی درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے کہ درمیان اس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے۔ لیکن لامحدود اور لا متناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلمہ اور کلام لامحدود ہے۔ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَداً یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اس کے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلمہ اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔

۲ مدید۔ مداد کا لمبا ہے روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں حبر روشنائی۔ حدیث بے عدد اللہ کے کلمات۔ حالت۔ اب اس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب شروع کیا ہے۔

۳ شکل بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اس وقت بھی دل یاد خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تنام عینای ولا ینام قلبی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وسن۔ نیند

چشم تو بیدار و[1] دل رفتہ بخواب　　چشم من خفتہ دلم در فتحِ باب
تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے　　میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے

مر دلم را پنج حس دیگر ست　　حسِ دل راہر دو عالم منظر ست
میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں　　دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظور نظر ہیں

تو زضعف[2] خود مکن در من نگاہ　　بر تو شب بر من ہماں شب چاشتگاہ
تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ　　تیرے لئے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے

بر تو زنداں بر من آں زنداں چو باغ　　عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ
تیرے لئے قیدخانہ ہے میرے لئے قیدخانہ باغ جیسا ہے　　تو بالکل مشغول ہے، مجھے فراغت حاصل ہے

پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل　　مر ترا ماتم مرا سور و دہل
تیرا پیر کیچڑ میں ہے، میرے لئے کیچڑ پھول ہے　　تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور ڈھول ہے

در زمینم با تو ساکن در محل　　می دوم بر چرخِ ہفتم چوں زحل
میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں　　ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں

ہمنشینت من نیم سایہ من ست　　بر تر از اندیشہا پایہ من ست
میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے　　میرا مرتبہ خیالات سے بالا تر ہے

زانکہ من زاندیشہا بگذشتہ ام　　خارج اندیشہ پویاں گشتہ ام
کیونکہ میں خیالات سے بالا تر ہو گیا ہوں　　میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں

حاکم[3] اندیشہ ام محکوم نے　　زانکہ بنّا حاکم آمد بر بنے
میں خیال پر حاکم ہوں محکوم نہیں ہوں　　کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے

جملہ خلقاں سخرۂ اندیشہ اند　　زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے　　اس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے

قاصداً خود را بہ اندیشہ دہم　　چوں بخواہم از میاں شاں بر جہم
میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں　　جب چاہتا ہوں ان کے درمیان سے کود جاتا ہوں

من چو مرغِ اوجم اندیشہ مگس　　کے بود بر من مگس را دسترس
میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر کی مکھی ہے　　مجھ پر مکھی کی دسترس کب ہو سکتی ہے؟

---

[1] چشم تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتح باب یعنی اسرار الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مردلم۔ حواس ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواس ظاہری عالم دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالم آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔

[2] تو زضعف۔ یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قیدخانہ ہیں میں اس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغل دنیوی سے آزاد ہوں مشاغل دنیوی میں تو مشغول ہے میں ان سے فارغ ہوں۔ پائے۔ تو تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے تو یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دہل۔ ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالم بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسم ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالاتر ہے۔

[3] حاکم اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرند پر مکھی نہیں بیٹھ سکتی ہے۔

قاصداً ۱ زیر آیم از اوج بلند
میں کبھی قصداً بلند اونچائی سے نیچے آ جاتا ہوں

تا شکستہ پائگاں بر من تنند
تاکہ شکستہ پا لوگ میرے چاروں طرف جمع ہو جائیں

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات
نچلی صفات سے جب میں ملول ہو جاتا ہوں

بر پرم ہمچوں طیورا لصّافات
الصافات پرندوں کی طرح اوپر اڑ جاتا ہوں

پرِ من رستست ہم از ذاتِ خویش
میرے پر اپنی ذات سے اگے ہیں

بر نچفسانم دو پرِ من با سریش
میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفرِ ۲ طیّار را پر جاریہ است
(حضرت) جعفر طیار کے پر چالو ہیں

جعفرِ طرّار را پر عاریہ است
جعفر طرار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لم یذق دعویست ایں
جس نے مزا نہ چکھا ہو اس کے لئے یہ باتیں محض دعویٰ ہیں

نزدِ سکّانِ افقِ معنیٰ ست ایں
افق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غراب
کوے کے سامنے یہ محض دعویٰ اور ڈینگ ہے

دیگِ تی و پُر یکے پیشِ ذباب
مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر
جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے

تن مزن چندانکہ بتوانی نجور
پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخ ۳ روزے بہر دفعِ سوءِ ظن
ایک دن شیخ نے بدگمانی رفع کرنے کیلئے

در لگن قے کرد و پُر دُر شد لگن
سلپچی میں قے کر دی اور سلپچی موتیوں سے بھر گئی

گوہرِ معقول را محسوس کرد
عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا

پیرِ بینا بہرِ کم عقلی مرد
بینا پیر نے (اس) شخص کی کم عقلی کی وجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید
چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے

قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید
حلق پر تالا لگا لے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ دروے لقمہ شد نورِ جلال
جس میں لقمہ اللہ تعالیٰ کا نور بن جائے

ہر چہ خواہد گو بخور اُورا حلال
کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اس کیلئے حلال ہے

۱ قاصداً۔ انبیاء اور اولیاء اپنے مقام سے نزول اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام ان سے مستفید ہو سکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر "عروج" اختیار کر لیتے ہیں۔ پرِ من۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے، مستعار نہیں ہے۔

۲ جعفر طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضور نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو ایسے عنایت کر دیے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں اس بشارت کی وجہ سے ان کا لقب طیار بہت اڑنے والا اور ذوالجناحین "دو بازو والا" پڑا۔ جعفر طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دو فرضی بازو لگا رکھے تھے۔ نزد۔ اسرار لی یہ باتیں ان لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں اصحاب ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غراب۔ کوا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پر خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے۔ چونکہ جبکہ لذیذ غذا میں شہوانی لوگوں کے اضافہ کا سبب نہ بنیں تو حسب خواہش کھائی جا سکتی ہیں۔

۳ شیخ روزے۔ وہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کر رہے تھے انہوں نے کھایا ہوا قے کر کے دکھا دیا۔ گوہر معقول کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پر انوار بنتا ہے لیکن انہوں نے بطور کرامت معنوی موتی ظاہری موتی بنا کر کے دکھا دیا چونکہ عوام اور راہ سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے ان کو کم خوری چاہیے۔

در بیانِ ۱؎ صدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بُود نزدیکِ صاحب حال و دُوری بیگانگاں

اس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحب حال کے نزدیک حقیقت ہے اور بیگانوں کی اس سے دوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من — نیست دعویٰ گفتِ لانِ من
اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشیانہ گفتگو دعویٰ نہیں ہے

گر بگویم نیم شب پیشِ توام — ہیں مترس از شب کہ من خویشِ توام
اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونے کی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دو دعویٰ پیشِ تو معنیٰ بود — چوں شناسی بانگِ خویشاوند خود
یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بود لیک — ہر دو معنیٰ بود پیشِ فہمِ نیک
سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد — کایں دَم از نزدیکِ یارے می جہد
آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذّتِ ۲؎ آوازِ خویشاوند نیز — شُد گوابر صدقِ آں خویشِ عزیز
اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہامِ احمق کوز جہل — می نداند بانگِ بیگانہ زاہل
پھر الہام سے محروم احمق جو کہ نادانی سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ اُو دعویٰ بد گفتارِ اُو — جہلِ اُو شد مایۂ انکارِ اُو
اس کے سامنے اس کا دعویٰ (محض) گفتار ہو گی — اس کا جہل اس کے انکار کا سرمایہ ہو گا

پیشِ ۳؎ زیرک کاندرونش نورہاست — عینِ ایں آوازِ معنیٰ بُود راست
عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہٖ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں — کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں
یا کوئی عربی زبان داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بُود — گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بُود
اس کا عربی میں بولنا حقیقت ہو گی — اگرچہ اس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

۱؎ دربیان۔ اب چند مثالیں ایسی دیتا ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب۔ آمد دلیل آفتاب گر تو ہستی۔ اگر تو صاحب باطن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو۔ گفت معنی لان۔ لان معنی لانہ معنی آشیانہ ہے معنی لان یعنی لانہ معنی، اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی ... ہے۔ گر بگویم۔ یہ اس کی پہلی مثال ہے۔ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں۔ کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہم نیک۔ عقل سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

۲؎ لذت۔ رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے باز بے الہام۔ جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں ان کے سامنے کسی بزرگ کا یہ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

۳؎ پیش زیرک۔ جو لوگ عقلمند ہیں اور ان کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی۔ یہ دوسری مثال ہے کہ عربی داں کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ اور دلیل ہے۔

یا نویسد ۱؎ کاتبے بر کاغذے — کاتب و خط خوانم و من ابجدے
یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے — میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھ لیتا ہوں اور میں ابجد جانتا ہوں

ایں نوشتہ گر چہ خود دعویٰ بود — ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود
یہ لکھا ہوا اگرچہ دعویٰ ہے — لکھا ہوا ہی ثبوت کا کھلو بھی ہے

یا بگوید صوفئے دیدی تو دوش — درمیانِ خواب سجّادہ بدوش
یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا — خواب میں کندھے پر مصلی ڈالے ہوئے

من بُدم آں وانچہ گفتم خواب در — یا تو اندر خواب در شرحِ نظر
وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا — تجھ سے نظر (و فکر) کی تشریح میں

گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن — ایں سخن را پیشوائے ہوش کن
یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے — اس بات کو ہوش کا راہبر بنا لے

چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن — معجزہ نو باشد و رازِ کہن
جب تجھے خواب یاد آئے گا یہ بات — نیا معجزہ ہو گی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے — جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے لیکن — صاحب واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس ۲؎ چو حکمت ضالّہ مومن بود — آں زہر کہ بشنود موقن شود
جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے — اس کو جس سے سنتا ہے یقین کرنے والا ہو جاتا ہے

چونکہ خود را پیش او یابد فقط — کے بود شک چوں کند خود را غلط
جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل اس کے سامنے پاتا ہے — شک کب ہو سکتا ہے؟ اپنے آپ کو غلط کیسے بنا سکتا ہے؟

تشنہ را چوں بگوئی تو شتاب — در قدح آبست و بستاں زود آب
جب تو پیاسے کو کہے دوڑ — پیالے میں پانی ہے جلد پانی لے لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رو — از برم اے مدعی مہجور شو
کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے جا — اے مدعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں — جنس آبست و ازاں ماءِ معیں
یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کہ یہ — پانی کی جنس ہے اور شیریں پانی میں سے ہے

یا بطفل ۳؎ شیر مادر بانگ زد — کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد
یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو — کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

۱؎ یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر لکھے کہ میں حروف تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بگوید۔ یہ چوتھی مثال ہے اگر کوئی بزرگ کسی سے اس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کر دے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اس سے فوراً مان لو گے اور کسی مزید دلیل کے طالب نہ ہو گے۔ رازِ کہن۔ یعنی جو خواب میں دیکھا تھا۔ صاحب واقعہ۔ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

۲؎ پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے اپنی چیز گم کرنے والا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن۔ یقین کرنے والا۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچاننے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آ جا پیالے میں پانی ہے لے لے تو فوراً دوڑ پڑے گا کسی دلیل کا طالب نہ ہو گا۔

۳؎ بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آ جا میں دودھ پلا دوں تو وہ بچہ فوراً اس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

طفل گوید مادرا حجت بیار — تا کہ با شیرت بگیرم من قرار
(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں! دلیل لا؟ — تا کہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در دلِ ہر ۱ امتی کز حق مزہ است — روی و آوازِ پیمبر معجزہ است
جس امتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے — پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند — جانِ امت دردروں سجدہ کند
جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے — امت کی روح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنسِ بانگِ او اندر جہاں — از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں
اس لئے کہ اس کی آواز کی مانند دنیا میں — روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سنی

آں غریب ۲ از ذوقِ آوازِ غریب — در سجود آید بحق گرد و قریب
وہ مسافر عجیب آواز کے ذوق سے — سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کند سجدہ زجان و دل غریب — از زبانِ حق شنید انی قریب
جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے — اللہ (تعالیٰ) کی زبان سے سنتا ہے "بیشک میں قریب ہوں"

سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیحؑ یک دیگر را در شکمِ مادر

حضرت یحییٰ و حضرت مسیحؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ ۳ یحییٰ چو حامل بود ازو — بود با مریم نشستہ دو بدو
(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب اس سے حاملہ تھیں — (حضرت) مریم کے رو برو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰ بمریم در نہفت — پیشتر از وضعِ حملِ خویش گفت
(حضرت) یحییٰ کی والدہ نے حضرت مریم سے آہستہ سے — اپنے وضع حمل سے پہلے کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست — کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے — جو کہ بڑے درجہ کا اور باخبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من — کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن
جب میں آپ کے برابر آئی — اے عقلمند! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مرآں جنیں را سجدہ کرد — کز سجودش در تنم افتاد درد
پیٹ کے اس بچہ نے پیٹ کے اس بچہ کو سجدہ کیا — جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریم من درونِ خویش ہم — سجدۂ دیدم ازیں طفلِ شکم
حضرت مریم نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں — اس پیٹ کے بچے کا سجدہ دیکھا

---

۱ در دل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوق حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اس کی آواز ہی ان کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر۔ نبی کی دعوت پر فوراً ان کی روح سر تسلیم خم کر دیتی ہے

۲ غریب۔ یعنی دنیا کا مسافر، راہ سلوک کا مسافر۔ آواز غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید۔ یعنی اطاعت کر لیتا ہے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ انی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآن پاک میں ہے جب یہ ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں ان سے قریب ہوں۔

۳ مادر یحییٰ۔ یعنی حضرت ذکریاؑ کی بیوی۔ یہ حضرت یحییٰؑ کی ماں ہیں۔ مریم۔ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ۔ وضع حمل۔ بچہ جننا۔ درون تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحب عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم۔ حضرت عیسیٰ آنحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام رسول آگاہ۔ یعنی صاحب کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش پیٹ کے بچے کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گفت مریم۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ میرے پیٹ کے بچے نے بھی تیرے پیٹ کے بچے کو سجدہ کیا تھا۔

اشکال آوردن نادانان بریں قصہ

نادانوں کا اس قصہ پر اشکال لانا

ابلہاں گویند ایں[1] افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

بے وقوف کہتے ہیں کہ اس قصہ پر — لکیر کھینچ دے کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش — بود از بیگانہ دور وہم ز خویش

کیونکہ حضرت مریم اپنے وضع حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریم اندر حمل جفت کس نشد — از برون شہر او واپس نشد

(حضرت) مریم حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از برون شہر آں شیریں فسوں — تا نشد فارغ نیا مدخود دروں

وہ شیریں بیاں شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں[2] بزادش آنگہاں نش بر کنار — بر گرفت و برد تا پیش تبار

جب ان کو جن لیا، اس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادر یحییٰ کجا دیدش کہ تا — گوید اورا ایں سخن در ماجرا

حضرت یحییٰ کی والدہ نے انکو کہاں دیکھا تاکہ — قصہ میں ان سے یہ بات کہیں

جواب اشکال و بیان مقصود از قصہ

اشکال کا جواب اور قصہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہل خاطرست — غائب آفاق اورا حاضرست

اس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحب دل ہے — غائب دنیا اس کے سامنے حاضر ہے

پیش مریم حاضر آید در نظر — مادر یحییٰ کہ دورست از بصر

(حضرت) مریم کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — (حضرت) یحییٰ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دید[3] با بستہ بہ بیند دوست را — چوں مشبک کردہ باشد پوست را

آنکھیں بند ہونے سے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ورندیدش نز برون و نزدروں — از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں

اگر انہوں نے انہیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصہ سے نتیجہ اخذ کر لے

نے چناں کا فسانہا بشنیدہٗ — ہمچو شیں بر نقش او چسپیدہٗ

کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصے سنے ہیں — اور شین کی طرح انکے نقش سے تو چپٹ گیا ہے

---

[1] ایں افسانہ۔ یعنی دونوں حمل والیوں کے ملنے کا قصہ۔ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریم کے قصہ میں ہے۔ فحملته فانتبذت به مکانا قصیا "اسپر مریم کو حمل رہ گیا وہ حمل لیکر کہیں الگ دور کے مکان میں ہو بیٹھیں۔ یعنی حضرت مریم کے حالت حمل میں انکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہذا وہاں حضرت یحییٰ کی والدہ کہاں تھیں۔ شیریں۔ فسوں۔ حضرت مریم

[2] چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے فاتت به قومها تحمله "وہ مریم اس بچہ کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں تبار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اس قصہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحب دل ہو کہ غائب از نظر چیزیں بھی اس کے سامنے ہوں۔ پیش مریم۔ ایک جواب یہ ہے کہ دونوں میں باہمی روحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

[3] دید بابستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کر کے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ورندیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریم نے حضرت یحییٰ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ نے چناں۔ تم سب کے افسانے سنتے ہو جن کا نفس الامر میں وجود نہیں ہوتا لیکن وہ انکو سنکر صحیح نتیجہ نکال لیتے ہو۔ ہمچو شیں۔ حروف شین لفظ نقش کیساتھ ایسا جڑا ہوا ہے کہ اس کا اس سے علیحدگی ناممکن ہے۔

تا ہمی گفت آں کلیلہ ۱ بے زباں — چوں سخن نوشد ز دمنہ بے بیاں
حتیٰ کہ بے زباں اس کلیلہ نے کہا — اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سن لی؟

در بدانستند لحن ہم دگر — فہم اُو چوں کرد بے نطق ایں بشر
اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے — بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا؟

درمیانِ ۲ شیر و گاؤ آں دمنہ چوں — شد رسول و خواند بر ہر دو فسوں
شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح — قاصد بنا؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاوِ نبیل — چوں زعکسِ ماہ ترساں گشت پیل
موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟ — ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افتریست — ورنہ کے بازاغ لکلک را مریست
یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے — ورنہ کوے کا لقلق سے کیا اختلاف ہے؟

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست — اندرو معنیٰ مثالِ دانہ ایست
اے بھائی! قصہ تو ایک پیمانہ ہے — اس میں معنیٰ دانہ کی طرح ہے

دانۂ معنیٰ بگیرد مردِ عقل — ننگرد پیمانہ را گرگشت نقل
عقلمند انسان معنیٰ کا دانہ لے لیتا ہے — پیمانہ کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہو جائے

دَربیانِ ۳ ما جرائے شمع و پروانہ و گل و بُلبُل وغیرہ
شمع اور پروانہ اور گل، بلبل وغیرہ کے قصے میں بیان

ما جرائے بُلبُل و گُل گوش دار — گرچہ گفتے نیست آنجا آشکار
بلبل اور گل کا قصہ سن — اگرچہ گفتہ بیاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانہ تو — بشنو و معنیٰ گزیں زا فسانہ تو
شمع کا پروانے کے ساتھ قصہ تو — سن اور قصہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرِّ گفت ہست — ہیں ببالا پر مپر چوں چغد پست
اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے — خبردار! اونچا اڑ چغد کی طرح نیچے نہ اڑ

گفت در شطرنج کایں خانہ رُخ ست — گفت خانہ اش کجا آمد بدست
(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رخ کا گھر ہے — (دوسرے نے) کہا اس کو گھر کہاں سے مل گیا

خانہ را بخرید یا میراث یافت — فرخ آنکس کو سوئے معنیٰ شتافت
اس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا — مبارک ہے وہ شخص جو معنیٰ کی طرف دوڑا

۱ کلیلہ دمنہ۔ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اس کتاب میں درج ہے اسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا کہ تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اسنے کیسے سن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا وہ اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

۲ درمیاں۔ اس میں لکھا ہے دمنہ شیر اور بیل کے درمیان ایلچی بنا اور پھر اس نے دونوں کو دھوکا دیدیا۔ چون۔ وزیر۔ اسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ الیٰ کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ دمنہ کا قصہ جھوٹ ہے ورنہ کوے اور لقلق کا کیا جھگڑا اے برادر لیکن ان تمام قصوں سے نتائج اخذ کر لئے جاتے ہیں۔ لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلہ کی سی ہے مقصود غلہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

۳ دربیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ ان سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں کبھی باتیں نہیں ہوئیں۔ گرچہ۔ ان خبروں میں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوتا لیکن مقصد کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے۔ گفت در شطرنج لفظی کج بحثی کی مثال ہے۔ رخ شطرنج کے مُہرے کا نام ہے۔

گفت [1] نحوی زید عمرو اقد ضرب ... گفت چونش کرد بے جرمے ادب
نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا ... (شاگرد نے) کہا اس کو بے خطا کیوں سزا دی؟

عمرو را جرمش چہ بُد کاں زید خام ... بے گناہ اُورا بزد ہمچوں غلام
عمرو کی کیا خطا تھی؟ کہ اس نالائق زید نے ... اس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانہ معنیٰ بود ... گیر معنیٰ راکہ پیمانہ است رد
(نحوی نے) کہا یہ لفظ معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں ... معنیٰ کو لے لے کیونکہ پیمانہ واپس ہو جاتا ہے

زید و عمرو از بہرِ اعراب ست و ساز ... گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز
زید اور عمرو اعراب (بتانے) کیلئے اور جملہ بنانے کیلئے ہیں ... اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عمرو را ... زید چوں زد بے گناہ و بے خطا
(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا، عمرو کو ... زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا؟

گفت زو لا چارو لاغے بر کشود ... عمرو یک واوے فزوں دُزدیدہ بود
(نحوی نے) اس سے مجبوراً مذاق شروع کر دی ... عمرو نے ایک واؤ زیادہ چرا لی تھی

زید واقف گشت دُزدش رابزد ... چونکہ از حد بُرد اُورا حد سزد
زید کو پتہ چل گیا اس نے اپنے چور کو مارا ... چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا [2] آمدن سخن باطل در دل باطلاں
باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں ... کژ نماید راست در پیش کژاں
(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا ... ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی احولے را مہ یکے ست ... گویدت نے دوست در وحدت شکے ست
اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے ... وہ کہے گا نہیں اے دوست ایک ہونے میں شبہ ہے

در برو خندد کسے گوید دواست ... راست دارد ایں سزائے بد خواست
اور اگر اس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں ... سچ سمجھ لے گا، بد خصلت کی سزا یہی ہے

بر دروغاں [3] جمع می آید دروغ ... لِلْخَبِیثَاتِ الْخَبِیثُوْن زد فروغ
جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہو جاتا ہے ... خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں واضح ہے

دل فراخاں را بود دستِ فراخ ... چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ
فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے ... اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

[1] گفت نحوی۔ قد ضرب زیدٌ عمرواً نحو میں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے عمرو اور عمر میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا لفظی کج بحثی ہے۔ گفت ایں۔ استاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر یہی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ اس میں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اس نے چرالی تھی اسلئے اس کو مارا ہے۔ حد سزا۔

[2] پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژاں۔ کج ہیں۔ گر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اس کو تسلیم کر لے گا۔

[3] بر دروغاں۔ یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ وسیع القلب لوگ۔ عثار۔ لڑکھڑانا پھسلنا سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

ہر کہ اُو جنسِ دروغ ست اے پسر — راست پیشِ اُو نیا شد مُعتبر
اے بیٹا! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے — سچ اس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

ہر کرا دندانِ صدقے رُستہ شد — از دروغ واز خباثت رَستہ شد
جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں — وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہو گیا

جستن ۱ آں درخت کہ ہر کہ میوۂ آں خورد ہر گز نمیرد
اس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اس کا میوہ کھا لے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں — کہ درختے ہست در ہندوستاں
ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا — کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

ہر کسے کز میوۂ اُو خورد و بُرد — نے شود اُو پیر و نے ہرگز بمرد
کہ جس کسی نے اس کا میوہ کھا لیا اور حاصل کر لیا — نہ وہ بوڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

بادشاہے ایں شنید از صادقے — بر درخت و میوہ اش شُد عاشقے
ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سن لیا — درخت اور اس کے میوے کا عاشق ہو گیا

قاصدِ دانا ز دیوانِ ادب — سوئے ہندوستاں رواں کرد از طلب
ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد — تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالہا می گشت آں قاصد ازو ۲ — گردِ ہندوستاں برائے جستجو
اس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا — تلاش کے لئے ہندوستان کے چاروں طرف

شہر شہر از بہرِ ایں مطلوب گشت — نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
اس مقصد کے لئے شہر شہر گھوما — نہ کوئی جزیرہ بچا، نہ پہاڑ، نہ جنگل

ہر کرا پُرسید کرد ش ریشخند — کایں بجوید جُز مگر مجنونِ بند
اس نے جس سے پوچھا اس نے اس کی مذاق اڑائی — کہ یہ (درخت) پاگل خانہ کے لائق مجنوں کے سوا کوئی تلاش نہ کریگا

بس کساں صَفعش زدند اندر مزاح — بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح
بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے اڑائے — بہت سوں نے کہا اے نیک بخت!

جستجوئے چوں تو زیرک سینہ صاف — کے تہی ماند کجا باشد گزاف
تجھ جیسے صاف دل ذہین کی تلاش — کب خالی جائیگی؟ کہاں بیکار ہو گی؟

ویں ۳ مراعاتش یکے صَفعِ دگر — ویں زصَفعِ آشکارا سخت تر
اس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا چپت تھی — یہ چپت (اس) کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

---

۱ جستن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اس کا میوہ کھا لے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے اس بیان کے لفظوں کیطرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کر دیا۔

۲ ازو۔ یعنی بادشاہ کا قاصد جستجو۔ یعنی درخت کی تلاش میں ریشخند۔ مذاق دل لگی۔ مجنونِ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کر دینے کے قابل ہو۔ صفع۔ چپت، طمانچہ، مزاح، مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

۳ ویں مراعاتش۔ اس طرح کی غلط ہمدردی اس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

می ستودندش تسخر۱ کاے بزرگ　　در فلاں اقلیم بس ہول و سترگ

مذاق میں اس کی تعریف کرتے کہ اے بزرگ!　　فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

در فلاں بیشہ درختے ہست سبز　　بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز

فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے　　جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اس کی ہر شاخ موٹی ہے

قاصدِ شہ بستہ در جُستن کمر　　می شنید از ہر کسے نوعِ دگر

بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمر بستہ تھا　　(لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سنتا تھا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا　　می فرستادش شہنشہ مالہا

وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا　　بادشاہ اس کو بہت مال بھیجتا رہا

چوں بسے دید انداراں غُربت تعَب　　عاجز آمد آخر الامراز طلب

جب اس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں　　انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آگیا

ہیچ از مقصود۲ اثر پیدا نشُد　　زاں غرض غیرِ خبر پیدا نشُد

مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا　　اس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

رشتہ امید او بگستہ شُد　　جُستہ او عاقبت نا جُستہ شُد

اس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا　　انجام کار اس کا قابلِ جستجو نا قابلِ جستجو ہو گیا

کرد عزمِ باز گشتن سوئے شاہ　　اشک می بارید و می ببرید راہ

اس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا　　آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

شرح کردن شیخ سرِّ آں درخت را با آں طالب مُقلّد

اس مقلد طلبگار کے لئے شیخ کا اس درخت کے راز کی تشریح کرنا

بود شیخے عالمے قُطبے کریم　　اندراں منزل کہ آئس۳ شد ندیم

ایک شیخ عالم قطب شریف (رہتا) تھا　　اس پڑاؤ پر جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

گفت من نومید پیشِ او روم　　ز آستانِ او براہ اندر شوم

بولا میں مایوس اس کے سامنے جاؤں　　(شاید) اس کے آستانہ سے راستہ چلنے لگوں

تا دُعائے او بُود ہمراہِ من　　چونکہ نو میدم من از دلخواہِ من

تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے　　چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب　　اشک می بارید مانندِ سحاب

آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا　　ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

---

۱ تسخر۔ تمسخر۔ ہول۔ یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا، عظیم الشان گبز۔ موٹا۔ نوعِ دگر۔ یعنی ہر شخص سے جداگانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت، سفر سیر۔ مالہا۔ یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

۲ مقصود۔ یعنی درخت غرض۔ یعنی درخت غیرِ خبر یعنی باتوں کے سوا۔ جستہ او یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلا وہ نا قابلِ جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ طالب مقلد۔ یعنی وہ قاصد قطبے۔ یعنی وہ شیخ قطب وقت تھا۔

۳ آئس۔ مایوس شخص ندیم۔ شریک مجلس۔ براہ یعنی اس راستہ پر پڑ اوں جو درخت تک پہنچا دے دل خواہ مقصد۔

گفت شیخا وقت رحمت رافت است　　نا امیدم وقتِ لطف ایں ساعت ست
کہا، اے شیخ! رحم و مہربانی کا وقت ہے　　میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے

گفت واگو کز چہ نومید ستت　　چیست مطلوبِ تو رُو با کیستت
(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟　　تیرا مقصود کیا ہے؟ کس کی طرف متوجہ ہے؟

گفت شاہنشاہ کردم اختیار　　از برائے جُستنِ یک شاخسار
اس نے کہا بادشاہ نے مجھے چنا　　ایک درخت کی تلاش کے لئے

کہ درختے ہست نادر در جہات　　میوۂ اُو مایہ آبِ حیات
کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے　　جس کا پھل آبِ حیات کا سرمایہ ہے

سالہا جستم ندیدم زو نشاں　　جُز کہ طنز و تسخرِ ایں سر خوشاں
میں نے سالوں تلاش کیا، اس کا نشان نہ دیکھا　　سوائے ان مستوں کے طنز اور مذاق کے

شیخ خندید و بگفتش اے سلیم　　ایں درختِ علم باشد در علیم
شیخ ہنسا اور اس سے کہا اے بھولے!　　یہ درخت علم کا ہے عالم کے اندر

بس ۲ بلند و بس شگرف و بس بسیط　　آبِ حیوانے ز دریائے مُحیط
جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے　　محیط سمندر کا، آبِ حیات ہے

تو بصورت رفتہ اے بے خبر　　زاں ز شاخِ معنیٰ بے بار و بر
اے غافل! تو صورت کے پیچھے چل پڑا　　اسی لئے (تو) معنیٰ کی شاخ سے بے میوہ اور پھل کے ہے

گہ درختش نام شُد گہ آفتاب　　گاہ بحرش نام گشت و گہ سحاب
کبھی اس کا نام درخت بنا کبھی سورج　　کبھی اس کا نام سمندر ہوا اور کبھی ابر

آں ۳ یکے کش صد ہزار آثار خاست　　کمتریں آثارِ اُو عمرِ بقاست
وہ ایک ایسا (عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے　　اس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے

گرچہ فرد ست اُو اثر دارد ہزار　　آں یکے را نام شاید بے شمار
اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے　　اس ایک کے بے شمار نام مناسب ہیں

آں یکے شخصے ترا باشد پدر　　در حقِ شخصے دگر باشد پسر
وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے　　دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور قہر بھی ہے دوسرے کے اعتبار سے نیک و مہربان ہے۔

۱ رافت۔ مہربانی۔ لطف مہربانی شفقت۔ واگو صاف بتا۔ اختیار۔ پسند کرنا۔ چننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہو جائے۔ سر خوشاں۔ مست دیوانے لوگ سلیم۔ بھولا انسان علم باشد علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گزارتا ہے لہٰذا اس کو درخت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں تو اس درخت سے علم مراد ہے۔

۲ بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آبِ حیات ہے۔ دریائے محیط یعنی علم باری تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنیٰ مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنیٰ کی شاخ سے محروم ہے گہ درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو درخت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ لوگ اس کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں گہ سمندر چونکہ علم ایک بے پایاں چیز ہے اس کو سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سرسبزی کا سبب ہے لہٰذا اس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اس سے نتائج اور آثار لاکھوں ہیں۔ انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آبِ حیات بھی ہے۔

۳ آں یکے۔ انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حقیقتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی چچا

در حقِ دیگر بُوَد قہرو عَدُو　　در حقِ دیگر بُوَد لُطف و نِکُو

ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے　　دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

در حقِ دیگر بُوَد اُو عَمّ و خال　　در حقِ دیگر بُوَد ہیچ و خیال

ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے　　دوسرے کے حق میں وہ نا چیز اور خیال ہے

صد ہزاراں نام و اُو یک آدمی　　صاحب ہر وصفش از اوصفے عَمی[1]

وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں　　اس کا ہر ایک وصف جاننے والا دوسرے وصف سے بےخبر ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ است　　ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ است

جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو　　تیری طرح نا امید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بر چسپی بریں نام درخت　　تا بمانی تلخ کام و شور بخت

تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکا ہے　　خبردار! تو ناکام اور بد نصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں　　رَو معانی را طلب اے پہلواں

اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟　　اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُوَد چوں قشر و پوست　　معنیٔ اندروے چو مغز اے یار و دوست

ظاہری صورت چھلکے اور پوست کیطرح ہے　　اے یار اور دوست! اس میں معنی گودے کیطرح ہے

در[2] گذر از نام و بنگر در صفات　　تا صفاتت رہنماید سوئے ذات

نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ　　تاکہ صفات ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی زخود　　چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد

(پھر) تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خودی سے نجات پالیگا　　تیری آنکھ اچھے برے کو یکساں دیکھے گی

اختلافِ خلق از نام اُوفتاد　　چوں بمعنیٰ رفت آرام اُوفتاد

مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا　　وہ جب معنی کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنیٰ مثالِ خوش شنو　　تا نمانی توا سامی را گرد

معنی کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سن لے　　تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیانِ[3] منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور با ہمدگر

انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑنے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبان یکدیگر رانمی دانستند

وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

---

[1] از وصفے عمی۔ یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے او دوسرے وصف سے نا واقف ہے۔ ہر کہ۔ صرف نام کے درپے ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصول مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ تو چہ۔ شیخ نے قاصد سے کہا درخت کے لفظ کو نہ چپٹ۔ صورت ظاہر درخت کے لفظ کا بظاہری وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا۔ معنی اندروے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

[2] درگذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسماء کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسماء میں نہ الجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو ان اسماء کے معانی ہیں اور ان سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی۔ ذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے لئے نیک و بد میں یک رنگی پیدا ہو جائیگی۔ اختلاف۔ اسماء کا اختلاف صرف حیثیتوں کے اختلاف کے وجہ سے ہے تو اسماء کے پابند اپنے اسی اختلاف میں سرگرداں ہیں ان کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔

[3] بیان۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

چار کس را داد مردے یک درم
ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا
ہر یکے[1] از شہرے افتادہ بہم
ہر ایک ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

پارسی و ترک و رومی عرب
ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی
جملہ باہم در نزاع و در غضب
سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

پارسی گفتا کہ ایں راچوں کنم
ایرانی نے کہا کہ اس کا کیا کروں ؟
ہیں بیا تا ایں با نگوری دہم
ہاں ، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

آں یکے دیگر عرب بد گفت لا
ایک دوسرا عرب تھا ، اس نے کہا نہیں
من عنب خواہم نہ انگور اے دغا
اے دغا باز ! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

آں یکے ترکی بد او گفت اے کوزم
ایک ترکی تھا اس نے کہا ، اے احمق !
من نمی خواہم عنب خواہم اوزم
میں عنب کی خواہش نہیں رکھتا میں اوزم چاہتا ہوں

آں یکے رومی بگفت ایں قیل را
اس ایک رومی نے کہا ، اس بات کو
ترک کن خواہیم استافیل را
چھوڑ ہم استافیل چاہتے ہیں

در تنازع آں نفر جنگی شدند
وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی
کہ ز سرِّ نامہا غافل بدند
کیونکہ وہ ناموں کے معنی سے ناواقف تھے

مشت بر ہم می زدند از ابلہی
حماقت سے مکے بازی کرنے لگے
پر بدند از جہل و از دانش تہی
وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

صاحب سرّے[2] عزیزے صد زباں
معنی کو سمجھنے والا ، بزرگ صد ہا زبانیں جاننے والا
گر بدے آنجا بدادے صلح شاں
اگر وہاں ہوتا تو ان میں صلح کرا دیتا

پس بگفتے او کہ من زیں یک درم
وہ کہدیتا کہ میں اس ایک درہم سے
آرزوئے جملہ تاں رامی خرم
تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

چونکہ بسپارید دل رابے دغل
جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے) سپرد کر دو گے
ایں درم تاں می کند چندیں عمل
تمہارا یہ درہم اتنے کام کر دے گا

یک درم[3] تاں می شود چار المراد
خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا
چار دشمن می شود یک ز اتحاد
اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ و فراق
تم میں سے ہر ایک بات لڑائی اور جدائی کرا رہی ہے
گفت من آرد شمارا اتفاق
میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کر دے گی

---

[1] ہر یکے۔ اس وجہ سے ان کی زبانیں مختلف تھیں۔ بانگوری دہم۔ یعنی ہم انگور فروش سے انگور خرید لیں اور سب ملکر کھا لیں۔ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنی کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عنب خریدوں گا جس کے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ کوزم۔ احمق۔ اوزم۔ یعنی میں عنب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدونگا جس کے معنی وہی ہیں جو عنب کے ہیں۔ قیل۔ قول بات استافیل۔ انگور۔ سرنامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

[2] صاحب سرّ جو ان الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے۔ سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

[3] یک درم۔ یعنی اس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفت ہر یک چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے۔

پس شما خاموش باشید اُنصِتُوا ۱ | تازبان تاں می شوم در گفتگو
پس تم خاموش ہو جاؤ، چپ رہو | تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بن جاؤں

گر سخن تاں می نماید یک نمط | دراثر مایہ نزاع ست و سخط
اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے | نتیجہ میں غصہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

اگر سخن تاں در توافق موثق ست | در اثر مایہ نزاع و تفرق ست
اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابل بھروسہ ہے | نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمی عاریتی ندہد اثر | گرمی خاصیتی دارد ہنر
عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے | اصلی گرمی ہنر رکھتی ہے

سرکہ را گر گرم کردی زآتش آں | چوں خوری سردی فزاید بیگماں
اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کر دیگا | تو جب کھائے گا وہ یقیناً سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمی او دہلیزی ست | طبع اصلش سردی ست وتیزی ست
اس لئے کہ اس کی گرمی عارضی ہے | اس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بود دیخ بستہ دو شاب اے پسر | چوں خوری گرمی فزاید در جگر
اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو | جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس ۲ ریائے شیخ بہ ز اخلاص ما | کز بصیرت باشد آں ویں از عمیٰ
تو شیخ کی ریاکاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے | کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیث شیخ جمعیت رسد | تفرقہ آرد دم اہل حسد
شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے | اہل حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں ۳ سلیماں کز پے حضرت بتاخت | او زبان جملہ مرغاں را شناخت
جب سلیمان (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے | تو انہوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمان عدلش آہو با پلنگ | انس بگرفت و بروں آمد ز جنگ
ان کے انصاف کے دور میں ہرن تیندوے سے | مانوس ہو گیا اور لڑائی سے بر طرف ہو گیا

شد کبوتر ایمن از چنگال باز | گو سفند از گرگ نا ورد احتراز
کبوتر باز کے پنجے سے محفوظ ہو گیا | بکری نے بھیڑیئے سے بچاؤ نہ کیا

او میانجی شد میان دشمناں | اتحادے شد میان پرزناں
وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے | پرندوں میں اتحاد ہو گیا

---

۱ انصتوا۔ تم چپ رہو۔ تازباں۔ تاں۔ یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو۔ گر سخن۔ تاں۔ یعنی انگور، عنب، اوزم۔ استافیل سب کے معنی ایک ہیں۔ گرمی۔ ان چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سے بات پر ختم ہو گیا اسی طرح گرمی اور سردی جو اصلی ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہے عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ سرکہ سرد ہے اگر آگ پر گرم کر لیا جائے تو یہ عارضی گرمی موثر نہ ہوگی۔ دہلیزی باہری، عارضی دو شاب۔ انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اس کی عارضی ٹھنڈک موثر نہیں ہے۔

۲ پس۔ شیخ کی ریاکاری بھی اصول شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور اس میں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ موثر نہیں ہے حدیث شیخ۔ چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی بات موجب اتحاد ہے مختلف امزاج مریدوں کو یک لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

۳ چوں سلیماں۔ حضرت سلیمان حقیقت سے باخبر تھے تمام جانوروں میں اتحاد کا سبب بنتے تھے ہرن پلنگ چیتے اور مہران کی دشمنی ہوتے لیکن وہ متحد ہو گئے تھے۔ میانجی۔ ثالث بیچ۔ دشمنی والے جانور ان کے دور میں دونوں متحد ہو گئے تھے۔ پرزنی۔ حضرت سلیمان سب مختلف طبع والے جانوروں میں صلح کرانے والے ثالث بات بنتے تھے۔

تو چو مورے بہرِ دانہ میدوی — ہیں سلیمانؑ بُوچہ می باشی غوی

تو چیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے — خبردار! سلیمان کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟

دانہ جورا دانہ اش دامے شود — واں سلیمانؑ جوی را ہر دو بُود

دانہ کی تلاش کرنے کیلئے اسکا دانہ جال بنجاتا ہے — اور سلیمان کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں

مُرغ جانہا را دریں آخر زماں — نیست شاں از ہمد گریکدم اماں

اس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے — انکو ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں ہے

ہم ۲ سلیمانؑ ہست اندر دورِ ما — کو دہد صلح و نماند جورِ ما

ہمارے زمانے میں بھی سلیمان موجود ہے — جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے

قولِ اِنْ مِنْ اُمَّۃٍ را یاد گیر — تابرا الَّا وَ خَلَا فِیْھَا نَذِیْر

ان من امۃ کا قول یاد کر لے — الا وخلا فیھا نذیر تک

گفت خود خالی نبودست اُمّتے — از خلیفہ حق وصاحب ہمّتے

(اللہ نے) فرمایا کوئی امت خالی نہ ہوگی — صاحب باطن اور اللہ کے خلیفہ سے

مُرغِ جانہا را چناں یکدل کُند — کز صفاں شاں بیغش وبیغل کُند

وہ جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دل بنا دیگا — کہ صفائی کی وجہ سے انکو بے کھوٹ اور بے کینہ کر دیگا

مُشفقاں ۳ گردند ہمچوں والدہ — مُسلموں راگفت نفس واحدہ

وہ ماں کی طرح مشفق بن جائیں گے — (اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے

نفسِ واحد از رسولِ حق شدند — ورنہ ہریک دشمنِ مُطلق بُدند

رسول حق کی وجہ سے ایک جان ہو گئے — ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا

اتحادِ خالی از شرک و دوئی — باشد از توحیدِ بے ماؤ توئی

وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو — ہم تم سے خالی وحدت سے ہوتا ہے

بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار ببرکت وجودِ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام

انصار کے درمیان سے مخالف اور دشمنی کا ختم ہو جانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دو قبیلہ کاوس وخزرج نام داشت — یک زدیگر جان خوں آشام داشت

دو قبیلے جن کا اوس اور خزرج نام تھا — ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

۱ سلیمان۔ جو یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمان ہو۔ دانہ جو چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت ملیگی مرغ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔

۲ ہم سلیماں۔ سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآن پاک میں اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی امت نہیں ہے جس میں کوئی ڈرنیوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اس کی دستگیری کر لی جائے تو وہ دلوں کو صاف کر کے سب کو یکدل بنا دے گا۔

۳ مشفقاں۔ یعنی وہ لوگ ان بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنائے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ از رسول۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو کا جھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہو جائے۔ انصار اوس خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب پڑ گیا۔ قبیلہ اوس خزرج دو یمنی قبیلے باہم لڑتے رہتے تھے ہجرت سے پہلے بھی ان کی جنگ جاری رہی ہے۔

کینہائے کہنہ شاں از مصطفیٰ — محو شد در نورِ اسلام و صفا

آنحضورؐ کی وجہ سے انکے پرانے کینے — اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہو گئے

اوّلاً ۱ اخواں شدند آں دشمناں — ہمچو اعدادِ عنب در بوستاں

پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے — جیسا کہ باغ میں انگور کے دانے

وزدم المؤمنون اخوۃ بہ بند — در شکستند و تنِ واحد شدند

(پھر) المؤمنون اخوۃ سے (ترقی کر کے) بندش — توڑ ڈالی اور ایک جسم ہو گئے

صورت ۲ انگورہا اخواں بود — چوں فشر دی شیرۂ واحد شود

انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے — جب تو نے انہیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورۂ و انگور ضد انند و لیک — چونکہ غورہ پختہ شد شد یارِ نیک

کچا انگور اور (پکا) انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں — جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند — در ازل حق کافرِ اصلیش خواند

کچا انگور جو خشک ہو گیا اور کچا رہ گیا — اللہ (تعالیٰ) نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اخی نے نفسِ واحد باشد او — در شقاوت نجس و ملحد باشد او

وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے — وہ نحوست اور بدبختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم ۳ آنچہ او داد نہاں — فتنہ افہام خیزد در جہاں

اگر میں بتا دوں جو اس میں پوشیدہ ہے — دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سِرِّ گبرِ کورنا مذکور بہ — دودِ دوزخ از ارم مہجور بہ

اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے — دوزخ کا دھواں (باغ) ارم سے دور ہی بہتر ہے

غورہائے نیک کایشاں قابل اند — از دمِ اہلِ دل آخر یک دل اند

اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے — اہلِ دل کے دم سے آخر ایک دل ہو جاتے ہیں

سوئے انگوری ہمی رانند تیز — تا دوئی بر خیزد و کین و ستیز

وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں — تاکہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہو جائے

پس در انگوری ہمی درّند پوست — تا یکے گردند وحدت وصف اوست

پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں — تاکہ ایک ہو جائیں اور وحدت اسی کی صفت ہے

---

۱ اوّلاً۔ یعنی ابتداء آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعداد عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اسی طرح ابتداء انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وزدم۔ یعنی ابتداء بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کر کے وہ یکجان ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کر دیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہو گئے۔

۲ صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کر کے یکجان ہو گئے۔ غورہ۔ کچا انگور، کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافر اصلی جیسے عبداللہ بن ابی اور ابو جہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔

۳ گر بگویم۔ کافر ازلی کے کفر کا اظہار مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافر ازلی ہے اور کون مومن ازلی۔ سر گبر کور۔ کور باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغ ارم ہیں باغ سے دھوئیں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غورہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہل دل کی صحبت میں یکجاں ہو جاتے ہیں۔ سوئے انگوری۔ انگو بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس در انگوری یکسانیت کے بعد پھر انکی مومنین سے وحدت تامہ ہو جاتی ہے۔

دوست ۱ دشمن گردد ایرا ہم دواست
دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں
ہیچ یک با خویش جنگے در نہ بست
کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے

آفریں بر عشقِ کلِّ اوستاد
عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے
صد ہزاراں ذرّہ را داد اتّحاد
جس نے لاکھوں ذروں کو اتحاد عطا کر دیا

ہمچو خاکِ مُفترِق در رہگذر
جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی
یک سُبوشاں کرد دستِ کوزہ گر
کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا

کاتحادِ جسمہائے ماء وطین
پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد
ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں
ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے

گر نظائر ۲ گویم اینجا در مثال
اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں
فہم را ترسم کہ آرد اختلال
میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈالدیں گی

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما
سلیمان اب بھی ہے لیکن ہم
از نشاطِ دُور بینی در عمیٰ
تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے پن میں ہیں

دُور بینی کور دارد مُرد را
(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے
ہمچو خُفتہ در سَرا کور از سَرا
جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے

میکند از مَشرِق و مغرِب گذر
وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے
وز رفیق و ہمنشینش بے خبر
اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے

مُولعیم ۳ اندر سخنہائے دقیق
ہم (دنیا کی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں
در گرہ ہا باز کردن ما عشیق
ان کی گرہ کشائی کی عاشق ہیں

تا گرہ بندیم و بکشائیم ما
تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں
در شکال و در جواب آئیں فزا
اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھانے والی بنجائیں

ہمچو مُرغے کو کشاید بند و دام
اس پرند کی طرح جو (کبھی) جال کی گرہ کھولتا ہے
گاہ بندد تا شود در فن تمام
کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے

او بُوَد محروم از صحراو مَرج
وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے
عُمر اُو اندر گرہ کاری ست خرج
اس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے

خود زبون اُو نگردد ہیچ دام
کوئی جال اس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے
لیک پرّش در شکست اُفتد مُدام
لیکن اس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

---

۱ دوست دشمن۔ جب تک من وتو ہے تو باہمی اختلاف ونزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں۔ بر عش۔ عشق متحد الوجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو۔ عشق ذروں کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا۔ کمہار کا ذروں مل کر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

۲ گر نظائر۔ مومنین کے روحوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر سناؤں تو تھک جاؤ گے۔ دور بینی۔ یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ می کند۔ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو اس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

۳ مولعیم۔ ہم دنیاوی الجھاؤ کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اس میں سوال وجواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے۔ دنیاوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر رہا ہو وہ لامحالہ چمن کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام پر صرف کر دیگا۔ خود زبوں جال کی گرہ کاری میں مہارت پیدا کرنیوالا پرندہ خود اپنے پر تباہ کریگا جال تو اس کے قابو میں نہ آئیگا۔ اسیطرح دنیا کے دھندوں کو سلجھانیوالا اپنے آپ کو تباہ کریگا دنیا اس کے قابو میں نہ آئیگی۔

با گرہ کم کوش تا بال و پرت	نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت
گرہ میں کم مصروف ہوتا کہ تیرہ بال و پر	اس اکڑ فوں سے ایک ایک کر کے نہ ٹوٹ جائیں
صد ہزاراں مرغ پر ہاشاں شکست	واں کمیں گاہِ عوارض رانہ بست
انھوں پرندوں کے پر ٹوٹ گئے	(لیکن) وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کر سکے
حالِ ایشاں از نبی خواں اے حریص	نَقَّبُوا فِیہَا ببیں ہَلْ مِن مَّحِیص
اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے	غور کر انہوں نے زمین میں نقب لگائے کہیں چھٹکارا ہے
از نزاعِ تُرک و رُومی و عَرب	حل نشد اشکالِ انگور و عِنَب
ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے	انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا
تا سلیمان ۲ سَنین معنوی	در نیاید بر نخیزد ایں دوئی
جب تک حقیقت پسند، زبان داں سلیمان	نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اٹھتی
جملہ مُرغانِ مُنازِع باز وار	بشنوید ایں طَبلِ بازِ شہریار
سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح	بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو
ز اختلافِ خویش سوئے اتحاد	ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد
اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب	خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہو جاؤ
حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوہَکُمْ	نَحْوَہٗ ھٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْہَکُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا رخ موڑ لو	اس کی جانب یہ وہ ہے جس نے تمہیں نہیں روکا
کور ۳ مرغانیم و بس نا ساختیم	کاں سلیمان را دمے نشناختیم
ہم اندھے پرندے ہیں اور بہت انگھڑ	کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا
ہمچو جُغداں دشمنِ بازاں شدیم	لا جرم واماندہ ویراں شدیم
ہم چغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے	لا محالہ پسماندہ اور تباہ ہو گئے
می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ	قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا
انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں	اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ
جُملہ مُرغاں کز سلیماں روشن اند	پر و بالِ بے گنہ کے بر کنند
وہ تمام پرندے جو سلیمان کی وجہ سے روشن (دل) ہیں	وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟
بلکہ سُوئے عاجزاں چینہ کشند	بے خلاف و کینہ آں مُرغاں خوش اند
بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) لیجاتے ہیں	وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

۱ صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیا جہاں کے ساتھ دنیا کے عداوت کی ہے از نبی قرآن پاک میں ہے کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ ۔ "اور ان سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں جو کہ ان سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انہوں نے شہروں کو چھان مارا کہ کہیں بچاؤ کی جگہ ہے" یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ از نزاع۔ ان چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کر سکی تھیں۔

۲ تا سلیماں۔ مراد از غیب داں آیدکارے بلکہ وہ یا امام مہدی مراد ہیں۔ سنین۔ یعنی امین زبان داں۔ طبل باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ ز اختلاف رسم و رواج کے اختلافات و ترک کر کے متحد ہو جاؤ حیث ما کنتم۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نماز میں قبلہ رخ ہو جائیں۔ مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہیے۔ یہی چیز اتحاد پیدا کرے گی۔

۳ کور مرغانیم بزرگان دین سلیمان وقت ہیں ہم اتنے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو چغداں چغدوں کی باز سے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو طائران قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاص ان خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ بھی ختم نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ بندوں کی خدمت کرتے ہیں۔ چینہ۔ غلہ۔ ایک غلہ ہے جو پرندوں کو کھلایا جاتا ہے۔

ہُدہُدِ ۱ ایشاں پے تقدیس را — مے کُشاید راہِ صد بلقیس را
ان (میں) کا ہد ہد تقدیس کے لئے — سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود — بازِ ہمت آمد و مازاغ بود
ان کا کوا اگرچہ بظاہر کوا تھا — ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا

لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند — آتشِ توحید در شک می زند
ان کا لقلق جو لک لک کہتا ہے — وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے

واں کبوتر شاں زبازاں نشکہد — باز سر پیشِ کبوتر شاں نہد
ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے — باز ان کے کبوتر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے

بُلبلِ ۲ ایشاں کہ حالت آرد اُو — در درونِ خویش گلشن دارد اُو
ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے — وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے

طوطیِ ایشاں زقند آزاد بود — کز دروں قندِ ابد رُویش نمود
ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا — کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی

پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر — بہتر از طاؤسِ پرّانِ دگر
ان کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں — دوسروں کے موروں جیسے پر والوں سے بہتر ہیں

کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند — در تعلق راہِ علیین زند
ان کے چکور شاہین کی مذاق اڑاتی ہے — تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستہ اختیار کرتی ہے

منطق ۳ الطیرِ ان خاقانی صداست — منطق الطیرِ سُلیمانی کجاست
خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے — وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے ؟

تو چہ دانی بانگ مُرغاں را ہمے — چوں ندیدتی سُلیماں را دمے
تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے ؟ — جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے

پرّ آں مُرغے کہ بانگش مُطرب ست — از برونِ مشرق و وز مغرب ست
اس پرند کا پر جس کی آواز مست کرنیوالی ہے — وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

توچہ دانی۔ جب تم اہل اللہ سے نہیں ملے تو ان کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ پرّ آں مرغے۔ ان مریدین اور متوسلین کا تعلق عالم بالا سے ہے۔

۱ ہد ہد۔ چونکہ شیخ وقت کو سلیمان وقت قرار دیا لہٰذا اس کے مریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمان کے جلو میں رہتے تھے تقدیس۔ یعنی سُبُّوح قُدُّوس کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمان کی ہدہد حضرت بلقیس کے لئے راہنمائی تھی۔ مازاغ۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مازاغ البصر وما طغی یعنی کی نظر نہ کسی طرف کو بہکی اور نہ اچٹی یعنی دیدار میں مصروف رہی۔ لکلک۔ لقلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے تو گویا وہ لک الحمد لک الثناء "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا ہے" کہتا ہے اور توحید کے گن گاتا ہے۔ واں کبوتر۔ مریدین اور مجازین میں سے جو مسکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد۔ مضارع منفی ہے شکوہیدن۔ شان و شوکت دکھانا ڈرنا۔
۲ بلبل۔ انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے ان بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤساں۔ مور کا پیر بدصورت ہیں اور اس کا پر حسن میں مشہور ہے یعنی اس شیخ کے مریدوں کے بظاہر نازیبا افعال دوسرے کے زیبا افعال سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ کبک۔ چکور کا قہقہہ اور رفتار ضرب المثل ہیں۔
۳ منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی۔ افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو ہے حضرت سلیمان کو بھی منطق الطیر حاصل تھی

ہریکے ۱ اِسْتکش زکُرسی تاثَرے ست — وز ثریٰ تا عرش در کرّ و فرے ست

اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے — اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہے

مُرغ کو بے ایں سلیماں می رَوَد — عاشق ظلمت چو خُفاشے بُوَد

وہ پرند جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے — وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کُن اے خُفّاشِ رَد — تا کہ در ظلمت نہ مانی تا اَبد

اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈال — تا کہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سُو می روی — ہمچو گز قطبِ مساحت می شوی

اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا — تو گز کی طرح پیمائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سُو می جہی — از ہمہ لنگی و لُوکی می رہی

اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے — (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصہ بط بچگاں کہ مُرغِ خانگی پرور دشاں

بطخ کے ان بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مرغ نے پالا

تخم ۲ بطّی گرچہ مُرغِ خانہ ات — کرد زیرِ پر چو دایہ تربیت

تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغ نے — پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادرِ تو بط آں دریا بُدست — دایہ ات خاکی بُد و خشکی پرست

تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی — تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میلِ دریا کہ دلِ تو اندرست — آں طبیعت جانت را از مادرست

دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے — تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میلِ خشکی مر ترا زیں دایہ است — دایہ را بگذار کو بد رایہ است

خشکی کی طرف میلان اس دایہ کی وجہ سے ہے — دایہ کو چھوڑ کر وہ غلط راہ والی ہے

دایہ را بگذار در خشک و بَراں — اندر آدر بحرِ معنیٰ چوں بطاں

دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر — بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر ترا ۳ دایہ بتر ساندز آب — تو مترس و سوئے دریاراں شتاب

اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے — تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانکدے

تو بطے بر خشک و بر تر زندۂ — نے چو مُرغِ خانہ خانہ کَندۂ

تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے — نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو کریدا ہے

---

۱ ہریک۔ یعنی اس کی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نور خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیر تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا سب سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا۔ لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

۲ تخم بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہو اسمیں سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذرا سی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو ملاء اعلیٰ کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کی زیر اثر ہو رہی ہے معمولی محنت سے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے تخم بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ گھریلو مرغی۔ دایہ۔ یعنی گھریلو مرغی۔ میل دریا۔ بطخ، دریائی چیز ہے نہ کہ دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر رہتی ہے۔

۳ گر ترا۔ جسم انسانی عروج سے مانع بنتا ہے تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحر وحدت سے متعلق ہے۔

توز کرمنا¹ بنی آدم شہی
تو کرمنا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے
ہم بخشکی ہم بدریا پانہی
خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے

کہ حملنا ہم علی البحری بجاں
تو روح کی وجہ سے حملنا ہم علی البحر کا مصداق ہے
از حملنا ہم علی البر پیش راں
حملنا ہم علی البر سے آگے چل

مر ملائک² را سوئے بر راہ نیست
فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے
جنس حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست
حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے

تو بہ تن حیواں بجانے از ملک
توجسم کے اعتبار سے حیوان اور جان کے اعتبار سے فرشتوں میں سے ہے
تا روی ہم بر زمیں ہم بر فلک
تاکہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی

تابظاہر مثلکم اشد بشر
یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے
بادل یوحیٰ الی دیدہ ور
(لیکن) یوحیٰ الی کے دل کے اعتبار سے صاحب بصیرت ہے

قالب خاکی فتادہ بر زمیں
(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے
روح او گرداں براں چرخ بریں
اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے

ماہمہ³ مرغابیانیم اے غلام
اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرند ہیں
بحر میداند زبان ما تمام
سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے

پس سلیماں بحر آمد ماچو طیر
سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں
در سلیماں تا ابد داریم سیر
ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے

با سلیماں پائے در دریا بنہ
سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ
تاچو داؤد⁴ آب سازد صد زرہ
تاکہ پانی (حضرت) داؤد کی طرح سینکڑوں زرہیں بنائے

آں سلیماں پیش جملہ حاضر ست
وہ سلیمان، سب کے سامنے موجود ہے
لیک غیرت چشم بند و ساحر ست
لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے

تا ز جہل و خوابناکی و فضول
یہاں تک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کی وجہ سے
او بہ پیش ما وما از وے ملول
ہم اس سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے ہے

---

۱ کرمنا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا" مولانا نے یہاں بحر سے بحر وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی زندگی سے گذر کر حملنا ھم علی البحر والی زندگی حاصل کرنی چاہیے اور اس کو بحر وحدت کی سیر کرنی چاہیے۔

۲ مر ملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے حیوان۔ حیوانات کا عالم آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی۔ لہٰذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے تا بظاہر۔ قرآن پاک میں ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح آنحضورؐ کا جسم عالم دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالم بالا سے ہے اسی طرح شیخ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

۳ ماہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغابی اور دریا کی۔ بحر یعنی اضافی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے۔ سلیمان شیخ بمنزلہ بحر کے ہے اور ہم اس سلیمان کے پرندے ہیں۔ باسلیماں۔ صحرائے معرفت میں جب شیخ کی طرح گھسیں گے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورت زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سلیماں۔ شیخ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا۔

تشنہ[۱] را دردِ سر آرد بانگِ رعد چوں نداند کو کُشاید ابرِ سعد
کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہے جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشمِ او ماندست در جوئے رواں بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں
اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہیں

مرکبِ ہمت سُوئے اسباب راند از مُسبّب لا جرم محروم ماند
اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی لا محالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہو گیا

آنکہ[۲] بیند او مُسبّب را عیاں کے نہد دل بر سببہائے جہاں
جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے؟

از مُسبّب یا بداند ریک صباح از نجات و از فلاح واز نجاح
وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہے نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مُشت حیلہ مند دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
وہ جو کچھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سو سال میں آیا اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں

حیران شدنِ حاجیاں در کراماتِ آں زاہد کہ در بادیہ بر ریگِ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد درمیانِ بادیہ در عبادت غرق چوں عبادیہ
صحرا میں ایک زاہد تھا عبادان کے رہنے والوں کی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں آنجا رسید ند از بلاد دیدہ شاں بر زاہدِ خشک اوفتاد
حاجی (مختلف) شہروں سے اس کے پاس پہنچے ان کی نظر اس خشک زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج از سمومِ بادیہ بودش علاج
زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا صحرا کی لو اس کا علاج تھی

حاجیاں[۳] حیراں شدند از وحدتش واں سلامت درمیانِ آفتش
حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہو گئے اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بروئے ریگ ریگ کز تفش بجوشد آبِ دیگ
وہ ریت پر نماز میں کھڑا تھا ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی ابلنے لگے

۱۔ تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں۔ چشم او۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ۔ اسباب دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ وہ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

۲۔ آنکہ۔ جس شخص کو حضرت حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اس کی نگاہ میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ از مسبب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ جو اسباب اختیار کرنیوالا سو سال میں بھی حاصل نہیں کر پاتا ہے۔ حیراں شدن اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ بادیہ صحرا، جنگل، عبادیہ، عبادان کی طرف منسوب مانا جائے۔ جو ایک نہایت گرم مقام ہے۔ یعنی عبادان کے رہنے والے یا منسوب بسوئے عبادت۔

۳۔ حاجیاں۔ وہ صحرا ان حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہد خشک۔ وہ عبادت گذار جو ذوقِ عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا ترجمہ کیا ہے۔ تر مزاج خوش مزاج سموم۔ گرم زہریلی ہوا۔ لو یعنی لو اس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح وسلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آب دیگ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولادے۔

گفتی۱ سرمست در سبزہ گل ست		یا سوارہ بر بُراق و دُلدُل ست
تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہے		یا براق اور دلدل پر سوار ہے

یا کہ پایش بر حریر و حُلہاست		یا سموم اُورا بہ از بادِ صباست
یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں		یا اس کے لئے لو پروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستادہ تازہ رُوی اندر نماز		با خضوع و با خشوع و بر نیاز
تازہ روئی نماز میں کھڑا ہوا		خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

با حبیبِ خویشتن می گفت راز		ماندہ بود استادہ در فکر دراز
وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا		لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماندند آں جماعت با نیاز		تا شود درویش فارغ از نماز
تو وہ گروہ نیاز مندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا		تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں زاستغراق باز آمد فقیر		زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر
جب درویش استغراق سے لوٹا		اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر نے

دید۲ کا بش می چکید از دست و رُو		جامہ اش تر بود ز آثار وضو
دیکھا کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے		اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس پرسیدش کہ آب او کجاست		دست را برداشت کز سوئے سماست
تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے ملا		اس نے ہاتھ اٹھایا کہ آسمان سے

گفت ہر گاہے کہ خواہی می رسد		بے ز چاہ و بے زحبلٍ مِّنْ مَّسَدْ
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے		بغیر کنویں اور بغیر مونج کی رسی کے

مشکلِ ما حل کن اے سلطانِ دیں		تا بہ۳ بخشد حالِ تو ما را یقیں
اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے		تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرما دے

وانما سرّے ز اسرارے بما		تا ببرّیم از میاں زنّار ہا
اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھول دے		تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بکشود سُوئے آسماں		کہ اجابت کُن دعای حاجیاں
اس نے آسمان کی جانب آنکھ اٹھائی		کہ حاجیوں کی دعا قبول فرما لے

رزق جوئی راز بالا خُو گرم		چوں زبالا بر کشودی درم
میں عالم بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں		چونکہ تو نے میرے لئے عالم بالا کا دروازہ کھول دیا ہے

۱ گفتی۔ اس قدر تکلیف دہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دلدل اور براق کی سواری میں مسرور ہو۔ یا کہ۔ یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمی لباس تھا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔ حلہا۔ یعنی لباس۔ باد صبا۔ پروا ہوا خنکی اور خوشبودار ہوتی ہے۔ راز۔ مناجات و مناجات یعنی اللہ سے ساتھ سرگوشی کیا گیا ہے۔ استغراق۔ وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ما سوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر۔ قلب۔

۲ دید۔ یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما۔ آسمان حبل من مسد۔ کھجور کے پتے کے ریشے کی رسی یا مونج کی رسی۔

۳ تا بہ بخشد۔ یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ زنار ہا۔ یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت۔ قبولیت۔ بالا۔ عالم بالا۔

اے نمودہ تو مکاں[1] از لامکاں — فی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ کردہ عیاں
اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھادیا ہے — "فی السماء رزقکم" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مُناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیل آبکش
اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مَشک باریدن گرفت — در گوو در غارہا مسکن گرفت
اسنے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابری[2] بارید چوں مَشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مشکہا
ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب دَر بیاباں و انمود — اَبر چوں مُشکے دہن را بر کشود
جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بُرید نداز میاں زُنارہا
ایک جماعت ان عجیب معاملوں کیوجہ سے — کمر سے جنیئو کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں دَراز دیاد — زیں عجب[3] وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب (خیز واقعہ) کیوجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر نا پذیرا تُرش و خام — ناقصانِ سرمدی تُم الکلام
کچھ لوگ متاثر نہ ہونیوالے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شد

[1] مکاں۔ یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لامکاں۔ عالم بالا جو مکانیت سے منزہ ہے وفی السماء رزقکم۔ قرآن پاک میں ہے اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق۔ مناجات۔ سرگوشی۔ دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

[2] ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زنار ہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔

[3] عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصان۔ سرمدی جو ازلی ناقص تھے اوران میں حق کو قبول کرنیکی صلاحیت نہ تھی۔